

صحیفہ زریں  
جلد دوم

۷۸/۲۵

346



Checked  
1987  
CHECKED 1988

# مالک متحدہ آگرہ و اودھ

UNITED PROVINCES OF AGRA  
& OUDH.

نولکشور پریس لکھنؤ

# صحیفہ زرین

جلد دوم

بیادگارِ جشنِ جلوسِ مہینیت مانوس و دربارِ دربارِ تاجپوشی اعلیٰ حضرت  
قوی شوکت ملک معظم اید و ردہ ہفتم قیصر ہند خلد اللہ ملکوم و دم و لہتم  
جسین

قلمرو ہندوستان کے تمام صوبہ جات و مضافات و ملقات کے الیا ملک  
روسار کبار خطاب یافتگان عالی تبار شاہیہ نامدار و بزرگان فی اقتدار  
خاندانی اور ذاتی سوانح و حالات اور تصاویر و عجایب مندرج و مندرج ہیں  
تہذیب

خاکسارِ پرآگِ نرائن بھسار گو خادم کارخانہ اودھ اخبار  
مطبع منشی نول کشور سی آئی۔ ائی واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

۱۹۰۲ء



# متحدہ آگرہ واودھ

فہرست اسماء گرامی خطاب یافتگان و مشاہیر ممالک متحدہ آگرہ واودھ

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
			الف
۱۵۹	اوتیارام - پنڈت - بھٹا چارجی - مامو پادھیا - رئیس آگرہ آباد -		ابراہیم احمد - قاضی - شیخ - خان بہادر - رئیس مراد آباد -
۱۶۱	اسد اللہ خان - نواب - خان بہادر - رئیس میرٹھ - اطہر علی - منشی - خان بہادر - وکیل - منشی قانونی	۱۳۵	ابراہیم حسن - خان - خان بہادر - رئیس شاہجانبوہ
۱۳۹	انجن تعلقات ازلان اودھ - رئیس کا کوری - لکھنؤ -	۱۱۵	ابراہیم علی - سید - خان بہادر - رئیس بہت
۱۴۷	اکبر حسین - سید رضوی - خان بہادر - رئیس آگرہ آباد -		خلع مظفر نگر -
۱۵۰	امان سنگھ - راؤ - رئیس ہیر پور -	۱۴۳	اپندر ناتھ کھنجر لال - رائے صاحب - رئیس
۱۶۶	امانت فاطمہ بیگم - نواب - رئیس شاہ آباد ہرنوئی -		دیرہ دون -
۱۶۰	امربال سنگھ - رائے - رئیس پرتاب گڈھ -	۱۳۶	اتراج کپور - رائے گنگووال - خلع بہرائچ -
۱۸۰	مراد سنگھ - رائے بہادر - رئیس کانپور -	۲۲۷	احمد حسن - منشی - خان بہادر - رئیس رام پور -
	امولک رام - بیٹھ - رائے بہادر - رئیس	۱۸۵	احمد حسین - منشی - شیخ - خان بہادر - رئیس
۵۶	خوجہ بلند شہر -		اجورہ بزرگ فتح پور -
۲۳۰	امولیا رتن بھیاک - رائے بہادر - رئیس آگرہ	۱۸۶	احمد حسین - شیخ - خان بہادر - رئیس پراپوٹوان
۱۳۲	اندر نرائن - پنڈت - رائے - رئیس کانپور -		پرتاب گڈھ -
۱۸۱	اندر بکرم سنگھ - راجہ - رئیس الوہنجہ - لکھنؤ -	۴۶	احمد شاہ - نواب - سید - رئیس سر دھنہ -
	اندر حبیب پرتاب بہادر سہلے - راجہ - رئیس		خلع میرٹھ -
۲۲۳	مکھوہی گور کھپور -	۱۸۴	احمد علی خان - خان بہادر - رئیس بدایون
۲۳۲	انتظام الدین - شیخ - خان بہادر - رئیس بدایون	۱۲۷	حمد نور خان عرف محمد منگل خان - خان بہادر -
۱۶۰	اودت نرائن سنگھ - راجہ - رئیس تروا فرخ آباد -		رئیس شیر پور پٹی بھیت -
۲۱۱	اودت نرائن سنگھ - راجہ - رئیس رام نگر بارہ بنکی -	۱۰۲	

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۲۱	بھو پنیدر بہادر سنگھ۔ راجہ کنت۔ رئیس بجے پور مرزا پور۔	۲۱	اودے پرتاب سنگھ سی۔ ایس۔ آئی۔ راجہ بھنگہ ضلع ہراج۔
۲۵	بھوپ اندر کرم سنگھ۔ راجہ سی۔ آئی۔ ای رئیس پالگور ہراج۔	۲۲	اودے راج سنگھ۔ راجہ کاشی پورینی تال۔
۳۲	بھگوان بخش۔ راجہ۔ رئیس دنی ضلع بارہنگی بھگوان بخش سنگھ بندھلگوتی۔ راجہ ایٹھی	(ب)	
۱۹۱	سلطان پندر۔	۲۳۰	باسد یو سہاے۔ رلے بہادر۔ رئیس علیگڑھ
	بھگوتی پرشاد سنگھ۔ مہاراجہ۔ تحققدار	۱۸۸	بالکندر لے۔ رلے بہادر۔ رئیس آگرہ۔
۳	بلرام پور۔		مین بہاری جگر دوتی۔ بی۔ لے۔ رلے بہادر
	بیجنا تھ۔ لالہ۔ رلے بہادر۔ بی۔ اے۔	۱۶۸	رئیس بتارس۔
۵۲	رئیس دہلی۔	۱۷۸	بدری پرشاد۔ رلے بہادر۔ رئیس شاہجانیو
	بیجنا تھ سہاے۔ لالہ۔ رلے صاحب۔		برج نرائن رلے۔ رلے۔ رئیس پڑو نہ
۱۰۵	رئیس غازی پور۔	۹۲	ضلع گورکھ پور۔
	بیدرن کنور۔ رانی۔ اگوری برہم۔ رئیس	۲۹	بشنا تھ سنگھ۔ راجہ۔ رئیس برنیڈ ضلع انان
۳۳	راجپور مرزا پور۔	۱۳۴	بشیمب رنا تھ۔ رلے بہادر۔ رئیس آگرہ۔
	(ب)	۱۵۱	بشونا تھ سنگھ۔ راؤ۔ رئیس کانپور۔
			بشنا تھ سرن سنگھ۔ راجہ بہادر۔ راجہ
		۲۲۲	توئی ضلع رلے بریلی۔
			بلونت سنگھ۔ سی۔ آئی۔ ای۔ راجہ شقام
		۲۰۲	آدا ضلع ایٹھ۔
۱۱۳	پائیشوری پرتاب نرائن سنگھ۔ راجہ۔ رئیس سیتی۔	۱۶۵	بندار پرشاد۔ لالہ۔ رلے۔ رئیس الہ آباد
	پرہیل پرتاب سنگھ۔ راجہ۔ رئیس لکھنؤ		بنس پت سنگھ۔ مہاراد۔ راجہ۔ رئیس
۹۶	ضلع اٹواہ۔	۶۶	شکر گڑھ الہ آباد۔
۹۸	پرتاب بہادر سنگھ۔ راجہ۔ رئیس پرتاب گڑھ		بنیاد حسین۔ میر۔ خان بہادر۔ رئیس قادیان
۲۱۰	پرتاب بہادر سنگھ۔ راجہ۔ رئیس ٹھاری۔ طانہ	۱۳۷	ضلع بارہنگی۔

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۷۸	جگت بہادر۔ راجہ اُم ری۔ پرتاب گڈھ۔	۲۷۸	پرتاب بہادر سنگھ۔ راجہ مقام کرٹوار سلطانپور
۵۷	جگت نرائن۔ رلے صاحب۔ رئیس الد آباد		پرتاب نرائن سنگھ۔ سر کے سی۔ آئی۔ اسی
	جگموہن سنگھ۔ سی۔ آئی۔ اسی۔ راجہ اٹرا	۶	ہماراج بہادر۔ رئیس اجودھیا۔
۲۰۳	جنڈاپور۔ رلے بریلی۔	۲۲۹	پرتاب نرائن سنگھ۔ راؤ۔ رئیس کھنسی فرخ آباد
۷۱	جگن پرشاد۔ بابو۔ رلے بہادر۔ رئیس اگرہ	۱۵۰	پرتاب سنگھ۔ رلے۔ رئیس ساہن پور پنجپور۔
	جگن ناتھ۔ ساہو۔ رلے بہادر۔ رئیس	۲۳۱	پرسو کھتری۔ سردار بہادر۔ رئیس دیرہ دون
۸۹	پہلی بھیت۔	۲۳۰	پرماتند کنور۔ رلے بہادر۔ رئیس مراد آباد
	جمال الدین احمد۔ مرزا خان صاحب۔		پیشگیر ال۔ راجہ یا راجہ۔ رئیس۔ اسکوت
۱۳۰	رئیس بنارس۔	۱۵۲	کما یون۔
	جواہر پرشاد۔ منشی۔ رلے بہادر۔ رئیس		پنچم سنگھ۔ راؤ۔ رئیس سوا سانبوری۔
۵۱	فرخ آباد۔	۱۵۰	ضلع ہیر پور۔
۲۲۹	جواہر سنگھ۔ راؤ۔ رئیس پنجپور۔ لٹ پور	۱۴۹	جھاڑ سنگھ۔ راؤ۔ رئیس ترمیت۔ لٹ پور
۱۶۷	جواہر سنگھ۔ ٹھاکر۔ رلے بہادر۔ گڑھوال	۱۵۶	پیتم سنگھ۔ راؤ۔ رئیس کانپور۔
۱۴۴	جواہر لال در۔ پنڈت۔ رلے بہادر۔ کانپور		(ٹ)
۱۴۵	جوگیل کشور۔ رلے صاحب۔ رئیس مظفرنگر	۱۹۹	ٹھاکر پرشاد نرائن دیو۔ راجہ لہڈی بلیا۔
	جودھاسنگھ جیو دیو۔ راؤ۔ رئیس گگھوٹا		(ث)
۱۳۸	ضلع اٹا وہ۔		ثابت علی۔ سید سردار بہادر۔ رئیس الد آباد
۴۰	جے نئس کنور۔ لانی کیتھول۔ پرتاب گڈھ		(ج)
	جے کشن داس۔ راجہ۔ بہادر۔ سی۔ اسی	۱۴۲	جادو ناتھ لہدار۔ رلے بہادر۔ رئیس الد آباد
۱۰	آئی۔ رئیس مراد آباد۔		جانبلی کنور۔ رانی مقام پرپور ضلع گونڈہ۔
	(ج)	۱۸۱	جادو ناتھ لہدار۔ رلے بہادر۔ رئیس الد آباد
۱۹۷	چندر سیکھ۔ راجہ تعلقہ ارسینڈی کانپور	۳۹	جانبلی کنور۔ رانی مقام پرپور ضلع گونڈہ۔

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۵۶	دھرم راج سنگھ - راؤ - رئیس بٹی - کانپور	۵۹	چودھری بھنت سنگھ - رے بہادر - رئیس سیو ہارہ - بجنور -
۱۵۷	دھرم راج کنور - رانی راجہ بازار گروارہ - جونپور	۱۸۱	جیت سنگھ - راؤ - رئیس بھکر - اٹاواہ -
۱۳۷	دھیرج لال - منشی - رے بہادر - رئیس علیگڑھ		(ح)
۱۶۷	دیا کرشن - رے - رئیس جونپور -		حسین بخش - شیخ خان صاحب - رئیس دہرہ دون -
۲۰۱	دیوانت کمپور - رانی کیمبرہ ضلع کھیری -	۱۲۵	حمید الظفر خان - خان بہادر - رئیس ریاست رام پور -
۶۳	دیپی پرشاد - بابو - رے بہادر - رئیس لکناؤ	۱۳۶	حمیل خان - سردار - صوبہ دار بہادر - رئیس بارہ غازی پور -
۲۲۵	دیپی پرشاد - لالہ - رے صاحب - الہ آباد	۱۳۱	(د)
۱۵۶	دیپی سنگھ - راؤ - رئیس رجوڑہ ضلع ملتان پورہ		داراشکوہ خان عرف محمد بالا خان - خان بہادر رئیس شیر پور علی بھیت -
۲۱۲	دیپی سنگھ - چودھری - رئیس سورہ ضلع میرٹھ		دامودر داس - منشی - رے بہادر - رئیس ملتان
	(ڈ)		دامودر شاستری - پنڈت - جہا موہا دھیا - رئیس بنارس -
۱۵۱	ڈال سنگھ - راؤ - رئیس نائل شاہجہا پور	۱۰۳	دراگ پرشاد - بابو - رے بہادر - فرخ آباد
	(ڈ)	۷۲	دراگ پرشاد کپور - تعلقات سندیلہ -
	(ڈ)	۱۷۶	درگا سنگھ - بھاکر - رے صاحب - رئیس بارہ بٹی
	راجندر ناتھ - چودھری - رے بہادر -	۱۲۶	دودار کا سنگھ - پنڈت - سر - رے بہادر - رئیس مراد آباد -
۲۲	رئیس جمہور پور -		
۱۵۷	رادھا موہن - رے - رئیس الہ آباد -		
۸۷	رام پال سنگھ - راجہ - تعلقات کالا کا نکھر ضلع پرتاب گڑھ -		
	رام پال سنگھ - راجہ - رئیس کوری - سرھولی		
۱۲۱	ضلع رے بریلی -		
۱۷۳	رام پرتاب سنگھ - راجہ - رئیس بین پوری		
۱۷۷	رام پرتاب سنگھ - راجہ مانڈہ ضلع الہ آباد -		

صفحہ	نام مع خطاب سکونت	صفحہ	نام مع خطاب سکونت
۱۲۲	سرگبیر سنگھ - راجہ - رئیس رُودر ضلع اٹاودہ	۱۶۰	رام چرن داس - لالہ - رائے بہادر - رئیس اکہ آباد -
۱۵۸	رگھونندن پرشادیشی - رائے بہادر - رئیس بنارس -	۴۰	رام دین - رائے بہادر - رئیس نیمگناؤن ضلع کھیری -
۱۴۱	رگھوناتھ راو - دکر - راجہ - مشیر خاص بہادر رئیس گوالیار -	۲۲۰	رام رحیمپال - بابو - رائے بہادر - رئیس فرخ آباد -
۱۴۲	رگھوناتھ سنگھ - راجہ - رئیس سکری جالون	۳۷	رام سنگھ - جو دیو - راجہ رام پورہ ضلع جالون
۲۲۱	رگھوراج بہادر سنگھ - راجہ - رئیس ہڑاہہ ضلع بارہ بنکی -	۱۲۸	رام سنگھ - بھٹاکر - رائے - رئیس اکبر پور کانپور
۱۵۲	رنجیت سنگھ - چودھری - رائے بہادر - رئیس شیرکوٹہ بجنور -	۱۷۶	رام سنگھ - راجہ - بانسی ضلع بستی -
۲۰۰	رنیر سنگھ - راجہ - رئیس دبرہ دون -	۹۳	رام سرنداس - بابو - ایم - لے - رائے بہادر - رئیس فیض آباد -
۱۶۹	روپ ساہ دیو جو - راجہ - جگن پور ضلع جالون	۲۲۹	رام گوپال بوس - رائے بہادر - رئیس بنارس
۱۴۳	روح اللہ خان - حاجی - حافظ - خان بہادر رئیس اٹاودہ -	۱۰۸	رام لال حکمپورتی - بابو - رائے بہادر - رئیس لکھنؤ -
۸۶	رُودر پرشاد سنگھ - راجہ رئیس سنگرولی - مرزا پور	۲۱۶	رام مسر - شاستری - سوامی - جامو پوچھیا رئیس بنارس -
	(ف)	۲۰۱	رامیشور بخش سنگھ - راجہ مقام برہم سنگھ پور ضلع رائے بریلی -
۱۳۴	زاہد حسین - سید - خان بہادر - رئیس الہ آباد	۲۲۵	راگھو سرچہ سرن سنگھ - راجہ رام گدھ مرزا پور
۴۵	زیب النساء رانی - جہانگیر آباد - بارہ بنکی -	۱۷۹	رُودر پر تاب ساہ - راجہ دیرہ سلطان پور
۷۸	زین العابدین - سید - خان بہادر - رئیس علی گڑھ -	۲۱۸	رُودر پر تاب سنگھ - دیوان - رئیس وریاڈھیم پر تاب گڑھ -
	(س)	۴۹	رضا حسین - سید - خان بہادر - رئیس بریلی
۲۰	سالگ رام - پیڈٹ - رائے بہادر - غازی پور		

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
	(ش)	۲۲۴	سانول سنگھ - راجہ - رئیس راجہ طر ضلع ایٹہ
		۲۰۲	سجیت پرشاد سنگھ - راجہ رئیس بنارس -
	شعبان علیخان - راجہ - حاجی - سید -	۲۳۱	سداد احمد - حکیم - خان بہادر - رئیس سہارنپور -
۹۲	خان بہادر - تعلقہ دار سلیم پور - لکھنؤ -	۱۹۶	سردار - دو بے - ہماہو پادھیال - رئیس بنارس -
۱۹	شیام سنگھ - راجہ - تاج پور - بجنور -		سید عیشی پرشاد نرائن سنگھ - رے بہادر -
	شیو بخش رے - بابو - رے بہادر - رئیس -	۲۲	رئیس سلیم گڑھ گورکھ پور -
۹۵	کھیری لکھیم پور -	۱۵۹	سردار سنگھ - راجہ بہادر - مقام کٹھہ چھانسی -
۱۹۰	شیو پال سنگھ - راجہ مراد موضع رے بریلی -		سری پت - بابو - رے بہادر - بکس -
۱۲۴	شیو پرشاد - لالہ - رے بہادر - رئیس کانپور -	۱۱۶	برہوان ضلع ہنتی -
۸۵	شیو درشن سنگھ - راؤ - رئیس سنگولی - مرزا پور -		سری رام - لالہ - رے بہادر - رئیس نانوتہ -
	شیو راج سنگھ - رانا - تعلقہ اتر تھری و کھجور -	۸۹	ضلع سہارنپور -
۳۳	گانون -		سری رام - آنر بیل - بابو - ایم - لے - رے بہادر -
۱۶۵	شیو راج سنگھ - راؤ - رئیس بدایون -	۱۵۳	تمہ یافتہ قیصر ہند رئیس فیض آباد و لکھنؤ -
	شیو کار - شاستری - پنڈت ہماہو پادھیال -		سری کرشن دت - دو بے - راجہ - بدلہ پور -
۴۸	رئیس بنارس -	۲۲۵	جونپور -
	(ص)	۴۴	سرفراز بیگم - رانی - تعلقہ دار بہادر نگر - ہراج -
			سوبرامینا شاستری - پنڈت ہماہو پادھیال -
۲۳۲	صفدر حسین - خان بہادر - رئیس بنارس -	۲۲۳	رئیس بنارس -
۶۵ الف	مدرت کنور - رانی تعلقہ دار کھیری گڑھ ضلع کھیری -	۱۷۴	سکھ منگل سنگھ - راجہ شاہ موٹہ - رے بریلی -
	(ظ)		سید کا بخش سنگھ - ٹاکر - رے بہادر -
		۱۱۵	رئیس جونپور -
	ظہیر اللہ خان - خان بہادر - رئیس -		سیف اللہ خان - منشی - خان صاحب -
۱۱۲	رام پور -	۲۳۲	رئیس کانپور -

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۰۳	غلام غوث - خواجہ - خان بہادر - ذوالقدر رئیس الہ آباد -	(ع)	
	(ف)	۱۶۵	عبدالحی - شیخ - خان بہادر - رئیس بلی بھیت
۱۲۵	فتح سنگھ - راجہ - رئیس پوایان - شاہ جہانپور	۱۴۴	عبد الغفور - مولوی - خان بہادر - الہ آباد
۲۲۸	فتح علیخان - نواب - نواب گنج بہار گج -		عبد الکرم - شیخ - حافظ - سی - آئی - ای -
۱۲۳	فتحیاب خان - خان بہادر - رئیس رام پور	۲۰۵	سی - ڈی - او - رئیس اگرہ -
	فرید الدین احمد - مولوی - سید - خان بہادر		عبد الکرم - حافظ - شیخ - خان بہادر -
۱۳۹	رئیس کرنا - الہ آباد -	۲۰۷	سی - آئی - ای - رئیس میرٹھ -
۲۳۲	فصیح الدین - قاضی - خان بہادر - میرٹھ		عبد اللہ بن یوسف علی - ایم - لے - ایل
	(ق)	۱۹۳	ایل - ایم - کیمبرج ایم - ار - لے - ایس
	قادر بخش - حاجی - شیخ - خان بہادر -		انڈین سول سروس - بیرسٹریٹ لا -
۱۱۹	رئیس فیض آباد -		ولکن ان (رئیس سہارنپور -
	(ک)		علی احمد خان - واسطی - مولوی - سید
	کاشی ناتھ - بھواس - رلے بہادر -	۸۰	خان بہادر - رئیس سندیلہ - ہر دوئی -
۲۱	رئیس بنارس -	۲۱۹	علی جان - سید - خان بہادر - رئیس جونپور
۱۳	کارنلیا سہراب جی - مس -	۲۲۷	نعلی حسین خان - نواب - رئیس فٹیچور -
۱۲۶	کالی چرن - مسر - راجہ - رئیس بریلی -	۱۹۹	علی عباد - سید - خان صاحب - رئیس الہ آباد
۱۲۵	کدار ناتھ - پنڈت - رلے بہادر - رئیس الہ آباد		عنایت حسین خان - منشی - خان بہادر -
۱۱۱	کرشنا سہا - رلے بہادر - رئیس منی ۳۱ -	۱۳۸	رئیس الہ آباد -
۲۲۹	کرشنا سنگھ - مانوال - رلے بہادر - رئیس لکھنؤ		(غ)
			غلام حیدر خان - سید - نقوی - رئیس
		۲۱۷	جاس - رلے بریلی -

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۰۹	گرج سنگھ - راؤ - رئیس کچیسر - بلند شہر	۱۶۸	کرشن پرشا سنگھ - رے - رئیس بھدری - پرتاب گڑھ
۱۲۹	اگر سرن داس - لالہ - رے - رئیس سہانپور	۷۷	کرشن راؤ - پنڈت - رے صاحب - جھنسی
۲۲۹	گلشن چندر رے - رے بہادر - رئیس غازیپور	۶۵	کرشن کمار راجہ رئیس سسپور ہزاری - مراد آباد
۲۲۳	گنگا دھرتا ستری - پنڈت - ہما موہا دھیا بنارسی	۱۲۴	کریم خان - صوبہ دار - سردار بہادر - رئیس ناؤ
۱۶۴	گنگا سنگھ - رے بہادر - رئیس بنارس	۳۱	کرشن دت سنگھ - راجہ مقام ادیل سکیری
۴۶	گو بند پرشا دہارگو - بابو - ایم - ایس - ای - رئیس لکھنؤ	۳۸	کرشن کنور - رانی مقام رامپور رئیس غظم گڑھ
۱۶۷	گو بند جس - لالہ - رے بہادر - رئیس کنکل		کلا نند برتھوال - پنڈت - رے بہادر - رئیس
۱۷۳	ضلع سہانپور	۱۶۳	گرٹھوال
۱۷۳	گو بند سنگھ - راجہ بیونا - جالون	۱۲۸	کلیان سنگھ - رے بہادر - رئیس علی گڑھ
۶۲	گو کل چندر - رے بہادر - رئیس فیض آباد		کندھیا بخش پال سنگھ - رے بہادر - رئیس
۲۳۲	گیندن لال - بی - اے - رے بہادر - رئیس میرٹھ	۹۲	بان پور - رستی
	(ل)		کوسل کشور پرشا دت بہادر - راجہ مچھولی
۲۲۱	لاجہ سنگھ - سردار - رئیس جہان ضلع ہراج	۱۸۲	گورکھپور
۲۱۷	لاکھن سنگھ - ٹھاکر - راؤ بہادر - رئیس	۲۲۹	کھیترا چند راویا - رے بہادر - رئیس الہ آباد
۲۱۷	پدھولی - ضلع بریلی	۱۴۵	کیشری نرائن - رے - رئیس الہ آباد
	لالتا پرشا د - ساہو - رے بہادر - رئیس		کیلاش چندر شرمنی - پنڈت - ہما موہا دھیا
۷۰	پیلی بھیت	۲۲۲	رئیس بنارس
۲۲۰	لال شیو رام سنگھ - راجہ - رئیس ارگن فنجپور	۴۲	کیمری سنگھ جودو - راجہ بھریم ضلع اٹاوہ
۱۷۸	لجھمن سنگھ - راؤ - رئیس جھانسی		(گم)
۱۸۴	لکشمی شنکر - مسر - پنڈت - رے بہادر - بنارسی		گجنند سنگھ - کنور - چودھری - رے حسب
		۶۰	رئیس ترولی - مراد آباد



نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ
لوک سنگھ - راجہ بھبھینی پائتر گونڈہ -	۱۸۸	محمد سلامت خان - راجہ - رئیس اعظم گڈھ	۱۱۳
(م)		محمد سمیع اللہ خان - مولوی - سی - ایم -	
مادھو رام - رلے بہادر - رئیس کانپور -	۲۳۰	جی - رئیس دہلی -	۱۴۰
مادھو سنگھ - راجہ - تعلقہ دار بہراؤ ضلع ہرنئی	۱۷۰	محمد شبلی - مولوی - شمس العلماء - رئیس اعظم گڈھ	۵۷
مادھو سنگھ - رلے بہادر - رئیس جونپور -	۱۸۷	محمد صدیق خان - راجہ - نان پارہ ضلع بہرائچ	۱۸
متھرا موہن مکرجی - رلے صاحب الہ آباد	۲۳۱	محمد عباس علیخان - میرزا بہادر - رئیس لکھنؤ	۷۳
محبوب عالم - مولوی - خان صاحب - رئیس		محمد عبدالکلیل - مولوی - عثمانی - شمس العلماء	
نینی تال -	۲۳۲	رئیس بنارس -	۹۱
محمد امیر حسن خان - راجہ - سر - کے - سی -	۹	محمد عبد الرحیم - خان بہادر - رئیس غازی پور	۲۳۱
آئی - اسی - ممتاز جنگ بہادر - راجہ محمود آباد	۱۶۱	محمد عبد الحامد - مولوی - خان بہادر -	
محمد باقر علیخان - مرزا - نواب - رئیس لکھنؤ	۱۶۱	رئیس سہارنپور -	۶۱
محمد تصدق رسول خان - راجہ - آنر بیل -	۱۷	محمد علی - بیدار بخت - بہادر - مرزا رئیس لکھنؤ	۱۷۷
سی - ایس - آئی - رئیس جہانگیر آباد - بارہ بنکی	۲۲۶	محمد علی - سید - بی - لے - رسول سروس	
محمد جان - چودھری - تعلقہ دار سندھیلہ ہرنئی	۱۷۶	رئیس علی گڈھ -	۱۹۳
محمد حامد بخش - مولوی - حاجی - خان بہادر	۹۶	محمد غفور خان - نواب - رئیس علی گڈھ	۲۳۰
رئیس بدایون -	۱	محمد فیاض علی خان - ممتاز الدولہ - نواب	
محمد حسن علی - شہزادہ - سلیمان قدر میرزا بہادر		رئیس پھاسو - بلند شہر	۲۳
رئیس لکھنؤ -		محمد کاظم حسین خان - راجہ - رئیس بلہرہ -	
محمد حسین علی خان - سردار بہادر - رئیس	۲۳۰	بارہ بنکی -	۳۴
علی گڈھ -		محمد محسن - سید - خان بہادر - ذوالقدر	
محمد حسین - مولوی - حافظ - خان بہادر	۱۴۳	رئیس جونپور -	۱۳۳
رئیس الہ آباد -		محمد مصطفیٰ - سید - خان بہادر - رئیس جونپور	۱۶۲
		محمد ممتاز علیخان - منشی - خان بہادر - رئیس	

نام مع خطاب و سکونت	صفحه	نام مع خطاب و سکونت	صفحه
رئیس بریلی -	۲۴	رئیس براون - اله آباد -	۶۸
محمد ممدی علی خان - راجه - رئیس حسن پور		هما راج نرائن شیو پوری - رله بهادر -	
بند صوا - سلطان پور -	۱۰۵	رئیس بنارس -	۱۳۵
محمد نصرت علی - چودھری - خان بهادر -		مدی علی خان - سید - مولوی - نواب	
رئیس لکنؤ -	۷۴	محسن الملک محسن الدوله منیر نواز خٹک بهادر	
محمد ہاشم خان - میر - رسالدار میجر -		رئیس علی گڑھ -	۱۵
سردار بہادر - رئیس سینا پور -	۱۰۰	مندرسنگھ - چودھری - رئیس بانگر موہاناؤ	۱۰۴
محمد یوسف علی خان - نواب - رئیس علی گڑھ	۸۱	مندرمان سنگھ - راجہ بہادر ضلع آگرہ -	۱۷۱
مراری لال - رله صاحب - رئیس اله آباد	۲۳۱	مندروناتھ - عمدہ دار - رله بہادر -	
مرلی منوہر - رله بہادر - رئیس لکنؤ	۲۲۳	ایل - ایم - ایس - ایف - اے - یو - رئیس	
مسوچن خان - منشی - خان بہادر - رئیس		بارہ بنکی -	۱۸۶
شناہجا پور -	۱۴۲	میش پر تاب سنگھ - راجہ انوالاضلع گوکھپور	۱۷۵
مصطفیٰ حسین - رئیس بھلول - چودھری -		میش چندر - نیاسے رتن سی - آئی - اے -	
رئیس سوہمہ - بارہ بنکی	۱۲۳	عامو بادھیا - رئیس تاریت ضلع ہوڑہ	۱۹۵
مظفر بخت - مرزا - رئیس بنارس -	۱۵۸	میرالنفات حسین - خان بہادر - رئیس سیٹھ	۱۲۴
ممتاز علی خان - راجہ بلا سپور - اترولہ			
گوندہ -	۱۸۳	(ن)	
مینشو رنجش سنگھ - راجہ مقام ملا پور -		نادر بخت - مرزا - رئیس بنارس -	۱۵۹
کھیری -	۳۰	نقحہ مل - سیٹھ - رله بہادر - رئیس خوجہ	
مولوی سید امجد علی - شمس العلما - رئیس		بلند شہر -	۵۵
الہ آباد -	۳۲	نجم الدین حسین - سید - خان بہادر - رئیس	
موہن لال - بابو - رله بہادر - بریلی	۵۸	رله بریلی -	۱۲۸
ہما بیر پرشاد نرائن سنگھ - رله بہادر -		نذر محمد خان - خان بہادر - رئیس شکوہ آباد	۱۰۹

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۵۴	نہال چند - آنریبل - رلے بہادر - رئیس منظر نگر۔	۱۲۷	نرائن داس - منشی - رلے بہادر - رئیس لکھنؤ نرپت سنگھ - راجہ - رئیس اسوگر - ضلع فتح پور۔
	(۵)	۸۳	نرندر بہادر پال - راجہ مولی ضلع بستی۔
۷۵	ہرن چندر کمر جی - رلے صاحب - رئیس تاپس ہری کرشنا پنت - پنڈت - رلے صاحب رئیس الموڑہ۔	۱۳۳	نرندر سنگھ - راجہ ہردوئی ضلع جالون۔
۱۴۹	ہمچل سنگھ - راؤ بہادر - رئیس بڑھ پورہ اٹاوا۔	۱۹۲	نروتم سنگھ - راجہ رئیس مین پوری۔
۱۸۰	ہمیر سنگھ - راؤ - رئیس بانپور - لالت پور ہیت رام - پنڈت - سی - آئی - اسی رئیس بریلی۔	۱۹	نری کشتن پت - رلے بہادر - رئیس اجوہیا فیض آباد۔
۱۶۸		۲۲۹	نظیر حسن خان - حکیم - مرزا - خان بہادر رئیس لکھنؤ۔
۴۰		۲۱۴	نوبین چندر چکرورتی - رلے بہادر - رئیس اگرہ۔

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۶	۶۰	۶۱
۱۰	۸	۶۲	۶۳
۷۲ - الف	۱۲	چندر نبی	سورج نبی

# ملک متحدہ آکرہ واوہ

محمد حسن علی شاہ اودہ پیلان قدر مرزا بہادر آپ بہت مکان حضرت  
 محمد امجدی علی شاہ مغفور چہارم شاہ اودہ کے خات اصغر ہیں۔ نواب مغفور بہو بہا جہ جنگ  
 بطن مبارک سے آپ ہیں بادشاہ کی نہایت مرزنگوہ تحمین آنکے پانڈان کے خچ کے  
 لیے سات ہزار روپیہ ماہوار مقرر تھے آپ بلوہ لکھنؤ میں حضرت محمد علی شاہ کے عہد میں  
 جو آپ کے جد بزرگوار ہیں ۱۰ دسمبر ۱۷۳۹ء کو پیدا ہوئے۔ اسی روز بادشاہ نے آپ کے  
 اسم مبارک کی تہ و تاج و تمشیر و خلعت واسپ اور فیل عنایت کیا اور آپ کی ولادت  
 کی خوشی میں اکاون خدب کی سلامی سر ہوئی اور داروغہ توپخانہ کلان مظفر علی خان بہا  
 کو سات پارہ کا خلعت مرمت ہوا اسی روز دو اٹامین اور آٹھ پیش خدمتین اور طارم پیش  
 حضرت محمد علی شاہ کے انتقال کے بعد آپ کے والد ابو الظفر مسلح الدین شریا جاہ حضرت  
 امجد علی شاہ ۵۔ بیج الشانی ۱۷۵۶ء کو سربراہ اس سلطنت ہوئے۔ ۱۷۶۲ء میں  
 آپ کی تقریب بسم اللہ عمل میں آئی۔ اس خوشی میں داروغہ سید محمد میر کو خلعت اور خطاب  
 تمشیر الدولہ مرمت ہوا۔ اس روز تمام شہر سرٹ پوش تھایا مانگ کر سہر جان کو صاحب  
 رزمینٹ بھی سرٹ جامہ و دستارہ دیکھتا پایا پوش ہیں کر شریک دربار ہوئے۔ مغفور الدولہ  
 میر امام پیش نماز۔ میر اولاد علی تالیق۔ مانی رقم خان خوشنویس آپ کی تعلیم کے لیے مقرر

ہوے اس طرح آپ کی خدمت کے لیے ایک بہت بڑا علمامور ہوا جسکی تنخواہ آپکی والدہ  
جناب عالیہ متعالیہ کے یہاں سے ملتی تھی۔ بادشاہی علمین جو آپکی خدمت کے لیے  
معین ہوا دس ہندوستانی سوار۔ پانچ ترک سوار۔ ایک کپنی تلنگہ۔ ایک پلٹن۔ ایک تمن۔  
بیس برجھی بردار۔ پانچ تلم بردار۔ پانچ بجالہ بردار۔ سات زنجیر فیل۔ بیس راس اسپ جنین  
چار خاصہ کے اور باقی مقصدی اور مصاحبوں کی سواری کے لیے تعینات تھے۔ انکے  
علاوہ پانچ منرل تھے۔ پانچ گاڑیان۔ پانچ چھکڑے۔ پچاس زرگاؤ۔ پچاس گاؤ میش۔  
دو سکپال۔ نفرئی وطلائی ہوئے شیر وچیتے اور ہرن شکار کے لیے مرحمت ہوئے۔ آغا مرزا  
برجھیت۔ میر علی چھکیت۔ خلیفہ طہی ٹپت۔ اصالت خان بنکیت۔ پہار خان چابک۔  
شہسواری اور ورزش اسلحہ کی تعلیم کے لیے مقرر ہوئے۔ چتر منرل آپ کی قیام گاہ تھی  
اور بادشاہ چارم بھی وہیں رہتے تھے۔ آپ جمعہ یوم لتعطیل کو صبح خواہ شام ہوا خوری کو  
مع تمام جلوس و ماہی مراتب کے نکلتے تھے۔ علاوہ دربار و چاء پانی و عید گاہ و جمعہ کے  
آپ کو دو لقمہ سہ باہر نکلنے کا حکم تھا اور آپ کی سیوہ خوری کے لیے سات ہزار روپے  
ماہوار ملتے تھے۔ حضرت امجد علی شاہ کی رحلت کے بعد ۲ صفر ۱۰۲۳ھ مطابق ۱۷۰۷ء کو  
سلطان عالم حضرت محمد واجد علی شاہ نے تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ وہ بھی آپکے ساتھ کمال شفقت  
اور محبت سے پیش آئے بعد آپکی والدہ جناب عالیہ متعالیہ اور آپ اپنے مکان حضرت گنج میں اٹھ آئے  
مگر اٹھویں روز دربار میں برابر جایا کیے۔ اسی عہد میں اپکا عقد آپکے عم مکرم مرزا عظیم الشان  
بہادر کی دختر نیک اختر سے ہوا۔ حضرت محمد واجد علی شاہ مرحوم آپکی شادی میں شریک ہوئے  
آپکی مختلف ازواج سے کئی اولادین ہوئیں اور اب آپکے بیٹے بیٹیاں۔ پوتے پوتیاں۔  
نواسے نواسیاں اور کوانسے موجود ہیں۔ جب ۷ فروری ۱۰۵۶ھ کو سلطنت اودھ کا انتراع  
عمل میں آیا تو آپ حضرت واجد علی شاہ کے ہمراہ کانپور و بنارس ہوتے ہوئے کلکتہ گئے۔  
ایک مہینے کے بعد بادشاہ نے آپ کو رخصت کیا اور آپ لکھنؤ کو واپس آئے۔ اس زمانہ

میں یہاں غدر تھا مگر اس پر آشوب ہنگامہ میں آپ اور آپکی والدہ ماجدہ نے برٹش رفاقت کو ترجیح دی اور کئی مہینہ تک مختلف مقامات پر قیام رکھا اور بعد تسلط پھر واپس آئے آپ کو گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ خاص ارادت ہے۔ آپ کو اخبار بینی۔ شعر و سخن۔ علم تاریخ۔ کتب بینی۔ مناظرہ سیاحت۔ تعمیرات۔ علم سیمزرم واسپرچو ایلزرم سے بہت بڑی پسند ہے۔ آپکا ہندی اور اردو کلام نہایت پاکیزہ ہوتا ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ آپ کا بہت بڑا اکرام و احترام کرتی ہے۔ دربار گورنری اور وائسرائے میں آپکی کرسی کا نمبر اول ہے۔ ۱۹۷۱ء میں جب ہزار کلسنسی لارڈ کرزن لکھنؤ میں تشریف لائے تھے تو آپ سے خصوصیت کے ساتھ ملاقات کی تھی آپ حرمین شریفین کی زیارات سے بھی شرف ہو چکے ہیں۔ سکونت لکھنؤ۔



بجگو تپیشا د سنگھ۔ مہاراجہ۔ تعلقہ ایلرام پور۔ آپ ۱۹۷۱ء جولائی ۱۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپ جنوار چھتری ہیں یہ خاندان چودھویں صدی کے وسط میں وادی نربدا سے آکر اودھ میں آباد ہوا تھا۔ سردار سوم نبھی کی (جسکا قیام قلعہ پاؤاگر ٹھہر حد و گجرات میں تھا) چھ اولادوں میں سے سب سے چھوٹے بریار ساہ نے اسلامی فوج میں ملازمت اختیار کی اور رسالہ داری کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۱۳۲۷ء میں سلطان فیروز شاہ تغلق نے سید سالار کی زیارت کا غم کیا بریار ساہ اُن کے ہمراہ ہوئے انگوٹھرون سے ضلع کے مشرقی حصہ کے صاف کرنے کی خدمت سپرد ہوئی اس فرض کو انھوں نے کچھ ایسی خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ بادشاہ نے خوش ہو کر انکو یہ علاقہ بخش دیا۔ رسالہ دار نے اکونا جسکا نام خانپور مہاوا تھا اپنی قیامگاہ تجوڑ کی۔ بریار ساہ کی ساتویں پشت میں گنیش سنگھ ہوئے جنکے بھائی مادھو سنگھ نے اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر اپنی ایک جد اشاخ قائم کی۔ اُن کے فرزند بلرام داس نے شہنشاہ جہانگیر کے آغاز عہد حکومت میں موجودہ بلرام پور کو آباد اور اپنے چچا زاد بھائی راجہ پھن نرائن سنگھ کی معاونت سے سرداران ہتھورا و اتھور

کو نیست و نابود کر دیا۔ بلرام داس کے جانشینوں نے تلسی پور کے کرُمیون پر بھی اپنا  
 سکہ جایا اور مشرقی حد کے متعلق برابر اُترولہ کے پٹھانوں سے مجادلہ ہوتا رہا۔ اس خاندان  
 نے اپنی فتوحات سے بہت بڑی جائداد بڑھائی۔ ۱۷۷۷ء میں راجہ نول سنگھ ریاست  
 بلرام پور کے مالک ہوئے۔ یہ نہایت بہادر اور شجاع اور جنگ آور تھے انھوں نے  
 شاہی ناظموں کو بھی پسپا کیا۔ نول سنگھ کے دو فرزند تھے۔ فرزند اکبر تھوڑی عمر میں انتقال  
 کر گئے اور ان کی تمام عمر تلسی پور راج سے لڑتے لڑتے گزر گئی۔ فرزند اصغر راجن سنگھ  
 ۱۷۸۷ء میں اپنے والد کی وفات کے بعد راجہ ہوئے اور ۱۷۹۳ء میں اپنے قرب  
 کے راجہ بھنگا سے دو جنگوں کے بعد انتقال کیا۔ ان کے جانشین راجہ جے نرائن سنگھ  
 ہوئے جو اولاد مر گئے۔ ۱۷۹۳ء میں ان کے چھوٹے بھائی ہمارا راجہ سردگبے سنگھ  
 کے سی۔ ایس۔ آئی۔ ان کے جانشین ہوئے اور ایک مدت دراز تک نہایت عمدہ طور  
 سے کاروبار ریاست کو سرانجام دیکر ۱۸۸۲ء میں رجسٹ فرمائی انھوں نے غدر کے  
 پر آشوب زمانہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کی خدمات کمال خیر خواہی اور جان نثاری سے انجام  
 کی تھیں انھیں ممتاز خدمات کے صلہ میں انکو تلسی پور کارسار پر گنہ جو ضلعی میں آچکا تھا  
 گورنمنٹ عالیہ نے عطا فرمایا اسکے علاوہ ضلع بہرائچ میں بھی انکو ایک بڑا علاقہ مرحمت  
 ہوا اور ان کے جملہ موروثی علاقہ میں دس فیصدی جمع سرکاری معاف اور مرفوع القلم  
 کر دی گئی۔ وہ عدالتہائے دیوانی کی حاضری سے مستثنیٰ ہوئے ان کے پانچ سو ہزار اہل گیت  
 اسلحہ کے اثر سے بری قرار پائے۔ انکو ہمارا راجہ بہادر اور کے سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب بھی  
 مرحمت ہوا تھا اور وہ ضربِ ثپ کی سلامی کا اعزاز حاصل تھا ۱۸۷۷ء میں تعلقہ داران اودھ کے  
 اولین صدر انجن تھے اور کچھ عرصہ کے لیے حضور وائسرائے کی مجلسِ اصفان آئین و  
 قوانین کے ممبر بھی رہے تھے۔ انکا نام مع دیگر چار تعلقہ داران اودھ کے لارڈ کیننگ صاحب  
 کے اعلان میں باعتراف خیر خواہی مذکور ہوا ہے۔ راجہ بھگوتی پرشاد سنگھ ہمارا راجہ دگبے سنگھ

ہوا۔ نیارپور کے گورکھ نسی تعلقدار کی بغاوت رفع کرنے میں انھوں نے جو دلیری اور  
 بسالت ظاہر کی اسکی قدردانی میں وہ قائم جنگ کے خطاب سے سرفراز کیے گئے جبکہ  
 نوکر سرولیم سلیم کے روزنامچہ میں تفصیل مندرج ہے دربار سلطانی سے انکو راجہ راجگان اور سرکوب  
 سرکشان کا خطاب بھی عطا ہوا تھا۔ ۱۸۵۵ء میں راجہ بختاؤ سنگھ نے قضا کی اور اپنے  
 بھتیجے اور متبنتی فرزند مہاراجہ مان سنگھ کو اپنا جانشین چھوڑا۔ مہاراجہ مان سنگھ نے ۱۸۵۶ء  
 میں گورنمنٹ انگلشیہ کی اس صوبہ میں نمود حکومت کے لیے کارہائے نمایاں انجام دیے۔  
 انھوں نے اپنے قلعہ شاہ گنج میں بہت سے یورونیون کو پناہ دی اور انکو بحفاظت تمام  
 منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ ان خدمات کے صلہ میں انکو مہاراجہ کا خطاب عطا ہوا۔  
 اور راجہ گوندہ کا وسیع علاقہ جو بغاوت کی علت میں ضبط ہوا تھا مرحمت ہوا مہاراجہ  
 نے انجمن تعلقداران قائم کر کے اس طبقہ پر بہت بڑا احسان کیا اور وہ اودھ کے متعلق تمام  
 مشکل مسائل کو نہایت خوبی سے طے کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس انجمن کے انعقاد  
 سے تعلقداروں کی آئندہ نسلوں کے حقوق کا جو تحفظ ہوا وہ انکی خوش تدبیری اور دراندیشی  
 کا ایک مستقل اور دوامی یادگار ہے۔ ۱۸۶۹ء میں مہاراجہ مان سنگھ کو کے سی ایس آئی  
 کا خطاب ملا۔ اور ہر گھنٹہ گورنر جنرل نے تمغہ عطا کرتے وقت سر دربار انکی ان خدمات  
 بابتہ کا شکریہ ادا کیا حال میں تعلقداران اودھ نے انکی یادگار میں انکی ایک سنگی شبیہ  
 بصرف کثیر تیار کر کے بارہ دری قیصر باغ میں نصب کی ہے۔ اس تقریب سعید کے وقت  
 تعلقداران اودھ کا ایک بہت بڑا مجمع تھا اور انکے علاوہ سرجے جے ڈی لاٹوش لفٹنٹ  
 گورنر مالک متحدہ اور سر جان وڈ برن مرحوم لفٹنٹ گورنر بنگال شریک جلسہ تھے۔ مہاراجہ مان سنگھ نے  
 ۱۱۔ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو رحلت فرمائی مہاراجہ پرتاب سنگھ انکے نواسے اور جانشین ہیں انکی وراثت کے متعلق  
 عرصہ تک مقدمہ ہوتا رہا آخر گورنمنٹ نے آپکو مہاراجہ مرحوم کا جائز وارث قرار دیا اور آپ ۱۸۷۶ء  
 میں مسند نشین ہوئے۔ ۱۶ فروری ۱۸۸۷ء میں آپ کو خطاب مہاراجگی مع شمشیر و کمربند

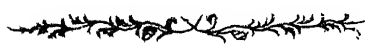


مرصع عنایت ہوا اور ۲۱ جولائی ۱۸۹۱ء کو گورنمنٹ نے لقب مہاراجہ بہادر اجدھیا تسلیم فرمایا۔ ۱۸۹۹ء میں آپ کو خطاب کے سی۔ آئی۔ ای۔ مرحمت ہوا اور ۱۸۹۷ء میں بہ تقریب جشن جوہلی حاضری عدالت سے اور ۱۸۹۷ء میں قانون اسلمہ کے اثر سے مع اپنے کثیر التعداد ملازمین کے مستثنی ہوئے۔ آپ دہلیسے کی ایجیلیٹو کونسل اور صوبجات ہذا کی ایجیلیٹو کونسل کے کئی بار ممبر رہ چکے ہیں جو آپ کی روشندماغی و ہر دغریزی پر دلالت کرتا ہے۔ قانون کورٹ آف وارڈز تعلقداران کی ضرورت کے بموجب پاس کرانے اور قانون علاقہجات محفوظہ کے اجرا میں ایکلی سعی اور کوشش مبلغ نہایت مشکور ہوئی۔ رفاه عام کے کاموں سے آپ کو جو دلچسپی ہے وہ آپ کے ان بیش بہا چند دن سے ظاہر ہے جو آپ نے وقتاً فوقتاً دیے ہیں کوئینٹن میوریل فٹ ڈفرن فٹ۔ اور صد ہا تعلیمی اور خیراتی کاموں میں آپ کا نام نامی نہایت ممتاز اور مشہور ہے۔ آپ مذہب کے صرف پابند ہی نہیں ہیں بلکہ مذہبی خیرات میں بھی آپ کی فیاضی کا حصہ بہت بڑھا ہوا ہے۔ چنانچہ اپنے کارہائے خیر کے لیے ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی نکاحی کی ایک وسیع جائداد وقف کر دی ہے جو ہزاروں بندگان خدا کے آذوقہ کا ذریعہ ہے۔ تعمیرات کا آپ کو خاص شوق ہے۔ چنانچہ خاص اجدھیا میں آپ کی بنوائی ہوئی کئی نادریاتین موجود ہیں۔ آپ کی دو شادیاں ہوئیں اول مہاراجہ سرمان سنگھ قائم جنگ نے اپنے زمانہ میں کی تھی۔ دوسری آپ نے خود بمقام بھاگلپور ایک بڑے خاندان میں کی اور انھیں کے نام آپ نے بوجہ نہونے کسی اولاد کے وصیت نامہ باختیار نسبت حسب شرائط ایک تعلقدار می تحریر کر دیا ہے۔ سکونت اجدھیا۔



محمد امیر حسن خان - راجہ - سر - کے - سی - آئی - ای - امین الحرم فیض الملک  
 ملک الشعرا - امیر الدولہ - سعید الملک - ممتاز جنگ بہادر راجہ محمود آباد - ولادت ۱۸۱۲ء  
 آپ اپنے والد راجہ نواب علی خان کے انتقال کے بعد ۱۸۵۱ء میں سند نشین تھے  
 آپ نسباً شیخ صدیقی ہیں مگر کسی بزرگ کے خان کے لقب سے ملقب ہونے کے سبب  
 سے یہ خاندان خاندانہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ آپ کے مورث اعلیٰ شیخ نتھویا تھیں  
 ۱۸۵۷ء میں بھرتوم کی تادیب کے لیے دربار دہلی میں ملازم ہوئے اور اپنے کارہائے  
 نمایاں کے صلہ میں فتحپور کے قریب ایک بڑا علاقہ حاصل کیا۔ انکی چوتھی پشت میں  
 داؤد خان فوج شہنشاہ دہلی کے جنرل تھے جو نواب کے خطاب سے سرفراز کیے گئے  
 اور انکے فرزند نواب محمود خان نے ۱۸۷۷ء میں قصبہ محمود آباد کی بنیاد ڈالی۔ یہ دربار  
 دہلی کی جانب سے جو نیوہ کے عہدہ فوجداری پر بھی مامور تھے انکے جانشین نواب  
 محمد امام خان نے اپنے تمام علاقہ کو اپنے دو بیٹوں پر منقسم کر دیا خلف اکبر نواب محمد اکرام خان  
 محمود آباد میں رہے اور خلف اصغر مظہر علی خان بلہرہ میں آباد ہوئے آخر الذکر بیٹے پور  
 اور بلہرہ کے راجاؤں کے مورث اعلیٰ تھے۔ محمد اکرام خان کے دونوں بیٹے سرفراز علی  
 خان اور مصاحب علی خان نے لا ولد انتقال کیا۔ مصاحب علی خان کی بیوہ رانی ۱۸۸۶ء  
 میں ریاست محمود آباد پر قابض ہوئیں جنھوں نے بلہرہ کی شاخ میں سے اپنے چچا راجہ بھائی  
 نواب علی کو متبنی کر کے ۱۸۳۶ء میں انتقال کیا۔ راجہ نواب علی خان ایک مشہور عالم  
 اور ممتاز شاعر تھے جنکی نسبت سلیم صاحب لکھتے ہیں کہ یہ ایک قوی الجبہ اور عمدہ نظم  
 شخص ہیں انکو ۱۸۵۵ء میں راجہ کا خطاب اور ۱۸۵۲ء میں مقیم الدولہ قائم جنگ بہادر  
 کا خطاب دربار اودھ سے عطا ہوا تھا انکے زمانہ میں رقبہ ریاست کو بہت زیادہ وسعت  
 ہوئی۔ انھوں نے ۱۸۵۸ء میں انتقال کیا اور اپنے اکلوتے صاحبزادہ راجہ جلال  
 کو اپنے اعقاب میں چھوڑا آپ ۱۸۶۷ء تک اپنا زمانہ نابالغی کو رٹ آف وارڈس کے

زیر اہتمام پورا کیا۔ آپ نے سیتاپورا سکول۔ بنارس کالج۔ اور کیننگ کالج لکھنؤ میں تعلیم پائی ہے۔ سرہری ڈیوس سابق چیف کسٹرو اودھ کی تحریک و تجویز سے گورنمنٹ انڈیا نے ۱۸۷۵ء کو امیر الدولہ سعید الملک ممتاز جنگ کا خطاب عنایت فرمایا۔ ۱۸۷۷ء میں انڈین برٹش ایسوسی ایشن (انجمن تعلقہ داران اودھ) کے وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوئے اور اُسکے بعد اس زبردست جماعت کے پریذیڈنٹ رہے۔ گورنمنٹ برطانیہ نے آپکے آبائی خطاب راجگی کو ۲۴ دسمبر ۱۸۷۷ء کو موروثی تسلیم کیا۔ لارڈ لار صاحب کے زمانہ میں جب لکھنؤ میں بہت بڑا دربار ہوا تھا تو اُس میں آپ کو اعزازی شہر عطا ہوئی۔ اور ۲۴ مئی ۱۸۸۳ء کو آپ کے سی۔ آئی۔ اسی کے خطاب سے ممتاز ہوئے اور ۵ مارچ ۱۸۸۷ء کو خان بہادر کا خطاب موروثی تسلیم کیا گیا۔ آپ انگریز مجسٹریٹ ہیں اور اسٹنٹ کلکٹری کے اختیارات بھی آپ کو حاصل ہیں آپ اور راجہ کاظم حسین خان تعلقہ دار پستے پور و بلہرہ حقیقی خالہ زاد اور عمراد بھائی ہیں۔ آپ اس خاندان کی بڑی شاخ کے بزرگ خاندان ہیں آپ کے فرزند اکبر صاحبزادہ علی محمد خان ہیں جو ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے۔ سکونت۔ محمود آباد ضلع سیتاپور۔

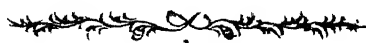


جے کشن داس۔ راجہ۔ بہادر۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ولادت ۲۴ نومبر ۱۸۳۲ء عآپ چتر ویدی برہمن ہیں سلطان علاؤ الدین غوری کے عہد میں چونکہ آپکے بزرگواروں نے متھرا کے قاضی کو مار ڈالا تھا اسلیے وہاں سے ضلع ایٹھ اور زان بعد بٹیسر ضلع آگرہ میں سکونت اختیار کی آپ چوبے برزدا بن داس مرحوم کے منجھلے بیٹے ہیں جو ضلع مراد آباد میں ایک نامی و معزز رئیس تھے اور جنگی عالی مہاشی اولوالعزمی اور سخاوت و عزت اہل اسلام و ہندو و حکام انگریزی میں ضرب المثل تھے آپکے بڑے بھائی چوبے گھنشیام داس برٹش عداوی میں تحصیلدار تھے جو عذر کے

حسین کا سنگج کے باغیوں کے ہاتھ سے اس وقت مقتول ہوئے جب وہ کلکتہ میں آئے اور کا سنگج کی حفاظت میں مصروف تھے۔ اس جانبازی کے صلہ میں گورنمنٹ آپ کو بے گھنشیام داس کی بیوہ کو پانچ ہزار روپیہ نقد عطا فرمایا اور سو روپیہ ماہوار کا ڈسٹرکٹ فنانس کی حیثیت تک مقرر ہوا اور اُنکے بعد تاشادی یہ وظیفہ اُنکی دختر کے لیے جاری کیا۔ اپنے برادر مکرم چو بے گھنشیام داس کی طرح راجہ جے کشن داس نے بھی ایام خدمت میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں اور سرکاری کاغذات اور مراسلات میں وقتاً فوقتاً انکا اعتراف ہوا ہے۔ اور انہیں خدمات اور خیر خواہی کے صلہ میں آپ کو راجہ کا خطاب اور دس ہزار روپیہ جمع کا ایک علاقہ مرحمت ہوا۔ راجگی کی سند میں بھی آپ کی اس کمال شجاعت و دلاوری و خرم و ہوشیاری کی تعریف کی گئی ہے جو آپ نے علی گڑھ کی حفاظت میں ظاہر کی تھی۔ ۱۸۶۲ء میں آپ کو بہادر کا خطاب اور پانچ ہزار روپیہ کا ایک خلعت اور عطا ہوا اور آپ کی حیات تک آپکے علاقہ کی جمع نصف اور آپ کے وارثوں کے لیے چارم قرار دی گئی۔ ۱۸۶۲ء میں آپ کو سسی۔ ایس۔ آئی کا خطاب عنایت ہوا اور ۱۸۶۷ء میں میوٹنی سیڈل عطا ہوا ۱۸۶۸ء میں لفٹننٹ گورنر بہادر نے برسرِ دربار فرمایا کہ آپ گورنمنٹ کے مسلم خیر خواہ ہیں اور کل انگریزوں کو چاہیے کہ آپ کو اپنا دوست تصور کریں۔ اسی ایپیچ میں ہزار نے ان خدمات کا اعتراف و اظہار کیا ہے جو آپ نے ترقی تعلیم کے متعلق کی ہیں جب ۱۸۷۱ء میں بی بی مین دربار قیصری ہو تو آپ کو قیصری تمغہ مرحمت ہوا آپ ابتداً ۲۱ مارچ ۱۸۷۲ء کو ایام نابالغی میں خزانچی کلکٹری ضلع مراد آباد نامزد ہوئے اور ۹ مارچ ۱۸۷۵ء سے ہاتھرس کی تحصیلداری پر مامور ہوئے اور زمانہ تحصیلداری ہی میں آپ کو اختیارات جٹ مجسٹریٹ عطا ہوئے۔ پھر رفتہ رفتہ آپ اول درجہ کی ڈپٹی کلکٹری پر فائز ہوئے اور تقریباً ۳۵ سال کی ملازمت کے بعد پینشن حاصل کی

تعلیمی معاملات سے آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ اگرہ کالج آپ ہی کے فیض اثر لچ لکھنؤ  
 ٹوٹے بچا۔ بریلی کالج کو بھی آپ کی ذات سے خاص فائدہ پہونچا۔ علی گڑھ کارنٹل انڈیا  
 علی گڑھ سائنٹیفک سوسائٹی کی بنیادین بھی آپ ہی کی شرکت اور اعانت۔ ت فرمایا۔  
 ہوئی ہیں۔ سر سید احمد مرحوم آپ کو اپنا بھائی اور دوست اور شیر سمجھتے تھے اور سچ لکھنؤ  
 سوسائٹی کے متعلق تمام اہم معاملات میں آپ سے مشورہ لیتے تھے جبکہ سید ضہ  
 مرحوم نے شکر گزاری کے ساتھ ہر عام و خاص موقع پر اظہار کیا ہے۔ آپ اگر آباد  
 اور کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو ہیں۔ آپ سنسکرت ٹکٹ بک سوسائٹی لندن کے بھی ممبر  
 تھے۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی برطانیہ اعظم وائرلینڈ نے آپ کو اپنا ممبر مقرر کیا۔ ان  
 صوبجات میں تعلیم نسوان کو جو ترقی ہوئی ہے اُسکا ایک بہت بڑا حصہ آپ ہی کی  
 دلچسپی کا نتیجہ ہے۔ آپ کو ہمیشہ سے تمدنی معاملات کی اصلاح اور درستی کا خیال رہا  
 مذہبی امور میں آپ کے خیالات راسخ الاعتقاد ہندوؤں کی طرح محدود نہیں ہیں بلکہ  
 آپ کا مقولہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کا فرض ہے کہ اپنی عاقبت سنوارے اسی طرح  
 اپنی دنیا بھی درست کرے اور دنیا والوں کے کام آئے۔ حال میں اپنے اپنے والد پٹھک  
 برنابن مرحوم کی یادگار میں ایک ویدک آشرم اگرہ میں قائم کیا ہے جبکہ مقصود یہ ہے  
 کہ اس میں قوم برہمن خصوصاً اور دوسری قوین عموماً قیام کریں اور مذہبی تعلیم اور علم  
 سنسکرت حاصل کریں۔ اس کام کے لیے آپ نے ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کی  
 قیمتی جائدا اور پرائیسری نوٹ وقف کیے ہیں ویدک آشرم کے افتتاح کی رسم  
 ہزار لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ نے اپنے دست مبارک سے ادا کی تھی۔ راجہ صاحب  
 کو تعلیمی اور مذہبی معاملات میں بہت بڑی دلچسپی ہے پولیٹکل معاملات میں بھی آپ کی  
 رائے نہایت صائب اور وسیع ہوتی ہے۔ ۱۹۶۷ء میں مسودہ ترمیم قانون طلاق  
 نو عیسائی ان ہند کے خلاف جو جلسہ ہوا تھا اُس میں آپ کی تحریک اور تجویز سے ایک

حسب دخواہ نتیجہ پیدا ہوا۔ مغربی و شمالی واودھ کی لوکل سیلف گورنمنٹ کی توسیع کے متعلق مباحثے و مشورت کی غرض سے جو کمیٹی مقرر ہوتی تھی اُسین بھی گورنمنٹ نے آپ کو ایک ممبر قرار دیا تھا۔ آپ کے بڑے بیٹے کنور جوالا پرشاد۔ بی۔ اے۔ ان اضلاع میں ڈسٹرکٹ ویشن جج کے عہدہ پر ممتاز تھے مگر انکی عمر نے وفانہ کی اب ان کے فرزند اکبر کنور جگدیش پرشاد۔ بی۔ اے نے اسی سال سول سروس کا امتحان پاس کیا ہے اور اس صوبہ میں وہ اول شخص ہیں جو اس درجہ کو پہنچے ہیں آپ کے منجھلے معنی دوسرے بیٹے کنور پرمانند راے بہادر راے بریلی کے سب جج ہیں۔ آپ کے تیسرے بیٹے کنور بنارسی داس ایم۔ اے۔ ہیں جو درس و تدریس کے مقابلہ میں دنیوی تعلقات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سکونت مراد آباد۔



کانیلیا سہراب جی مس۔ آپ فرقہ انات میں بھٹی یونیورسٹی کی اول گریجویٹ ہیں۔ آپ دکن کالج میں بہت ممتاز و نامور طالب علم تھیں جہاں آپنے انگریزی علم ادب میں وظائف و انعامات کے علاوہ ہویلاک اور ہانگ کے انعامات بھی حاصل کیے تھے۔ آپنے آرٹس کورس کے جملہ امتحانات اول درجہ کے اعزاز کے ساتھ پاس کیے۔ درجہ یافتہ ہونے کے بعد آپ گجرات آرٹس کالج کی فیلو مقرر ہوئیں۔ جہاں آپنے انگریزی علم ادب اور علم منطق پر نہایت کامیابی سے لکچر دیے۔ جب گجرات کالج کے انگریزی علم ادب کے پروفیسر نے رخصت لی تو آپ اُسکی قائم مقام مقرر ہوئیں چونکہ آپنے بہت سے ایسے واقعات اور حالات سنے تھے جنسے پردہ نشین عورات اپنے حقوق کو حاصل نہیں کر سکتی تھیں۔ اسلئے آپکی توجہ قانون کی جانب مائل ہوئی اور انگلستان میں جا کر آپ سومرولی کالج میں داخل ہوئیں۔ اسفردیونیورسٹی کے کہنے خیال لوگوں کو آپکے اس ارادہ پر کسقدر استعجاب اور حیرت ہوئی کیونکہ یونیورسٹی مذکور میں یہ پہلا

واقعہ تھا لیکن ضرورت و احتیاج وقت کا لحاظ کر کے انھوں نے کونسل منعقد کی جسکا یہ سب سے پہلا اجلاس تھا جس میں ایک عورت کے قانونی امتحان پاس کرنے اور اسکے ارادہ پر غور کیا گیا۔ کونسل نے بہت بڑے غور و خوض کے بعد آپ کو بی۔ سی۔ ایل کے امتحان میں شریک ہونے کی اجازت دی۔ جسکو آپ نے بہت اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ اُسکے بعد اپنے چیمبرس میں کام کر کے عملی طور پر قانون سے واقفیت پیدا کی۔ دلہی ہندوستان پریس سہراب جی کو لوگوں نے رائے دی کہ آپ بمبئی یونیورسٹی کے ایل ایل بی کی ڈگری بھی لے لیجیے جس سے آپ کو ہائی کورٹ میں وکالت کا استحقاق حاصل ہو جائیگا چنانچہ اپنے ایل ایل بی کی ڈگری بھی اعزاز کے ساتھ حاصل کی۔ اُسکے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا کوئی عورت عدالتوں میں بحیثیت وکیل کے کام کر سکتی ہے۔ آخر میں سہراب جی کو احاطہ بمبئی کی بعض دیسی ریاستوں کی عدالتوں میں وکالت کرنے کی اجازت ملی۔ آپ سشن جج پونا کے اجلاس میں ایک خون کے مقدمہ میں وکیل ٹھہرے جس میں آپکے موکل نے رہائی پائی اور جج نے آپکی لیاقت اور قابلیت کی بہت بڑی تعریف کی۔ چونکہ آپکا خیال تھا کہ شمالی ہندوستان میں پردہ کی پابندی کی سختی کی وجہ سے آپکے خدمات کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسلئے ہائی کورٹ مالک مغربی و شمالی میں اپنے امتحان وکالت میں شریک ہونے کی درخواست کی۔ لیکن جب آپنے اُسکو منع مشکل امتحان اُردو کے پاس کر لیا تو بمبئی میں وقت بیش آتی تھی وہی بیان بھی حاصل ہوئی۔ اور آپکا نام ہائی کورٹ کے وکلاء میں نہ درج ہوا۔ اگرچہ آپنے اکثر پردہ نشین خواتین کو اُنکے مقدمات و معاملات میں قابل قدر مشورہ دیا ہے مگر جب تک سرکاری طور پر آپکو اجازت نہ ملے آپ کسی طرح حسبِ لخواہ اُن کو فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ فی الحال آپ انگلستان میں ہیں جہاں آپنے پردہ نشین لیڈیوں کی امداد کے لیے ایک تجویز دیکھی پیش کی ہے۔ سلطنت برطانیہ کے بڑے بڑے اخبارات۔ اور موجودہ اور نیشنل

محمد تصدق رسول خان - راجہ - آنریبل - سی - ایس - آئی - رئیس جہانگیر آباد  
 ضلع بارہ نکی ملک اودھ - آپ مشہور خاندان شیوخ قدوائی سے ہیں - آپ کے پوتہ  
 اعلیٰ حسین خان دہلی میں شہنشاہ جہانگیر کے دربار میں کسی عہدہ جلیل پر سرفراز تھے -  
 جلد و سہ خدمات نمایان مشافہہ ہم قلم پکا بڑا علاقہ و خلافت و خطاب راجہ اور بہادری  
 سے سرفراز ہو کر اودھ میں تشریف لائے اور جہانگیر آباد کو آباد کیا اسی وقت سے یہ قلم  
 مستقر ریاست ہے - اس ریاست کو قائم ہوئے گیا رہا پشین گزری ہیں - آپ شہزاد  
 سے راجہ فرزند علیخان کے جانشین اور وارث ریاست ہیں - آپ کو قومی خدمات سے کمال  
 دلچسپی ہے چنانچہ آپ کے بعض پولیٹیکل مضامین جنکو آپ نے نظر خیر خواہی سرکار روبرو  
 اپنے قلموں کے تحت فرما کر شائع کیا تھا نہایت مفید ثابت ہوئے - آپ اکثر راہ عام  
 کے کاموں میں نہایت فیاضی سے چندہ عنایت فرماتے ہیں چنانچہ بارہ نکی کا گھنڈہ گھر  
 اور جوبلی پل جو قیصرہ آنجانی کی جوبلی کی یادگار زمین تعمیر ہوئے ہیں آپ کی فیاضی کے  
 شاہد ہیں - سر چارلس کرٹھوٹ صاحب کے عہد حکومت میں جو گرل اسکول قائم ہوا اُس میں  
 بھی آپ کے چندہ کی معتبر رقم شامل ہے - ایام قحط ۱۸۹۷ء میں جو فیاضی ظہور  
 پذیر ہوئی اور اُس سے جو فوائد عام رعایا و کاشتکاران و ملازمین کو پہونچے وہ ہرگز قلم انداز  
 نہیں ہو سکتے - آپ نے صرف بقایا لگان ہی معاف نہیں کی بلکہ زرتقاوی کے علاوہ  
 قحط زدہ رعایا کو نقدی اور سرمائی پارچہ بھی تقسیم فرمایا - علاوہ اسکے ایک ممتاز خانہ مستقر ریاست  
 میں عہوم اہل اسلام و ہنود کے واسطے جاری کر دیا - چنانچہ سر نشینی مکڈائل صاحب نے  
 ان اقبال خیر کو بچشم خود ملاحظہ فرما کر سرکاری رپورٹ کے ذریعہ سے اُسکا اعلان کیا اور  
 آپ کو کلمات تحسین و آفرین سے یاد فرمایا ہے - ڈفرن فنڈ میں بھی آپ نے ایک  
 معتبر رقم عنایت کی ہے - تعلیم کی جانب آپ کو خاص دلچسپی ہے چنانچہ کالون اسکول  
 میں علاوہ عطیہ چندہ نمایان ریاست آنجوشی کے لیے کنوین تعمیر کروا دیئے اور خاص

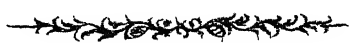


ریاست کے نام سے کرہ بنوا دیے ہیں۔ چانداری سکھانے کی غرض سے ریفیل اور  
 کارتوسون کی ضرورت تھی۔ اس ضرورت کو بھی اپنے اُس موقع پر جب جمپین ڈگلس لاٹوش  
 صاحب و سر جان وڈبرن صاحب اسکول کے سائنس کے لیے تشریف لے گئے تھے  
 رقع کر دیا۔ آپ کا خطاب راجگی موروثی ہے۔ گورنمنٹ نے خطاب اسٹار آف انڈیا سے  
 آپ کو ممتاز فرمایا ہے۔ اس اعزاز کی خوشی میں آپ نے پچیس ہزار روپیہ بطور خیرات  
 تعلیم اسپتال ڈفرن فنڈ میں مرحمت کیا۔ آپ انجمن تعلقداران اودھ کے وائس پریسیڈنٹ  
 ہیں۔ آپ کو کل یجیڈیٹو کونسل کے ممبر بھی ہیں اور اس وقت تک یہ اعزاز آپ کو حاصل ہے۔  
 باوجود ثروت آپ کا حسن خلق اور انکسار مشہور و معروف ہے۔ ترقی ریاست کی مختصر  
 حالت یہ ہے کہ جس وقت آپ سند نشین ریاست ہوئے تھے اس وقت مالگزاری اٹھتر ہزار  
 ایک سو اٹھارہ روپیہ تھی اور اس وقت ایک لاکھ تیس ہزار نو سو نوٹھ روپیہ ہے۔ سکونت جمانگیر آباد  
 ضلع بارہ بنکی۔



محمد صدیق خان۔ راجہ نان پارہ۔ ولادت سنہ ۱۸۷۷ء۔ یہ خطاب موروثی  
 ہے۔ آپ راجہ مرحوم جنگ بہادر خان۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے صاحبزادہ ہیں۔  
 آپ کا تعلق ایک پٹھان خاندان سے ہے جسکے مورث اعلیٰ رسول خان تھے۔ یہ توغ  
 پٹھان شاہجہان شہنشاہ دہلی کے عہد میں رسالدار تھے اور پنجارون کو مغلوب کرنے کے  
 لیے سلون آباد بھیجے گئے تھے جنھوں نے شہزادہ بیگم دارا کی جاگیر کو جسکا نام سلون بیگم  
 تھا تاخت و تاراج کر دیا تھا۔ اس خدمت کی انجام دہی کے صلہ میں انکو نانپارہ عطا  
 کیا گیا اور وہ بہرائچ کے قلعہ دار مقرر ہوئے۔ رسول خان کے پوتے محمد خان نے  
 نانپارہ میں سکونت اختیار کی۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں انکے جانشین کرم خان تعالقدار نانپارہ  
 کو جھین علاقہ مذکور کا بانی سبانی کہنا چاہیے نواب شجاع الدولہ نواب وزیر اودھ نے

راجہ کے خطاب سے مخاطب کیا۔ اُنکے انتقال کے بعد مدار بخش اُنکے جانشین ہو چکے زمانہ میں علاقہ مذکور کی زراعت و فلاح کو بہت بڑی ترقی ہوئی اور چودہ ہزار سے پینسٹھ ہزار مالگزار ہو گئی۔ مدار بخش نے سنہ ۱۸۴۷ء میں انتقال کیا۔ منور علی خان اُنکے بیٹے مسند ریاست پر فائز ہوئے۔ راجہ منور علی خان نے سنہ ۱۸۶۷ء میں ایک اتفاقی حادثہ سے رحلت کی۔ اُس وقت آپ کے والد راجہ جنگ بہادر مرحوم و مقبور بہت ہی کم عمر تھے۔ اُنکی نابالغی کے زمانہ میں تعلقہ نانپارہ بڑی رانی کے انتظام میں رہا۔ راجہ جنگ بہادر خان ایک بہت بڑے فیاض اور منظم رئیس تھے اُنکو گورنمنٹ نے کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب مرحمت کیا تھا اور آئری مجسٹریٹ کے اختیارات بھی حاصل تھے۔ راجہ جنگ بہادر خان نے سنہ ۱۸۶۷ء میں انتقال کیا۔ آپ اُنکے فرزند اور جانشین ہیں۔ آپ کے علاقہ میں تین سو پچیس موضع ضلع بہرائچ میں ہیں جنکی مالگزاری ایک لاکھ پچاسٹھ ہزار نو سو پچیس روپیہ ہے۔ سکونت نانپارہ۔ ضلع بہرائچ۔

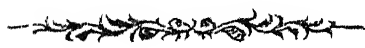


نروتم سنگھ۔ راجہ۔ ولادت سنہ ۱۸۳۵ء۔ یہ خطاب موروثی ہے۔ آپکا تعلق اُن مشہور چوہان راجپوتوں سے ہے جو خاندان پرتاب نیر کی نسل میں ہیں۔ اس لحاظ سے آپ پر بھی راج سابق چوہان راجہ دہلی و اجمیر کی اولاد میں اور اُنکے وارث و جانشین ہیں۔ راجہ حال کے والد میرا سنگھ سنہ ۱۸۶۲ء میں مسند نشین ہوئے تھے اور سنہ ۱۸۷۴ء میں وفات پائی۔ اُنکے بعد راجہ حال مالک ریاست ہوئے۔ آپ کے ایک بیٹے لال سنگھ ہیں۔ سکونت ایک۔ میں پوری۔



شیام سنگھ۔ راجہ تاج پور۔ ولادت ۱۸۷۸ء۔ سنہ ۱۸۷۴ء۔ یہ خطاب ۷۔ دسمبر سنہ ۱۸۸۵ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو عطا کیا گیا ہے۔ آپکا تعلق گجا بھنوں کے

خاندان سے ہے جسکے باقی بلام سنگھ تھے جنھوں نے سترھویں صدی میں عظیم پور  
پرگنہ ہاشاکا علاقہ حاصل کر کے اُسکو اپنا مستقر قرار دیا تھا۔ اُنکے بیٹے رام کرشنا نے  
اور مواضع خرید کر کے اس علاقہ کو بہت بڑی وسعت دی تھی جنہیں منجملہ اور اراضیوں کے ایک  
تاجپور بھی تھا۔ اسکے بعد اُنکے بیٹے گدھا سنگھ نے اس صوبہ پر پہلے برٹش قبضہ ہونے  
کے وقت نہایت عمدہ خدمات انجام دیں اور اُسکے جلد میں گوپال پور کا پیش قیامت  
علاقہ حاصل کیا۔ اُنکے بیٹے اور جانشین جے راج سنگھ نے عین عالم شباب میں انتقال  
کیا۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے پرتاب سنگھ وارث ریاست ہوئے۔ زمانہ خدر ۱۸۵۷ء میں  
آپ نہایت نامور خیر خواہ اور فرمانبردار برٹش رہے۔ نواب نجیب آباد باغی سے مقابلہ کیا اور  
جب باغیوں نے شیر کوٹ کے چودھریوں کو پسا اور مغلوب کر دیا تو راجہ نے اپنے  
ہمسایہ ہندو سرداروں کی مدد حاصل کی اور باغیوں کو کھال دیا۔ اُنھوں نے دشمنوں  
سے بجنور کی محافظت کی اور وہاں کا انتظام درست رکھا جسکے صلہ میں علاوہ خطاب  
راجہ کے بہت بڑا علاقہ بھی اُنکو عطا کیا گیا۔ اُنکے بعد اُنکے خلف اکبر راجہ جلگت سنگھ بہادر  
۱۸۵۷ء میں مسند نشین ہوئے۔ اُسی سال اُنکو بطور اعزاز ذاتی کے راجہ بہادر کا  
خطاب مرحمت ہوا۔ ۱۱۔ جون ۱۸۵۸ء کو وہ راہی عالم بقا ہوئے اور اُنکے بھائی  
شیام سنگھ اُنکے جانشین ہوئے۔ آپ کو ۷۔ دسمبر ۱۸۵۸ء کو راجہ کا ذاتی خطاب ملا  
اور یکم جنوری ۱۸۵۹ء کو یہ خطاب موروثی قرار دیا گیا۔ آپ کو انگریزی مجسٹریٹی کے اختیارات  
بھی حاصل ہیں اور زراعت و فلاح کی ترقی دینے میں آپ کو خاص انھماک ہے۔  
سکونت تاجپور۔ بجنور۔



سالک رام۔ پٹت۔ راے بہادر۔ ولادت ۱۱۔ اگست ۱۸۵۷ء۔  
آپ کو محکمہ ڈاک خانہ کی اُن خدمات کے صلہ میں جو منی آرڈر کے محاصل و مدد اخل کے

مشکلات کے حل کرنے کے متعلق آپ نے انجام دی تھیں ۶ جنوری ۱۸۵۸ء کو  
 خطاب مذکور بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ آپ کا اطلاق ایک قدیم برہمن نانداں سے  
 ہے جو بہت زیادہ عرصہ ہوا کہ پنجاب سے آکر ضلع غازی پور میں آباد ہوا تھا۔ سکونت  
 غازی پور۔

—————

جمو پیند رہا و سنگھ۔ راجہ کنت۔ ولادت ۱۸۵۶ء۔ جس سال آپ  
 پیدا ہوئے اسی سال آپ کے والد نے سفر آخرت اختیار کیا۔ آپ کا نسبی تعلق  
 گرواں اپوتون سے ہے جو قنوج کے راجپوتوں کی ایک شاخ ہے۔ گودن دیو  
 اس خاندان کے بانی تھے۔ بیان ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں ایک مدت دراز تک  
 ضلع مرزا پور واقع جنوب دریاے گنگا کا ملک اس خاندان کے قبضہ میں رہا مگر  
 اس کا خاص مستقر بنارس تھا۔ ۱۸۵۸ء میں بلونت سنگھ اول راجہ بنارس نے راجہ  
 بکرماجیت سنگھ کو خارج کر دیا مگر ۱۸۵۸ء میں راجہ بیت سنگھ بنارس کی شکست کے  
 بعد راجہ گوہند سنگھ خلع راجہ بکرماجیت سنگھ نے اپنا راج پھر حاصل کیا۔ ان کے مرنے  
 کے بعد ان کے جیسے اور تین بیٹے رام غلام سنگھ وارث ہوئے جن کے بیٹے راجہ  
 مہپال سنگھ تھے۔ ان کے جانشین ان کے بیٹے جگت بہادر سنگھ ہوئے اور پندرہ  
 میں دونوں بالغ بیٹے چھوڑ کر فوت ہو گئے۔ ان میں خلف اکبر راجہ راجندر بہادر سنگھ تھے  
 جو وارث ریاست ہوئے لیکن عین عالم شباب میں انتقال کیا۔ ان کے انتقال کے  
 بعد راجہ حال مستنشین ہوئے۔ سکونت بیکر پور۔ مرزا پور۔

—————

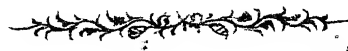
کاشی ناتھ۔ بسواس۔ رائے بہادر۔ ولادت اکتوبر ۱۸۳۳ء۔ آپ کو  
 جناب لکھنؤ قیصرہ ہند کی پنجاہ سالہ کمزانی کی جوبلی کے موقع پر ۱۶۔ فروری ۱۸۵۸ء

کہ خطاب راے بہادر عطا ہوا۔ آپ کے پردادا نواب ناظم بنگالہ کے زمرہ ملازمت میں تھے اور آپ کے والد اجداد ورجدا مجد ایجنٹ گورنر جنرل بنارس کے ملازم تھے۔ ۱۸۵۵ء میں آپ جوڈیشل ملازمت میں داخل ہوئے اور ۱۸۵۷ء میں اول درجہ کے سب جج ہو گئے۔ جنوری ۱۸۷۷ء میں دربار قیصری دہلی کے موقع پر آپ کو ایک اعزازی تقریسی تمغہ مرحمت ہوا اور آپ کی مدید اور طولانی ملازمت اور خدمات کے صلہ میں راے بہادر کا خطاب بھی عطا کیا گیا۔ سکونت بنارس۔

راجندر ناتھ۔ چودھری۔ راے بہادر۔ ولادت ۲۴۔ اگست ۱۸۶۳ء۔ آپ بنگالی برہمن ہیں۔ عہد سلاطین اسلامیہ میں آپ کے خاندان کو چودھری کا خطاب عطا ہوا تھا۔ بابو جادو ناتھ چودھری آپ کے والد تھے۔ انھوں نے بہت عزت و قوت کے ساتھ سپاک و کس ڈپارٹمنٹ میں عرصہ دراز تک ملازمت کی اور عہدہ سپرائزر سے پنشن لیکر خانہ نشین ہوئے۔ آپ کو ان عہدہ خدمات کے صلہ میں جو آپ نے عام طور پر بحیثیت اسسٹنٹ سرجن اور خاص کر قحط ۱۸۹۷ء میں انجام دیے خطاب راے بہادر یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو گورنمنٹ ہند سے بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت ہمیر پور۔

سدھیشری پرشاد نرائن سنگھ۔ راے بہادر۔ ولادت ۱۸۶۲ء۔ آپ اس بھوکٹھار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو بیشتر جین پور ملک بہار میں آباد تھا۔ آپ کے والد بابو امبیکا پرشاد نرائن سنگھ کو گورنمنٹ انگلشیہ نے ان کی عہدہ خدمات کے صلہ میں اسناد مرحمت فرمائے تھے۔ آپ سلیم گڑھ کے رئیس ہیں۔ آپ کا سلسلہ قرابت راجگان ٹکھوی اور تھووا در بنارس سے ملتا ہے۔ آپ نے جو فیاضی اپنے کاشتکاروں کے ساتھ ظاہر فرمائی تھی اور قحط ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ کو جو امداد دی تھی

اُسکے صلہ میں گورنمنٹ نے یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو راجہ بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ سکونت سلیم گڑھ۔ ضلع گورکھپور۔



**محمد فیاض علی خان** - ممتاز والدہ - نواب - ولادت ۱۸۵۸ء - یہ خطابات موروثی ہیں جو ۹ - ستمبر ۱۸۵۸ء اور ۱۲ - جولائی ۱۸۵۸ء کو عطا ہوئے تھے۔ آپ اپنے والد سر محمد فیض علی خان - کے - سی - ایس - آئی - کے انتقال کے بعد ۱۸۹۷ء میں وارث ریاست ہوئے۔ آپ کا تعلق قدیم اُس خاندان سے ہے جسکے مورث بڑگوجر تھے جو ۱۸۵۸ء میں ضلع بلند شہر میں آکر آباد ہوئے۔ آخری چوہان راجہ دہلی پر تھی راج نے اس خاندان کے ایک شخص پر تاب سنگھ کو چند یلون کے مقابلہ میں مدد کے لیے طلب کیا تھا جسکے بعد اس خاندان نے پہا سو میں توطن اختیار کیا۔ انھوں نے ڈور راجہ کول کی بیٹی کے ساتھ شادی کی جسکے جہیز میں اُنکو ایک بہت بڑا علاقہ حاصل ہوا اُنکی گیارھویں پشت میں لال سنگھ تھے جنکو شہنشاہ اکبر کے مزاج میں بہت بڑا سرف حاصل تھا۔ اسی لحاظ سے شہنشاہ نے اُنکو لال خان کے خطاب سے مخاطب اور ممتاز کیا اُس زمانہ سے یہ شاخ خاندان لال خانی کے نام سے موسوم اور مشہور ہے۔ زمانہ سلطنت اور نگ زیب میں اس خاندان نے مذہب اسلام قبول کر لیا اور ۱۸۵۸ء میں شاہ عالم نے ناہر علی خان کو بہت بڑا علاقہ عطا کیا۔ یہ بڑا علاقہ مردان علی خان کے پانچ بیٹوں میں تقسیم ہوا جن میں سے مراد علی خان موجودہ نواب پہا سو کے دادا تھے۔ مراد علی خان اور اُنکے بیٹے سرفیض علی خان نے خدر ۱۸۵۸ء میں اعلیٰ درجہ کی بہادری اور وفاداری کا اظہار کیا۔ آخر الذکر فوج جے پور کے کمانڈر انچیف تھے۔ انھوں نے نہایت قیمتی خدمات انجام دیں جسکے صلہ میں اُنکو ایک وسیع الرقبہ راضی اور ایک خلعت اور مختلف اعزاز عطا ہوئے۔ انھوں نے وزیر ریاست جے پور اور

سپرٹنڈنٹ ریاست کوٹہ کی حیثیت سے بہت بڑی ناموری حاصل کی۔ یہ آلہ آباد یونیورسٹی کے فیلو اور عدالتہائے دیوانی میں اصالتاً حاضر ہونے سے مستثنیٰ تھے۔ آپ اپنے والد کے انتقال کے بعد مالک ریاست قرار پائے۔ گورنمنٹ آپ کا بہت بڑا اعزاز و اکرام کرتی ہے۔ آپ صوبہ کی قانونی کونسل کے ممبر بھی ہیں۔ حال میں آپ اعلیٰ حضرت ملک معظم قیصر ہند کی جشن تاجپوشی کی شرکت کے لیے ولایت تشریف لے گئے تھے۔ آپ کونسل ریاست جے پور کے بھی ایک معزز رکن ہیں۔ سکونت پھاسو۔ ضلع بلند شہر۔



محمد ممتاز علی خان - منشی - خان بہادر - ۶ - اکتوبر ۱۸۷۷ء کو سات سو روپیہ ماہوار کی تنخواہ پر آپ ڈپٹی کلکٹری درجہ سوم کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ ۲۴ فروری ۱۸۷۸ء کو گورنمنٹ نے آپ کی خدمات ریاست بلرام کو منتقل کر دین اور ریاست کے اسٹنٹ ایجنٹ مقرر ہوئے۔ اس عہدہ کے فرائض آپ نے اس بیدار مغزی اور خوش انتظامی کے ساتھ انجام دیے کہ بعد انقضائے مدت معینہ ریاست بلرام پور نے گورنمنٹ سے آپ کی خدمات کی فرید تو سبج کرائی۔ آپ کی حسن خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ نے یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو خان بہادر کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ آپ نے بحیثیت اسٹنٹ ایجنٹ ریاست بلرام پور میں جس لیاقت اور قابلیت اور استعداد اور عرق ریزی سے کام کیا ہے وہ ان اقسام و انواع ترقیات سے ظاہر و باہر ہے جو ریاست کی رعایا و برائیا کی حالت میں تین طور سے مشاہدہ و معائنہ کیجاتی ہے۔ فی الحال آپ کی خدمات ریاست بھوپال کو منتقل ہوئی ہیں اور وہ ان آپ معین المہامی کے منصب جلیل پر منصوب اور مامور ہیں۔ سکونت ضلع راسے بریلی



بھوپ اندر بکر منگھ۔ راجہ سی۔ آئی۔ ای۔ تعلقدار پالیگور ضلع بہرائچ  
ولادت ۱۳ جنوری ۱۸۸۸ء۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ ارجن برادر حقیقی راجہ جہد شہسپتھے  
جھکا پاتخت ہستنا پور تھا جسکو شاہان اسلام نے اپنے عہد میں دہلی کے نام سے نامزد کیا  
ارجن سے اکتالیسویں پشت میں منگھ دیو ہوئے جنکے چھ بیٹے تھے سب سے چھوٹا  
بیٹے کا نام بریار ساہ تھا۔ انھوں نے ۱۳۲۲ (مطابق ۱۲۶۸ء) میں اپنے اصلی سکھ  
پاؤاگرٹھ واقع گجرات کو چھوڑ دیا اور سلطان محمد تغلق شاہ دہلی کے دربار میں حاضر ہوئے  
اور بعدہ رسالہ داری سرفرازی کے گئے۔ اُس زمانہ میں شمالی ہندوستان کے اُس حصہ  
میں جواب بہرائچ کے نام سے مشہور ہے قوم بر نے اپنی شہزادوں سے رعایا کو تنگ  
کر رکھا تھا۔ بادشاہ نے بریار ساہ کو قوم مذکور کی استیصال کے لیے ایک بھاری فوج کا  
سردار بنا کر روانہ کیا۔ بریار ساہ نے نہایت جرات و بہادری سے اس مفید قوم کو مغلوب کیا  
اور اُنکے ظلم و طغیان کی قرار واقعی پچ کئی کی۔ بادشاہ اس نمایاں کامیابی کی وجہ سے  
بہت خوش ہوا اور آئندہ قوم سرکش کی فتنہ پرداز یوں کے دائمی انسداد کے لیے بریار ساہ  
کو ہمیں رہنے کا حکم دیا۔ بریار ساہ نے حسب فرمان شاہی اسی نواح میں مقام ایکونہ  
کو پسند کر کے اپنا مستقر معین کیا۔ اُنکی ساتویں پشت میں مادھو ساہ اور گنیش ساہ تھے  
جنہیں مادھو ساہ بلراپور چلے گئے اور گنیش ساہ ہمیں رہے۔ گنیش ساہ کی نوین پشت  
میں چودھری شیا منگھ ہوئے۔ شیا منگھ کو دربار دہلی میں مثل اپنے مورث اعلیٰ کے عہدہ  
رسالہ داری ملا۔ یہ بہراہی نواب سعادت علی خان برہان الملک وزیر الممالک صوبہ دار  
اوڈھ لکھنؤ میں آئے اور حکم وزیر الممالک قوم بخارہ کے رفع فساد کے لیے علاقہ بہرائچ  
میں تعینات کیے گئے۔ انھوں نے کمال جانفشانی سے قوم مذکور کے فساد کو دور کیا۔  
اُنکی شجاعت اور حسن تدبیر سے نواب سعادت علی خان نہایت خوش ہوئے چودھری  
شیا منگھ کی دو بیٹیاں تھیں۔ زوجہ اولیٰ سے موہن منگھ اور زوجہ ثانیہ سے پریا منگھ



پیدا ہوئے شیا م سنگھ کی وفات کے بعد موہن سنگھ ایکونہ میں رہے اور پریاگ سنگھ اپنے باپ کے بجائے عمدہ رسالہ داری پر مامور ہوئے اور بصلہ حسن خدمات موروثی اور بسفارش نواب اودھ زمینداری پیاگیوریشکا شاہنشاہ دہلی سے بطور معافی عطا ہوئی اور پریاگیور جسکو زمانہ حال میں پیاگیور کہتے ہیں آباد کر کے اُسی میں سکونت اختیار کی۔ پریاگ سنگھ سے چھٹی پشت میں فتح سنگھ ہوئے فتح سنگھ کی دو اولادین تھیں اولاد اکبر ہمت سنگھ اور اولاد اصغر سیتارام سنگھ تھے بڑے بیٹے بعد وفات اپنے والد کے قابض ریاست ہوئے۔ اُنھوں نے نواب آصف الدولہ فرما پر واپس اودھ کے متنبی لڑکے کی شادی میں ایک گرانہا نذرانہ پیش کر کے نواب کے حضور میں رسوخ پیدا کیا اور سترہ اعین نواب سے چودہ سو چھیاسی موضعوں کی سند جسکی جمع ایک ہزار ایک سو ایک روپیہ سے سترہ ہزار آٹھ سو آٹھ روپیہ تک تھی دس سال کے واسطے حاصل کی اور خطاب راجگی بھی پایا اس سند کے ذریعہ سے جو علاقہ حاصل ہوا اُس میں جزو ریاست نانپارہ وچردہ و دھرم پور (جسکو زمانہ حال میں دھرم پور کہتے ہیں) اور جزو ترائی نیپال بھی شامل تھا۔ ہمت سنگھ نے چردہ کے چھل کو صاف کر کے اپنی ریاست کو بہت بڑی ترقی دی سترہ اعین بعض سوداگرافات کی وجہ سے دریاں سنگھ مالک ریاست کو چھی گنج سخت مصیبت میں مبتلا ہوئے اور باہمی منازعت کی وجہ سے اُنکی ریاست کا ایک بہت بڑا حصہ اُنکے قبضہ سے نکل گیا اور ریاست نانپارہ و ہمت سنگھ مالک ریاست پیاگیور و نیپال سنگھ سپر سیتارام سنگھ کے مابین منقسم ہو گیا۔ اس ریاست منقسمہ کا وہ حصہ جو گوشہ شمال و مشرق میں دریاے راہتی و بہکلاندی کے مابین واقع ہے پیاگیور کے حصہ میں آیا۔ یہ دینا پت سنگھ ہمت سنگھ کے بھتیجے تھے اور اُنکا مستقر چردہ تھا۔ ہمت سنگھ کے عہد میں مقام دھرم پور اور سچولی میں زیادہ تر بنجارے آباد تھے۔ یہ قوم نہایت سرکش تھی اور بہت سنگھ کو لگان کے وصول کرنے میں سخت وقین پیش آتی

تھیں جب سلاطین کے بعد پگنہ ترانی انگریزی عملداری میں شامل ہوا اور قوم پنجابہ کی  
 غارت گری کا قار و واقعی متبصل ہو گیا تو اس قوم کے اکثر افراد اپنا قدیم مسکن چھوڑ کر اطراف  
 وجانب میں منتشر ہوئے۔ علاقہ گوتم بھی گنچ جو ریاست پیالکپور میں شامل ہوا وہ بالفعل ملہی پور کے نام  
 سے مشہور ہے اور اسمین نہیں موضع شامل میں علاقہ کی وسعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے  
 کہ قریب بڑا بیگنہ میں بہت سنگھ کے عہد میں سیر خود کاشت تھی کیشن پشاو سنگھ مالک ریاست گنگولہ  
 جو ایکونہ کے خاندان سے تھے بوجہ عداوت خاندانی موقع پاکر بہت سنگھ کو ہلاک کر ڈالا۔  
 سلاطین تک اس ریاست میں ایک سو چھیاسی خالصہ مواضع شامل تھے۔ اور موضع  
 پیالکپور میں اپنے مضافات کے معافی تھا۔ بہت سنگھ کی تیسری پشت میں راجہ دتھمن سنگھ  
 ہوئے۔ انکے چھوٹے بھائی کا نام رنجیت سنگھ تھا۔ راجہ دتھمن سنگھ لاؤلد تھے اسلئے انھوں  
 نے راجہ نرپت سنگھ اپنے برادر زادہ کو گود لیا۔ نرپت سنگھ کے عہد میں رگھو دیال چکھدا  
 نے اس ریاست کو سخت نقصان پہونچایا بلکہ علاقہ کو بالکل ویران و تباہ کر دیا۔ کرنیل  
 اسٹبل مین صاحب کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۶۹ء میں اس علاقہ میں بہت  
 زمین افتادہ تھی۔ چکھدا دار کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے ریاست ایسی زیر بار ہو گئی کہ باجوڑ  
 کوشش بلخ راجہ نرپت سنگھ اور انکے جانشین پھر سرسبز ہوئے۔ اسی اثنا میں نرپت سنگھ  
 نے وفات پائی اور انکے اکلوتے بیٹے راجہ مہندر بہادر سنگھ سندھ نشین ہوئے۔ انھوں  
 نے صرف چار برس حکومت کے بعد انتقال کیا۔ ریاست ہنوز اسی عالم زیر باری  
 قرضہ میں تھی۔ انکے دو بیٹے ہوئے۔ راجہ بھوپ اندر بکرم سنگھ اور بھٹی اندر پال سنگھ۔  
 راجہ بھوپ اندر بکرم سنگھ عفتوان شباب میں ۱۸۷۸ء میں سندھ نشین ریاست ہوئے  
 اور نہایت صبر و استقلال کے ساتھ ان مشکلات کا مقابلہ کیا جو سبب عرصہ دراز کی  
 زیر باری کے لاحق تھیں۔ آپ نے عین عالم شباب میں جب طبیعت کا مقتضا عیش  
 و آرام کی طرف منوجہ کرتا ہے نہایت سادگی اور کفایت شعاری سے کام لیا۔ عداوت کی

سرسبزی و آبادانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ رعایا سے مفروضہ کی تالیف قلوب کی۔ اُنکے مکانات کی تعمیر میں ہر قسم کی اعانت دی اور ول کھول کر تقاوایان بلا سودی دینا شروع کیں۔ بختہ کنوئین بکثرت تعمیر کر لئے۔ رفتہ رفتہ علاقہ کی حالت نے ترقی کی۔ سالہا سال کی افتادہ زمینوں میں زراعت کا سبزہ نظر آنے لگا۔ بالآخر جب کاشتکاروں کی حالت قابل اطمینان ہو گئی تو اضافہ لگان اور ترقی محاصل جو ان تدبیروں کا لازمی نتیجہ تھا ظہور پذیر ہونے لگا۔ الفرض آپ نے ایسا معقول انتظام کیا کہ چند ہی سال کے عرصہ میں کل قرضہ ادا ہو گیا۔ اگرچہ آپ نے آمدنی کی ترقی پر رعایا کی بیہودہ کوششیں مقدم رکھا لیکن پھر بھی جو اصلی مقصود تھا وہ حاصل ہو گیا۔ اسوقت رعایا کی حالت بہ طور قابل اطمینان ہے اور رعایا مرفہ الحال ہے۔ آپ کو رفاہ عام کے کاموں کی طرف خاص توجہ ہے چنانچہ آپ نے ۱۸۹۹ء میں اپنے مستقر پیالپور میں ایک اسپتال بنام کرسٹھوٹ ہسپتال جسکا افتتاح سر جارج ریس کر اسٹھوٹ صاحب کے ہاتھوں ہوا تھا قائم کیا۔ ڈفرن فنڈ میں ایک معقول رقم چندہ عنایت کی۔ آپ اُسکے لائف ممبر بھی ہیں ریاست کے صدر مقام میں اکثر فالیشان مندر بختہ سٹریٹ اور بازار اور متعدد کوٹھیاں بنوائیں پیالپور کے قریب ایک بہت بڑی جھیل واقع ہے جس میں شکار کھیلنے کے لیے اکثر یورپین معزز حکام اور ہندوستانی رؤسا شریف لایا کرتے ہیں ریاست کی طرف سے حسب حیثیت و ضرورت خاطر تو وضع کی جاتی ہے۔ یہ مقام بی۔ این۔ ڈبلیو ریلوے کا ایک اسٹیشن پیالپور کے نام سے قائم ہے۔ گورنمنٹ نے آپ کے حسن انتظام و خوشنیتی کے سبب سے آپ کو ۱۸۹۹ء میں خطاب سی۔ آئی۔ اے کی مرحمت فرمایا اور خطاب راجگی موروثی قرار پایا۔ اس ریاست میں گدی نشینی کا رواج قدیم سے چلا آتا ہے۔ آپ جنوار چھتری ہیں۔ آپ کے صرف ایک فرزند ہے۔ سکونت پیالپور ضلع بہرائچ۔

**بشنا تھ سنگھ**۔ راجہ مقام پرینڈا۔ ولادت ۱۸۸۴ء۔ خطاب مذکور مورثی  
 ہے جسکو گورنمنٹ نے بھی ۱۸۸۴ء میں تسلیم کیا تھا۔ آپ دیکھت راجپوت ہیں  
 جو اپنے تئیں اجدو دھیا کی سورج منی نسل میں بیان کرتے ہیں۔ روایت ہے کہ اس  
 خاندان کے راجہ درگ بھان اجدو دھیا سے ترک وطن کر کے گجرات میں جا بسے  
 جہاں اُنکے جانشینوں نے دگنسی کے نام سے شہرت پائی۔ انھیں دگنسیوں  
 میں سے ایک شخص کلیان ساہ نے راجہ بکر مادت کی اطاعت قبول کی اور تقریباً  
 بیچاس برس قبل سنہ عیسوی کے دیکھت کے نام سے موسوم ہوا۔ اسکے بعد اُسکے  
 تمام جانشینوں نے بھی یہی لقب اختیار کیا۔ بلجھرد دیکھت نے قنوج کے راٹھور راجو  
 کی ملازمت کی اور اپنی حسن خدمات کے صلہ میں باندہ میں ایک جاگیر حاصل کی۔  
 اُنکے پوتے جو نت سنگھ کے چار بیٹے تھے جنہیں دوسرے بیٹے اودے بھان نے  
 ترک وطن کر کے اودھ میں سکونت اختیار کی اور اُس حصہ ملک میں آباد ہوئے  
 جو بعد کو اس خاندان کے نام سے دیکھتیا نہ مشہور ہوا۔ یہاں اُنھوں نے اپنے تئیں  
 راجہ شہر کیا۔ انکی چھٹی پشت میں راجہ رونا سنگھ تھے جنکے چھ بیٹے تھے اُنھوں نے دیکھتیا نہ کو  
 باہم تقسیم کر لیا۔ دوسرے بیٹے پنال نے پیتور کو اپنا مستقر قرار دیا یہی راجگان پرینڈا  
 کے مورث اعلیٰ ہیں۔ راجہ پنال شہنشاہ اکبر کے جرنل محمد امین خان کے ہاتھ سے  
 میدان جنگ میں مارے گئے۔ اُسکے بعد شیوراج پور کے راجہ چندیل نے ملک  
 دیکھتیا نہ کے الحاق کی تیاریاں کیں لیکن دیکھتوں نے پنال کے کسں بچداجز بھان  
 کو بلا بھیجا جو اپنی مان کے ساتھ اپنے وطن کو گئے اور فوراً سواحل گنگا پر چندیلوں  
 کے مقابلہ کو بڑھے۔ بیان ہے کہ صرف ایک مقابلہ ہوا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ راجہ  
 نربھان نے راجہ چندیل کی پیشانی پر ایک ایسا تیرہ دو سار کر دیا جس سے وہ جانبر  
 نہو سکا۔ اُسکے بعد نربھان نے قصبہ اُتاؤ میں اقامت اختیار کی اور پھر اپنے

باپ کے قلعہ تھپویر کی مرمت نہیں کرائی۔ اُنکے پوتے راجہ بیر سنگھ دیو نے بیر سنگھ پور آباد کیا مگر اُنکے بیٹے راجہ کرت سنگھ نے وہاں بود و باش پسند نہ کی اور قلعہ پر بندۂ تعمیر کیا جہاں اُنکے ورثہ اور جانشین اس وقت تک بود و باش رکھتے ہیں تقریباً ۱۵۰ء میں اُنکے پوتے راجہ ہری سنگھ نے علم بغاوت بلند کیا جسکی وجہ سے اُنکا قلعہ چھین لیا گیا اور علاقہ ضبط کر لیا گیا۔ اُنکے جانشین راجہ چندی بخش کو اُنکے اہل برادری نے معزول اور اُنکے بڑے بھتیجے راجہ دیا شکر کو اُنکی جگہ پر منتخب اور نامزد کیا۔ راجہ چندی بخش ۱۵۵ء میں فوت ہوئے اور راجہ دیا شکر نے اپنے مقبوضات کو بہت کچھ ترقی دی اور زمانہ ۱۵۵ء میں برٹش گورنمنٹ کی عمدہ خدمت کی۔ اُنھوں نے ۱۵۵ء میں انتقال کیا۔ اُنکے بعد شیو پشا سنگھ اُنکے جانشین اور دیکھتیوں کے سردار ہوئے۔ اُنھوں نے اپنے علاقہ کو وسعت دی۔ ۲۲۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو اُنکے انتقال کے بعد اُنکے بڑے بیٹے اور ولیعہد کنور شیو دت سنگھ ریاست پر قابض ہوئے اور اُسکا نہایت عمدہ انتظام کیا مگر اڑتیس برس کی عمر میں ۲۷۔ ستمبر ۱۹۰۲ء کو اُنھوں نے رحلت کی۔ فی الحال راجہ بشنا تھ سنگھ اُنکے جانشین ہیں۔ آپ بھی حسن انتظام کے اعتبار سے اولد سرلابیہ کے مصداق ہیں۔ سکونت موضع پرینڈا تحصیل موہان ضلع اُناؤ۔



منیشور بخش سنگھ - راجہ مقام ملا پور۔ ولادت ۱۵۵۰ء۔ اصل میں خاندانی خطاب راوتھا مگر ۱۸۶۴ء میں راجہ حال کے زمانہ نابالغی میں اُنکی جانشینی کے وقت برٹش گورنمنٹ نے راجہ کے خطاب سے سرفراز کیا۔ آپ کا تعلق ریکوار خاندان سے ہے جو بونڈی کے ریکواروں سے نکلا ہے۔ اس خاندان کے بانی رتن سنگھ تھے۔ تقریباً ۱۵۸۰ء میں اس خاندان نے ضلع سیتاپور میں وسیع المقدار اراضی حاصل کی اور آخر کار اپنے علاقہ کو اضلاع کھیری و ہراج تک وسعت دی۔ راجہ

نیشور بخش سنگھ ریکوار نے زیر نگرانی کورٹ آف وارڈس بنارس اور لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی جسکے زیر اہتمام انکا علاقہ مدت تک رہا تھا۔ آپ کو انزیری مجسٹریٹ کے اختیارات حاصل ہیں۔ اور آپ کے ایک صاحبزادہ اور جانشین کنور دی بی بخش سنگھ ہیں سکونت ملا پٹنور۔ کھیری۔

کشن دت سنگھ۔ راجہ مقام اوہل۔ ولادت ۱۶۱۱ء۔ آپ ۱۸ اکتوبر ۱۸۶۹ء میں اپنے والد راجا ویل کے انتقال کے بعد وارث ہوئے۔ یہ خطاب موروثی ہے۔ ابتداً ۱۸۶۹ء میں شاہ اوڈھ نے اس خاندان کو راجہ کا خطاب عطا کیا تھا اور دسمبر ۱۸۷۷ء میں برٹش گورنمنٹ نے بھی اسے تسلیم کیا۔ آپ کا تعلق کھیری کے جنوار خاندان سے ہے جسکی اعلیٰ شاخ کے قائم مقام راجہ اہل سنگھ تعلقدار کیمہراہن لیکن سابق راجہ اوہل راجہ ازودھ سنگھ اپنی دولت و ثروت اور لیاقت کی وجہ سے کھیری کے جنواروں کے سرغنہ قرار پائے۔ اصل میں یہ خاندان چوہان راجپوتوں کا ہے جسے سولہویں صدی میں راجپوتانہ سے آکر سادات پھانی کی ملازمت اختیار کی تھی سید جمینی خان کے زمانہ میں ۱۵۵۳ء میں چوہان کھیری کے چودھری کر دیے گئے اور انکو اس پرگنہ کی تمام اراضیات پر سوائی باندھنے اور وصول کرنے کے حقوق بھی عطا ہوئے۔ اُنکے بعد اُنکے جانشینوں نے رفتہ رفتہ اپنے مقبوضات کو اور ترقی دی چودھری پر تاب سنگھ اور اُنکے جانشین رائے تھان سنگھ نے بہت سے مواضع کو اپنے مقبوضات میں داخل کیا۔ ۱۸۳۷ء میں رائے امراو سنگھ خاندان کے سرغنہ تھے۔ رائے ازودھ سنگھ مذکور کے دادا رائے بخت سنگھ نے اوہل میں ایک نہایت رفیع الشان اور خوشنامہ در تعمیر کرایا۔ راجہ حال کے ایک صاحبزادہ اور جانشین کنور بلدیو سنگھ ہیں۔ سکونت اوہل۔ کھیری۔

بھگوان بخش۔ راجہ۔ ولادت یکم ستمبر ۱۸۷۲ء۔ اس خاندان کا اصلی خطاب راولتھاگر بعد کو راجہ ہو گیا۔ خطاب آخر الذکر کو گورنمنٹ ہند نے موروثی تسلیم کیا ہے۔ آپ کا خاندان امٹھیا چھتریوں کی دوسری شاخ میں ہے۔ جب ریاست کی تقسیم عمل میں آئی تو رام سنگھ پسر سوم محمد مہر سنگھ پوکر انصاری پر قابض ہوئے۔ انکی اولاد میں راول امر سنگھ شجاع الدولہ نواب اودھ کی اس شکست کے وقت جو انکو انگریزوں نے دی تھی خود مختار ہو گئے تھے۔ لیکن یہ خود مختاری چند روزہ تھی۔ نواب کی واپسی کے بعد انکی ریاست ضبط ہو گئی اور وہ قتل کر ڈالے گئے۔ راول امر سنگھ کے بیٹے مادھو سنگھ نے اپنی نانہال منکا پور میں پرورش پائی تھی۔ انکو ریزیڈنٹ لکھنؤ کی سفارش پر لاہی اور ایک اور موضع سرکار اودھ نے عنایت فرمایا۔ مادھو سنگھ نے لا ولد انتقال کیا۔ اس وقت ریاست سخت بد نظمی کی حالت میں تھی۔ چند لوگوں کی جانشینی کے بعد راجہ سہج رام بخش مالک ریاست ہوئے۔ انکے انتقال کے بعد چیف کسٹرن لکھنؤ نے انکے والد راجہ امر سنگھ کو وارث قرار دیا۔ آپ راجہ امر سنگھ کے بیٹے ہیں۔ اور ۱۸۷۶ء میں اپنے والد کے جانشین ہوئے تھے۔ آپ نے وارڈس انسٹیٹوشن آگرہ اور نواب گنج ہائی اسکول میں تعلیم پائی ہے۔ آپ کی نابالغی کے زمانہ میں ریاست عرصہ دراز تک کورٹ آف وارڈس کے انتظام میں رہی۔ ۱۸۹۱ء سے آپ نے انتظام ریاست اپنے دست خاص میں لیا ہے۔ آپ کی ریاست میں تینیس موضع اور کچھ ٹلیان شامل ہیں۔ اور پچیس ہزار دو سو اسی روپیہ مالگزار ہے۔ سکونت کوئی ضلع باریلی۔

مولوی سید امجد علی شمس العلماء۔ ولادت ۱۸۷۳ء۔ آپ کو کم جنوری ۱۸۹۶ء کو علوم مشرقی میں تجربہ ہونے کے امتیاز میں خطاب مذکور عطا ہوا۔ سکونت آگہ آباد۔

شیو راج سنگھ - رانا - تعلقدار تھلری و کچو رگا ٹون - ولادت ۱۸۶۵ء عیسوی بیان ہے کہ جب راجہ سالباہن والی مونگ پٹن نے راجہ بکراجیت کو شکست دی تو راجہ بکراجیت نے اپنی دختر کی شادی راجہ سالباہن سے کر دی - راجہ سالباہن کی بیسویں پشت میں راجہ ابھے چند گنگا اشنان کو شیو راج پور ضلع فچور میں وارد ہوئے اسی اشنان میں راجہ ارگل فچور کی رانی بھی مع لڑکی کے گنگا نہانے کے لیے آئی ہوئی تھی - اسوقت صوبہ دار آلہ آباد نے لڑکی کے چھین لینے کی غرض سے رانی کا محاصرہ کر رکھا تھا - رانی ارگل راجہ ابھے چند سے امداد کی طالب ہوئی - راجہ نے نہایت جواہر دی سے محاصرین کا مقابلہ کر کے رانی کو بچالیا - اس اعانت اور دلیرانہ کارروائی کو سنکر راجہ ارگل بہت خوش ہوئے اور اس لڑکی کی شادی راجہ ابھے چند سے کر دی اور ریاست جیمین دیدی - راجہ ابھے چند شیو راج پور میں مقیم ہوئے اور قوم بہرون کو نیت نابود کر کے اُنکے علاقوں پر قبضہ کر لیا - اسی وقت سے ریاست میواڑہ کی ابتدا شمار کیجاتی ہے راجہ ابھے چند کی دسویں پشت میں راجہ تلوک چند ہوئے - اُنکے دولڑکے تھے - ہر ہر دیو و پرتھوی چند - چونکہ راجہ تلوک چند سخت بیمار اور زندگی سے مایوس تھے اور اس حالت میں ہر ہر دیو دہلی گئے ہوئے تھے اسلئے راجہ تلوک چند نے پرتھی چند کو اپنا جانشین مقرر کر دیا - بعدہ جب ہر ہر دیو واپس آئے تو راجہ تلوک چند کو بقید حیات پایا مگر چونکہ پرتھی چند راجہ مقرر ہو چکے تھے لہذا راجہ تلوک چند نے ہر ہر دیو کو رانائی کا خطاب دیا اسوقت سے یہ خطاب اس خاندان میں چلا آتا ہے یہ خاندان قوم میں تلوک چندی شاخ سیبی مشہور ہے رانا ہر ہر دیو کی چودھویں پشت میں رانا رگھوناتھ سنگھ ہوئے اُنھوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ برطانیہ کی نہایت نمایاں خدمت کی اور اپنی خاندانی ریاستوں میں جو میواڑہ کے نام سے مشہور ہے گورنمنٹ کے اقتدار قائم رکھنے میں کامیابی حاصل کی اور بھور گھاٹ کی تیاری اور حفاظت میں گورنمنٹ کو کافی مدد دی جسکے صلہ میں گیارہ



دیہات جنگلی مالگاری سات ہزار پانچ سو روپیہ ہے منجانب گورنمنٹ آپکی خانہ دانی ریاست پر اضافہ کیے گئے۔ آپ راجہ رگھوناتھ سنگھ کے پرپوتے ہیں۔ آپ کے والد رانا شکر بخش سنگھ (سنہ ولادت ۱۸۳۹ء) اپنے دادا کے بعد وارث ریاست ہوئے۔ انکو دربار قیصری یکم جنوری ۱۸۷۷ء میں تمنغہ اعزازی اور ۱۸۸۲ء میں خطاب سی۔ آئی۔ ای۔ اور ۱۸۸۷ء میں خطاب کے سی۔ آئی۔ ای عطا ہوا۔ ۱۸۸۶ء میں ایک توپ بھی بغرض سلامی عطا ہوئی۔ وہ انڈیا کونسل واضح آئین و قوانین کے ممبر تھے اور آنریری مجسٹریٹ اور اسٹنٹ کلکٹری کے اختیارات بھی حاصل تھے وہ ۱۸۹۰ء میں لوکل گورنمنٹ کی کونسل واضعان قوانین کے ممبر مقرر ہوئے تھے۔ تعلقہ اران اودھ میں انکی ہمدردی اور دانشمندی مسلمہ تھی۔ چنانچہ ۱۸۷۷ء میں انجن تعلقہ اران کے وائس پریسیڈنٹ اور بعدہ لائف پریسیڈنٹ تھے اور قحط سالی ۱۸۷۷ء میں غربا و مساکین کی فیاضانہ اعانت کی جسکا شکریہ گورنمنٹ کی جانب سے ادا کیا گیا۔ ۱۸۹۷ء میں انھوں نے رحلت کی۔ انکے بعد آپ مالک ریاست ہوئے۔ آپ اخلاق و عادات میں اپنے والد کے قدم بقدم ہیں۔ آپ انگریزی میں بقدر ضرورت اور فارسی ہندی میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ آپ ۱۸۹۹ء میں آنریری منصف اور ۱۹۰۲ء میں آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ اسوقت اس ریاست میں ڈیڑھ سو مواضع شامل ہیں اور آبادی تخمیناً ایک لاکھ ہے۔ آپ کے دولڑکے ہیں لال او مانا تھ بخش سنگھ (ولادت ۲۰۔ نومبر ۱۸۸۸ء) اور کنور شمشو ناتھ بخش سنگھ (ولادت ۱۸۹۰ء) سکونت کجور گاؤں ضلع راسے بریلی۔



محمد کاظم حسین خان۔ راجہ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول سے آپکا سلسلہ نسب ملتا ہے۔ بیان ہے کہ آپ کے مورث اعلیٰ قاضی نصر اللہ خلیفہ بغداد کی جانب سے سلطان شہاب الدین غوری کے واسطے خلعت لیکر آئے پنجہیں سلطان مذکور

نے اُن کے فضل و کمال کے لحاظ سے امر دہہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا اور راجہ پر تھی راج کی تلوار جو بعد فتح دہلی سلطان کے قبضہ میں آئی تھی قاضی صاحب کو مرحمت کی جو اس وقت تک خاندان بلہرہ میں موجود ہے۔ اُن کے فرزند قاضی نصرت اللہ عرف شیخ نتھن کو سلطان محمد غلط نے بھر قوم کے استیصال کے لیے ملک اودھ کو بھیجا جہاں راجہ ساندہا بہاری کو اُنھوں نے مغلوب کر کے پوری ریاست پر قبضہ کر لیا اس فتح نمایان کے صلہ میں راجہ کا علاقہ سلطان دہلی نے اُنکو عطا کر دیا۔ انکی چوتھی پشت میں داؤد خان تھے جنکو جلال الدین اکبر شہنشاہ ہند نے نوابی اور خان بہادری کے خطاب سے ممتاز اور افواج شہنشاہی کی سپہ سالاری پر سرفراز فرمایا اُنھیں کی نسل میں تعلق داران بلہرہ پیتے پور محمود آباد و بھٹوانو وغیرہ میں یہ کالجی جنگ میں قلعہ کے پھاٹک پر پہنچ کر مقتول ہوئے۔ اُن کی جانفروشانہ خدمات کے صلہ میں شہنشاہ نے اُن کے فرزند محمود خان کو آبائی خطابات اور عہدہ فوجداری جو نو عطا کیا قصبہ محمود آباد اُنھیں کا آباد کیا ہوا ہے اُنکے انتقال کے بعد اُن کے جانشین فرزند بازید خان نے کل ریاست آبائی کو تین حصوں پر تقسیم کیا۔ ایک حصہ پر خود قابض رہے اور دوسرے اپنے دو بھائیوں کو تقسیم کیے۔ شہنشاہ جہانگیر کے پیشگاہ سے اُنکو اُن کی خاندانی وجاہت کے لحاظ سے عہدہ الموالی غضنفر الدولہ امیر الملک نواب بازید خان بہادر مظفر جنگ کا خطاب اور ایک تلوار مرحمت ہوئی۔ اُن کے تین بیٹوں میں عنایت خان بلہرہ پر فتح خان صدراوان پر اور ہدایت خان محمود آباد پر قابض ہوئے عنایت خان کے پوتے مرحمت خان کو شہنشاہ فرخ سیر کی جانب سے چھ پرگنوں کی چودھرایت عطا ہوئی۔ اُنکے چار بیٹوں میں سے دوسرے فرزند محمد رام خان رئیس بلہرہ نے نواب مغز الدین خان رئیس لکھنؤ کی اس تاریخی جنگ میں مدد کی جو اُن نے اور راجہ رام نگر سے مقام چھوہا لگاٹ میں واقع ہوئی تھی اُسکے بعد سے نواب موصوف کے خاندان سے سلسلہ

قرابت شروع ہوا۔ اُن کے دو بیٹوں مین خلف اکبر محمد اکرام خان کی شادی ہدایت احمد خان رئیس محمود آباد کی دختر خُرد سے ہوئی جو اپنے خسر کے انتقال کے بعد اُن کی اولاد بننے نہونے کی وجہ سے مالک ریاست محمود آباد ہوئے اور خلف اصغر مظہر علی خان اپنے والد کے ارتحال کے بعد مالک و جانشین ریاست بلہرہ ہوئے جنکا عقد ہدایت اللہ خان رئیس محمود آباد کی نو اسی بیٹے بڑی بیٹی کی لڑکی کے ساتھ ہوا۔ اُنکی وفات کے بعد اُنکے بیٹے امیر علی خان مالک ریاست آبائی ہوئے۔ یہ نواب آصف الدولہ نواب زیر اودھ کے ہمارے جنگ روہیلہ میں شریک ہوئے تھے۔ اُنکے دو بیٹے راجہ عباد علیخان اور راجہ نواب علیخان تھے جو نواب معزالدین خان رئیس لکھنؤ کی بھتیجی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اول الذکر مالک ریاست بلہرہ اور آخر الذکر مالک ریاست محمود آباد ہوئے۔ راجہ عباد علی خان ۱۲۶۹ھ میں پیشگاہ شاہ اودھ سے خلعت فاخرہ سے مخلع اور راجہ کے خطاب سے مخاطب ہوئے اور تعلقہ حضو تحصیل کیا گیا۔ اُنکی شادی نواب شہامت علیخان خلف نواب معزالدین خان کی ایک بیٹی کے ساتھ ہوئی جنکے بطن سے راجہ کاظم حسین خان متولد ہوئے اور دوسری دختر کی شادی راجہ نواب علیخان کے ساتھ ہوئی جنکے فرزند راجہ سر محمد امیر حسن خان بہادر کے سی۔ آئی۔ امی والی ریاست محمود آباد ہیں۔ باعتبار رشتہ کے راجہ صاحب محمود آباد اور راجہ کاظم حسین خان صاحب تعلقہ دار بلہرہ حقیقی عماد اور خالہ زاد بھائی ہیں۔ راجہ عباد علی خان نے اپریل ۱۸۷۱ء میں انتقال کیا اور راجہ کاظم حسین خان بیس سال کی عمر میں ریاست آبائی پر قابض ہوئے۔ آپ نے ریاست بلہرہ کے انتظامی نقائص کو دور اور اُسکو بار قرض سے سبکدوش کیا۔ آپ کی مخالفت میں کچھ معاندین نے جعلی مقدمات قائم کیے جس میں چار برس تک مقدمہ لڑنے کے بعد آپ بخوبی کامیاب اور مخالفین سزایاب ہوئے۔ آپ نے گورنمنٹ انگلشیہ کے احکام اور قوانین مجریہ وقت کے نفاذ کا اور رعایا

و مزارعین کے حقوق کا ہمیشہ لحاظ رکھا۔ آپ کی خوش انتظامی اور حسن لیاقت اور تاج کی وفاداری کی وجہ سے گورنمنٹ نے ۴۔ دسمبر ۱۸۷۷ء کو اعلان عام کے ذریعہ سے آپ کو راجگی اور خان بہادری کے موروثی خطاب کا سستی قرار دیا۔ ۱۸۸۷ء میں ایکٹ ۲۲ کے نفاذ میں آپ نے گورنمنٹ کو قیمتی مدد دی جسکے جلد میں انکو انگریز مجسٹریٹ کے اختیارات مرحمت ہوئے۔ آپ نے اپنی سیدار مغربی سے تعلق کو بہت کچھ وسعت دی ہے بلکہ کئی تعلقہ اور اکثر مسلم دیہات ریاست میں اضافہ کیے ہیں۔ دربار گورنری میں آپ کی کرسی کا بیسوان نمبر ہے۔ آپ ایک پابند صوم و صلوة اور مجاہدیت رئیس ہیں آپ کے ایک فرزند اور جانشین محمد قائم خان عرف ابو الحسن خان ہیں۔ سکونت بلہرہ۔ ضلع بارہ بنکی۔



رام سنگھ۔ جو دیو۔ راجہ رام پورہ ضلع جالون۔ ولادت ۱۶۔ اکتوبر ۱۸۶۶ء۔ آپ سورج بنسی خاندان اور شہور کچھواہہ راجپوتوں کی نسل سے ہیں۔ وجہ تسمیہ اس نام کی یہ ہے کہ راجگان رگھنن میں کورم نامے راجہ کی اولاد سے ایک راجہ بنام سوم ہوا تھا جس نے کچھ بھوج میں حکمرانی کی تھی۔ اس وقت سے اس کی اولاد کچھواہہ کہلائی۔ ایک سلسلہ نسب راجگان جے پور سے ملتا ہے۔ کچھواہہ راجپوتوں میں ایک راجہ بنام تل گزرا ہے جس نے قلعہ نرور تعمیر کرایا۔ کئی پشت کے بعد راجہ سورت پال نے قلعہ گو الیار کی بنیاد ڈالی۔ عرصہ دراز تک یہ خاندان منتر کہ طور پر حکمران رہا۔ مگر ۱۸۹۱ء میں علاقہ باہم تقسیم ہو گیا اور ریاست کچھواہہ گھار کے راجہ بھون پال مالک ہوئے۔ راجہ بھون پال کی اولاد میں راجہ رام ساہ نے رام پورہ آباد کیا اور قلعہ تعمیر کرایا۔ ۱۹۱۹ء میں ایک جاگیر دولاکھ روپیہ سالانہ کی اس خاندان کو دربار دہلی سے عطا ہوئی۔ مگر ان مقبوضات کا بڑا حصہ مہاراجہ سیندھیا نے چھین لیا۔ اس وقت سے صرف ۲۸ ہواضع جاگیر مذکور کے اس

خاندان کے قبضہ میں رہ گئے۔ ۱۸۴۷ء میں جب راجہ مان سنگھ خلف راجہ مادھو سنگھ جانشین ریاست ہوئے اسوقت یہ علاقہ قلم و برطانیہ میں شامل ہوا۔ ۱۸۵۷ء میں راجہ مان سنگھ نے سرکار برطانیہ کی نہایت نمایاں خدمات انجام دیں جسکے صلہ میں گورنمنٹ برطانیہ نے ایک بیش قیمت خلعت و سند عطا فرمائی۔ ۱۸۷۳ء میں راجہ مان سنگھ نے انتقال کیا۔ آپ راجہ صاحب موصوف کے تہنیتی بیٹے اور جانشین ہیں آپ ان کی وفات کے وقت نہایت صغیر سن تھے۔ ۱۸۸۸ء میں کاروبار ریاست آپ نے دیکھنا شروع کیا۔ آپ کی گورنمنٹ عالیہ برطانیہ میں نہایت عزت و توقیر ہے۔ ضلع جالون میں درجہ اول و ثمت آلہ آباد میں درجہ دوم کے کرسی نشین ہیں۔ آپ کے ہمراہ بیان ایکٹ اسلمہ کی وفات ۱۹۱۳ء سے مستثنیٰ ہیں اور آپ کو دو توپیں رکھنے کا اختیار حاصل ہے۔ آپ درجہ سوم کے آئری مجسٹریٹ ہیں۔ آپ کی ریاست کا رقبہ ۲۱ میل مربع ہے اور مردم شماری ۱۵۴۷۲۱۔ مالگزاری سرکار ہمیشہ سے معاف چلی آتی ہے۔ خطاب راجہ پورشی وقیدی ہے۔ سکونت رامپورہ پرگنہ جالون۔



کشن کنور۔ رانی مقام رامپور۔ ولادت ستمبر ۱۸۵۷ء۔ خطاب موروثی ہے۔ راجہ رام پور شمالی ہند کے راجپوتوں کے مسلمہ سردار تھے۔ یہ خاندان آخری راجپوتوں کے مشہور بے چند کی نسل میں ہے جو ۱۹۱۱ء میں اسوقت قتل کر ڈالے گئے تھے جب شہاب الدین غوری نے سلطنت قنوج کو زیر کر دیا تھا۔ ہمارا راجہ جو دھپور اور ہمارا راجہ بیکانیر بے چند کے خلف اکبر کی نسل میں ہیں جو پہلے راجپوتوں کے سردار تھے اور راجہ رام پور ان کے فرزند دیوی بے پال کی اولاد میں ہیں۔ بے پال کی پانچویں پشت میں پرجن پال تھے۔ انھوں نے ترک وطن کیا اور قنوج سے آکر کھور میں آباد ہوئے جہاں انکا خاندان کئی پشتوں تک رہا ہے۔ دیو بے پال

کی چودھویں پشت میں تھے۔ ان پر سلطان اتمش نے حملہ کیا اور بارہ برس کے صحارہ کے بعد انھیں نکال دیا۔ کرن سنگھ آٹھ پشتوں تک ضلع بدایون میں متوطن رہے۔ اُن کے پر پوتے راجہ پرتاب رُدر نے نواب فرخ آباد کی سرکار سے اُن خدمات کے جلدو میں علاقہ حاصل کیا جو انھوں نے روہیلوں کے مقابلہ میں نواب موصوف کے لیے انجام دی تھیں آخر کار راجہ رام سہاے نے جو شجرہ خاندانی میں جے پال سے اٹھائیسویں پشت میں ہیں رام پور واقع ایٹھ کو اپنا خاندانی مستقر قرار دیا جہاں کا خاندان اس وقت تک موجود ہے۔ نواب کی سلطنت پر برٹش کا قبضہ ہونے کے وقت نول سنگھ رام پور کے راجہ تھے۔ اور اُن کے پوتے راجہ رام چندر سنگھ موجودہ رانی کے شوہر تھے۔ انھوں نے ۲۰۔ مئی ۱۸۴۳ء کو انتقال کیا اور اپنی بیوہ رانی حال کو اپنا جائین چھوڑا آپ کے ایک پوتے اور وارث ریاست مسیحی لال جگموہن سنگھ ہیں جنکی ولادت ۱۸۷۷ء میں واقع ہوئی تھی۔ سکونت اعظم نگریٹھ۔



جانبلی کنور۔ رانی مقام پر پور ولادت ۱۸۳۵ء۔ خطاب موروثی ہے۔ آپ ۱۶۔ جون ۱۸۷۷ء کو اپنے شوہر راجہ زندھیر سنگھ کے انتقال کے بعد وارث ریاست ہوئیں جو چھیدوارہ کے چھٹھا کروں کے سردار اور اس گھرانے کے افسر خاندان تھے جو الحاق اودھ کے زمانہ کے قبل فردوسرکشی میں مشہور تھا۔ یہ اپنے تین اچل نرائن سنگھ کے فرزند دوم مہاراج سنگھ کی نسل سے بیان کرتے ہیں جو کھراسا کے کلہن راجاؤں کی نسل میں تھے۔ اس خاندان کے ایک وارث نول سنگھ نے راجہ کا خطاب اُس وقت حاصل کیا تھا جب وہ شہنشاہ دہلی کے دربار میں باریاب ہوئے تھے اور یہ خطاب راجہ زندھیر سنگھ کے زمانہ سے موروثی تسلیم کیا گیا ہے۔ رانی حال کے فرزند اور جانشین بکرم سنگھ ہیں۔ سکونت پر سپور گوندہ۔

جے نمبس کنور۔ رانی کیتھولہ۔ ولادت ۱۸۶۹ء۔ خطاب موروثی ہے جس  
کیتھولہ کنچور یہ خاندان کے سردار ہیں جو کانہ کے خلف اکبر ساہس کے قائم مقام  
سمجھے جاتے ہیں۔ ان سے راجہ ہمیش بخش مقام کیتھولہ تک بیس پشتیں ہوتی ہیں  
راجہ مذکور نے ۱۸۸۱ء میں انتقال کیا اور کوئی فرزند نہ وارث نہیں چھوڑا۔ کچھ  
زمانہ تک علاقہ گورنمنٹ کے زیر اہتمام رہا مگر اب رانی حال بیوہ راجہ موم کے قبضہ  
میں ہے۔ سکونت کیتھولہ پرتابگڈھ۔

رام دین۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۳۸ء۔ آپکا تعلق اُس قدیم گرمی خاندان سے  
ہے جو کئی صدی قبل قنوج سے آکر مقام پیلا میں آباد ہوا تھا۔ آپکے والد رائے تولارام  
بہادر کو ایام غدر کی خیر خواہانہ خدمات کے جلد وین رائے بہادر کا خطاب اور باغی راجہ  
سون سنگھ تعلقہ دار تھوولی کے ضبط شدہ علاقہ کا ایک حصہ جسمین تعلقہ پیلا دکن پور شامل  
ہے عطا ہوا۔ آپ کے والد کی خیر خواہی اور وفاداری زمانہ غدر کے لحاظ سے ۲۱ وری  
۱۸۵۷ء کو گورنمنٹ ہند نے آپ کو رائے بہادر کے خطاب سے معزز و ممتاز کیا۔  
اس علاقہ کے متعلق اس وقت جو بیس مواضع آپ کے قبضہ میں ہیں جنکی آمدنی دس ہزار  
روپیہ سالانہ ہے۔ سکونت نیگاؤن تعلقہ وپرگنہ پیلا ضلع کچہری۔

ہمیت رام۔ پنڈت۔ سی۔ آئی۔ امی۔ یکم جنوری ۱۸۸۷ء کو آپ کو خطاب  
سی۔ آئی۔ امی۔ عطا ہوا۔ آپنے عرصہ دراز تک بحیثیت دیوان ریاست ریوان  
نہایت قابلانہ خدمات انجام دی ہیں۔ فی الحال بریلی میں آنریری مجسٹریٹ ہیں۔  
سکونت بریلی۔

اودے پرتاب سنگھ - سی - ایس - آئی - راجہ بھنگہ - ولادت ۳ - ستمبر ۱۸۵۷ء -  
 آپ ۲۴ - اپریل ۱۸۸۴ء کو اپنے والد راجہ کشن دت سنگھ کے انتقال کے بعد ریاست بھنگہ پر  
 قابض ہوئے - آپ کا تعلق بسین راجپوتوں کے خاندان سے ہے - یہ گونڈہ کے بسینوں  
 کی ایک چھوٹی شاخ ہے اور راجہ رام سنگھ فرزند دوم بھوانی سنگھ کی نسل سے ہے - بہرہ  
 جب راجہ گونڈہ کا خطاب معدوم ہو گیا تو آپ اس خاندان کے اعلیٰ قائم مقام قرار پائے -  
 اس خاندان کی بڑی شاخ کے تمام مقبوضات و مملوکات غدر کے بعد مجرم بغاوت ضبط  
 کر لیے گئے - اس خاندان کے پہلے مورث اعلیٰ پرتاب سنگھ ایک گائون کے زمیندار  
 تھے اور پھر وہ گنہ گھر اس کے چودھری ہو گئے لیکن جب راجہ اچل نرائن سنگھ زمیندار گھر اس کے  
 قضا کی تو پرتاب سنگھ اُس طوفان بے تمیزی اور بد عملی کے زمانہ میں جو اس وقت برپا تھی ہندو  
 جماعت کے سرگروہ اور قائم مقام ہو گئے - پرتاب سنگھ کے سلسلہ نسب میں ان سنگھ تیسرے  
 تھے جو سب سے پہلے راجہ کے لقب سے لقب ہوئے - انھوں نے موجودہ قصبہ  
 گونڈہ کی بنیاد ڈالی جہاں اُس زمانہ میں ایک گجائنگل تھا - بیان ہوا ہے کہ سلسلہ  
 میں شہنشاہ جہانگیر کو مرزا علی بیگ جاگیر دار گھر اس کی زبانی دریافت ہوا کہ مان سنگھ زمیندار  
 گوانی نے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا ہاتھی ترائی کے جنگل سے پکڑا ہے - پس انھوں نے  
 حکم دیا کہ زمیندار اور اس کا ہاتھی دونوں دربار میں طلب کیے جائیں - نتیجہ ہوا کہ ہاتھی تو شہنشاہی  
 فیضانہ میں داخل کیا گیا اور اس کے معاوضہ میں مان سنگھ زمیندار راجہ کے خطاب سے سربلند  
 کیے گئے - اسکے بعد راجہ نے جلد تر گوانی کی سکونت ترک کر کے ایک نئے دارالصدر  
 کی بنیاد ڈالی اور اس کا نام گونڈہ رکھا - اس خاندان کی تاریخ میں سب سے زیادہ تابناک زمانہ راجہ  
 رام سنگھ کے وقت سے شروع ہوا - انھوں نے خاندانی جاگیروں کو بے انتہا ترقی دی -  
 راجہ رام سنگھ کے دو بیٹے ہوئے جنکے نام دت سنگھ اور بھوانی سنگھ تھے - راجہ رام سنگھ کے  
 انتقال کے بعد ان کے بیٹے راجہ دت سنگھ وارث ریاست ہوئے جنکے کارنامے اور فتوحات



مشہور عام ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور جنگ وہ ہے جو علاء دل خان کے ساتھ ہوئی جسے جدید صوبہ دار نواب سعادت خان نے آئروے گھاگھر کی تلاء میں کا ناظم مقرر کیا تھا۔ یہ ناظم جنگ سرنگ پور میں مارے گئے۔ آخر کار راجہ دت سنگھ سے اور سلطنت اودھ سے مصالحت و موافقت ہو گئی اور ان کے علاقے ایک جداگانہ ریاست کی صورت میں کر دیے گئے۔ مسوقت انھوں نے اپنے چھوٹے بھائی بھوانی سنگھ کو بھنگلہ میں بھیجا یا جنھوں نے پرگنہ مذکور کے ان تمام حصوں پر جو راجپوتی اور جنگل کے مابین واقع ہیں اسی طرح بنو رستم شیر قبضہ کیا جس طرح ترائی کے ایک وسیع رقبہ پر متصرف ہو گئے تھے جو دریا کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ سالہ ۱۸۶۷ء تک یہ علاقہ ہوئیگم صاحبہ کی جاگیر میں شامل تھا۔ راجہ حال بھوانی سنگھ کی چھٹی پشت میں ہیں۔ آپ ۳۔ جنوری ۱۸۹۳ء عیسوی کو خطاب کینین آف دی موسٹ اگرا انڈیا آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا سے ممتاز ہوئے۔ آپ نے وارڈ انشٹیوشن لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی۔ آپ نے ایک کتاب موسومہ "سلطنت جمہوری ہندوستان کے سائب حال اور روزن نہیں ہے" تصنیف کی۔ آپ الہ آباد یونیورسٹی کے فیلو ہیں۔ سکونت بھنگلہ۔ ضلع بہرائچ۔



کیہری سنگھ جو دیو۔ راجہ۔ ریاست بھہریہ کی بنیاد ۱۵۲۱ء سے پڑی ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ مہاراجہ بشوک نے مہاراجہ جے چند والی قنوج سے اٹھارہ لاکھ کی جاگیر جہیز میں حاصل کی تھی۔ مہاراجہ بشوک۔ قدیم متوطن دھار اور اسوک جو دیو والی دھار کے بھائی تھے ان کی پانچویں پشت میں یہ راج پانچ حصوں پر تقسیم ہو گیا۔ مہاراجہ گندیو جیو بہادر کے پانچ فرزند تھے۔ فرزند اکبر مر جاد دیو ریاست بھہریہ میں سند نشین ہوئے۔ باقی چار لڑکے راج جگن پور۔ راج نرودو۔ راج کرواٹ اور راج ٹھٹ پٹی پر مالک و قابض ہوئے اس زمانہ سے علاقہ بھہریہ ایک جداگانہ ریاست رہتا آیا۔ اس راج میں

ہمارا جہ روپ سنگھ کے عہد میں چھپن موضع تھے گرائی بدانتظامی سے مقروض ہو کر ناپام ہوئے اور صرف اٹھارہ موضع رہ گئے جسکی آمدنی بائیس ہزار روپیہ ہے اور تو قیر اٹھ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ تقریباً دو برس کا عرصہ ہوا روپ سنگھ نے انتقال کیا اور اُس کے فرزند ہمارا کیمری سنگھ جو دوپوسند نشین ریاست ہوئے۔ آپ خوش سلیقہ اور منظم رئیس ہیں اور ریاست کی ترقی کی فکر میں مصروف رہتے ہیں۔ اس ضلع میں آپ کا دوسرا نمبر ہے اور اپنے ہم چشم چاروں بھائیوں کی ریاستوں میں آپ کا درجہ اعلیٰ ہے۔ سکونت ریاست بھر ضلع اٹاؤہ



بیدسرن کنور۔ رانی۔ گوری برہر۔ ولادت ۱۸۷۷ء۔ یہ خطاب آپ کا موروثی ہے۔ آپ راجہ کیشو سرن ساہ کی بیوہ ہیں چونکہ راجہ نے ۱۸۷۷ء میں لاوہ انتقال کیا اسلئے اُنکی بیوی اُنکی جانشین ہوئیں۔ یہ خاندان چندیل راجپوتوں کا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ موہن بند لکھنڈ کے پر مال اور برمال کی نسل سے ہے۔ کئی سو برس ہوئے کہ خاندان بالند کے فرقہ کبر و ار کے راجہ مدن کی ملازمت انھوں نے اختیار کی اور چند روز بعد اپنے مالک کو قتل کر کے اُسکے ملک کو تین حصوں میں جگے نام برہر بکج گڈ اور برڈی واقع ریوان میں منقسم کر دیا اور اپنے قابض ہو گئے۔ تقریباً ایک صدی تک ان حصوں پر غاصبین حکمران رہے لیکن ۱۸۹۹ء میں جلا وطن بالندوں نے فوج جمع کی اور قلعہ اور ریوان گوری برہر کو مار کر اپنا علاقہ چھرواپس لے لیا۔ فاتحین نے نسل چندیل کے جنس ذکر میں جتی الامکان ایک متنفس کو بھی زندہ نہیں چھوڑا مگر مفتوح چندیل راجہ کی ایک رانی نے بھاگ کر جنگل میں پناہ لی تھی اور چونکہ وہ پہلے سے حاملہ تھی اسلئے وہیں اُسکے ایک فرزند زینہ پیدا ہوا جسکا اُورندیو نام رکھا گیا۔ یہ ہو نہا ریچ جب سن تیر کو پہنچا تو راجہ کنت نے اُسکے ساتھ اپنی دختر کی شادی کر دی اور بہت روپیہ اُسکو اس علاقہ کے دوبارہ حاصل کرنے کے لیے دیا۔ اُورندیو اس مہم میں کامیاب ہوئے اور ۱۹۰۷ء کے قریب

باندون کو اُس ملک سے بحال دیا۔ اور رندپو کے وقت سے ۱۷۵۷ء تک کوئی تاریخی واقعہ نہیں گزرا۔ ۱۷۵۷ء میں راجہ بلونت سنگھ نے قلعہ آگوری چھین لیا اور اس وقت کے حکمران راجہ شمشو ساہ کو خارج کر دیا۔ ۱۷۵۸ء میں دارن میٹنگس صاحب گورنر جنرل ہند کے حکم سے عدل ساہ کو شمشو ساہ کے پوتے تھے یہ ریاست واپس ملی اور اُنکے واسطے آٹھ ہزار ایک روپیہ سالانہ الاؤنس مقرر ہوا۔ ۱۷۵۹ء میں لارڈ کارنوالس صاحب کی گورنمنٹ نے الاؤنس کی سو قوفی کا حکم دیا لیکن مسٹر ڈنگن صاحب کی تحریر سے صرف چار ہزار قائم رہا۔ ۱۷۶۰ء میں الاؤنس مذکور کی پوری تعداد پھر ملنے لگی اور یہ اسے ظاہر کی گئی کہ راجہ عدل ساہ کی وفات کے بعد اُنکی ریاست راجہ بنارس کو دیدی جائے۔ رن بہادر ساہ عدل ساہ کے جانشین ہوئے مگر غالباً اُن انتظامات کی وجہ سے جو ۱۷۶۲ء میں عمل پذیر ہوئے تھے اور جنھوں نے راجہ بنارس کے حقوق کو خاص جاگیرات و خاندانی مقبوضات تک محدود رکھا تھا یہ ارادہ پورا نہیں ہوا اور ریاست اسی خاندان میں قائم رہی۔ ۱۷۶۳ء میں راجہ رگھوناتھ ساہ نے رحلت کی اور ریاست کا انتظام کورٹ آف وارڈز کے سپرد ہوا۔ راجہ رگھوناتھ ساہ نے دو شیر خوار فرزند چھوڑے ان میں سے ایک بچپن ہی میں مر گیا۔ دوسرے فرزند راجہ کیشو سرن ساہ نے ۱۷۶۵ء میں اپنی ریاست پر قبضہ حاصل کیا مگر افسوس تھیں نے زیادہ عرصہ تک اس قبضہ سے متح نہیں اٹھایا اور مارچ ۱۷۶۸ء میں رگھوڑے عالم بقا ہوئے۔ رانی بید سرن کے جانشین جگنا تھ پرشا سنگھ ساکن جم گائون ہین۔ آپ بابو پچال سنگھ برادر راجہ عدل ساہ کی نسل سے ہیں۔ فی الحال آپ کی عمر چھیالیس سال کی ہے۔ اس ریاست میں چار سو ستاسی دیہات ہیں جو آگوری برہادر سنگرولی کے پرگنوں میں واقع ہیں۔ ریاست کا رقبہ دو لاکھ اڑتالیس ہزار نو سو چھ ایکڑ ہے۔ سکونت راجپور۔ ضلع مرزا پور۔



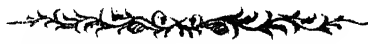
سرفراز بیگم۔ رانی۔ تعلقدار بہادر نگر بہرائچ۔ ولادت ۱۷۶۶ء۔ آپ ۲۸۔ نومبر

۱۸۹۵ء کو وارث ریاست قرار پائیں۔ راجہ یارانی کا خطاب موروثی ہے۔ سکونت بہرائچ۔

——————

زیب النساء۔ رانی جہانگیر آباد۔ ولادت ۲۸۔ اکتوبر ۱۸۵۷ء۔ آپ ۷۔ اپریل ۱۸۹۵ء کو اپنے والد راجہ فرزند علیخان کی جانشین ہوئیں۔ آپ کے والد مرحوم کو یہ خطاب آخری شاہ اودھ واجد علی شاہ کی سرکار سے عطا ہوا تھا جسے برٹش گورنمنٹ نے بھی تسلیم کیا۔ نسل اور موروثی خطاب تسلیم کیا ہے۔ تعلقہ جہانگیر آباد کے مالک وقابض راجہ رزاق بخش تھے جنکی اولاد ذکر نہونے سے یہ علاقہ ان کے داماد راجہ فرزند علیخان کے قبضہ میں آیا۔ یہ سکندر باغ لکھنؤ کے قائم مقام داروغہ تھے۔ الحاق اودھ سے تقریباً تین برس قبل ایک اتفاقہ واقعہ سے انکی کاسیابی کا ابتدائی زمانہ شروع ہوا۔ ایک مرتبہ حسب اتفاق شاہ واجد علی شاہ سکندر باغ کی سیر کو تشریف لے گئے وہاں انکی نظر اپنرٹری انکو ایک وجیہ اور خوشرو جوان دیکھ کر انکے لیے خلعت کا حکم دیا اور حاضری دربار کی ہدایت کی۔ الطاف و نوازش خسروانہ کی اس بدیہی علامت کی وجہ سے فرزند علی کی ترقی کی رفتار تیز ہو گئی اور ایک موثر خواجہ سرائیشیرالدولہ کی سفارش سے انکو ایک فرمان عطا ہوا جسکے رو سے یہ راجہ جہانگیر آباد قرار دیے گئے۔ فرزند علیخان دربار شاہی میں برابر حاضر رہا کرتے تھے اور ۱۸۷۷ء میں بادشاہ اودھ کے ساتھ لکھنؤ سے کلکتہ کو بھی گئے تھے جہاں کچھ دنوں انکے ساتھ قیام کیا تھا۔ زمانہ غدر میں انھوں نے ابتدا ہی میں اظہار اطاعت کیا تھا۔ ۱۸۷۷ء میں انکو انکے حدود ریاست کے اندر اسسٹنٹ کلکٹری کے اختیارات عطا ہوئے۔ راجہ فرزند علیخان کا وارث وجانشین کوئی فرزند زینہ نہ تھا۔ انکی دختر رانی زیب النساء کی شادی راجہ تصدق سول سی۔ ایس۔ آئی۔ کے ساتھ ہوئی جو اپنے خسرو اور چچا کے جانشین اور تعلقہ دار قرار پائے اور ۲ جنوری ۱۸۹۳ء کو بطور ذاتی اعزاز کے راجہ کے خطاب سے سرفراز کیے گئے۔ سکونت جہانگیر آباد۔ ضلع بارہ بنکی۔

گو بند پرشا دجھارگو۔ بابو۔ ایم۔ ایس۔ ای۔ ولادت سنہ ۱۸۷۷ء۔ آپ بابو رام سیدک مرحوم کے فرزند اور نشی نو لکھنؤ سی۔ آئی۔ ای۔ کے بھتیجے ہیں۔ آپ کو ابتدائی تعلیم انجیرنگ کامون سے دلچسپی تھی اور ہرچند آپ نے باقاعدہ انجیری کا امتحان پاس نہیں کیا مگر امین آپ نے جو تجربہ اور کمال پیدا کیا ہے وہ کارخانہ لکھنؤ آئرن ورکس کی ترقی کن حالت سے ظاہر ہے جبکہ آپ جنرل منچر ہیں۔ لکھنؤ بطور تجارت گاہ آہن کے کوئی عمدہ مقام نہیں ہے مگر آپ کی سعی اور کوشش سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ انسان اپنی محنت سے ضرورت اور شوق و محنت سے بہت کچھ کر سکتا ہے۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں آپ لندن کے انجیرون کی سوسائٹی کے ممبر (ایم۔ ایس۔ ای) منتخب ہوئے۔ آپ ایک ہونما راو خلیق نوجوان ہیں اور چونکہ صنعت و حرفت سے ہر ملک کی بہت کچھ بہبود اور سرسبزی متصور ہے لہذا امید ہے کہ آپ کی ذات سے ان صوبیات کی تجارت اور حرفت و صنائع کو خاص فائدہ پہنچے گا۔ سکونت لکھنؤ۔



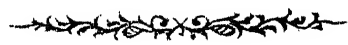
درگاہ پرشاو۔ کنور۔ تعلقدار سندیلہ۔ آپ قوم کے کاشٹھ سری باسٹب کھڑے ہیں۔ اس خاندان کے بزرگوں کا اول سلکن کھڑا ضلع گونڈہ تھا۔ آپ کے جد اعلیٰ رائے پور چند نے سیلک ضلع نواگنج بارہنگی میں آکر قیام کیا جہاں انھوں نے قصبہ پورنیہ اپنے نام سے آباد کیا جو اب تک موجود ہے۔ رائے پورن چند کے فرزند رائے کھیم چند نے حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی ڈیوڑھیات کی دیوانی حاصل کی اور بہت بڑے صاحب دولت و جاہ ہوئے انھوں نے پانڈے جگ کی جبین نو من سو ناخیرات کر کے خطاب نو منیا پانڈے حاصل کیا۔ رائے کھیم چند نے اپنی استقامت و فتحوں سے لبھوان میں منتقل کی۔ رائے پوراند نے شاہجہان بادشاہ کے وقت میں علاوہ منصب کے مٹھرا میں ایک جاگیر بھی حاصل کی۔ اسکے بعد اس خاندان کے اکثر ارکان دربار دہلی میں اعلیٰ مناصب پر ممتاز رہے۔ احمد شاہ بادشاہ کے عہد میں جب نواب صفدر جنگ صوبہ دار دادودھ مقرر ہوئے تو وہ رائے ماکھن لال کو ساتھ لائے جو آپ کے جد چارم تھے۔

نواب شجاع الدولہ بہادر کے وقت میں رائے کنور سین خلیفہ رائے مالکن لال چکھ داری سندیلہ  
 پر معزز و ممتاز ہوئے اور اسی وقت سے سندیلہ میں مستقل استقامت اختیار کی۔ رائے جیسک رام  
 برادر زادہ کنور سین نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد میں کل ممالک محروسہ کی واصلہ بنی  
 کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ بعد ازاں نواب سعادت علی خان بہادر کے عہد میں عہدہ دیوانی  
 پر ترقی حاصل کی اسی زمانہ میں ریاست سروین بڑاگانوں پیدا کی اور بادشاہ سے اسکا  
 استمراری پٹہ پایا۔ اُنکے چھوٹے بھائی گوردھن لال سندیلہ۔ ملج آباد وغیرہ کے چکھ دار تھے  
 انکو حضرت غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ نے راجگی کا خطاب مع خلعت ۲۲ پارچہ وظائف  
 خیر آباد عطا فرمائی۔ ایام غدر میں آپ کے والد ماجد راجہ دھنپت رائے نے گورنمنٹ انگلشیہ  
 کی خیر خواہانہ خدمات سر انجام کیں اور اُسکے صلہ میں علاوہ ریاست موروثی سروین  
 بڑاگانوں کے ریاست سروا واقع ضلع کھیری انکولی بعد وفات راجہ دھنپت رائے آپ مالک  
 ریاست ہوئے۔ آپ کو عہدہ کے دربار میں لارڈ لانس صاحب نے سات پارچہ کا خلعت  
 مرحمت فرمایا اور عہدہ کے دربار قیصری میں سندیلہ عہدہ میں اختیارات انری مجسٹریٹ سندیلہ  
 آپ کو عطا ہوئے پھر عہدہ میں اسی ریاست میں انری مجسٹریٹ درجہ دوم کے اختیارات  
 پائے۔ آپ نے رفاه عام کی غرض سے سندیلہ میں سرائے پنجتہ و دھرم سالہ درگا دیہی کانڈ  
 تعمیر کیا ہے۔ آپ نہایت علم دوست اور صاحب فضل و کمال ہیں۔ گلستان ہندوستان  
 کی تواریخ نہایت عمدہ فارسی میں آپ ہی کی تصنیفات سے ہے جو بذریعہ ڈپٹی کمشنر صاحب  
 بہادر ہردوئی ولایت بھیج گئی اور تواریخ بوستان اودھ پھر آپ نے تحریر فرمائی۔ کتاب مخزن اخلاق  
 اور حدیقہ عشرت و ثنوی مہرتابان وغیرہ وغیرہ آپ کی تصنیفات سے ہیں فی الحال جو دنیا  
 کی تواریخ آپ نے نہایت آب و تاب کے ساتھ لکھی ہے اور اب آپ ترجمہ مہاجرات کر رہے  
 ہیں آپ کو بڑا شاعر ہو چکا ہے۔ بعد ان فراغ امور ریاست تماشروقت آپکا تصانیف  
 میں صرف ہوتا ہے۔ آپ کی ریاست میں اڑتیس موضع ہیں اور مالگزار پنتیس ہزار چھ سو

اٹھتر و آٹھ چار پائی ہے۔ سکونت سندیلہ۔



پرتاب بہادر سنگھ۔ راجہ مقام کڑوار۔ ولادت ۳۱۔ اگست ۱۸۵۷ء۔ راجہ کا خطاب موروثی ہے جسکو ۱۸۷۷ء میں گورنمنٹ انگلشیہ نے بھی تسلیم کیا ہے۔ آپ اُس مشہور و معروف چوہان راجپوتوں کی بڑی شاخ بجگوتی کے اعلیٰ قائم مقام ہیں جو اپنے نیشن پر بھی راج مہاراجہ دہلی و اجمیر کے بھائی چاہریو کی نسل میں بتاتے ہیں۔ اُنکے جانشین سخی بریار سنگھ شہنشاہ علاء الدین خلجی کے غضب میں گرفتار ہوئے اور شرقی اطراف میں صحرا بھرا چھوڑ کر آخر کار ضلع سلاطینپور کو اپنا مستقر قرار دیا۔ اُنھوں نے مقام پٹی کے بلکھریہ راجہ مسے رام دیو کی بیٹی سے شادی کی اور آخرین اپنے برادر بسیتی کو معزول کرنے کے بعد علاقہ اور مشہور کوٹ بلکھریہ قبضہ کر لیا۔ اُنکے بعد کوٹ بلکھریہ اُنکے سب سے چھوٹے بیٹے راج سنگھ قابض ہوئے جنکے تین بیٹے تھے۔ اُنہیں سے دوسرے بیٹے روپ سنگھ ہندو بجگوتی راجگان کڑوار اور سلمان بجگوتی راجگان حسن پور کے جدا علی تھے۔ گزشتہ راجہ مادھو پرتاب سنگھ مقام کڑوار نے لا ولد انتقال کیا اور اپنی بیوہ رانی کشن ناتھ کنور کو اپنا جانشین چھوڑا جنھوں نے راجہ حال کو متبنی کیا اور جون ۱۸۸۵ء میں اُنکے انتقال کے بعد آپ وارث ریاست ہوئے۔ آپ ابھی نابالغ ہیں اور علاقہ کورٹ آف وارڈس کے زیر انتظام ہے۔ آپ وارڈس کالج آگرہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ سکونت کڑوار۔ سلاطینپور۔



شیوکار۔ شاستری۔ پنڈت۔ مہامہوپادھیاء۔ علوم مشرقیہ کی تکمیل کی وجہ سے آپ کو ۲۰۔ مئی ۱۸۹۷ء کو خطاب مذکور عطا ہوا۔ آپ ایک عرصہ دراز تک لوگوں کو اپنا علمی فیض اور فائدہ پہنچاتے رہے ہیں۔ سکونت بنارس۔

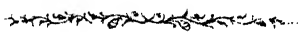


احمد حسین - شیخ - خان بہادر - ولادت ۱۸۶۵ء - خان بہادری کا خطاب  
 موروثی ہے۔ یہ خطاب آپ کے والد ماجد حاجی شیخ دوست محمد صاحب کو عہد ۱۸۵۷ء  
 کی خدمات شائستہ اور خیر خواہی گورنمنٹ انگلشیہ کے جلد و مین عطا ہوا تھا۔ اس  
 خاندان کے مورث اعلیٰ حاجی عبدالرؤف کی سلطان شہاب الدین غوری کے  
 ہمراہ وارد ہندوستان ہوئے تھے۔ آپ کے والد خان بہادر حاجی شیخ دوست محمد  
 صاحب نے مدینہ منورہ کے قریب مقام بیرعباس میں انتقال کیا اور آپ اُن کے  
 جانشین اور وارث ریاست ہوئے۔ آپ کو آئری مجسٹریٹری کا اعزاز حاصل ہے۔  
 جس طرح آپ اپنی رعایا میں ہر دل عزیز ہیں اسی طرح حکام انگریزی بھی آپ کو وقت  
 کی نظر سے دیکھتے ہیں آپ ایک روشن خیال انشا پر داز اور صاحب تصانیف کثیرہ  
 ہیں۔ شاعری میں آپ کا تخلص مذاق ہے۔ آپ کے علم دوست ہونے کا ثبوت اُس  
 لائبریری سے ہوتا ہے جو آپ نے قائم کی ہے یہ ہرفن اور علم کی نادر اور بیش قیمت  
 کتابوں کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے۔ سکونت پر یانوان ضلع پر تانگلہ - اودھ

رضا حسین - سید - خان بہادر - آپ کی ولادت ۱۸۴۹ء میں موضع  
 عالم چند پر گنہ چایل ضلع الہ آباد میں واقع ہوئی۔ آپ کا تعلق موضع مذکور کے ایک معزز  
 اور شریف خاندان سے ہے۔ آپ کے والد سید علی رضا اور دادا سید شجاعت علی  
 وہاں کے ایک مقتدر زمیندار تھے۔ آپ کے پردادا سید محمد عاشق شاہ بھان کی فوج میں  
 ایک اعلیٰ عہدہ پر ممتاز تھے۔ ابتدائی عمر میں آپ نے حسب معمول اُردو و فارسی کی  
 تعلیم حاصل کی۔ اسکے بعد آپ کے مامون سید امیر حسن سب انسپٹر پولیس نے نہایت  
 توجہ سے فارسی و عربی کی پوری پوری تعلیم دی۔ ملازمت کی ابتدا ۱۸۷۲ء میں  
 محکمہ پرمٹ سے ہوئی۔ مگر ۱۸۷۷ء میں یہ جگہ تخفیف میں آگئی۔ اسکے ایک سال

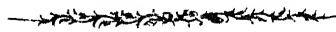


بعد آپ پھر اپنے مامون صاحب کی سفارش سے ضلع مراد آباد کے پولیس مین  
ہیڈ کانسٹیبل مقرر ہوئے اور ۱۸۸۹ء میں درجہ دوم کے سب انسپکٹر مقرر ہوئے  
ایک سال بعد اپنے حسن خدمات کے جلد میں آپ کو شہر مراد آباد کا عہدہ کوٹوالی  
ملا۔ آپ اپنی قانونی لیاقت کی وجہ سے کوٹ انسپکٹری کی خدمت پر مقرر ہوئے  
اور اُسکے فرائض آپ نے ۱۸۹۶ء تک نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام  
دیے۔ آپ نے سرکل انسپکٹری پر ضلع اوناؤ میں چار سال تک اس دیانت و  
لیاقت سے کام کیا کہ سابق کمشنر لکھنؤ سٹریجی۔ آر۔ ہارڈی صاحب نے اپنے وسیع  
تجربہ کی بنا پر ۱۸۹۶ء میں آپ کو شہر بریلی کا کوٹوال مقرر کیا۔ یہاں آپ نے ڈکیتی  
اور تلبیس سکھ کے مقدمات کے علاوہ اکثر پیچیدہ مقدمات کو نہایت عمدگی سے برآمد کیا  
آپ اپنی دیانت اور حسن کارگزاری کے جلد میں گورنمنٹ سے ۸۔ نومبر ۱۹۰۱ء کو  
خان بہادر کے خطاب سے مخاطب ہوئے اور انسپکٹری درجہ اول کی تنخواہ میں جو  
دوسور پیسہ ماہوار ہے پچیس روپیہ نیک چلنی کے اور اضافہ کیے گئے۔ آپ کی ہر دل  
عزیزی کا ایک نمونہ ۱۹۰۶ء کا بریلی کے عشرہ محرم اور رام نومی کے تیوار کے اتصال  
کے موقع پر ہندو مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ سکونت بریلی روہیلکھنڈ۔



درگا پرشاد۔ بابو۔ رائے بہادر۔ آپکی تاریخ ولادت ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۶۲ء ہے  
آپ ویش اگر وال ہیں آپ کے مورث اعلیٰ نازول علاقہ پٹیا لہ میں آباد تھے۔ لیکن  
آپکے دادا منشی جاکلی پرشاد نے فرخ آباد میں سکونت اختیار کی۔ آپ بابو چھوٹے لال  
کے اکلوتے بیٹے ہیں جنھوں نے ۱۸۶۳ء میں رحلت فرمائی۔ والد کے انتقال  
کے وقت آپکی عمر صرف سولہ برس کی تھی آپ کو علم فارسی اور مہاجنی میں مہارت  
کامل حاصل ہے۔ سنسکرت بھی جانتے ہیں۔ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار

اور منظم تصویر کیے جاتے ہیں۔ آپ کو رفاہ عام کے کاموں سے بہت بڑی دلچسپی ہے۔ اپنے اپنے والد اور دادا کی یادگار میں ایک بسرانت کلکتہ میں اور ایک تالاب نارنول میں تعمیر کرایا ہے۔ آپ ۱۸۷۶ء سے انگریزی مجسٹریٹ ہیں۔ اور آپ کو اختیارات مجسٹریٹ درجہ دوم بھی حاصل ہیں۔ آپ ابتدائے لوکل سلف گورنمنٹ سے ڈسٹرکٹ اور مینیوسپل بورڈ کے وائس پریسیدنٹ ہیں۔ یکم جنوری ۱۸۹۲ء کو آپکو رائے بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ آپ نے قضا اور گرائی کے زمانہ میں محتاجین اور مساکین کی مدد کی تھی اُسکے اعتراف میں گورنمنٹ سے ایک سرٹیفکیٹ عطا ہوا۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ سکونت فرخ آباد



جو الابر شاہ منشی۔ رائے بہادر۔ آپکی تاریخ ولادت ۱۲ جولائی ۱۸۲۸ء ہے۔ آپ منشی دھرم نرائن وکیل سرکار و رئیس فرخ آباد کے بیٹے اور منشی گردھاری لال تحصیلدار قنوج کے پوتے ہیں جنھوں نے ایام غدر میں خزانہ تحصیل قنوج کو باغیوں کے دست برد سے محفوظ رکھنے میں بہت بڑی مدد دی تھی آپ کا ایستہ ماتھر چتر گپت منشی ہیں آپ نے ابتدائے مکان پر فارسی کی تعلیم پائی لیکن بعد کو اپنی جدت طبع سے انگریزی میں بھی مہارت حاصل کی اور عدالت حجتی میں نقل نویس مقرر ہو گئے۔ ۱۸۶۲ء میں وکالت ضلع کی سند حاصل کر کے ۱۸۶۶ء سے کام شروع کیا۔ ۱۸۸۰ء میں آپ انگریزی سکرٹری جنگی فرخ آباد و قمع گدھ منتخب ہوئے۔ اور اسوقت سے اب تک اس عہدہ پر قائم ہیں اور بڑی قابلیت اور لیاقت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ آپ ایک ہر دلعزیز شخص اور ایک تجربہ کار وکیل ہیں آپ کو علم سنسکرت سے بہت بڑی دلچسپی ہے۔ آپ نے اس زبان میں دستگاہ بہم بخالی ہے۔ ۱۸۹۸ء میں گورنمنٹ نے آپ کو خطاب رائے بہادر عطا فرمایا۔ آپ کے

صاحبزادہ بابو سرچو پرشاد نے ۱۹۰۲ء میں محمدن کالج علی گڑھ سے ایف اے کا امتحان پاس کیا۔ سکونت فرخ آباد۔

جینا تھ۔ لالہ۔ رائے بہادر۔ بی اے۔ فیلو آف دی آلہ آباد یونیورسٹی۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۲۸۔ اگست ۱۸۵۳ء ہے۔ آپ کا وطن مالوہ دہلی ہے اور آپ قوم کے ویش اگر وال ہیں۔ آپ نے دہلی کالج سے۔ بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی شروع سے آخر تک کل امتحانوں میں اول رہے۔ ایف۔ اے کے امتحان میں پینتیس روپے ماہوار گننس اسکالرشپ اور دو چاندی کے تمغے (کو پرمیٹل اور گننس میڈل) ملے۔ بی۔ اے۔ کے امتحان میں کل اضلاع غرب و شمال و پنجاب میں اول رہے اور گورنمنٹ سے آرنلڈ گولڈ میڈل (طلاتی تمغہ) حاصل کیا۔ آپ ۱۸۷۳ء و ۱۸۷۴ء میں الفروڈ پیالہ ٹرنیٹی کالج یونیورسٹی رہے۔ اور فور صاحب کی لاجب (منطق) اور ٹیلر صاحب کی تواریخ ہندوستان قدیم کا ترجمہ انگریزی سے ہندی میں کیا اور ان کتابوں کے صلہ میں ایک ہزار چھ سو روپیہ انعام پایا۔ آپ نے پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ کی ملازمت سے اپنی زندگی شروع کی وہاں آپ اکونٹنٹ تھے۔ ۱۸۷۳ء و ۱۸۷۴ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول ہوشیار پور کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ ۱۸۷۴ء میں ہائی کورٹ کی وکالت کا امتحان دیا۔ اور کل امیدواروں میں آپ کا نمبر اول رہا۔ آپ کچھ دنوں علی گڑھ محمدن کالج میں سکند ماسٹر اور علی گڑھ کی ججی میں ترمجم رہے۔ ۶۔ جون ۱۸۷۴ء کو منصف مقرر ہوئے۔ ۹۔ اگست ۱۸۷۶ء سے دربار اندور کے چیف جسٹس اور جوڈیشل سکریٹری کے عہدوں پر مامور رہے۔ اسکے بعد آپ ان اضلاع میں مختلف مناصب جلیلہ مثلاً سب ججی قائم مقام ڈسٹرکٹ سیشن ججی وغیرہ پر ممتاز رہے اور فی الحال آپ بریلی کے ایڈیشنل

جج ہین۔ جون ۱۸۹۷ء میں آپ ولایت تشریف لے گئے اور حضور ملک منظمہ قصیرہ ہند کے جشن جوبلی کے دربار خاص میں سکرٹری آف ایسٹ ہند کی جانب سے پیش ہوئے اور مختلف شاہی جلسوں اور درباروں میں خاص عزت کے ساتھ مدعو اور شریک کیے گئے۔ مارچ ۱۸۹۷ء میں آپ آگہ آباد یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے اور ۲۱ مئی ۱۸۹۸ء کو راسے بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ آپ نے قانون اور سوشل ریفارم کے متعلق کئی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جو ملک میں نہایت قدر دانی کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں آپ کا سفر نامہ یورپ جو انگلستان اور ہندوستان کے نام سے مشہور ہے اپنی نوعیت کی ایک نہایت مفید کتاب ہے جس میں اپنے دونوں اقوام کی تمدنی اور مالی ترقی اور تنزل کے اسباب و لائل دریاہین کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ یہ آپ کی زندگی کے خاص واقعات ہیں چونکہ آپ نے ملک کی سوشل اصلاح میں ایک ممتاز اور نمایاں حصہ لیا ہے اس لیے آپ کے خیالات و مقالات بھی قابل ذکر ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار ایک نہایت ہی مہذب و پرہیزگار شخص تھے اور ہمیشہ عبادت الہی میں مصروف و منہمک رہتے تھے۔ اس گلیہ اثر ہوا کہ راسے صاحب کو لوہپن ہی سے پوجا پاٹ کی جانب میلان پیدا ہوا اور مذہبی اصول کی بنا قائم ہوئی۔ اور پنڈتوں کی صحبت سے سنسکرت میں بھی معقول دستگاہ حاصل کی۔ آپ جب اندور سے واپس آئے تو ایجنٹ گورنر جنرل نے تحریر فرمایا تھا کہ آپ جس نیکنامی کے ساتھ آئے تھے اُسی طرح واپس جاتے ہیں۔ ہمارا جہ صاحب اندور بھی آپ پر اب تک قدیم عنایت مبذول رکھتے ہیں راسے صاحب نے یورپ کی سیاحت سے جو تجربہ حاصل کیا اُسکو آپ ہمیشہ اپنے ملک کی اصلاح میں صرف کرتے رہے ہیں۔ اور آپ کی دلی خواہش اور کوشش یہ ہے کہ ملک اپنی موجودہ تنگ حالت سے نکل کر تہذیب کے وسیع میدان میں

آئے اور اپنی دنیا اور عاقبت درست کر کے آپ کی راے میں ملک اس صورت میں ترقی کر سکتا ہے جب اسکے باشندے یورپین اقوام کی طرح مستقل فراہمی اختیار کریں اور فرائض منصبی کے مقابلہ میں اغراض ذاتی کو داخل نہ کریں۔ وہ جاپان کی ترقی کی بنیادیں دو باتوں کو قرار دیتے ہیں۔ راے صاحب کا یہ خیال بہت درست ہے کہ اہل ہند جب قدر انگلش گورنمنٹ کے زیر حکومت ترقی کر سکتے ہیں اس قدر کسی اور گورنمنٹ کی حکومت میں نہیں کر سکتے۔ آپ کی راے میں ملک کی مالی ترقی جاپان کی تقلید سے ہو سکتی ہے جس نے قلیل مدت میں اپنی صنعت و حرفت اور تجارت سے دنیا کی بڑی قوتوں میں ایک ممتاز درجہ حاصل کر لیا ہے۔ راے صاحب کے نزدیک ملک کی اصلاح نہ پُرانے طریقوں پر پورے طور سے عمل کرنے سے ہو سکتی ہے نہ جدید طریقوں کو پورے طور سے اپنا رہنا سمجھ لینے سے۔ بلکہ یہ مقصد اس طرح حاصل ہو سکتا ہے کہ اصول مذہبی مضبوط کیے جائیں۔ سوسائٹی کی بنیاد عین کچائے۔ جدید سائنس سے استفادہ کیا جائے۔ شادی ایسی عمر میں ہو کہ ناکح و منکوح ان کا منشا سمجھ سکیں۔ اپنی ذات خاص پر بھروسہ کیا جائے اور استقلال پیدا کیا جائے۔ بزرگان دین کی تصنیفات پڑھی جائیں۔ دل خدا کی یاد میں اور ہاتھ دنیا کی خدمت میں مصروف رکھا جائے۔ راے صاحب اپنی قوم کے ایک بہت رفار مراد مصلح ہیں۔ ولش کانفرس کے جنرل سکرٹری کی خدمات حسن و خوبی اور خوش اسلوبی اور لیاقت کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ جسکے لیے انکی قوم نہایت ممنون و مشکور ہے۔ آپ انڈین سوشل کانفرس ہند کی بھی ایک مرتبہ صدارت کر چکے ہیں جو اس بات کا ایک بین ثبوت ہے کہ آپ کو ملک کے تمدنی معاملات کی اصلاح میں بہت بڑی دلاویزی ہے۔ فقر اور سادھوؤں کی صحبت و خدمت کا نہایت شوق رکھتے ہیں۔ پس اب یہی کوشش ہے کہ جب تک یہ جسم قائم

ہے اپنی قوم اور ملک کی حتی الامکان خدمت کروں راستی ہی کو اپنا شعار بناؤں۔  
اپنی موت کا ہمیشہ خیال رکھوں اور اخیر میں سب قیود کو مٹا کر واصلِ حق اور فنا  
فی اللہ ہو جاؤں۔

تھے مل۔ لالہ۔ سیٹھ۔ رائے بہادر۔ ولادت جون ۱۸۵۲ء عآپ کا تعلق  
ویش اگر وال قیدی خاندان سے ہے آپ کے پردادا سیٹھ ملوک چند صاحب ساکن  
چھاتہ ضلع متھرا نے جوانی قوم کے ایک نامور گشتی تھی یعنی سرغنہ خاندان تھے ریاست  
وفاقی کے علاوہ ہر قسم کی تجارت کا سلسلہ بھی قائم کیا۔ جسے ان کی وفات کے بعد ان  
کے بیٹے سیٹھ منالال صاحب نے اور ان کی وفات کے بعد آپ کے والد سیٹھ گوبندرام  
صاحب نے پھر کاروبار تجارت و ریاست کو جاری رکھا۔ جب آپ کے والد نے ۱۸۸۵ء  
میں رحلت کی اور آپ وارث ریاست ہوئے تو اپنے پیشہ تجارت کو اپنی علوم ہی  
سے بہت بڑی ترقی دی۔ خصوصاً روٹی کی تجارت کی جانب اپنے زیادہ توجہ حاصل  
کی۔ چنانچہ اکثر مقامات میں کارخانہ جنگ فیکٹری اور کاٹن پریس تعمیر کرائے اور  
ہنڈووی کی کاروبار کی شاخیں پھر پڑے بڑے بلاوہند مثلاً کلکتہ بمبئی۔ مدراس۔  
لاہور۔ اگرہ اور دہلی میں کھول دیں۔ اسکے علاوہ خلائق کی رفاہ کے لیے پاٹ شالہ  
دھرم شالہ۔ سنسکرت کادرسہ اور انگریزی مدراس۔ کنوئین۔ مندر وغیرہ  
تعمیر کرائے ہیں اور جو نیم پچے آپ کے مدراس میں تعلیم پاتے ہیں انکو خوراک اور خیرہ  
کتب کی امداد دیا جاتی ہے اور سدابر ت بھی جاری رہتا ہے آپ ضلع بلند شہر کے ترائی  
اور مینو پلشی خوجہ کے وائس چیئرمین ہیں۔ ان دونوں خدمات کے صلہ میں ۱۹۸۷ء  
میں آپ کو رائے بہادر کا خطاب عنایت ہوا۔ آپ ڈفرن فنڈ اور میرٹھ کلج کمیٹی  
کے ممبر اور خوجہ ضلع بلند شہر کے انریئر مجسٹریٹ ہیں۔ سکونت خوجہ ضلع بلند شہر

مالک متحدہ اگرہ داودہ۔

امولک رام۔ سیٹھ۔ رائے بہادر۔ ولادت سنہ ۱۸۵۷ء ویشاکر اول  
 سراوگی ہین۔ آپ کے آبا و اجداد کا پیشہ تجارت تھا جس کا سلسلہ اب تک جاری اور قائم  
 ہے۔ آپ کے والد سیٹھ موہن لال ساکن قدیم ریاست حیدرآباد اپنے خاندان میں گشتی تہی  
 یعنی سرغنہ تھے۔ انکی شادی سیٹھ پورن مل گندلی والے کے یہاں ہوئی جو ریاست  
 حیدرآباد کے ایک اعلیٰ رئیس اور جاگیردار تھے۔ ایک صدی کا عرصہ ہوا  
 کہ انھوں نے اپنا توطن خوجہ میں منتقل کر دیا۔ آپ نے اپنے والد کے انتقال کے  
 بعد اپنے تجارتی کاروبار کو بہت کچھ بڑھایا۔ روئی کی تجارت پر آپ کی توجہ زیادہ مائل  
 ہے۔ اکثر مقامات ہند میں اُسکے کارخانے قائم کئے۔ ہندوئی کی کوٹھی کو بھی ترقی دی  
 اور ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں دوکانات قائم کیں۔ اور رفاہِ خلالت کے  
 واسطے اکثر مقامات میں کنوئیں دھرم سالہ۔ پاٹ شالہ۔ اور سنسکرت کے مدرسہ اور  
 سندرمیر کرائے ان مدرسوں میں جو طلباء تعلیم پاتے ہیں انکو خور و نوش اور خرچ کتب  
 وغیرہ کی امداد دیتا ہے۔ اور ہمیشہ سدا برت جاری رہتا ہے۔ قحط سالیوں میں اپنے  
 قحط زدوں کی اعانت کی تھی جسکے صلہ میں ۱۸۹۹ء کو آپ رائے بہادری کے  
 خطاب سے سرفراز کیے گئے۔ آپ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر اور آئری مجسٹریٹ ہیں آپکے  
 بھائی سیٹھ چمپا لال ضلع اجیر کے آئری مجسٹریٹ اور خزانچی ہیں۔ آپکا خاندان رانی  
 والوں کے خاندان کے نام سے موسوم ہے۔ سکونت خوجہ ضلع بلندشہر۔ مالک  
 متحدہ اگرہ داودہ۔

محمد شبلی۔ مولوی فیضانی۔ شمس العلماء۔ ولادت جون ۱۸۵۷ء۔ آپ کے والد مرحوم شیخ حبیب اللہ ضلع اعظم گڑھ کے مشہور رسا و کلا میں تھے انھوں نے ایام غدا ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ انگلشیہ کی وفاداری میں نہایت جانتازی کی۔ انکو اپنی ولادت کی تعلیم کجانب بہت بڑا انماک تھا چنانچہ اپنے دوسرے بیٹے یعنی آپ کے چھوٹے بھائی کو بی۔ اے اور بارشری کی تعلیم دلوائی۔ آپ نے علوم عربیہ کی تحصیل اور تکمیل کی۔ ابتدا میں سرکاری عہدوں پر مامور رہے۔ ۱۸۸۲ء میں محمدن کالج علیگڑھ میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۲ء میں ٹرکی کا سفر کیا جہاں انکو سلطان المعظم نے تمغہ مجیدیہ عنایت فرمایا جب آپ وہاں سے واپس آئے تو گورنمنٹ ہند نے شمس العلماء کے خطاب سے معزز کیا۔ آپ آلہ آبادیو نورسٹی کے فیلو اور ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبرین۔ اور فی الحال گورنمنٹ نظام میں صیغہ علوم و فنون کے ناظم ہیں۔ آپکی تصانیف عربی فارسی اور اردو میں موجود ہیں۔ ایک مینصفہ سوانح عمریوں نے جس شہرت اور قبولیت حاصل کی ہے۔ سکونت اعظم گڑھ حال حیدر آباد وکن۔

جگت نرائن۔ رائے۔ رائے صاحب۔ ولادت فروری ۱۸۴۳ء۔ آپ چڈھا کھتری ہیں۔ اس خاندان کا خاص مسکن امین آباد پنجاب تھا۔ لالہ کھنمی نرائن مشہور مصنف انشاے کھنمی نرائن نواب شجاع الدولہ نواب وزیر اودھ کی سرکار میں داروغہ عملات کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ اور اپنی ذاتی لیاقت اور حسن خدمات کے صلہ میں رائے کا خطاب حاصل کیا۔ آپکے والد رائے ہرنرائن عرف پنوال صاحب کے تین صاحبزادے تھے جن میں آپ دوسرے بیٹے ہیں۔ سولہ برس کی عمر تک آپ مختلف علوم کی تحصیل میں مصروف رہے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد محاصل و مداخل علاقہ جات و املاک اور داوود سند کوٹھی وغیرہ کا انتظام آپ نے اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے حسن انتظام سے بڑے بڑے



مواضع خرید کر کے علاقہ کو نمایان ترقی دی۔ اپنے ۱۹۰۹ء میں محلہ بھئی پور کے غیر دشوار گزار اور مخدوش نالے پر اپنے صرف سے ایک پختہ پل تعمیر کرایا ہے۔ ۱۹۰۹ء میں اپنے ذاتی مصارف سے محلہ چوک گنگا داس میں غربا کی رفع تکلیف کی غرض سے پانی کا نل جاری کرایا۔ ۱۹۰۹ء میں الہ آباد کے تمام شاہ راہ عام پرمیوشیوں وغیرہ کے پانی پینے کے لیے نہایت پختہ اور سنگین چرین یعنی حوض اپنی جب خاص سے بنوادیے ہیں۔ شہر الہ آباد اور مصافات میں جو مسجدیں پانی کی کمیابی اور کنوؤں کے نہونے سے غیر آباد پڑی ہوئی تھیں انہیں اپنے پانی کے نل جاری کرا دیے ہیں۔ جس سے وضو کے لیے نماز گزاروں کو پانی کی آسانی ہو گئی۔ اپنی علم دوستی اور ہنر پروری سے شریف محتاج طلباء کو مدد پہنچتی ہے۔ دو ایک طالب علم ہر سال آپ کی خفیہ امداد سے پاس ہوتے ہیں۔ آپ سولہ برس سے آنریری مجسٹریٹ الہ آباد اور اٹھارہ سال سے میونسپل کمشنر ہیں۔ ان فاضلوں کے کاموں کے جلد وین آپ کو راے صاحب کا خطاب ۱۹۰۲ء میں گونٹ ایڈا سے مرحمت ہوا۔ آپ کے تین بیٹے ہیں۔ بڑے رائے فتح نرائن نائب تحصیلدار محمد آباد ضلع غازی پور ہیں۔ دوسرے بیٹے رائے جھگوتی نرائن املاک و جامداد کا انصرام کرتے ہیں۔ سیر بیٹے باگیشری نرائن ڈیکل کالج لاہور میں تعلیم پاتے ہیں۔ سکونت چوک گنگا داس الہ آباد

موہن لال - بابو - رائے بہادر - ولادت ۲۶ - اکتوبر ۱۸۶۴ء - آپ کے والد لال گوردیال سنگھ ایک نامی و گرامی تاجر تھے۔ ان کے کارخانہ اور کوٹھیاں یلی غنی تھیں اور منصوری میں ہیں۔ ایام عدیدین نہایت فراخ حوصلگی کے ساتھ پیش قرار زمین انگریزوں کی امداد میں صرف کیں جس کے جلد وین اکثر اسناد مرحمت ہوئے۔ بابو موہن لال نے بریلی کالج میں عربی - فارسی - اور انگریزی کی اعلیٰ تعلیم پائی۔ اور اپنی فطرتی ذہانت اور خلقی ذکاوت سے وظائف پاتے رہے۔ ۱۸۹۲ء میں آپ میونسپل کمشنر مقرر ہوئے۔

اور اپنی جفاکشی اور عاقلانہ انتظام سے مینوسپٹی کو بہت کچھ نفع پہونچایا۔ جس صیغہ کا جو کام آپ نے اپنے ذمہ لیا اُسے نہایت قابلیت اور خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ ۱۸۹۰ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے آنریری سکریٹری اور اسی سال آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۴ء میں راسے بہادر کا خطاب آپ کو مرحمت ہوا۔ ۱۸۹۵ء میں ان نظام قحط سالی میں امداد دینے کے صلہ میں علیا حضرت ملکہ مظہرہ قیصرہ ہند کی خوشنودی نراج کا اعزاز حاصل ہوا۔ فی الحال آپ مینوسپل کسٹرن۔ ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ۔ ممبر کالج کمیٹی۔ ممبر ڈفرن ہاسٹیل۔ ممبر انسٹیٹیوٹ بریلی آنریری سکریٹری ڈسٹرکٹ بورڈ۔ آنریری مجسٹریٹ۔ اور ست اُپکاری سبھا کے پریسڈنٹ ہیں۔ آپ کے قیمتی وقت کا زیادہ حصہ گورنمنٹ کی مختلف خدمات میں صرف ہوتا ہے اور اپنی خاندانی وجاہت اور ثروت عاقلانہ برتاؤ اور حسن اخلاق کی وجہ سے تمام شہر اور ہم قوموں میں ہر دلغیر خیال کیے جاتے ہیں۔ آپکا پیشہ زمینداری۔ کوٹھی والی اور کھنڈ ساری ہے۔ سکونت بریلی۔ مالک متحدہ آگرہ واوڈ

چودھری بسنت سنگھ۔ راسے بہادر۔ ولادت ۶۔ اکتوبر ۱۸۴۹ء آپ کا قلعی بھوم ہار برہمنوں کے خاندان سے ہے۔ ۱۴۔ ستمبر ۱۸۸۴ء کو آپ اپنے والد کے انتقال کے بعد وارث ریاست ہوئے تمام رعایا آپ سے خوش اور حکام رضا مند ہیں۔ ایکٹ اسلمہ سے مستثنیٰ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ غیر خواہانہ خدمات کے صلہ میں آپ کو چند اسناد بھی عطا ہوئے ہیں۔ ۱۸۹۳ء میں راسے بہادری کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ آپ چودھری ظالم سنگھ کے فرزند اور چودھری جوالا سنگھ کے پوتے ہیں شہور معرکہ گرد برگیاٹی و میر خان گردی میں آپکے بزرگون نے نہایت داد شجاعت و بہالت دی اور اہل قصبہ کو باغیوں کے دست برو سے بچایا جس پر شہنشاہ دہلی نے فرمان اور نقارہ و نشان سے آپ کے بزرگون کو ممتاز و سرفراز کیا جو ۱۸۵۵ء تک

اس خاندان میں قائم اور برقرار رہا۔ اس خاندان کے ایک بزرگ چودھری راماند نہایت فراخ حوصلہ اور کریم النفس رئیس تھے۔ ریاست سیوہارہ ایک پُرانی ریاست ہے۔ اسکی عمارتیں صنایع قدیم کے آثار ظاہر کر رہی ہیں آپ کے بزرگوں کے پاس پانچزار فوج پیدل اور سوار نوکر تھے۔ آپ روساے ضلع بجنور میں ایک معزز و سربراہ اور وہ شمار کیے جاتے ہیں غریب پوری اور مساکین نوازی آپ کے خیرین داخل ہے۔ آپ نے مسافروں اور بے نواؤں کے لئے سدا برت جاری کر رکھا ہے۔ جہاں سے بلا امتیاز ذاتی ہر ایک غریب الوطن کو کھانا تقسیم ہوتا ہے۔ زمانہ قحط سالی میں صد ہا فاقہ کشوں کی آپ نے دستگیری فرمائی اور انکی پرورش کے خیال سے آپ نے ایک شکر کی تعمیر کلام جاری کیا جس سے بیشتر مخلوق خدا کی جانیں محفوظ رہیں۔ ان خدمات کے صلہ میں آپ نے گورنمنٹ سے ایک سند حاصل کی۔ سکونت سیوہارہ ضلع بجنور۔

گجندر سنگھ کنور چودھری ای صاحب آپ راجپوت بڑو جہین۔ آپ کے مورث اعلیٰ راجہ پرتاب سنگھ تھے جو راجہ پرنھی راج چوہان والی دہلی کے ہمیشہ زادہ اور دیوبلی محلہ (حال ٹھٹھہ ریاست الور) کے رئیس تھے۔ یہ مہوبہ کی مشہور جنگ میں اپنے مایوں کی امداد کے لیے سمت بکرمی مطابق ۱۱۶۵ھ میں اس ملک میں وارد ہوئے تھے۔ اسکے بعد پھاسو ضلع علی گڑھ میں میواتیوں سے جنگ کی نوبت آئی جس میں آپکی فتح اور فریق ثانی کی شکست ہوئی۔ جب راجہ چیت سنگھ خلف راجہ بلونت سنگھ رئیس کول ضلع علی گڑھ جو دور راجپوت تھے اس واقعہ سے ماہر ہوئے تو انھوں نے کچھ دنوں کے بعد ان کے ساتھ اپنی لڑکی کا عقد کر دیا اور پرگنہ پھاسو یتیم پور و برولی ضلع علی گڑھ میں دو سو گاؤں جہیز میں دیے۔ اب انھوں نے اپنا وطن بہین اختیار کیا اور ریاست کو اس درجہ ترقی دی کہ آخری زمانہ میں سولہ سو چھپن موضع انکے قبضہ میں تھے جو انکے انتقال کے بعد انکے

پانچ فرزندوں پر تقسیم ہوئے۔ فرزند اکبر رامو جی جنگی نسل میں ریاست برولی ضلع علیگڑھ کے رئیس ہیں۔ فرزند دوم جاٹو جی جنگی اولاد لعل خانی کے لقب سے ملقب ہوئی۔ اور ان کی ریاست پہاڑ سوچھتاری وغیرہ ضلع بلند شہر میں واقع ہے۔ فرزند سوم راجہ بسنت پال جنگلہ اعقاب میں راجہ صاحب مجھولہ ضلع مراد آباد ہیں۔ فرزند چارم بالامن دیو جی کی نسل چروا تحصیل سنبھل میں آباد ہوئی۔ اور فرزند پنجم ہاتی شاہ کی اولاد کے حصہ میں نرولی تحصیل بلاری آئی۔ نواب سعادت علی خان نواب وزیر اودھ کے زمانہ میں چندن سنگھ کو چودھری کا خطاب مرحمت ہوا انکی پانچ اولادوں میں صرف دو لڑکے صاحب اولاد ہوئے۔ چودھری رندھیر سنگھ چودھری بلدیو سنگھ کے والد تھے جنھوں نے ۲۷ اپریل ۱۹۲۷ء کو انتقال کیا اور چودھری ادگر سنگھ آپ کے والد تھے۔ سکونت نرولی ضلع مراد آباد

محمد عبدالحماد۔ مولوی۔ خان بہادر۔ آپ کے والد مولوی عبدالقادر دہلوی اور جد امجد مولوی عبدالحق شہنشاہ زادگان دہلی کے عہدہ تالیقی پر متنازع تھے۔ فقہ حنفی اور تفسیر وغیرہ کی درس و تدریس کا شہرہ سکر ہندوستان کے علاوہ کابل۔ بخارا۔ ایران۔ خیوا اور سمرقند تک سے طالبان علم آتے اور علوم دینیہ کی تکمیل کرتے تھے۔ مولوی عبدالحق صاحب کا تذکرہ آثار الصنادید مصنفہ سر سید احمد خان مرحوم میں موجود ہے۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء میں لیسن صاحب کی سیم کو جنھیں باغیوں نے میگزین کے میدان کے قریب مجروح کر کے ڈال دیا تھا وہ اپنے مکان میں اٹھا لائے اور بعد معالجہ و صحت کلی سرکاری کپ میں بھجودیا۔ شاہان مغلیہ کے دربار سے جو وسائل معاش عطا ہوئے تھے جب وہ مسدود ہو گئے تو ابتدائے عمر ہی میں اپنے برٹش ملازمت اختیار کی۔ فی الحال آپ کو ڈپٹی کلکٹری کے اختیارات و اعزاز حاصل ہیں حسن خدمات کے صلہ میں آپکو خان بہادر کا خطاب مرحمت ہوا ہے۔ رسالہ مفید النساء کی تصنیف کے صلہ میں گورنمنٹ

نے آپکو پانچسورویہ بطور انعام کے عطا فرمائے تھے۔ تعلیم نسوان کے متعلق آپ کی تصانیف سے کئی کتابیں موجود ہیں آپ کے چار صاحبزادے ہیں محمد عبدالجبار انٹرنس پاس ہیں محمد عبدالغفار آلہ آباد اور پنجاب یونیورسٹیوں کے انٹرنس کے امتحانات میں کامیاب ہوئے ہیں محمد عبدالستار علیگڑھ کالج میں اور محمد عبدالوہاب ہائی اسکول سہارنپور میں زیر تعلیم ہیں۔ سکونت سہارنپور۔ مالک متحدہ آگرہ واودھ۔

گوکل چند۔ رائے بہادر۔ آپ سٹالہ میں بمقام بنارس پیدا ہوئے اور وہیں گورنمنٹ کالج میں تعلیم پائی۔ آپ اصل میں پنجاب کے باشندے اور قوم کے کھتری کھننا ڈھائی گھر ہیں۔ آپ کے بزرگوں نے لاہور سے بنارس میں آکر قیام کیا تھا آپ نے گورنمنٹ انگلشیہ کی بارہ سال کی ملازمت کے بعد ۱۹۰۷ء سے فیض آباد میں وکالت کے تحصیلداری اور نصری کشری پر متماز رہے ۱۹۰۷ء سے فیض آباد میں وکالت شروع کی آپ اس کشری کے نامی وکلا میں ہیں۔ آٹھ سال تک فیض آباد کے مینوسپل بورڈ کے چیرمین کی خدمات انجام دیں اور گورنمنٹ عالیہ نے انھیں خدمات کے صلہ میں آپ کو جناب ملکہ وکٹوریہ قیصرہ ہند کی ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب میں ۲۲ جون ۱۹۰۷ء کو رائے بہادری کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ آنریری مجسٹریٹ ہیں اور عرصہ تک ڈسٹرکٹ بورڈ فیض آباد کے وائس چیرمین رہے۔ اُسکے علاوہ اور کمیٹیوں کے ممبر ہیں۔ آپ انجمن تہذیب فیض آباد کے پریسڈنٹ اور اوڈھ کمرشل بنک کے سب سے قدیم ڈائریکٹر اور ڈائریکٹروں کے بورڈ کے چیرمین ہیں۔ آپ پبلک کاموں میں بہت بڑی دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔ فی الحال آپ کی مستقل سکونت فیض آباد دصوبہ اوڈھ میں ہے اور اسی ضلع میں آپکے دیہات زمینداری بھی واقع ہیں۔

دیہی پرشاو۔ بابو۔ رائے بہادر۔ ولادت ۸۔ اپریل ۱۸۵۶ء آپ کے پورٹ  
اعلیٰ کا وطن کوڑا جہان آباد ضلع فتحپور تھا۔ مگر آپ کے دادا لالہ ہر دیال مرحوم نے  
الہ آباد میں توطن اختیار کیا ان کے چار بیٹے تھے جن میں سے بڑے بیٹے لالہ گوری  
نے اپنے والد کے انتقال کے بعد ایک مہاجنی کوٹھی قائم کی جو اب تک الہ آباد میں لالہ  
ہر دیال گوری شنکر کے نام سے مشہور ہے۔ دوسرے بیٹے بابو کھنوال ڈپٹی کلکٹر  
جنگو زمانہ صدر ۱۸۵۷ء میں خیر خواہی گورنمنٹ کے صلہ میں ایک موقع مرحمت ہوا۔  
وہ ڈپٹی کلکٹری کی پنشن حاصل کر کے ہمارا جہ صاحب بنارس کے دیوان مقرر ہوئے  
تیسرے بیٹے بابو ٹھاکر پرشاو نے خیر خواہی کے انعام میں دو گائون پائے اور ڈپٹی کلکٹری  
کا عہدہ حاصل کیا۔ چوتھے بیٹے بابو مادھو پرشاو نے بھی جو آپ کے والد ماجد تھے  
ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر پنشن حاصل کی۔ رائے بہادر بابو دیہی پرشاو نے کلکتہ یونیورسٹی  
کا امتحان انٹرنس پاس کیا۔ اور آپ پیپر کرنسی آفس کے خزانچی اور الہ آباد کے انزیری  
مجسٹریٹ بنے اور آپ کے برادر اکبر بابو چنگا مل سکند اسٹنٹ کسٹرن الہ آباد کے عہدہ پر  
متنازع تھے جس سے انھوں نے اب پنشن حاصل کی ہے اور ایام قحط سالی کی حسن  
خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے انکا شکریہ ادا کیا۔ آپ کو یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو صبح  
کے صلہ میں رائے بہادر کا خطاب عطا کیا گیا۔ زمینداری کی حیثیت سے آپ اور آپ  
کے برادر اکبر اڑھائی ہزار روپیہ کے مالکزار ہیں سکونت الہ آباد۔ مالک متحدہ۔ آگرہ و اودھ

رام سرمداس۔ بابو۔ ایم۔ اے۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۳۔ دسمبر ۱۸۵۷ء  
آپ سروا ستوکرے کا ستھ بن آپ کے بزرگ شہنشاہ اکبر کے عہد میں فیض آباد میں  
وارد ہوئے اور موضع گوبالپور آباد کیا جسکے نام سے خاندان مشہور ہے آپ کے والد  
نشئی لالہ پرشاو صاحب جو ڈیشل کسٹرنی اودھ کے سرشتہ دار تھے۔ تمام تعلیمی امتحانات

میں آپکا اول نمبر تھا۔ ۱۹۷۷ء میں آپ نے زبان سنسکرت میں ایم۔ اے۔ کا امتحان  
 نہایت قابل تعریف طریقہ سے پاس کیا۔ اسی سال آپ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے  
 ممبر مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۲ء میں مینوسپل بورڈ فیض آباد کے ممبر اور پھر انزیری سکریٹری اور  
 ۱۹۸۵ء میں لوکل ڈسٹرکٹ بورڈ فیض آباد کے ممبر اور پھر انزیری سکریٹری منتخب ہوئے۔  
 ۱۹۸۷ء میں اپنی خدمات جلیلہ کی بنا پر آپ بکٹ اسلمہ کی قیود سے مستثنیٰ ہوئے اور اسی سال  
 یونیورسٹی الہ آباد کے فیلو مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۸ء میں آپ کو انزیری مجسٹریٹ کے اختیارات  
 مرحمت ہوئے۔ ۱۹۸۹ء میں آپ یونیورسٹی کے فیکلٹی آف لاز کے ممبر منتخب ہوئے۔  
 ۱۹۹۰ء میں لیڈی ڈفرن فنڈ کمیٹی کے ممبر اور ۱۹۹۵ء میں مینوسپل بورڈ کے وائس  
 چیرمین اور پراونشل میوزیم (عجائب خانہ فیض آباد) کے ممبر اور انزیری سکریٹری مقرر  
 ہوئے۔ ۱۹۹۷ء میں جناب ملکہ کٹوریہ کی ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب جشن میں حسن خدمات  
 مینوسپل بورڈ و انزیری مجسٹریٹ اور دفعہ قلعہ جلدو میں گورنمنٹ سے اعزاز می سرفیکٹ  
 عطا ہوا۔ ۱۹۹۹ء میں آپ لندن کے رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹن  
 وائرلڈ کے ممبر منتخب ہوئے۔ اور ۲۰۰۳ء میں ۱۹۹۷ء کو اسے بہادری کے خطاب سے  
 مخاطب ہوئے۔ اسی سال آپ سوسائٹی آف آرٹس لندن کے ممبر منتخب ہوئے۔  
 آپ بیس برس سے اودھ کمرشل بینک لمیٹڈ فیض آباد کے مینجریں اور اس کے استحکام  
 و ترقی میں اپنے قابل قدر کوششیں کی ہیں۔ آپ کے ایک صاحبزادہ کنور دُروت سنگھ  
 ہیں جو الہ آباد یونیورسٹی کے ایم۔ اے۔ ہیں۔ اصلاً فیض آباد و بارہ بنکی و بہرائچ کے  
 دیہات زمینداری کے علاوہ آپ کے والد نے گورنمنٹ سے ایک وسیع عطیہ (گرنٹ)  
 حاصل کر کے آباد کیا اور رام سندا اس پور کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اسکی مالگزاری  
 گورنمنٹ نے ہمیشہ کے لیے معاف اور مرفوع القلم کر دی ہے۔ سکونت فیض آباد اودھ

کرشن کمار۔ راجہ۔ رئیس سپور بلاری ضلع مراد آباد۔ آپ ۲۵- دسمبر ۱۸۶۸ء کو مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ راجہ صاحب قوم کے کھتری ہیں آپ کے آبا و اجداد محمد شاہ کے عہد میں مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے۔ اس خاندان کے مورث نے سلاطین مغلیہ کے زمانہ میں مراد آباد میں توطن اختیار کیا۔ ۱۸۵۷ء میں جب رومیلیکھند ٹسلطنت انگلشیہ کے قبضہ اقتدار میں آیا تو راجہ صاحب کے پردادا راءے آمارام بجنور کے چکھ دار تھے جو بعد کو برٹش گورنمنٹ کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ راءے گھنشیام واس راجہ کرشن کمار صاحب کے دادا تھے۔ راجہ صاحب کے والد راءے پردس کرشن نے غلط ۱۸۵۷ء میں اُن انگلش حکام کو جنھوں نے مینی تال میں پناہ لی تھی مالی مدد دی اور انکو وقتاً فوقتاً ضروری خبریں پہنچاتے رہے جسکے صلہ میں گورنمنٹ سے چار ہزار روپیہ سالانہ کا ایک علاقہ عطا ہوا۔ راجہ صاحب کو اپنے نانا کے ترکہ میں بھی ایک علاقہ ملا ہے۔ راجہ صاحب نے قدیم طریقہ کے مطابق مکان میں فارسی اور عربی میں تعلیم پائی ہے۔ ہندی میں بھی معقول دستگاہ ہے۔ فن خوشنویسی میں آپ اپنا مائل نہیں رکھتے۔ ایام طالب علمی ہی میں آپکو آپکے والد ماجد نے انتظامی امور میں شریک کر لیا تھا۔ اور جو راءے صاحب کا انتقال ہوا تو آپ نے نہایت قابلیت سے اپنے منصبی فرائض نبھال لیے اور آپ کے حسن مساعی اور عرق ریزی سے علاقہ کی حالت نہایت سرسبز اور شاداب ہے۔ راجہ صاحب ایک گراناہ شاعر ہیں آپکا تخلص وقار ہے۔ مولوی نور حسین تسلیم سے آپ کو تلمذ حاصل ہے۔ دیوان وقار اور اختراع جدید آپکی تصنیفات سے شائع ہوئے ہیں۔ راجہ صاحب کو گھوڑے کی سواری کا بے انتہا شوق ہے۔ راجہ صاحب خلقی طور سے ایک نیک دل اور خلیق بزرگوار ہیں آپ کو کتب بینی کا ایک خاص شوق ہے آپ کے کتب خانہ میں مختلف علوم و فنون کی کتابوں کا ایک نہایت عمدہ ذخیرہ موجود ہے۔ آپ نے اکثر کالجوں کو پیش قرار چندے دیے ہیں۔ آگرہ کالج۔ مٹھن کالج۔



علی گڑھ۔ بریلی کالج۔ خاصۃً آپ کی فیاضی کے ممنون ہیں۔ راجہ صاحب نے مشن اسکولوں کو بھی مدد دی ہے۔ غیر مستطیع طلباء کی تعلیم سے آپ کو بہت بڑی دلچسپی ہے۔ اکثر طالب علموں کو آپ وظیفہ دیتے ہیں۔ آپ نے سہسپور میں ایک شفا خانہ اور ملا نا میں ایک دارالمجذومین قائم کیا ہے۔ راجہ صاحب کے حسن اخلاق سے انکے تمام متعلقین اور متوسلین خوش ہیں آپ ایک اسپیشل مجسٹریٹ ہیں اور آپ کو درجہ دوم کے اختیارات حاصل ہیں۔ قسمت روہیلکھنڈ کے درباریوں کی سرکاری فہرست میں آپکا نمبر پانچواں ہے۔ قانون اسلحہ سے آپ مستثنیٰ ہیں۔ لارڈ پرین کے عہد ویسرائی میں ۱۸۸۲ء میں آپ کو راجہ کا خطاب عطا ہوا تھا۔ راجہ صاحب کے تین صاحبزادے ہیں۔ فرزند اکبر کا نام کنور راج کمار ہے۔ دوسرے صاحبزادے کا نام کنور لال کمار اور تیسرے صاحبزادے کا نام کنور انروہ کمار ہے۔ بڑے اور چھوٹے صاحبزادے انگریزی و فارسی اور سنسکرت کی تعلیم پاتے ہیں ننھیلے صاحبزادے بد قسمتی سے دماغی امراض میں مبتلا ہیں۔ سکونت بلاری ضلع مراد آباد۔

-----

بنس پت سنگھ۔ مہاراجہ۔ ولادت سبھوٹا۔ آپکا تعلق سولنگھی خاندان سے ہے جو ابولک گجرات میں آباد ہوا اور نیکنامی اور شہرت حاصل کی۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ مہاراجہ غیر توجہ کے دو بیٹے تھے۔ مہاراجہ سکھ دیو اور مہاراجہ باگپور اول الذکر گجرات میں رہے اور آخر الذکر ماندھو گڑھ یعنی ریوان واقع گیل کھنڈ میں آئے ان کے پانچ بیٹے تھے۔ اول مہاراجہ کرن دیو جنکی نسل ریوان میں ہے۔ دوسرے مہاراجہ کیرت دیو جنکی اولاد پرتھی پور میں ہے۔ تیسرے مہاراجہ سورت دیو جنکے اعقاب کوٹہ میں ہیں۔ چوتھے شیام دیو جنکی نسل تھارا دیس میں ہے۔ اور پانچویں مہاراجہ کندن دیو جو سہ ۶۲ میں پیدا ہوئے۔ اور راول کا خطاب حاصل کر کے پرگنہ بارہ کوٹ

میں بارہ لاکھ کے علاقہ کے مالک ہوئے۔ اُنکے بعد سے اس وقت تک قیس شستن کیے  
 بعد دیگرے اس ریاست پر قابض و متصرف ہوتی آئیں۔ اس نسل کی چھبیسویں پشت  
 میں راجہ بکرماجیت سنگھ نے اپنی شجاعت اور دلیری کی وجہ سے شاہ عالم شہنشاہ دہلی  
 کے دربار سے ایک فرمان کی رو سے راجہ بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ اور دو ہزار  
 پانصدی کے منصب اور دو ہزار سوار کی افسری سے سرفراز کیے گئے۔ ہماراؤ  
 راجہ منس پت سنگھ صاحب کے مزاج میں غربا پروری۔ رحمہلی اور مذہبی پابندی زیادہ  
 پائی جاتی ہے۔ آپنے ہندوستان کے بیالیس مقدس مقامات کی تیرتھ جاترا کی۔  
 آپ پنڈتوں اور برہمنوں کی بہت عطیت کرتے ہیں۔ اپنی دینی اور مذہبی کتب کو  
 اکثر پڑھوا کر سنا کرتے ہیں اور اکثر مقامات ہند میں اپنے شوالہ اور مندر وغیرہ تعمیر  
 کرائے ہیں۔ آپکے چار فرزند ہیں۔ خلف الکبر اور ولی عہد کنور رام سنگھ صاحب ولادت  
 سمت ۱۹۰۶ بکرمی۔ یہ ہمارا راجہ صاحب ریوان کے مورد اعطاف و الطاف ہیں۔ دوسرے  
 کنور بھجن سنگھ صاحب ولادت سمت ۱۹۰۸ بکرمی۔ یہ مقام آبو میں اسٹنٹ گورنر جنرل اچوٹا  
 تھے۔ تیسرے کنور بھارت سنگھ صاحب ولادت سمت ۱۹۱۱ بکرمی۔ یہ عہدہ شسن جمی  
 راے بریلی پر سرفراز ہیں۔ انھوں نے مکڈنل اسکول شکر گڑھ پر گنہ بارہ ضلع الہ آباد  
 میں تعمیر کیا ہے۔ چوتھے کنور سترہن سنگھ صاحب ولادت سمت ۱۹۲۹ بکرمی یہ زیر تعلیم ہیں۔  
 یہ ریاست پہلے بارہ لاکھ روپے کی تھی پر گنہ بارہ کوٹہ اور پرگنہ جلال آباد یعنی اربل  
 تحصیل کر چھنا آپکے آبا و اجداد تک قبضہ میں رہا جسکی ملکیت کے اسناد بھی آپکے  
 پاس موجود ہیں پر گنہ بارہ جو اب تک زیر تصرف ہے ایک وسیع علاقہ ہے اسکا شاہی  
 پٹہ تین لاکھ بیس ہزار کا تھا۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ نے یکم فروری سن ۱۸۷۸ء کو جو پٹہ عنایت  
 فرمایا ہے اُس میں تین لاکھ چھیالیس ہزار روپیہ جمع قرار دی ہے۔ اسکے جانب  
 غرب ضلع باندہ جانب شرق ریاست کھیرا گڑھ جانب شمال دریاے جمن جانب

جنوب ریاست ریوان واقع ہے۔ ۲۰۔ نومبر ۱۹۶۶ء کے دربار آگرہ میں آپ کو گورنٹ کی جانب سے نوپارچہ کا خلعت اور اکاون اشرفیان مرحمت ہوئے۔ ۲۷۔ ستمبر ۱۹۶۶ء کو دربار دہلی میں آپ کو قیصر ہند کا تنغہ مرحمت ہوا۔ ۱۹۔ جنوری ۱۹۶۷ء کو ادا و قحطزدگان خشک سال ۱۳۸۶ء کے جلد و میں آپ خلعت فاخرہ سے مخلص و ممتاز ہوئے۔ ایام غدر ۱۹۵۷ء میں اپنے سرکاری خزانہ اور تحصیل کی بہت حفاظت کی اور اہل قلعہ آگہ آباد کو رسد وغیرہ سے مدد دی اور اپنے پرگنہ کو باغیوں کے دست برد سے محفوظ رکھا اور بارہا اُن سے مقابلے کئے۔ ان خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے اپنی خوشنودی مزاج کی تحریر اور راجگی کے خطاب سے معزز و سرفراز کیا۔ مہاراجہ صاحب ریوان سے حسب دستور مراسم دوستانہ جاری ہیں اور انھوں نے آپ کے مہارائے کے خطاب کو تسلیم کیا ہے اور اپنے راج ریوان کے قریب بارہ کوٹہ میں ایک کوس زمین بھی عطا فرمائی ہے۔ سکونت شکر گدھو۔ پرگنہ بارہ ضلع الہ آباد



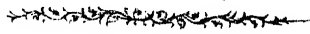
مہابیر پرشاد نرائن سنگھ۔ رائے بہادر۔ آپ کا خاندان اپنی قدامت اور اقتدار کے لحاظ سے نہایت معزز اور ممتاز سمجھا جاتا ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ پورن پانڈے ۱۴۱۷ء میں سلطان بہلول لودھی کی فوج میں رسالدار تھے۔ رائے مہابیر پرشاد نرائن سنگھ ٹھاکرا جو دھیا بخش سنگھ کے فرزند ہیں جنھوں نے ایام غدر میں گورنٹ انگلیش کو ہر قسم کی مدد دی تھی۔ اسکے صلہ میں گورنمنٹ نے خلعت فاخرہ اور موضع بردھ عطا فرمایا تھا۔ رائے مہابیر پرشاد ۱۹۵۲ء میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے انگریزی فارسی۔ سنسکرت اور ہندی میں معقول اور عمدہ تعلیم پائی۔ اور اپنے والد ماجد کی حیات ہی میں اپنے وسیع علاقہ کے انتظام میں شریک ہوئے۔ اور برہمنی قابلیت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیے۔ آپ بھونیہار برہمن ہیں۔ ہر بائیس مہاراجہ بنارس بھی اسی

قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ رائے صاحب مذہبی اور رفاہ عام کے کاموں میں بڑی دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔ اپنے کئی عالیشان مندر تعمیر کیے ہیں اور مختلف مقامات پر سدا برت جاری کیا ہے جس میں غریبوں کو روزمرہ کھانا ملتا ہے۔ تالاب اور کنوئیں بنوائے اور اسکول اور پاٹ شالے جاری کیے ہیں اور ایک زراعتی انجمن قائم کی ہے۔ ایام قحط میں اپنے اپنی رعایا کے ساتھ نہایت فیاضانہ سلوک کیا۔ آپ نے اکثر فنڈون میں معقول چندے دیے ہیں۔ ۱۹۰۱ء میں چھٹی بھونہار برہمن سبھا کی استقبالی کمیٹی کے جو آلہ آباد میں منعقد ہوئی تھی آپ پریسیڈنٹ تھے آپ قانون اسلحہ کے قیود سے مستثنیٰ ہیں۔ ۱۹۱۱ء میں گورنمنٹ نے آپ کو رائے بہادر کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ سکونت براؤن۔ ضلع آلہ آباد۔

—————

نوبین چندر چکرورتی۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۹۔ نومبر ۱۸۴۳ء۔ آپ کا سلسلہ نسب قوم برہنہ رانگانی برہمنوں کے قدیم خاندان سے ملتا ہے۔ آپ کے پردادا پنچھارام چکرورتی تعلقدار اور نامی تاجر تھے جنھوں نے ایک صدی کا عصر ہوا اپنے خاندانی وطن کو ترک کر کے سال گریا واقع پنا بنگال میں سکونت اختیار کی جو اب بھی اس خاندان کا سکن اور موطن ہے۔ آپ کے والد گوری کفتمہ چکرورتی اپنی حذاقت کی وجہ سے نہایت مشہور و مقبول اور ہر دلیخیز تھے۔ آپ کے چچا برج ناتھ چکرورتی رانی پتیا کے دیوان تھے۔ آپ نے ۱۱۔ اپریل ۱۸۶۷ء کو کلکتہ ٹرنیٹل کالج کا امتحان ایل۔ ایم۔ ایس پاس کیا اور یکم جولائی ۱۸۶۷ء سے داخل ملازمت ہوئے۔ اس تقرر کے چار ماہ کے بعد آپ کی ملازمت بنگال سے مالک متحدہ کو منتقل ہوئی اور آپ ٹینیس تال میں تعینات کیے گئے۔ دسمبر ۱۸۶۸ء میں ضلع بلندہ کی اور اس کے بعد شہر شہر کی سول سرجنی کے عہدہ پر متنازع ہوئے۔ اگست ۱۸۸۸ء

میں اگرہ ڈیپل اسکول میں ملازم اور ٹائمن ہاسٹیل کے سپرنٹنڈنٹ قرار پائے۔  
 اگست ۱۹۷۷ء میں مدرس علم طب مقرر کیے گئے اور اس عہدہ پر نشین لینے کے  
 قبل تک مامور رہے۔ جنوری ۱۹۹۰ء کو آپ کو سرکاری خدمات کے جلد وین  
 رائے بہادری کا خطاب عطا کیا گیا۔ اگرہ ڈیپل اسکول کی مدرسے کے زمانہ میں  
 اپنے علم طب میں ایک نہایت جامع کتاب تصنیف و تالیف کی جس کا ترجمہ ہندی  
 میں بھی ہو گیا ہے۔ فی الحال آپ نیشنل یاب ہو کر اگرہ میں طب کرتے ہیں اور شہر  
 مذکور میں نہایت ہر دل عزیز ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادہ ہیں۔ بڑے بیٹے سرست چند  
 چکورتی ریاست دھولپور کے نائب دیوان تھے اور دوسرے بیٹے ہیم چندر سینٹ  
 جان کالج اگرہ میں تعلیم پا رہے ہیں۔ سکونت اگرہ مالک متحدہ اگرہ داود۔



لالہ پرتیو۔ ساہو۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۹۷۲ء۔ ستمبر ۱۹۷۲ء آپ ساہو  
 گنی رام کے فرزند اور ساہو کنڈرام کے نمبر ہیں۔ آپ کے چچا سی گاٹون علاوہ  
 بیٹیاں اور مالکانہ حقیقت کے اضلاع پیلی بھیت۔ بریلی۔ شاہجہانپور اور بدایون  
 میں واقع ہیں جنکی مالگزار سی سالانہ پینسٹھ ہزار روپیہ ہے آپ ایک ہزار روپیہ سالانہ  
 ٹکس دیتے ہیں۔ آپ کا خاندان ہمیشہ سے ذی عزت اور خیر خواہ گورنمنٹ ہے۔  
 آپ دو بھائی ہیں۔ چھوٹے بھائی کا نام ساہو ہر پرشاد ہے جو ایک ہونہار نوجوان ہیں  
 آپ کے والد نے ۱۱۔ نومبر ۱۹۸۷ء کو وفات پائی۔ وہ بڑے میجر اور نیک نام بزرگ تھے  
 انھوں نے ایک نہایت خوبصورت دھرم سالہ موسومہ گوری شکر تعمیر کرائی ہے جس کا  
 خوشنادر وازہ پندرہ ہزار روپیہ کے صرف سے تیار ہوا تھا۔ ساہو لالہ پرتیو شاد کے  
 انتظام میں علاقہ اور آمدنی کو یو مافیو مارتی ہو رہی ہے آپ کو امور عامہ اور صیغہ تعلیم  
 سے خاص دلچسپی ہے۔ ۱۹۹۷ء کے خوفناک قحط میں اپنے اپنی رعایا کے ساتھ

فیاضانہ ہمدردی کی۔ آپ نے صرف زرکشیر ایک دریائی نہر نکال کر اپنی رعایا اور زمینداروں کو ایک بہت بڑے تردد سے ہمیشہ کے لیے سبکدوش کر دیا۔ آپ نے ایک سنسکرت کالج جس کا نام للت ہری سنسکرت ویدک کالج ہے مع بورڈنگ ہوس اور شفا خانہ اور کلاک ٹاؤر یعنی گھنٹہ گھر کے پچاس ہزار روپیہ کی لاگت سے ناف شہر پہلی بھیت میں تعمیر کیا ہے اور اسکے قیام کے لیے ستر ہزار کی ارضی جائداد وقف کر دی جسکی آمدنی تنخواہ ملازمان کالج و وظائف و خوراک طلباء میں صرف کیجاتی ہے۔ آپ کے کالج میں سنسکرت اور ویدک کی تعلیم بلا فیس دیجاتی ہے اور انہیں انگریزی کی خواندگی کا بھی سلسلہ جاری ہے۔ ساہوکارہ میں آپ نے ایک عالیشان مندر بنوایا ہے جسکی تعمیر میں ساٹھ ہزار روپیہ صرف ہوئے ہیں۔ مندر کے اخراجات کے لیے بھی آپ نے ساٹھ ہزار روپیہ کی جائداد وقف کر دی ہے۔ آپ نے اکثر مقامات پر کنوئین۔ مکانات اور دھرم سائے بھی تعمیر کیے ہیں جنسے خلق اللہ کو بہت بڑا فائدہ پہونچتا ہے۔ ریلوے اسٹیشن کے قریب آپ نے ایک نہایت پر فضاباغ تعمیر کرایا ہے جس سے نہر کی رونق و وزینت دو بالا ہو گئی ہے ۱۹۹۸ء میں آپ کو راجہ بھاری کا خطاب عطا ہوا۔ اسی سال آپ انزیری مجسٹریٹ بھی مقرر ہوئے۔ باشندگان شہر اور گورنمنٹ دونوں آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ سکونت پہلی بھیت۔

جگن پرشاد۔ بابو۔ رائے بہادر۔ ولادت اکتوبر ۱۸۳۵ء۔ آپ کے مورث اعلیٰ جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ دہلی کے ہمرکاب دہلی سے آگرہ میں آئے۔ آپ کے والد منشی راجا رام ڈوٹی مجسٹریٹ تھے جنھوں نے چھتیس برس کی ملازمت کے بعد نشین حاصل کی۔ ان کی حسن کارگزاری کی نسبت اکثر حکام نے خوشنودی مزاج کے سناد عطا کیے ہیں۔ منشی راجا رام نے دسمبر ۱۸۷۷ء میں چھیاٹھ سال کی عمر میں انتقال

کیا۔ رائے بہادر اُن کے پانچ بیٹوں میں سے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کو فارسی اور عربی کی صرف و نحو و منطق اور طب کی تعلیم تکمیل کے ساتھ اور بھاشا اور سنسکرت کی تعلیم معمولی طور سے دی گئی۔ آپ نے ملازمت سرکاری کی حالت میں انگریزی میں بھی کافی استعداد بہم پہنچائی۔ ۱۸۵۵ء میں آپ ترجمہ سرکاری کے منشی اول مقرر ہوئے۔ پھر نائب سررشتہ دار فوجداری اگرہ اور اُس کے بعد مسلمان صدر دیوانی رہے۔ اور ۱۸۶۲ء تک سررشتہ داری فوجداری پر مامور رہے۔ اسی اثنا میں کچھ عرصہ کے لیے آپ سررشتہ دار کلکٹری بھی ہو گئے تھے۔ آخر ۱۸۶۵ء میں آپ وکیل صدر دیوانی پھر وکیل ہائی کورٹ ہوئے۔ اُس کے بعد گورنمنٹ کے حکم سے آپ فوٹری پبلک مقرر ہوئے اور ۱۸۶۷ء میں ہائی کورٹ آف آباد نے آپ کو ایڈووکیٹ مقرر کیا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد آپ اگرہ مینیو پیپلٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔ اور سترہ برس سے آپ نائب میر مجلس منیو بورڈ ہیں۔ انھیں خدمات کے جملہ زمین جو ۱۸۹۲ء کو گورنمنٹ سے رائے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ ۱۸۹۵ء میں گورنمنٹ انڈیا نے نائب میر مجلس کی خدمات کے اعتراف میں ایک سرٹیفکٹ عطا فرمایا۔ تقریباً ۱۸۸۲ء میں جب اگرہ کالج کی حالت نازک تھی تو آپ نے بھی اُس کے قیام و استحکام کے لیے کوشش کی چنانچہ اس وقت سے یہ کالج بڑھ گیا اور ایک مینیجنگ کمیٹی کے زیر اہتمام جاری ہے اور آپ بھی اُس کے رُشی اور مینیجنگ کمیٹی کے ممبر ہیں۔ آخر ۱۸۹۳ء میں کالیستھ کانفرنس کے متھرا کے اجلاس میں آپ پریزیڈنٹ تھے۔ سکونت اگرہ۔ مالک متحدہ اگرہ واو دھ۔

وامور داس - منشی - رائے بہادر - رئیس و انریری مجسٹریٹ بریلی - ولادت ۳۱ - دسمبر ۱۸۴۷ء آپ مہرے کھتری اور قدیم باشندہ دہلی ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار منشی دوار کا داس نے بریلی میں سکونت اختیار کی جو نہایت مخیر اور ہر د لغزیز تھے۔

غدر ۱۵۸۵ء میں منشی دوار کا واس نے گورنمنٹ عالیہ کی نہایت عمدہ خدمات انجام فرمائیں۔ اس سلسلہ میں انکو چند دیہات اور پروانہ خوشنودی فرج کے عطا ہوئے۔ ۱۵۸۶ء میں آپ کے والد نے انتقال کیا اور آپ بجائے اپنے والد کے ممبر مینوسلٹی اور ۱۳- فروری ۱۵۸۸ء کو آنریری مجسٹریٹ ضلع بریلی مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنی قابلاذکار گزاریوں سے اول درجہ کے اختیارات حاصل کیے۔ یکم جنوری ۱۵۹۳ء کو آپ کو رائے بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ آپ ہی کی سرپرستی سے ایک سبھا موسومہ بہ سبھا ست اُپکاری ۱۵۸۶ء میں قائم ہوئی۔ آپ مینوسلٹی اور بریلی انسٹیٹیوٹ کے وائس پریسیڈنٹ اور تیم خانہ بریلی کے پریسیڈنٹ ہیں۔ آپ کا برتاؤ اہل ہندو اور اہل اسلام کے ساتھ کیسان ہے آپ کے تین فرزند ہیں۔ لالہ جے نرائن ولادت ۲۱- جون ۱۵۹۶ء۔ لالہ بلدیو پرشاد ولادت ۲۵- فروری ۱۵۸۸ء۔ لالہ رام سروپ ولادت ۸- نومبر ۱۵۹۳ء۔ سکونت بریلی۔



صورت کنور۔ رانی۔ تعلقدار کھیری گڈھ ضلع کھیری۔ اس خاندان کا سلسلہ چند رنسی مہاراجہ راجندر سے ملتا ہے۔ راجہ سوہتر کی پچیس پشت کے بعد راجہ بدھی راج دہلی چھوڑ کر کوہ کا نگڑا میں آئے اور سترہ پشت تک اس خاندان کے راجہ کا نگڑے سے گڑھ اور کمایون میں حکمران رہے۔ پھر مستقر ریاست کوہ ڈوئی متصل اجمیر کو منتقل ہوا یہاں سالیس پشتیں گزریں۔ بڑی چھوٹی بائیس ریاستیں ماتحت تھیں۔ چنانچہ ان راجاؤں کے عطا کردہ اسناد نامہ کے پیرایہ ایک اُس نواح میں موجود ہیں۔ راجہ ہری ساہ کی وفات میں اس خاندان میں دو گروہ ہو گئے اور خاندان ڈوئی کے اُس گروہ کے لوگ جو ریاست سے محروم رہے تھے اور جبکہ سردار اسوقت کنور راجی ساہ تھے رئیس نیپال سے جا ملے اور اسکو ڈوئی پر چڑھائی کرنے کی صلاح دی نیپالی فوج چڑھ دوڑی اور مقام سرکھیت میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ بالآخر نیپالیوں کو کامیابی ہوئی۔ یہ لڑائی جو قریب ۱۸۸۳ء مطابق ۱۵۸۳ء کے ہوئی تھی شمالی ہندوستان کے



اطراف میں اہل قدر مشہور ہے کہ اسکا ساکھانیا پائی گویے اب تک گایا کرتے ہیں۔ غرض کہ اٹھائیس پشت کے بعد ریاست قبضہ خاندان ڈوئی سے علحدہ ہوئی۔ اس حالت میں وہ گروہ جڑیا سے محروم رہا تھا نیپال کے تحت میں صاحب ریاست قرار پایا اور دوسرا گروہ جس نے اٹھ تان منظور کی تھی اور جسکے سرگروہ راجہ دیپ ساہ تھے سح اپنے خاندان اور تابعین کے کجن پور میں آیا۔ یہ علاقہ ترائی میں واقع ہے۔ یہاں اُنکے آنے کے قبل یہ کارروائی ہو چکی تھی کہ جو کارندہ اصل مالک کی طرف سے علاقہ کا کاروبار کرتا تھا اُسے فرامزواے اوہ سے ملکہ قبولیت اپنے نام کرائی تھی۔ جب مصیبت زدہ رئیس آیا تو اُسے اس قبولیت کے واقعہ کو مخفی رکھ کے زہر خورانی کی تدبیر لڑائی مگر قبل وقوع واقعہ اطلاع ہو گئی اسلیے راجہ دیپ ساہ نے وہاں ٹھہرنا سنا نہ جانا اور کھیری گڈھ کی طرف کوچ کیا۔ یہاں کا رئیس برسر مقابلہ ہوا۔ چند نا کامیوں کے بعد آخر ستمبر ۱۸۵۵ء میں کھیری گڈھ کے رئیس کو شکست ہوئی اور اسوقت سے یہ خاندان کھیری گڈھ پر قابض ہو گیا۔ بعد ازاں اس خاندان کے سرگروہوں نے سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی سے ساز کر کے اصل ریاست ڈوئی کے لینے کا بندوبست کیا۔ اسوقت سے سرکار انگریزی اس خاندان کی حامی اور معاون ہے۔ ۱۸۶۲ء میں راجہ گنگا رام ساہ نے قدیم علاقہ پر قبضہ حاصل کیا۔ راجہ گنگا رام ساہ کے مرنے کے بعد ۱۸۶۵ء میں اُنکے بیٹے راجہ رند موج ساہ مسند نشین ہوئے۔ ستمبر ۱۹۱۲ء مطابق ۱۸۶۶ء میں راجہ رند موج ساہ نے وفات پائی اور اُنکے بیٹے راجہ اندر برکرم ساہ جانشین ہوئے۔ انھوں نے ۱۸۸۵ء میں لاؤلدا انتقال کیا اور بجائے اُنکے رانی صورت کنور مسند نشین ہوئیں۔ آپکی درخواست پر علاقہ ۱۸۸۶ء سے ۱۸۹۷ء تک کورٹ کے زیر اہتمام رہا اور اب آپ خود انتظام کرتی ہیں اور اپنے حسن انتظام سے حکام اور رعایا دونوں کو اب تک راضی رکھا ہے۔ اس علاقہ میں ایک سو دس موضع ہیں جو دو تحصیلوں اور پانچ پرگنوں میں منقسم ہیں۔ مالگزاری کل موضع کی اسٹھ ہزار نو سو دس روپیہ ہے۔ خطاب راجگی موروثی ہے۔ سکونت کھیری گڈھ ضلع کھیری۔

سکرٹری اور کل طبقہ تعلقداران اودھ کے معتمد علیہ اور کالکٹن ہیں۔ ۲۵۔ مئی ۱۸۸۱ء سے آپ شہر لکھنؤ کے انجیری مجسٹریٹ درجہ دوم اور مینوسپل کمشنر اور عجائب خانہ کالون اسکول۔ کیننگ کالج۔ ڈفرن ہاسپٹل اور خیرات خانہ شاہی لکھنؤ وغیرہ کے ممبر ہیں۔ ۱۸۸۱ء میں سر جارج کوپر صاحب نے آپ کو متواتر دو مرتبہ خلعت مع شمشیر ولایتی عطا کیا جسپر طلائی حروف میں آپ کی حسن کارگزاری کندہ ہے۔ ۱۸۸۲ء میں آپ کا نام دربار یون کی فہرست میں داخل کیا گیا۔ اسی سال گورنمنٹ نے آپ کو ضلع کلیری کی منصفی پر مقرر کیا مگر سری ہماراجہ صاحب بلرام پور انجمنانی کے اصرار و قدردانی سے آپ واپس آئے۔ ۱۸۸۵ء کی نائٹنگاہ کی کمیٹی کی سفارش پر ولایت سے منعہ مرحمت ہوا۔ ۱۸۸۶ء میں لگان اودھ بل کے معاملہ میں تعلقداران اودھ کے آپ مشیر خاص تھے۔ یکم جنوری ۱۸۸۶ء کو آپ کو خان بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ ۱۸۸۹ء میں گورنمنٹ نے ازراہ قدردانی خاص شرائط کے ساتھ آپ کو بریلی میں تیسرے درجہ کا مستقل جج کا کام کر دیا مگر تعلقداران اودھ خصوصاً عمدہ داران انجمن ہند نے گورنمنٹ کے پاس ایک ڈیپوٹیشن بھیج کر آپ کو واپس طلب کر لیا۔ آپ نے تمام علوم کی کتب خصوصاً علم تاریخ کی کتابوں کا ایک کتب خانہ قائم کیا ہے اور اپنے آبائی علاقہ کو بہت کچھ وسعت اور ترقی دی ہے۔ آپ اپنے اہل وطن اور حکام گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہیں۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ بڑے چودھری محمد عزت علی کاروبار ریاست کرتے ہیں۔ دوسرے چودھری محمد فتح علی محکمہ کورٹ آف وارڈس میں اسٹنٹ فیجر ہیں۔ تیسرے بیٹے چودھری عشرت علی صغیر سن ہیں۔ سکونت لکھنؤ۔

ہرن چندر مکرجی۔ رائے صاحب۔ آپ ۱۶۔ جولائی ۱۸۳۶ء کو اپنے ناموں کے مکان باندی پور میں پیدا ہوئے۔ آپ ضلع ہوگلی کے ایک موضع جٹنی کے باشندے

ہیں۔ جنسی کے مگر جی خاندان کی ابتدا ان پانچ برہمنوں سے ہے جنکو اولیسور راجہ گور (بنگال) نے قنوج سے طلب کیا تھا۔ انہیں ایک پنڈت سری ہر شت تھے انکے خاندان میں رامیسر ٹھا کر ہوئے۔ رامیسر ٹھا کر کے سب سے چھوٹے بیٹے رام چندر مگر جی نے بھٹا چارجی خاندان میں شادی کی۔ رام چندر مگر جی کے لڑکے نند کشور نے موضع جنسی میں بودو باش اختیار کی۔ نند کشور کے دو لڑکے پیدا ہوئے رام شکر مگر جی اور بھولانا تھ مگر جی۔ بھولانا تھ نے ہمدار خاندان مقام ہتیا گڈھ (۲۴ پرگنہ) میں شادی کی۔ اس شادی سے آپ کی اولاد کا کلین بن جاتا رہا۔ بڑے بیٹے رام شکر مگر جی نے اپنی نجابت اور شرافت قائم رکھی۔ انکے تین بیٹے ہوئے۔ رام پرشاد۔ جے نرائن اور بشی رام۔ رام پرشاد مگر جی کے دو بیٹے ہوئے مدن موہن اور رام دھن۔ رام دھن مگر جی کے بیٹے ہرن چندر مگر جی ہیں۔ ہرن چندر مگر جی کی تعلیم اولڈ ٹریننگ اسکول جنسی میں اور بعدہ اوڈیشیل سیمینری کلکتہ میں ہوئی۔ دسمبر ۱۸۷۵ء میں آپ نے علی پور (بنگال) میں صیغہ فراہمی وردی افواج میں سرکاری ملازمت شروع کی۔ آپ نے اپنی لیاقت اور جانتانی سے اس صیغہ کے افسر اعلیٰ کی اچھی رائے حاصل کی۔ اور موقع آنے پر ترقی پائی آپ نے اس صیغہ کے بہت سے اہم کاموں کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا جس سے گورنمنٹ کی بہت بڑی توفیر ہوئی۔ آپ کی عمدہ خدمات کا ذکر صیغہ مذکور کے مختلف اعلیٰ افسروں نے انتظامی رپورٹ میں کیا ہے۔ گورنمنٹ انڈیا نے حسن کارگزاری کے لحاظ سے باوجود پچھپن سالہ عمر ہونے کے آپ کو تاقیام تندرستی کام کرنے کی اجازت دی۔ ۱۸۹۹ء میں آپ نے فیشن حاصل کی اور اکتالیس سالگی سرکاری خدمات کے صلہ میں لارڈ الگن وائیسرے و گورنر جنرل ہند نے رائے صاحب کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت فرمایا۔ ملازمت سے علیحدہ ہونے کے بعد چند روز تک آپ نے اپنے وطن مالوف جنسی

میں قیام کیا۔ لیکن آب و ہوا کی ناموافقیت کی وجہ سے آپ نے بقیہ انفاس زندگی کے لیے بنارس میں بود و باش اختیار کی ہے۔ سکونت بنارس۔ مالک متحدہ اگرہ وادھ



کرشن راؤ۔ پنڈت۔ رائے صاحب۔ آپ کی ولادت ۱۹۔ نومبر ۱۸۳۹ء کو قلعہ جھانسی میں واقع ہوئی۔ آپ مرہٹہ برہمن ہیں جو ضلع رتناگری احاطہ بمبئی کے قدیم باشندے اور موضع کو توڑا کے کل کرنی تھے۔ اول پیشوا بالاجی بلار کے زمانہ میں آپ کے بزرگون نے فوجی ملازمت اختیار کی اور مقام پارولا واقع خاندان میں تعینات کیے گئے۔ جب رگھوناتھ ہری صوبہ دار جھانسی واقع ملک بندیکھنڈ پیشوا کے ملک محروسہ میں گئے تو اس خاندان کے مورث مہاداجی بلال جھانسی کے قلعہ دار مقرر کیے گئے جسکے آخری قلعہ دار آپ کے والد شینوپت تھے۔ ۱۸۴۷ء میں جب راؤ رگھوناتھ راؤ کے انتقال کے بعد گدی نشینی کا جھگڑا پیدا ہوا اور فوج منحرف اور سرکش ہو گئی تو سیٹھ فریزر صاحب اجنٹ گورنر جنرل فوج انگریزی لیکر جھانسی پہنچے اور قلعہ کا تخلیہ کرا لیا۔ اس وقت سے یہ عہدہ قائم نہیں رہا۔ آپ کے والد نے آپ کی صغر سنی ہی میں انتقال کیا۔ اور مہاراجہ گنگا دھراؤ والی ملک نے آپ کا وظیفہ مقرر کر دیا جو ۱۸۵۳ء تک جاری رہا۔ اس اثنا میں آپ نے ہندی مرہٹی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی اور مروجہ فوجی ورزثون میں بھی ملکہ پیدا کیا۔ ۱۸۵۴ء میں جب ملک برٹش تسلط میں آگیا تو آپ نے محکمہ تعمیرات کی محوری سے ملازمت کی ابتدا کی۔ ۱۸۵۷ء میں جب پرگنہ جھانسی کی حدبست اور کشتوار کی ترتیب پوری تھی تو یکایک غدر ہو گیا۔ اس وقت آپ نے نہایت احتیاط اور دانائی کے ساتھ کل کاغذات سرکاری اپنے قبضہ میں کر لیے اور ۱۸۵۷ء میں دوبارہ تسلط انگریز ہونے کے بعد کپتان کلارک صاحب ڈپٹی کمشنر جھانسی کے سامنے ان کو پیش کر دیا

جس سے گورنمنٹ کو دوبارہ اس کام میں مصارف کثیر کی کوئی ضرورت نہوئی۔ یکم اکتوبر ۱۸۶۶ء سے پھر آپ نے گورنمنٹ کی ملازمت شروع کی اور مختلف مدارج کے طے کرنے کے بعد ۱۸۶۷ء میں تھمیلدار جھانسی مقرر ہوئے۔ آپ کی خدمات بانسہ اور تردوات شانسہ کے صلہ میں جونہر بیوا کے حصول اراضی و تصفیہ معاوضہ کے متعلق وقوع میں آئے گورنمنٹ نے ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر مامور فرمایا۔ ۱۸۵۵ء میں جب میرٹھ کے ہندو مسلمانوں میں شکر رنجی پھیلی ہوئی تھی تو آپ نے فریقین میں صلح کرا دی اور گورنمنٹ عالیہ نے اسکا تحریری اعتراف کیا۔ ۳۱۔ مارچ ۱۸۹۴ء میں آپ نے پوری پنشن حاصل کی۔ ۱۸۹۵ء سے اپنے وطن جھانسی میں قیام اختیار کیا۔ یہاں آپ مینوسپل بورڈ و ڈسٹرکٹ بورڈ اور مکڈانل ہائی اسکول کے ممبر مقرر ہوئے۔ سنین ماضیہ کے قحطوں کے زمانہ میں آپ نے جھانسی کے محتاج خانہ کا انتظام کیا اور شہر کے سفید پوشوں میں تقسیم امداد کی بڑی جہاد کے ساتھ نگرانی فرمائی جسکے لیے گورنمنٹ نے سند خوشنودی مزاج آپ کو عطا کی اور نومبر ۱۸۹۰ء کو آپ کے خدمات سابقہ کے لحاظ سے راسے صاحب کا خطاب آپ کو مرحمت ہوا۔ سکونت جھانسی۔ بند لکھنڈ۔



زین العابدین۔ سید۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۴۔ جون ۱۸۳۲ء۔ آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک مولوی محمد حسین ہے۔ آپ کے آباے کرام جو مدنیہ سے غزنی میں آباد ہوئے تھے شاہان مغلیہ نے انکے زہد و تقویٰ و علمی کمالات کا شہرہ سنکر پائے تخت دہلی میں طلب فرمایا۔ اور پھلی شہر ضلع جو پور میں عہدہ قضا پر مامور کیا اور جاگیر مرحمت کی۔ آپ کا سلسلہ آبائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اور بواسطہ حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

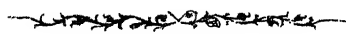
ایک پہونچتا ہے۔ آپ کے دادا مولوی محمد حسن جو متعدد کتابوں کے مصنف تھے  
 شہزادہ خرم نخت بن مرزا جو ان نخت جہاندار شاہ ولیعہد شاہ عالم ثانی کے استاد  
 تھے۔ مولوی محمد حسن صاحب نے ۱۲۲۲ھ میں وفات پائی اور  
 یہ تاریخ ہوئی ۱۲۵۵ھ میں ہر علم مخلق عظیم + گوے سبق برد زابل زمن + در شب ہفتہم ز بیج  
 نخت + داد قضا جاے حریرش کفن۔ مصرع تاریخ بگفتا سروش + رفت بفرودس  
 محمد حسن + مولوی زین العابدین نے ۱۲۵۵ھ میں بنارس کالج میں فارسی اور  
 عربی کی تکمیل کی اور ۲۱۔ فروری ۱۲۵۵ھ میں گورنمنٹ انگلشیہ کے جوڈیشل صیفہ  
 میں ملازمت شروع کی اور مالک مغربی و شمالی کے مختلف مقامات میں مختلف  
 عہدوں پر مقرر رہے اور آخر میں عہدہ سب ججی تک ترقی پائی جسکی خواہ آٹھ سو روپے  
 ماہوار ہے۔ اٹالیس سال کی نیکنام ملازمت کے بعد یکم اکتوبر ۱۸۸۵ء کو پیشین حاصل  
 کی۔ ایام غدر میں سرکار انگلشیہ کے خیر خواہ رہے۔ ۲۵۔ مئی ۱۸۹۲ء کو ہرنسی لارڈ لینڈون  
 نے خان بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت فرمایا۔ ۱۸۹۳ء میں بارہ سو  
 روپیہ ماہوار پر دو سال کے لیے کونسل ریاست رامپور کے جوڈیشل ممبر مقرر ہوئے  
 جہاں یکم جون ۱۸۹۶ء تک بڑی محنت اور دیانت اور لیاقت کے ساتھ امور  
 مفوضہ انجام دیئے اور رئیس اور سرکار انگریزی کی خوشنودی حاصل کی۔ مولوی صاحب  
 اپنے اوصاف اور خصائل کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں یکسان ہر دلعزیز ہیں۔  
 آپ علیگڈھ کالج کے ٹرسٹی بھی ہیں۔ آپ نے کالج کو معقول مالی امداد بھی دی  
 ہے اور مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے انتظام میں بہت بڑی دلچسپی ظاہر کرتے  
 ہیں۔ آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔ بڑے صاحبزادے سید زین الدین (ولادت  
 ۱۲۔ ستمبر ۱۸۷۳ء) نے علی گڈھ کالج سے ایم۔ اے۔ پاس کیا۔ اور ۱۸۹۶ء  
 سے ڈپٹی کلرکی کے عہدہ پر مامور ہیں۔ باقی تین صاحبزادے جنکے نام سید ضیاء الدین

سید عین الدین اور سید نور الدین ہیں ابھی تک زیر تعلیم ہیں۔ سکونت علی گڑھ مالک سجدہ آگرہ واودھ۔

-----

علی احمد خان۔ واسطی ابو الحسنات مولوی سید۔ مخدوم زادہ۔ خان بہادر ولادت ۲۵۔ شجیان ۱۲۵۱ھ۔ آپ کے جدا مجد مسیح الوقت سید محمد بقا خان بہادر کو علاوہ منصب یکمزار پافضدی کے دربار دہلی سے خان صاحب کا خطاب نسلاً بعد نسل اُس وقت عطا ہوا تھا جب وہ سرکار انگلشیہ کی جانب سے کرنیل لیک صاحب کے عہد میں اکبر آباد کے دیوان تھے۔ جہاں اُنکے نام کا ایک محلہ کٹرہ بقا خان اب تک موجود ہے۔ آپ مسیح الوقت کے خلف اکبر حکیم سید غلام حسین خان صاحب کے بیٹے ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مخدوم سید علار الدین واسطی بانی قصبہ سنڈیلہ تھے جنھوں نے ابتداء اپنے مرشد حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کی ہدایت کے مطابق سنڈیلہ کا غزم کیا اور اسکو پاسبانوں سے فتح کر کے آباد کیا۔ ان کا مزار سنڈیلہ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اور انکے اعقاب یعنی مخدوم زادہ اب تک ادب و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ مسیح الوقت سید محمد بقا خان صاحب کے توسل انگریزی کی وجہ سے اس خاندان کے اکثر میرمنشی۔ رزیڈنٹ۔ اور مختلف ریاستوں کے ایجنٹ اور ڈپٹی کلکٹر اور تحصیلدار رہے۔ آپ نے لکھنؤ میں علوم معقول و منقول کی تحصیل کی۔ بارہ برس کی عمر میں آپ دربار واجد علی شاہ بادشاہ اودھ میں پیش ہوئے۔ جنھوں نے بعد امتحان آپ کے زمانہ طالب علمی تک کے لیے ایک وظیفہ مقرر کر دیا۔ آپ ۱۸۵۶ء میں خانیغ تحصیل ہو کر اضلاع دمہ و ساگر کو چلے گئے جو اب مالک تنوسط میں شامل ہے۔ آپ پہلے سرشتہ بند و بست میں ملازم ہوئے اسکے بعد ۱۸۶۷ء میں

آپ نے اعلیٰ درجہ کی وکالت کی سند حاصل کی چنانچہ فی الحال آپ جلیپور کے ممتاز وکلا میں ہیں۔ اثنائے زمانہ وکالت میں آپ نے زبان انگریزی میں بھی مہارت حاصل کر لی۔ آپ نے ساگر میں ایک تالاب کا گھاٹ بنوایا ہے۔ آپ تدریجاً جبل پور نیو سپلٹی کے ممبر سکرٹری اور وائس پریسیڈنٹ رہ چکے ہیں۔ آپ کے زمانہ سکرٹریٹ میں ڈائریور کس جاری ہوا گوکل واس بلجھ داس کاٹن مینوفیکچرنگ کمپنی لمیٹڈ کے ڈائریکٹر ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر قحط کی سنٹرل کمیٹی مالک متوسط کے وائس پریسیڈنٹ۔ انسٹیٹیوٹ کمیٹی۔ لیڈی ڈفرن فنڈ کمیٹی اور رفارمیٹری اسکول جلیپور کے ممبر رہ چکے ہیں۔ اور آخری ری مجسٹریٹ کے اعزاز بھی آپ کو عطا کیے گئے اور قانون اسلامیہ سے بھی مستثنیٰ ہیں۔ آپ نے اپنی قوم کی بہبودی اور اسکے حقوق کے تحفظ کے لیے انجمن اسلامیہ جبل پور قائم کی اور اسکی مالی حالت مضبوط کر کے جائداد غیر منقولہ خرید کی جسکی آمدنی سے ایک ہائی اسکول اور ایک یتیم خانہ اسوقت تک جاری ہے۔ ساگر میں ایک تالاب گھاٹ کی تعمیر کے جلد وین پر دانہ خوشودی اور خلعت ملا اور ۱۹۹۴ء میں نیو سپلٹی کے حسن خدمات اور انجمن اسلامیہ کے قائم کرنے کے صلہ میں خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ آپ کے جدا علی حضرت بندگی سید حسن قدس سرہ کو شیر شاہ کے عہد سلطنت میں پرگنہ سندیلہ وغیرہ کی زمینداری حاصل ہوئی۔ انھوں نے محلہ اشرف ٹولہ واقع سندیلہ کو آباد کیا مسیح الوقت سید محمد بقا خان بہادر تعلقہ نتھ پور کے تعلقہ دار تھے جو الحاق اودھ کے وقت توڑوا گیا۔ آپ نے جائداد کو بہت کچھ ترقی دی ہے۔ آپ کے دو صاحبزادہ سید احمد خان اور سید نقی احمد خان ہیں۔ سکونت سندیلہ۔ ضلع ہردوئی۔ اودھ۔



محمد یوسف علیخان۔ نواب۔ تاریخ ولادت ۱۹۔ نومبر ۱۸۵۰ء۔ آپ



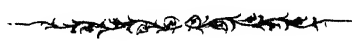
نواب حاجی محمد محمود علی خان بہادر مرحوم رئیس چھتاری کے فرزند ہیں۔ اس خاندان کا سلسلہ راجہ رام چندر والی اجداد ہیں۔ شہنشاہ جلال الدین اکبر نے راجہ لال سنگھ کا نام جو اس خاندان کے بانی ہیں لال خان رکھا۔ چنانچہ اس وقت سے آپکا خاندان لال خانی مشہور ہے۔ لال خان کے بیٹے سالباہن نے جہانگیر کے عہد میں اسلام قبول اور شاہجہان کے دربار میں چار ہزاری منصب حاصل کیا اور علاقہ یتیم پور جس میں چونسٹھ گاؤں تھے بطور جاگیر ملا جبکہ نام سالباہن رکھا گیا جو فرمان شاہی میں مندرج ہے۔ سلاطین مغلیہ کے زمانہ میں یہ علاقہ خاندان کے مختلف لوگوں کے قبضہ میں رہا لیکن جب اس صوبہ میں گورنمنٹ انگلیشیہ کا تسلط ہوا تو اس نے یہ علاقہ ٹھاکر مردان علیخان کو جو محمد یوسف علیخان کے جد امجد تھے عطا فرمایا۔ ۲۰ مئی ۱۸۳۵ء کو انھوں نے اپنے پانچ بیٹوں میں نواب حاجی محمد محمود علیخان کو اپنی آبائی ریاست چھتاری اور کچھ اور علاقے دیکر اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور باقی چار بیٹوں کو سعد آباد و ان پور۔ پھاسوا اور دھرم پور کے علاقے دیے۔ گورنمنٹ نے عہد ۱۸۵۷ء کی خیر خواہی کے صلہ میں نواب محمد محمود علیخان کو بحیثیت جانشین ریاست خاص علاقہ بالا گڑھ واقع ضلع بلند شہر اور دو ہزار روپیہ کا خلیفہ فائزہ اور خطاب خان بہادر مرحمت فرمایا۔ اپنے والد ٹھاکر مردان علی خان کی طرح محمد محمود علیخان نے بھی ایام عہد میں گورنمنٹ کو بہت بڑی مدد دی تھی۔ اس کے صلہ میں دربار قیصری ۱۸۷۷ء میں نواب کے خطاب اور تمغہ قیصری سے ممتاز کیے گئے اور پریوٹ داخلہ کی عزت حاصل ہوئی۔ ۳۔ جنوری ۱۸۹۳ء کو خطاب نوابی نسلاً بعد نسل موروثی ہو گیا۔ نواب صاحب بڑے خیر اور بے تعصب شخص تھے جنکی ذات سے ہندو مسلمان دونوں فیضیاب تھے۔ ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو انھوں نے اس دارنایاں سے انتقال کیا۔ ان کے انتقال پر نواب لطف علیخان وارث ہوئے۔ اور انھوں نے بھی نہایت خوبی اور خوش سلوکی

سے اپنے پبلک فرائض انجام دیے۔ ۱۲۔ جنوری ۱۹۰۱ء کو نواب صاحب نے رحلت فرمائی۔ اور کنور محمد یوسف علیخان انکے جانشین مقرر ہوئے۔ ۱۹۔ مئی ۱۹۰۱ء کو گورنمنٹ سے نوابی کے موروثی خطاب اور پریوٹ داخلہ کی عزت عطا ہوئی۔ نواب صاحب ایک بہت بڑے مدبر منظم اور عالی دماغ رئیس ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں آپ آنریری مجسٹریٹ درجہ دوم مقرر ہوئے۔ ۲۶۔ مارچ ۱۹۰۹ء عیسوی کو پلٹھرس اور مہسان کے پرگنوں میں مجسٹریٹ درجہ دوم کے اختیارات حاصل ہوئے۔ ۲۰۔ جون ۱۹۰۹ء کو گورنمنٹ نے آپ کو ایک سداور تمغہ قیصری عطا کیا۔ نواب محمد لطف علیخان کے بعد علیگڈھ کے ہندو مسلمانوں نے گورنمنٹ اور مجسٹریٹ ضلع کو درخواست دیکر آپ کو اپنا سرگروہ قرار دیا۔ آپ تحصیل کول کے اسپیشل مجسٹریٹ درجہ دوم۔ ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ۔ ممبر زراعت و تجارت اور وائس چیرمین مینوسپل بورڈ علیگڈھ میں۔ سکونت علیگڈھ۔ ممالک متحدہ اگرہ داودہ۔

ترتیب سنگھ۔ راجہ۔ تاریخ ولادت۔ جون ۱۸۶۹ء۔ آپ اسو تھر کے رئیس ہیں جو فتح پور کے ضلع میں واقع ہے۔ راجہ صاحب کبھی چوہان راجپوت ہیں اس خاندان کے بانی راجہ دیو گج سنگھ ۱۵۴۳ء میں کبھی واڑہ یا راگھو گرھ واقع وسط ہند سے آئے تھے اور راجہ ابھی کی دختر سے شادی کی تھی جنکی جائداد پر انھوں نے بعد کو قبضہ پایا تھا۔ راجہ دیو گج کے بعد ہمارا راجہ پالن دیو جی۔ صاحب دیو جی۔ کھورم دیو جی۔ ڈوسن دیو جی۔ پڑوسن دیو جی۔ جا جا دیو جی۔ پرتاب سنگھ اور پیرام سنگھ علی الترتیب اس ریاست کے جانشین ہوئے۔ پیرام کے جانشین ہری کشن سنگھ عرف راڑو سنگھ تھے جنکے چھ بیٹے ہوئے جن میں بھگونت کی ولیری اور شجاعت اور فہم و فراست مشہور و معروف ہے۔ انھوں نے غازی پور کا قلعہ تعمیر کرایا تھا جہاں وہ اپنے وفادار ہمراہوں اور مضبوط اور مستحکم قلعہ پر بھروسہ

کر کے برسوں شاہی فوج کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ آخر سنہ ۱۱۰۷ء میں پرگنہ کوڑا کے چودھری درجن سنگھ کی دغا سے بھگونت سنگھ کی ہلاکت واقع ہوئی۔ بھگونت رائے کے بیٹے روپ رائے نے ۲۵ برس ریاست کا انتظام کیا اور گورنمنٹ اور اپنی رعایا دونوں کی خوشنودی حاصل کی۔ سنہ ۱۱۰۷ء میں انکی وفات پر راجہ ہریار سنگھ گدی نشین ہوئے مگر ان اُنیس پرگنوں میں جو اس خاندان کے قبضہ میں تھے سولہ نواب صفی اللہ نے ضبط کر لیے اور باقی تین الماس علی خان کے اثر اور دباؤ سے راجہ بیتل پرشاد تحصیلدار کوڑا کو ویدے گئے۔ اسکے بعد راجہ ہریار سنگھ بمبا پار چلے گئے جہاں اُس مختصر پنشن پر گذر اوقات کرتے رہے جو دربار اودھ سے انکو اب بھی ملی جاتی تھی۔ انکی وفات پر انکے متبنی فرزند دیناپت اپنے باپ کی پنشن کے وارث ہوئے۔ مگر چند روز بعد نواب باقر علی خان کے حکم سے پنشن ضبط ہو گئی۔ اسپر دیناپت ایک بہت بڑی جمعیت کے ساتھ دریا پار اتر کر میٹلہ اور غازی پور کے پرگنوں کے گاؤں جلائے اور برباد کرنے لگے۔ اس کارروائی کا نتیجہ ہوا کہ انکی پنشن کی بجالی کا فوراً ایک حکم نافذ ہوا۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت میں انکی پنشن بند ہو گئی۔ انھوں نے مثل سابق دریا طے کر کے چرولی واقع پرگنہ غازی پور میں استقامت اختیار کی سسر اہمٹی صاحب کلکٹر آلہ آباد بہ ہر ہی نواب باقر علی خان ایک فوجی جمیٹ کے ساتھ موقع پر گئے۔ لڑائی ہوئی اور سسر اہمٹی صاحب زخمی ہوئے۔ راجہ صاحب بمبا پار بھاگ گئے۔ سنہ ۱۱۰۷ء میں انھوں نے خود کو سسر کتھیرٹ صاحب کلکٹر آلہ آباد کے حوالہ کیا اور انھوں نے ذمہ داری کی کہ انکی پنشن جو نواب اودھ کی سرکار سے ملتی تھی انکو دی جائیگی ۲۲ مئی سنہ ۱۱۰۷ء کو گورنمنٹ انگلشیہ نے باقاعدہ اسکی تصدیق کی یہ سات ہزار تین سو چھ روپیہ سالانہ کی پنشن تھی جو موروثی قرار دی گئی۔ دیناپت نے پھیالیس برس سے زیادہ پنشن حاصل کی۔ سنہ ۱۱۰۷ء میں راجہ پھن پرشاد دیناپت کے جانشین ہوئے جنکو رگھو بر سنگھ برادر زادہ و پسر متبنی دیناپت کی بیوہ نے جو انکی حیاتیات

مرگے تھے متبنی کیا تھا۔ راجہ کچھن پرشاد سنگھ نے ۱۷۷۷ء میں اپنا علاقہ کورٹ کے انتظام میں دیدیا۔ راجہ کچھن پرشاد سنگھ نے ۲۳ جولائی ۱۷۹۱ء میں قضا کی اور راجہ نرپت سنگھ انکے فرزند اکبر گدی نشین ہوئے۔ اس ریاست کی مالگزاری تقریباً سینتیس ہزار روپیہ سالانہ ہے راجہ صاحب قانون اسلحہ کی شرائط سے مستثنیٰ ہیں خطاب راجگی اور نشین موروثی ہے۔ علاقہ ناقابل تقسیم ہے اور فرزند اکبر وارث ریاست ہوتا ہے۔ وارث کنور پرشوتم سنگھ میں جنکی عمر تین سال کی ہے سکونت اسو تھر ضلع قح پور۔



شیو درشن سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۲۰ ستمبر ۱۷۵۹ء اچکا پور خطاب اور نام سدھ سری ہماراج ادھراج سری راوشیو درشن سنگھ جو دیو ہے۔ یہ خطاب موروثی ہے۔ آپ راجہ رام چندر والی اجددھیا کی نسل میں ہیں اس خاندان کے مورث اعلیٰ بیگل دیو کی راجدھانی لہار گوالیار تھی۔ راو عالم راو سمند ۶۳۰ میں گوالیار میں مسند نشین ہوئے۔ سندھیا کی فتوحات کی وجہ سے آپ کے خاندانی مقبوضات میں بہت کمی ہو گئی آپ کی تیرہویں پشت میں راو کچھن سنگھ ہوئے جو راوشیو درشن سنگھ کے والد ماجد تھے انھوں نے اکتوبر ۱۷۷۷ء میں انتقال کیا۔ راو صاحب سمند ۱۹۳۵ میں وسادہ اراٹے مسند ریاست ہوئے فی الحال اس ریاست میں بارہ موضع معافی جنکی آمدنی تقریباً بیس ہزار ہے اور چھ گائون خراجی شامل ہیں جنکی مالگزاری پانچہرچھ سو اڑالیس روپیہ ہے۔ اسکے علاوہ چار گائون ریاست گوالیار میں واقع ہیں جنکی مالگزاری دو ہزار چھ سو باسٹھ روپیہ ہے۔ آپ اور آپکے جانشین ایکٹ اسلحہ کی قیود اور عدالتہائے دیوانی کی حاضری سے مستثنیٰ ہیں اور آپ کو تیسرے درجہ کی مجسٹریٹ کے اختیارات حاصل ہیں آپ فارسی اور ہندی کے مسلم الثبوت شاعر ہیں۔ سکونت گوالپور۔ جالون۔ مالک متحدہ اگرہ واودھ

رودر پر شاہ سنگھ - راجہ - ولادت سمس ۱۹۲۶ - آپ ریاست سنگرولی کے رئیس ہیں۔ یہ ریاست ضلع مزا پور کے جانب جنوب واقع ہے لیکن اسکی املاک و اراضی مختلف اضلاع میں بھیلی ہوئی ہے۔ اس کا کل رقبہ ۲۷۷۷۷۷ ایل مربع ہے جس میں زیادہ تر اقوام ہند آباد ہیں۔ راجگی کا خطاب موروثی اور ریاست غیر قابل تقسیم ہے۔ اس میں ہمیشہ سے خلف اکبر کی مسند نشینی کا رواج ہے۔ دوسرے بیٹوں کو گزارہ ملتا ہے۔ آپکا تعلق بین بنس راجپوت خاندان سے ہے۔ اس خاندان کے بانی راجہ گوندو شاہ تھے جنکی راجدھانی دریائے گنگ کے کنارہ مقام جھونسی ضلع آٹھ آباد میں واقع تھی۔ انکی چھٹی پشت میں راجہ رام شاہ تھے۔ جن پر ایک زمانہ میں نواب وزیر اودھ کی جانب سے فوج کشی کی گئی وہ ایک ٹی جدال و قتال کے بعد بھاگ کر مقام مینو متھر واقع ریاست ریوان میں قیام پذیر ہوئے اور ملک کا کچھ حصہ فتح کر کے راج کرنے لگے۔ انکی نوین پشت میں کلیلی راجہ ہوئے۔ انھوں نے راجہ سنگرولی راجہ بھاؤ گھر وار کو قتل کر کے علاقہ سنگرولی فتح کیا اور اپنے چھوٹے لڑکے چندربھان سنگھ کو راجہ بنایا اور اپنے بڑے بیٹے کو مینو متھر کے علاقہ کا وارث قرار دیا جو اس وقت تک انکے خاندان کے قبضہ میں ہے۔ جب صوبہ آٹھ آباد پر سلطنت انگلشیہ کا تسلط کامل ہو گیا تو راجہ فقیر شاہ کے خطاب اعلیٰ کو گورنمنٹ نے تسلیم کر کے موروثی قرار دیا اور مسٹر فارس ڈکن صاحب نے ایک دوامی سند عطا کی راجہ فقیر شاہ کے پر پوتے راجہ اودونت سنگھ نے مسٹر رسل صاحب کی ہمراہی میں پنڈاریوں سے جنگ کر کے انکو شکست دی جسکے صلہ میں گورنمنٹ سے خلعت فاخرہ مرحمت ہوا۔ آپ راجہ اودونت سنگھ صاحب کے پر پوتے ہیں۔ آپ اپنے والد راجہ اودت نرائن سنگھ کی وفات کے بعد ۱۸۹۶ء میں وسادہ آراے مسند ریاست ہوئے۔ فارسی اور سنسکرت کے علوم میں آپ کو پوری دستگاہ

حاصل ہے اور علم انگریزی میں بھی مداخلت اور مہارت ہے۔ آپ جوہر شناس علم دوست اور غربا پرور رئیس ہیں۔ ۱۸۹۶ء کی سخت قحط سالی میں آپ نے رعایا و برایا کی دستگیری میں بہت بڑی فیاضی ظاہر کی۔ سکونت سنگرولی ضلع مرزا پور۔ ممالک متحدہ اودھ و آگرہ۔

رامپال سنگھ۔ راجہ۔ تعلقہ ارکا لاکانگر۔ راجہ رامپال سنگھ لال پرتاب سنگھ کے اکلوتے فرزند ہیں جو لال ہنومنٹ سنگھ کے بڑے بیٹے تھے۔ شاہ اودھ نے راجہ لال ہنومنٹ سنگھ کو ۱۸۴۵ء میں راجہ کا خطاب دیا۔ بغاوت کے ابتدائی زمانہ میں راجہ ہنومنٹ سنگھ برٹش گورنمنٹ کے بہت بڑے خیر خواہ تھے۔ اور ضلع سلون کو جواب پر تباگدھ مشہور ہے اور اُس کے پناہ گیروں کو جن میں جنرل بیر و سابق چیف کمنڈر اودھ بھی تھے باغیوں کے دستِ ظلم سے بچایا۔ لیکن اُنکو صحیح و سلامت الہ آباد پہنچانے کے بعد انھوں نے اس صوبہ پر برٹش کا دوبارہ تسلط ہونے کی نسبت سخت مخالفت کی۔ ان کے بیٹے لال پرتاب سنگھ چاندہ ضلع سلطان پور کی ایک جنگ میں جو برٹش فوج کے ساتھ ہوئی تھی ہلاک ہوئے۔ راجہ صاحب نے اطاعت قبول کی اور قیام امن کے بعد معاف کر دیے گئے۔ راجہ ہنومنٹ سنگھ نے لال پرتاب سنگھ کی وفات پر راسپور کا تعلقہ اپنے نبیرہ راجہ رامپال سنگھ کو دیدیا۔ راجہ رامپال سنگھ مجھولی اور گھر وار کے اُس نامور خاندان سے ہیں جو قنوج کے حکمران راتھوروں سے تعلق رکھتا ہے۔ راجہ رامپال سنگھ نے بہت کم سنی میں تعلیم حاصل کی اور فارسی۔ سنسکرت اور انگریزی میں معقول لیاقت پیدا کی۔ ان کل زبانوں کی تعلیم سے راجہ صاحب کی طبیعت میں مختلف قسم کے خیالات پیدا ہوئے۔ اور اس سے انکا دل راسخ الاعتقادانہ مذہب سے ہٹ گیا اور انھوں نے خاص

موحد پرستی میں پناہ لی۔ اس پر ان کے دادا نہایت ناخوش ہوئے۔ اُن کا غصہ فرو  
 کر نیکے لیے اپنے اس امر پر رضامندی ظاہر کی کہ اُنکی حیات میں علاقہ خاندان کے  
 ممبروں کے پاس رہے۔ اسکے بعد اپنے لندن جانے کا قصد کیا۔ آپکے اہل خاندان  
 مزاحم ہوئے۔ مگر آپکی زوجہ محترمہ رانی سچھا وکٹوریہ (جو رلیو ان کے حکمران خاندان کی تھیں)  
 اپنے شوہر کی رفیقِ طریق ہوئیں۔ رانی صاحبہ نے انگلستان میں انتقال کیا جن کا  
 راجہ صاحب کو سخت قلق ہوا۔ راجہ صاحب نے رانی کی لاش حنوط کے بعد ایک  
 تابوت میں رکھوا دی۔ راجہ صاحب پانچ برس تک ولایت میں رہے۔ اور اس  
 عرصہ میں لاطینی۔ فرانسیسی۔ جرمنی السنہ میں بھی آگاہی حاصل کی۔ انڈین ایسوسی ایشن  
 کے جلسوں میں شریک ہوتے اور انڈیا سوسائٹی کی صدارت فرماتے رہے۔ راجہ صاحب  
 نے ہوس آف کاننس میں بھی نشست حاصل کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس عرصہ میں  
 راجہ ہنومنٹ سنگھ نے انتقال کیا۔ اور راجہ رامپال سنگھ اپنے علاقہ کے انتظام و  
 اہتمام کے لیے ہندوستان کو واپس آئے۔ وہ اپنے ہمراہ اپنی بیوی کی محنوط لاش  
 کو بھی لائے۔ جسکو ہندو دستور کے مطابق دریائے گنگا کے کنارے داغ دیا گیا۔  
 راجہ صاحب پھر ولایت تشریف لے گئے۔ مگر علاقہ کے کاروبار میں اتیری پیدا ہوجانے  
 سے پھر ہندوستان کو واپس آئے اس دفعہ راجہ رامپال سنگھ اپنے ہمراہ ایک انگلش  
 بیوی لائے جنھوں نے ۱۹ء میں مین نیپ تال میں انتقال کیا۔ راجہ صاحب  
 انڈین نیشنل کانگریس کے ایک سرگرم معاون ہیں ایک روزانہ ہندی اخبار  
 ہندوستان اور اسی نام کا ایک انگریزی ہفتہ وار اخبار اپنی ایڈٹری میں شائع کرتے  
 ہیں۔ راجہ صاحب کو ملکی صنعت و حرفت کے ساتھ بہت بڑی دلچسپی ہے اور  
 جب سے انتخابی اصول جاری ہوا ہے آپ تین مرتبہ ان صوبجات کے لیجس لیٹو  
 کونسل کے ممبر رہ چکے ہیں۔ سکونت کا لاکنؤ۔ پرتاب گڑھ۔

سریرام - لالہ - رائے بہادر - ولادت ۲۳ - اکتوبر ۱۸۵۲ء - آپکا تعلق اگر وال  
خاندان سے ہے اور آپ لالہ منصب رائے کے خلف الکبر ہیں جو صوبہ واودھ  
میں تعمیرات کے محکمہ میں ڈسٹرکٹ انجینئر تھے آپ کے دادا دیوان سنگھ فوج انگریزی  
میں ملازم تھے - جو ۱۸۴۴ء میں مجاریہ کابل میں مقتول ہوئے آپ کی تعلیم آپ کے  
مولد و موطن قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور میں ہوئی - زبان فارسی اور علم ریاضی کی  
تحصیل کے بعد چودہ برس کی عمر میں آپ تحصیل انگریزی کی طرف متوجہ ہوئے -  
اور دو سال تک بقدر ضرورت انگریزی حاصل کر کے رڑکی کالج میں داخل ہوئے  
سب اور سیری کا امتحان پاس کر کے دو سال تک آپ کالج مذکور میں اسٹنٹ  
منیجر رہے - اسکے بعد آپ نے محکمہ تعمیرات کی ملازمت کی جہاں اور سیری اور پھر  
سب انجینری کے عہدوں پر ترقی پائی - ۱۸۹۲ء میں عہدہ خدمات کے جلد و میں  
آپ کو رائے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا - ۱۸۹۶ء میں اسٹنٹ انجینری کے عہدہ  
پر فائز ہوئے - آپ نے اکتیس برس کے زمانہ ملازمت میں بیشتر سرکاری کام نہایت  
دیانت و امانت اور قابلیت سے انجام دیے - فن انجینری کے متعلق آپ کی  
چند تصانیف بھی ملک میں موجود ہیں جنکو گورنمنٹ اور ملازمین محکمہ نے نہایت  
قدردانی کی نظر سے دیکھا - اہم امور میں بورڈ میں حکام آپ سے مشورہ حاصل کرتے  
ہیں سیکونت نانوتہ - ضلع سہارنپور - مالک متحدہ آگرہ واودھ

جلکنا تھر - ساہو - رائے بہادر - ولادت ۱۸۴۲ء - آپ ویش اگر وال  
ہیں آپ کے والد ماجد کا نام ساہو کند رام ہے - زمانہ طفولیت میں ساہو کا لکڑی  
نے آپ کو متبہنی کیا جنکے انتقال کے بعد آپ انکی پوری جائداد پر قابض ہوئے  
جسے آپ نے بہت کچھ ترقی دی - اسوقت آپ کے قبضہ میں پبلی بھیت اور



بریلی کے اضلاع میں پینتالیس محال ہیں۔ جنگلی مالگاری تقریباً پچیس ہزار ہے۔  
 ۱۸۷۷ء کی قحط سالی میں آپ نے نہایت سیرجشی سے مصیبت زدہ لوگوں کی  
 امداد کی جسکے صلہ میں گورنمنٹ نے دربار آگرہ میں ۱۸۷۹ء میں خلعت فاخرہ  
 سے خلع و متاز کیا۔ جون ۱۸۷۲ء میں مینوپل کیٹی پیلی بھیت کے ممبر اور پھر وٹس  
 پریسڈنٹ اور اسکے بعد لوکل بورڈ کے ممبر مقرر ہوئے۔ ۱۸۷۴ء میں ایکٹ ایٹھ  
 کی شرائط سے مستثنیٰ کیے گئے۔ ۱۸۹۵ء میں لیڈی ڈفرن ہاسپٹل پیلی بھیت میں  
 پانچزار روپیہ چندہ دیا۔ یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو راسے بہادر کے خطاب سے سرفراز  
 کیے گئے۔ جناب ملکہ مظہرہ قیصرہ ہند کی ۱۸۹۷ء کی جوبلی کے موقع پر اپنے نہایت  
 اولوالعزمی سے اظہار مسرت کیا جسکا شکریہ گورنمنٹ ہند کی جانب سے ادا کیا گیا۔  
 کارہائے رفاه عام میں آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ چنانچہ مقام گوری شکر واقع پٹی بھیت  
 میں جانب شمال آپ نے ایک دھرم سالہ تعمیر کیا ہے اور سردست گولاگوکرن ضلع  
 کھیری کے مشہور معبد سری گولاگوکرن ناتھ کے متعلق مسافروں اور جاتریوں کے آرام کی  
 غرض سے ایک دھرم سالہ تعمیر کرا رہے ہیں جسکی تیاری میں اسوقت تک بیس ہزار  
 روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ اسکے علاوہ اپنے مکان مسکونہ کے قریب ایک مندر  
 بنوایا ہے اور اسکے مصارف کے لیے دوکانات وزمینداری وقف کر دی ہے  
 جہاں سے سدا برت دیا جاتا ہے۔ رفاه عام کے کاموں میں آپ نے دس ہزار روپیہ  
 کے قریب چندہ دیا ہے۔ اب سن کھولت کی وجہ سے آپ نے گوشہ نشینی اختیار  
 کر لی ہے۔ آپ کے فرزندوں میں بڑے بیٹے ساہورام پرشاد صاحب ممبر و  
 انزیری سکریٹری مینوپل بورڈ اور ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ اور انزیری مجسٹریٹ ہیں۔ آپکے  
 چھوٹے بیٹے ساہورام سروپ ہیں۔ راسے بہادر ساہو لالتا پرشاد خزانچی وزمیندار  
 و ممبر مینوپل بورڈ و انزیری مجسٹریٹ پیلی بھیت آپ کے بھتیجے ہیں۔ سکونت پیلی بھیت

مالک متحدہ اگرہ واردہ



محمد عبدالجلیل۔ مولوی عثمانی۔ شمس العلماء۔ ولادت ۱۸۶۲ء۔ آپ حضرت عثمان ذی النورین خلیفہ سوم کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے اجداد اپنا وطن مالوف یعنی عرب چھوڑ کر پہلے تو مالک شام میں آئے پھر وہاں سے ایران تشریف لائے اور دربار شاہی میں مناصب جلیلہ پر مقرر ہوئے۔ آپ کے جد اعلیٰ امیر ظہیر الدین آفتاب اصفہان کا شمس فی وسط النہار تھے۔ پھر قرون عدیدہ کے بعد آپ کے بزرگوں نے ایران سے قطع تعلق کر کے ہندوستان کا قصد کیا اور شہنشاہ غازی حضرت جلال الدین محمد اکبر کے عہد سلطنت میں الطاف خسروانہ سے مشرف ہوئے۔ اُس وقت سے ہند آپ کے آبا و اجداد کا مسکن ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ حضرت قاضی ضیاء السدا اور نگ زیب عالمگیر کے استاد تھے۔ فتاویٰ عالمگیری انھیں کی زیر نگرانی تالیف ہوا تھا۔ قاضی صاحب نے جب آخر عمر میں بخیاں لت دربار شاہی سے علیحدگی چاہی اور اپنے آبائی مسکن یعنی قصبہ نیوتنی میں جو لکھنؤ سے آٹھ کوس جانب جنوب واقع ہے قیام پسند فرمایا تو شہنشاہ موصوف نے قصبہ کو ر کے اُس محلہ کو جہاں آپ تشریف رکھتے تھے اپنے نام سے منسوب کر دیا اور اب تک وہ محلہ اور نگ آباد کہلاتا ہے۔ آپ کے والد ماجد شاہ محمد عبدالحکیم صاحب تھے جنکی زیر نگرانی آپ نے علوم رسمی سے فراغت حاصل کر کے اپنے عم عالمیقام جناب مولوی محمد موسیٰ پروفیسر عربی و فارسی کوننس گورنمنٹ کالج بنارس کی خدمت میں بظرتکمیل علوم ۱۸۷۲ء میں بنارس آئے اور ۱۸۷۷ء میں بغرض تحصیل زبان انگریزی وینر دیگر فنون جدیدہ مروجہ کوننس کالج میں داخل ہوئے۔ ۱۸۸۲ء تک تعلیم کا زمانہ رہا۔ اس مدت میں آپ ہمیشہ مورد انعام و اکرام رہے اور کلکتہ یونیورسٹی کی فرسٹ آرٹس تک

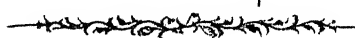
تحصیل کرنے کے بعد کالج مذکور میں ملازمت کر لی۔ ۱۸۸۸ء میں منضبط جلیلہ  
پروفیسری پر ممتاز ہوئے۔ اس اثنا میں اکثر قابلیت اور ذمہ داری کے کام آپ کے  
سپردہ ہوتے رہے جسکو آپ نے نہایت لیاقت اور خوبی سے انجام دیا۔ ۱۸۹۶ء میں  
ڈائریکٹر سرشتہ تعلیم نے حسب قواعد متداولہ ڈپٹی مجسٹریٹ کے لیے آپ کو منتخب فرمایا  
اور بعد ازاں ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ ہند نے آپ کو علی اعلیٰ خطاب شمس العلماء سے  
سرفراز کیا۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ ابو النیر محمد عبدالوالی۔ ابو المعالی محمد عبدالکبیر  
و ابو الحسنات محمد عبدالحلیم۔ سکونت بنارس۔ مالک متحدہ اگرہ واودھ۔

کندھیا بخش پال سنگھ۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۶۹ء۔ آپکا تعلق سورج بخشی  
خاندان سے ہے اور آپکا سلسلہ نسب سری مہاراجہ رام چندر والی اجدادھیہ سے ملتا ہے۔  
آپ ضلع بستی کے ایک مقتدر تعلقہ دار ہیں آپ کو ۲۹۔ دسمبر ۱۸۹۷ء کو انری مجسٹریٹ  
کے اختیارات حاصل ہوئے تھے۔ آپکو رفاه انام کی جانب خاص توجہ ہے اور گورنمنٹ  
انگلشیہ کے ثابت قدم وفادار ہیں۔ پال کا خطاب شاہی زمانہ میں آپ کے بزرگوں  
کو عطا ہوا تھا جو اس وقت تک قائم ہے اور یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو بطور ذاتی اعزاز  
کے رائے بہادر کے خطاب سے ممتاز فرمائے گئے۔ سکونت بان پور ضلع بستی۔  
مالک متحدہ اگرہ واودھ

شعبان علی خان۔ راجہ۔ حاجی۔ سید۔ خان بہادر۔ تعلقہ دار سلیم پور ضلع  
لکھنؤ۔ ولادت ۱۸۵۹ء۔ آپ کے مورث اعلیٰ شیخ ابوالحسن انصاری مدینہ منورہ  
سے دہلی میں آئے اور دربار دہلی نے آپ کو شیخ الاسلام مقرر کیا۔ پرگنہ امیٹھی و ابراہیم آباد  
کی جاگیر عطا ہوئی ان کے فرزند شیخ سلیم نے جلال الدین اکبر بادشاہ کے عہد میں

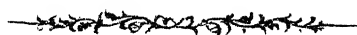
چودھرا نت کا خطاب حاصل کیا۔ اور لکھنؤ سے جانب مشرق میں میل پر دریاے  
گومتی کے کنارہ قصبہ سلیم پور آباد کر کے اُسے مستقر قرار دیا۔ نور الدین محمد بھائیگر شاہ  
اور سلطان فرخ سیر اور دوسرے سلاطین دہلی کے فراہین کے ذریعہ سے ان خدات  
اور مناصب جاگیرات کی تجدید ہوتی آئی۔ اس خاندان کے آخری مورث سید  
صمصام علی نے اپنے بھتیجے راجہ سید نواب علیخان کو اپنا جانشین قرار دیا اور  
جب یہ صوبہ مالک انگلشیہ میں شامل ہوا تو تعلقہ داری کی سند راجہ نواب علیخان  
کو دی گئی۔ وہ غدر ۱۵۵۷ء کے پر آشوب زمانہ میں گورنمنٹ کی خیر خواہی رفاقت  
اور وفاداری پر ثابت قدم رہے جسکے اعتراف میں جنرل اوٹرم صاحب میجر بکینس صاحب  
اور مسٹر مارٹن صاحب ڈپٹی کمشنر نے اسناد عطا کیے اور گورنمنٹ کی جانب سے اس  
خیر خواہی کے جلد و میں مواضعات مرحمت ہوئے۔ انھوں نے قانون تعلقہ داری  
ایکٹ ۱۸۶۹ء کی ترتیب میں اور خاندانی مقدمات کے فیصلہ میں خاص استعداد  
اور دلچسپی ظاہر کی اور زمانہ غدر ۱۵۵۷ء کو اُنکے خیر خواہانہ طرز عمل اور مستقل وفاداری  
اور فوجی حکام انگلشیہ کے اسناد پر لحاظ کر کے اور طبقہ تعلقہ داران اودھ میں اُن کی  
ہر دلعزیزی اور علی الخصوص قانون کی جانب اُنکی طبعی مناسبت کے خیال سے گورنمنٹ  
نے اُنکو مجسٹریٹ اور دیوانی کے اختیارات عطا کیے۔ ۱۵۷۹ء میں راجہ نواب علی  
خان نے رحلت کی اور راجہ سید شہجان علیخان اُن کے قائم مقام اور جانشین قرار  
پائے۔ ۱۸۸۲ء میں آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔  
۱۸۸۷ء میں علیا حضرت ملکہ معطرہ قیصرہ ہند کی پنجاہ سالہ Jubilee کی یادگار میں اپنے  
سلیم پور میں ایک شفا خانہ قائم کیا اور اُسکے قیام کے لیے ایک مستقل جائداد وقف  
کر دی۔ ۱۸۹۱ء میں ہذا کسلنسسی لارڈ ڈفرن وائسرائے و گورنر جنرل ہند کی گورنمنٹ  
نے خان بہادر کا خطاب مرحمت کیا۔ اور اسی سال آپ کو مجسٹریٹ کے اختیارات

بھی حاصل ہوے۔ انفصال مقدمات کے متعلق آپ کی لیاقت و قابلیت کی رپورٹ بارہا لوکل گورنمنٹ سے کی گئی۔ آپ نے چیچک کے ٹیکہ کی ترویج میں گورنمنٹ کو نہایت امدادی اسکے اعتراف میں ۱۸۹۲ء میں سر آکلنڈ کالون صاحب بہادر نے خوشنودی مزاج کا خاص پروانہ عطا کیا۔ ۱۸۹۴ء کے زمانہ قحط میں آپ نے عامہ خلائق کو عموماً اور اپنے علاقہ کی رعایا کو خصوصاً ہر قسم کی امدادی اور لگان کی معافی اور التوا کے ذریعہ سے رعایا کی پرورش کی جس سے انکی تکالیف و مصائب میں نمایان کمی ہو گئی۔ سر اینٹنی میکڈانل صاحب بہادر نے اپنی مطبوعہ یادداشت اور گزٹ میں آپ کی اس امداد اور فیاضی کا خاص ذکر اور شکریہ ادا کیا ہے اور یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو آپ راجہ کے خطاب سے مخاطب ہوے۔ آپ کو ریاست کی سرسبزی اور نظم و نسق اور علاقہ کی ترقی اور رعایا کی بہبودی اور خوشحالی کی جانب خاص توجہ ہے اور صنعت و حرفت اور تعمیرات کا دلی شوق ہے۔ آپ انجمن ہند تعلقہ داران اودھ کے ایکریٹو کمیٹی کے ممبر ہیں۔ آپ کے صاحبزادہ کنور سید احمد علی خان ہیں۔ سکونت سلیم پور۔ ضلع لکھنؤ۔ اودھ۔

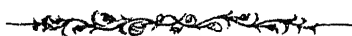


برج نرائن رائے۔ رائے تاینج ولادت ۲۵۔ اپریل ۱۸۷۵ء۔ آپ راجہ اودت نرائن رائے رئیس پٹروہ کے فرزند ہیں۔ جنھوں نے ۱۸۔ فروری ۱۸۹۰ء کو انتقال کیا ریاست پٹروہ گورکھ پور کے مشرقی و شمالی حصہ میں واقع ہے۔ اسکا قبہ ڈیڑھ لاکھ ایکڑ سے زیادہ ہے۔ اور اُس میں تین سو بچپن مسلم و حصہ داری موضع ہیں۔ رائے کا خطاب خاندانی ہے۔ جسکو گورنمنٹ انگلشیہ نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ریاست کی بنیاد زوال دولت افغانان سور کے بعد شہنشاہ ہایون کے عہد میں پڑی اور رائے ناتھ رائے کے زمانے میں خاندان اپنے اوج اقبال کو پہنچا۔ شہنشاہ

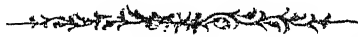
اورنگ زیب نے جاگیر میں تین تیس مسلم مواضع عطا کیے۔ اس خاندان کے لوگوں کی بلندوصلگی اور بابت ودلیری مشہور ہے۔ رائے برج نرائن رائے نہایت خلیق اور تعلیم یافتہ رئیس ہیں رفاه عام کے کاموں سے آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ حال میں آپ نے قیصرہ مرحومہ کی یادگار میں پڑوہ میں ایک عالی شان اسپتال تعمیر کیا ہے۔ ہندو سنٹرل کالج بنارس کو بھی آپ کے چشمہ سخاوت سے خاص فیض پہنچتا ہے۔ ٹون ہال گورکھ پور کی تعمیر کے لیے آپ کے والد بزرگوار نے پندرہ ہزار روپیہ عطا فرمایا تھا۔ سکونت۔ پڑوہ۔ ضلع گورکھ پور۔



شیونخش رائے۔ بابو۔ رائے بہادر۔ ولادت ۶ دسمبر ۱۸۵۲ء۔ آپ کے بزرگ کا لہی ضلع جالون کے نواح کے باشندے تھے۔ مگر آپ کی ولادت مقام شاہ آباد ضلع ہردوئی میں واقع ہوئی جہاں سے آپ کا سلسلہ تعلیم شروع ہوا۔ پھر ہردوئی سے انٹرنس کا امتحان پاس کر کے کیننگ کالج لکھنؤ میں آئے۔ اے تک تعلیم پائی۔ اس کے بعد آپ ہندوستانی ملٹن نمبر ۳۳ میں اسکول ماسٹر مقرر ہوئے وہاں سے آپ نے قانونی امتحان پاس کیا۔ اور ۱۸۸۱ء سے ضلع کھیری میں وکالت اختیار کی۔ ۱۸۸۲ء میں ممبر مینوسپل بورڈ اور ۱۸۸۸ء میں میئر ڈسٹرکٹ بورڈ اس کے بعد انزیری میونسپل بورڈ اور انزیری مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ آپ نے زمانہ قحط سالی میں مساکین کی امداد کی اور چند خیراتی عمارتوں اور دھرم سبھا اسکول کی بنیاد ڈالی جن سے باشندگان ضلع کھیری مستفید ہوتے ہیں۔ ان خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ سے ۱۸۹۹ء میں آپ کو رائے بہادر کا معزز خطاب عطا ہوا۔ سکونت کھیری لکھیم پور۔ اودھ



محمد حامد بخش - مولوی حاجی - خان بہادر - ولادت جنوری ۱۸۶۷ء - آپ مولوی حاجی محمد بخش صاحب کے صاحبزادے ہیں جنھوں نے عذر ۱۸۵۷ء ع کی جانبازانہ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ سے خلعت فاخرہ حاصل کیا اور عمدہ سب ججی پر مقرر ہوئے - آپ کے عم بزرگوار مولوی علی بخش خان کو جو اپنے زمانہ کے سب ججوں میں مشہور اور نامی سب جج تھے ایام غدر کی خیر خواہی میں گورنمنٹ نے خلعت اور شمشیر و رقلہ ان مرحمت فرمایا تھا - آپ شیخ صدیقی حنفی المذہب ہیں - حاجی صاحب نے تھوڑی ہی عمر میں علوم عربی و فارسی میں دستگاہ حاصل کی اور کئی کتابیں تصنیف فرمائیں - امتحان منصفی پاس کیا اور اپنے والد کے انتقال کے بعد کچھ عرصہ تک نائب تحصیلدار اور تحصیلدار رہے - کچھ دنوں وکالت بھی کی مگر چونکہ علاقہ کی نگرانی کا کافی وقت نہ ملتا تھا لہذا ملازمت اور وکالت دونوں ترک کر دی - بعد کو علاقہ کے انتظام اور امور عامہ میں مصروف ہوئے - آپ مینوسلٹی کے وائس چیرمین اور آنریری مجسٹریٹ ہیں - بدایون کی جامع مسجد جو سلطان التمش کی ایک بہت بڑی یادگار ہے اور نہایت شکستہ ہو گئی تھی اسکی تعمیر کا بار آپ نے اپنے ذمہ لیا اور اسکو بطریق احسن سرانجام کیا - آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کی ہے - ۱۸۹۶ء کے قحط عظیم کی خدمات کے صلہ میں خان بہادر کا خطاب آپ کو عطا ہوا - سکونت بدایون - مالک متحدہ آگرہ و اودھ -



پرہل پرتاب سنگھ - راجہ - آپ ۲۰ - اگست ۱۸۶۷ء کو کولہا جنی اٹاؤہ میں پیدا ہوئے - راجہ صاحب پرہار راجپوت ہیں - آپ کے مورث ہییت سنگھ سدھوہرہ ضلع جالون سے آئے تھے اور تقریباً پچھتر برس سے ضلع اٹاؤہ میں اس خاندان کی سکونت ہے - راجہ پرہل پرتاب سنگھ راجہ مقام منڈور کی نسل میں ہیں جو سابق میں پرہارون کا

راجہ ہانی تھا۔ بانی خاندان کا نام راجہ جنگ جیت ہے۔ راجہ زہر راؤ آپ کے وادہ تھے  
 جنگ کا ذکر ناڈ صاحب کی تاریخ راجستان میں ہے۔ سندھور میں چوالیس پشتون کی حکومت  
 کے بعد راجہ سوم دیپ ان اٹھو روں کے ہاتھ سے قتل ہوئے جنھوں نے زوال قنوج  
 کے بعد بڑارون میں پناہ لی تھی۔ اُن کے بیٹے لنگا پال دیونے گوالیار کے کچھواہا راجہ  
 تیج کرن کی ریاست پر قبضہ کر لیا۔ انکی اولاد نے وہاں پچیس پشت حکومت کی۔ اس کے  
 بعد سلطان اتمش نے گوالیار پر حملہ کیا اور راجہ بچے پال کو شکست دی۔ راجہ بچے پال  
 کے دوسرے بیٹے ظالم دیونے سرسیر (ہمیر پور) میں سکونت اختیار کی اور وہاں ایک بہت  
 بڑا علاقہ حاصل کیا۔ اُنکی اولاد تیس برس تک اُسپر قابض رہی۔ اُسکے بعد راجہ پنپتا  
 کے ساتھ ایک جنگ میں راجہ مہاسنگھ رئیس سرسیر مارے گئے۔ اُنکے بیٹے راجہ دیپ سنگھ  
 نے اپنی سکونت سدھپورہ ضلع جالون کو منتقل کی۔ اُن کے بیٹے مہیت سنگھ نے  
 رانا سکرولی (واقع اٹاودھ) کی دختر اور نیز راجہ لاہیر کی دختر سے شادی کی اور لھا جنی (واقع  
 اٹاودھ) کا علاقہ خرید کر کے وہاں مستقل بود و باش اختیار کی۔ راجہ بچے سنگھ جنھوں نے  
 راجہ بھنگا کی دختر سے شادی کی ۱۷۷۱ء میں اپنے والد راجہ مہیت سنگھ کے جانشین  
 ہوئے۔ ۱۷۷۶ء میں راجہ بچے سنگھ نے انتقال کیا۔ اُسوقت راجہ پرمل پرتاب سنگھ  
 نابالغ تھے۔ لہذا اچکا علاقہ کورٹ آف وارڈس کے سپرد ہوا۔ اور ۱۷۸۱ء میں راجہ حصہ  
 کے بالغ ہونے پر واکذار ہوا۔ راجہ پرمل پرتاب سنگھ نے ابتداً اٹاودھ ہائی اسکول اور  
 بعد ازاں وارڈ انسٹیٹیوٹ بنارس میں انٹرنس تک تعلیم پائی۔ راجہ صاحب راجہ  
 شیوپال سنگھ تعلقہ دارمر مو ضلع رائے بریلی کی دختر سے منسوب ہیں۔ راجہ کا خطاب  
 موروثی ہے راجہ صاحب کے علاقہ میں اٹھ موضع اٹاودھ میں اور ایک ضلع رائے بریلی  
 میں ہے۔ سکونت لھا جنی ضلع اٹاودھ۔



پرتاب بہادر سنگھ - راجہ - ولادت ۱۸۶۶ء - آپ راجہ اجیت سنگھ کے وارث اور منبئی ہیں۔ آپ کے والد سیٹلا بخش سنگھ راجہ اجیت سنگھ کے بھتیجے تھے۔ آپ کا خاندان راجگان پرتاب گڈھ کے اُس گھرانے کی شاخ ہے جو سوجان ساہ خلف راجہ سنگرام ساہ کی نسل سے ہے۔ آپ سوم بنی راجپوت ہیں اور اُن راجاؤں سے اپنے تئیں منسوب کرتے ہیں جو ابتدائے ستناپور (دہلی) اور بعد کو جھوسی (آلہ آباد) کے فرمانروا تھے۔ راجہ اجیت سنگھ نے ایام غدر میں چوالیس انگریزوں کو اپنے مکان میں پناہ دی اور بہ حفاظت آلہ آباد پہنچایا۔ اس خیر خواہی کے صلہ میں آپ کو ترول کا تمام علاقہ اور پندرہ سو روپیہ کا ایک خلعت عطا ہوا۔ ترول کے علاوہ برٹش گورنمنٹ نے بطور دوامی معافی دولتھا واقع ضلع گوڈہ کا علاقہ بھی انکو عطا فرمایا۔ یہ علاقہ عرصہ تک اجیت سنگھ کے قبضہ میں رہا لیکن جب اسکے اصلی مالک نے عدالتہماے دیوانی سے گورنمنٹ کے خلاف دُگری حاصل کی تو وہ علاقہ اُسکو واپس دیا گیا اور گورنمنٹ نے اُسکے عوض میں ضلع اناد - کھیری اور ہردوئی میں زمینداری عنایت کی۔ راجہ اجیت سنگھ نے اپنے حسن انتظام سے صرف اپنے قدیم علاقہ ہی کو ترقی نہیں دی بلکہ کئی لاکھ روپیہ کے جدید علاقے خرید کیے۔ راجہ صاحب بڑے فیاض اور اولوالعزم رئیس تھے۔ پرتاب گڈھ میں کئی نفیس عمارتیں - مدرسے اور دھرم سائے آپکی یادگار ہیں۔ دہلی کے اسپرل دربار ۱۸۷۷ء میں آپ کو راجہ کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا تھا لیکن بعد کو اُن کے جانشین بھی اس خطاب سے سرفراز کیے گئے۔ راجہ پرتاب بہادر سنگھ ۱۸۹۵ء میں راجہ اجیت سنگھ کے وارث و جانشین ہوئے۔ ۱۸۷۷ء میں راجہ اجیت سنگھ انکو تلوپور سے پرتاب گڈھ میں لائے جہاں وہ خود رہتے تھے اور انکو اپنی نگرانی میں تعلیم دی۔ راجہ صاحب نے کچھ دنوں تک پرتاب گڈھ کے ٹون اسکول میں تعلیم پائی اور فارسی اور سنسکرت میں دستگاہ حاصل کی۔ اسکے بعد قانون کی تحصیل کی اور سٹرکٹریس صاحب ڈپٹی کمشنر کو اپنی قابلیت کا ثبوت دیا جسکی سفارش پر وہ اتریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ اب آپ دوسرے درجہ

کے مجسٹریٹ اختیارات رکھتے ہیں اور انہیں نصف بھی ہیں۔ راجہ پرتاب سنگھ کی پانچ شادیاں ہوئیں۔ جنہیں پہلی بیوی نے عین عالم شباب میں انتقال کیا۔ آپ کی دوسری شادی رانی رگھو راج کنور دختر کلان بابو سورجپال سنگھ قلعہ اراتو سے ہوئی جو بڑی فانی کہلاتی ہیں۔ انکو ہندی میں اعلیٰ درجہ کی دستگاہ حاصل ہے۔ انکا ہندی کلام نہایت پاکیزہ ہے انکی تصنیف رام پریا بلاس نہایت مشہور ہے۔ رانی صاحبہ نے پریوٹ طور سے انگریزی تعلیم بھی پائی ہے جس میں وہ بڑی فصاحت سے گفتگو کرتی ہیں۔ انھوں نے صدر اسٹیشن بہلا میں ڈفرن اسپتال کے لیے پچیس ہزار روپیہ چندہ دیا تھا۔ راجہ صاحب نے اپنی رعایا کے فائدہ اور تفریح کے لیے اجیت باغ اور پرتاب بہا اور پارک۔ ایگلور ورنیکلر اسکول اور پورٹنگ ہوس تعمیر کیا ہے۔ بورڈنگ ہوس اور اسکول کی امداد کے لیے ایک بہت بڑی جائیداد بھی وقف کی ہے۔ راجہ اجیت سنگھ کی بہت بڑی آرزو تھی کہ انکا علاقہ قدیم پرتابگڑھ راج کے نام سے موسوم ہو چنانچہ انکے جانشین نے تڑول کا نام قلعہ پرتابگڑھ میں تبدیل کرادیا۔ اپنے غریب سامیوں کے فائدہ کے لیے انھوں نے دو زراعتی بینک اور ذخیرۂ تخم قائم کیے ہیں اور اپنی جماعت کی تمدنی اصلاح کے لیے ایک سوسائٹی بھی اور دوسری راجپوت بھٹا قائم کی ہے جس میں ضروری اصلاحات پر مباحثہ ہوتا ہے۔ گذشتہ قحط ۱۹۶۶ء میں راجہ پرتاب بہادر سنگھ نے بہت بڑی فیاضی ظاہر کی جسکا گورنمنٹ نے نہایت گرمجوشی سے اعتراف کیا اور راجہ کا خطاب موروثی کر دیا۔ راجہ صاحب کے خاندانی علاقہ میں ایک سو ساون مواضع اور ایک سوچوہ پٹیاں ہیں اور آپ سرکار کو اسی ہزار روپیہ سے زیادہ سالانہ مالگزارى ادا کرتے ہیں۔ سکونت۔ قلعہ پرتابگڑھ۔ اودھ۔



محمد ہاشم خان - میر - رسالدار بھجر - سردار بہادر - آپ کے مورث اعلیٰ میر ابو الحسن خان سید رضوی کا اصلی وطن مشہد مقدس تھا جنھوں نے وطن مالوف چھوڑ کر تیمور شاہ بادشاہ افغانستان کے عہد میں کابل کی سکونت اختیار کی اور ان کے بیٹے شاہزادہ شجاع الملک کے سلسلہ ملازمت میں داخل ہوئے - شاہ تیمور کی وفات کے بعد ولی عہد سلطنت شاہ زمان اور ان کے علاقائی بھائیوں میں میدان کارزار گرم رہا اور بالآخر شاہ زمان مجوس اور زابینا کرڈالے گئے شاہ شجاع الملک میر ابو الحسن خان کی محنت اور جانفشانی سے تخت افغانستان پر ٹھکن ہوئے جس کے جلد و میں میر صاحب موصوف کو خان اور مقرب خان کا خطاب مرحمت ہوا اور قزل باشوں کی سرکردگی سپرد کی گئی - سلطنت برطانیہ اور شجاع الملک کے مابین جو عہد نامہ ہوا وہ ۱۸۳۱ء میں میر صاحب مدوح ہی کی وساطت سے انجام پایا اور وہ اس وقت تک لاڈلٹھو صاحب کا دستخطی سردار بہادر میر محمد ہاشم خان کے قبضہ میں موجود ہے - اسکے بعد سرداران بارک زئی نے متفق ہو کر شجاع الملک کو شکست دی اور انھوں نے ہمارا جرنیٹ سنگھ والی پنجاب کی عملداری میں پناہ لی لیکن ہمارا جرنے ان کو اور میر ابو الحسن خان کو نظر بند کر دیا - کچھ دنوں کے بعد وہ اپنے دوستوں کی کوشش سے نکل کر لدھیانہ میں داخل ہوئے - ۱۸۳۱ء میں گورنمنٹ انگلشیہ نے شجاع الملک کو ساتھ لیکر امیر دوست محمد خان والی کابل پر فوج کشی کی اور امیر کو شکست دیکر شجاع الملک کو تخت نشین کیا - ۱۸۳۲ء میں عام بغاوت کی وجہ سے شاہ مقتول ہوئے اور گورنمنٹ نے افغانستان چھوڑ دیا اور میر ابو الحسن خان بھی لدھیانہ میں چلے آئے جہاں انھوں نے کچھ دنوں کے بعد انتقال کیا - ۱۸۳۶ء میں گورنمنٹ نے سکھوں کے مقابلہ کے لیے ایک نیا رسالہ بھرتی کیا جس میں کلیم راج کو سردار محمد ہاشم خان نائب رسالدار ہی کے عہدہ پر مامور ہوئے آپ کی بارہویں رجمنٹ نے ساحل چناب پر رسول نگر میں اور پھر مقام فریپٹن میں سکھوں کا مقابلہ کیا اور چلیان والہ میدان میں کامیابی کے ساتھ

کلمہ بکھ جنگ کی۔ جنوری ۱۸۶۹ء میں گجرات میں سکھوں کو شکست فاش ملی اسکے بعد راولپنڈی کے قریب بمقام سوان ندی ہمارا جہ شیر سنگھ اور سکھوں کی فوج نے اسلحہ رکھ دیے میر محمد ہاشم خان صاحب کو ان کا رہاے نمایان کے صلہ میں رسائی داری اور اسکے ایک ہی سال کے بعد وردی مہجری کا عہدہ مرحمت ہوا۔ ۱۸۵۷ء کی عام بغاوت کے زمانہ میں آپ کی رحمت نے دہلی۔ اودھ اور بند ملکینڈ وغیرہ کو باغیوں سے پاک و صاف کیا۔ ۱۸۶۷ء میں گھڑالا دار السلطنت ابی سینیا کو آپ کا رسالہ روانہ ہوا اور ایک ہی دن کی جنگ میں اسے مفتوح کیا اور یورپ کے پینٹھ قیدی رہا کیے۔ واپسی ہندوستان کے بعد آپ کی خدمات نمایان کے صلہ میں گورنمنٹ نے ضلع کھیری میں چھ گاؤں بطور جاگیر مرحمت کیے ۱۸۷۱ء میں آپ کی رحمت مہم افغانستان پر بھیجی گئی اور کوہاٹ کے راستہ سے قزم پونجی اور جنرل رابرٹس کی ماتحتی میں پوار کوئل کو فتح کیا اسکے بعد امیر یعقوب خان سے مصالحت ہو گئی مگر نظم و نسق کی خرابی سے جب امیر کی فوج نے بغاوت کی تو پہلے کیوگناری صاحب بطور پولیٹیکل ایجٹ مع چار سو آدمیوں کے قزم اور شتر گروں کی راہ سے کابل پہنچے جہاں تمام لوگ مارے گئے اور کوئی تنفس زندہ نہ بچا۔ یہ سنگر خیل رابرٹس نے قزم کی تمام فوجوں کو جن میں بابھون رحمت بھی شامل تھی ساتھ لیکر کابل پر فوج کشی کی پہلے مقام چالاسیا میں پھر چل کابل کے پہاڑوں میں سخت مقابلے ہوئے۔ یہاں آپ نے صرف پچاس سوار لیکر نہایت دلیری اور مستعدی سے گردآوری کی اور ڈاک اور رسد وغیرہ کی آمد و رفت کی حفاظت کی۔ اسکے علاوہ غلزنئی۔ صافی اور تگادی وغیرہ اقوام کے فتنہ انگیز خیالات کی اطلاع حکمت عملی سے حاصل کرتے اور گورنمنٹ کو اس سے مطلع کرتے۔ بے جھجھون نے بجمیت کثیر کابل اور بالا احصار پر قبضہ کر کے شیر پور کا محاصرہ کر لیا تھا مگر گیارھویں دن کی سخت جنگ کے بعد غنیمت ہسپا ہو گیا۔ اسکے بعد گورنمنٹ نے امیر عبدالرحمان خان سے معاہدہ کر کے انکو تخت نشین کر دیا۔ واپسی کے بعد آپ کی رحمت جھانسی میں متعین کی گئی۔

آپ کی جانفشانی خیر خواہی اور بہادری کے جلد وین قصبہ خیر آباد میں ایک مکان قیمتی  
پچاس ہزار روپیہ کا عطا ہوا اور آپ کے کارہائے نمایاں کی یادگار میں آپ کے کل  
افسروں نے اپنی خوشنودی مزاج اور آپ کی عمدہ کارگزاریوں کا اظہار فرمایا اور اسناد  
اور تحفے عطا کیے۔ ۱۸۸۹ء میں چوالیس برس کی ملازمت کے بعد رسالدار میجر کے  
عہدہ سے آپ نے تین سو روپیہ ماہوار کی پنشن حاصل کی اس وقت تک کسی اور  
سردار کو اس قدر کثیر پنشن نہیں ملی ہے۔ آپ کے صرف ایک فرزند غازی پو تراب خان  
صاحب ہیں جو مالک متحدہ آگرہ وادوہ کے اسٹیشنوٹری سول سروس کے ممبر ہیں اور  
آجکل جوائنٹ مجسٹریٹ اعظم گڑھ ہیں۔ سکونت سیتاپور۔ وادوہ۔



احمد نور خان عرف محمد منگل خان۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۴۱ء۔

آپ قوم افغان فرقہ یوسف زئی سے ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ محمد یار خان کا قدیم  
وطن بونیر تھا جو احمد شاہ درانی کی فوج کے رسالدار تھے۔ ۱۸۱۷ء کے تیسرے وراتانی  
حملہ کے بعد آپ مع اپنے فرزند صالح محمد خان کے ہندوستان میں رہ گئے اور رام پور میں ملازمت  
اختیار کر لی۔ اول الذکر رام پور میں فوت ہوئے اور آخر الذکر اختتام جنگ روہیلہ پر مع  
اپنے فرزند محمد نور خان کے شیر پور چلے آئے اور اسی کو اپنا مستقر قرار دیا۔ ۱۸۷۷ء میں جب  
مالک متحدہ گورنمنٹ انگلشیہ کے قبضہ میں آیا تو محمد نور خان نہایت مستعدی سے گورنمنٹ  
انگلشیہ کی وفاداری اور خیر خواہی پر ثابت قدم رہے جسکے صلہ میں ان کو ترائی کا علاقہ جو پہلے پور  
سبنا کے نام سے موسوم ہے مرحمت ہوا۔ اس کا رقبہ تین سو بیس میل مربع ہے۔ ان کے  
تین بیٹے تھے ائمہ نور خان۔ حضرت نور خان اور محمد یار خان جنھوں نے زمانہ غدر ۱۸۵۷ء  
میں اپنے گرد و نواح کے مقامات میں امن و امان قائم رکھنے کی نہایت سرگرمی سے کوشش  
کی اور ایک یورپین خاندان کی جان بچائی۔ بریلی کے باغی خان بہادر خان کی فوجوں کا

اکثر مقابلہ کیا اور کامیاب ہوئے۔ اسکے صلہ میں گورنمنٹ سے ضلع شاہجان پور میں چھ گاؤں مع خوات کے عطا ہوئے۔ ۱۷۵۷ء میں خان بہادر شگل خان نے سرالفرڈ لائل صاحب کے ایما سے گرداگھاٹ پر کامیابی کے ساتھ نیپالی باغیوں کا مقابلہ کیا۔ ۱۷۷۱ء میں لارڈ میو گورنر جنرل ہند آپ کے علاقہ میں شکار کھیلنے کو آئے جنگی ہمراہی کا فخر آپ کے چچا محمد یار خان صاحب کو حاصل ہوا۔ لارڈ مدوح نے بوقت مراجعت ایک ہسپتال اور ایک چٹھی عطا کی۔ ۱۷۷۶ء میں پرنس آف ویلز (اعلیٰ حضرت ملک مظہر) جب اس علاقہ میں بغض شکار تشریف لائے تھے تو خان بہادر احمد نور خان اور آپ کے بھائی خان بہادر داراشکوہ خان عرف بالا خان کو پندرہ دن تک اُن کے ہر کام رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ ۱۷۷۷ء کے دربار قیصری میں حضرت نور خان کو ایک تمغہ اور سند حسن خدمات کے صلہ میں مرحمت ہوئی۔ آپ کو حضرت نور خان کی جائداد اور آپ کے برادر حقیقی خان بہادر بالا خان کو محمد یار خان کی جائداد حصہ میں ملی۔ آپنے ڈاکوؤں کے قتل میں پولس کو مدد دی ہے آپ اور آپ کے بھائی بالا خان شریک باہن اور ۱۷۸۱ء میں ایکٹ اسلحہ سے مستثنیٰ اور جوہلی ۱۷۹۷ء میں خان بہادر کے خطابوں سے سرفراز کیے گئے۔ سکونت شیر پور۔ پیلی بھیت۔ مالک متحدہ آگرہ داود۔

داراشکوہ خان عرف محمد بالا خان۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۷۵۷ء۔  
(ملاحظہ طلب حالات احمد نور خان عرف محمد شگل خان۔ خان بہادر)

غلام غوث۔ خواجہ۔ خان بہادر۔ ذوالقعد ۱۲۷۱ء ولادت ۱۲۷۱ء میں نیپال میں واقع ہوئی۔ آپ سلطان زین العابدین کی اولاد میں ہیں جو ۱۲۷۶ء میں حکمران کشمیر تھے۔ بعد انتزاع سلطنت خاندانی آپ کے بزرگوں نے غلت گزینی پسند کی۔ کشمیر میں سلاطین

تیموریہ کے زمانہ تسلط میں آپ کے اجداد نیابت صوبہ اور دیوانی کے اعلیٰ مناصب پر ممتاز رہے جو سلاطین و رانیہ کے دور آخر تک قائم رہا۔ آپ کے جدادری خواجہ بابا بلو و خاک کی کی نسل میں ہیں جنکا شمار صوفیہ کرام میں ہے۔ سلاطین تیموریہ نے آپ کے نانا کے موثر اعلیٰ کو کشمیر کے عہدہ قضا پر مامور کیا جس پر وہ سکھوں کی عداوت میں بھی منصوب رہے مگر جب گورنمنٹ انگلشیہ نے راجہ گلاب سنگھ کو ریاست کشمیر عطا کر دی تو یہ عہدہ اس خاندان سے جاتا رہا آپ کے جد امجد اور آپ کے نانا کے والد کے انتقال کے بعد آپ کے والد اور نانا ترک وطن کر کے شہر لہسا واقع عداوتی چین میں توطن گرین ہوئے جہاں دونوں حضرات کا بہت بڑا اعزاز ہوا بلکہ سلطنت کی جانب سے مسلمانان لہسا کے تمام مقدمات کے انکشاف کے اختیارات عطا کیے گئے۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد وہاں سے ترک سکونت کر کے نیپال میں اقامت پذیر ہوئے ہمارا جن نیپال کی سرکار میں بھی ان کا نہایت وقار اور اعتبار تھا۔ وہیں آپ ۱۲۴۵ھ میں متولد ہوئے۔ آپ کی عمر چار سال کی تھی جب آپ کے والد اور نانا نیپال سے بنارس میں وارد ہوئے اور آپ کی تحصیل علم کا زمانہ وہیں بسر ہوا ۱۲۵۵ھ میں آپ کے والد نے رحلت کی۔ اسی سال کے آخر میں آپ اپنے خالو مولوی سید محمد خان میرنشی لفٹنٹ گورنر مالک مغربی و شمالی کے پاس اکبر آباد چلے گئے اور ان کی نیابت پر آپ کا تقرر ہو گیا۔ جب مفسدان گوالیار کی سرکوبی کی غرض سے گورنمنٹ انگلشیہ نے فوج کشی کی اور ہزا کسلنسی گورنر جنرل ہند بسبیل یلغار کلکتہ سے آکر بنفس نفیس اس مهم میں شریک ہوئے تو انکی دارالافتلا کے ہمراہ نہ آنے کی وجہ سے آپ ہی اس مهم کی تحریر کے اہم کام پر معین ہوئے جبکہ اختتام پر حسن گزری کے صلہ میں آپ کو ایک خلعت گران بہا مرحمت ہوا اور ترقی کی سفارش کی گئی ۱۲۶۲ھ میں جب مولوی سید محمد خان گورنر جنرل کے منشی مقرر ہوئے تو آپ کو انکی جگہ پر ترقی دی گئی اس وقت سے ۱۲۸۵ھ تک آپ نے اس عہدہ کے فرائض نہایت قابل اعتماد

طریقہ سے انجام دیے۔ خصوصاً غدر ۱۸۵۷ء کے نازک وقت میں آپ نے جو فواد اڑی اور خیر خواہی کی اُسکے جلد و مین گورنمنٹ انگلیش نے آتش غدر فرو ہونے کے بعد تین رقم جو اہر یعنی جیفہ۔ سر بیچ مرصع اور مالائے مروارید اور اُسکے ساتھ ایک سند خیر خواہی عنایت کی اور جناب ملکہ مظہر کے جشن دربار قیصری دہلی میں تمغہ قیصری مع سند خوشنودی مزاج کے مرحمت کیا گیا اور اس میں ۱۸۸۵ء میں آپ نے باصرار پنشن لی۔ اس کے بعد آپ کو خان بہادر ذوالقدر کا خطاب عنایت ہوا۔ اس وقت تک حکام گورنمنٹ انگریزی آپ کو اُسی اعزاز و وقار کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ کا فارسی ادب اور اردو کی انشا پردازی مسلم الثبوت ہے۔ عارف علی شاہ خراسانی ساکنہ چین اور سید عبداللہ خراسانی سا محقق آپ کی نظم و نثر فارسی کے معرف و مداح ہیں۔ عروض میں بھی آپ کو مہارت تاتہ حاصل ہے اور پیچہ تخلص کرتے ہیں۔ آپ کے اردو خطوط جو کتابی صورت میں فغان بخیر کے نام سے شائع ہوئے ہیں اور نظم و نثر فارسی کا مجموعہ موسومہ خوشنابہ جگر خاص شہرت اور مقبولیت رکھتے ہیں۔ سکونت الہ آباد۔ مالک متحدہ آگرہ و اودھ



محمد مہدی علی خان۔ راجہ۔ ولادت ۱۸۷۷ء۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ پچگوٹی راجپوت تھے راجہ لوک چند نے شہنشاہ بابر کے عہد میں مذہب اسلام قبول کیا جب کا نام تانار خان رکھا گیا۔ تبدیل مذہب کے بعد اُنکے دو بیٹے بازید خان اور جمال خان ہوئے۔ بازید خان کے بیٹے حسن خان بانی تعلقہ حسن پور کو شیر شاہ کے دربار میں بہت رسوخ حاصل تھا۔ جب شیر شاہ بنگال سے دہلی کی طرف عازم اور حملہ آور ہوا تو حسن خان نے اُسکو عرصہ تک مہمان رکھا اور اُنکی فیاضانہ اور شامانہ دعوت کی اُنکو شاہان دہلی کے فرامین کے ذریعہ سے منصب اور جاگیر میں ملتی رہیں چنانچہ پرگنہ چاندی بڑے بڑے زمین اٹھارہ لاکھ سترہ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر اور دو ہزاری اور ایک ہزار پانصدی



کا منصب عطا ہوا۔ انھوں نے اپنے زمانہ راجگی میں علاقہ حسن پور کو بہت وسعت اور رونق دی یہ خاندان مسلمان چکپوتی فرقہ کا سرغنہ سمجھا جاتا ہے اور دیگر راجاؤں کے مقابلہ میں اس کی مسند اعلیٰ تر تصور کی جاتی ہے۔ اور افسر ریاست کو راج تلک کا اختیار حاصل ہے حسن خان کی چوتھی پشت میں راجہ محمد اسماعیل خان اور انکی پانچویں پشت میں راجہ حسین علیخان اور انکی تیسری نسل میں راجہ محمد علیخان مرحوم تھے انھوں نے اپنے زمانہ مسند نشینی میں ریاست کو بہت کچھ ترقی دی اور ۱۵۰۱ھ مارچ ۱۸۹۵ء کو رحلت کی۔ ان کے بعد ان کے اکلوتے بیٹے راجہ محمد مہدی علیخان وارث ریاست ہوئے آپ عربی۔ فارسی اور انگریزی میں بخوبی مہارت رکھتے ہیں آپ نے بھی علاقہ کی آمدنی کو بہت کچھ ترقی دی راجگی کا خطاب تسلیم کرنے کے علاوہ گورنمنٹ کی جانب سے انگریزی مجسٹریٹی کا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔ سکونت حسن پور بندھوا ضلع سلطانپور



مہندر سنگھ۔ چودھری۔ آپکا تعلق باقلم خاندان سے ہے جسکا قدیم مسکن قنوج تھا۔ آپ کے مورث اعلیٰ شیورام داس شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں سپہ ساری کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز تھے۔ ہم کوہ بدخشان میں اُنسے کارہائے نمایاں وقوع میں آئے اور واپسی دہلی کے بعد شہنشاہ نے اُنکو خلعت فاخرہ اور ایک شمشیر ولایتی اور پرگنہ بانگر مو ضلع اُناؤ کی چودھرائت عطا کی جو تا انتراع سلطنت اودھ قائم اور جاری رہی آخر زمانہ نوابی میں چودھری بیٹی پرشاد اور انکی وفات پر اُنکے بیٹے چودھری محکم سنگھ نے اپنے حسن انتظام سے ریاست کو بہت ترقی دی۔ اُنکے بیٹے چودھری گنگا پرشاد نے اپنے زمانہ میں دربار شاہی میں بہت بڑا رسوخ پیدا کیا اور نظامت کے خلعت سے منحل ہوئے۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے چودھری گوپال سنگھ جانشین ہوئے شروع عہداری انگریزی یعنی ۱۸۵۷ء میں جب مقام ملاوان ضلع قرار دیا گیا تو چودھری گوپال سنگھ تعقدار اور اُنکے چچا

چودھری ماکن سنگھ نے بوقت بندوبست سرسری حکام وقت کے پاس بڑی سعدی سے  
 پرگنہ بانگر مو کے زمینداروں سے قبولیتیں داخل کرادیں اور غدر میں مسٹر کیپوٹھی کشر اور حکام  
 ماتحت کو ملانوان سے اپنی حفاظت میں لائیکومر جاعت کشر گئے۔ اُن سے راہ میں ملاقات ہوئی  
 اور پہلی گارڈ لکھنؤ کی جانب عازم ہوئے اور حفیظ آباد ضلع اناروا اور سیانگج وغیرہ میں  
 ان سے مقابلہ و مجادلہ کر کے اُنکو پسپا کیا اور برابر حکام اعلیٰ سے خوشنودی مزاج کے  
 پروانے اور چٹھیان حاصل کرتے رہے۔ چودھری گوپال سنگھ کو لکھنؤ سے پہلے دربار گوری  
 میں خلعت فاخرہ اور ایک مردارید کا مال عطا ہوا اور اُنکی منتیں اشرافیوں کی نذر قبول  
 کی گئی۔ ۱۵۔ جون ۱۸۶۱ء کو پرگنہ بانگر مو میں درجہ اول کے زیری اسٹنٹ کسٹینٹینال  
 کامل مقرر ہوئے۔ اُنکے انتقال کے بعد اُنکے بیٹے چودھری نونہال سنگھ وارث ہوئے  
 اُنکی مندر نشینی نہایت ترک و احتشام سے عمل میں آئی۔ مسٹر ہرگٹن صاحب ڈپٹی کشر کے  
 مشورہ سے انھوں نے تعلیم قانون حاصل کی اور پرگنہ بانگر مو کے زیری اسٹنٹ کشر  
 درجہ سوم مقرر ہوئے۔ اُنکو ترقی زراعت اور راہ رعایا کی طرف خاص توجہ تھی ۱۸۶۷ء  
 کی خشک سالی میں غربا کی پرورش اور رفع تکلیف کے کام جاری کیے جس کے صلہ  
 میں ۱۳۔ نومبر ۱۸۶۷ء کو پروانہ خوشنودی مزاج گورنمنٹ سے حاصل کیا۔ ایک گنج  
 موسوئے نونہال گنج آباد کیا۔ انھوں نے ۲۴۔ جولائی ۱۸۶۸ء کو رحلت کی۔ اُنکے  
 فرزند چودھری مہندر سنگھ صاحب بہن جنگلی کسنی کی وجہ سے اُنکے دادا چودھری  
 گوپال سنگھ کے برادر حقیقی چودھری نرائن سنگھ ولی اور مظہر ریاست قرار پائے۔ انھوں  
 نے چودھری گوپال سنگھ کی وصیت کے موافق نونہال گنج کے قریب بھگوتی جی کا ایک  
 مندر ہزار باروپیہ کے صرف سے تعمیر کرایا۔ ۱۸۹۲ء میں چودھری مہندر سنگھ نے  
 زمام ریاست اپنے ہاتھ میں لی۔ آپ فارسی اور ناگری خوب جانتے ہیں اور انٹرنس  
 تک انگریزی کی تعلیم پائی ہے۔ ایام قحط میں اپنے اپنی رعایا کے ساتھ نہایت فیاضانہ

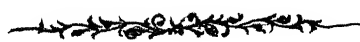
سلوک کیا۔ آپ نے غربا کی رفع تکلیف کے لیے ایک تالاب تعمیر کرایا جس کے صلہ میں فروری  
۱۹۸۷ء کے دربار میں سند حاصل کی۔ محکمہ زراعت سرکاری کو آپ نے اپنی راے  
سے بہت مدد دی ہے جس کی شکرگزاری کے خطوط و اسناد آپ کو عطا ہوئے ہیں۔  
۱۹۹۸ء میں آپ کو انجیری مجسٹریٹری و رجسٹری کے اختیارات عطا ہوئے جس کے فرائض  
آپ نہایت عمدگی سے انجام دیتے ہیں۔ سکونت باگرمو ضلع اناؤ۔ اودھ۔

—

رام لال چکرورتی۔ بابو۔ راے بہادر۔ آپ ۳۰ مئی ۱۸۴۳ء ع  
کو پیدا ہوئے اور ۲۱۔ اپریل ۱۸۶۹ء عیسوی کو گورنمنٹ کی ملازمت میں داخل  
اور ۱۶ جولائی ۱۸۶۹ء کو میڈیکل کالج ہسپتال کلکتہ میں طبیب دوم مقرر ہوئے۔ اسکے  
بعد ۱۳ جولائی ۱۸۷۰ء کو کلکتہ سے آپ کی خدمات الہ آباد کو منتقل ہوئیں جہاں کالون  
اسپتال کے زمانہ وارڈ کے آپ افسر انچارج کیے گئے۔ دو برس تک بنارس اور مراد آباد  
کے سرکاری شفا خانوں میں متعین رہنے کے بعد ۲۔ فروری ۱۸۷۹ء کو بلرام پور ہسپتال  
لکھنؤ میں آپ کا تقرر عمل میں آیا جہاں آپ اس وقت تک اسٹنٹ سرجن ہیں۔ آپ ان  
صوبجات کے ایک نہایت ہی ہر دلخیز اور نامی ڈاکٹر ہیں اودھ کے کئی سربراہ اور دہلی کے  
نے مختلف اوقات میں گورنمنٹ سے آپ کی خدمات مستعار لین اور آپ نے جس معرکہ کے  
علاج کیے ہیں وہ عام طور پر مشہور ہیں۔ ہمارا جہ بلرام پور آنجہانی کے علاج میں آپ کو  
جو کامیابی ہوئی اُس سے آپ کی شہرت کو خاص ترقی ہوئی۔ لیڈی لائل میڈیکل اسکول  
کی ڈاکٹری خدمات انجام دینے کے جلدو میں ۲۴۔ نومبر ۱۸۸۸ء کو گورنمنٹ نے آپ کو  
راے بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے عطا کیا۔ آپ کو رفاہ عام کے کاموں میں  
بڑی دلچسپی ہے۔ سکونت لکھنؤ۔

—

نذر محمد خان - خان بہادر - ولادت ۱۸۱۷ء - آپ کے مورث اعلیٰ محمد مجید خان بنگش افغان کلان خیل تھے جو شہزادہ دارا شکوہ کی سلک ملازمت میں تھے اور جنگی اولاد قبضہ شکوہ آباد میں آباد ہوئی - اس خاندان کے اکثر ممبر شاہان دہلی واودھواو آخر میں گورنمنٹ انگریزی کے فوجی ملازم رہے مگر چند پشتون سے سول ملازمتیں بھی اختیار کر لیں - آپ کے نانا محمد غوث خان نمبر دار رکن پورو وغیرہ ایک بڑے علاقہ کے مالک تھے آپ اپنی موروثی اور مکسوبی جائیداد زمینداری پر قابض اور تقریباً دو ہزار روپے سالانہ کے مالکزار ہیں جو ضلع آگرہ اور میں پوری میں واقع ہے تحصیل علم کے بعد - نومبر ۱۸۷۷ء میں آپ محکمہ بندوبست ضلع میں پوری میں کلرک مقرر ہوئے اور ۱۸۷۲ء میں ضلع متھرا کو منتقل ہو کر نائب سپرنٹنڈنٹ اور ۱۸۷۷ء میں ضلع باندہ کے سپرنٹنڈنٹ مال معین ہوئے - ۵ - اپریل ۱۸۸۳ء میں تحصیلداری کے عہدہ پر مامور ہوئے اور ضلع کانپور کی تحصیل ڈیرہ پور اور صدر تحصیل میں عہدہ کار گزار یاں کین جبکہ صلہ میں گورنمنٹ سے خوشنودی مزاج کی چٹھیاں حاصل کیں - ۱۸۸۶ء سے اس صوبہ کے مختلف مقامات میں ڈپٹی کلکٹر کی فرائض انجام دیے ۱۸۹۶ء و ۱۸۹۷ء کی قحط سالی ضلع باندہ کے حسن انتظام کے جلد وہیں گورنمنٹ نے خان بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے عطا کیا - سکونت قبضہ شکوہ آباد ضلع میں پوری -



گمراہ سنگھ - راؤ - ولادت ۲ - ستمبر ۱۸۷۳ء - اس جاٹ خاندان کے مورث اعلیٰ سسلی راے سال جو دلال کوتر قرقہ سے تعلق رکھتے ہیں موضع مندوڑی ضلع رہتاک کے باشندے تھے - تقریباً دو صدی کا عرصہ ہوا کہ ان کے چار پوتوں میں سے تین پوتے بہوال جگرام اور جٹ مل موضع جٹ سونہ پر گنہ سیانہ ضلع بلند شہر میں آکر آباد ہوئے اور چوتھے پوتے سسلی گروا پر گنہ چندوسی ضلع مراد آباد میں مالک

اراضی ہوئے۔ اُن کی چوتھی پشت میں پتر سنگھ کے بیٹے رام دھن سنگھ اور گنی رام تھے جو بھرت پور کے جاٹوں کے شریک ہوئے اور جو اہر سنگھ کو اُس جنگ میں مدد دی جو انھوں نے اپنے باپ کے قتل کا انتقام لینے کے لیے کی تھی اور نجیب الدولہ کے ذریعہ سے انھوں نے جاگیر کچیسر اور راؤ کا خطاب اور ”چورامری“ یعنی ڈاکوؤں کی سرکوبی کی خدمت کے صلہ میں نوپر گئے دربار دہلی سے حاصل کیے مگر انھوں نے اپنی ہمسایہ ریاستوں میں قتل و غارتگری شروع کی اور بہت کچھ مواضعات دبا لیے۔ اسکی شکایت کچھ سوداگروں نے افراسیاب حاکم علی گڑھ (کول) سے کی۔ ۱۷۷۷ء میں افراسیاب نے حملہ کیا اور قلعہ کچیسر و سیانہ وغیرہ چھین لیے اور رام دھن سنگھ اور گنی رام کو گرفتار کر کے قلعہ کول میں نظر بند کر دیا۔ بعد چندے موقع پاکر دونوں بھائی رہا ہو گئے اور سرسہ ضلع حصار میں داخل ہوئے اور مہٹوں کی ملازمت کر کے بہ جمعیت کثیر قلعہ کچیسر پر حملہ کیا اور اپنے کل علاقہ پر قابض ہو گئے۔ گنی رام کی وفات کے بعد ۱۷۹۷ء میں رام دھن سنگھ کل تعلقہ کے مالک ہوئے اور شاہ عالم بادشاہ دہلی سے پرگنہ جات پاٹھ۔ سیانہ۔ تھانہ فریلا اور تعلقہ وتیانہ و سید پور کا استمراری پٹہ چالیس ہزار روپیہ سالانہ پر حاصل کیا جسے ۱۷۹۷ء میں مرزا اکبر شاہ نے اور ۱۸۰۷ء میں گورنمنٹ برطانیہ نے بھی بحال رکھا۔ ۱۸۱۶ء میں رام دھن سنگھ نے انتقال کیا۔ اُن کے بیٹے راؤ فتح سنگھ نے اپنے علاقہ کو بہت زیادہ ترقی اور وسعت دی۔ اُن کے لیے لارڈ ڈائر اور گورنر جنرل ہند نے جاگیر کچیسر موروثی قرار دی۔ اُنکے بعد راؤ بہادر سنگھ جانشین ہوئے انھوں نے چھبیس مواضع اپنے علاقہ میں زیادہ کیے۔ اُن کے بعد گلاب سنگھ ۱۸۲۷ء میں ریاست آبائی پر مسند نشین ہوئے۔ اُن کو ایام غدر ۱۸۵۷ء کی خدمات کے جلد و میں تقریباً آٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر اور دو ہزار کا خلعت اور راجہ بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ راجہ گلاب سنگھ دو سو سترہ مواضع کا علاقہ اپنی بیوہ رانی جسونت کنور کے قبضہ میں چھوڑ کر ۱۸۵۹ء میں فوت ہوئے۔

انکی بیوہ رانی کے بعد ان کی دختر بچوپ کنور مالک ریاست ہونین اور انکی وفات پر انکے شوہر خوشحال سنگھ مسند نشین ہوئے۔ اس اثنا میں راو گلاب سنگھ کے بھائی راو امر سنگھ نے ترکہ سے محروم رہنے کے غصہ میں مقدمہ دائر کیا مگر مئی ۱۸۶۶ء میں پنجایت نے فیصلہ کیا کہ ریاست سے پنج آنہ کا حصہ پر تاب سنگھ نمبر ۶ گنی رام کو اور چھ آنہ راو امر سنگھ کو اور باقی ماندہ حصہ خوشحال سنگھ کو تقسیم کیا جائے۔ راو امر سنگھ نے ۳ جون ۱۸۹۶ء کو انتقال کیا اور ان کے فرزند راو گراچ سنگھ انکے جانشین ہوئے فی الحال اس جاگیر میں چھالیس مواضع مسلم اور چودہ گاؤں میں حصہ ہے اور مالگناری باسٹھ ہزار سات سو بہتر روپیہ ہے۔ آپ کے صاحبزادہ اور ولی عہد اندر حیت سنگھ دو لادت ۱۵۔ اکتوبر ۱۸۹۷ء میں سکونت کچیسر ضلع بلند شہر۔

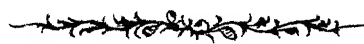


کرشنا ساہ۔ راے بہادر۔ آپ کی ولادت ۱۸۵۳ء میں الموڑہ میں واقع ہوئی۔ آپ سورج منسی چھتری ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ کا وطن اصلی نیپال تھا آپ کے بزرگ الموڑہ میں آئے اور پھر گورنمنٹ انگلشیہ کی عملداری میں اس خاندان نے نینی تال کو اپنا مستقر قرار دیا۔ آپ کے والد سیٹھ موتی رام ساہ ایک صاحب ثروت و بے تقصیب فیاض اور مرتحان مرنج بزرگوار تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انھوں نے گورنمنٹ انگریزی کے وفادارانہ خدمات انجام دیے اور مختلف مقامات کے مفرو انگریزوں کی جان و مال کی حفاظت کی۔ اسکے صلہ میں گورنمنٹ نے اکثر مواضع اور ایک عالیشان مکان شہر ریلی میں عطا کیا۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے ترکہ پدری سے بقدر رسد حصہ پایا تھا مگر اپنی حسن لیاقت سے جائداد کو ترقی دی۔ اور رفتہ رفتہ گورنمنٹ اور پبلک کی نظر میں آپ نے ہر دلیغیزی اور وقت حاصل کی۔ آپ کو باشندگان نینی تال نے پہلے میونسپل کمنشنر منتخب کیا اور پھر ۱۸۹۳ء میں گورنمنٹ نے آنریری مجسٹریٹ کے

اختیارات عطا کیے اور ۱۹۸۹ء میں راے بہادر کا خطاب عطا ہوا تجارت اور صنعت و حرفت کی جانب آپ کو خاص میلان ہے۔ رافرے اسپتال کی تعمیر میں آپ نے بہت مدد دی ہے جس میں یور وین مریض زیر علاج رہتے ہیں اور آپ ہی کی کوشش سے کراستھویٹ اسپتال کی بھی بنیاد پڑی جو ہندوستانی باشندوں کا علاج گاہ ہے۔ نینی تال کی مسجد جامع کی تعمیر میں بھی آپ نے مدد دی۔ نینی تال میں واٹر ورکس کی ٹیم کے بانی بھی آپ ہی ہیں آپ نینی تال کے مینوسپل بورڈ کے ایک سرگرم ممبر ہیں اپنے ایک نہایت خوشنما اور پر فضا باغ بنایا ہے۔ نینی تال کے روسا کے طبقہ میں آپ ایک خلق مجسم ہمدرد رعایا و فادار گورنمنٹ اور آزاد خیال رئیس ہیں۔ سر اینٹنی میکڈونل صاحب نے ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو ایک بندوق بطور یادگار مرحمت کی۔ ویرکسلنسیر لارڈ ولیمڈی لینسڈون کی تشریف آوری نینی تال کے موقع پر آپ نے انکی خاص مہارات کی جس کا شکریہ کمنٹر صاحب کیا یوں نے ادا کیا ہزار کسلنسی لارڈ کرزن والیسراے و گورنر خبرل کا شرف حضور بھی آپ کو نینی تال میں حاصل ہو چکا ہے۔ اسی طرح اکثر فنٹنٹ گورنرون اور دیگر حکام والا مقام نے آپ کی خیر خواہی اور وطن دوستی کی تعریف و توصیف کی ہے اور دربار قیصری دہلی منعقدہ جنوری ۱۹۰۳ء میں بھی گورنمنٹ کی جانب سے آپ مدعو ہوئے ہیں۔ سکونت کوہ نینی تال۔

طہیر احمد خان — خان بہادر۔ یکم جنوری ۱۹۹۴ء کو گورنمنٹ نے آپ کی نمایاں خدمات کے جلد و میں خان بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت کیا۔ آپ کا قدیمی مسکن و موطن پشاور تھا سکونت رام پور۔ مالک متحدہ آگرہ واودھ۔

پائیشوری پرتاب نرائن سنگھ - راجہ - ولادت ۱۷۷۷ء - آپ کا تعلق چھتری  
کلمنس قوم سے ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ پرتھوی دیو سنگھ راجہ گنگوچھ و بجلاندہ واقع  
اودے پور ۱۷۷۷ء میں جلا وطنی اختیار کر کے اجدادھیامین توطن گزین ہوئے۔ اُس کے  
قیام اجدادھیامین کے زمانہ میں ریاست ڈوانگرہ حال راج بستی کی عام رعایا راجہ ڈوانگرہ کے  
جبر و تعدی سے تنگ آکر اُس کے پاس فریاد کثرتاً حاضر ہوئی چنانچہ یہ گنگوچھ ڈوانگرہ کی تسخیر کے  
ارادہ سے فوج لیکر روانہ ہوئے اور بعد محاربت عظیم راجہ مادھو سنگھ والی ڈوانگرہ کو شکست  
دیکر خود قابض و متصرف ہو گئے اور اُن کی راجگی کا خطاب بادشاہ وقت نے بھی تسلیم کیا۔  
اس خاندان میں راجہ پرتھی پال سنگھ اور راجہ جیراج سنگھ نے شاہانِ دہلی اور نواب  
شجاع الدولہ کو اکثر سہمنوں میں مدد دی تھی۔ ۱۷۷۷ء کے غدر کے زمانہ میں راجہ پیش  
سیتلا بخش سنگھ نے گورنمنٹ کی خدمات خیر خواہانہ و فاداری سے انجام دین جس کے جلد و  
میں اُن کو پرگنہ راج اموڈھ ضلع بستی اور بہت سے مواضع بطور راجاگیر مرحمت ہوئے۔  
اس خاندان میں اولاد اکبر گردی نشین ہوتی ہے اور اولاد اصغر کو گذارہ دیا جاتا ہے۔  
یہ ریاست پرگنہ جات بستی - امر دہر - ناگر - ہولی و گہر ضلع بستی میں پرگنہ جات حویلی دھوپار  
ضلع گورکھ پور میں واقع ہے۔ یہ ریاست پانچزار پانچ سو بتیس روپے گورنمنٹ کی مالگزاری  
ادا کرتی ہے۔ راجہ پائیشوری پرتاب نرائن سنگھ کی ابتدائی تعلیم حسب دستور گہر پور میں  
آپ سنسکرت اور فارسی میں معقول مہارت رکھتے ہیں۔ ۱۷۷۷ء میں راجہ پیش سیتلا بخش سنگھ  
کے انتقال کے بعد آپ وارث ریاست ہوئے۔ آپ مینوبیل بورڈ کے چیئرمین اور انری  
مجسٹریٹ ہیں اور اپنے والد کی طرح حاضری عدالت سے مستثنیٰ ہیں۔ سکونت بستی۔



محمد سلامت خان - راجہ - ولادت ۱۷۷۷ء - راجگی کا خطاب خاندانی اور  
موروثی ہے۔ یہ خانوادہ راجہ ارگل ضلع فچور کے خاندان کی ایک شاخ ہے جو

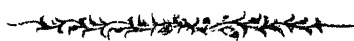


برصا کے وقت سے نسلاً بعد نسل چلا آتا ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ چند رسین سنگھ تھے جو خاندان ارگل سے علیحدہ ہو کر اعظم گڑھ میں آباد ہوئے۔ اُنکے بیٹے راجہ اجمین سنگھ سلسلہء امین جہانگیر شاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں مشرف باسلام ہوئے اور دربار دہلی سے خطاب راجگی اور بایس پرگنہ واقع چکلا اعظم گڑھ اور ایک خلعت فاخرہ اور ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ سالانہ نقد عطا ہوا۔ سلسلہء امین آپ کے جد امجد راجہ محمد نادر خان کی وفات کے بعد آپ کے والد راجہ محمد مبارک خان کے واسطے برٹش گورنمنٹ نے بھی جائز رکھا اور خطاب مذکور کو تسلیم کیا۔ سلسلہء امینی نواب شجاع الدولہ نواب وزیر اودھ کے عہد حکومت تک یہ ریاست بہت وسیع تھی اور یہ خاندان بہت مغزاور صاحب اختیار تھا مگر آپ کے پردادا راجہ محمد ارادت خان کی رحلت کے بعد جب اُنکے بیٹے راجہ محمد جان خان مشنیں ہوئے تو اُنکے برادر عزا محمد اعظم خان مدعی ریاست ہوئے اور سازش کر کے راجہ صاحب کو قتل کراڈالا اور خود گدی نشین ہوئے۔ سلسلہء امین راجہ محمد اعظم خان کے انتقال کے بعد اُنکے عزا دجھائی بابو جہان یار شاہ اور آپ کے دادا راجہ محمد نادر خان میں خانہ جنگیاں ہوئیں جسکے نتیجہ میں اول الذکر فرور اور آخر الذکر فتحیاب اور مسند نشین ہوئے مگر اداسے مالگزاری میں اُنکی سہل انکاریوں کی وجہ سے نواب آصف الدولہ بہادر نے ریاست ضبط کر لی۔ اسی اثنا میں گورنمنٹ انگریز کی عہداری ہو گئی مگر راجہ محمد نادر خان بعد از وقت حاضر ہوئے بھی تو اُنکے متعلق کچھ چارہ جوئی نہیں کی۔ اس تساہل و بے پروائی سے ریاست برباد ہو گئی۔ اُنکے انتقال کے بعد راجہ محمد مبارک خان اور سلسلہء امین اُنکی رحلت کے بعد راجہ محمد سلاست خان صاحب مسند نشین ہوئے۔ عذر سلسلہء امین حکام ضلع نے تمام ضلع کا انتظام آپ کے سپرد کیا تھا چنانچہ آپ نے تھانہ اور تحصیلداری اور سرکاری ڈاک برابر قائم اور جاری رکھی اور پچیس تیس ہزار باغی پلواردن کے دست قنابل سے جسے گورنمنٹ سے اس سے قبل مقابلہ و مجاہدہ ہو چکا تھا اہل شہر کو محفوظ رکھا اور اُنکو پسا کر دیا۔ ان نمایاں خدمات

کے جلد وین گورنمنٹ سے خلعت فاخرہ اور ضلع گورکھپور میں علاقہ رحمت ہوا اس  
ضلع میں اکثر نازک اور اہم واقعات پیش آئے جسکے دفعیہ میں آپ نے بہت کچھ حصہ  
لیا۔ ۱۸۷۲ء اور ۱۸۷۳ء میں جب دریائے ٹونس سے دو مرتبہ سیلاب عظیم آیا جس  
سے شہر اور اہل شہر کے غرق آب ہو جانیکا اندیشہ تھا تو آپ نے نہایت مستعدی  
کے ساتھ رفاہ خلافت کے خیال سے سرکار کو مناسب مدد دی۔ اسی طرح گورکھپور  
کے جھگڑے یعنی بلوہ مٹو کے پُر آشوب زمانہ میں آپ نے امن و امان عامہ کے قائم  
رکھنے میں گورنمنٹ کا ہاتھ بٹایا جسکا تحریری شکریہ گورنمنٹ نے ادا کیا۔ ایام قسط سالی  
میں بھی آپ نے مساکین و غربا کی امداد کی جسکے صلہ میں سرکار سے سند عطا ہوئی۔  
سکونت اعظم لکھنؤ۔ مالک متحدہ آگرہ داودہ۔



ابرا حسن خان۔ حاجی محمد۔ خان بہادر۔ ولادت مارچ ۱۸۷۹ء۔ آپ  
انفانسان شاہجہان پور کے خاندان سے ہیں۔ آپ کے دادا مولوی محمد حسن خان  
صدر الصدور کے عہدہ پر ممتاز تھے اور آپ کے والد مولوی محمد حسن خان بھی صدر  
۱۸۷۹ء کے قبل اسی منصب پر مامور تھے۔ اس خاندان کے اکثر ممبر گورنمنٹ  
انگلشیہ کے معزز عہدوں پر مقرر ہیں۔ ضلع شاہجہان پور میں آپ کی زمینداری بھی ہے۔  
جنوری ۱۸۷۹ء سے آپ نے ملازمت شروع کی اور حسن کارگزاری اور نیک چلنی  
کے جلد وین ماہ مئی ۱۸۷۹ء میں خان بہادر کے خطاب سے سرفراز کیے گئے۔  
سکونت شاہجہان پور۔



سیتلا بخش سنگھ۔ ٹھاکر۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۷۹ء۔ آپ بیس ٹھاکر  
کے خاندان سے ہیں۔ آپ کا خاندان سرکار انگریزی کا ہمیشہ خیر خواہ رہا ہے۔

آپ کے چچا ٹھہرا کر مادھو سنگھ کو ایامِ غدر ۱۷۵۷ء کے حسنِ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ سے مواضعِ زمینداری اور رائے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا تھا۔ یہ اس وقت بقیدِ حیات ہیں اور آنریری مجسٹریٹ کے اختیارات سے معزز و ممتاز ہیں۔ آپ یکم فروری ۱۷۵۷ء کو نائب سرشتہ دار کشنری آلہ آباد پھر نائب تحصیلدار درجہ اول مقرر ہوئے۔ اسکے بعد اسپیشل نائب تحصیلداری کے عہدہ پر مامور ہوئے اور پھر الگ ضلع آلہ آباد میں بھیجے گئے۔ ۱۷۵۷ء میں تحصیلدار ہوئے یہاں تک کہ تدریجاً ترقی کرتے ہوئے تحصیلدار درجہ اول ہو گئے۔ چودہ برس تک آلہ آباد کے ماگھ میلہ کے انتظام پر برابر متعین رہتے آئے اور حسن کارگزاری کے صلہ میں سالانہ انعام حاصل کرتے رہے۔ ۱۷۵۷ء کی قحط سالی کے انسداد کا کام بھی آپ کے سپرد کیا گیا۔ ۱۷۵۷ء کے ماگھ میلہ کے عہدگی انتظام کے صلہ میں نقد انعام کے علاوہ آپ کو پانچ سو روپیہ کی ایک طلائی کھڑی گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی سے مرحمت ہوئی جسکے ڈھکنے پر آپ کے حسن انتظام میلہ ذکر کا ذکر کندہ تھا۔ ۱۷۵۷ء میں رائے بہادری کے خطاب سے اور سنہ ۱۷۵۷ء میں قیصر ہند کے نقریٰ تغے سے سرفراز کیے گئے۔ اسکے بعد گورنمنٹ نے آپ کی خدمات پانچ سال کے لیے درستی انتظام کی غرض سے ریاست مانڈہ ضلع آلہ آباد کو منتقل کر دین جہاں آپ چار سو روپیہ ماہوار کے مشاہرہ پر مینجر مقرر ہوئے۔ آپ کا علاقہ زمینداری اور مکان بشارت پور ضلع جونپور میں واقع ہے۔ سکونت جونپور۔



سری پت سہاے - بابو - رائے بہادر - ولادت ۲۷ ستمبر ۱۷۵۷ء - آپ سری واستو کا لستہ ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ کھرگ رائے دہلی میں دربار شاہی میں ملازم تھے انکے دو فرزند سستی داس و پریشری داس بذریعہ فرمان شاہی ضلع سلطانپور ملک اودھ میں قانونگو مقرر ہوئے۔ اول الذکر کے بیٹے سہی لوک ناتھ

نے ایک موضع کو کتنا تھوڑا آباد کیا اور آخر الذکر کے بیٹے راے چند بھان دربار شاہی  
دہلی میں دیوان تھے انکے بیٹے کا لکا داس نے ضلع سلطانپور میں کا لکا پور نامے ایک  
موضع آباد کیا۔ یہاں انھوں نے سربدان یعنی اپنا تمام مال و متاع خیرات کر دیا اسوقت  
سے یہ خاندان دوسرے بسا ہر شہور ہوا۔ اس خاندان کے اکثر ممبر اودھ کے تعلقداروں  
اور نوابوں کے دربار میں مختلف عہدوں پر ممتاز تھے مگر نامساعدت روزگار کی وجہ  
سے مختلف مقامات میں جا بسے۔ راے سری پت سہاے بہادر کے دادا بیل سنگھ  
اپنے والدین کی جلا وطنی کی حالت میں اپنی انھیال میں پیدا ہوئے اور سن رشد کو  
پہونچ کر نواب سعادت علی خان بہادر نواب وزیر اودھ کے عہد میں داروغہ توپخانہ  
مقرر ہوئے۔ ۱۷۹۸ء میں جب اودھ کا کچھ حصہ سلطنت انگلشیہ کے قبضہ میں آ گیا تو  
وہ گورنمنٹ کی جانب سے پرگنہ نوا گنج ضلع گونڈہ کے قانونگو اور پھر بستی کے تحصیلدار  
کر دیے گئے۔ سن ۱۸۰۷ء میں برہمپور اور دیوری دو موضع خرید کیے اور وہیں  
سکونت اختیار کی اور اپنے جلا وطن بھائیوں کو تلاش کر کے انکا ذریعہ معاش بھی  
پیدا کر دیا۔ انھوں نے دریائے اچاڑہ پر پل تعمیر کرایا جو اسوقت بھی موجود ہے۔ انکے  
فرزند گنج بہاری لال نے بھی کچھ عرصہ تک گورنمنٹ کی ملازمت کی مگر گھوڑے سے گر کر  
پائونٹوٹ جانے کی وجہ سے ترک ملازمت کر دی اور ۱۸۳۷ء میں نیل کا کارخانہ  
جاری کیا۔ زمینداری کو ترقی دی۔ ایک ٹھاکر دارہ اور ایک شوالہ بنوایا۔ نیل کے  
کارخانہ کے اجرا کے دوسرے سال غدر کی وجہ سے ازسرنو اس خاندان پر تباہی  
آئی اور ہمایہ سورج بنسی چھتری دو ہزار کی جمعیت سے حملہ آور ہوئے جسکی وجہ سے  
گنج بہاری لال موضع تھا لاپار میں پناہ گزین ہوئے مگر وہاں سے بھی موضع بوضع گشتگی  
کے عالم میں پھرتے رہے۔ بالآخر موضع سریا کے ایک بھین کے گھر میں قیام کیا جانے لگا  
سری پت سہاے بہادر کی ولادت ہوئی۔ جب گورنمنٹ انگریزی کا تسلط گورکھپور پر ہو گیا

تو وہ دہان گئے اور باغیوں پر ہتھافہ دائر کر کے نوے ہزار کی ڈگری حاصل کی۔ اور صاحب کلکتہ کی مدد سے وطن مالوت کو واپس آ کر از سر نو آباد کیا۔ آپ کے دوسرے حقیقی بھائی گریاشنکر نائب تحصیلدار تھے۔ یہ گورکھپور سے فوج گورکھا کے ساتھ لکھنؤ آئے تھے جبکہ صلہ میں انکو سند خیر خواہی عطا ہوئی انکے بیٹے بلجھدر سہاسے اعظم لکھنؤ میں جنرل سپرنٹنڈنٹ مال ہیں۔ راے بہادر سری پت سہاسے نور برس کے تھے جب انکے والد نے انتقال کیا۔ بارہ برس کی عمر تک آپ نے عربی۔ فارسی اور سنسکرت اپنے مکان پر تحصیل کی۔ ۱۸۷۸ء میں فیض آباد ہائی اسکول میں تعلیم انگریزی شروع کی اور ۱۸۸۱ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کر کے کیننگ کالج لکھنؤ میں ڈیڑھ برس تک تحصیل کی۔ یہاں سے ۱۸۸۳ء میں ٹیگل کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ اثنائے طالب علمی میں برابر وظائف و اسناد اور انعامات پاتے رہے۔ پانچ برس کے بعد ۱۸۸۶ء میں ال۔ ایم۔ ایس کی ڈگری حاصل کی اسی سال یکم مئی کو بنگال ٹیگل سروس میں اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوئے۔ ابتدا سے ملازمت میں تھوڑے تھوڑے دنوں کے واسطے آگرہ۔ مورانی پور۔ کانپور۔ مین پوری اور جھانسی وغیرہ کے شفا خانوں میں آپکا تقرر رہا۔ مورانی پور ضلع جھانسی کے شفا خانہ کی حالت بہت رومی اور باشندے انگریزی علاج سے کارہ بلکہ خائف تھے مگر آپ کی علمی اور عملی قابلیت نے انکے دل پر پتھر کی علاج کی شہرت کی وجہ سے لوگ متوجہ ہوئے۔ یہاں آپ آنریری سکریٹری مینوبلی بھی تھے۔ قحط ۱۸۹۷ء میں آپ نے بڑی جانفشانی کی اور کیشن قحط میں شہادت دینے کے لیے گورنمنٹ مالک ہذا نے آپ کو منتخب کیا۔ رپورٹوں اور خطوط میں آپ کی تعریفیں موجود ہیں۔ ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کو جناب ملکہ قیسرہ ہند کی ڈائمنڈ جوبلی میں راے بہادر کے خطاب سے آپ سرفراز کیے گئے۔ ۴۔ جولائی ۱۸۹۹ء کو انکو تبدیل ہوئی جہاں ضلع ارجیل کے چارج کے علاوہ آپ آنریری سکریٹری مینوبلی بھی رہے۔ اسکے بعد

لکھنؤ میں طاعونی نگرانی کے کام پر آئے۔ پھر طاعون کے ٹڈیل افسر انچارج ہو کر ہر دوار بھیجے گئے۔ اس نازک کام کو نہایت خوبی سے انجام دیا جسکے صلہ میں صاحب کلکٹر نے پورٹ میں اپنی خوشنودی مزاج کا اظہار کیا ہے۔ وہاں سے رخصت کے وقت ہر دوار کے پنڈتوں اور منتوں نے ایک عام رخصتی جلسہ کیا۔ ۱۲- اگست ۱۹۰۱ء کو آپ انچارج صدر شفا خانہ سہارنپور مقرر ہوئے۔ آپکی تصانیف سے دو کتابیں بقاءے تندرستی اور سراج الملک میں موجود ہیں۔ سکونت برہوان ضلع تبا

قادرنچش۔ حاجی۔ شیخ۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۳۰۲ء آپکے مورث پنجاب سے نگینہ ضلع بجنور میں آباد ہوئے۔ آپکا آبائی پیشہ تجارت ہے۔ ۱۷ برس کی عمر میں آپ نے اپنی والدہ کمرہ سے آٹھ آنہ لیکر بنڈیوں کی تجارت شروع کی جو ہندو عورتیں تیرتھواروں میں اپنی پیشانی پر لگاتی ہیں آپ نے پہلے ہی دن دوپہر سے قبل گلیوں میں گشت لگا کر آٹھ آنہ کی بندیاں ایک روپیہ میں فروخت کر ڈالیں۔ پانچ روز میں آپ کے پاس بارہ روپیہ بارہ آنہ جمع ہو گئے اس کا سیابی سے آپ کے دل میں تجارت کا شوق پیدا ہوا۔ دو سال اپنے پھوپھا کی دکان پر کام کیا آپ اپنے والد کے ساتھ ۱۳۰۵ء میں کانپور چلے آئے اور انکی تجارتی کوٹھی میں کام کرتے رہے۔ ۱۳۰۶ء میں کانپور سے لکھنؤ میں آئے اور اپنے والد سے اڑھائی ہزار روپیہ دستگردان لیکر پانچ ہزار روپیہ کے مال سے چھاؤنی سنڈیاؤن میں کاروبار شروع کیا جس میں یو مانیو اترتی ہوتی گئی۔ تجارت کا کوئی کام نہیں ہے جس میں آپ بند ہوں لکھنؤ میں آپ نے ایک صاحب سٹرجو ہانس جیکب کی شرکت میں اودھ گزٹ جاری کیا تھا جو اب بھی اکسپریس کے نام سے جاری ہے ۱۳۰۹ء میں چھاؤنی سینا پور میں محکمہ تعمیرات کا ٹھیکہ لیا جس میں آپکو معقول کامیابی ہوئی۔ ایک سال تک آپ نے لکھنؤ پور میں سرکاری

ملازمت کا لطف بھی اٹھایا اور داروغہ جیل کے فرائض نہایت عمدگی سے انجام دیے مگر ملازمت کو اپنے مزاج کے خلاف پا کر استعفا دیدیا۔ اسکے بعد آپ نے سینا پور سے لکھنؤ تک ایک دوست کی شرکت میں گھوڑا گاڑی کی ڈاک جاری کی۔ چند روز بعد لکھنؤ سے فیض آباد اور پھر فیض آباد سے گوئڈہ اور بعد کو آگرہ گوالیار اور ستنا سے ریوان تک گھوڑے اور شتر کی ڈاک جاری کی۔ لیکن جس جس جگہ ریل جاری ہوتی گئی اچکا کاروبار بند ہوتا گیا۔ اسکے بعد آپ نے تارک الوطنوں کی ایجنسی قبول کی مگر امین آپکو نقصان ہوا۔ سلسلہ ۱۸۷۱ء میں آپ نے فیض آباد سے آگرہ آباد تک شتر گاڑی کی ڈاک کا سلسلہ شروع کیا جو اب تک جاری ہے۔ اس کام سے آپکو منافع کثیر ہوا اور اب آپ زمینداری اور خریداری حصص اور داد و ستد کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنا کثیر سرمایہ ان کاموں میں لگایا اور ملک کی خدمت میں بھی مصروف ہوئے۔ سلسلہ ۱۸۷۲ء میں باشندگان فیض آباد نے آپکو مینوسپل بورڈ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا اور سلسلہ ۱۸۷۹ء سے اب تک آپ گورنمنٹ کی جانب سے اسکے ممبر ہیں۔ سلسلہ ۱۸۷۵ء میں آپ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر مقرر ہوئے اور اب اسکے وائس چیرمین ہیں۔ آپ فیض آباد کے آنریری مجسٹریٹ بھی ہیں اور کئی تجارتی اور علمی انجمنوں کے بہت بڑے رکن اور سرپرست ہیں۔ کانگریس کے آپ کئی سال تک سرگرم ممبر رہے۔ سلسلہ ۱۸۷۸ء میں آپ نے ڈائمنڈ جوبلی کی یادگار میں فائرس صاحب کشر کے نام سے ایک اسکول جاری کیا جسکا افتتاح سر آکلینڈ کالون صاحب فٹنٹ گورنر نے فرمایا۔ سلسلہ ۱۸۷۳ء میں آپ اپنے والد اور ہر سہ ازواج کے ہمراہ حج کو تشریف لے گئے اور عرب وغیرہ کی سیاحت سے مع انخیر واپس آکر اپنا سفر نامہ شائع کیا۔ سلسلہ ۱۸۹۰ء میں آپ کو حسن خدمات کے صلہ میں خان بہادر کا خطاب عطا ہوا اور آپ نے بیس ہزار کی جائداد کو دارالعلوم لکھنؤ۔ مدرسہ تعلیم نسوان نگینہ۔ مدرسہ العلوم علی گڑھ اور صرفہ خیرات عشرہ محرم میلاد شریف کے لیے وقف کر دیا ہے۔ آپ کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ سکونت فیض آباد۔

رام پال سنگھ - راجہ - ولادت ۶ - اگست ۱۷۶۷ء - آپ تلوک چندری میں بن  
 جو سمبسی اور نیستہ و شاخون پر منقسم ہو گیا - تلوک چند کے دو پوتوں میں یکم کرن شاخ  
 مقدم الذکر کے مورث اور کرن راے موخر الذکر کے جہا علی تھے - کرن راے کے  
 دو بیٹے اور شاخ نیستہ کے بانی ہر سنگھ راے اور میر سنگھ راے پر گنہ بہار ضلع اوناؤ  
 میں جا کر آباد ہوئے اور پر گنہ موصوف کے موضع نیستہ کے نام سے خاندان کو بنووم  
 کیا - انکی یہ نقل و حرکت راجہ مار موکونا گوار گزری اور اُن سے برسرِ مقابلہ ہوئے چنانچہ ایک بھائی  
 میر سنگھ راے میدان کارزار میں مقتول ہوئے مگر راجہ صاحب ڈونڈیا کھیرہ کی مدد سے  
 ہر سنگھ راے کو کامیابی ہوئی - اُس کے بعد میر سنگھ راے کی اولاد نے پاٹن بہار کو اور  
 ہر سنگھ راے کے بیٹے رام سنگھ نے بچھراوان کو اپنا مستقر قرار دیا اور کوری سدھولی  
 کے خاندان کی بناؤالی - رام سنگھ کی چوتھی پشت میں بن سنگھ تھے جن کے ایک غیر  
 صحیح نسب بیٹے چیت راے بڑے جنگجو اور دلاور شخص تھے - اُنھوں نے بچھم گاؤں میں  
 ایک جہاد کاغذ خود مختار نہ حیثیت قائم کی - راجہ بن سنگھ اور اُن کے خلف الصدق راجہ  
 صدق سنگھ نے اس ریاست کو بہت کچھ ترقی اور وسعت دی - راجہ صدق سنگھ کے  
 دونوں بیٹوں سکندر و سنگھ اور بکر ماجیت کے مر جانے سے سلسلہ خاندانی ٹوٹ گیا  
 لہذا راجہ بن سنگھ کے بھائی عجب سنگھ کے بیٹے عنایت علی جھنوں نے مذہب اسلام  
 قبول کر لیا تھا وارث ریاست قرار پائے - ان کے بیٹے درگپال سنگھ کے زمانہ میں کوری  
 سدھولی نہایت عروج پر تھا کیونکہ اُس وقت ساڑھے نو پر گنہ قبضہ میں تھے راجہ  
 درگپال سنگھ کے بیٹے دلچھمن سنگھ اکثر مسلوب الحواس رہتے تھے لہذا علاقہ کا انتظام  
 انکی رانی بھلاؤ کنور کے ہاتھ میں رہا - ان کے بعد خاندان زہوان کے ہندپال سنگھ  
 راس بٹھائے گئے - راجہ دلچھمن سنگھ کی فضل الحواسی اور راجہ ہندپال سنگھ کی فضول خیرین  
 سے علاقہ میں بذلتی پھیل گئی تھی - سپرطریہ یہ ہوا کہ بعد قدر ایک توپ اور کچھ سامان حرب



و ضرب برآمد ہونے کے جرم میں گورنمنٹ انگریزی نے لکھنؤ اوراناؤ کا نصف علاقہ ضبط کر لیا اور ضلع راسے بریلی میں بائیس مواضع کی سند عطا کی علاقہ بار قرض کی وجہ سے کورٹ آف وارڈس کے زیر اہتمام رہا۔ اسکے بعد راجہ ہند پال سنگھ نے خاندان رہوان سے راجہ رام پال سنگھ کو یکم اکتوبر ۱۸۶۹ء کو گود لیا۔ گیارہ برس کی عمر میں کورٹ نے آپ کو تعلیم کی غرض سے علیگڑھ کا لچ بھججا جان سے ان۔ اے کا امتحان پاس کر کے ۶۔ اگست ۱۸۸۱ء کو اپنے زمام ریاست ہاتھ میں لی۔ آپ کو جسٹری درجہ دوم اور منصفی کے اختیارات گورنمنٹ سے حاصل ہیں۔ اس وقت علاقہ پٹنچیں مواضع ہیں جنکی مالگزاری بنینیس ہزار کے قریب ہے۔ سکونت کوری سدھولی۔ پرگنہ پچھرادان۔ ضلع راسے بریلی۔

رگھیر سنگھ۔ راجہ۔ ولادت ۵۔ اکتوبر ۱۸۷۷ء۔ آپ قوم کے سینگر ٹھا کر ہیں اس خاندان کے آخری راجہ خوشحال سنگھ تھے۔ انکے انتقال کے بعد یہ علاقہ پہلے انکے برادر زادہ مہنچل سنگھ اور پھر ان کی بھدورن بیوہ اور انکے بعد گھنٹام سنگھ بیٹے کو ملا کر پروی کو نسل کی اپیل کے فیصلہ کی رو سے مہنچل سنگھ کے نام قائم رہا۔ ان کی وفات کے بعد انکے بھتیجے فتح سنگھ وارث تسلیم کیے گئے اور انکے ایام نابالغی میں پندرہ برس تک رور و کا علاقہ مستاجر میں رہا۔ ۱۸۹۷ء میں فتح سنگھ نے باغیوں کی شرکت کی لہذا علاقہ مذکور ضبط کر لیا گیا۔ ان کے انتقال کے بعد انکے بیٹے راجہ رگھناتھ سنگھ کو موضع رور و کالان اور تین اور متصلہ ریاستیں عطا ہوئیں۔ راجہ رگھیر سنگھ سمت ۱۹۴۳ء میں گدی نشین ہوئے۔ آپ رعایا پر در اور منصف مزاج شخص ہیں۔ اور ایکٹ اسلم سے مستثنیٰ ہیں۔ سکونت رور و پرگنہ بدھونا۔ ضلع اٹاودہ۔

فتحیاب خان - محمد خان بہادر - ولادت ۱۳۲۷ء - آپ کمال زئی افغان  
ہیں - آپکے بزرگ عرصہ سے رام پور میں توطن پذیر اور ریاست میں رسالہ داری کے  
عہدہ پر ممتاز رہے - اُن کو ریاست مذکور کے فرمانرواؤں نے وقتاً فوقتاً معافی کی  
جاگیر میں عطا کیں - محمد فتحیاب خان بہادر گورنمنٹ انگریزی کے بنگال رسالہ میں  
رسالہ ادبیہ پھرتھے - کنارہ کشی کے بعد رام پور پریس میں سرورس لائبریری رسالہ کے کماثر  
ہے - گئے - ریاست رام پور کے فوجی ملازم گورکھوں کی بغاوت فرو کرنے کے صلہ میں  
آپ کو یکم جنوری ۱۹۵۵ء کو خان بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت ہوا -  
سکونت رام پور -



مصطفیٰ حسین (رئیس بھلول) چودھری - ولادت ۳۱ - اکتوبر ۱۸۶۹ء - یہ خطاب  
۱۹۱۶ء یعنی شاہجہان شہنشاہ دہلی کے عہد سے نسلاً بعد نسل چلا آتا ہے اور برٹش گورنمنٹ  
نے بھی ۱۸۷۷ء میں اس خطاب کو تسلیم اور منظور کیا - آپ اُس مسلمان خانوادہ  
سے تعلق رکھتے ہیں جسکے بزرگ خواجہ بہرام اور خواجہ نظام سید سالار مسعود غازی کے  
ہمراہ اودھ میں آئے اور سوہیہ میں سکونت اختیار کی ۱۹۱۶ء میں شیخ ناصر کو شہنشاہ  
شاہجہان نے سوہیہ کا چودھری مقرر کیا ۱۹۲۷ء میں چودھری امام بخش نے  
خاندانی مقبوضات کو بہت کچھ ترقی دی اور ۱۹۳۷ء میں چودھری سرفراز احمد اپنے  
خسر چودھری لطف احمد کے انتقال کے بعد وارث ریاست قرار پائے اور اسٹٹ  
کلکٹی کے خاص اختیارات عطا ہوئے - انکی وفات کے بعد جانشینی کے  
جھگڑے کو بہت کچھ طول ہوا - آخر کار علاقہ مذکور کی دو تقسیم ہو گئیں - ایک حصہ  
چودھری سرفراز احمد کی زوجہ سماء بیچن النساء کو ملا اور ایک حصہ کے مالک موجودہ  
چودھری صاحب ہیں جو رشتہ میں چودھری مرحوم کے بھتیجے ہوتے ہیں انکے ایک

صاحبزادہ اور وارث مجتبے حسین بن جو ۱۷۷۱ء میں متولد ہوئے تھے۔ سکونت۔ سوہن  
ضلع بارہ بنکی۔ واقع اودھ۔

—————

کریم خان۔ صوبہ دار۔ سردار بہادر۔ ولادت ۱۸۱۳ء۔ آپ اُس ٹھکان  
(افغان) خاندان سے ہیں جو اوناؤ واقع اودھ میں آباد ہوا۔ غدر ۱۸۵۷ء میں آپ  
اپنی شجاعت اور وفاداری میں نامور اور ممتاز رہے۔ اُس زمانہ میں آپ فوجی درجہ کے  
اعتبار سے صوبہ دار تھے۔ ان خدمات کے صلہ میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے ایک  
سند کے ذریعہ سے سردار بہادر کا خطاب عطا ہوا جو ۱۔ ستمبر ۱۸۶۲ء کو دی گئی تھی۔ سکونت  
اوناؤ۔ اودھ۔

—————

شیور پشاد۔ کانپور۔ لالہ۔ رائے بہادر تیارخ ولادت ۲۸ جون ۱۸۳۲ء۔ آپ  
کھتری قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد اور جدا مجد سرکاری ٹھیکہ دار اور  
نومی اثر مہاجن تھے۔ رائے بہادر کانپور کے ایک معزز باشندے اور مینوسیل بورڈ کے  
ممبر ہیں۔ آپ عرصہ تک کئی اضلاع میں سرکاری خزانچی بھی رہ چکے ہیں۔ ۳ جون  
۱۸۹۳ء کو گورنمنٹ نے اُن قیمتی خدمات کے صلہ میں جو آپ نے غدر ۱۸۵۷ء  
میں اور دیگر اوقات میں بطور ممبر مینوسیل بورڈ کے انجام دیے تھے رائے بہادر  
کا خطاب عطا فرمایا۔ سکونت کانپور۔

—————

میرالنفات حسین۔ خان بہادر۔ خطاب مذکور ذاتی ہے اور ۲۴  
مئی ۱۸۸۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت ایٹھ۔

—————

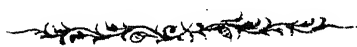
فتح سنگھ - راجہ - ولادت ۱۰ - اکتوبر ۱۸۵۰ء - آپ گوڑ راجپوت ہیں جس کا تعلق  
 مہاراجہ بھرت برادر مہاراجہ رام چندر کے خاندان سے ہے۔ آپ کے بزرگ راجہ  
 ہمت سنگھ اور ان کے بھائی راجہ اودھ سنگھ ملک اودھ سے فتح و نصرت کے  
 ساتھ داخل ہوا مان ہوئے اور وہیں سکونت اختیار کی ۱۶۲۵ء میں شاہجہان  
 شہنشاہ دہلی نے آپ کے بزرگ راؤ بکرم سنگھ کو ایک فرمان کی رو سے پرگنہ گولاو  
 نامل کی زمینداری عطا کی۔ اور ۱۷۳۹ء میں صوبہ کلٹیہر کے دو مشورہ پشت  
 ڈاکوؤں پیر خان اور جمال خان کو قتل و قمع کرنے کے جلدو میں محمد شاہ شہنشاہ دہلی  
 نے راجگی کے خطاب اور خلعت فاخرہ اور پوایان کی تعلقداری کی سند سے مفتخر و معزز  
 کیا۔ نواب وزیر الممالک اودھ جیسے نواب شجاع الدولہ اور نواب آصف الدولہ  
 کے عہد تک اس خاندان کا آبائی اعزاز قائم رہا مگر راجہ رگھوناتھ سنگھ کی سرتابی کی  
 وجہ سے مرزا حسین علیخان ناظم صوبہ کلٹیہر و حکیم سید مہدی صوبہ دار محمدی نے  
 پوایان پر فوج کشی کی جس کے بعد اس خاندان کا تمام اثاثہ البیت وغیرہ تلف  
 اور یہ گھر نامتباہ ہو گیا۔ اسکے بعد نواب سعادت علیخان کے وقت میں جب ملک  
 اودھ کی تصفیہ عمل میں آئی اور روہیلکھنڈ وغیرہ میں سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا تو  
 گورنمنٹ نے تعلقہ پوایان پر راجہ رگھوناتھ کو پھر قابض کر دیا۔ اُنکے انتقال کے بعد  
 اُنکی رانی کو سندھولی گھاٹ پر دریاے کھنوٹ کا پل تعمیر کرنے کے صلہ میں لوکل  
 گورنمنٹ نے خوشنودی مزاج کا پروانہ اور ترقی مدارج کی چھٹی عطا کی۔ اُنکی وفات  
 پر راجہ جگن ناتھ سنگھ سند نشین ہوئے ۱۸۵۶ء میں اُنکے بھائی کنور بلدیو سنگھ  
 کے ہاتھ سے مولوی احمد شاہ کے مقتول ہونے کے جلدو میں اُنکو گورنمنٹ  
 سے پچاس ہزار روپیہ نقد اور ایک خلعت فاخرہ مرحمت ہوا۔ علاوہ اور چھوٹی چھوٹی  
 جنگوں میں مدد دینے کے اکتوبر ۱۸۵۶ء میں اُنھوں نے فیروز شاہ باغی کو بھی شکست

دی۔ ان خدمات کے جلد و میں ۲۰ نومبر ۱۸۵۹ء کو فرخ آباد کے دربار میں لارڈ کیننگ صاحب گورنر جنرل ہند نے گیارہ پارچے کا خلعت اور ۱۸۶۴ء میں لارڈ ولارنس صاحب نے لکھنؤ کے دربار عام میں نو پارچے کا خلعت عطا فرمایا اسکے بعد راجہ جگن ناتھ سنگھ نے راجہ رگھوناتھ کی رانی کے بنوائے ہوئے پل کی از سر نو تعمیر کرائی اور دریائے کھنٹ پر پچھتر ہزار روپیہ کے مصارف سے آہنی پل بنوایا جس پر سے اب پوایان اسٹیٹ ٹرمیوے کی آمدورفت ہوتی ہے۔ اُنکے انتقال کے بعد راجہ فتح سنگھ صاحب مسند نشین ریاست ہوئے۔ آپ بھی شل اپنے اسلاف کے گورنمنٹ کے وفادار اور پبلک کے خیر خواہ ہیں۔ آپ نے لیڈی وفرن قند شاہجہان پور میں ایک ہزار پانچ سو روپیہ اور ریزی اسپتال مینی تال کو ایک ہزار روپیہ اور کراستھوٹ اسپتال مینی تال کو پانچ سو روپیہ بطور چندہ کے دیے اور ملکہ معظمہ کے جشن جوبلی کی خوشی میں اسی ہزار روپیہ مزارعین کو معاف کر دیے۔ اسکے علاوہ آپ نے دو مشہور ڈاکو بھودراور شنکر کو بصر ف کثیر و کوشش بلنج گرفتار کر کے حاضر عدالت کر دیا جس کے صلہ میں آپ حاضری عدالت سے دیوانی سے مستثنیٰ ہوئے۔ آپ نے اپنے علاقہ کو اپنے حسن انتظام سے بہت کچھ ترقی دی ہے۔ آپ کی تصانیف سے ہندی کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ سکونت پوایان۔ ضلع شاہجہان پور۔

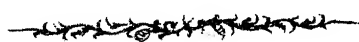


کالی چرن۔ مسر۔ راجہ۔ ولادت ۲۰ ستمبر ۱۸۸۹ء۔ آپ فتوحیہ برہمن ہیں آپ کے والد راجہ شامراجن مسر کے پردادا راجہ جی ناتھ مسر ساہوکار و خزانچی بریلی کو زمانہ غدر میں گورنمنٹ انگریزی کی نمایاں خدمات اور خیر خواہی کے جلد و میں راجگی کا خطاب اور ساٹھ ہزار سالانہ کی ایک جاگیر معافی مرحمت ہوئی جو موروثی اور غنیر انتقال پذیر ہے۔ راجہ جی ناتھ نے ۱۸۶۴ء میں انتقال کیا اور اُنکے پوتے راجہ

کا لکچر شاد مسند نشین قرار پائے۔ اور انکی وفات کے بعد انکے فرزند راجہ شام چرن مسر ۲۰۔ اگست ۱۸۸۷ء کو وارث خطاب و جاگیر مقرر ہوئے۔ آخر الذکر نے ۷۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو رحلت کی اور ان کے فرزند راجہ کالی چرن مسر وارث تسلیم کیے گئے۔ اس علاقہ میں پچیس گاؤں شامل ہیں۔ فی الحال یہ علاقہ آپ کی کم عمری کی وجہ سے کورٹ آف وارڈس کے زیر انتظام ہے۔ آپ انگریزی اچھی بولتے ہیں گھوڑے پر بھی خوب سوار ہوتے ہیں حالانکہ آپکی عمر صرف ابھی تیرہ ہی برس کی ہے۔ سکونت بریلی۔



احمد علیخان - خان بہادر۔ ولادت یکم دسمبر ۱۸۷۷ء۔ آپ کے مورث علی لودی نسل کے افغان خاندان سے ہیں۔ آپکے پردادا قادر خان لودی نواب سعاد علی خان کی سرکار سے پانچسور و پیماہوار کی پیشن پاتے تھے مگر اودھ پر گورنمنٹ انکلیشہ کا تسلط ہونے کے بعد کوئی سندی ثبوت نہونے کی وجہ سے وہ پیشن بند کر دی گئی اور وہ اودھ میں تھانہ داری کے عہدہ پر مامور کیے گئے۔ آپ کے والد محمد علیخان نے بدایون میں سکونت اختیار کی۔ ۱۸۹۲ء میں آپ کو کمانڈر انچیف ہند نے پانچسور و پیماہوار کے ایک خلعت سے منسلح کیا۔ ۱۸۹۷ء میں ایرانی بلوچی سرحدی کشیش میں عہدہ خدمات دین اور فوج کشی تارہ میں بھی آپ شریک تھے۔ شمالی مغربی سرحد ہند پر محکمہ مساحت کی اعلیٰ خدمتوں کے جلد وین گورنمنٹ نے ۲۵۔ مئی ۱۸۹۲ء کو آپ کو خان بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت بدایون۔



نرائن داس - منشی۔ راسہ بہادر۔ ولادت ۲۲۔ اگست ۱۸۳۶ء۔ اچھا تعلق اس اگر وال خاندان سے ہے جو ریاست الورد واقع راجپوتانہ سے اگر اگرہ

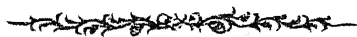
مین آباد ہوا ۱۸۷۱ء تک اس خاندان کے ممبر تجارتی کاروبار کرتے رہے۔ آپ کو  
راے بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے یکم جنوری ۱۸۷۶ء کو ان خدمات کے  
صلہ میں عطا ہوا جو آپ ۱۸۵۵ء سے برابر انجام دیتے رہے۔ آپ عرصہ تک  
لکھنؤ کی عدالت خفیہ کے جج رہے ہیں اور انپشن پاتے ہیں۔ سکونت لکھنؤ۔

رام سنگھ۔ ٹھاکر راے۔ ولادت ۱۸۷۲ء۔ خطاب مذکور خاندانی ہے۔ اس  
خاندان کے مورث اعلیٰ ٹھاکر گوپال راے تھے جنکو محمد شاہ شہنشاہ دہلی نے راجہ  
صاحب بھریا کو شکست دینے کے جلد و مین راے کا خطاب اور چوڑاسی گاؤں کا  
ایک علاقہ عطا کیا تھا۔ مگر ان کے جانشینوں نے رفقہ رفتہ اُس جاگیر کو کھودیا۔  
فی الحال بہت کم اور غیر زرخیز موضع قبضہ میں رہتے ہیں جنکی مالگاری صرف دو سو روپے  
سالانہ ہے۔ سکونت اکبر پور۔ کانپور۔

نجم الدین حسین۔ سید۔ خان بہادر۔ یکم جنوری ۱۸۹۰ء عیسوی کو  
آپ کو خان بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت ہوا سکونت رے بریلی

کلیان سنگھ۔ راے بہادر۔ ولادت ۱۸۴۰ء۔ آپ چندر بنی جادو  
راجپوت ہیں۔ آپ کے مورثان اعلیٰ پہلے مٹھرا میں متوطن تھے لیکن آخر میں علیگڑھ میں سکونت  
گزین ہوئے جہاں کچھ اراضی بھی حاصل کی راے کلیان سنگھ بہادر پولیس انسپکٹر ہی کے  
عہدہ پر ممتاز ہیں اور آباد کے مالکھ سیکہ کی خوش انتظامی کے صلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ  
نے آپ کو راے بہادر کے خطاب سے معزز و سرفراز کیا۔ سکونت۔ علیگڑھ۔

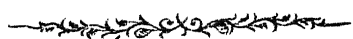
گرسرنداس - لالہ - رائے بہادر - ولادت ۱۵ ستمبر ۱۸۳۷ء - آپ جھٹنا رکا سٹھ  
ہیں۔ آپ کے دادا اور والد ریاست ٹونک میں ملازم تھے۔ رائے گرسرنداس بہادر  
گورنمنٹ انگلشیہ میں پہلے تحصیلداری اور پھر ڈپٹی کلکٹری کے مناصب پر ممتاز ہوئے  
اور مالک متحدہ آگرہ واودھ کے مختلف مقامات میں آپ نے ان عہدوں کے فرائض  
نہایت خوبی سے انجام دیے۔ اکثر حکام بالادست آپ کو ایک تجربہ کار اور قابل افسر تصور  
کرتے تھے۔ آپ نے زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں جو خدمات انجام دیے تھے اسکی نسبت  
مسٹر جی۔ ایچ لارنس صاحب کلکٹر نے اپنی عمدہ رائے کا اظہار کیا ہے۔ بدایون میں  
کاغذات مال کو آپ نے نہایت خوبی سے درست اور مکمل کیا جو ایک بے ترتیبی کی حالت  
میں پڑے ہوئے تھے۔ ۱۸۸۷ء میں اڑتیس برس کی خیر خواہانہ ملازمت کے بعد  
آپ نے پنشن حاصل کی اور سہارنپور میں توطن اختیار کیا جہاں آپ کی زمینداری کے  
تعلقات بھی ہیں۔ آپ کی نمایاں خدمات کے جلد و میں یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو آپ کو  
رائے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا ہے۔ سکونت سہارنپور۔



کدرا ناتھ - پنڈت - رائے بہادر - ولادت ۱۶ فروری ۱۸۳۸ء - آپ کے  
مورث اعلیٰ سارنست کشمیری برہمن ہیں۔ آپ کے والد پنڈت بھولانا تھ اوگرہ دفتر  
کسریٹ کے گماشتہ تھے جنھوں نے ابتدا سے غدر سے آخر فتح دہلی تک ساتویں  
ترکسوار رسالہ کے ساتھ دہلی میں قیام کیا اور اپنی مستعدی اور کارگزاری سے اپنے  
کمائے نامگ افسر کو رضا مند رکھا اور تیس برس کی خیر خواہانہ ملازمت کے بعد کناراہ کش ہوئے۔  
پنڈت کدرا ناتھ نے ابتدا سے عمر میں مولوی حمزہ خان سے علم فارسی حاصل کیا جو ایک  
تازہ وارد ولایتی تھے۔ اسکے بعد اپنے طور پر انگریزی پڑھی۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو  
آگرہ میں حکمران کم نکس میں پچیس روپے کے پیشکار مقرر ہوئے۔ ۱۸۶۱ء میں ناظر

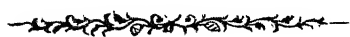


کلکٹری آگرہ اور ۱۹۶۳ء میں تحصیلدار سہارنپور اور یکم ستمبر ۱۹۶۴ء کو دوسو چاس روپے کے مشاہرہ پر ڈپٹی کلکٹر بندوبست مقرر ہوئے اور ابتداء ملازمت سے آپ اپنے تمام افسروں کی عمدہ رائیں حاصل کرتے رہے۔ فروری ۱۹۶۵ء میں ڈپٹی کلکٹری بندوبست کے خاص کام پر مین پوری طلب کیے گئے اور صرف چھ برس کے عرصہ میں بندوبست کے اہم کام کو تکمیل کے ساتھ ختم کیا اور گورنمنٹ سے شکریہ اور خوشنودی فرامج کاپروانہ حاصل کیا۔ اکتوبر ۱۹۶۶ء میں بندوبست الہ آباد کے مشکلات حل کرنے کے لیے طلب کیے گئے اسپین سورویہ ماہوار تنخواہ میں اضافہ کیا گیا۔ اسکے بعد آپ آگرہ اور پھر ومانسہ الہ آباد میں متعین ہوئے۔ جولائی ۱۹۶۷ء میں حضور پرنس آف ولز دہلی کی ملک معظم کی تشریف آوری ہندوستان کے موقع پر آپ کے حسن انتظام کے صلہ میں گورنمنٹ مالک مغربی و شمالی سے پروانہ خوشنودی عطا ہوا۔ یکم جنوری ۱۹۶۸ء کو گورنمنٹ انڈیا نے آپ کے زمانہ ملازمت کی اعلیٰ کارگزاریوں اور ملکی خدمات کے جلد وین رائے بہادر کا خطاب عطا کیا۔ ۱۷- اپریل ۱۹۶۸ء کو عمدہ ڈپٹی کلکٹری درجہ اول سے جسکی تنخواہ آٹھ سو روپے ماہوار تھی کنارہ کش ہو کر چار سو روپے ماہوار کی نشن حاصل کی۔ ۲۲- ستمبر ۱۹۶۸ء کو مالک متحدہ آگرہ واودھ کے کل نشن یافتہ سوال فیض کی فہرست شرکت دربار میں آپ کا نام نامی اول نمبر پر درج کیا گیا۔ آپ کو گورنمنٹ اور پبلک وقعت اور محبت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ سکونت الہ آباد۔



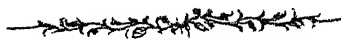
جمال الدین احمد - مرزا - خانصاحب - آپ کی ولادت ۱۲۵۲ھ میں بمقام بنارس واقع ہوئی۔ آپ کے مورث اعلیٰ مرزا اسد اللہ بیگ خان شہنشاہ ہمایوں کے ہمراہ ۱۵۵۵ھ میں طران سے دارودہلی ہوئے۔ یہاں انکو میر تنزی کی کا عمدہ اور خان کا خطاب عطا کیا گیا۔ یہ منصب جسکا اعزاز وزارت کے بعد شمار کیا جاتا تھا اسوقت

سے عہد سلطنت بہادر شاہ تک اسی خاندان میں رہا اکبر شاہ کے عہد سے بہادر شاہ کے زمانہ تک اس خاندان کے بعض ممبر نوابی کے خطاب سے بھی معزز ہوئے۔ ۱۸۵۷ء میں آپ کے جدا مجد مرزا غلام احمد چند اعز کے حوادث سے متاثر ہو کر ممالک مغربی و شمالی داودھ میں آئے اور بنارس میں متوطن اور عہدہ تحصیلداری پر مامور ہوئے اور وہیں ایک معزز گھرانے میں تامل کر لیا۔ آپ کے خاندان کے اکثر ممبر گورنمنٹ انگریزی میں ممتاز جلیلہ پر ممتاز رہے۔ آپ کے والد مرحوم مرزا جلال الدین و کلا سے بنارس میں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ آپ نے ۱۸۷۷ء میں امتحان وکالت پاس کیا۔ اس وقت سے آپ وکالت کرتے ہیں۔ آپ کی زمینداری بھی ہے۔ ملکی اور سرکاری کاموں میں ہمیشہ آپ حصہ لیتے ہیں۔ آپ مینوسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر بھی ہیں۔ ۱۸۹۱ء سے آپ کو آنریری مجسٹریٹ کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ آپ کی نمایاں خدمات کے جلد وہیں ۱۸۹۷ء میں ایک اعزازی سند اور ۱۸۹۸ء میں خانصاحب کا خطاب گورنمنٹ انگلشیہ سے مرحمت ہوا۔ سکونت بنارس۔



**حمیل خان**۔ سردار۔ صوبہ دار بہادر۔ ولادت تقریباً ۱۸۷۷ء۔ اپنے ابتدائے عمر سے فوجی ملازمت اختیار کی۔ آپ ابتداً بیا لیسویں گورکھا ریفل پلٹن میں بھرتی ہوئے اور چھپیس برس کی ملازمت کے بعد کناراہ کش ہوئے اور چھپیس برس سے نیشن پار ہے ہیں۔ زمانہ ملازمت فوجی میں آپ کے جنگی کارناموں کو حکام نے خاص وقعت کی نظر سے دیکھا اور تسلیم کیا ہے۔ قلعہ مشمی کی جنگ کی فتح خاص آپ کے نام لکھی گئی جسے اپنے صرف دس سپاہیوں کو ساتھ لیکر مفتوح اور راجہ کو مقید کیا۔ جنگ لوشانی بھی اپنے معدودے چند سپاہیوں کی مدد سے سر کی اسپر آپ ناک سے حولد ار ہوئے انعام پایا اور اپنے کمانڈنگ افسر کے مورد تحسین و آفرین قرار پائے۔ گولا گھاٹ

کے قلعہ کی فتحیابی کا باعث بھی آپ ہی کی ذات ہوئی جسکے جلد وین حضور پرنس آف ویلز دا علیحضرت ملک معظم کی تشریف آوری دہلی کے موقع پر آپ کو آرڈر آف برٹش انڈیا کا طلائی تمغہ مرحمت ہوا۔ شہداء کی عالمگیر بغاوت کے زمانہ میں آپ آسام میں تھے۔ وہاں اکثر انگریزوں کی جان و مال کی حفاظت کی اور ان حسن کارکردگیوں پر اکثر اسناد آپ کو عطا ہوئے اور انعام و اکرام۔ حکام وقت کی خوشنودی و فراخ چشموں، تمغوں اور عمدہ کی ترقیوں سے سرفراز کیے گئے۔ آپ کو بحیثیت ایک کمنڈر عمل سپاہی کے تمام حکام و وقت کی نظر سے دیکھتے ہیں درباروں میں بھی آپ ہمیشہ مدعو کیے جاتے ہیں۔ آپ کی وجہ سے آپ کے بیٹے پوتوں اور نواسے کے ساتھ حکام نے خاص رعایتیں ملحوظ رکھیں جو اس وقت گورنمنٹ کے فوجی اور پولس کے محکومین میں ممتاز عہدوں پر مامور ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر نوے برس کی ہے۔ سکونت باڑہ۔ ضلع غازی پور۔



اندر نرائن۔ پنڈت۔ رائے۔ ولادت شہداء۔ آپ کشمیری برہمن ہیں۔ آپ کے والد پنڈت رائے کشن نرائن زمانہ غدر شہداء میں ساگر کے ڈپٹی کلکٹر بندوبست تھے جنکی خیر خواہانہ خدمات کا مفصل ذکر ڈپٹی کشن ساگر نے اپنی رپورٹ میں کیا ہے۔ وہ سپاہیوں سے ملکر انکے باغیانہ خیالات گورنمنٹ انگریزی پر برابر ظاہر کرتے اور ضلع مذکور کے عام و خاص لوگوں کے دلوں سے انکی بدگمانی اور غلط فہمی کو رفع کرتے اور شب و روز گورنمنٹ کی وفاداری پر مستعد رہتے اور ہر قسم کی امداد دیتے تھے۔ انھوں نے اُس امتحان کے وقت میں اپنی ذات کو سلطنت انگریزی کی خدمات پر وقف کر دیا تھا۔ اسکے جلد وین گورنمنٹ نے رائے کا موروثی خطاب اور تین مواضع مرحمت کیے۔ انکے انتقال کے بعد آپ خطاب اور

زمindari کے وارث ہوئے۔ فی الحال سات گاؤں مسلم آپ کے قبضہ میں ہیں اور ایک گاؤں میں آٹھ آنہ کے حصہ دار ہیں۔ ان مواضعات کی کل جمع مالگزارمی دس ہزار چار سو پینیس روپیہ کی ہے۔ آگرہ میں تعلیم حاصل کر کے آپ نے گورنمنٹ کی ملازمت اختیار کی جس میں درجہ بدرجہ ترقی کر کے بالفعل آپ سب ججی پر ممتاز ہیں۔ آپ کے دو فرزند پنڈت برج نرائن اور پنڈت اقبال نرائن ہیں۔ سکونت کانپور۔



محمد محسن - سید - خان بہادر - ذوالقدر - ولادت ۱۲۸۶ء - آپ سید محمد ناصر علی خان ڈوٹھی کلکٹر آہ آباد کے خلیف اکبر ہیں جنھوں نے غدر ۱۸۵۷ء کے پر آشوب زمانہ میں اپنی ذات کو علیحدہ رکھا اور محصورین قلعہ آہ آباد کو ہر قسم کی ضروری اطلاع دینے - سامان رسد وغیرہ ہم پہونچانے اور مالی امداد سے دریغ نہیں کیا۔ ان وفادارانہ خدمات کے جلد وہیں گورنمنٹ نے انکو دو ہزار روپیہ سالانہ مالگزارمی کے ایک موضع کے حقوق مالکانہ اور ایک خلعت مرحمت کیا۔ اسکے بعد بطور انعام ضبط شدہ علاقے بھی دیئے جنکی تشخیص جمع بندی پانچزار روپیہ کی تھی۔ ۱۰ - ستمبر ۱۲۸۶ء کو خان بہادر اور اسکے بعد ذوالقدر کے امتیازی اور موروثی خطابوں سے سرفراز و ممتاز کیے گئے۔ سید محمد محسن خان بہادر ذوالقدر بھی مالک مغربی و شمالی کی ڈوٹھی کلکٹری پر مامور تھے جس عہدہ سے آپ نے نومبر ۱۲۹۷ء میں کناراہ کش ہو کر پنشن حاصل کی تیسیس مواضع کا علاقہ آپ کے قبضہ میں ہے جنکی مالگزارمی سات ہزار تین سو روپیہ سالانہ ہے۔ انہیں سے چار موضعے موروثی ہیں باقی ماندہ گورنمنٹ نے آپ کے والد کو غدر کی خیر خواہیوں کے صلہ میں عطا کیے تھے۔ سکونت جوینور۔



نرمدر بہادر پال - راجہ - ولادت ۳۰ - جون ۱۲۸۶ء - آپ سورج بنسی تھپری

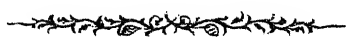
ہیں۔ ابتداءً اس راج کے مالک وقابض کول بھیل تھے۔ سہم ۱۳۰۵ مطابق  
 ۱۵۸۵ء میں اس خاندان کے دوسرا راجہ دیو اور تلک دیو راج کماؤن  
 سے یہاں وارد ہوئے اور ملک کی بد نظمی اور رعایا کی بد دلی دیکھ کر وہاں کے باشندوں  
 کی مدد اور اپنے زور بازو سے کول بھیلوں پر حملہ کیا اور نتیجہ میں فتحیاب ہوئے۔  
 اول الذکر یعنی راجہ الک دیو وہاں گدی نشین ہوئے اور آخر الذکر یعنی تلک دیو  
 وطن کو واپس گئے۔ راجہ الک دیو نے نہایت خوش اسلوبی سے ملک کا انتظام  
 کیا ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے پت تیج پال راجہ ہوئے جن کو شہنشاہی کے  
 دربار سے پال کا لقب عنایت ہوا اس وقت سے آج تک اس خاندان میں پال  
 کا لقب چلا آتا ہے مورث اعلیٰ راجہ الک دیو کے بعد چودہ پشت تک مہولی اس  
 خاندان کا مستقر رہا لیکن پندرھویں پشت میں راجہ بختا وری پال اپنے بھائی کے صدر مدبر  
 کی وجہ سے مہسون میں توطن پذیر ہوئے اس وقت سے یہ ریاست راج مہسون کے  
 نام سے مشہور ہوئی۔ ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۲ء کو اپنے والد راجہ بھوانی غلام پال کی  
 وفات پر آپ مسند نشین ریاست ہوئے۔ ۱۸۹۷ء کے قحط میں آپ نے مساکین  
 و محتاجین کی امداد کے صلہ میں گورنمنٹ کی جانب سے پروانہ خوشنودی مزاج حاصل  
 کیا اور اسی سال آپ کو آزیری مجسٹریٹ کا بھی اعزاز عطا ہوا۔ آپ کا علاقہ پرگنہ مہولی۔  
 ضلع بستی اور ضلع فیض آباد میں واقع ہے۔ آپ گورنمنٹ کو بیس ہزار نو سو سولہ  
 روپیہ مالگزاری ادا کرتے ہیں۔ سکونت پرگنہ مہولی۔ ضلع بستی۔

بشمبر ناٹھ۔ رائے بہادر۔ ولادت یکم فروری ۱۸۷۷ء۔ آپ کے اسلاف  
 پنجاب سے وارد ہوئے۔ اسکے بعد انھوں نے اپنے توطن کو آگرہ کو منتقل کیا  
 جہاں آباد ہو کر کپڑے کی تجارت شروع کی۔ غدر ۱۸۷۷ء میں آپ کے والد

لالہ نبی رام اور بھائی لالہ برج بھہ نے ایک یورپین لیڈی کی مع اُسکے باپ اور تین بچوں کے جان بچائی جسکے جلد وین گورنمنٹ سے انعامات حاصل کیے۔ راسے بہادر بشمیر ناتھ نے چونتیس برس تک سرشتہ تعلیم میں مدد دی ہے۔ آپکو گورنمنٹ ہائی اسکول کی ٹیٹا سٹری کی دیرینہ اور قابلانہ خدمات کے صلہ میں ۲۲ جون ۱۹۷۷ء کو راسے بہادر کا خطاب گورنمنٹ نے عطا فرمایا۔ سکونت آگرہ۔

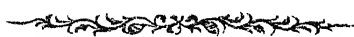


ابراہیم احمد۔ قاضی شیخ۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۷۷ء۔ آپ کے اسلاف جو لکھنؤ کے قدیم باشندوں میں تھے نواب سعادت خان برہان الملک نواب وزیر دادھ کے عہد حکومت میں مراد آباد میں وارد ہوئے اور منصب قضا پر مامور کیے گئے۔ یہ عہدہ اس خاندان میں نسلاً بعد نسل قائم رہا مگر آپ کے والد قاضی احمد علی نے صرف اپنی جاگیر کی آمدنی پر قناعت کی اور کسی خدمت کو پسند نہیں کیا۔ قاضی ابراہیم احمد خان بہادر کے قبضہ میں بھی دو ایک مواقع موجود ہیں۔ آپنے مراد آباد کی نیو سپل سکرٹری کی حیثیت سے ملکی اور سرکاری خدمات نہایت خیر خواہی اور دیانت داری سے انجام دیں جسکے جلد وین گورنمنٹ نے ۲۵ مئی ۱۹۷۷ء کو خان بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ سکونت مراد آباد۔ حال ساکن بھوپال۔



مہاراج نرائن شیو پوری۔ راسے بہادر۔ ولادت ۱۸۷۷ء۔ جون ۱۸۷۷ء۔ آپ کشمیری برہمن خاندان سے ہیں۔ آپ کے اجداد اٹھارویں صدی کے اوائل میں کشمیر سے وارد ہوئے جہاں سلطنت مغلیہ کی فتنہ کاری فوج کے بخشی مقرر ہوئے۔ اور اکثر اہل خاندان برٹش گورنمنٹ کی اعلیٰ ملازمتوں پر مامور ہوئے۔ آپ کے ایک چچا زاد بھائی پنڈت بشمیر ناتھ سپریم کورٹ لکھنؤ کو نسل کے ممبر اور

دوسرے سب جج اور تیسرے ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کے میز فشی ہین۔ آپکو ڈپٹی کلکٹری کی عمدہ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ سے ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کو رے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت بنارس۔

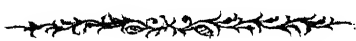


حمید انظر خان۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۵۶ء۔ آپ نوابان نجیب آباد ضلع بجنور کے خاندان کی یادگار ہیں اور خاندان ریاست رام پور سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ جنرل عظیم الدین خان کے چھوٹے بھائی ہیں جنکے ہاتھ میں ریاست رام پور کی عنان انتظام ایک عرصہ تک رہی تھی اور جو دہان مقتول ہوئے۔ اپنے برادر اکبر کے انتقال کے بعد چند سال تک مختلف معاملات ریاست کا اہتمام و انصرام اپنے ہاتھ میں لیا تھا مگر ۱۸۹۶ء میں آپ نے گورنمنٹ انگریزی کی ملازمت اختیار کی اور ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر مامور ہوئے سنی الحال آپ بیکانیر میں دیوان ریاست ہیں۔ آپ کے اعلیٰ اوصاف کی وجہ سے پبلک اور گورنمنٹ دونوں آپکو وقعت اور عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آپ کو ریاست رام پور کے اعلیٰ انتظام۔ آپکی خاندانی وجاہت اور ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ کی قابلانہ خدمات کے جلد وین گورنمنٹ نے یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو خان بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت ریاست رام پور۔ حال ریاست بیکانیر۔



اپندر ناتھ کنجی لال۔ رے صاحب۔ آپ حکمہ جنگلات میں یکم اکتوبر ۱۸۷۸ء کو ملازم اور ۲۔ جون ۱۸۹۲ء کو ورنکولر انسٹرکٹر مقرر ہوئے اور اب ۳۔ اگست ۱۸۹۶ء سے آکٹر اسٹنٹ کنسروٹری کے عہدہ پر متنازع ہیں۔ آپکی اعلیٰ خدمات کے جلد وین گورنمنٹ نے ۲۶۔ جون ۱۸۹۷ء کو آپ کو رے صاحب کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت ویرہ دون۔

بنیا وحسین - میر - خان بہادر - ولادت ۱۸۶۷ء آپ اودھ کے ایک عالی نسب سید ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ سید علیم الدین ابراہیم شاہ شرتی والی جو پنور کی افواج کے سپہ سالار تھے۔ آپ توران کے قدیم باشندے ہیں جہاں سے آپ کے بزرگ ۱۲۹۵ء میں ہندوستان میں آئے اور سلطان علاء الدین خلجی نے انکی بہت بڑی تعظیم و تکریم کی۔ سید علیم الدین نے قصبہ بلانوں میں ایک قلعہ تعمیر کرایا تھا جسکے آثار اب بھی باقی ہیں۔ جلال الدین اکبر شاہ غازی کے عہد میں سید صدر جہان صدر الصدور کے منصب پر ممتاز تھے۔ شاہان اودھ کے زمانہ میں بھی یہ خاندان نہایت مغز اور مقدر رہا۔ میر بنیا وحسین ۱۸۸۰ء میں اپنی وسیع جائداد کے مالک ہوئے اور اپنے موروثی علاقہ کو اپنے حسن انتظام سے بہت بڑی ترقی دی۔ آپ کو رفاہ عام کا یون سے بہت بڑی دلچسپی ہے۔ ۱۸۹۶ء کے قحط میں اپنے بڑی سیر چشمی اور فیاضی ظاہر کی جسکے صلہ میں گورنمنٹ نے جنوری ۱۸۹۸ء میں آپ کو خان بہادر کا خطاب عطا کیا۔ آپ کئی بار اپنے ضلع کے ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ منتخب ہوئے ہیں۔ سکونت قاد پور ضلع بارہ بنکی۔



دھیرج لال - منشی - رائے بہادر - ولادت ۱۶ جولائی ۱۸۳۸ء آپ پاتھر کا سیتھ ہیں۔ آپ کا قدیم وطن دہلی ہے جہاں سلطنت اسلامیہ کے زمانہ میں آپ کے اسلاف کرام مغز عہدوں پر ممتاز تھے۔ انقلاب زمانہ سے آپ ان صوبجات میں چلے آئے۔ آپ کے والد رائے درگا پرشاد ۱۸۵۷ء میں عہدہ ڈپٹی کلکٹری پر مامور تھے۔ انکو بجلد وے حسن خدمات ایام غدر علاوہ ایک قیمتی خلعت کے سات مواضع کا مالکانہ حق عطا ہوا تھا جو ضلع بلند شہر میں واقع ہیں۔ اسکے علاوہ تھہر میں بھی آپ کی موروثی حقیت ہے۔ آپ ۱۸۵۶ء میں سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے اور ۱۸۶۴ء میں انوپ شہر کی تحصیلداری سے سبکدوشی حاصل کی اور ضلع علی گڑھ میں سکونت اختیار



کر کے پبلک اور سرکاری خدمات کی انجام دہی میں اپنا وقت گرانمایہ صرف کیا۔ آپ عرصہ دراز سے کول کے اسپتال مجسٹریٹ اور کول مینوسپلٹی کے وائس چیرمین ہیں۔ آپ ڈسٹرکٹ بورڈ کی ممبری کا بھی فخر رکھتے ہیں۔ سا لہا سال سے آپ نے ہندو مسلمانوں کے مابین خصوصاً ان کے تہواروں پر دوستانہ ربط و ضبط برہانے کے لیے جو عمدہ خدمت انجام کی ہے اس کے صلہ میں گورنمنٹ نے سال ۱۹۹۶ء میں آپ کو رائے بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ سکونت علی گڑھ۔

جو دھان سنگھ چیو دیو۔ راو۔ ولادت ۱۳۳۱ء عہد آپ راو چھتر سنگھ کے فرزند ہیں آپ کا تعلق ایک قدیم سینگر راجپوت خاندان سے ہے جس نے پرگنہ اور تیا ضلع اٹا وہ میں توطن اختیار کیا تھا۔ اس خاندان میں پہلے ستاون گاؤں تھے مگر اب صرف پانچ موضع باقی رہ گئے ہیں جنکی مالگاری تقریباً چار ہزار روپیہ ہے۔ آپ کا خطاب بہت پرانہ ہے آپ کو دو بار میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ کی جائیداد سو روٹی ہے۔ سکونت گھوٹا ضلع اٹا وہ۔

عنایت حسین خان نشی۔ خان بہادر۔ ولادت ستمبر ۱۹۳۲ء۔ آپ پٹھان ہیں ۱۹۵۷ء میں آپ ضلع باندہ میں بطور مشیکار سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے اور عہدہ ڈپٹی کلکری تک ترقی کی آپ پشپن پاتے ہیں۔ زمانہ عہدہ ۱۹۵۷ء میں اپنے وفادارانہ برتاؤ کے ساتھ اپنی تحصیل میں امن وامان قائم رکھا اور اپنی جان و مال کو خطرہ میں ڈال کر انگریزوں کی امداد میں کمر بستہ رہا ان خدمات کے جلد و میں آپ کو باندہ میں ایک کوٹھی عنایت ہوئی تھی جس کا کرایہ ایک سو بارہ روٹہ ماہوار ہے۔ اس کے بعد آپ کو ۶۔ جون ۱۹۸۸ء کو خطاب خان بہادر بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ فی الحال آپ بھوپال میں جوڈیشل اسٹنڈنٹ منسٹر ہیں۔ سکونت آلہ آباد۔

فرید الدین احمد - مولوی - سید - خان بہادر - ولادت ۲ - اکتوبر ۱۸۲۷ء - پٹنہ  
 سید ابوالخیر خراسانی کی اولاد میں سے ہیں جو ۱۳۷۱ھ میں کٹر ضلع الہ آباد میں متوطن ہوئے تھے۔  
 مولوی صاحب کے مورثوں کو سلطنت اسلامیہ میں ایک بہت بڑی جاگیر حاصل تھی۔ آپ  
 ۱۸۵۷ء تک علوم معقول و منقول کی تحصیل میں مصروف رہے۔ ۱۸۵۳ء میں اپنے  
 وکالت صدر دیوانی و عہدہ مضافی کا امتحان پاس کیا اور اُس زمانہ کے مروجہ دستور  
 کے مطابق ۱۸۵۵ء تک عدالت دیوانی ضلع الہ آباد میں وکالت کرتے رہے۔  
 جون ۱۸۵۵ء میں آپ عدالت عالیہ صدر دیوانی و نظامت کے وکیل مقرر ہوئے  
 اور جولائی ۱۸۵۷ء میں درجہ دوم کے عہدہ سب ججی پر مقرر ہوئے اور چند سال کے  
 بعد آپ نے درجہ اول کی سب ججی پر ترقی پائی۔ ۱۶ - فروری ۱۸۷۷ء کو خان بہادر کا  
 خطاب آپ کو مرحمت ہوا۔ سکونت کٹر ضلع الہ آباد۔



اطھر علی - منشی - خان بہادر - وکیل - مشیر قانونی انجمن تعلقہ داران اودھ۔  
 آپ علوی شیخ ہیں۔ ماہ شوال ۱۲۶۳ھ میں آپ پیدا ہوئے۔ عربی و فارسی اور انگریزی  
 میں استعداد کامل پیدا کی۔ وکالت کا امتحان درجہ اول پاس کیا۔ کچھ دنوں گونڈہ  
 میں وکالت کی پھر مستقل طور سے لکھنؤ میں قیام کیا۔ اور مسلمانان لکھنؤ کے سرگروہ  
 بنے۔ آپ میں درویشانہ صفات جمع ہیں بڑے سخی و سیر عیشم خلیق و متواضع اور شاکر  
 و صابر ہیں۔ آپ کی ہمہ تن کوشش اصلاح ذات البین میں مصروف رہتی ہے۔  
 آپ گورنمنٹ کے مسلم الثبوت خیر خواہ ہیں اور آئری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنری کی  
 عزت سے بہرہ مند رہے ہیں۔ جب سے آپ کے برادر عمراؤ منشی ایتیار علی صاحب  
 مرحوم ریاست بھوپال کے عہدہ وزارت پر مقرر ہوئے تھے اسوقت سے آپ انکی قائم مقامی  
 میں انجمن تعلقہ داران اودھ کے مشیر قانونی ہیں اور اس عہدے کے نازک فرائض بخوش سلی

سراجم دیتے ہیں۔ جب سرآکلڈ کالون صاحب بہادر نے اپنے زمانہ لٹمنشی میں صنعتی کمیشن مقرر کیا تو آپ کو بھی اس کا ایک ممبر مقرر کیا اور آپ نے اس کمیشن کے ساتھ مختلف اقطاع ہند میں سفر کر کے تمام بڑی بڑی صنعتی تعلیم گاہوں اور کارخانوں کو معائنہ کیا اور مسئلہ تعلیم صنعت و حرفت کی بابت بہت عمدہ رائے لکھی۔ اسی کمیشن کی سفارش پر گورنمنٹ نے لکھنؤ میں صنعت و حرفت کا ایک مدرسہ کھولا ہے۔ سرآکلڈ کالون صاحب کے عہد میں آپ کی حسن خدمات کے جلد و میں خطاب خان بہادر عطا ہوا اور ایک پرائوٹ چٹھی کے ذریعہ سے آپ کی راستبازی و خلوص اور آپ کی ملکی خدمات اور خیر خواہی سرکار کا اعتراف کیا گیا۔ آپ تعلیم مسلمانان ہند کے معاملہ میں بہت بڑی دلچسپی ظاہر کرتے ہیں اور خصوصاً تعلیم دنیا کے بارہ میں آپ کو بے شغف و انہماک ہے۔ چنانچہ ۱۹۵ء میں مذوقہ العلماء کا دوسرا جلسہ نہایت اہتمام کے ساتھ آپ نے محض اپنے ذاتی صرف سے لکھنؤ میں منعقد کرایا۔ آپ اپنے عقائد مذہبی میں نہایت راسخ اور بڑے ہمدرد ملک و ملت ہیں اور آپ کے ہر کام میں خلوص اور صفائی پائی جاتی ہے۔ اور آپ کی ذات سے ایک چشمہ رفیع جاری ہے۔ سکونت کا کوری ضلع لکھنؤ ملک اودھ۔



محمد سمیع احمد خان۔ مولوی۔ سی ایم جی۔ آپ کے والد محمد عزیز احمد خان جنرل اکٹرونی صاحب ریٹائرڈ وہلی کے زمانہ میں میٹرنٹی تھے۔ آپ نے بڑے بڑے علما سے علوم ستدا و عربی کی تعلیم پائی ۱۸۵۶ء میں منصفی کا امتحان پاس کیا اور کامیاب امیدواروں میں اول رہے۔ ۱۸۶۲ء میں صدر دیوانی و نظامت عدالت آگرہ میں (جب کی جگہ ہائی کورٹ قائم ہوا) وکیل مقرر ہوئے۔ آپ اول شخص ہیں جنہوں نے وکلاء ہائی کورٹ میں سب ججی حاصل کی۔ ۱۸۷۱ء میں آپ اول درجہ کے سب جج مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۷ء میں آپ لارڈ ناتھ بروک کے سکریٹری منتخب ہو کر مصر کی

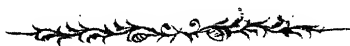
سفارت کو گئے۔ سکریٹری آف اسٹیٹ نے آپ کی ان خدمات کا اعتراف کیا اور جناب ملکہ وکٹوریہ مرحومہ نے آپ کو سی ایم جی کا خطاب مرحمت فرمایا۔ مصر کی واپسی کے بعد آپ راسے بریلی کے ڈسٹرکٹ جج مقرر ہوئے اور پھر سشن جج کے عہدہ پر ترقی پائی آپ پہلے ہندوستانی تھے جنکو مالک مغربی و شمالی واودھ میں یہ عہدہ جلیل عنایت ہوا تھا آپ نے نومبر ۱۸۹۲ء میں کمیشن لی۔ ۱۸۹۳ء میں کمشنرٹ ایکٹ ۱۸۸۹ء کی تحقیقات کے متعلق ایک کمیشن قائم ہوئی تھی جس میں ایک یورپین پریسیڈنٹ اور دو ممبر تھے۔ ان دو ممبروں میں ایک ڈاکٹر گلہارن اور دوسرے آپ تھے۔ ویسیراے نے اس کمیشن کی حسن خدمات کے تذکرہ میں آپ کا شکریہ ادا کیا ہے۔ آپ علوم عربیہ کے ایک بہت بڑے ادیب اور عالم ہیں۔ ۱۸۶۵ء میں آپ نے دہلی میں ایک عربی مدرسہ قائم کیا تھا جو ملک کی ناقدردانی سے چند سال کے بعد بند ہو گیا جس زمانہ میں سر سید احمد بنارس کے سب جج تھے تو انھوں نے مسلمانوں کی ترقی و تنزل پر غور کرنے کے لیے ایک مجلس قائم کی تھی۔ آپ اُس مجلس کے ممبر اور علی گڑھ کالج قائم کرنے کی تحریک میں تہ دل سے شریک تھے۔ جب علی گڑھ میں تعلیم گاہ قائم کرنے کا مسئلہ طے ہو گیا تو سر سید احمد اور آپ کے مابین اس بارے میں اختلاف رہا۔ ہوا کہ سر سید احمد بارہ لاکھ روپیہ کا سرمایہ جمع ہونے کے بعد کالج کا کام شروع کرنے کے حامی تھے اور آپ کی راسے تھی کہ کام شروع کر دینا چاہیے تاکہ اسکی حالت دیکھ کر ملک توجہ کرے۔ مولوی محمد سمیع الدخان اُس زمانہ میں علی گڑھ کالج کے سب جج تھے اور انھوں نے اپنے دوست و احباب و روساء ضلع علی گڑھ و بلتھ شہر سے چندہ کر کے اسکول کھول دیا جو آج محمدن کالج کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے اس اسکول کے متعلق ایک بورڈنگ ہوس بھی قائم کیا اور تمام انتظامی ذمہ داریوں کے ساتھ اس کے سکریٹری مقرر ہوئے۔ کالج میں کئی مقامات پر آپ کے نام کے کتبے

ہیں اور کالج کے تاریخی واقعات میں آپ کی مساعی جمیلہ کا اکثر ذکر مرقوم ہے۔ آپ کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو بھی ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے محمد حمید الدخان نے کیمبرج یونیورسٹی سے بی اے اور نکلسن ان سے بیرٹری کا امتحان پاس کیا ہے اور فی الحال ہائی کورٹ حیدرآباد کے پیونی جج ہیں۔ سکونت۔ دہلی۔

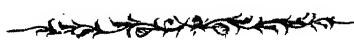
نائب علی۔ سید سردار بہادر۔ ولادت جولائی ۱۸۳۶ء۔ آپ ۱۸۵۷ء میں داخل سلسلہ ملازمت سرکاری ہوئے اسوقت سے برابر ترقی ہوتی رہی۔ فارس۔ پنجاب۔ قندھار کے مجادلون میں آپ شریک تھے۔ آپ کی ان فوجی خدمات کے جلدوین جو آپ نے مختلف مواقع پر انجام دیں آپ کو درجہ دوم کا تمغہ عطا ہوا۔ اسکے بعد ۳ فروری ۱۸۸۸ء کو خطاب سردار بہادر سے منفر و ممتاز ہوئے۔ آپ نے عہدہ رسالہ راجپری پر زمانہ دراز تک کام کیا ہے۔ سکونت الہ آباد۔

مسعود حسن خان۔ منشی۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۲۳ء۔ آپ کے پاس بہت بڑی زمینداری ہے جسکی مالگزارمی ساڑھے پانچ ہزار کے قریب ہے۔ شاہجہان شہنشاہ دہلی کے عہد عدالت میں آپ کا خاندان افغانستان سے شاہجہان میں آیا۔ اور وہاں اسکو دربار مغلیہ سے معافی عطا ہوئی۔ ایام غدر میں احمد شاہ نے آپکے چچا اور چچا زاد بھائی کو مع چند دیگر یورپین افسروں کے قید کیا تھا۔ آپ کے دادا محمد محسن خان اور چچا محمد حسین خان مناصب سب جج پر ممتاز تھے۔ اور آپ کے والد محمد حامد حسن خان اور چچا احمد حسن خان ڈپٹی کلکٹر تھے۔ آپ کے دو چچا زاد بھائی ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ آپ کے بھائی محمد محمود حسن خان صاحب کو خطاب خان بہادر عطا ہوا ہے آپکے ایک چچا زاد بھائی حاجی ابرار حسن خان کو بھی یہ خطاب حاصل ہوا ہے۔

آپکو آپکی اُن عمدہ خدمات کے صلہ میں جو آپ نے بحیثیت تحصیلدار انجام دین ۳۱۔ ستمبر ۱۹۹۸ء کو خطاب خان بہادر مرحمت ہوا۔ سکونت شاہہا پور۔



ابراہیم علی - سید - خان بہادر - ولادت یکم جنوری ۱۹۳۶ء آپ کے بزرگوں میں چند حضرات ریاست الوری میں ملازم تھے۔ آپ کے والد بزرگوار سید میر علی ضلع سیالکوٹ میں پولیس انسپکٹر تھے اور پنجاب میں تحصیلداری کے عہدہ پر مامور تھے یکم جنوری ۱۹۹۰ء کو اُن قیمتی خدمات کے صلہ میں جو آپ نے بحیثیت اکسٹرا سٹنٹ کمشنر کے ملک پنجاب میں انجام دیں بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت بنت ضلع مظفرنگر۔



روح الد خان - حاجی - حافظ - خان بہادر - ولادت ۱۹۴۲ء آپ کے آبا و اجداد شاہان اسلام کے زمانہ میں اعلیٰ و معزز عہد و پیر ممتاز تھے۔ آپ کے آبا و اجداد میں ایک صاحب نواب خیر اندیش خان نامے اورنگ زیب کے عہد میں قلعہ اٹاوہ کے فوجدار تھے۔ آپ کے والد حاجی محمد ممتاز علی خان تحصیلدار تھے آپ کے بڑے بھائی محمد صدیق خان مرحوم گورنمنٹ نظام میں ایک عہدہ جلیلہ پر ممتاز تھے آپ کے برادر اصغر تحصیلدار ہیں۔ آپ کا خاندان اٹاوہ میں نہایت با اثر ہے آپ کو اس پیش قیمت امداد کے جلد و میں جو آپ نے افسران سرکاری کو وقتاً فوقتاً بالخصوص زمانہ قحط ۱۹۹۶ء میں دی و نیز بصلہ اُن کارہائے نمایاں کے جو آپ نے بطور انریری مجسٹریٹ کے انجام دیے اور بنظر اُس سرگروہی کے جو آپ کو مسلمانان ضلع اٹاوہ پر حاصل ہے یکم جنوری ۱۹۹۸ء کو گورنمنٹ ہند سے بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کا خطاب عطا ہوا آپ کے قبضہ مالکانہ میں بہت سے مواضع بھی ہیں۔ سکونت اٹاوہ۔

عبد الغفور۔ مولوی۔ خان بہادر۔ ولادت یکم اکتوبر ۱۸۳۷ء۔ آپ کے  
 جد امجد شیخ محمد فرید الدین نے موضع فرید پور آباد کیا تھا شیخ قادر بخش آپ کے بھائی  
 ریاست بھرت پور میں تحصیلدار تھے ۱۱۔ مئی ۱۸۹۷ء کو دربار آگرہ میں آپ کو اُن عہدہ خدات  
 کے جلد و میں جو آپ نے محکمہ پولیس میں انجام دی تھیں ایک منڈیل اور ایک نفری  
 پانڈان عطا ہوا تھا اور انسپکٹر جنرل پولیس نے آپ کی اُس کارگزاری کے صلہ میں جو  
 زراعتی نمائش آگرہ کے موقع پر فروری ۱۸۹۷ء میں آپ سے بطور میں آئی تھی آپ کو  
 ایک نفری متعہ عنایت فرمایا۔ اور قسط ۹۷-۱۸۹۶ء کی خدمات کے صلہ میں یکم جنوری  
 ۱۸۹۸ء کو خطاب خان بہادر عطا ہوا۔ آپ الہ آباد کے ڈپٹی کلکٹر رہ چکے ہیں اور فی الحال  
 ریاست رامپور میں مدارالمہام ہیں۔ سکونت الہ آباد۔

جواہر لال درہندت۔ اسے بہادر۔ ولادت ۱۷۔ نومبر ۱۸۵۶ء۔ آپ کشمیری  
 برہمن ہیں۔ آپ کے آبا و اجداد ۱۸۳۳ء میں کشمیر سے آئے تھے۔ اُنہیں ایک صاحب  
 ہندت جے گوپال نامے نواب میر باقر علی خان خلف نواب سلیمان بیگ خان کی  
 سرکار میں دیوان تھے۔ آپ کے دادا ۱۸۱۵ء میں بنارس پاشالہ میں ہیڈ منشی  
 تھے اُسکے بعد وہ وکیل چیف کورٹ ہو گئے۔ آپ کے والد ہندت کنھیالال درہنشن یافتہ  
 ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ آپ بھی ڈپٹی کلکٹر ہی کے عہدہ پر ممتاز ہیں اور اُس کارگزاری کے  
 صلہ میں جو آپ نے بحیثیت ڈپٹی کلکٹر زمانہ قسط میں کی آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۸ء عیسوی  
 کو بطور اعزاز ذاتی اسے بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت کانپور۔

زاہد حسین۔ سید۔ خان بہادر۔ آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو  
 خطاب مذکور مرحمت ہوا۔ سکونت الہ آباد۔

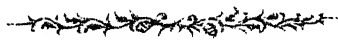
حسین بخش - شیخ - خانصاحب - آپ نے گورنمنٹ انڈیا کے حکمہ پائش میں ملازمت شروع کی۔ یکم اپریل ۱۸۵۲ء سے ۳۱ اکتوبر ۱۸۵۵ء تک برہامین ساحت کا کام انجام دیا۔ ایرانی بوجی سرحدی کمیشن کے ساتھ پندرہویں پیاپیشی جماعت میں رہے اور اسکے بعد آپ ماتحت سروریر مقرر ہوئے اور مم میران زئی پر بھیجے گئے۔ اسکے بعد سروریر ہو کر وزیرستان کی فوجبشی دانامین آپنے عمدہ مدد دی جسکے صلہ میں ۱۸۵۶ء میں آپکو سوروپہ کا ایک خلعت اور سند حسن خدمات عطا ہوئی۔ اسی سال آپ نے جنوبی وزیرستان کے پیٹری ملک بھٹانی واقع سرحد بنون کا پیاپیشی کام نہایت خوبی سے انجام دیا جسکی تعریف مسٹرنگ ہسپنڈ نے خصوصیت کے ساتھ کی۔ آپکی مذکورہ جاکھا بانہ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے یکم جنوری ۱۸۵۶ء کو خانصاحب کے خطاب سے آپکو معزز و مفتخر کیا۔ ۱ جنوری ۱۸۵۶ء سے ۱۱ جنوری ۱۸۵۹ء تک آپ سرورے ٹریننگ اسکول کے قائم مقام انسٹرکٹر رہے۔ آپکی قیمتی خدمات کی تحوری تعریف ہر موقع پر آپ کے انسردن نے کی ہے جو بطور اسناد حسن کارگزاری آپ کے پاس موجود ہیں۔ سکونت ویرہ دون -



کیشری نرائن - رائے - ولادت ۲۴ - نومبر ۱۸۶۲ء - آپ کے اسلان کرام امین آباد صوبہ پنجاب کے قدیمی باشندہ ہیں جو کھتری کھکران کی شاخ میں چڑھا رسمی واسے مشور ہیں۔ نادر شاہ کے حملہ پنجاب کے وقت آپ کے مورث اعلیٰ لالہ گرسہاے مل دار ودہلی ہوئے جہاں دربار سلطنت مغلیہ میں داروغگی اصطل کے منصب پر ممتاز ہوئے پھر وہاں سے نواب صفدر جنگ کے ساتھ اودھ میں آئے جہاں انکے فرزند لالہ لچھی نرائن داروغہ محلات شاہی اور رائے کے موروثی خطاب سے معزز ممتاز ہوئے جسے اس خاندان کی قدامت اور حسن خدمات قدر کے لحاظ سے گورنمنٹ



انگلشیہ نے موروثی تسلیم کیا۔ رائے لچھی نرائن کے بیٹے رائے مہنی رام آلہ آباد چلے گئے اور وہیں مواضع وغیرہ خرید کیے۔ زمانہ غدر میں اُنکے ایک جانشین رائے بلدیو نرائن عرف چھوٹوالال نے گورنمنٹ کی امداد کی۔ اسکے صلہ میں ۲۸ جون ۱۹۱۸ء۔ ۱۳ جولائی ۱۹۱۸ء اور ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو آپکو خوشنودی فراج اور راج کی وفاداری کے اظہار میں اسناد مرحمت ہوئے۔ اُنکے بعد اُنکے پوتے رائے کیشری نرائن خلف رائے گوگل نرائن جانشین ہوئے اور ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو دہار یونین آپکا نام داخل کیا گیا۔ آپکی خاندانی وقعت اور ذاتی لیاقت کے لحاظ سے آپ ۱۶ جولائی ۱۹۱۹ء کو اسٹنٹ اوپیم اینڈ ٹی کے عہدہ پر سرفراز کیے گئے اور فی الحال آپ ضلع فقیہ پور میں اس عہدہ پر مامور ہیں۔ آپ کے اور دو بھائی امور زمینداری اور انتظام خانہ داری میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ کے خلف اکبر اور جانشین لالہ ہنونت نرائن ہیں۔ سکونت آلہ آباد۔



**دوار کا سنگھ**۔ پٹنہ مصر۔ رائے بہادر۔ آپکی ولادت یکم ستمبر ۱۹۱۵ء کو مراد آباد میں واقع ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد کا موطن اصل ٹوبانہ ضلع جالندھر ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ مسر جگت سنگھ سلاطین مغلیہ کے عہد میں مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے۔ زمانہ غدر کے بعد اُنکو اپنی سکونت امر وہ ضلع مراد آباد میں منتقل کرنا پڑی۔ اسکے بعد مسٹر لسن صاحب کلکٹر و مجسٹریٹ ضلع مراد آباد کی رائے سے مراد آباد میں چلے آئے جہاں کچھ ارضی جائیداد بھی خریدی۔ اُنکے انتقال کے بعد زمینداری کے متعلق کچھ نزاع واقع ہوئی۔ آپ کے والد اپنی نیک نفسی سے اُس سے دست بردار ہو گئے اور بازار امر وہ دروازہ میں بکثرت دکانیں تعمیر کرائیں جسکی آمدنی اب بھی بسر اوقات کے لیے کافی ہے۔ آپ کے ایک عزیز مسٹر گھاسا سنگھ انسپکٹر مراد آباد تھے۔ آپ

انہیں سال کی عمر میں کلم اگست ۱۹۱۹ء کو محکمہ پولس میں بھرتی ہوئے۔ دو تین برس بعد مہتمم اسٹیشن ہو گئے۔ ۱۹۲۰ء میں ضلع میرٹھ کے بد معاشوں کی سرکوبی کے لیے آپ کا انتخاب ہوا اور ۱۹۲۱ء میں اس حسن کارگزاری کے صلہ میں آپ کو عہدہ انسپکٹری پر ترقی دی گئی۔ آپ نے ضلع میرٹھ کے مشہور ڈاکو جھنڈا کو گرفتار کیا۔ پھر ضلع علیگڑھ کے بد معاش شیر سنگھ کی جماعت کو متفرق اور اسیر کیا۔ اسکے بعد نکل سنگھ کے مسلح گروہ کو موضع آبپور علاقہ مراد نگر میں گرفتار کر کے ناموری حاصل کی۔ اس مقابلہ میں گو ایک چوکیدار مقتول اور سترہ سپاہی مجروح ہوئے مگر آپ نے اپنی شجاعت اور دلیری سے مکان کے اندر گھس کر فریقوں کو معسلحہ گرفتار کیا۔ اسکے جلد میں آپ کو معتد بہ رقم انعام و ترقی عہدہ کے علاوہ نومبر ۱۹۲۲ء کے دربار لیوی میں گورنمنٹ نے اعزاز می شمشیر بھی عطا کی۔ ۱۹۲۳ء میں انسداد کثرت جرائم کی غرض سے مینی مال میں اور پھر بریلی میں تعینات کیے گئے جہاں کامیابی کے ساتھ آپ نے مسلح ڈاکو گرفتار کیے۔ اسکے جلد میں ۱۹۲۴ء میں گورنمنٹ نے اسے بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ فی الحال آپ لکھنؤ میں درجہ اول کے انسپکٹر اور کووال ہیں۔ جنوری ۱۹۲۵ء کے دربار دہلی کی شرکت کے لیے ہندوستانی افسران صوبہ میں سے آپ کا انتخاب ہوا ہے۔ سکونت مراد آباد۔



اکبر حسین۔ سید رضوی۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۶۔ نومبر ۱۹۲۴ء۔ آپ کا سلسلہ نسب امام مہتمم حضرت امام رضا سے ملتا ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ ۱۹۲۵ء یعنی شہاب الدین محمد غوری کے عہد میں وارد ہندوستان ہوئے۔ آپ کے دادا سید محمد زمان فوج بنگال میں ایک افسر تھے۔ اسکی حسن خدمات کے جلد میں ان کو نشیبی بنگال میں معافی عطا ہوئی اور وہیں انھوں نے توطن اختیار کیا۔ آپ کے چچا سید وارث علی آباد میں تحصیلدار اور ڈپٹی مجسٹریٹ تھے جنکو ایک باغی کی گرفتاری

کے حسن مساعی کے صلہ میں اودھ کے دربار عام میں گورنمنٹ نے ایک خلعت عطا کیا تھا۔ آپ کے اکثر اعزاز گورنمنٹ برطانیہ کے معزز عہدوں پر مامور ہیں۔ آپ کے برادر اصغر منصف ہیں۔ آپ نے سلسلہ عین درجہ ادنیٰ کا امتحان وکالت پاس کیا اور سلسلہ عین نائب تحصیلدار مقرر ہوئے۔ سلسلہ عین ہائیکورٹ کی سلیخانی کے لیے منتخب ہوئے۔ سلسلہ عین ہائیکورٹ کی وکالت کے امتحان میں کامیاب ہو کر وکالت شروع کی۔ سلسلہ عین قائم مقام منصف درجہ سوم۔ سلسلہ عین مستقل منصف درجہ دوم اور سلسلہ عین منصف درجہ اول ہوئے۔ سلسلہ عین سب جج کے عہدہ پر ترقی کی۔ سلسلہ عین جج عدالت خفیفہ درجہ اول اور اسی سال سشن جج کے لیے منتخب ہوئے اور مالک متحدہ آگرہ دادو کے مختلف شہروں میں قائم مقامی کرتے اور ایکٹرا اور بارہ سو کا مشاہرہ پاتے رہے۔ ۲۱۔ مئی سلسلہ عین کو اپنی حسن خدمات اور دیرینہ ملازمت کے صلہ میں گورنمنٹ نے خان بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ اسی زمانہ میں آلہ آباد یونیورسٹی کے فیلو اور اکثر محقق مقرر ہوئے رہے۔ فی الحال دو سال سے آپ سویلینیون کے اردو امتحان کے ممتحن ہیں۔ آپ کے فرزند سید عشرت حسین جو شیخ احمد حسین خان بہادر قلعہ دار پر پانوان کے داماد ہیں سلسلہ عین سے کیمبرج کالج میں تعلیم پا رہے ہیں۔ سکونت آلہ آباد۔

لچھمن سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۱۹۔ اپریل سلسلہ ع۔ آپ بندلیہ ٹھاکر ہیں اور بھارت چند کی نسل میں ہیں جو راجہ لکھان والی اُرچھ کے پوتے تھے۔ مہاراجہ پتانے آپ کے پردادا کو راؤ کا خطاب دیا تھا۔ ارجن سنگھ آپ کے دادا کا نام ہے۔ انھوں نے غدر سلسلہ ع کے آخرین تحصیل گر وٹھا کی بدظنی دور کرنے میں بہت بڑی مدد دی تھی۔ راؤ کا خطاب قدیمی و موروثی ہے۔ آپ کے فرزند ننھے راجہ ہیں

جولائی ۱۹۵۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔ سکونت جھانسی۔

پہاڑ سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۱۹۵۵ء۔ آپکا تعلق مشہور بندلیہ راجپوت خاندان سے ہے جسکے نام سے بندلیکھنڈ نے شہرت پائی ہے۔ آپکا سلسلہ قرابت راجہ کھنرا ضلع جھانسی سے ملتا ہے۔ آپ کے والد کا نام راؤ بخت ملی تھا۔ راؤ کا خطاب موروثی و خاندانی ہے۔ آپ اپنے والد کے جانشین ہیں اور آپکی ریاست میں کئی موضع شامل ہیں۔ سکونت تربت ضلع لالت پور۔

ہری کرشنا پنت۔ پنڈت۔ راے صاحب۔ ولادت ۳۰۔ جون ۱۹۵۵ء۔ آپ قوم بھمن اور پاراسرنیت کے قدیم خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ راجگان چندنگوٹی کے زمانہ میں اس خاندان کے لوگ اعلیٰ عہدوں پر متنازع تھے۔ یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو قحط ۱۹۹۰ء کے امدادی کاموں کے انتظام و اہتمام کے صلہ میں آپکو راے صاحب کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت الموڑہ۔

جوجل کشور۔ راے صاحب۔ ولادت ۱۳۔ اپریل ۱۹۵۵ء۔ اسلامی حکومت کے زمانہ میں آپ کے مورث اعلیٰ پر گنہ گھر ضلع مظفرنگر میں قانونگو تھے۔ آپ کے جدا مجد لالہ پنچل سنگھ جی سہارنپور کے محافظ دفتر و ناظر تھے۔ آپ کے والد لالہ بھوانی پرشاد ضلع مذکور میں نائب تحصیلدار تھے اور نیشن پانے کے بعد تحصیل نکور کے سب رجسٹرار مقرر ہوئے۔ آپ کے چھوٹے بھائی بابو کیوا کرشن بی۔ اے۔ ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ آپ ڈسٹرکٹ سرورین ہیں۔ ضلع ہروونی میں قحط کے امدادی کام کے متعم تھے اور اس موقع پر آپ نے جو کارگزار یاں کی تھیں انکے صلہ میں

آپ کو یکم جنوری ۱۹۰۸ء کو راے صاحب کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت مظفر نگر۔

پر تاب سنگھ۔ راے۔ ولادت ۱۰ ستمبر ۱۸۹۹ء۔ آپ اپنے والد راے ڈال چند کے انتقال کے بعد ۹۔ اکتوبر ۱۹۰۸ء کو وارث و جانشین ہوئے۔ یہ خطاب موروثی ہے۔ آپ کا تعلق اُس قدیم جاٹ خاندان سے ہے جو سوٹھویں صدی کے وسط میں جھنڈ سے آئے تھے۔ اس خاندان کی ایک شاخ کے افسر سسما گھ پدارتھ نے دریائے گنگ کے ساحل پر قصبہ ناگل کی بنیاد لی اور شہزادہ سلیم اور اُن کے بعد شہنشاہ جہانگیر کے الطاف خسروانہ کی وجہ سے دربارِ اعلیٰ میں رسوخ حاصل ہوا اور ایک خلعتِ فاخرہ۔ راے کا خطاب اور ناگل اور برہم پورہ کے مابین ایک علاقہ مرحمت ہوا۔ آپ کے پردادا راجہ تاپ راج سنگھ بڑے ذی اثر شخص تھے۔ سکونت ساہن پور۔ بجنور۔

امان سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۱۴۔ اگست ۱۸۸۶ء۔ خطاب مذکور موروثی ہے۔ خاندانی روایات میں بیان ہے کہ راجہ چھتر سال نے اپنی بیٹی کے جہیز میں اپنے داماد سو بھائی کو موضع سلیمپور کا خطاب عطا کیا تھا جس پر یہ خاندان اس وقت تک قابض و متصرف ہے۔ آپ کے دادا راؤ نول سنگھ تھے۔ سکونت ہمیر پور۔

پنچم سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۳۱۔ مئی ۱۸۸۶ء۔ خطاب مذکور موروثی ہے۔ آپ ہندو راجپوت ہیں جو پر تاب جیو کی نسل سے ہے جنھوں نے موضع سوا سا کی بنیاد ڈالی اور راجہ جگت راج مقام جیت پور سے موضع مذکور اور راؤ کا خطاب

حاصل کیا۔ سکونت سوا سا۔ پنواری۔ ہمیر پور۔

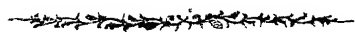
~~~~~

بشنونا تھ سنگھ۔ راؤ۔ آپ ۱۵ ستمبر ۱۸۵۷ء کو پیدا ہوئے اور  
یکم اکتوبر ۱۸۵۷ء کو وارث ریاست ہوئے۔ خطاب خاندانی ہے۔ مشہور ہے کہ  
ابتدائیں یہ خطاب راؤ بشونا تھ کے والد رگھو سنگھ کو راجہ گیان چند نے دیا تھا۔  
سکونت کانپور۔

~~~~~

ڈال سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ آپ ۱۸۵۷ء میں اپنے والد راؤ  
نیت سنگھ کے انتقال کے بعد اُنکے جانشین ہوئے۔ خطاب خاندانی ہے۔ آپ کا  
تعلق کٹھریا راجپوتوں سے ہے جو اپنے تئیں راؤہری سنگھ کا جانشین بتاتے ہیں جو  
گولار سے پور واقع دریائے کھنوت میں سوٹھویں صدی میں آکر آباد ہوئے تھے۔  
شہنشاہ دہلی شاہجہان کے فرمان مجریہ ۱۶۵۷ء کے ذریعہ سے راؤہری سنگھ کے وارث  
کرم سنگھ کو گولہ کی زمینداری حاصل ہوئی اسکے بعد یہ خاندان نالہ کو منتقل ہوا۔ یہ خاندان  
سترھویں اور اٹھارھویں صدی کے مابین پٹھانوں کے ساتھ بہت سی لڑائیاں لڑا۔  
انھیں محاربات میں سے ایک جنگ میں راؤ گوپال سنگھ کٹھریا کا مقام نالہ میں اٹھارے  
کارزار میں مارے گئے۔ انھوں نے اپنے اعقاب میں ایک بیوہ اور دو خردسال  
اطفال کو چھوڑا۔ راؤ حال کے والد راؤ جیت سنگھ نے غدر ۱۸۵۷ء میں عمدہ خدمات  
انجام دیے اور تھبہ پوایان کی محافظت اس وقت کی جب مولوی احمد اللہ شاہ نے  
۱۸۵۷ء میں اُسکا محاصرہ کیا تھا اور انھوں نے برٹش افواج کے لیے سامان  
رسد بھی بھجھ پونچایا۔ راؤ ڈال سنگھ کے تین بیٹے پو سنگھ، جگن ناتھ سنگھ اور سردان سنگھ  
ہیں۔ سکونت نالہ۔ شاہجہان پور۔

پشکریال - راجو یا راجہ - ولادت ۱۳۳۷ء - خطاب موروثی ہے۔ آپ سورج ہنسی راجپوت ہیں۔ یہ خاندان راجگان کٹیوری کی چھوٹی شاخ میں ہے۔ لفظ "راجہ" لفظ "راجمار" کا ہم معنی اور ہم پلہ ہے۔ کٹیوریوں میں ولی عہدوں کا یہ خاص لقب ہے۔ ان لوگوں نے اپنی ریاست کمایوں میں قائم کی تھی مگر بعد کو چند راجوں نے انکو سلطنت سے معزول و محروم کر دیا۔ زمانہ سلف میں یہ خاندان جوئی ٹھ سے گڑھوال میں آیا۔ ابھی دیو سلسلہ نسب میں سالواہن دیو کی انچاسویں پشت میں تھے۔ یہ پہلے شخص تھے جس نے کٹیوری قوت کے زوال کی وقت وادی کٹیوری کو خیر باد کہی۔ انھوں نے اپنے لقب دیو پال سے بدل ڈالا کیونکہ یہ حکمرانان کٹیوری کی شاخ خاندان کے ساتھ منسوب و متعلق تھا۔ جب راجہ چندا سکوت پرتابض ہوا تو اُس نے اسکوت کے راجہ کو اجازت دی کہ وہ چند راجہ کی ماتحتی میں زمیندار کی حیثیت سے اپنی ارٹ و ملکیت قائم رکھیں۔ موجودہ راجہ اسکوت کو آئری مجیٹری کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ سکونت - اسکوت - کمایوں -

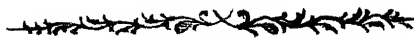


رنجیت سنگھ - چودھری - رائے بہادر - ولادت ۳۰ جولائی ۱۸۶۷ء - آپ چوہان ٹھاکر ہیں۔ آپکو چودھری گھاسی سنگھ شیرکوٹی نے متبئی کیا تھا۔ چودھری صاحب موصوف کی ریاست ضلع بنجور میں سب سے زیادہ قدیم اور سب سے وسیع اور بڑی ہے۔ خطاب رائے بہادر آپ کو آپکی وفاداری - فیاضی نفع رسانی خلافت اور اُن خدمات کے جلد وین جو آپ نے بطور وائس چیرمین دھرم پور مینو سیل پور ڈکے انجام دیئے ۳۱ - دسمبر ۱۹۰۷ء کو عطا ہوا۔ آپکی ریاست میں علاوہ متفرق املاک کے مسلم دیہات کی تعداد ایک سو چونتیس ہے اور مالگزاری سرکار اسی ہزار کے قریب ہے۔ سکونت شیرکوٹ ضلع بنجور -

سریرام - آنریبل - بابو - ایم - اے - راے بہادر - تمغہ یافتہ - قیصر ہند - ولادت ۱۸۵۷ء اس خاندان کے مورث اعلیٰ راجہ بلکرن داس شہنشاہ دہلی کی سرکار میں منصب جلیل پر فائز تھے جنھوں نے اپنا وطن صوبہ اودھ کو منقل کیا ان کے اخلاف میں ششی فقیر نواب سادات علی خان نواب اودھ کے عہد حکومت میں خزانہ شاہی کے دیوان تھے - ان کے بعد ان کے خلف اکبر دیوان روشن لال ان کی جگہ پر مامور ہوئے اور ان کے فرزند اصغر بخشی بدری ناتھ فوج شاہی اودھ کے بخشی مقرر ہوئے - موخر الذکر کے بیٹے ششی لچھن پرشاد چکلہ داری کے عہد پر فائز ہوئے - اور مقدم الذکر یعنی دیوان روشن لال کے انتقال کے بعد ۱۸۷۲ء میں دیوان انت رام کو ان کا منصب ملا جس کے فرائض وہ ۱۸۷۵ء تک حسن و خوبی سے انجام دیتے رہے - راجہ گنگا پرشاد انھیں کے برادر اصغر تھے جنھوں نے واجد علی شاہ آخری شاہ اودھ کی حیات تک کلکتہ میں ان کے ہمراہ رفاقت کے ساتھ بسر کی - دیوان انت رام کو ایام غدر کی خیر خواہانہ خدمات کے جلد و میں ۱۸۵۷ء کے دربار میں لارڈ کیننگ صاحب نے تعلقہ رسول پور ضلع فیض آباد اور ایک خلع مظفرہ اور پانچزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا - ۱۸۶۲ء میں ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے دیوان میوہ لال وارث ہوئے ان کے انتقال پر ان کے فرزند راے سریرام بہادر جانشین ہوئے - اپنے پہلے فارسی پچھرا انگریزی شروع کی اور ۱۸۷۷ء میں - بی - اے - ۱۸۷۷ء میں زبان سنسکرت میں ایم - اے - ۱۸۷۷ء میں بی - ایل - اور ۱۸۷۷ء میں وکالت ہائی کورٹ کا امتحان پاس کیا اور ہر درجہ میں برابر اتمام اور وظائف حاصل کرتے رہے - ۱۸۷۷ء میں گورنمنٹ نے آپ کو ضلع گونڈہ کا اکسٹرا سٹنٹ کمشنر مقرر کیا مگر آپ نے اپنی آزادانہ فراہمی کی وجہ سے استعفا دیدیا - ۱۸۸۲ء میں آپ مینوفیل بورڈ لکھنؤ کے ممبر اور ۱۸۸۹ء سے آج تک اسکے وائس چیرمین منتخب ہوتے رہے - ۱۸۹۰ء میں ہیرائل ہائوس پرنس وکٹر کی تشریف آوری لکھنؤ کے موقع پر مالک مغربی و شمالی واودھ کی جانب سے ایڈریس پیش کرنے والے



ڈیپوٹیشن میں منجملہ میں آدیون کے آپ بھی منتخب ہوئے تھے۔ گورنمنٹ نے آپ کے حسن خدمات کے صلہ میں ۳۔ جون ۱۸۹۳ء کو رائے بہادر کے معزز خطاب سے آپ کو سرفراز کیا اور ۱۲۔ جون ۱۸۹۳ء کو آپ مالک مغربی و شمالی واودھ کے لیجسلیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے اور آج تک برابر منتخب ہوتے آئے ہیں۔ ۱۸۹۸ء میں آپ کو آپ کی اعلیٰ خدمات قحط ۱۸۹۴-۹۵ء کے جلد و میں جناب ملکہ قیصرہ ہند کی جانب سے اعزازی سرٹیفیکٹ عطا کیا گیا اور جون ۱۸۹۸ء میں بتقریب سالگرہ جناب ملکہ مغظمہ وکٹوریہ کا طلائی تمغہ عنایت ہوا۔ ۱۵۔ نومبر ۱۸۹۸ء کو سپریم وائس ریگل کونسل کی ممبری کا اعزاز حاصل ہوا جس پر آپ اس وقت تک ممتاز ہیں۔ آپ نے نفع خلاق کے لیے اجدو دیہا میں ایک اسپتال تعمیر کرایا جس کا بنیادی پتھر ۵۔ نومبر ۱۸۹۸ء کو آنریبل سٹر جان ہوپر صاحب کمشنر فیض آباد نے رکھا اور ۱۲۔ اپریل ۱۹۰۲ء کو ہزار آئر جمیس ڈگس لاٹوش صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر مالک متحدہ آگرہ واودھ نے اس کا افتتاح کیا۔ سکونت فیض آباد و لکھنؤ۔



نہال چند۔ انریل۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۶۶ء کو آپ مظفرنگر کے ایک بہت بڑے رئیس اور زمیندار ہیں۔ ۱۸۵۶ء میں آپ کے والد لالہ شیو رائن اور چچا لالہ اودیرام کو خیر خواہی کے صلہ میں گورنمنٹ سے خلعت اور زمینداری عطا ہوئی۔ آپ مختلف السنہ میں معقول دستگاہ رکھتے ہیں۔ آپ اکیس برس کی عمر سے اپنی زمینداری کے انتظام میں مصروف ہیں۔ رفاہ عام کے کاموں میں آپ کو ابتدا ہی سے دلچسپی ہے۔ ۱۸۶۲ء عیسوی سے آپ ضلع کی مینو نیپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ایک سرگرم اور ممتاز ممبر ہیں۔ آپ کے مزاج میں کمال آزادی اور حق پسندی ہے رعایا آپ کو اپنا ایک معتد قائم مقام سمجھتی ہے۔ اور گورنمنٹ آپ کی بیش قیمت رایوں کو وقت کی نگاہ سے

دیکھتی ہے۔ ۱۸۸۱ء میں آپ انری میسٹریٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۲ء میں جب ترقی  
ہر دو ار کی تجویز گورنمنٹ میں پیش کر نیکے لیے ایک کمیٹی مقرر ہوئی تو اس کمیٹی کے  
کاموں میں اپنے بہت بڑا حصہ لیا۔ ۱۸۹۳ء میں میٹنگ گورنمنٹ عالیہ سے مسکرات  
کی تحقیقات کے لیے ایک کمیشن مقرر ہوئی تھی جس میں علاوہ چار یورپین ممبروں کے  
تین ہندوستانی ممبر تھے منجملہ ان کے آپ گورنمنٹ کی جانب سے مالک متحدہ اگرہ  
واودھ کے قائم مقام تھے آپ کی رائے تھی کہ چرس اور گانجہ کا استعمال مضر ہے۔  
جب تک گورنمنٹ اسکی کاشت اور تجارت بند نہ کر لگی استعمال کم نہوگا۔ چنانچہ اسبارہ  
میں اپنے جو اختلاف رائے ظاہر کیا ہے وہ کمیشن کی رپورٹ میں موجود ہے ۱۸۹۶ء  
میں اپنے منظر نگارین زمینداروں کی ایک انجمن جاری کی جسکے آپ انری میسٹریٹ ہیں۔  
اس مفید انجمن نے تاریخ اجرا سے اب تک بہت سی خدمات انجام دی ہیں۔  
تعلیم سے آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ آپ اگرہ کالج۔ میرٹھ کالج اور ہندو کالج کے  
ٹرسٹی ہیں۔ مذہبی تعلیم کو آپ نہایت ضروری سمجھتے ہیں اور اس باب میں اپنے  
ایک کتاب موسومہ اسمرتی پر کاش تالیف کی ہے جس میں مختلف سمرتیوں کا انتخاب  
درج کیا ہے۔ ملکی معاملات میں آپ کا مذاق نہایت سلیم ہے۔ اکثر مسودات قانون  
کی نسبت اپنے وقتاً فوقتاً گورنمنٹ میں میموریل بھیجے ہیں اور آپ کی سفارشوں پر اکثر  
لحاظ ہوا ہے۔ اور معاملات کی طرح سوشل امور میں بھی آپ خاص دلچسپی ظاہر  
کرتے ہیں۔ بابو گنگا سرن مرحوم اور آپ کی کوشش سے ۱۸۹۲ء میں ویش کانفرنس  
قائم ہوئی تھی۔ آپ چند مرتبہ اُسکے جلسوں کے میر مجلس بھی رہ چکے ہیں۔ ۱۸۹۹ء  
میں گورنمنٹ عالیہ نے آپ کو رائے بہادر کے خطاب سے ممتاز فرمایا اور ۱۸۹۹ء  
میں آپ حلقہ مکھنوکے ڈسٹرکٹ بورڈوں کی جانب سے بالاتفاق ان صوبجات  
کے لیجس لیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔ اس حیثیت سے اپنے زمینداران

صوبہ کے حقوق کی نہایت سرگرمی سے حمایت کی۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ ایک لالہ سکھیر سنگھ جو انگریزی فارسی وغیرہ سے بخوبی واقف ہیں اور کاروبار ریاست کو انجام دیتے ہیں انکی عمر چونتیس برس کی ہے۔ دوسرے سیٹھ لچھی سروپ جنکی عمر تین سال کی ہے انھوں نے یونیورسٹی سے خطاب بی اے کا حاصل کیا ہے اور بہمدہ ڈپٹی کلکٹری ممتاز ہیں اور تیسرے لالہ آند سروپ ہیں جنھوں نے امتحان انٹرنس پاس کر لیا ہے اور آئندہ تعلیم پار ہے ہیں انکی عمر انیس سال کی ہے۔ سکونت مظفرنگر۔

دیپ سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۱۸۶۷ء۔ آپ اُس بندیلہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو راجہ چندیری کی ایک شاخ ہے۔ اس امر کا علم نہیں ہے کہ راؤ کا خطاب کب سے ہے۔ بھرت ساہ کے عہد حکومت میں جبکو چار سو سال کا عرصہ ہوا اس خاندان میں پہلے بہت بڑی جاگیر تھی لیکن انقلابات زمانہ اور تقسیم و تقسیم کی وجہ سے اب بہت کم رہ گئی ہے۔ سکونت رجوڑہ ضلع للت پور۔

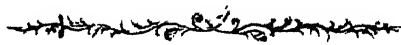
پتیم سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۳۰۔ جنوری ۱۸۷۷ء۔ قوم ٹھاکریہ خطاب موروثی ہے۔ آپ کے آبا و اجداد کو یہ خطاب راجہ گیان چند کی سرکار سے عطا ہوا تھا۔ اور اسوقت سے برابر مانا گیا ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادہ ہے جسکا نام پدما سنگھ ہے سکونت کانپور۔

دھرم راج سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۱۸۷۷ء۔ راجہ شیو راج دیو سمت ۱۳۹۳ میں قنوج سے شیو راج پور ضلع کانپور میں اقامت گزین ہوئے اور اُسکے قرب و جوار میں انھوں نے اپنی حکومت قائم کی۔ انھوں نے گھوڑیو کو خطاب راؤ عطا فرمایا۔ اور

آنکو موضع سپٹی میں سکونت کی اجازت دی۔ اسوقت سے برابر اس خاندان کے لوگ راؤ کھلاتے ہیں آپکے والد کا نام راؤ لال سنگھ تھا انھوں نے ۱۸- اکتوبر ۱۹۷۷ء ع کو انتقال کیا انکی وفات کے بعد یہ موروثی خطاب آپکو ملا۔ آپکے وارث آپکے بھائی کنور داس سنگھ ہیں جو آپ کے شملات میں متوسط درجہ کی زمینداری کے مالک ہیں سکونت سپٹی ضلع کانپور۔

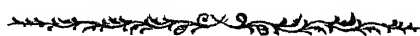


دھرم راج کنور۔ رانی۔ راجہ بازار پرہٹ۔ ولادت ۱۹۵۲ء ع۔ آپ ۱۱- اکتوبر ۱۹۷۷ء ع کو اپنے شوہر راجہ ہمیش نرائن مقام راجہ بازار کی جانشین ہوئیں۔ یہ رگھوین راجپوتوں کا خاندان ہے جسکے بانی کلیان گڑھ سنوائن سے آئے اور راجہ بازار میں علاقہ حاصل کیا۔ دو یا تین صدی کا زمانہ ہوا جب ان کے گرد و نواح کے ہمایہ راجاؤں نے ملک لگا کر انھیں راجہ کے لقب سے ملقب کیا اگرچہ کوئی سند موجود نہیں ہے لیکن خطاب اُسی زمانہ سے چلا آتا ہے۔ راجہ ہمیش نرائن ساتوین راجہ تھے۔ یہ علاوہ راجہ بازار کے پرہٹ ضلع پرناگڑھ واقع اودھ کے راجہ بھی تھے اور ان صوبجات کی انزیری مجسٹری کے اختیارات آپ کو حاصل تھے۔ سکونت۔ راجہ بازار۔ گروارہ ضلع کانپور۔ مالک متحدہ آگرہ و اودھ۔

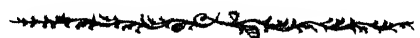


راوہا موہن۔ ولادت ۱۹۷۷ء ع۔ آپ کا ستھ میں آپکے دادا ایشری پرشاد کو نواب آصف الدولہ نے اسے کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ اسوقت سے برابر یہ خطاب آپکے خاندان میں چلا آتا ہے آپ نے اپنی جائداد اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دی تھی جو تقریباً سب رہن و بیع ہو گئی ہے۔ آپکے دو فرزند ہیں جنکے نام نامی یہ ہیں۔ دواک پاشا اور ناتا پرشاد اول الذکر کی تاریخ ولادت ۶ ستمبر ۱۹۸۲ء ع ہے اور آخر الذکر کی ۱۹ جون

۱۸۸۶ء - سکونت الہ آباد۔



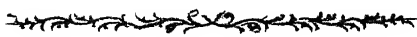
رگھونندن پرشاو - منشی - رائے بہادر - ولادت ۲۶ - دسمبر ۱۸۵۷ء ع  
آپ سری واسٹویہ دوسرے کاسٹھ ہیں۔ آپکے آبا و اجداد ضلع بستی میں کسی پرگنہ کے  
عامل تھے۔ اتفاقاً شاہان اودھ اُن سے ناراض ہوئے اور اُنکی جائداد ضبط ہو گئی  
یہاں سے بھاگ کر وہ ریاست ریوان میں گئے اور وہاں دیوان ہو گئے۔ آپکے  
جد امجد نے بنارس میں سکونت اختیار کی۔ آپکے والد رائے بلدیو بخش گورنمنٹ  
انگلشیہ کی ملازمت میں عہدہ ڈپٹی کلکٹری اور آپکے چچا منشی رام پرشاو عہدہ تحصیلداری  
پر ممتاز تھے۔ آخر الذکر بزرگوار اب بنارس میں آنریری مجسٹریٹ ہیں۔ منشی رگھونندن  
پرشاو صاحب عرصہ دراز سے بنارس مینوسپل بورڈ کے وائس چیرمین اور ڈسٹرکٹ بورڈ  
کے آنریری سکریٹری کا کام نہایت مستعدی محنت و جانفشانی سے انجام دے رہے ہیں۔  
آپنے مختص المقام تجویزات کی تکمیل میں جو افسران ضلع نے افادہ عوام کی غرض سے  
کرنا چاہیں حکام کو نہایت قیمتی مدد دی ہے اور اسکے جلد وین آپکو رائے بہادر کا خطاب  
ملا۔ علاوہ اس ذاتی و خاندانی وقت و غرت کے جو آپ کو حاصل ہے آپ مع اپنے  
بھائی کے بہت بڑی زمینداری کے مالک ہیں۔ سکونت بنارس۔



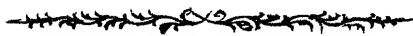
مظفر بخت - مرزا - یہ خطاب ذاتی ہے جو آپ کو آخری خود مختار شہنشاہ دہلی  
شاہ عالم کے ولی عہد پرنس مرزا جہاندار شاہ کے پرپوتے ہونے کے امتیاز میں عطا  
کیا گیا۔ مرزا مظفر بخت مرزا محمد سعید بخت کے برادر عم زاد اور محمود جان کے بھائی یعنی  
ظفر بخت کے خلف اکبر ہیں۔ سکونت - بنارس۔



نادر بخت - مرزا آخری شہنشاہ مغلیہ دہلی شاہ عالم کے ولی عہد پرنس مرزا جہاندار شاہ کی نسل میں ہیں آپ کو خطاب مذکور ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ آپ مرزا مظفر بخت کے بھائی ہیں جو مرزا محمد سعید بخت کے برادر عم زاد ہیں۔ یہ خاندان ۱۱۷۷ھ سے سلطنت برطانیہ کے زیرِ محافظت نہایت اطمینان سے بنارس میں بس کر رہے ہیں۔ آپ مرزا مظفر بخت کے فرزند ہیں۔ سکونت بنارس۔



سردار سنگھ - راجہ بہادر مقام کٹہرہ - ولادت ۱۱۵۱ھ - آپ کو ۱۹ - مارچ ۱۱۸۱ھ کو ان کے عزیز راجہ سیناپ سنگھ راؤ صاحب کٹہرہ کے سنبھالی اور وارث راجہ رن سنگھ کے قائم مقام ہونے کی حیثیت سے بطور ذاتی اعزاز کے خطاب مذکورہ بالا عنایت ہوا۔ راجہ صاحب بوندیلہ راجپوتوں کے بڑے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اس خاندان کے سردار ہرنانس مہاراجہ اُسچھ ہیں اور بوندیلکھنڈ کے خاص جاگیردار زیادہ تر اس خاندان کے یادگار ہیں۔ کٹہرا واقع جھانسی کے راؤ سیناپ نے عذر ۱۱۷۵ھ میں گورنمنٹ کی نہایت قیمتی خدمات انجام دین جسکے جلد وین خود انکو اور انکے بیٹے کو خواہ حقیقی ہو یا سنبھالی راجہ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر عطا کیا گیا۔ اور ایک قیمتی خلعت اور کچھ جاگیر بھی مرحمت کی گئی۔ انکے بعد ان کے سنبھالی بیٹے راجہ رن سنگھ جانشین ہوئے۔ جب انھوں نے انتقال کیا تو راجہ حال مسند نشین ہوئے جو کچھ رن سنگھ بہادر راجہ سیناپ سنگھ بہادر کے فرزند ہیں۔ سکونت - کٹہرا - جھانسی۔



ادتیار رام پنڈت بھٹا چارجی مہامہوپادھیاء - ۲۲ - جون ۱۱۹۴ھ کو آپ کو خطاب عطا ہوا۔ آپ سیور سنٹرل کالج آلہ آباد میں سنسکرت کے پروفیسر تھے۔ سکونت آلہ آباد



اودت نرائن سنگھ - راجہ - ولادت ۱۷۷۷ء - اپنے عزیز راجہ جگت سنگھ کی وفات پر ۱۷۷۷ء میں نابالغی کے عالم میں آپ وارث ریاست ہوئے۔ آپ بھیل راجہ اور راجہ باجی سنگھ کے فرزند ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس خاندان کے دور کے ایک پوشہ بیاگر دیو تھے جو گجرات سے آکر ریوان میں آباد ہوئے۔ قنوج کے راجپوت شہزادہ راجہ جے چند کے عہد میں بھون پرتاب ریوان سے آئے اور کولاپور واقع قنوج میں سکونت اختیار کی۔ یہ خاندان گردونواح کے موضوع میں بھیل گیا تھا تقریباً انیسویں صدی کے آخر میں دھرم داس تروا میں مقیم اور آباد ہوئے۔ ان کے پوتے پرتاب سنگھ الماس علی خان گورنر اودھ کے مزاج میں دخیل ہو گئے اور اپنے اثر کو ترقی دی اور راؤ کا خطاب حاصل کیا۔ سومیر سنگھ خلف پرتاب سنگھ نے اپنے خاندان کو اعزاز کے اعلیٰ ترین درجہ پر پہنچایا شجاع الدولہ نواب وزیر اودھ کی سرکار میں اس خاندان کے لوگ مختلف مناصب پر مامور تھے کیونکہ راجہ پرتاب سنگھ نے محاربہ بکسر میں ان کو مدد دی تھی ان کو شہنشاہ دہلی شاہ عالم نے راجہ بہادر کا خطاب اور سہ ہزاری منصب کا اعزاز عطا کیا۔ سکونت تروا فرخ آباد۔

امر پال سنگھ - رائے - ۲۰ - اگست ۱۸۵۹ء کو رائے کا خطاب آپ کو عطا کیا گیا۔ سکونت پرتاب گڑھ۔

رام چرن داس - لالہ - رائے بہادر - آپ الہ آباد کے خزانچی اور آئیری مجسٹریٹ ہیں آپ ۲ - جنوری ۱۸۹۳ء کو بطور ذاتی اعزاز کے اس خطاب سے سرفراز کیے گئے سکونت الہ آباد۔

محمد باقر علیخان - مرزا - نواب - ولادت ۱۱۵۷ھ - آپ کے مورث اعلیٰ خواجہ صفی نے جو شرفائے کشمیر سے تھے وار فیض آباد ہو کے نواب آصف الدولہ نواب وزیر اودھ کی سرکار میں ملازمت اختیار کی۔ اُنکے فرزند منظم الدولہ حکیم مرزا احمدی ۱۱۹۹ھ سے ۱۲۱۹ھ تک اضلاع محمدی و خیر آباد کے ناظم اور پھر ۱۲۳۱ھ سے ۱۲۳۲ھ تک نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ کے وزیر عظم رہے۔ چنگلہ داری کے زمانہ میں اُنھوں نے اضلاع مذکور کو گلزار پربار کی طرح آراستہ و پیراستہ کر دیا تھا اور بہت کثرت سے سڑکین تالاب نہرین اور مسافر خانے اور سرانین بنوائی تھیں۔ اُنھوں نے ۲۴ - دسمبر ۱۲۳۷ھ کو انتقال کیا اور محلہ نہرا میں مدفون ہوئے۔ اُن کا عالیشان مقبرہ اب تک لکھنؤ میں موجود ہے۔ اُنکے وسیع علاقہ کے ایک حصہ پر اُنکے بھتیجے منور الدولہ مرزا احمد علی قابض ہوئے جو نصیر الدین حیدر اور محمد علی شاہ دو بادشاہوں کے عہد میں منصب وزارت پر سرفراز اور نوابی کے خطاب سے ممتاز تھے۔ اُنکے بعد اُنکے فرزند نواب اشرف الدولہ امجد علیخان وارث ہوئے۔ یہ بادشاہ موخر الوصف کے فوجی جرنیل تھے۔ ۱۲۵۷ھ میں اُنکی وفات کے بعد اُنکے فرزند اکبر نواب مرزا محمد باقر علیخان اُنکی جاگیر کے مالک اور اُنکے جانشین ہوئے۔ ۱۲۷۷ھ میں گورنمنٹ برطانیہ نے اس خاندان کے آبائی خطاب نوابی کو موروثی تسلیم کیا۔ فہرست درباریان اودھ میں آپ کا نام نامی بھی مندرج ہے۔ آپ کا علاقہ کنواں کھیڑا ضلع سیٹاپور میں واقع ہے۔ سکونت لکھنؤ۔

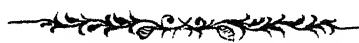


اسد اللہ خان - نواب - خان بہادر - ولادت ۲۶ - نومبر ۱۲۴۶ھ - آپ کا سلسلہ نسب نواب داد محمد خان گورنر پنجاب سے ملتا ہے۔ آپ کے بزرگوں میں نواب محمد خان نہایت نامور رئیس گزرے ہیں جنکو اُنکی خیر خواہانہ خدمات کے



لحاظ سے شہنشاہ عالمگیر نے خیر اندیش خان کے خطاب سے سرفراز اور منصب شش ہزاری سے ممتاز کیا تھا۔ انکی اولاد میں نواب خیر اندیش خان ثانی کو بھی ہفت ہزاری منصب کا اعزاز حاصل تھا۔ آپ کے اسلاف کرام میں نواب شاہباز خان بھی شہنشاہ اکبر کے عہد میں مناصب جلیلہ پر منصوب و مامور تھے۔ آپ نواب مبارک علی خان کے پوتے اور نواب احمد اللہ خان کے فرزند ہیں جنھوں نے اٹھائیس برس تک گورنمنٹ کے خدمات نہایت خوبی سے انجام دیے تھے۔ زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں انکی پیشانی ایک گولی سے زخمی ہوئی اور ہر چند باغیوں نے انکے ذاتی مال و متاع کو دو مرتبہ تاخت و تاراج کر ڈالا مگر کچھ بھی انھوں نے اپنے خدمات مفوضہ کے فرائض نہایت طمانیت قلب اور استقلال کے ساتھ ادا کیے۔ ملازمت سے کناکش ہونے کے بعد وہ مینوسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ میرٹھ کے وائس چیرمین منتخب ہوئے اور گورنمنٹ سے آنریری مجسٹریٹ کے اختیارات حاصل کیے اور انھیں جن خدمات کے صلہ میں ۲۶ فروری ۱۸۵۷ء کو گورنمنٹ انڈیا نے انکو نوابی کا ذاتی خطاب عنایت فرمایا تھا۔ انھوں نے ۱۶ اپریل ۱۸۵۷ء کو انتقال کیا۔ نواب اسد اللہ خان بہادر علوم فارسی و عربی میں فارغ التحصیل ہو کر طب یونانی کی جانب متوجہ ہوئے۔ اُسکی تکمیل کے بعد زبان انگریزی حاصل کی۔ آپ کو محکمہ نمک کی سپرنٹنڈنسی کی عمدہ خدمات کے جلدو میں ۲ جنوری ۱۸۸۷ء کو گورنمنٹ انگلشیہ نے خان بہادر کا خطاب مرحمت کیا۔ ۱۸۸۷ء میں آپ نے نیشنل یاب ہو کر اپنے وطن میرٹھ میں سکونت اختیار کی جہاں نسل اپنے والد کے آپ مینوسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ میرٹھ کے وائس چیرمین اور آنریری مجسٹریٹ ہیں۔ رفاہ عام کی سرگرم و عمدہ خدمات کی وجہ سے گورنمنٹ اور پبلک آپ کو محبت اور عزت کی نظر سے دیکھتی ہے چنانچہ آپکی خاندانی وجاہت اور ذاتی خدمات کے لحاظ سے یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو ایک سرکاری اعلان کے رُوسے آپکو گورنمنٹ

نے آپ کے آبائی خطاب نوابی کا مستحق قرار دیا۔ آپ صبح کو روزانہ مطب کرتے ہیں جسکے ذریعہ سے صد ہا مرضی شفا یاب ہوتے ہیں۔ میرٹھ کے ہر مذہب و ملت کے لوگوں میں آپ کو ہر دلعزیزی حاصل ہے۔ آپ کے ایک چھوٹے بھائی اسلام اللہ خان ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس اور دوسرے سیف اللہ خان ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ سکونت میرٹھ۔



محمد حسین۔ مولوی حافظ۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۳۵۷ء۔ آپ آلہ آباد کے اہلسنت والجماعت کے سرغنہ تصور کیے جاتے ہیں۔ آپ کے ایک بزرگ مولانا محب اللہ جو شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد میں وزارت عالیہ کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ دہلی سے آلہ آباد آئے اور تارک الدنیا ہو کر یہیں گوشہ نشینی اختیار کی۔ شہنشاہ دہلی اٹکا بہت بڑا اعزاز کرتے تھے اور انکے اور انکے ورثا کے لیے معافیاں اور جاگیریں عطا کی تھیں مگر گورنمنٹ انگلشیہ نے اُسکے معاوضہ میں پولیٹیکل نیشن جاری کر دی۔ آپ کے والد ملک متوسط میں دو ریاستوں کے فیجر تھے اور آپ کے اکثر اعزابرٹش گورنمنٹ اور نظام گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدوں پر مامور ہیں۔ مولوی حافظ محمد حسین نے ۱۹۱۵ء کو شدت طاعون کے زمانہ میں اپنے ہمعوموں کے بجاوش کے روکنے میں کافی مدد دی جسکے صلہ میں ۲۲۔ جون ۱۹۱۵ء کو خان بہادر کے خطاب سے سرفراز کیے گئے۔ سکونت آلہ آباد۔



گلانند برتھوال۔ پنڈت۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۱۔ مارچ ۱۳۵۷ء۔ آپ برہمن ہیں۔ آپ کے اسلان راجہ صاحب ٹیہری (گڑھوال) کے دربار میں مغز عہدوں پر مامور رہے ہیں۔ آپکے چچا پنڈت بھوانی شکر برتھوال ریاست گڑھوال

میں اوائل تسلط گورنمنٹ انگلشیہ کے دور میں افسر پرگنہ تھے۔ اُنکے انتقال کے بعد بھی اُنکے ورثہ راجہ صاحب ٹیہری کی سرکار میں معزز خدمتوں پر مامور رہے مگر اسے پنڈت کلانند بہادر نے انگریزی ملازمت اختیار کی اور جالون کے ڈسٹرکٹ سروریز مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۷ء کی قحط سالی ملک بند لکھنڈ کی خدمات کے جلد و میں یکم جنوری ۱۹۶۷ء کو گورنمنٹ نے اسے بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت گڑھوال۔



محمد مصطفیٰ - سید - خان بہادر - ولادت ۱۰ - مارچ ۱۹۲۷ء - آپ کے والد سید علی ناصر خان ۱۹۷۷ء میں ضلع غازی پور کے ڈپٹی کلکٹر اور ۱۹۷۷ء میں جونپور کے آنریری مجسٹریٹ تھے۔ دربار دہلی منعقدہ ۱۹۷۷ء میں گورنمنٹ نے اُنکی اعلیٰ خدمات کے اعتراف میں ایک سند عطا کی تھی۔ آپ کے چچا سید ناصر علی خان بہادر ذوالقدر کو غدر ۱۹۷۷ء کی خیر خواہی اور وفاداری کے جلد و میں گورنمنٹ نے جاگیر مرحمت کی تھی۔ آپ کو ۱۹۶۷-۱۹۶۸ء کی قحط سالی کے قائلانہ انتظام کے صلہ میں گورنمنٹ نے خان بہادر کے خطاب سے معزز کیا۔ آپ فی الحال ڈپٹی کلکٹر ہیں سکونت جونپور۔



گنگا سنگھ - رائے بہادر - ولادت اکتوبر ۱۹۲۹ء - آپ کا تعلق کھتری سنگھ قوم سے ہے جو ابتداً ضلع امرتسر کے ایک موضع میں سکونت پذیر تھے۔ دیوان و ساکھا سنگھ جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں منصب دیوانی پر متنازع تھے اسی خانوادہ سے تھے۔ اس خاندان کے اکثر ممبروں کو معافیان عطا ہوئی تھیں جو سکھوں کے عہد سلطنت تک برابر اُنکے قبضہ میں رہیں لیکن رائے بہادر کے والد کے انتقال کے بعد اسپر جمع باندھ دی گئی۔ آپ درجہ اول کے اسسٹنٹ سرجن ہیں اور

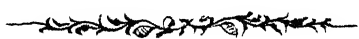
پرنس آف ولز ہاسپٹل بنارس کے افسرانچارج ہیں۔ طبی خدمات کے جلدوین  
آپ کو گورنمنٹ عالیہ سے ۳۰ جون ۱۹۳۱ء کو راسے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔  
سکونت بنارس۔

عبدالحمق۔ شیخ۔ خان بہادر۔ ولادت ۴۔ اپریل ۱۸۵۷ء۔ آپ کے  
خاندان کا قدیمی مسکن شاہجہان پور تھا مگر نصف صدی سے اس خاندان نے پٹلی بھیت  
مین سکونت اختیار کی ہے۔ آپ کے والد شیخ امیر علی تحصیلداری کے عہدہ پر ممتاز  
تھے جبکہ غدر ۱۸۵۷ء کی وفادارانہ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے ارضی جائداد  
عطا کی۔ آپ کے بھائی شیخ رفعت علی شاہجہان پور کے تحصیلدار تھے اور دوسرے  
بھائی پٹلی بھیت کے آنریری مجسٹریٹ تھے جنھوں نے کچھ عرصہ ہوا انتقال کیا۔  
آپ کو قحط ۱۸۹۶-۹۷ء کی حسن کارگزاری کے صلہ میں گورنمنٹ انگریزی نے یکم جنوری  
۱۸۹۸ء کو خان بہادر کے خطاب سے ممتاز کیا۔ سکونت پٹلی بھیت۔

بند اپر شاد۔ لالہ۔ رائے۔ ولادت ۸۔ اگست ۱۸۳۳ء۔ آپ  
کاسٹھ ہیں۔ رائے کاشی داس قانونگوے سکندرہ ضلع الہ آباد کی اولاد میں  
ہیں۔ شاہان اسلام کے زمانہ میں آپ کے خاندان میں بہت بڑی جاگیر تھی۔ اپنے  
غدر ۱۸۵۷ء میں نہایت عمدہ خدمات انجام دیے تھے۔ آپ محکمہ پولیس میں  
عرصہ دراز تک ملازم رہے اور نہایت تدین۔ ایمانداری و خوش لیاقتی سے  
کام کیا۔ ۳۰ جون ۱۹۳۳ء کو خطاب رائے آپ کو عطا ہوا۔ سکونت الہ آباد۔

شیو راج سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۹۰ء۔ تین سو برس

ہوے جب دلیپ سنگھ نواح بدایون میں آئے اور علاقہ کوٹ سالیباہن پر قبضہ کر لیا۔  
 اُنکے دو بیٹے تھے راؤ سنگھ اور کریم سنگھ۔ آپ راؤ سنگھ کی اولاد میں ہیں۔ یہ خطاب  
 آپ کے خاندان میں قدیمی و موروثی ہے۔ آپ کے والد کا نام بھوپ سنگھ تھا۔  
 آپ کے دادا نے بصلہ خدمات زمانہ غدر سندھ و دی حاصل کی تھی۔ ۱۹۷۸ء  
 میں اُنکو دربار قیصری دہلی کے موقع پر ایک اعزازی سند مرحمت ہوئی تھی۔ آپ کے والد  
 کا ۲۸ جنوری ۱۹۶۲ء کو انتقال ہو گیا۔ سکونت بدایون



امانت فاطمہ بیگم - نواب - ولادت ۱۹۳۲ء - آپ نواب دوست علیخان تعلقہ دا  
 باسطنگر کی بیوہ ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں جب دوست علیخان نے انتقال کیا تو نواب  
 حسین علیخان مسند نشین ریاست ہوئے۔ ۱۹۷۸ء میں اُنکی رحلت کے بعد بیگم صاحبہ  
 خطاب و ریاست دونوں کی وارث قرار پائیں۔ یہ خاندان نسلاً پٹھان ہے۔ نواب  
 دلیر خان رئیس شاہ آباد کے تیسرے بیٹے دلدار خان اسکے مورث اعلیٰ تھے۔  
 اول الذکر نواب عہد اورنگ زیب میں ایک ممتاز افغان افسر تھے۔ جب پاڈے پنوار  
 برہمنوں نے خزانہ شاہی کی ایک ارسال کو جو سنیر آباد سے دہلی کو جا رہی تھی لوٹ لیا  
 تو اورنگ زیب نے دلیر خان کو اُنکی سرکوبی اور تادیب کے لیے روانہ کیا۔ شاہجہانپور  
 پہنچکر اُنھوں نے فوج جمع کی اور اُن تمام بد معاشوں کو جو لوٹ میں شریک تھے  
 تہ تیغ کیا۔ اس نمایاں خدمت کے صلہ میں اُن برہمنوں کے تمام مفتوحات جو پرگنہ  
 شاہ آباد و سرامین تھے دربار دہلی نے بطور جاگیر دلیر خان کو عطا کیے اور خطاب  
 نواب و منصب ہفت ہزاری سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔ اُنھوں نے قصبہ شاہ آباد  
 کی بنیاد ڈالی اور ایک رفیع الشان قلعہ بڑی ڈیوڑھی کے نام سے تعمیر کیا۔ نواب  
 سعادت علیخان کے زمانہ میں اُنکی جاگیر پر مالگزاری مقرر ہوئی۔ نواب کا خطاب

۱۹۲۷ء میں برٹش گورنمنٹ نے موروثی تسلیم کیا۔ لطف النساء بیگم آپ کی دختر نیک اختر آپ کی جانشین ہیں جو ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئیں اور نواب شریاجاہ کے ساتھ منسوب ہیں۔ سکونت شاہ آباد ضلع ہر دوتی۔

درگا سنگھ۔ ٹھاکر۔ راے صاحب۔ یکم جنوری ۱۹۱۱ء کو خطاب راے بہادر بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت بارہ بنکی۔

جواہر سنگھ۔ ٹھاکر۔ راے بہادر۔ ولادت ۵۔ جنوری ۱۹۲۷ء۔ آپ کو تم ٹھاکر۔ پولیس انسپکٹر ہیں۔ ۱۹۳۳ء کے فساد کا وکشی کے زمانہ میں آپ نے اپنے فرائض منصبی نہایت خوبی سے انجام دیے۔ انھیں خدمات کے جلد وین گورنمنٹ نے ۲۶۔ مئی ۱۹۴۲ء کو راے بہادر کے خطاب سے سربلند و ممتاز کیا۔ سکونت مقام گڑھوال۔

دیا کرشن۔ راے۔ ولادت ۵۔ دسمبر ۱۹۲۲ء۔ خطاب موروثی ہے۔ آپ راے ہینگن لال کاسٹھ سابق تحصیلدار دیرہ دون کے بیٹے ہیں جن کو بغاوت ۱۹۴۵ء کی خیر خواہی کے صلہ میں جاگیر مرحمت ہوئی تھی۔ سکونت جنپور۔

گوہند جس۔ لالہ۔ راے بہادر۔ ولادت ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء۔ آپ کھتری ہیں اور ضلع سہارنپور کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے دادا لالہ بھرا ل کنکھل اور ہر دوار کے ایک متمول رئیس تھے۔ آپ کے بھائی لالہ لنگا پر شاہ ضلع انبالہ میں خزانچی ہیں اور بہت سے مقامات پر انکی لین دین کی کوٹھیاں

ہیں۔ ۱۸۹۷ء میں جب ہردوار و کنکھل میں دبا پھیلی تو آپ نے نمایاں خدمات انجام دیے جنکے صلہ میں یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو خطاب رائے بہادر عنایت ہوا۔ سکونت کنکھل ضلع سہارنپور۔

پن بہاری چکرورتی بی۔ اے۔ ۱۸۹۷ء۔ ۱۸۹۸ء۔ ولادت ۳۱۔ اگست ۱۸۹۷ء۔ آپ ایک معزز بنگالی برہمن خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد فقہ اور علم نجوم کے عالم اکمل تھے۔ آپ کی تعلیم ڈھاکہ کالج میں ہوئی تھی۔ اُسکے بعد آپ مشن سول انجینئرنگ کالج روڑکی میں داخل ہوئے اور بعد کامیابی امتحان سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے۔ جب آپ رائے بریلی میں ڈسٹرکٹ انجیر تھے تو زمانہ قحط ۱۸۹۷-۹۸ء میں آپ نے امدادی کام کو نہایت محنت۔ جانفشانی و مستعدی سے انجام دیا اور اُسکے صلہ میں آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو خطاب رائے بہادر عنایت ہوا۔ سکونت حال بنارس۔

ہمیر سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۱۸۹۳ء۔ یہ خطاب موروثی ہے۔ آپ بندیلیہ سردار ہیں اور راجہ بان پور کی شاخ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جس کا علاقہ ۱۸۹۷ء کے غدر کے بعد ضبط ہو گیا۔ آپ کے فرزند اور جانشین نربھ سنگھ ہیں جنکی عمر چھتیس برس کی ہے۔ سکونت بانپور۔ لت پور۔

کرشن پرشاد سنگھ۔ رائے۔ ولادت ۱۸۸۷ء۔ ۱۸۔ فروری ۱۸۹۷ء کو آپ وارث ریاست ہوئے۔ سکونت بھدری۔ پرتا گڈھ۔

روپ ساہ دیو جو۔ راجہ گلبن پور۔ ولادت ۱۷۵۳ء۔ آپ خاندان  
 ہمارا جسکی رکت سے جسکو راجہ لوم پادیرا در حقیقی راجہ دوسرے والی اجدادھی کی لڑکی  
 منسوب تھی تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کا خاندان بنام چھتری سینگر  
 مشہور ہے۔ پہلے اس خاندان کی راجدھانی دھار تھی ۱۷۹۱ء میں راجہ بسو کہ آپ کے  
 مورث اعلیٰ کی شادی راجہ جے چندر والی قنوج کی دختر سے ہوئی جس میں موجودہ ریاست  
 جیزین ملی۔ اُس وقت سے راجہ بسو کہ نے قلعہ کنار کو جسکے نشانات اب تک موجود ہیں  
 اپنا مستقر قرار دیا ۱۷۹۳ء میں راجہ گلبن ساہ مسند نشین ہوئے۔ انھوں نے موجودہ قلعہ  
 تعمیر کرایا اور گلبن پور آباد کیا۔ اُسی زمانہ میں دربار دہلی سے اس خاندان کو ساہ و بہادر  
 کا خطاب حاصل ہوا۔ راجہ گلبن ساہ کی دسویں پشت میں راجہ میپ ساہ تھے۔ اُنکے  
 زمانہ میں اس ملک پر گورنمنٹ انگلشیہ کا تسلط ہوا جس نے راجگان گلبن پور کا اعزاز و خطاب  
 بدستور قائم و برقرار رکھا ۱۷۹۷ء میں چھیالیس مواضع کی ایک جاگیر کی سند مرحمت ہوئی  
 جسکا نذرانہ چار ہزار سات سو چوتن روپیہ قرار پایا اور راجہ کو فوجداری و دیوانی کے  
 قطعی اختیارات مرحمت کیے گئے ۱۷۹۷ء میں اپنے والد راجہ میپ ساہ کے بجائے آپ  
 مسند نشین ریاست ہوئے۔ مگر چونکہ آپ اُس وقت کمسن تھے اسلئے علاقہ کورٹ آف وارڈس  
 کے اہتمام میں در آیا۔ ۱۸۰۷ء میں آپ بنارس کالج میں داخل ہوئے اور علوم انگریزی  
 و اردو و ہندی میں واقفیت تامہ و مہارت کاملہ حاصل کی۔ اب آپ اپنی ریاست کا  
 انتظام خود فرماتے ہیں اور آپ کو اسسٹنٹ کلکٹر و رجبہ اول و اسسٹنٹ کمشنر درجہ دوم  
 و مجسٹریٹ درجہ سوم کے اختیارات حاصل ہیں۔ آپ کو پچھتر نفر مسلح سپاہی اور دو غریب  
 توپ رکھنے کی بھی اجازت ہے۔ آپ نے قلعہ گلبن پور کو از سر نو تعمیر کرایا ہے اور چند  
 مندر۔ و چاہ و باغ و تالاب بنوا دیے ہیں۔ جدید مواضع کی خریداری سے آپ نے  
 ریاست کو ترقی دی ہے۔ سکونت گلبن پور ضلع جالون۔



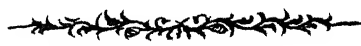
مادھو سنگھ۔ راجہ تعلقہ دار بہراون۔ ولادت ۱۵۲۷ء خطاب راجہ موروثی  
 ہے اور ۱۹ دسمبر ۱۵۶۲ء کو گورنمنٹ ہند نے بھی موروثی تسلیم کیا ہے۔ آپ کا خاندان  
 ڈونڈ یا کھیٹرہ کے ہیں لوگوں کی ایک شاخ ہے جبکہ مورث اعلیٰ رام چندر کی نسبت جو  
 راجہ تلوک چند کی پانچویں پشت میں تھے روایت ہے کہ انھوں نے گوڑ راجہ کے خاندان  
 میں شادی کی اور ۱۵۷۷ء کے قریب پرگنہ گونڈوہ میں سکونت گزین ہوئے۔ رام چندر  
 کے تین بیٹے تھے۔ اسکھ راء۔ لکھ راء۔ منہس جن میں سے ایک نے بنگل پور پر قبضہ  
 کر لیا اور بلقب بنگالی مشہور ہوئے۔ بہراون کے تعلقہ دار انھیں کی نسل میں ہیں۔ دوسری  
 روایت یہ ہے کہ رام چندر نے اٹونجہ کے بنوار خاندان میں شادی کی اور راجہ تیج سنگھ کی  
 ملازمت اختیار کی۔ مگر جب تنخواہ کے متعلق جھگڑا ہوا تو وہ اپنے وطن بیواڑہ کو چلے گئے  
 جہاں سے انھوں نے فوج کشی کر کے گوڑ راجہ کو خارج البلد کیا۔ منجھ گاؤں پر گنہ سندلیہ  
 میں اس خاندان کا آبائی مکان اور قلعہ تھا جہاں سے اُس نے فوج سنگھ راجہ بہراون کو  
 قتل کر کے بہراون میں سکونت اختیار کی۔ ۱۵۷۷ء میں راجہ مردن سنگھ نے مشہر مکرس حساب  
 اور اُنکے خاندان اور دیگر مفردین سیتا پور کو پناہ دی اور جسوقت لکھنؤ میں تسلط ہوا تو  
 انھوں نے تحصیل سندلیہ کا ہنگامہ فرو کرنے میں گورنمنٹ کو بہت بڑی قیمتی مدد دی جسکے صلہ میں  
 ۱۵۹۷ء میں چار ہزار کا ایک خلعت اور ضبط شدہ ریاست مٹھولی کا ایک حصہ عطا ہوا۔  
 راجہ زندھیر سنگھ راجہ مردن سنگھ کے جانشین تھے جن کو آئریری مجبٹھی اور اسٹنٹ  
 کلکٹری اور دیوانی کے اختیارات حاصل تھے۔ انھوں نے اواخر ماہ دسمبر ۱۵۷۷ء میں  
 انتقال کیا۔ ۱۵۹۷ء میں آپ اُنکے قائم مقام ہوئے۔ آپ کی ریاست ضلع لکھنؤ۔  
 ہردوئی۔ اناؤ و سیتا پور میں واقع ہے۔ مالگزار پنتیس ہزار۔ اور تعداد مواضع نیپالیس  
 ہے پٹیات اسکے علاوہ ہیں۔ سکونت بہراون ضلع ہردوئی۔

رگھوناتھ راؤ۔ ونگر۔ راجہ شیر خاص بہادر۔ ولادت ۱۳۔ اگست ۱۸۵۷ء۔  
 آپ دکنی پنڈت ہیں۔ آپ کے والد راجہ سر ونگر راؤ کے سی۔ آئی۔ ای۔ بی بی پریسیڈنسی  
 کے باشندے تھے مگر اکثر اوقات وہ کانپور۔ بنارس اور آگرہ میں اقامت گزین رہتے تھے۔  
 وہ ایک نہایت مشہور مدبرا و اہل الرائے سمجھے جاتے تھے۔ وہ ۱۸۵۹ء تک ہمارا راجہ  
 سیندھیا کے عہدہ وزارت پر مامور تھے جبکہ بعد وہ ریاست دھولپور کے سپرنٹنڈنٹ اور  
 پھر برودہ کمیشن کے ممبر مقرر ہوئے۔ اُن کو ۱۸۶۶ء میں گورنمنٹ نے کے سی۔ آئی۔ ای  
 کا خطاب عنایت فرمایا اور یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دربار قیصری دہلی کے موقع پر راجہ شیر  
 خاص بہادر کے لقب سے ممتاز ہوئے اور ۲۸۔ اگست ۱۸۷۷ء کو محکمہ خارجہ کے اعلان  
 کے ذریعے سے خطاب مؤخر الذکر موروثی مشہور ہوا۔ راجہ رگھوناتھ راؤ کی جائیداد راضی  
 ریاست گوالیار اور برٹش سلطنت میں بکثرت واقع ہے جسکی سالانہ جمع تقریباً دو ہزار  
 روپیہ ادا کرنا ہوتی ہے۔ آپ اور آپ کے اعقاب کو گورنمنٹ نے ایکٹ اسلحہ سے  
 مستثنیٰ کر دیا ہے۔ سکونت گوالیار۔



مندر رمان سنگھ۔ راجہ بھدا اور۔ راجہ کا خطاب موروثی ہے آپ ہمارا راجہ  
 مندر مندر سنگھ راجہ بھدا اور کے جانشین ہیں جنکو ہمارا راجہ کا ذاتی خطاب گورنمنٹ نے  
 ۲۵ جولائی ۱۸۷۷ء کو مرحمت کیا تھا ہمارا راجہ ممالک مغربی و شمالی کے ایک نہایت  
 زبردست تاریخی خاندان کے قائم مقام اور بزرگ خاندان اور عالی تبار چوہان اجموتوں  
 کے خاندان بھدوریہ کے سرگروہ تھے انھوں نے راجہ مین پوری کی ہمشیرہ کے ساتھ عقد  
 کیا جو تمام چوہانوں کی سرداری کا رتبہ رکھتے ہیں ہمارا راجہ کو گورنمنٹ نے سی۔ آئی۔ ای  
 کا خطاب بھی عنایت فرمایا تھا۔ اہل دیوبند اور خاندان کے بانی تھے۔ شہنشاہ اکبر کے  
 عہد میں اُس زمانہ کے ایک افسر خاندان راجا وراوت نے میو کے ایک مشہور قسراق

مسلمی ہیت کو قتل کیا اُسکے صلہ میں خاندان مغلیہ کی سرکار سے اُنکو بہت کچھ اعزاز اور انعام واکرام اور مندر یعنی روے زمین کے مالک کا خطاب عنایت ہوا۔ ملا ابوالفضل کتاب آئین اکبری میں لکھتے ہیں کہ راجا وراوت کے پوتے کو پانصدی کا ذاتی منصب اور راجہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ شہنشاہ دہلی شاہجہان کے دربار میں راجہ پدم سنگھ بھدوریا کپھڑاری وپانصدی ذات پر فائز تھے۔ اعظم شاہ خلف اور نگ زیب اور شہنشاہ محمد شاہ نے اس خاندان کو اسناد عطا کی ہیں جسکی کا بیان اب تک اس خاندان میں موجود ہیں۔ سلطنت مغلیہ کے شباب اور عروج کے زمانہ میں راجہ بھدور چار ہند وارانین ”ستون سلطنت“ یعنی راجہ جے پور راجہ جودھپور راجہ بوندی میں شمار کیے جاتے تھے۔ اس خاندان کی تاریخ نہایت مکمل مبسوط اور دلچسپ ہے۔ مرہٹوں کے مقابلہ میں جب لارڈ لیک صاحب نے لشکر کشی کی تو اُس زمانہ میں اور اُسکے بعد بھی راجگان بھدور نے برٹش سلطنت کی نہایت قیمتی ادراعی خدمات سر انجام کیں۔ راجہ سومت سنگھ جو ۱۷۵۷ء میں لا ولد مر گئے راجہ پرتاب سنگھ کے بیٹے تھے۔ ہمارا راجہ ہندو ہندو راجہ سومت سنگھ کے متبلی تھے جو اُن کے انتقال کے بعد اُنکے جانشین ہوئے۔ ہمارا راجہ نے زمانہ غدر ۱۷۵۷ء میں نہایت خیر خواہی اور علانیہ گرجوشی کا اظہار کیا اور اُنکی فوجوں نے باغیوں کو اُنکے علاقہ سے باہر نکال دیا اور جمیل اور جمنا کی گھاٹیوں کی محافظت نہایت کامیابی کے ساتھ کی۔ اُنھوں نے ۱۷۹۷ء میں رحلت کی اور آپ یعنی راجہ ہندو راجہ سنگھ اُن کے جانشین ہیں۔ سکونت بھدور ضلع آگرہ۔



رگھوناتھ سنگھ راجہ۔ ولادت ۱۰۔ اکتوبر ۱۷۵۶ء۔ ۲۵۔ جنوری ۱۷۹۶ء کو آپ مسند نشین ہوئے۔ آپ کا تعلق کچھواہرہ راجپوت خاندان سے ہے جسکے مورث اعلیٰ راجہ دولارا سے رئیس ضرور تھے جنکے دو فرزند دون میں سے خلف اکبری نسل میں راجگان جے پور میں اور خلف صغر کے اعقاب میں خاندان ضرور ہے۔ اس خاندان کے

قبضہ میں بہت بڑی جاگیر تھی مگر ۱۸۴۱ء میں تسلط سلطنت برطانیہ کے وقت صرف اٹھارہ مواضع باقی رہ گئے تھے۔ راجگی کا خطاب اس خاندان میں پشتاپشت سے چلا آتا ہے۔ سکونت سکری۔ پرگنہ جالون۔

گو بند سنگھ۔ راجہ بیوتا۔ ولادت ۲۹۔ نومبر ۱۸۴۲ء خطاب موروثی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ خطاب ۱۸۴۴ء میں مرہٹوں نے اُس وقت دیا تھا جب بوندیلون کو پیشوا اور نواب بنگش خان نواب فرخ آباد کی متفقہ قوت نے شکست دی تھی۔ آپکا تعلق بوندیلواراجپوت خاندان سے ہے اور آپ راجہ پرچھت کے بیٹے ہیں جنھوں نے ۳۔ مارچ ۱۸۵۷ء کو رعلت کی۔ راجہ صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کو چار سو پچاس روپیہ ادا کرتے ہیں۔ سکونت بیوتا۔ جالون۔

رام پرتاب سنگھ۔ راجہ۔ ولادت ۱۱۔ نومبر ۱۸۴۳ء۔ خطاب مذکور آپ کو ۱۔ دسمبر ۱۸۶۶ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا تھا۔ اصل میں اس عطیہ سے اُن قدیمی اعزاز کی تجدید ملحوظ تھی جو راجہ تیج سنگھ سے ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے جرم میں ضبط کر لیے گئے تھے۔ آپ ہندوستان کے بہت زیادہ قدیمی اور شریف خاندان سے ہیں کیونکہ آپ کا تعلق مشہور چوان راجپوت نسل سے ہے اور آپ براہ راست مشہور ہندو مہاراجہ دہلی پرتھی راج کی چونتیسویں پشت میں ہیں۔ آپ کی طرح راجہ خوشحال سنگھ دالی راجور اور راجہ محکم سنگھ دالی پرتاب نیراور دیگر رئیس بھی اس خاندان کے اعقاب میں ہیں پرتھی راج کی آٹھویں پشت میں مشہور بھوج راج تھے اور اُن کے پوتے راجہ اودھ رام پور کے دو بیٹوں میں سے بڑے بیٹے لکشمی سنگھ اس خاندان کے مورث اعلیٰ تھے۔ اُن کی آٹھویں پشت میں راجہ بھوپال دیو تھے جنکے دو بیٹے اودے چرن اور جانی سہاے تھے۔

آخر الذکر راجگان راجو کے اور اول الذکر راجگان مین پوری کے جدا علی تھے۔ اُن کے ایک جانشین نے قوم چار کو نکال دیا اور خود مین پوری پر قابض ہو کر راجہ کا لقب اختیار کیا۔ برٹش گورنمنٹ کے تسلط کے زمانہ میں دلیل سنگھ راجہ تھے۔ انھوں نے ۱۸۲۹ء عیسوی میں وفات پائی اور راجہ گنگا سنگھ اُنکے جانشین ہوئے۔ ۱۸۴۹ء میں انھوں نے بھی رحلت کی اور اُن کے بیٹے نرپت سنگھ نے اپنے باپ کے مرنے کے دو سال کے بعد فضا کی اُنکے انتقال پر جانشینی کے لیے جھگڑے پیدا ہوئے جنکا انجام یہ ہوا کہ تیج سنگھ کو لوکل عدالتوں نے وارث جائز تسلیم کیا اور انھوں نے مقبوضات پر دخل و تصرف کیا مگر اُنکے چچا راؤ بھوانی سنگھ نے اس فیصلہ کے خلاف برہوی کو نسل میں اپیل کی۔ اُسی زمانہ میں یکا یک ۱۸۵۷ء کی بغاوت شروع ہو گئی اور تیج سنگھ باغیوں کے شریک ہوئے جس کی پاداش میں اُنکا راج اور تمام جاگیریں ضبطی میں آگئیں اور راؤ بھوانی سنگھ کو عطا کر دی گئیں۔ آخر الذکر کو اُنکی خیر خواہی کے صلہ میں کپٹین آف دی موسٹ اگرائزڈ آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا خطاب مرحمت ہوا۔ ۱۸۶۸ء میں اُنکی وفات پر اُن کے بیٹے یعنی راجہ حال مسند نشین ریاست ہوئے۔ راجہ صاحب مین پوری کے ایک فرزند کنورنگل سنگھ مین جو ۱۸۷۸ء میں متولد ہوئے تھے۔ سکونت مین پوری۔



سنگھ منگل سنگھ۔ راجہ شاہ مو۔ ولادت یکم جنوری ۱۸۷۸ء۔ خطاب مذکور یکم جنوری ۱۸۷۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ آپ کنھپوریوں کے سرغنہ اور راجہ سرپال سنگھ مقام تلوی کے اخلاف میں ہیں جو کانہہ کے بیٹے راہس کی نسل میں ہیں۔ راجہ کانہہ سے راہس کی گیارہویں پشت میں تھے اُنکے دو بیٹے تھے بڑے بیٹے ادوے بھان راجگان کوئی کے اور چھوٹے بیٹے گلاب ساہ راجگان شاہ مو کے جدا علی تھے گلاب ساہ کی پانچویں پشت میں چھتر دھاری سنگھ تھے۔ جب راجہ بلجند سنگھ تعلقہ دار تلوی ۱۸۷۸ء میں

دورانیان چھوڑ کر لاؤں گے تو اُن میں سے ایک رانی سستی ہوئی اور اُس نے اُس زمانہ کے دستور کے موافق چتا سے شاہ مؤ کے چھتر داری کو راجہ کی ٹوپی پہنا دی مگر پوری راوی کے سامنے اس تبہیت کی رسم ادا نہیں کی گئی۔ دوسری زندہ رانی نے شکر سنگھ کو متبئی کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پندرہ برس تک جانشینی کے واسطے برابر جنگ و جدال کا بازار گرم رہا۔ بالآخر ایک راضی نامہ تحریر کیا گیا جسکی رو سے فریقین نے راجہ کے خطاب اختیار کیے مگر ریاست تلوٹی پر کوئی متصرف نہیں ہوا۔ آخر میں شکر سنگھ نے اُس پر قبضہ کر لیا۔ راجہ چھتر دھاری کے پوتے راجہ درج سنگھ ۱۸۷۷ء میں لاؤں گے۔ اور شاہ مؤ کی ریاست کے وارث اُن کے متبئی بیٹے یعنی راجہ حال قرار پائے۔ سکونت شاہ مؤ۔ رائے بریلی۔



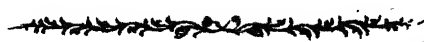
**میش پر تاب سنگھ**۔ راجہ انولا۔ ولادت ۲۵۔ جنوری ۱۸۲۲ء۔ ۲۳۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو اپنے والد راجہ زور پر تاب سنگھ کے انتقال کے بعد وارث خطاب موروثی یعنی ملقب بہ راجہ ہوئے۔ آپ کا تعلق سرینت راجپوت خاندان سے ہے جسکے مورث اعلیٰ چندر سین سری نگر کے باشندے تھے۔ چندر سین نے تیرھویں صدی عیسوی میں بستی میں آکر گوانو کے حصہ ثانی کے تمام مقامی سرداران کو فتح کیا اور راجہ محبوبی ضلع گورکھپور کے خاندان میں شادی کی جس سے تین اولاد میں ہوئیں۔ (۱) جگدھر سنگھ جنھوں نے گورکھپور میں سنیاسی راج حاصل کیا۔ (۲) جے سنگھ جنھوں نے حسن پور گھریا یعنی بانسی کے راج پر قبضہ کیا۔ اور (۳) رندھیر سنگھ جنھوں نے ریاست انول یعنی انولا واقع گورکھپور کی بنیاد ڈالی۔ آپ چندر سین کے تیسرے بیٹے رندھیر سنگھ کی اولاد میں ہیں جسکے بعد اس خاندان کا تاریخ حال بہت کم ملتا ہے۔ فی الحال آپ اُس خاندان کے جس سے راجگان بانسی کو تعلق ہے اعلیٰ قائم مقام ہیں۔ آپ کے بیٹے بھوپ پنس پر تاب نرائن سنگھ ۱۸۷۹ء کو تولد ہوئے۔ آپ کی ریاست پرگٹھ انولا میں واقع ہے جس کی مالگزاری گیارہ ہزار چار سو

پندرہ روپیہ کے قریب ہے۔ آپ عدالتہائے دیوانی کی اصالتاً حاضری سے مستثنیٰ ہیں۔  
سکونت انولا ضلع گورکھپور۔

رام سنگھ۔ راجہ بانسی۔ ولادت ۱۷۵۷ء۔ ریاست بانس درحقیقت تیاسی و انولا کی ملکیت تھی مگر جب سنگھ کی چھبیسویں پشت میں راجہ رے سنگھ نے لاؤلدا انتقال کیا تو بیٹی سنگھ راجہ انولا اُنکے جانشین ہوئے۔ بیٹی سنگھ کے بعد اُنکے چار بیٹے یکے بعد دیگرے قابض ریاست ہوئے۔ اُنکے چوتھے بیٹے راجہ بنس دیو سنگھ کی اولاد میں راجہ سر بھجیت سنگھ تھے جنھوں نے ہرکاش سنگھ راجہ انولا کے بیٹے کو بھجوانا جانشین کیا۔ ہرکاش کے بعد اُنکے دو بیٹے مہیال سنگھ اور مندر سنگھ یکے بعد دیگرے اُنکے جانشین ہوئے۔ مہیال سنگھ نے لاؤلدا انتقال کیا۔ مندر سنگھ نے عذر ۱۷۵۷ء میں گورنمنٹ برطانیہ کی نہایت خیر خواہانہ و نمایاں خدمات کیں جن کے صلہ میں اُن کو سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب اور باغی راجہ نگر کی ضبط شدہ ریاست بطور جاگیر عطا ہوئی۔ آپ ۱۷۶۷ء میں راجہ مندر سنگھ کے جانشین ہوئے۔ اسلئے کہا جاسکتا ہے کہ آپ سرنیت راجپوت راجگان انولا سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی ریاست ضلع بستی و گورکھپور میں واقع ہے جسکی مالگزار ی بیاسی ہزار دو سو پندرہ روپیہ ہے۔ خطاب راجہ سورونی ہے۔ آپ کے بیٹے لال رتن سین سنگھ ہیں۔ سکونت بانسی ضلع بستی۔

دامودر۔ شاستری پنڈت۔ مامو پادھیا۔ ۳۰ جون ۱۷۵۷ء کو خطاب مذکور عطا ہوا اور اس خطاب سے آپ خطاب یافتہ راجاؤں کے بعد دربار میں نشست کرنے کے مستحق ہیں آپ بنارس کالج کے پروفیسر سنسکرت ہیں۔ سکونت بنارس۔

محمد علی۔ بیدار نخت۔ بہادر۔ مرزا۔ ولادت ۱۱۵۷ھ ہجری۔ آپ شہزادہ خرم نخت مرزا محمد یحییٰ علی بہادر فرزند سوم محمد علی شاہ بادشاہ اودھ کے خلف الکبر ہیں۔ خطاب بیدار نخت ۱۱۵۷ھ میں آپ کے دادا محمد علی شاہ نے عطا فرمایا تھا جسکو ۴۔ دسمبر ۱۱۵۷ھ کو گورنمنٹ ہند نے بھی تسلیم کیا ہے۔ آپ علوم فارسی و عربی میں دستگاہ تامہ رکھتے ہیں۔ آپ اوقاف حسین آباد اور شاہ نخت کے متولی اور عام خیراتی کمیٹی اور جلیانہ کے ممبر ہیں۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ ثریا نخت مرزا محمد عنایت حسین علی بہادر۔ ولادت ۹۔ ربیع الثانی ۱۲۹۵ھ ہجری۔ سلیمان نخت مرزا محمد ہمدی علی بہادر۔ ولادت ۶۔ شعبان ۱۲۹۵ھ ہجری۔ قیصر نخت مرزا محمد منصور علی بہادر۔ ولادت ۲۴۔ صفر ۱۲۹۵ھ۔ آپ کے خلف الکبر کے بیٹے کا نام خسرو نخت مرزا محمد عنایت علی بہادر ہے جنکی ولادت ۱۶۔ اپریل ۱۹۰۰ء کو واقع ہوئی ہے۔ سکونت لکھنؤ۔



رام پرتاب سنگھ۔ راجہ۔ ولادت ۱۲۵۷ھ۔ راجہ کا خطاب موروثی ہے۔ آپ گہوار راجپوت ہیں اور قنوج کے راجہ جے چند کی نسل سے ہیں ۱۲۵۷ھ میں جب شہاب الدین غوری نے قنوج کو تاخت و تاراج کیا تو اس خاندان کی ایک شاخ راجپوتانہ کو گئی اور اُس سے جو دھپور۔ بیکانیر اور جیسلمیر کے شاہی خاندان ظہور میں آئے۔ دوسری شاخ مشرق کو آئی اور بنارس کے متصل کیرا منگول میں توطن اختیار کیا۔ یہاں اُنھوں نے چودہ پرگنوں کی ایک ریاست قائم کی جسپر وہ شیوراج دیو کے زمانے تک قابض رہے۔ بیان ہوا ہے کہ شیوراج دیو نے مہاراجہ بنارس کے ایک مورث کو اپنی ریاست کا بہت بڑا حصہ دان کر دیا۔ راجہ دیو دت نے جو راجہ شیوراج دیو سے پندرھویں پشت میں تھے شیر شاہ کے زمانہ میں اسلام قبول کیا۔ اُنکے بھائی گو دن دیو نے مع اپنے اہل خاندان کنتیت اور مانڈا میں سکونت اختیار کی۔ انکے دو بیٹے تھے۔ بھوج راج دیو راجہ مانڈا اور

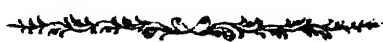


اگر سین راجہ بنجے پور۔ راجہ رام پرتاب سنگھ راجہ بھوجراج دیوسے بائیسویں پشت میں ہیں۔ آپ کے علاقہ ریاست میں دو سو تھتر موضع ہیں جن میں دو سو پینسٹھ آلہ آباد اور بارہ مرزا پور میں واقع ہیں۔ آپ کے والد راجہ جیت پال سنگھ نے غدر ۱۷۵۵ء میں حکام وقت کو قابلِ قدر مدد دی تھی۔ آپ کے ایک بزرگ راجہ ایشورج سنگھ کو بندیلوں کی لڑائی میں دلیرانہ خدمات انجام دینے کے صلہ میں گورنر جنرل مارکوئیس آف ولزلی نے ۳۱ موضع بذریعہ سند عطا فرمائے تھے جو اب تک اس خاندان کے قبضہ اور تصرف میں ہیں۔ آپ کی شادی سابق ہمارا راجہ ڈمرائون کی دختر سے ہوئی تھی۔ زمانہ قحط سالی ۱۲۳۵ھ فضلی میں اپنے اپنی رعایا کی بقایا مالگزارمی کا ایک بہت بڑا حصہ معاف کر دیا۔ آپ ڈفرن فنڈ کے لائف کونسلر ہیں۔ آپ کے چند ملازم اور متوسل قانون ایلو سے شیشی و بری ہیں سکونت ماندہ ضلع آلہ آباد۔

بدری پرشاد۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۳۶ء۔ آپ کے دادا لاہور سے فرخ آباد میں وارد ہوئے جہاں نوابان فرخ آباد نے کچھ زمین عطا کی۔ آپ کے والد چوہل شاہ اودھ کی سرکار میں ملازم تھے۔ الحاق اودھ کے بعد فرخ آباد میں بود و باش اختیار کی آپ کچھ عرصہ تک سماء درگادی کی جائداد کے جوتھا بھانپور میں بہت بڑی زمیندار ہیں منظم۔ ۱۹۱۵ء سے آپ آئیری مجسٹریٹ ہیں کئی سال تک مینوپل بورڈ شاہانپور کے ممبر رہے اور بحیثیت ممبری کے آپ نے جو خدمات انجام دیں ان کے صلہ میں ۲۲۔ جون ۱۹۱۵ء کو خطاب رائے بہادر عطا ہوا سکونت شاہانپور۔

جگت بہادر۔ راجہ۔ مقام اُمری۔ ولادت ۱۷۔ نومبر ۱۸۵۷ء۔ خطاب موروثی ہے آپ قلعہ بلکھر کے بلکھرہ راجپوت سردار دن کے اعلیٰ قائم مقام ہیں۔ اس قلعہ کے وسیع

کھنڈرا سوقت تک موضع اگیا پور میں موجود ہیں۔ اس خاندان کو جسوقت سنگھ کے چوتھے بیٹے اور بلجندر دیچھت کے پر پوتے گھیسراہ نے قائم کیا ہے۔ انھیں بلجندر دیچھت نے بعد زوال قنوج قلعہ بلکھر کی بنیاد ڈالی تھی۔ چھ سو برس کا عرصہ ہوا اس خاندان کے ایک جانشین راجہ رام دیو مقام پٹی اور قلعہ بلکھر کے بلکھر یہ سردار تھے مگر انکو بریار سنگھ چکوتی نے معزول کر دیا اور انکے بیٹے نہ تیغ کیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا صرف چند گاؤں راجہ رام دیو کے اعقاب کو حوالے کیے۔ سکونت امری۔ پرتاب گڑھ۔



رُدر پرتاب ساہ۔ راجہ۔ مقام دیرہ۔ ولادت ۱۸۔ اگست ۱۸۶۷ء خطاب موروثی ہے۔ آپ کا تعلق چکوتی راجپوتوں کے بڑے خاندان سے ہے جو میں پوری کے چوہان راجپوتوں سے متفرع ہوا ہے۔ اس خاندان کی اس شاخ نے راجمار کے نام سے شہرت پائی۔ اس خاندان میں بریار سنگھ کے پوتے آسرے سنگھ نے بھدیان میں سکونت اختیار کی اور وہاں ایک قلعہ تعمیر کیا۔ آسرے سنگھ کی چھٹی پشت میں بچہ چند تھے جنکے چار بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک بیٹے نے دریائے گوہتی کے اُس پار ایک قوایابی قائم کی اور مقام دیرہ کو اپنا مستقر قرار دیا جہاں انکے اعقاب اسوقت تک رہتے ہیں۔ مادھو سنگھ جو گزشتہ صدی کے اواخر میں مالک جاگیر تھے مقام مسور میں میو پور کے چکوتیوں سے بہت بڑا میدان لڑے اور ۱۸۹۷ء میں اُنکو زک دی۔ یہ ۱۹۲۷ء میں لاؤ لمر گئے اور انکی بیوہ ٹھاکرائن دریاؤ کنوران کی جانشین ہوئیں۔ یہ نہایت قابل اور ممتاز خاتون تھیں انھوں نے اپنے مقبوضات کو بہت بڑی وسعت دی۔ دریاؤ کنور کے بعد رستم ساہ ریاست پر قابض ہوئے انھوں نے زمانہ غدر ۱۹۴۷ء میں ممتاز خدمات انجام دیں جب سلطان پور کے گرد و نواح کی چھاونیوں میں رنجٹوں نے بغاوت کی تو پانچ افسر بھاگ کر قلعہ دیرہ کو گئے جہاں رستم ساہ نے

اُنکو پناہ دی اور دو ہفتہ کے بعد اُنکو اپنے بھائی بریار سنگھ کی حفاظت میں ایک بدرقہ کے ساتھ بنارس کو بھیج دیا۔ راجہ رستم ساہ اور اُنکے بھائی بریار سنگھ کو زمانہ غدیر میں امن و امان قائم کرنے کے صلہ میں انعامات حاصل ہوئے۔ رستم ساہ آنریری مجسٹریٹ اور کلکٹری کے اختیارات سے بھی ممتاز تھے۔ اُنھوں نے ۱۷۷۷ء میں انتقال کیا اور اُنکے بیٹے راجہ حال مندرجہ ہوئے۔ آپ کو بھی آنریری مجسٹریٹ کا اعزاز حاصل ہے۔ سکونت دیرہ سلطان پور۔ اودھ۔

ہمنچل سنگھ۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۲۰ فروری ۱۷۶۷ء۔ راؤ امر اوسنگھ بہادر متوفی کے انتقال کے بعد ۱۷۹۹ء میں آپ وارث ہوئے۔ خطاب مذکور خاندانی ہے جو اصل میں پریتی راج ہند و شہنشاہ دہلی کی سرکار سے عطا ہوا تھا۔ سکونت بڑھ پورہ۔ اٹارہ۔

امراؤ سنگھ۔ راے بہادر۔ ولادت ۱۷۳۷ء۔ آپ کو طبی عمدہ خدمات کے جلد میں ۱۷۶۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب راے بہادر عطا کیا گیا۔ آپ کھن سنگھ کے فرزند ہیں۔ آپ گورنمنٹ کی طبی ملازمت میں بطور میڈیکل آفیسر کے فروری ۱۷۷۷ء میں داخل ہوئے تھے اور ابتداءً آپ کا تعلق ترسٹھوین رجمنٹ سے ہوا ۱۷۷۷ء میں فوج کشی کے ساتھ گئے تھے جو سنتھالیوں کے مقابلہ میں ہوئی تھی۔ بعد ازاں ۱۷۷۷ء میں آپ کو پوری رجمنٹ کا چارج دیا گیا ۱۷۷۷ء میں ہرنوٹی کی چٹھوین پلیٹن میں تعینات کیے گئے جسکی بدلی کانپور کو ہوئی تھی اور نومبر ۱۷۷۷ء میں باغی سپاہیوں کے مقابلہ میں شیوراج پور اور کانپور کی جنگی کارروائی کے وقت موجود تھے۔ اور ۱۷۷۷ء میں آپ پنتیسویں رجمنٹ میں مقرر ہوئے۔ فوج کے ساتھ آپ نے مین پوری اور میر کی سر

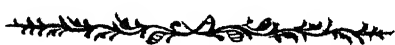
کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ قائم رکھنے کے لیے راستہ کی حفاظت میں مدد دی۔ ۱۸۶۳ء  
میں راجپور بولیا کا اہتمام آپ کو سپرد ہوا اور ۱۸۶۵ء میں ہنرکسنسی ایسٹریٹ کی  
ذاتی دپنٹری کو منتقل ہوئے۔ ۱۸۶۷ء میں ہنرکسنسی ایسٹریٹ کے ساتھ منڈائے کو  
لگے اور ۱۸۶۸ء میں ملازمت سے کنارہ کشی اختیار کی۔ سکونت کانپور۔

چیت سنگھ۔ راؤ۔ ولادت ۱۵۔ اپریل ۱۸۵۷ء۔ خطاب موروثی ہے جسکو گورنٹ  
نے بھی تسلیم کیا ہے۔ آپ کا تعلق سینگر راجپوت خاندان سے ہے جسکا سلسلہ راجگان  
رور واقع اٹاواہ سے ملتا ہے۔ آپ کے ایک فرزند اور جانشین لال تیج سنگھ ہیں۔  
ولادت ۸۔ اکتوبر ۱۸۶۶ء۔ سکونت۔ بھکر۔ اٹاواہ۔

جادونا تھ ہلدار۔ رائے بہادر۔ ولادت ۵۔ اپریل ۱۸۳۷ء۔ خطاب ذاتی ہے  
اور ۲۷ مئی ۱۸۹۹ء کو عطا ہوا ہے۔ آپ کے پردادا نواب مرشد آباد کی سرکار میں ملازم  
تھے جنھوں نے ان کو ہلدار کے خطاب سے متناز کیا جسکا استعمال ان کے اخلاف  
نے اپنے خاندانی لقب کے طور پر کیا۔ برٹش فتوحات (سلط) بنگالہ کے بعد آپ خاص محال  
واقع بارک پور کے تحصیلدار مقرر ہوئے۔ زمانہ خدمت میں باغیوں کے ہاتھ میں پانچ  
مہینہ تک قید رہے اور اسکے بعد مالک مغربی و شمالی کے پوس میں نہایت عمدہ  
خدمات انجام دیں۔ سکونت آلہ آباد۔

اندر بکرم سنگھ۔ راجہ۔ ولادت ۲۱۔ نومبر ۱۸۶۲ء۔ خطاب مذکور موروثی ہے۔ راجہ  
صاحب کے ایک بزرگ خاندانی رائے ڈینگرو دیو نے راجہ کا خطاب اختیار کیا  
اور برٹش گورنمنٹ نے ۱۸۷۸ء میں اسے بطور موروثی خطاب کے تسلیم کیا۔ آپ

پنوار راجپوت اور وراثہ مقام دھارا گنر یاد گوگڈھ کے آٹھویں بیٹے دیور دھارے کی نسل میں ہیں جو شہنشاہ دہلی کی سرکار میں ملازم ہوئے اور ایک اعلیٰ درجہ کی فوجی کمان حاصل کی۔ ان راجاؤں کے ایوان کے آگے ایک بہت بڑا مجمع پتھر رہتا تھا جسکو یہ نہایت متبرک اور واجب الاحترام (قابل پرستش) سمجھتے تھے۔ اسکی نسبت یہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ اس پتھر کو وہ دہلی سے لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ شہنشاہان دہلی کے عطا کردہ علاقہ و جاگیر پر انکے قبضہ اور استحقاق کی یہ خاص علامت و نشانی (دند) ہے۔ راجہ جگموہن سنگھ نے ۱۷۱۷ء میں سن بلوغ کو پہونچنے کے چار مہینے قبل انتقال کیا اور اپنے نابالغ بھائی یعنی راجہ حال کو اپنا وارث چھوڑا۔ ان کے زمانہ نابالغی میں علاقہ کوٹ آف وارڈس کے زیر انتظام رہا۔ آپ نے کینگ کالج لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی اور سن بلوغ کو پہونچکر ۲۔ جنوری ۱۷۱۷ء کو اپنی جائیداد و ریاست پر قابض و متصرف ہوئے۔ سکونت۔ اٹونجہ۔ مہونہ۔ لکھنؤ۔



کوسل کشور پر شاد دل بہادر۔ راجہ۔ آپ ۱۷۹۱ء میں راجہ اودے نرائن سنگھ رئیس مجھولی کے انتقال کے بعد وارث ریاست ہوئے۔ آپ ضلع گورکھپور کے بسین راجپوت خاندان کے سردار ہیں۔ بسوسین بانی خاندان سے اناسی (۷۹) راجہ یکے بعد دیگرے گورے جنمیں سے ہر ایک سین کے لقب سے ملقب ہوا۔ اور انکے بعد اُسویں پشت میں راجہ ہر دیوسین تھے جنھوں نے اپنی بہادری کے صلہ میں شہنشاہ دہلی سے مل کا خطاب حاصل کیا۔ اسکے بعد بیسویں پشت میں بودھ مل پیدا ہوئے جو ۱۷۶۲ء میں وارث ریاست ہوئے۔ جب ضلع گورکھپور میں برٹش سلطنت کا تسلط ہوا اُس وقت اجیت مل راجہ تھے جو ۱۷۵۳ء سے ۱۷۷۷ء تک خاندان کے سرغنہ رہے۔ راجہ اودے نرائن مل مذکور ۱۷۴۳ء میں

راجہ تھیل کے وارث ہوئے اور ۱۹۵۷ء میں راہی عالم بچا ہوئے۔ کونٹ بھولی  
ضلع گورکھپور۔



ممتاز علی خان۔ راجہ۔ مقام بلا سپور۔ اُترولہ۔ ولادت ۶۔ اکتوبر ۱۷۵۷ء۔  
خطاب نند کور موروثی ہے۔ آپ کا خطاب اصل میں ملک تھا مگر آدم خان نے  
۱۷۵۷ء میں اُسے راجہ کے خطاب سے تبدیل کر دیا اور اسی خطاب کو برٹش  
گورنمنٹ نے بھی ۱۷۵۷ء میں موروثی تسلیم کیا۔ آپ کا تعلق قدیم پٹھان خاندان  
سے ہے جو اپنے تین خاندان ولید کی نسل میں بتاتا ہے۔ اُترولہ میں اس خاندان  
کے مورث علی خان مقام منوہ ضلع مظفرنگر سے شہنشاہ ہمایوں کے ساتھ ہم جرات  
پر گئے تھے مگر بعد کو شیر شاہ کی افغانی فوج کے شریک ہو گئے جسکے ہاتھوں ہمایوں  
کو ایک مدت تک عالم غربت میں رہنا پڑا۔ اسکے بعد علی خان نے ریاست ناگر  
واقع بستی کا محاصرہ کیا جہاں سے دس برس کے بعد اُنکو راجہ سابق کے بیٹے  
کی سرکردگی میں ہندوؤں کی ایک جماعت کیشرنے پسپا کر دیا۔ بعد ازاں اُترولہ کے  
سامنے اُنھوں نے پڑاؤ ڈالا اور دس برس کے محاصرے کے بعد وہاں کے راجپوت  
شہزادہ کو تہ تیغ کیا اور ۱۷۵۷ء میں راج کی بنا ڈالی جو اب تک اُنکے اخلاف کے  
قبضہ میں ہے شیخ خان نے اپنے والدین کا رفیع الشان مقبرہ تعمیر کرایا اور میں بس  
تک اُترولہ کی حکمرانی کی۔ اُنکے بیٹے داؤد خان جنوار راجہ بھنگا کے مقابل میں طرف  
جنگ رہے۔ داؤد خان کے بیٹے آدم خان پہلے افسر خاندان تھے جنھوں نے  
ملک کا خطاب بدل کر راجہ کا خطاب اختیار کیا۔ آخری راجہ اُمراؤ خان ۱۷۵۷ء  
میں فوت ہوئے جو غیر مسلسل سرحدی لڑائیاں لڑتے رہے۔ برٹش تسلط کے بعد اُنکے  
بیٹے جو عالم نابالغی میں وارث ریاست ہوئے تھے اُنھوں نے ۱۷۵۷ء میں حلت

کی۔ اُنکے انتقال کے بعد اُسی سال ۶۔ اکتوبر کو راجہ حال متولد ہوئے۔ گورنمنٹ نے فیصلہ کیا کہ اپنے والد کی تمام جاگیر کے متحق جو ۱۷۵۰-۱۷۵۱ء تک کورٹ آف وارڈس کے زیر انتظام رہی راجہ حال قرار دیے جائیں۔ آپ کی شادی راجہ جنگ بہادر خان تعلقدار نان پارہ کی دختر کے ساتھ ہوئی۔ سکونت اُتر ولہ۔ گونڈہ۔

احمد شاہ۔ نواب سید۔ ولادت یکم جنوری ۱۷۵۲ء۔ آپ خاندان سادات موسوی شہدی سے ہیں اور سلسلہ نسب جناب علی موسیٰ رضا علیہ السلام سے ملتا ہے ابتداً یہ خاندان بغیان متصل کابل میں آکر آباد ہوا تھا۔ لکن نیڈر برس صاحب کی سفارت کابل میں مدد دینے کے سبب سے یہ خاندان وہاں سے خارج کر دیا گیا اور سردھنہ میں آکر آباد ہوا جب میرٹھ میں بغاوت شروع ہوئی تو سید محمد جانفشان خان اپنے سواروں کی ایک فوج لیکر جسکے افسر وہ خود اور اُنکے اعزاء و اقارب تھے اُٹھ کھڑے ہوئے اور مقام ہندون میں جنرل ولسن صاحب کی فوج کے شریک ہوئے اور وہاں کے دونوں جنگی میدانوں میں موجود تھے اسکے بعد وہاں سے دہلی آئے جہاں اُس وقت تک فوجی ہیڈ کوارٹر کے کپ میں شریک رہے جب تک شہر پر تسلط نہیں ہوا۔ اس اثنا میں اُنکے آدمی دہلی میں امن قائم کرنے میں مشغول و مصروف رہے۔ ان خدمات کے جلد و میں انکو نواب کا خطاب اور ایک مناسب اور موزون خلعت عطا ہوا۔ اور اُنکے ایک جانشین کو وراثت ریاست کے ساتھ نواب کا خطاب بھی انکی حیات حیات تک جمل رہا۔ سکونت سردھنہ۔

لکشمی شنکر میسر۔ پنڈت۔ رائے بہادر۔ یکم جنوری ۱۷۵۲ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو خطاب مذکور مرحمت ہوا۔ سکونت بنارس۔

بیجنا تھ سہاے۔ لالہ۔ رائے صاحب۔ ولادت ۱۲۔ نومبر ۱۸۶۵ء۔ آپ  
لالہ بیجا اور سنگھ رئیس وزمیندار مظفرنگر کے فرزند اور قوم کے اگر وال دیش ہیں۔  
ایکجا خاندان کھڑے والد مشہور ہے۔ ایکوی ۱۸۹۹ء میں لالہ صاحب کا خطاب جلیف ان  
خدمات کے عطا ہوا تھا جو آپ نے بطور ڈسٹرکٹ سروریز اور مرزا پور کے ۱۸۹۶ء کے قوطین  
انجام دی تھیں۔ آپ فی الحال غازی پور کے ڈسٹرکٹ انجینیر ہیں۔ رائے بیجنا تھ سہاے  
کے پانچ فرزند ہیں۔ کیلاشن چندر۔ تہیش چندر۔ پیمر چندر۔ گردھر گوپال۔ ترلوک ناتھ۔  
سکونت غازی پور۔

احمد حسن۔ منشی۔ خان بہادر۔ آپ کی ولادت ۱۲۔ ستمبر ۱۸۳۸ء کو قصبہ کرت پور  
ضلع بجنور میں واقع ہوئی۔ آپ نسباً شیخ انصاری اور ان مشہور حضرات کے خاندان سے  
تعلق رکھتے ہیں جنکے مورث اعلیٰ قاضی رضی جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ دہلی کے عہد میں  
منصب قضا پر مامور تھے۔ خان بہادر منشی احمد حسن حب دستور تحصیل علوم سے فارغ ہو کر  
۲۵۔ اگست ۱۸۶۲ء کو گورنمنٹ کی ملازمت میں داخل اور بندوبست کی ایلہدی پر مامور  
ہوئے پھر اپنے اپنی حسن کارگزاری سے تدریجاً ترقی کرتے کرتے ڈپٹی کلکٹر کی حاصل کی اور اسی  
عہدہ جلیف سے آپ یکم نومبر ۱۸۹۲ء کو کنارہ کش اور نیشن یاب ہوئے۔ دوران ملازمت میں  
گورنمنٹ کے قوانین کے تقاضا میں آپ نہایت مستعدی اور خوش اسلوبی سے کوشش کرتے  
رہے جسکے شکریہ میں حکام وقت نے وقتاً فوقتاً اسناد عطا کیں بعد حصول منشن جولائی ۱۸۹۵ء  
سے آپ ریاست رام پور میں چیف مجسٹریٹ کے کام انجام دے رہے ہیں۔ آپ کی قانونی  
لیاقت اور حسن انتظام کا اندازہ ریاست کی سالانہ رپورٹوں سے بخوبی ہو سکتا ہے۔  
گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی حسن خدمات کے جلد و میں یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو بطور ذاتی اعزاز  
کے خان بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ آپ کرت پور تحصیل نجیب آباد ضلع بجنور کے



رکس ہیں۔ موجودہ سکونت ریاست رام پور۔



ہندو ناتھ۔ عہدہ دار۔ رے بہادر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ ایف۔ لے۔ یو۔ آپ  
جنوری ۱۹۵۱ء کو سید پور چوہدری پرگنہ بنگال میں پیدا ہوئے اور پانچ سال کی عمر میں  
اپنے والد ڈاکٹر کالی ناتھ عہدہ دار کے ہمراہ جو اُس زمانہ میں صدر شفا خانہ کے اسسٹنٹ  
سرجن تھے بنارس آئے۔ آپ کی طالب علمی کا زمانہ کچھ تو بنارس میں اور کچھ کیننگ کلج لکھنؤ میں  
صرف ہوا۔ ۱۹۵۲ء میں آپ لاہور میڈیکل کلج میں داخل ہوئے۔ یہاں آپ نے علوم تشریح و ادویہ  
اور فن قابلہ میں درجہ اول کا انعام حاصل کیا۔ ۱۹۵۴ء عیسوی میں کامیابی امتحان کے بعد آپ  
گڑھوال کے صدر شفا خانہ میں تعینات کیے گئے۔ اکتوبر ۱۹۵۴ء میں بنارس میں تبادلہ ہو گیا  
جہاں آپ کو بھیلو پورہ ڈسپنسری کا اہتمام سپرد ہوا۔ جنوری ۱۹۵۵ء میں کالون ہسپتال الہ آباد  
میں منتقل ہوئے۔ سرکلنگ کالون کے زمانہ حکمرانی میں آپ قانون ایلج کی شرائط سے مستثنی ہوئے۔  
آپ ۹ سال تک الہ آباد میں میونسپل کمشنر رہے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں خطاب رے بہادر  
عطا ہوا۔ آپ وہ پہلے ہندوستانی ہیں جنکو لارڈ ایجن صاحب نے ہندوستان کی وائس  
فوج میں کمیشن عنایت کی تھی۔ جنوری ۱۹۶۴ء میں آپ الہ آباد رٹھل کور کے سرجن فائنٹ  
مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۶ء کو آپ بارہ بنکی میں بہ عہدہ سول سرجن اور ۱۹۶۸ء میں آپ وائس  
فوج کے عہدہ سرجن کپتان پرمور ہوئے اور الہ آباد یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے۔  
فی الحال آپ بارہ بنکی کے سول میڈیکل افسر ہیں۔ سکونت بارہ بنکی۔



احمد حسین۔ منشی۔ شیخ۔ خان بہادر۔ آپ کا خاندان کئی پشت سے جان نثار  
گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ آپ کے دادا شیخ امام بخش رسالہ دار تھے جنھوں نے بغاوت  
۱۹۵۵ء میں اپنی نمایاں خدمات کے صلہ میں پوری نیشنل پائی ایس سے پہلے وہ پنجاب کی

لڑائیوں میں شریک تھے اور جنگ چلیا تو الہ میں رنجی ہوئے۔ آپ کے چچا شیخ دھومن نے جو پیادہ بلٹن کے صوبہ دار تھے اس جنگ میں داد شجاعت دی تھی۔ آپ کے والد حاجی شیخ نظر محمد اور ان کے برادر اکبر ہمارا راجہ ناگیور کی سرکار میں ملازم تھے۔ جب ملک ناگیور شامل قلمرو برٹش سلطنت ہوا تو آپ کے والد کی ملازمت بھی سرکار انگریزی میں منتقل ہو گئی اور وہ تو بچانہ موسومہ ناگیور اور رگر باڑی کے کمیشنر یا فٹہ افسر مقرر ہوئے۔ انھوں نے ۱۸۵۷ء میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔ آپ نے بھی اکیس سال سے زیادہ سرکاری ملازمت کے بعد ۱۸۹۷ء میں پنشن حاصل کی تھیں۔ بس تک بھنبی بھوپال میں مجسٹریٹ درجہ اول و جج عدالت دیوانی رہے ۱۸۹۷ء میں نیٹو اسٹنٹ آف بھنبی بھوپال مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنی کارگزاریوں سے اپنے افسروں کو ہمیشہ رضامند اور خوش رکھا۔ لاڈ لینڈون کے عہد حکومت و سیرائی میں آپ کو خطاب خان بہادر کا مرحمت ہوا۔ ۱۹۰۲ء میں جب ویسٹ و نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند بھوپال میں تشریف لائے تو ان کے کمپ کا چارج آپ ہی کے سپرد ہوا۔ اس خدمت کو آپ نے اس خوبی اور حسن لیاقت سے انجام دیا کہ نواب شاہجہان بیگم صاحبہ خلد مکان والیہ بھوپال نے منظور ری ریلیف گھڑی مع زنجیر طلائی عنایت فرمائی۔ آپ کے دو صاحبزادے نسی عنایت حسین و حافظ محمد ہایت حسین بنے۔ اے۔ معزز خدمات پرنسٹل انڈیا اور ملک متوسط میں سرفراز و نامور ہیں۔ آپ اجورہ بزرگ کے رئیس زمیندار ہیں۔ سکونت اجورہ بزرگ ضلع فچور۔



مادھو سنگھ۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۷۱ء۔ بطور ذاتی اعزاز کے ۲۴ مئی ۱۹۱۷ء کو خطاب رائے بہادر عطا ہوا۔ آپ کا تعلق ایک چھتری خاندان سے ہے جسکو مقام بیواڑہ واقع اودھ سے آئے ہوئے اور ضلع جونپور میں قیام کیے ہوئے نو پشتین گرمی ہیں۔ آپ نے بغاوت ۱۸۵۷ء عیسوی میں گورنمنٹ کی نہایت قیمتی خدمات

انجام دین اور سب سے پہلے جرأت کر کے گورنمنٹ کی خیر خواہی کا پہلو اختیار کیا۔ آپ نے گورنمنٹ کو ہر ایک قسم کی امداد دی اور اکثر کاشتکاران نبل کی جان و مال کی حفاظت کی۔ اسکے صلہ میں آپ کو ایک سند اور کچھ اراضی اور آخر میں اسے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا سکونت۔ جونپور۔



بالمکند۔ اسے۔ اسے بہادر۔ ولادت ۵۔ نومبر ۱۸۳۷ء۔ آپ قوم کے کھتری ہیں اور خطاب نے اتنی ہے جو ۱۸۷۷ء کو عطا ہوا۔ آپ کو دربار قیصری دہلی ۱۸۷۷ء عیسوی میں اعزازی سند مرحمت ہوئی۔ آپ کے آبا و اجداد (تین سو برس کا عرصہ گزرا) پنجاب سے آئے اور اگرہ میں تجارت شروع کی۔ آپ نے زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کی بیش قیمت خدمات انجام دیں اور بورڈ آف رونیو اگرہ کے کاغذات محفوظ رکھے اور ۱۸۷۷ء میں آپ مستقل ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ سکونت اگرہ۔



لوک سنگھ۔ راجہ مقام بھینی پائر۔ آپ اجہ اودھ سے نرائن سنگھ تعلق دار بھینی پائر کے انتقال کے بعد ۱۸۹۲ء میں وارث ریاست ہوئے۔ راجہ کا خطاب ہو روٹی ہے۔ آپ کھراسا کے اُن قدیم حکم راجاؤں کے خاندان کے افسر اور سرغنہ ہیں جن کا راج بہار کے حسام پور سے ضلع گورکھ پور تک پھیلا ہوا تھا۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ سچ ساہ کی نسبت جو اپنے تئیں فرمانرواے بہار جراسندھ کی نسل بتاتے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ چودھویں صدی میں راجپوتانہ سے آئے اور اپنے دوست ملک عین الدین کی ملازمت اختیار کی جو کرہ مانگ پور سے جنوبی اودھ تک حکمرانی کرتے تھے۔ اس قدر شناس فہر نے اُنکو اور اُنکے راجپوت سپاہیوں کے گردہ کو اندرونی تنظیموں کے فرو کرنے کے لیے نہایت مفید اور کارآمد پایا اور اُسکے معاوضہ میں آنروے گھاگرا کا ملک جو

آخر میں کھر اساکے نام سے مشہور ہوا بطور جاگیر کے عطا کیا جہاں بھون ٹٹے و مومن کو خراج کرنے کے بعد سکونت اختیار کی۔ سب سے پہلی ساوین پشت میں چل نرائن اس خاندان کے آخری حکمران تھے۔ چل نرائن سنگھ کے بیٹے بھنگ سنگھ نے سن تمیز کو پہنچ کر ایک چھوٹی جاگیر پر قبضہ کیا جس میں بھنی پائر اور بڑھا پائر ضلع گوٹھہ اور رسول پور غوث ضلع ہستی شامل تھے۔ کچھ دنوں بعد پرگنہ بڑھا پائر اعلیٰ خان (اترولہ کے چٹھانوں کے سردار) نے اس سے چھین لیا جس نے ایک محار عظیم کے بعد تمام کلہنوں کو نکال دیا تھا۔ اس راجہ کھر اساکے کے اعقاب میں پانچ پشتوں تک مشمولہ پرگنہ جات بھنی پائر اور رسول پور غوث اس خاندان کے قبضہ میں قائم رہے مگر بھنگ سنگھ کی چھٹی پشت میں دھکر سنگھ کے دو بیٹوں ارج سنگھ اور ہمت سنگھ نے باہم ترکہ تقسیم کر لیا۔ اول الذکر نے رسول پور غوث لیا اور اپنے کو راجہ کے لقب سے ملقب کیا اور آخر الذکر بھنی پائر کے بابو مشہور ہوئے۔ ارج سنگھ کے پوتے کیسری سنگھ راجہ بانسی کے ہاتھ سے لڑائی میں مقتول ہوئے جنھوں نے بزور بازو پرگنہ رسول پور غوث پر قبضہ کر لیا تھا اس مقتول راجہ نے ایک خرد سال لڑکا شوجا سنگھ چھوڑا جس کو اسکے لالہ چچا زاد بھائی بابو رام سنگھ مقام بھنی نے متبنی کیا۔ اور راجہ کا لقب اس راج کے حکمران کے نام منتقل کیا۔ ان کے بیٹے اوجھوت سنگھ ۱۸۱۷ء تک مالک ریاست رہے اور راجہ جے سنگھ نابینا کو اپنا جانشین چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوئے جو خود بھی الحاق ملک کے کچھ سال قبل مر گئے۔ اودھ پر دوبارہ قبضہ ہونے کے بعد یہ علاقہ رانی سرفراز کنور سیوہ اندر جیت سنگھ کو ملا جس کے بیٹے راجہ اودے نرائن سنگھ تھے یہ علاقہ ۱۸۵۶ء میں کورٹ آف وارڈس کے انتظام میں دیدیا گیا پھر ۱۸۵۸ء میں ارج صاحب مذکور قابض ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد لوک سنگھ یعنی راجہ حال وارث ریاست ہوئے۔

آپکی صرف دو صاحبزادیاں ہیں۔ سکونت بھنی پائر گوٹھہ۔

شیو پال سنگھ۔ اچھے مقام مرارٹو ولادت۔ جون ۱۸۳۳ء۔ ۱۸۶۷ء عیسوی میں  
 آپ اپنے والد راجہ گجے سنگھ سی۔ ایس۔ آئی۔ کے انتقال کے بعد وارث ریاست ہوئے  
 جو قتل کا پنور کے چار بقیہ سیف لوگوں کے مشورہ جان بچانے والے اور نجات دلانے والے  
 تھے۔ یہ خطاب ابتدا میں شہنشاہ دہلی محمد شاہ کے دربار سے عطا ہوا تھا جسکو برٹش گورنمنٹ  
 نے بھی تسلیم کیا۔ آپ تلوک چندری میں ہجہ اپنا سلسلہ براہ راست پر تھی چند خلف تلوک چند  
 سے ملاتے ہیں۔ بیس خاندان کے مورث اعلیٰ سالباہن پسر راجہ بانسوہن جنکی نسبت مشہور  
 ہے کہ ان کو نرمہ کے کنارہ ایک کھارنے پر ورش کیا تھا اور انھوں نے راجہ کبریاوت پر  
 مٹی کے کھلونوں کی فوج سے فتح پائی جو میدان کارزار میں متحرک پیتل کے آدمی ہو گئے  
 تھے اور بالآخر وہ شہنشاہ ہندوستان ہو گئے۔ ان کے ایک جانشین ابھے چند نے  
 گوتم راجہ ارگل کی بیٹی کو صوبہ دار کی فوج کے پنجہ سے رہائی دلائی جسکے جلد وینہ شہزادی  
 اور اس ملک کی صوبہ داری عطا کی گئی جو آخر میں اس خاندان میں کے نام سے میسورہ  
 مشہور ہوا۔ ابھے چند کے پوتے سڈھو راے مرارٹو اور ڈونڈیہ کھیڑا پرتا قبضہ ہوئے  
 ان کے جانشین راجہ متناہ شہنشاہ حسین شاہ والی جو پنور کے ہاتھ سے مارے گئے مگر انکی  
 رانی بچکر نکل گئی جس سے تلوک چند پیدا ہوئے انھوں نے آخر کار تمام مشرقی اودھ قبضہ  
 کر لیا۔ اُنکے بعد اُنکے بڑے بیٹے پر تھی چند نے ممالک مغربی بھی حاصل کیے جو مرارٹو ڈونڈیہ کھیڑا  
 اور پورول کے روسا کے مورث اعلیٰ ہیں۔ راجہ گجے سنگھ رئیس مرارٹو اس بڑے خاندان  
 کے اعلیٰ قائم مقام تھے۔ انھوں نے عذرس ۱۸۵۵ء میں گورنمنٹ کی نمایاں خدمات انجام  
 دیں۔ ان کو اسکے صلہ میں بہت بڑا علاقہ عطا کیا گیا جس میں بہت بڑا حصہ اُس جاگیر کا  
 بھی شامل ہے جو اُنکے رشتہ داران باغی رئیس ڈونڈیہ کھیڑا سے ضبط کر لی گئی تھی۔ انکو اسٹنٹ  
 کلکٹری کے اختیارات بھی حاصل تھے اوپرین آف ڈی موسٹ ایکٹل ڈارڈ آف ڈی اسٹار  
 آف انڈیا کے خطاب سے بھی ممتاز تھے۔ راجہ حال اپنے والد کے قائم مقام اور مالک ریاست

ہیں۔ آپ آنریری مجسٹریٹ اور اسٹنٹ کلکٹر بھی ہیں۔ آپ کی دو صاحبزادیاں ہیں سکونت۔ مرارمؤ راے بریلی۔

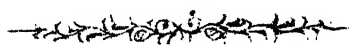
بھگوان بخش سنگھ۔ بندھلگوتی۔ راجہ اٹیھی سلطانپور۔ خطاب راجہ کامور دہی ہے۔

آپ کا سلسلہ نسب سودہ راے سے ملتا ہے جو سوج منی خاندان ہے پور کے ایک بزرگ تھے جنھوں نے ضرور گڈھ پونچکر اٹیھی کے بھرون کو مغلوب و مفتوح کیا اور راے پور میں ایک قلعہ تعمیر کر کے اُسکو اپنا صدر مقام قرار دیا تھا۔ مان دھاتا سنگھ کے لڑکے کا نام جو سودہ راے کی چھٹی پشت میں تھے بندھور کھا گیا تھا۔ اسوقت سے اس خاندان نے بندھوگوتی یا بندھلگوتی لقب اختیار کر لیا ہے۔ بندھو کے جانشین منوہر سنگھ تھے انکے چھ بیٹے تھے جنھوں نے خاندانی علاقہ کو باہم تقسیم کر لیا۔ ان میں ایک بیٹے راج سنگھ نامے نے ریاست اودیاوان پر قبضہ حاصل کیا۔ جب رام سنگھ اور کنور سنگھ انکے بھائیوں نے انتقال کیا تو انکی ریاستیں بہت گڈھ و گنگوٹی بھی انکے ہاتھ آئیں۔ دوسری پشت میں اس خاندان کی بہت سی شاخیں ہو گئیں لیکن انکے تاریخی حالات معلوم نہیں ہوئے۔ گردت ساہ نے رام نگر جا کر اسے اپنا ہیڈ کوارٹر (صدر مقام) بنایا۔ انکے بیٹے اور پوتے کے زمانہ میں اس ریاست کو نمایان ترقی ہوئی اور اُس میں پرگنہ گڈھ اٹیھی بھی شامل ہو گیا بیشیش سنگھ نے ۱۸۴۲ء میں لا ولد انتقال کیا اُس وقت ان کے چچا زاد بھائی راجہ مادھو سنگھ مرحوم انکے جانشین ہوئے۔ الحاق اودھ کے بعد یہ ریاست بنام اٹیھی مشہور ہوئی۔ راجہ مادھو سنگھ کو اختیارات مجسٹریٹ حاصل تھے۔ آپ راجہ موصوف کے جانشین ہیں۔ آپ کے علاقہ میں تین سو چودہ موضع شامل ہیں جن کی مالگزاری ایک لاکھ ستاسی ہزار نو سو چھتیس روپیہ ہے۔ سکونت اٹیھی سلطانپور۔

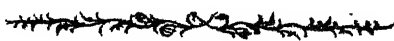
سُدھا کر۔ دونے۔ مہامو پا دھیا۔ ولادت ۲۶۔ مارچ ۱۸۷۷ء۔ آپ کو جناب  
ملکہ وکٹوریہ قیصر ہند کی سلطنت پنجاہ سالہ کی جوبلی کے موقع پر اسٹیشن مشرقیہ میں مہارت نامہ  
حاصل ہونے کی وجہ سے ۱۶۔ فروری ۱۸۷۷ء کو خطاب مذکور عطا ہوا۔ آپ کو خطاب یافتہ  
راجاؤن کے بعد دربارون میں جگہ ملنے کا استحقاق حاصل ہو گیا ہے۔ آپ کا تعلق سر جوہاری  
برہمنوں کے خاندان سے ہے جس کے اجداد برہما پور ضلع گورکھ پور میں سکونت پذیر تھے۔  
اس خاندان کے ایک بزرگ بنارس کو آئے جہاں وہ ایک پادھیا برہمن کے جانشین  
قرار پائے۔ سُدھا کر دو بے ۱۸۷۷ء میں بنارس کالج کے کتب خانہ صنیعہ سنسکرت کے  
لائبریرین مقرر ہوئے۔ آپ نے علم ریاضی اور علم ہیئت میں متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔  
سکونت بنارس۔



نزد رشکھ۔ راجہ مقام ہردوئی۔ ولادت، دسمبر ۱۸۷۷ء۔ آپ کا تعلق سینگر خاندان  
کی ایک شاخ سے ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ افسر خاندان سرن دیو کو ۱۸۷۵ء میں انکی  
فوجی خدمات کے جلد میں راجہ کا خطاب اور جاگیر عطا کی گئی تھی جس پر سینگر خاندان  
بندیوں کے حملہ کے وقت تک قابض رہا جو چھ ہتھ سال کی ماتحتی بن کیا گیا تھا۔ پیشوا جب  
جالون پر قابض ہوا تو اس نے گوکل سنگھ کو تائیس موضع دیے مگر نیڈت گو بند راؤ  
نے واپس کر لیے اور گزراہ کے لیے صرف موضع ہردوئی اور ایک ہزار پانچ سو بیگھاراضی  
دی۔ راجہ نزد رشکھ یکم مئی ۱۸۷۷ء کو گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے اپنے موروثی  
خطاب راجگی سے مفتخر ہوئے آپ کے فرزند اکبر اور جانشین ریاست کنور کمند سنگھ  
ہیں جو ۲۴۔ اپریل ۱۸۷۷ء کو متولد ہوئے۔ سکونت ہردوئی۔ پرگنہ جالون۔



محمد علی - سیدی - اے - سول سروس - ولادت ۱۸۷۷ء - آپ کا مستط الراس اور آپ کے بزرگوں کا وطن دہلی ہے مگر آپ نے علیگڈھ میں توطن اختیار کیا ہے۔ سر سید احمد خان بہادر مرحوم آپ کی والدہ کے چچا تھے۔ آپ نے سر سید کے زیر نگرانی علیگڈھ انیگلو اور نٹیل کالج میں تعلیم پائی ہے۔ آپ اُن چند طالبعلموں میں ہیں جو اس وقت داخل کیے گئے تھے جب بحیثیت ایک اسکول کے ۱۸۷۸ء میں علیگڈھ کالج کا افتتاح ہوا تھا۔ آپ ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۰ء تک کالج میں رہے اور مؤخر الذکر سنہ میں بی اے کی ڈگری حاصل کی اور اسی سال کے آخر میں سول سروس میں داخل ہو کر دوسرے سال بعد اسٹنٹ مجسٹریٹ کلکٹر آگرہ میں متعین ہوئے اور پھر اسٹنٹ کسٹمری اور جنٹ مجسٹریٹ کے درجن کو طے کر کے ڈسٹرکٹ ویشن جج کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ اپریل ۱۸۹۹ء سے اس وقت تک آپ اُسی عہدہ پر ہیں۔ آپ نے اضلاع آگرہ - مین پوری - فرخ آباد و فتحپور میں نہایت کامیابی سے سرکاری خدمت کو انجام دیا۔ ہوبہ اور ولت پور میں آپ سب ڈویژنل آفیسر رہے اور بحیثیت جج آپ نے مراد آباد اور شاہجہانپور میں کام کیا ہے اور بالفضل جو نپور میں ہیں جس زمانہ میں سر سید پبلک سروس کمیشن کے ممبر تھے آپ اُنکے پرنسپل اسٹنٹ تھے۔ اور کمیشن کے اجلاس میں بمقامات لاہور - آگرہ آباد اور کلکتہ آپ موجود تھے۔ آپ علیگڈھ کالج کے ٹرسٹی ہیں۔ آپ کی زوجہ سید حامد کی بیٹی ہیں جو سر سید کے بڑے بیٹے تھے۔ سکونت علیگڈھ۔

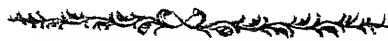


عبد اللہ ابن یوسف علی - ایم - اے - ایل ایل ایم کیمرج ایم آر - اے - ایس - انڈین سول سروس بیرسٹریٹ لا (لنکن ان) ولادت ۱۸۷۴ء اپریل ۱۸۷۴ء - آپ نسلاً عرب ہیں اور وطن قدیم مصر اور بعدہ مستط تھا۔ آپ کے والد خان بہادر شیخ یوسف علی شجاع الدین نیجنگ کمیٹی مینو پیل بورڈ شہر سورت کے چیرمین تھے۔ آپ نے ممبئی



میں تعلیم پائی۔ ۱۸۷۷ء کو امتحان مٹرکیو لیشن بمبئی یونیورسٹی میں آپ کا نمبر اول تھا جس میں پندرہ سو امیدوار شریک تھے۔ ڈگری کے ابتدائی امتحان میں بھی صرف آپ ہی اُس سال فرسٹ کلاس میں کامیاب ہوئے اور زبان لاطینی میں اعلیٰ درجہ حاصل کرنے کے سبب سے انعام پایا۔ ۱۸۷۹ء میں آپ نے بی۔ اے کا امتحان بمبئی یونیورسٹی میں پاس کیا اور دوسرے سال گورنمنٹ اسکالرشپ سے مستفیض ہو کر انگلستان گئے اور سنت جان کالج کیمبرج میں داخل ہوئے اور خاص امتیاز کے ساتھ ایم۔ اے۔ اور ایل۔ ایل۔ ایم۔ کی ڈگری حاصل کی اور بیرسٹری کا امتحان پاس کیا اور بعدہ سول سروس کے امتحان میں آپ کا درجہ اول رہا۔ آپ نے ۴ جون ۱۸۹۲ء کو بمقام کورٹ سنٹ جیمس شاہی دربار لیوی میں شریک ہونے کا افتخار حاصل کیا۔ اُن جملہ کامیابیوں کے بعد جنوری ۱۸۹۶ء میں آپ ہندوستان کو واپس آئے اور اضلاع متحدہ (جو اُس زمانہ میں مالک مغربی شمالی کے نام سے مشہور تھا) میں بعدہ اسسٹنٹ کلکٹر و مجسٹریٹ اولاً ضلع سہارنپور میں اور پھر قلیل مدت کے لیے شاہجہانپور اور بریلی میں اور بعدہ دو سال ہیر پور میں بعدہ جنٹ مجسٹریٹ معین ہوئے۔ آپ دو برس تک کروڑی سب ڈویژن ضلع باندہ کے افسر ضلع رہے۔ اسکے بعد پھر آپ سہارنپور کو واپس گئے اور اختیارات ایڈیشنل جج کے عطا ہوئے۔ آپ کو مختلف زبانوں مثل اردو۔ ہندی۔ گجراتی۔ مرہٹی۔ فارسی۔ عربی سنسکرت۔ انگریزی۔ فرانسیسی اور لاطینی میں مہارت ہے۔ آپ نے انگریزی لٹریچر میں بھی تجربہ حاصل کیا ہے اور بزبانہ قیام انگلستان ومان کے رسوم۔ قواعد معاشرت اور علمی اور تمدنی ترقیوں کے اصول سمجھنے میں کوشش بلینگی کی اور آپ انگریزی سیرت کے شیدائی ہیں۔ آپ کی رائے ہے کہ ہندوستانیوں کے انگلستان جانے کا مقصد اعلیٰ یہ ہونا چاہیے کہ انگریزی اخلاق و عادات اور انگریزوں کے عمدہ اصول حیات مثل مردانگی۔ صدق۔ جرأت۔ ہمت۔ آزادی۔

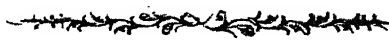
وغیرہ کو اخذ کرے اور اسکا مقام ہو جائے۔ آپ کو ہندوستان کی صنعت و  
حرف سے کمال کچسی ہے اور آپ کا خیال ہے کہ ہندوستان کی بہبود اسی پر  
موقوف ہے کہ ہندوستانی اپنے ملک کی صنعت و حرفت کی قدر کریں آپ نے  
حسب الحکم گورنمنٹ ایک مضمون مالک متحدہ آگرہ و اودھ کے بنائے ہوئے یشتی  
کپڑے کے سمجھ پر تحریر کیا جو ہندوستان اور انگلستان میں نہایت مقبول ہوا۔  
آپ کو کتب بینی کا خاص ذوق ہے اور ایک عمدہ اور وسیع کتب خانہ ذاتی آپ نے  
فراہم کیا ہے۔ سکونت سہارنپور۔



میش چندر۔ نیا سرتن۔ سی۔ آئی۔ ای۔ جہاں پادسیا۔ ولادت ۱۳۱۷ء  
آپ موضع ناریت ضلع ہوڑہ صوبہ بنگال کے بہنا چاریہ خاندان سے ہیں۔ آپ کے  
بزرگوں میں سے اکثر سنسکرت کے عالم گذرے ہیں۔ آپ کے والد ہری نارائن  
ترکاسدہانت اور آپ کے دو چچا گرو پر سادترکا پنچان اور ٹھاکر داس چورامنی  
بہت بڑے پنڈت تھے۔ آپ کی تعلیم سنسکرت نو برس کی عمر سے شروع ہوئی لغات  
سنسکرت جو مبتدیوں کو پہلے یاد کرا دیے جاتے ہیں اُسکے حفظ کرنے میں آپ اپنے  
ہم مکتبوں کی بہ نسبت قاصر تھے لہذا آپ کے ابتدائی معلم نے یہ رائے قائم کی تھی  
کہ آپ ہونہار طالب علموں میں نہیں ہیں۔ بارہ برس کی عمر میں آپ سنسکرت کی  
صرف ونحو کی تکمیل کے لیے موضع رسک گنج کو تشریف لے گئے کیونکہ اس موضع کے  
سنسکرت معلم پنڈت ٹھاکر داس چورامنی صرف ونحو کے درس و تدریس میں نہایت  
مشہور تھے۔ یہاں آپ کی ذہانت و جدت کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ اُسی زمانہ  
کے قریب ایک پنڈت نے جو علم منطق میں کامل تھا آپ کے استاد سے کہا تھا کہ آپ کے  
قیادہ سے آپ کی طبیعت علم منطق کے لیے نہایت مناسب معلوم ہوتی ہے۔ اُسکے بعد

آپ تحصیل علم کے لیے ۱۸۵۷ء میں کلکتہ گئے۔ پہلے کالج میں پڑھنے کی تجویز تھی مگر وہاں کے بعض لازمی ابتدائی مضامین آپ کے مذاق کے خلاف تھے لہذا آپ نے کالج سے علیحدہ تحصیل علم شروع کی اور یہاں آپ نے مشہور و معروف استادوں سے منطق اور علم بلاغت حاصل کیا۔ اور ایک پنجابی جوگی سے جو اُس زمانہ میں کلکتہ میں مقیم تھا فلسفہ سری ہرش جو کوٹ کے فلسفہ سے ملتا ہوا ہے حاصل کیا۔ پھر آپ نے علم نجوم پڑھا۔ اسکے بعد تکمیل علوم کی غرض سے ۱۸۶۱ء میں بنارس آئے اور یہاں آپ کے استادوں میں بشودھانند سوامی تھے جہاں اونیشد پاتنجلی میا نسا غلاسی اور وید وغیرہ کے درسوں میں شریک ہو کر درجہ تکمیل کو پہنچایا۔ اسی زمانہ میں مسٹر گرنیج صاحب سے جو اُس زمانہ میں بنارس کالج کے پرنسپل اور سنسکرت کے ایک زبردست عالم تھے ملاقات ہوئی اور اُن سے آپ نے ایک سارٹیفکیٹ حاصل کیا۔ ۱۸۶۳ء میں کلکتہ واپس آئے اور تعلیم سنسکرت کے واسطے ہمارا جہ کوئل کرشن نبیرہ راجہ نب کرشن کی سرپرستی میں ایک مکتب جاری کیا۔ ۱۸۶۳ء میں آپ گورنمنٹ سنسکرت کالج کلکتہ کے اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ اب آپ نے انگریزی پڑھنا شروع کی۔ بعد ازاں آپ علم فقہ و فلسفہ و بلاغت کے مستقل پروفیسر مقرر ہوئے۔ پھر آپ اس کالج کے پرنسپل ہو گئے۔ آپ ہی کی تحریک سے ہندو مسلمان علما کے لیے ماہو پادھیا اور شمس العلماء کے خطابات مقرر ہوئے ہیں۔ آپ اکثر علمی مجالس مثلاً ایشیاٹک سوسائٹی بنگال۔ انڈین ایسوسی ایشن ترقی علوم کلکتہ یونیورسٹی بورڈ ممتحنان ٹیکسٹ بک کمیٹی بہار سنسکرت سماج۔ آنھرو پالوجیکل سوسائٹی بمبئی کے ممبر ہیں اور تھوڑے دنوں سے آپ کو ہنگیرن اکیڈمی آف سائنس کی ممبری کی عزت بھی حاصل ہے۔ علاوہ اسکے آپ انڈین ہوسٹل کمیٹی کے جنٹ سکریٹری اور یتھون گرل اسکول کے رکن اور گورنمنٹ انجینیئرنگ کالج واقعہ شبپور کے ڈائریکٹر ہیں۔ آپ نے اپنے زمانہ پرنسپلی میں گورنمنٹ بنگال کے ذریعہ سے

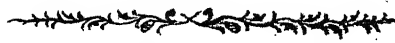
علمائے سنسکرت کے استثنائی خطابات قائم کیے۔ ان امتحانوں کے قائم ہونے کی وجہ سے علم سنسکرت جو نہایت تنزل کے عالم میں تھا کسی قدر رو بہ ترقی ہو گیا۔ جن مدرسوں کے طلبہ ان امتحانوں میں کامیاب ہوتے ہیں ان کے معلمین و طلبہ کو گورنمنٹ کی طرف سے انعامات دیے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ نے سالہ ۱۸۷۷ء میں آپ کو سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب عطا کیا اور سالہ ۱۸۷۸ء میں آپ کو خطاب ہما مہوپا دھیا مہمت ہوا جو آپ کی اعلیٰ درجہ کی فضیلت کے شایان شان ہے۔ پروفیسر اے۔ بی۔ کاول سابق پرنسپل سنسکرت کالج کلکتہ و حال لکچرار سنسکرت و دیگر السنہ مشرقیہ کیمبرج یونیورسٹی کے مراسلات جو آپ کے نام آئے ہیں ان میں آپ کے اعلیٰ درجہ کے تبحر کا اعتراف پایا جاتا ہے۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ اور امریکہ میں بھی مجمع علمائے سنسکرت میں آپ کا نام مشہور ہے۔ آپ اکثر کتابوں کے مصنف اور محشی ہیں مثلاً۔ حواشی کاویہ پرکاش۔ میانساد درشن۔ بلیک یجروید۔ کمنجلی۔ آپ نے اکثر رسالہ شائع کیے ہیں اور سوامی دیاتند سرتی کے وید بھاش پر بھی ایک رسالہ لکھا ہے۔ اسکے علاوہ آپ نے علم ہیئت کے متعلق دو رسالہ شائع کیے۔ اور فلسفہ منطق کے اصطلاحات پر نوٹس تحریر کیے جسکو آپ نے حسب فرمائش ڈاکٹر لیٹر کے لکھا تھا۔ انٹرنیشنل کانگریس علمائے علوم مشرقیہ کی طرف سے اس تالیف پر آپ کو انعام دیا گیا۔ اسکے علاوہ آپ نے رفاد عام کے کاموں میں بھی نہ صرف زبانی بلکہ مال سے مدد دی ہے۔ آپ نے اپنے مسکن موضع ناریت میں ایک سکندری اسکول قائم کیا ہے تعلیم نسوان میں بھی آپ نے معتد بہ حصہ لیا۔ جب بیتھون اسکول لڑکیوں کی تعلیم کے لیے جاری ہوا (جواب کالج ہے) تو اکثر پرائے خیال کے لوگ اپنی لڑکیوں کو اس تعلیم گاہ میں بھیجنے سے احتراز کرتے تھے۔ آپ نے بلا تامل اپنی لڑکی کو تعلیم کے لیے بھیج دیا۔ سکونت ناریت ضلع ہڈرہ



چندر سیکھر راجہ۔ تعلقہ ارسینڈی۔ خاندانی حالات میں بیان ہوا ہے کہ پانچک

امرت لال کے تین بیٹے تھے پانٹھک کندن لعل۔ پانٹھک موہن لال۔ پانٹھک سینا رام۔  
 پانٹھک موہن لال کی ایک دختر اُمید کنور نامی تھی جسکی شادی راجہ کاشی پرشاد پسر  
 تیواری گنیش پرشاد ساکن وزیر مدار موضع مصر کیڑہ ضلع رائے بریلی سے ہوئی تھی اور  
 کل جائیداد ریاست پانٹھک موہن لال کی اُنکے داماد راجہ کاشی پرشاد کو ملی۔ علاوہ اس  
 جائیداد کے اُنھوں نے اپنے خسر کے بھائی پانٹھک سینا رام کا حصہ بھی بیع کے ذریعہ سے حاصل  
 کیا لہذا علاقہ سینندھی مین وہ دونٹ کے مالک ہوئے۔ راجہ کاشی پرشاد نے گورنمنٹ  
 انگریزی کے ساتھ ایام غدر ۱۸۵۷ء میں بمقام عالم باغ لکھنؤ کمال وفاداری سے رسد کا  
 انتظام کیا اور ایک دوازدہ سالہ مس کی جان بچائی اور بعد تسلط نہایت حفاظت سے جنرل اوٹم  
 صاحب کے سپرد کر دیا۔ اس خیر خواہی کے جلد و میں خطاب راجگی موروثی اور ایک ضرب  
 توپ اور شمشیر مرحمت ہوئی اور منجملہ پنج خیر خواہ تعلقداران اودھ کے آپ کا نام بھی درج  
 ہوا اور تعلقہ دولیا و جھولیا و لال گنج عطا ہوا اور کل علاقہ کا استمراری انتظام اور جمع  
 مالگزاری مجوزہ سرکار مین فی صدی دس روپیہ کی چھوٹ دی گئی۔ چونکہ راجہ کاشی پرشاد اولاد تھے  
 اسلئے اُنھوں نے اپنے چچا زاد بھائی تیواری مادھو پرشاد کے منجھلے لڑکے تیواری رام کرشن  
 کو اپنا جانشین مقرر کیا اور مذہب اہل ہنود کے موافق رسم تنہیت ادا کی اور چند رسیکھ  
 نام قرار دیا۔ راجہ کاشی پرشاد نے یادگار اپنے خسر پانٹھک موہن لال کے موہن لال گنج  
 آباد کیا اور بہت بڑا شیوالہ اور مندر بنایا۔ راجہ کاشی پرشاد نے پچیس برس کی عمر مین  
 ۱۸۷۷ء مین انتقال کیا۔ راجہ چندر سیکھ کی نابالغی کے سبب سے علاقہ زیر اہتمام کورٹ راجب  
 آپ بالغ ہوئے تو علاقہ کورٹ سے واکرار ہو کر آپ کے اختیار مین آیا آپ نے چند  
 سال تک نہایت عمدہ انتظام کیا بلکہ کسی قدر علاقہ بذریعہ خرید اصل علاقہ مین اضافہ  
 کیا۔ چند سال سے بعض مفسدین کی فتنہ پردازی کی وجہ سے آپ کے اور آپ کی رانی  
 کے مابین سخت نا اتفاقی پیدا ہو گئی اور آپ کا مزاج کچھ ایسا نا ساز ہوا کہ علاقہ کورٹ

ہو گیا اور آپ کی ذاتی حفاظت ایک ولی کے سپرد ہوئی۔ اب آپ کو صرف گزارہ ملتا ہے سکونت کا پنور۔

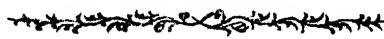


علی عباد۔ سید خالصاحب۔ ولادت ۱۲۵۲ھ۔ آپ کا سلسلہ نسب امام دہم حضرت امام علی نقیؑ سے ملتا ہے۔ آپ کے اسلاف سبزوار سے وار دہند ہوئے تھے جہاں اپنے معاصرین میں معزز ممتاز رہے۔ آپ کے دادا اور والد گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدوں پر مامور تھے۔ خدۂ ۱۲۵۷ھ کے آشوب ناک زمانہ میں آپ کے والد نے نہایت استقلال کے ساتھ گورنمنٹ کی وفادارانہ خدمات انجام دین جس کے جلد میں گورنمنٹ نے ایک خلعت گراہنا اور موتیوں کا ہار۔ مرصع کلفی اور ایک زرکار دو سالہ اور اسکے علاوہ ایک قطعہ باغ اور ایک ہزار سالانہ مالگزاری کی اراضی نسلاً بعد نسل عطا کی۔ ۱۲۶۷ھ میں آپ کے والد نے انتقال کیا۔ آپ کے برادر اکبر سید علی جواد (پنشنر تحصیلدار) نے آپ کو علوم مشرقیہ کی اعلیٰ تعلیم دی۔ آپ کی اُردو نظم و شرد و نون میں خاص شیرینی اور دلنشینی پیدا ہے۔ حکام وقت نے آپ کی دیانت۔ ذہانت بہر و لغزینی اور گورنمنٹ کی وفاداری کی نسبت عمدہ رائے دی ہیں۔ آپ کی محتاط اور انصاف پسند طبیعت کی وجہ سے آپ کا تمام زمانہ ملازمت آپ کے وطن ضلع آک آباد میں بسر ہوا۔ فی الحال آپ تحصیلداری کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ کے حسن خدمات کے جلد میں گورنمنٹ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے ۱۹ نومبر ۱۲۹۷ھ کو خالصاحب کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سکونت آک آباد۔



ٹھا کر پرشاد نرائن دیو۔ راجہ۔ ولادت ۱۲۵۳ھ۔ آپ سورج بنسی خاندان کے ہیوبنس راجپوتوں میں ہیں۔ یہ خاندان اپنے تین رتن پور واقع ملک متوسط

کی ہینوئس سلطنت سے بیان کرتا ہے۔ رتن پور کے اس خاندان نے باون پشتون تک حکمرانی کی۔ انہیں کے ایک شہزادہ چندر گوت نے ۱۷۵۷ء میں شمالی جانب نقل وطن کیا اور ساحل گھاگھرا پر منجھا کو اپنا مستقر قرار دیا جو فی الحال ضلع سارن میں واقع ہے۔ دو سو برس بعد ان کے جانشینوں نے گنگا کے جنوب مقام بہیا میں سکونت اختیار کی۔ تقریباً ۱۸۲۸ء میں راجہ بھوپت دیو نے بہیا کو چھوڑ دیا اور آخر کار ہلڈی کو مسکن قرار دیا۔ ۱۸۳۷ء میں راجہ چیت سنگھ راجہ بنارس کے بغاوت کرنے کے بعد راجہ بھوئل سنگھ مقام ہلڈی کو راجہ بنارس کی ضبط شدہ جاگیر عطا ہوئی۔ انھوں نے ۱۸۳۷ء میں انتقال کیا اور راجہ ایشری پرشاد ان کے بیٹے ان کے جانشین ہوئے جنھوں نے ۱۸۳۷ء میں رحلت کی اور ان کے بعد راجہ ولگجن سنگھ اور ان کے بعد راجہ ہرک ناتھ دیو ۱۸۳۷ء میں گدی نشین ہوئے۔ راجہ سرپ رائے دیو مقام ہلڈی نے زمانہ بغاوت ۱۸۵۷ء میں نہایت قیمتی خدمات انجام دیں اور اپنے تمام اعلیٰ درجہ کے مقامی اثر گورنمنٹ کے لیے صرف کیے اسکے جلدو میں باغی کنور سنگھ کے ضبط شدہ علاقہ کا کچھ حصہ مرحمت ہوا۔ سکونت ہلڈی بلیا۔



رنبیر سنگھ - راجہ - ولادت ۱۸۵۱ء میں ۱۸۵۷ء - آپ کو خطاب مذکور ذاتی اعزاز کی حیثیت سے ۱۵ ستمبر ۱۸۵۷ء کو مرحمت ہوا۔ آپ کا تعلق سنگھ برہمن خاندان سے ہے۔ راجہ لال سنگھ ہمارا راجہ بنجیت سنگھ والی لاہور کے آخری وزیر اعظم تھے اور پنجاب کے احاق کے بعد وہ دیرہ دون بھیجے گئے تھے۔ زمانہ بغاوت ۱۸۵۷ء میں انھوں نے اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے راجہ رنبیر سنگھ وارث ہوئے اور گورنمنٹ آپ کی آبائی وفاداری کے لحاظ سے ساڑھے چار سو روپیہ ماہوار آپ کو دیتی ہے۔ آپ کو آئری مجسٹریٹ کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ سکونت دیرہ دون۔

رامیشور بخش سنگھ - راجہ مقام بیر سنگھ پور - ولادت ۱۶ جون ۱۷۷۵ء شہنشاہ  
دہلی نے فوجی خدمات کے صلہ میں آپ کے مورث اعلیٰ کو راجہ کا خطاب عطا کیا تھا جسکو ۱۷۸۹ء  
میں گورنمنٹ نے بھی تسلیم کیا ہے۔ آپ اٹھیا خاندان کی بڑی شاخ کے سرغنہ میں - اس خاندان  
نے پہلے شیو پوری اور پھر مشہور قلعہ کالنج میں نشوونما پائی - تیمور کے حملہ کے وقت کالنج کے  
راجہ پر تھی چند کے پوتے راے پال سنگھ نے اپنا آبائی وطن چھوڑ کر میٹھی ضلع لکھنؤ میں وطن  
اختیار کیا - خاندانی روایات اس طرح مشہور ہیں کہ شہنشاہ دہلی نے اودھ کی ایک بغاوت فرو کرنے  
کے لیے انکو بھیجا تھا جس میں انھوں نے راجہ بھدیر سین کو شکست دیکر اسے قتل کیا اور اُس کے  
جلد وین سے راجہ میٹھی کے خطاب سے متنازع ہوئے - پندرہویں صدی کے اختتام پر اس خاندان  
کے تین بھائیوں یعنی راجہ جہو سنگھ کے بیٹوں نے مزید فتوحات کیں اور انہیں کے سب سے  
بڑے بھائی راجہ دنگر سنگھ راجگان کھراوان کے مورث اعلیٰ ہوئے اور انہیں سب سے چھوٹے  
بھائی رام سنگھ راجہ میٹھی اور بھگوان بخش مقام پوکھرا انصاری کے مورث اعلیٰ تھے - راجہ چال  
یعنی رامیشور بخش سنگھ راجہ بیر سنگھ پور راجہ دنگر سنگھ کی سرھوین پشت میں ہیں اور - دسمبر  
۱۷۸۹ء کو مالک ریاست ہوئے سکونت بیر سنگھ پور پر گئے کھراوان ضلع راے بریلی -



دیاونت کنور - رائی - آپ راجہ نرپت سنگھ رئیس کیمبرہ ضلع کھیری کی  
جانشین ہیں - آپ کی قوم چوہان راجپوت ہے - آپ کی ریاست ایک مدت مدید سے تلک دھاری  
راج چلی آئی ہے اور ہمیشہ شاہان وقت کی خیر خواہ رہی ہے جب ملک اودھ  
کا انتزع عمل میں آیا اسوقت راجہ نرپت سنگھ کے نام تعلقہ کیمبرہ کا سرسری بندوبست  
ہوا اور سند تعلقہ داری عطا ہوئی اور وہ موروثی راجہ قرار دیے گئے - راجہ صاحب  
موصوف نے ۱۷۸۵ء میں وفات پائی اسوقت یہ علاقہ ان کے خلف راجہ اجل سنگھ کے  
نام ہو کر کورٹ آف وارڈس کے زیر اہتمام آیا لیکن راجہ اجل سنگھ نے بھی ۱۷۹۶ء میں



نابالغی کی حالت میں وفات پائی۔ ۲ نومبر ۱۸۹۶ء کو راجہ اجل سنگھ کے علاقہ کا داخل  
خارج رانی دیاونت کنور کے نام ہوا۔ انکے بعد راجہ نرپت سنگھ کے نواسے  
دیپ پرتاب سنگھ وارث ہونگے جو راجہ مرحوم کی دختر گلان کے فرزند ہیں جنکی تصویر بوجہ  
پردہ نشینی رانی صاحبہ درج کی گئی ہے۔



**سچیت پرشاد سنگھ**۔ راجہ۔ ولادت ۱۸۵۸ء۔ آپ آنریبل راجہ شیو پرشاد  
سی۔ ایس۔ آئی۔ مرحوم کے فرزند ہیں۔ آپ پنوا چھتری ہیں آپ اور مرشد آباد کے جگت سیٹھ  
ایک ہی خاندان سے ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ ٹھاکر دھانڈل رتھنبور مضافات جے پور کے  
رہنے والے تھے۔ سلطان علاء الدین خلجی کے عہد میں جب رتھنبور کا الحاق مالک محروسہ  
میں ہو گیا تو اس خاندان نے احمد آباد کو ہجرت کی۔ پھر وہاں سے چمپائیر میں اور وہاں  
سے کھمبایت میں آیا۔ امرت نے جو دھانڈل سے چھبیسویں پشت میں تھے شاہجہان  
شہنشاہ دہلی کو ایک گرا بنہا الماس نذر دیا اسپر شہنشاہ نے خوش ہو کر رائے کا خطاب  
مرحت فرمایا اور اپنے ہمراہ دہلی میں لائے اور جو اہر خانہ کا مقیم (مقوم) معین کیا۔  
رائے امرت کے فرزند رائے اودے چند نے دھن بانی خواہر سیٹھ مانک چند مرشد آبادی  
سے شادی کی۔ انکے تین لڑکے ہوئے رائے سو بھا چند۔ رائے ستھرا داس۔ رائے  
فتح چند۔ مؤخر الذکر نے محمد شاہ کے عہد میں خطاب جگت سیٹھ کا حاصل کیا۔ فتح چند کو انکے  
مامون بانک چند نے متبئی کیا تھا۔ نادری قتل عام میں انکے دونوں بھائی مقتول ہوئے۔  
اسکے بعد بقیہ خاندان مرشد آباد میں آکر آباد ہوا۔ سو بھا چند کے ایک بیٹے رائے  
امر چند باقی تھے انکے بیٹے راجہ ڈال چند جگت سیٹھ تھے۔ فتح چند کے بھی دو بیٹے تھے۔  
دیا چند۔ اند چند۔ دیا چند کے بیٹے کا نام سیٹھ سروپ چند تھا اور اند چند کے بیٹے کا نام  
متاب رائے تھا جو جگت سیٹھ تھے۔ ان چھیرے بھائیوں کو نواب قاسم علی خان ناظم

بنگل نے اسوجہ سے کہ یہ سرکار انگریزی کے طرفدار اور لارڈ کلايو کے شریک تھے قید کیا۔ امین سے صرف راجہ ڈال چند بچکر نکل آئے اور نواب وزیر اودھ کی پناہ لی۔ نواب قاسم علی خان مہتاب رائے اور سر دپ چند کو اپنے فرار ہونے کے وقت ساتھ لے آئے اور قتل کر ڈالا۔ راجہ ڈال چند کے بعد اُنکے بیٹے راجہ اوتم چند اور اُنکے بعد اُنکے بیٹے بابو گوپی چند وارث ہوئے۔ بابو گوپی چند کے بیٹے راجہ شیو پرشاد تھے جنکو سرکاری خدمات کے جلد وین سی۔ ایس۔ آئی۔ اور راجہ کا خطاب ملا تھا جو بعد کو موروثی قرار دیا گیا۔ راجہ شیو پرشاد نے تیس سال کی ملازمت کے بعد عہدہ انسپکری مدارس سے پشن حاصل کی جسکی سالانہ تعداد پانچ سو روپیہ سالانہ تھی۔ انھوں نے ۱۸۹۵ء میں انتقال کیا اور اُنکے جانشین آپ ہوئے۔ آپ کی تعلیم بنارس کالج میں ہوئی اور بعد ختم تعلیم آپ ایجنٹ گورنر جنرل بنارس کے میئر منشی مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۶ء میں آپ نے پشن لی اور اُسکے دوسرے سال ہمارا راجہ بنارس کے رسالہ کے رسالہ دار مقرر ہوئے۔ آپ کی خاندانی جائیداد میں بارہ مواقع شامل ہیں جنپر آپ قابض اور متصرف ہیں بسبب لا ولد ہونے کے آپ نے اپنے چھوٹے بھائی کے بیٹے کمار چندر اند پرشاد کو متبقی کیا تھا مگر اُسکا انتقال ہو گیا اور اب آپ کے دو بھتیجے کمار تنیاد پرشاد سنگھ اور ستیا اند پرشاد سنگھ آپ کے وارث ہیں۔ سکونت بنارس۔



جگموہن سنگھ۔ سی۔ آئی۔ اے۔ امی۔ راجہ اڑچند پور۔ ولادت ۲۱ اگست ۱۸۷۱ء۔ ۱۸۹۴ء میں آپ مندر نشین ریاست ہوئے۔ راجہ کا خطاب موروثی ہے جسکو ۱۸۹۶ء میں گورنمنٹ ہند نے بھی تسلیم کیا ہے۔ آپ کا تعلق ایک بڑے کنچھواریہ (راجپوت) خاندان سے ہے۔ آپ راجہ مدن سنگھ سمروہہ خلف سوم پرشاد سنگھ کی نسل میں ہیں۔ آخر الذکر کا نھ کی ساتویں پشت میں ہیں جو مالک چند اعظم کے زمانہ میں کنچھواریہ چھتریوں کے

مورث اعلیٰ تھے۔ اُنکے انتقال کے بعد اُنکے تین بیٹوں نے جد اجداتین شاخیں قائم کیں۔ بڑے بیٹے جنگا سنگھ نے تلوئی ملی۔ چھوٹے بیٹے مان سنگھ نے اٹیہہ پر قبضہ کیا اور مدن سنگھ سمراتہ کے مالک ہوئے۔ مدن سنگھ کی ساتویں پشت میں راجہ مان دھاتا سنگھ تھے جو نواب سعادت علی خان نواب وزیر اودھ کی ریاست چنداپور پر قابض تھے۔ راجہ مان دھاتا سنگھ کے پوتے درگبجے سنگھ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اُنھوں نے اپنے بھتیجے رگھوناتھ سنگھ کو متبنی کیا تھا۔ رگھوناتھ سنگھ کے جانشین اُنکے بیٹے شیو درشن سنگھ ہوئے۔ جو بہ لحاظ اوصاف کے اعلیٰ درجہ کے راجپوت تھے اور جنگی جسمانی وجاہت اور دماغی قابلیت کا ضلع بھر میں شہرہ تھا۔ اُنکے پوتے راجہ جگموہن سنگھ ہیں۔ آپ کو یکم جنوری ۱۸۵۷ء کو دربار قیصری دہلی کے موقع پر اعزازی تمغہ (میڈل) عطا ہوا تھا اور عمدہ خدمات کے جلد میں یکم جنوری ۱۸۵۷ء کو خطاب سی۔ آئی۔ ای۔ کا مرتب ہوا ہے۔ آپ کے علاقہ میں تیس موضع شامل ہیں جنکی مالگزاری پینتیس ہزار ہے سکونت چنداپور ضلع راسے بریلی۔



بلونت سنگھ۔ سی۔ آئی۔ ای۔ راجہ مقام آوا۔ ولادت ۱۸۵۳ء۔ اس خاندان میں قدیم الایام سے یہ خطاب موروثی چلا آتا ہے۔ روایتاً مشہور ہے کہ یہ خطاب سب سے پہلے ہمارا راجہ اودے پور نے دیا تھا۔ راجگان آواجادون راجپوت ہیں محمد شاہ کے عہد میں ٹھاکر چتر بھج زمیندار ناری پرگنہ چھاتہ نے جلیسر میں سکونت اختیار کی اور صوبہ دار کول کے یہاں طلب مقرر ہوئے۔ یہ پیشہ چند روز تک اُنکے بیٹے بچے سنگھ نے بھی کیا مگر اُسکے بعد اُنکو ایک مختصر دستہ فوج کی حکومت ملی۔ بچے سنگھ کے بڑے بیٹے بخت سنگھ نے جو ہمارا راجہ بھرت پور کی سرکار میں ملازم تھے اعظم گڑھ کے ٹھاکر بہادر سنگھ کو کچھ مدد دی جسکے صلہ میں اُنھوں نے اُنکو ایک موضع عطا کیا۔ اس کے بعد

رفتہ رفتہ مختلف راجپوت جرگون کے مقبوضات اُنکے قبضہ میں آ گئے اور اُنھوں نے  
میواتیوں کی ایک فوج تیار کر کے خود مختاری اختیار کی۔ بالآخر مرہٹوں نے اُنکو  
آواہ میں ایک قلعہ بنانے کا اختیار دیا جسکو میرا سنگھ اُنکے جانشین نے تعمیر کرایا ہے۔  
جنگ مرہٹہ کے وقت آخر الذکر راجہ نے گورنمنٹ انگلشیہ کو قابل قدر مدد دی جسکے  
صلہ میں اُنکو جنرل لیک صاحب نے ایک سند عطا فرمائی۔ میرا سنگھ کے بیٹے تیسرے  
۱۸۳۱ء میں مالک ریاست ہوئے جنگو گورنر جنرل لارڈ آکلنڈ صاحب نے راجہ  
تسلیم کر لیا چونکہ تیسرے سنگھ کے کوئی اولاد نہ تھی اسلئے اُنھوں نے راجہ پر تھی سنگھ کو جو  
رجحیت سنگھ کی اولاد میں تھی منتقلی کیا۔ راجہ پر تھی سنگھ ۱۸۳۷ء میں رحلت کر گئے۔  
اُس وقت اُنکے بیٹے راجہ چتر پال سنگھ نابالغ تھے۔ علاقہ کورٹ آف وارڈس کے سپرد ہوا۔  
۱۸۴۸ء میں چتر پال سنگھ نے بھی انتقال کیا۔ اُس وقت اُنکے چچا زاد بھائی بلدیو سنگھ  
وارث ریاست قرار پائے پھر آپ ۱۸۶۲ء میں راجہ بلدیو سنگھ کے جانشین ہوئے۔ آپ  
کچھ عرصہ تک مالک مغربی و شمالی داودہ کی لیجسلیٹیو کونسل کے ممبر رہے ہیں۔ آپ کو  
یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو خطاب سی۔ آئی۔ ای۔ عنایت ہوا۔ آپ کے علاقہ کی مالگزاری  
تین لاکھ چھتر ہزار دو سو پچیس روپیہ ہے۔ سکونت آواضلع ایٹہ



عبدالکریم۔ شیخ۔ حافظ۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ وی۔ او۔ ولادت ۱۸۶۳ء۔  
سابق انڈین سکرٹری حضور قیصرہ آنجانی۔ آپ شیخ صدیقی ہیں۔ آپ کے والد خان بہادر  
ڈاکٹر حاجی شیخ محمد وزیر الدین معزین آگرہ میں سے تھے۔ آپ کے اجداد ضلع فرخ آباد  
کے رہنے والے تھے ۱۸۷۷ء میں آپ کے پردادا شیخ غلام حسین بوجہ انقلاب زمانہ  
وعدم موافقت آب و ہوا ترک وطن کر کے آگرہ میں مسکن گزین ہوئے۔ آپ کے عزیز  
واقارب اکثر ملازمت پیشہ رہے اور مہنوز معزز عہدوں پر ممتاز ہیں چنانچہ آپ کے

بڑے بھائی حافظ محمد عبدالعزیز تحصیلدار فیروز آباد ضلع آگرہ میں موجود ہیں۔ آپ کے نانا میر جعفر علی عہد عالمگیر بادشاہ سے معافیدار ہیں چنانچہ انھیں کی معافی اراخی میں جو سنٹرل جیل آگرہ کے متصل واقع ہے آپ کی کوٹھی اور باغ موجود ہے۔ آپ کے والد ڈاکٹری کا امتحان پاس کر کے فوجی ڈاکٹر معین ہوئے اور مختلف چھادنیوں میں قیام رہا ۱۹۴۷ء میں رسالہ اول کے ہمراہ جنگ افغانستان میں موجود تھے۔ بعد واپسی حصول تمغہ فتح و نصرت فوج سے سول میں تبدیلی ہوئی۔ ۱۹۴۹ء میں بھول رخصت حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ منورہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ۱۹۵۶ء میں نیشن پائی۔ قبل از حج آپ کو بحکم قیصری ولایت جانا ہوا اور حضور قیصرہ آجھانی کے شرف قد مبوسی سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں انتقال کیا۔ آپ بزمائے حیات اپنے والد کے انکے ہمراہ مختلف مقامات میں رہے چنانچہ جنگ افغانستان میں بھی آپ اپنے والد کے ہمراہ تھے۔ آپ کی تعلیم دینیات وغیرہ کی خانگی طور سے ہوئی۔ پہلی ملازمت آپ کی ۱۹۵۸ء میں بھولہ نائب وکیل ریاست جاوہر میں ہوئی۔ اسی زمانہ ملازمت میں محمد وزیر خان زمیندار موضع منوہر پور کی لڑکی سے آپ کا عقد ہوا۔ یہ ملازمت آپ نے ۱۹۶۰ء میں ترک کی۔ اور چند روز بعد سنٹرل جیل آگرہ میں اطفال مقید کی تعلیم کے لیے معین ہوئے۔ ۱۹۶۱ء میں جب بمقام لندن کونسل اور انڈین نائٹنگا قائم ہوئی تو اس نمائش میں چند لڑکے جو قالین بنانے میں مشاق تھے سنٹرل جیل سے ولایت کوروانہ کیے گئے۔ یہ سر جان ڈاکٹر ٹیکر صاحب انسپکٹر جنرل محابس کی کارگزاری تھی جو ولایت میں نہایت مقبول ہوئی۔ اسی اثنا میں سر جان کو یہ حکم ہوا کہ جو بی ۱۹۶۱ء میں ایک قابل اور تندرست لکھا پڑھا آدمی جو ملکہ الکبریٰ (آجھانی) کو مضامین اردو فارسی کا مطلب سمجھا دیا کرے لایا جائے۔ سر جان نے اس خدمت کے لیے آپ کو تجویز کیا۔ آپ ۱۹۶۱ء میں آگرہ سے ولایت کوروانہ ہوئے اور لندن میں پہنچ کر حضور قیصرہ کی

خدمت میں باریاب ہوئے اور پندرہ برس شاہنشاہی محلات میں آپ کی زندگی بسر ہوئی۔ آپ جب ولایت گئے تھے تو انگریزی نہ جانتے تھے حضور قیصرہ کے ایما سے آپ نے انگریزی پڑھنا شروع کی اور چند عرصہ میں حسب ضرورت انگریزی سے واقفیت حاصل کر لی۔ اسی زمانہ میں حضور قیصرہ نے اردو زبان حاصل کرنے کا شوق ظاہر فرمایا اور اس مقصد کے لیے وقت مقرر ہوا۔ ۱۸۹۲ء میں بحصول رخصت تین ماہ آپ ہندوستان تشریف لائے۔ اسی سال لارڈ ولینسٹون نے آگرہ میں دربار کیا۔ آپ بحیثیت رائل ہوس ہولڈر (ملازم خانگی حضور قیصرہ) اس دربار میں نہایت احترام کے ساتھ شریک کیے گئے۔ ۱۸۹۳ء میں آپ بعدہ انڈین سکرٹری مامور ہوئے۔ ۱۸۹۴ء میں آپ کو سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب مرحمت ہوا۔ ۱۸۹۵ء میں بصلہ حسن خدمت خطاب سی۔ وی۔ او۔ سے ممتاز ہوئے۔ بالآخر بعد وفات قیصرہ آجہانزی ۱۸۹۷ء میں بعد حصول نشن شاہی واپس آئے۔ آپ نے پندرہ برس اپنی عمر عزیز کے اُس قیصرہ کی خدمت میں بسر کیے ہیں جسکے جاہ و جلال عظمت و شوکت معدلت اور عظوفت کا تذکرہ صفحات تاریخ سے ہرگز محو نہ ہوگا۔ باوجود اس عرصہ دراز تک ولایت میں قیام کرنے کے آپ نے نہایت مذہبی پابندی کے ساتھ اوقات بسر کی۔ آپ کی اس پختہ دینداری اور کمال احتیاط کی عام شہرت ہے۔ ولایت سے واپس ہونے کے ایک سال کے بعد مسلمانان آگرہ نے آپ کو مساجد اور معابد عمارات آگرہ و اعما دپور کی انتظامی کمیٹی کا ممبر اور لوکل ایجنٹ مقرر کیا۔ سکونت آگرہ۔



عبدالکریم۔ حافظ۔ شیخ۔ خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ کے بزرگوں کا اصلی وطن موضع اریل ضلع اکہ آباد ہے جہاں اس وقت تک خاندانی جائداد و اراضی وغیرہ منقولہ وغیرہ موجود ہے۔ آپ کے بزرگ بھوتیار برہمن تھے جنکو شاہنشاہ اورنگ زیب

کے عہد میں شاہ شمس الدین لاہوری نے اسلام کی تبلیغ کی۔ جب میرٹھ میں انگریزی چھاؤنی قائم ہوئی تو آپ کے والد شیخ مبارکش اپنی آبائی جائیداد موٹو عہد آباد۔ کانپور فتحپور و انبالہ کا انتظام اپنے برادر اصغر شیخ محمد تقی کے سپرد کر کے حسب طلب حکام وقت میرٹھ میں وارد ہوئے جہاں گورنٹ نے کمسرٹ کے جملہ ضروری سامان مہیا کرنے کا کام اُنکے سپرد کیا۔ ۱۸۶۲ء کی جنگ بھرت پور کے زمانہ میں بھی وہ سرکاری کمپ کے ساتھ موجود رہے۔ اس کے بعد ۱۸۶۳ء کی جنگ افغانستان میں جلال آباد کے کالم فوج کے ساتھ رسد رسانی کی خدمت کے لیے بھی وہ منتخب ہوئے جہاں گورنٹ کی پولیٹیکل خدمات بھی اُنکے ہاتھ سے سرانجام پائیں اور اُنکے اکثر اعزاء اور کارندے مقتول ہوئے اور وہ خود بھی قلعہ جلال آباد میں محصور رہے۔ حافظ شیخ عبدالکریم کے برادر اکبر شیخ آئی بخش بھی ایک مشہور و معروف شخص تھے۔ انھوں نے اپنے والد کی حیات میں جنگ لاہور ۱۸۴۸ء میں برٹش فوج کے لیے رسد رسانی وغیرہ کا کام اس خوبی سے انجام دیا کہ گورنٹ نے اُسکو پشاور سے کلکتہ تک کی تمام برٹش چھاؤنیوں کی ضروریات کی بھر سانی کا ٹھیکہ دیدیا جو ۱۸۶۵ء تک برابر اُنکے پاس رہا۔ ۱۸۶۷ء کے غدر دہلی و میرٹھ کے زمانہ میں شیخ آئی بخش نے نہایت ہوشیاری اور مسعدی کے ساتھ اُن انگریزوں کی جانیں بچائیں جو چھاؤنی میرٹھ کے ایک و مدد میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ سلسلہ سرائے رسانی کے قائم رکھنے کے نازک فرائض کو شیخ آئی بخش نے دہلی میں اور حافظ عبدالکریم نے میرٹھ میں نہایت معتمدانہ طریقہ سے انجام دیا جسکے لیے فوجی حکام نے انھیں دونوں بھائیوں کی جانباً زائدہ خیر خواہانہ اور عاطفانہ تدابیر کو برٹش تسلط کے جلد قائم ہونے کا سبب قرار دیا۔ شیخ آئی بخش نے مسجد جامع دہلی کو اپنی فرائضی سے غدر کے پُر آشوب زمانہ میں منہدم ہونے سے محفوظ رکھا۔ انھوں نے میرٹھ اور دیگر بلاد میں بھی بکثرت مساجد تعمیر کرائیں اور میرٹھ کے احاطہ عدالت میں ایک عمارت اہل مقدمہ کی آسائش کیلئے

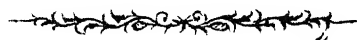
بنوائی اور ۱۸۷۷ء کی خشک سالی میں میرٹھ میں ایک بڑا محتاج خانہ قائم کیا جسکے صلہ میں گورنمنٹ نے انکو خلعت فاخرہ اور خان بہادر کے خطاب سے مفتخر کیا۔ انکے لاولد انتقال کرنے کے بعد شیخ حافظ عبد الکریم مالک و قابض جائیداد ہوئے جسکا انتظام آپ نے نہایت خوبی سے کیا۔ آپ ایک کریم النفس صاحب حلم اور خیر رئیس ہیں۔ علاوہ خیرات روزانہ کے چوبیس ہزار روپیہ سالانہ اکثر شرفا و غربا کی مستقل تنخواہوں میں صرف ہوتا ہے۔ رفاد عام کے کاموں میں ہمیشہ آپ نے معتد بہ رہیں عطا کین جسکے جلد میں ۲۴ مئی ۱۸۷۷ء کو خان بہادر اور ۲ مئی ۱۸۷۹ء عیسوی کو سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ نے ملکہ مظفرہ قیصرہ ہند کی ڈائمنڈ جوبلی کی یادگار میں دس ہزار کے صرف کثیر سے موضع سیکری میں ایک سرائی کے متعلق ایک ڈائمنڈ جوبلی اسپتال تعمیر کرایا۔ اس اسپتال کے قیام کے لیے پانچ سو روپیہ سالانہ آپ اپنی جیب خاص سے دیتے ہیں۔ اسکے علاوہ بیس ہزار روپیہ ایک مدرسہ عربیہ کی تعمیر میں صرف کیے۔ میرٹھ کے ٹون ہال اور کناٹ ہال کی تعمیر میں بلا قیمت زمین دینے کے علاوہ بائیس ہزار روپیہ کا چندہ بھی عطا کیا۔ شہر میرٹھ میں چھ ہزار کی لاگت سے ایک شفا خانہ اور موضع راجھونشی میں تین ہزار کے صرف سے ایک پل تعمیر کرایا جسکے بغیر اکثر جانین تلف ہوا کرتی تھیں۔ آگرہ۔ میرٹھ اور آلہ آباد کے یٹدی وفرن فنڈ میں چوبیس ہزار روپیہ اور میرٹھ کالج میں دس ہزار روپیہ اور پرنس البرٹ وکٹر کی یادگار میں علیگڈھ کالج کو پانچ ہزار روپیہ عنایت کیے ہیں۔ رمزی اسپتال نئی تال اور فین فنڈ سرسید میموریل فنڈ اور یادگار قیصر ہند میں چندے دیے ہیں۔ علاوہ برین قحط زدگان عراق عرب کو ڈائمنڈ جوبلی کی یادگار میں دو ہزار روپیہ گورنمنٹ کے ذریعے سے روانہ کیے۔ زمانہ قحط میرٹھ میں غربا کی امداد کی اور جب تک خشک سالی رہی مذکورہ بالا چوبیس ہزار روپیہ سالانہ کی مقررہ تنخواہیں دو چند تقسیم فرماتے رہے۔ اپنے دیہات کے



مزارعین کو دس ہزار روپیہ لگان کے معاف کر دیے۔ اس وقت آپ کی عمر بہتر برس کی ہے۔ آپ کے دو فرزند شیخ وحید الدین اور شیخ بشیر الدین ہیں۔ مقدم الذکر فرزند کو بطور جانشین ریاست کا انتظام سپرد ہے اور وہ خود بھی چار لاکھ کی ذاتی جائیداد کے مالک ہیں اور ولایت کلب میرٹھ کے انزیری ممبر۔ میرٹھ و فرن فنڈ کمیٹی کے لائف ممبر اور اسی فنڈ کی مینجنگ کمیٹی کے ممبر اور اپرائڈ بئنک میرٹھ۔ دہلی۔ مینی تال۔ شملہ۔ بریلی اور لکھنؤ اور ارتھ ویسٹ سوپ کمپنی میرٹھ و کلکتہ کے ڈائریکٹر اور محمدن ایسوسی ایشن اور انجمن حامی اسلام میرٹھ کے صدر نشین ہیں۔ سکونت میرٹھ۔

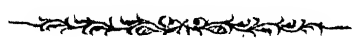
پرتاب بہادر سنگھ۔ راجہ۔ ولادت ۱۵ مارچ ۱۸۷۷ء۔ آپ کنپوریہ چھتری ہیں۔ راجہ مانک چند گہوار کی ایک دختر کے سوا اور کوئی اولاد نہ رہی تھی جسکی شادی انھوں نے سوچھ رکھ کے ساتھ کی تھی۔ اور تمام علاقہ و راج اپنی دختر کو دیدیا تھا سوچھ رکھ کی ایک شادی ایک برہمن خاندان میں ہوئی تھی جسکی اولاد ملقب بہ پانڈے ضلع الہ آباد میں موجود ہے۔ مانک چند کی لڑکی سے سوچھ رکھ کی جو شادی ہوئی تھی اُس سے راجہ کانتھ پیدا ہوئے جو قوم کنپوریہ کے بانی ہیں۔ انکے تین بیٹوں میں راجہ رہنس اس خاندان کے مورث اعلیٰ تھے جنکے قبضہ میں گوارا گٹاری کی ریاست آئی۔ انکے بعد نسلاً بعد نسل انکی اولاد برابر اس ریاست پر قابض رہتی آئی۔ آخری راجہ سرنام سنگھ نے اس ریاست کو بہت بڑی ترقی دی اور رعایا کی سرسبزی اور خوشحالی کی جانب انکو خاص توجہ تھی۔ انھوں نے اجودھیا میں ایک عالیشان ٹھا کر دوارہ تعمیر کرایا۔ راجہ سرنام سنگھ ۲۷ فروری ۱۸۶۹ء کو لاہل فوت ہوئے انکے بعد انکی بیوہ رانی ہرنا تھ کنور نے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ ریاست کا انتظام کیا اور ۵ مئی ۱۸۷۷ء کو وہ بھی انتقال کر گئیں۔ انکے وصیت نامہ کی رو سے انکے ایک قریب کے رشتہ دار راجہ پرتاب بہادر سنگھ وارث ریاست ہوئے

اور لوکل گورنمنٹ نے ۲۱۔ ستمبر ۱۸۵۷ء کو آبائی اور موروثی خطاب آپ کو عطا کیا۔ آپ ۱۰۔ جون ۱۸۵۷ء کو گدی نشین ہوئے تھے۔ زمانہ نابالغی میں آپ کے والد بابو جگموہن سنگھ ریاست کا نظم و نسق کرتے رہے اور ریاست میں چند موضوع کا اضافہ کیا جب سے آپ بالغ ہوئے ریاست کا انتظام خود آپ کرتے ہیں۔ سکونت گاہ ری ضلع سلطانپور۔



اودت نرائن سنگھ۔ راجہ۔ ولادت ۱۳۔ نومبر ۱۸۵۶ء۔ یہ خاندان قوم ریکوار کی چھوٹی شاخ میں ہے۔ بڑی شاخ میں راجگان بوندی تھے جنکی جاگیر غدر کے بعد بھرت بنادت ضبط ہو گئی اور وہ گننام ہو گئے۔ ۱۸۵۷ء میں دو بھائی پرتاب ساہ اور ڈونڈے ساہ مقام ریکوار واقع کشمیر سے آکر مقام بکھیری پر گنہ سیلک میں آباد ہوئے۔ پرتاب ساہ کے ایک بیٹے بالدیو بانی خاندان بوندی اور دوسرے بیٹے سالدیو شاخ رام نگر کے مورث اعلیٰ تھے۔ سارنگ دھرا اور کنور دھرا دو بھرا راجاؤں کا وسیع علاقہ دریائے گھاگھرا کے دونوں جانب واقع تھا۔ جب بقائے لگان کی علت میں دربار دہلی نے انپر فوج کشی کی اور بالدیو سالدیو نے انکو مقتول اور ریاست کو مفتوح کیا تو اسکے صلہ میں دریائے گھاگھرا کے دہنے ساحل کا علاقہ رام نگر وغیرہ سالدیو کو اور بائیں جانب کی جاگیر بوندی وغیرہ بالدیو کو ملی۔ بالدیو کی گیارھویں پشت میں ایک متبنتی بیٹے انوپ سنگھ نے ۱۸۵۷ء میں اپنی قوم ریکوار کی جمعیت ہمراہ لیکر لکھنؤ پر حملہ کیا مگر شیخ زادوں نے چھو لیا گھاٹ پر انکا مقابلہ کیا اور انکے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ صرف چند موضع راجہ انوپ سنگھ کے پاس باقی رہ گئے۔ تقریباً ۱۸۵۷ء میں منتشر قوم پھر یکجا اور متفق ہوئی اور ۱۸۵۷ء میں قبل تسلط سلطنت برطانیہ راجہ رام نگر نے اپنی خاندانی جاگیر پھر حاصل کر لی بلکہ اُس میں بہت کچھ اضافہ کیا۔ انوپ ساہ کے بیٹے صورت سنگھ کو دربار اور دھ میں بہت بڑا رسوخ حاصل تھا۔ انکے بعد انکے بیٹے گور بخش سنگھ رام نگر کے تعلقہ دار اور محمد پور اور بھٹولی کے

چکھ دار ہوئے۔ چونکہ غدر ۱۷۵۷ء میں ریکوارون نے فوج انگریزی کی مخالفت کی  
جس میں گورنر جنرل سنگھ بھی شریک تھے اس لیے انکا علاقہ ضبطی میں آگیا مگر ان کے فرزند سرجیت سنگھ  
کو جو بغاوت میں شامل نہ تھے دو موضع کی سند حاصل ہوئی۔ یہ علاقہ پہلے ہی سے  
ان کے نام تھا۔ اسکے بعد فنانشل کمشنر نے بندوبست تعقداری کی رو سے ان موضع  
کی حاصل میں سے ان کے لیے میں فیصدی منافع لینے کا فیصلہ کیا۔ مگر علاقہ کی زیرباری  
اور مقروضیت کی وجہ سے گورنمنٹ نے اپریل ۱۷۷۷ء میں اس علاقہ کو کورٹ آف وارڈز  
کے انتظام میں دیدیا۔ ۲۰۔ دسمبر ۱۷۹۹ء کو راجہ سرجیت سنگھ نے انتقال کیا ان کے بعد راجہ  
اودت نرائن سنگھ جانشین ہوئے جنکو جولائی ۱۷۹۷ء میں کورٹ آف وارڈس نے علاقہ  
واپس کیا اور گورنمنٹ انڈیائی نے انکا موروثی خطاب راجگی عطا فرمایا۔ آپ کے دو فرزند  
ہرنام سنگھ اور سرنام سنگھ ہیں اور دونوں کالون اسکول لکھنؤ میں تعلیم پاتے ہیں۔  
سکونت رام نگر بارہ بنکی۔



دیوبی سنگھ۔ چودھری۔ ولادت ۱۷۴۹ء۔ آپ نسلا دان تیاگی بہمن  
ہیں جنکو پورب میں بھوینہارا دیکھیم میں لگا کتے ہیں۔ آپ کا مذہب وشنو کرشن پاسبک  
ہے۔ آپ کے اسلاف ملک گورڈا نفع بنگال سے ملک ہریانہ میں اور پھر ضلع میرٹھ میں آکر  
آباد ہوئے۔ اس خاندان کے مورث شیا م داس کو نادر شاہ کے حملہ کے بعد محمد شاہ بادشاہ  
دہلی نے ۱۷۷۱ء میں پانچ سو روپیہ نانکار پر پرگنہ اسوڑہ کا چودھری مقرر کیا اور شاہ عالم  
نے بھی ان کے پرپوتے چودھری بھورے سنگھ کو آٹھ سو روپیہ حق نانکار پر چودھرایت اور  
ایک تلوار عطا کی۔ ابتدا سے تسلط انگریزی میں بعض ہندوستانی ماتحت افسران انگریزی کی  
وجہ سے چودھری بھورے سنگھ معتبوب ہوئے اور گڈھی اسوڑہ مفتوح کر لی گئی بعد چندے  
بیگم صاحبہ جنرل شمر صاحب رئیسہ سردھنے نے کلکٹر میرٹھ سے سفارش کر کے اس خاندان کو

پھر اسوڑہ میں آباد کرایا۔ مگر صرف چند موضع و ارٹان چودھری بھورے سنگھ کے نام سرکار کی جانب سے قائم کیے گئے۔ اور ان کے حلف اکبر چودھری حاتم سنگھ پر گنہ اسوڑہ کے چودھری تسلیم کیے گئے اور سات سو پچھتر روپیہ سالانہ کا حق نامکار سرکاری مالگزاری میں وضع کیا گیا مگر کچھ دنوں بعد نامکار اور جائداد ضبط ہو گئی۔ چودھری بھورے سنگھ کے تینوں بیٹے لاولد فوت ہوئے لہذا سب سے چھوٹے بیٹے چودھری ہولاس رائے کی زوجہ نے چودھری ہردیال سنگھ کے فرزند چودھری دیبی سنگھ کو متبنتی اور مالک ریاست کیا۔ آپ ایک ذی علم اور علم دوست رئیس ہیں ۱۶۲۳ء میں آپ نے اسوڑہ میں مدرسہ نوان قائم کیا۔ اسوڑہ میں سرکاری مدرسہ کے لیے آپ نے بلا معاوضہ اپنی ذاتی اراضی عنایت کی سنسکرت کا ایک پاٹ شال اپنے مندر میں جاری کیا جہاں طلباء کو خوراک وغیرہ سے بھی مدد دیا جاتی ہے۔ ۱۸۹۴ء میں جب صوبہ کی جانب سے لکھنؤ میں کراستھوٹ گرل اسکول قائم ہوا تو ضلع میرٹھ سے آپ کو صاحب کلکٹر نے ممبر منتخب کیا اور گواہ کیے یہ لازمی نہ تھا مگر آپ نے پانچ سو روپیہ بطور چندہ کے بھی عطا کیے میرٹھ کالج کے اجرا میں بھی آپ نے معقول مدد دی مئی ۱۹۰۵ء میں بھور ضلع بجنور میں ایک ناگری پاٹ شال کی بنیاد ڈالی اور چار ہزار روپیہ کا منافع اُس کے قیام کے لیے وقف کر دیا زراعت و فلاحیت سے آپ کو خاص دلچسپی ہے ۱۸۹۵ء میں سرکاری زرعتی فارم میرٹھ کے آپ بھینگ ممبر مقرر ہوئے اور کئی برس تک اپنی کوشش بلع سے اُسے جاری رکھا اور ایک معتد بہ رقم آئین صرف کی۔ اب یہ فارم ڈسٹرکٹ بورڈ کے زیر نگرانی ہے اور اب بھی آپ اُس کے ممبر ہیں ۱۸۹۶ء میں میرٹھ کے ہندو مسلمانوں کی سخت نزاع کو آپ نے نہایت خوبی سے رفع کیا۔ ۱۹۱۵ء میں کمیٹی ہاپور ۱۸۹۶ء میں کمیٹی سرشہ تعلیم میرٹھ ۱۸۹۷ء عیسوی میں کمیٹی لوکل ریٹ ۱۸۹۲ء میں مینو پیل بورڈ ہاپور ۱۸۹۲ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ ۱۸۹۵ء میں ڈیٹا انسٹریشن فارم زراعتی میرٹھ ۱۸۹۵ء میں انجن زرعتی صوبہ ۱۸۹۱ء میں لیڈی ڈفرن فنڈ اسپتال میرٹھ اور ۱۸۹۴ء میں کراستھوٹ گرل اسکول کی کمیٹیوں کے

آپ ممبر مقرر ہوئے اور اس وقت تک ہیں اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے وائس چیرمین بھی ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں کمیشن ایفون میں ضلع میرٹھ کی طرف سے اداسے شہادت کے لیے آپ منتخب اور نامزد ہوئے۔ درباریوں کی فہرست میں بھی آپ کا نام درج ہے۔ اس ورہ عام میں بھی آپ نے فراخ حوصلگی ظاہر کی ہے جس کے ضلع باڈور میں نہر گلگ پر ایک گھاٹ تیار کرایا یہ قیم خانہ بریلی میں ایک مکان تعمیر کرایا۔ ہٹور ضلع بنجور کے ہادیو جی کے مندر میں ایک آرام گاہ بنوائی گڈھ مکتیسر کے مشہور مقبول تیرتھ گاہ میں واردین و صادرین کی آسائش کے لیے ایک بڑا قطعہ ارضی خرید فرما کر دھرم سالہ تعمیر کیا۔ اپنی دارالریاست میں رادھا کرشن جی کا مندر بنوایا اور اُس کے اخراجات کے لیے کافی جائداد مہیہ کر دی اور اُس کا متولی اپنے فرزند اکبر رگھیر نرائن سنگھ کو مقرر کیا۔ بیان غربا و مساکین کو سد اہرت ملتا ہے۔ آپ نے سب سے پہلے ۱۹۶۵ء میں اپنی قوم سے منصوبہ نخر جی کے اسناد کی کوشش کی جس کی نظیر سے اور اقوام نے فائدہ اٹھایا۔ آپ اکثر قومی جماعت کے صدر نشین منتخب ہوتے رہے ہیں۔ ۱۹۷۶ء میں مہا سبھا بھوم امار برہمن کے سالانہ جلسہ منعقدہ پٹنہ کے بھی آپ چیرمین تھے۔ اس سبھا کے سرمایہ میں بھی آپ نے فیاضی سے مدد دی ہے۔ بہار نواب لکھنؤ گورنر نے ۱۹۹۵ء کے دربار لکھنؤ میں اور اُس کے بعد بذریعہ احکام تحریری کے چار مرتبہ آپ کا شکریہ ادا کیا۔ آپ کے بائیس مواضع ہیں۔ مالگزاری علاوہ انکم ٹکس کے پندرہ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ آپ نے اپنی حیات ہی میں اپنی جائداد اپنے ورثا پر تقسیم کر کے داخل خارج کر دیا ہے۔ سکونت اس ورہ ضلع میرٹھ۔

نظیر حسن خان۔ حکیم۔ مرزا۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۹۲۷ء۔ آپ کے پردادا حکیم مرزا علی خان کو شاہ غازی الدین حیدر راول بادشاہ اودھ نے طبیب شاہی کے منصب پر مامور اور حکیم الملوک کے خطاب سے ممتاز کیا تھا۔ ان کے حسن خدمات کے

جلد وین شاہ نصیر الدین حیدر بادشاہ دہم اودھ نے لگودیو پور اور جلال پور کی معافی عطا کی  
اُنکے انتقال کے بعد اُنکے فرزند بھی اپنے آبائی منصب پر قائم رہے اور دربار اودھ نے  
اُنکو سلطان الحکامیۃ الملک مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خان بہادر جاوید جنگ کے معزز  
خطاب سے سرفراز کیا اور اُنکی اعلیٰ قابلیت اور حسن انتظام کے لحاظ سے ۱۷۸۷ء میں سفیر  
شاہی مقرر کیا۔ اُنکے بیٹے حکیم مرزا مظفر حسین خان بھی لکھنؤ میں بین الاقراں والا مائل اپنے  
علم و فضل میں مشہور تھے اور اُنکے کتب خانہ علمیہ کا درجہ شاہی کتب خانہ کے بعد تسلیم  
کیا جاتا تھا حسین نایاب قلمی کتابیں کثرت موجود تھیں۔ گورنمنٹ انڈیا نے دیو پور اور  
جلال پور کی معافی اُنکے نام بدستور جاری رکھی جو اب تک اُنکے فرزند خان بہادر حکیم مرزا  
نظیر حسن خان کے قبضہ و تصرف میں ہے۔ آپ بھی ایک علم دوست رئیس ہیں اور آپ کا  
کتب خانہ طیبہ بھی مشہور ہے۔ آپ کے نانا میر باقر تھے جنکا امام باڑہ لکھنؤ میں مشہور ہے  
اسکے انتظام و قیام کے لیے اُنھوں نے ایک بہت بڑا وقف چھوڑا ہے ۱۷۸۷ء میں اپنے  
والد کے انتقال کے بعد آپ شاہی یونانی دار الشفا کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے جسکے فرائض  
آپ نے بائیس برس تک نہایت لیاقت و دیانت سے انجام دیے۔ اٹھارہ سال سے آپ لکھنؤ  
کے مینوسپل کمشنر اور انزیری مجسٹریٹ ہیں۔ بارہ برس سے خیراتخاں شاہی کا انتظام آپ کے  
سپرد ہے اور اُسکے انزیری سکریٹری بھی ہیں۔ ۱۷۹۰ء میں آپ کے حسن انتظام قحط کے جلد و  
مین گورنمنٹ ہند کی جانب سے سند خوشنودی عطا ہوئی۔ انتظام حفظ طاعون کے  
کارہائے نمایاں کے جلد وین گورنمنٹ انڈیا نے ۱۷۹۰ء میں خان بہادر کا خطاب مرحمت  
فرمایا مرض طاعون کے متعلق فائدہ انام کے لیے آپ نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ آپ عرصہ  
دراز تک ڈسٹرکٹ بورڈ وغیرہ کے ممبر اور سنٹرل جیل لکھنؤ کے ان فیشیل وزیر بھی رہ چکے  
ہیں۔ سکونت لکھنؤ۔

رام مسر - شاستری - سوامی - ہماہو پا دھیا - آپ کے بزرگ موضع دو سو دو پر گنہ بیر و ہڑ ریاست الور کے اصلی باشندے اور دشنبو برہمن تھے۔ یہ خاندان دہان سوامی کے لقب سے ملقب ہے۔ اسکے اکثر ممبر نامور پنڈت اور عالم و فاضل گزرے ہیں مشہور سوامی رامیش شاستری اسی خاندان کے شخص تھے۔ تقریباً نوے سال کا عرصہ ہوا کہ آپ کے دادا سوامی جگل کشور سلطنت اودھ میں دھرم شاستری کے منصب پر ممتاز تھے۔ ان کے بیٹے سوامی سالک گراما چاری سمبھٹ تک بنارس کے نیاے اور ویدانت شاستر کے علما سے اکتساب علوم کرتے رہے۔ ان کے تیسرے فرزند سوامی رام مسر شاستری نے مذہبی اور شاستر کی تعلیم اپنے والد سے پائی ہے۔ ویدانت میں بھی آپ کو کمال حاصل ہے بنگال کے بڑے بڑے پنڈتوں سے مناظرہ کرنے سے آپ کا حوصلہ بڑھا اور اب آپ تصنیف کتب اور درس کی جانب مائل ہوئے۔ جب آپ کی تصانیف کی شہرت گورنمنٹ انگریزی تک پہنچی تو آپ سنسکرت کالج بنارس کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ آپ نے پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ برہم امرت برسنی سمجھا کھولی جسکے جلسے نہایت آب و تاب سے ہوتے ہیں۔ اس وقت ملک میں آپ کی مذہبی و ادبی تصانیف موجود ہیں۔ علوم مشرقیہ میں آپ کے تبحر کے لحاظ سے گورنمنٹ انڈیا نے ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کو آپ کو ہماہو پا دھیا کا خطاب مرحمت کیا۔ اور پبلک نے آپ کو ست سپردایا چاریہ سرفتر پنڈت سوامی رام مسر شاستری کے لقب سے ملقب کیا۔ آپ اسی سال پروفیسری کے عہدہ سے کناراہ کش ہوئے اور اب پنشن پاتے ہیں۔ سکونت بنارس۔

جگت نرائن - رائے صاحب - رئیس الہ آباد (ملاحظہ طلب صفحہ ۷۵)

غلام حیدر خان - سید نقوی - ولادت ۲۶ - دسمبر ۱۸۳۳ء - آپ میر  
 سید محمد خان بخان بہادر رئیس جانش ضلع راسے بریلی کے دوسرے فرزند ہیں جنھوں نے برٹش  
 گورنمنٹ کی ایک طولانی ملازمت کے بعد پٹنن حاصل کی تھی۔ آپ کے بھائی مولوی سید  
 عبداللہ نے سرسری لارنس صاحب کے مشورہ سے پیرا برہم خان نیٹو ایجنٹ گورنر جنرل  
 بھاوپور کے ہمراہ ترجان مقرر ہو کر سفر انگلستان اختیار کیا جہاں وہ بعد واپسی پر صاحب  
 انگلش کلج لندن میں السنہ مشرقیہ کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ بعد شکت عہدہ پروفیسری  
 انھوں نے امیدواران سول سروس کو السنہ مشرقیہ کی تعلیم دینا شروع کی۔ اسکے  
 علاوہ ترجمہ میں بھی بہت نام آوری حاصل کی۔ انھوں نے وہن ایک عالیخانہ خاتون  
 کے ساتھ عقد کر لیا چھبیس برس لندن میں رہنے کے بعد وہ وارو ہندوستان ہوئے  
 اور یہاں آخر عمر تک موٹھیاری اسکول کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ سید عبداللہ کے ترک وطن  
 اور قیام لندن سے ڈر کر آپ کے والد نے آپ کو انگریزی تعلیم تکمیل کے ساتھ نہیں دلائی۔  
 آپ ابتداءً دس روپیہ کے محروم ہوئے مگر اسی محکمہ میں بہت جلد ترقی کر کے سو روپیہ  
 کے سرشتہ دار ہو گئے۔ ۱۸۶۱ء میں آپ ایک سو تیس روپیہ کے مشاہرہ پر میرمنشی  
 سرشتہ داری کمشنری اور ایجنٹی جلیپور پر ممتاز تھے مگر اپنے والد کی تنہائی کی وجہ  
 سے آپ اپنے وطن کو چلے آئے اور راسے بریلی میں تحصیلدار ہو گئے۔ اسکے بعد آپ  
 اکثر اسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے اور سب ججی کے عہدہ سے آپ نے پٹنن حاصل کی۔  
 آپ کی تصنیفات میں قانونی اور اخلاقی کتابیں نہایت مشہور ہیں۔ سکونت جالس  
 ضلع راسے بریلی۔

رام پرتاب سنگھ - راجہ میں پوری - (ملاحظہ طلب صفحہ ۱۷۳)



محمد حامد بخش - مولوی - حاجی - خان بہادر - رئیس بڑایون (ملاحظہ طلب صفحہ ۶۹)

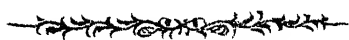
رُوررتاب سنگھ - دیوان - ولادت ۲ - اگست ۱۸۴۳ء - یہ خطاب موروثی ہے - آپ بچکونی راجپوت ہیں جو چوہان خاندان کی ایک شاخ ہے - اس خاندان کے وارث دیوان بھیر سنگھ اور اُنکے بڑے بھائی دھیر سنگھ کے مابین آبائی جائیداد کی تقسیم عمل میں آئی - دھیر سنگھ پٹی سیف آباد اور بھیر سنگھ کو اور یاد پھ ملا جو اس وقت تک اُنکے اخلاف کے قبضہ مالکانہ میں موجود ہے - دیوان بھیر سنگھ کے جانشینوں میں دیوان پرتھی پال سنگھ نے اپنے ایک رشتہ دار راءے بندیسری بخش مقام ادھار گنج (دلیپ پور) کے ساتھ جنگ کی تھی جس میں اُنھوں نے اپنے حریف مقابل کو قتل کیا - اُنکے بیٹے دیوان سربجیت سنگھ نے اپنے علاقہ کو مستقل اور مستحکم کیا اور ۱۸۷۵ء میں اُنکے انتقال کے بعد اُنکے بیٹے دیوان حال وارث ریاست ہوئے - آپ کے ایک جانشین اور ایک فرزند ہیں - سکونت اور یاد پھ پرتاب گڈھ -

لاکھن سنگھ - ٹھاکر - راؤ بہادر - ولادت سبتمبر ۱۸۱۹ء - آپ کا خاندان ابتداء پریشی اور پھر پانڈوہنشی کے نام سے لقب رہا جسکے آخری راجہ انتگ پال تھے - اُنکے بعد اس خاندان کے نواسے راجہ پرتھی راج کے مسند نشین ہونے سے پانڈو کا لقب تو مرنے کے اور پھر جنگ پال کے عہد سے جنگارہ کے نام سے مشہور ہوا جو اس وقت تک اس خاندان کا لقب ہے - آپ کے والد ٹھاکر گھوتا تھ سنگھ ایک معزز رئیس تھے جو اپنے خاندان اور گرد و نواح کے رئیسوں اور سرکار انگریزی کے حکام میں راجہ کے نام سے مشہور تھے - اُنھوں نے خد ۱۸۵۵ء میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری اور خیر خواہی کا اظہار کیا جسکے جلد میں خلعت فاخرہ کے علاوہ پانچ ہزار کی انگریزی کی جائیداد ارضی بھی محرمت

ہوئی۔ انھوں نے اپنے اعقاب میں تین فرزند چھوڑے جن میں سے بڑے بیٹے یعنی  
ٹھاکر امرائو سنگھ چند پرگنوں میں تحصیلدار رہے۔ دوسرے بیٹے ٹھاکر شب سنگھ خیر خواہ  
گورنمنٹ درباری اور آنریری مجسٹریٹ تھے۔ تیسرے فرزند ٹھاکر لاکھن سنگھ اپنے  
والد کی وفات کے وقت آٹھ سال کے تھے۔ حسب دستور فارسی، اردو اور ناگری  
کی تعلیم کے بعد آپ نے کسی قدر انگریزی حاصل کی۔ بعد فراغ تعلیم آپ پہلے مینسپل بورڈ  
کے اور پھر ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر ہوئے اور ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمات میں سرگرمی کا  
اظہار کرتے رہے۔ چنانچہ حکام وقت نے آپ کو وقتاً فوقتاً اسناد مرحمت کیے۔ ہڑکسنسی  
وایسراے کے دربار میں شرکت کا افتخار بھی آپ کو حاصل ہے۔ ۱۹۵۷ء سے آپ آنریری  
مجسٹریٹ معین اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے وائس چیرمین منتخب ہوئے۔ آپ کو رفاہ عام کے  
کاموں سے بھی دلچسپی ہے۔ چھتری سبھا لکھنؤ نے آپ کو کمشنری روہیلکھنڈ کی سبھا کی صدرینسی  
پر منتخب کیا۔ آپ مذہب میں راسخ الاعتقاد ہیں۔ اکثر زیارت گاہوں کی جاترا کر چکے ہیں۔  
آپ کی خدمات جمیلہ کے جلد وین گورنمنٹ نے آپ کو جون ۱۹۹۸ء کو راولپنڈی کے خطاب  
سے سرفراز کیا اور جنوری ۱۹۹۹ء میں لوکل گورنمنٹ نے آپ کو سند عطا کی۔ سکونت  
بدھولی۔ پرگنہ فرید پور ضلع بریلی۔

علی جان - سید۔ خان بہادر۔ فی الحال آپ کی عمر اسیٹھ سال کی ہے۔ آپ ایک  
عرصہ وازکی ملازمت محکمہ پولیس کے بعد اب نشن پاتے ہیں۔ آپ نے بحیثیت کو تو ال  
وانسپیکٹر پولیس اضلاع آگرہ، یلت پور، بنارس، سالہ آباد وغیرہ میں نہایت عمدہ خدمات  
انجام دی ہیں اور بڑے بڑے مشہور ڈاکوؤں کو گرفتار اور قتل کر کے دیکیتی کا اسناد  
کیا ہے۔ آپ کی خدمات کی سرکاری طور پر اکثر تعریف ہوئی ہے اور اسکے صلہ میں آپ کو  
خان بہادر کا خطاب عطا ہوا اور ایک خلعت فاخرہ و کرج انعام میں ملی ہے۔ آپ جونپور کے

ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سکونت جو پور۔



رام رحصال۔ بابو۔ راے بہادر۔ ولادت ۱۹۔ مارچ ۱۸۴۵ء۔ آپ لالہ سنگنی رام ویش اگر وال کے بیٹے ہیں۔ آپ کا خاندان دہلی میں لقب کروڑ والا مشہور ہے۔ آپ کے بزرگ علوم فارسی انگریزی و ناگری وغیرہ میں دستگاہ کامل اور واقفیت تامہ رکھتے تھے اور گورنمنٹ انگلشیہ کے یہاں معزز عہدہ دن پر ممتاز تھے۔ آپ کے حقیقی بھائی بابو رام سندر اس و بابو امراد سنگھ مرحوم گورنمنٹ پنجاب میں سر دفتر اور اکوئنٹ تھے۔ آپ ۱۸۶۱ء میں مڈیکل کالج لاہور میں داخل ہوئے پھر ۱۸۶۶ء میں آپ نے سند ڈاکٹری حاصل کی اور جانچ میں اسٹنٹ سرجن مقرر ہوئے۔ اسی سال آپ ضلع حصار میں قائم مقام سول سرجن ہو گئے ۱۸۷۰ء میں آپ کی خدمات ریاست بھاولپور کو منتقل ہوئیں جہاں والی ریاست نے آپ کی لیاقت و بیدار مغزی سے خوش ہو کر تنخواہ میں اضافہ کیا ۱۸۷۰ء میں ضلع فرخ آباد میں بحیثیت اسٹنٹ سرجن آپ کا تبادلہ ہو گیا جہاں آپ کی طبی حفظ صحت کے سکرٹری و چیرمین رہے اور اب تک ہیں۔ جنوری ۱۸۷۹ء میں آپ کو حُسن کارگزاری کے صلہ میں گورنمنٹ نے راے بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ مارچ ۱۸۷۹ء میں آپ نے پنشن پائی مگر اُس موریل پر جو رعایاے فرخ آباد نے گورنمنٹ ہند کی خدمت میں روانہ کیا تھا گورنمنٹ نے پھر آپ کو اُس عہدہ پر امور کیا چنانچہ آپ نے اپنے فرض منصبی یکم اپریل ۱۹۰۲ء تک انجام دیے۔ آپ اہل فرخ آباد میں نہایت ہرول عزیز ہیں اور حکام ضلع بھی آپ سے رضامند اور خوش ہیں۔ سکونت فرخ آباد۔



لال شیو رام سنگھ۔ راجہ۔ ولادت ۱۷۔ اگست ۱۸۳۹ء۔ آپ گوتم ٹھاکرون کے سردار ہیں۔ یہ خاندان قدیم الایام سے ذی اقتدار اور صاحب جاہ و جلال

رہتا آیا تھا مگر جب سردار خاندان نے ہایون کے رقیب سلطنت شیر شاہ کو مدد دی تو اسکا  
انحطاط شروع ہوا اور اسکے بعد شہنشاہ اکبر سے کاپلی میں جو جنگ ہوئی اس میں آپ کے بزرگ  
ہری برن دیومع کثیر التعداد خاندانی لوگوں کے مقتول ہوئے۔ اُس زمانہ سے گوتم راجپوتوں کو  
پھر گزشتہ ثروت اور حکومت حاصل نہیں ہوئی۔ سن ۱۵۸۷ء میں پانچ موضع راجہ کے قبضہ  
میں رہ گئے تھے مگر راجہ حال صرف ارگل اور شیو پوری کے حصہ دار ہیں جس میں سے گورنمنٹ  
کو دو سو پچاسی روپیہ سالانہ مالگزاری ادا کی جاتی ہے۔ سکونت ارگل۔ ضلع فتحپور۔



رگھو راج بہادر سنگھ۔ راجہ۔ آپ قدیم سورج منی خاندان سے متعلق  
رکھتے ہیں جس کے مشہور ہیر و راجہ رام چند رچی تھے۔ آپ کے مورث اعلیٰ راجہ لاجپ سنگھ  
الموڑہ سے آکر فیض آباد میں مقیم ہوئے تھے۔ آپ کے بزرگ راجہ بسرام سنگھ ریاست ہڑاہہ  
کے بانی تھے جو سلطنت تیموریہ کی سند کی رو سے ۱۵۷۷ء ضلعی میں اس ریاست پر قابض  
اور راجہ کے موروثی خطاب سے معزز ہوئے جس پر اس وقت تک اس خاندان کی نسل برابر  
مالک و قابض چلی آتی ہے۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے بھی راجہ نرند بہادر سنگھ کو سند قلعہ داری  
اور خطاب مرحمت کیا تھا۔ ۲۹ نومبر ۱۸۹۷ء کو ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند راجہ  
رگھو راج بہادر سنگھ آبائی ریاست اور خطاب پر قابض ہوئے۔ آپ کے ایک فرزند  
لال سری پرتاب بہادر سنگھ ہیں جو ابھی نابالغ ہیں۔ سکونت ہڑاہہ۔ ضلع بارہ بنکی۔



لاجپ سنگھ۔ سردار۔ آپ راجہ ہیر سنگھ تعلقہ ارجوان ضلع بھرائی کے بھانجے  
میں جن کے والد سردار جے سنگھ کیدان کو ایام غدر کی وفاداری کے جلد وین علاقہ مذکور  
اور اسناد خیر خواہی عطا ہوئے تھے۔ راجہ ہیر سنگھ نے بدو عمر ہی سے جنگی ملازمت اختیار کی۔  
اور ترقی کر کے رسالہ داری کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ غدر ۱۸۵۷ء اور جنگ سابقہ چین

میں وہ شریک تھے۔ ۱۸۵۷ء میں اپنے والد کے انتقال کے بعد وہ ملازمت فوجی سے مستعفی ہو کر انتظام ریاست میں مشغول ہوئے۔ ۱۸۵۸ء میں اُن کی ذاتی لیاقت اور حسن انتظام کی وجہ سے گورنمنٹ نے راجگی کا خطاب مرحمت فرمایا۔ مگر چونکہ وہ لا ولد تھے لہذا اپنے بھانجے سردار لالہ بھنگھ کو اُنھوں نے نسل فرزندوں کے پرورش کیا اور اپنی تمام جائداد اُنکے خاندان میں منتقل کر دی اور اُنکے فرزند سردار کرم سنگھ کو متبنتی کیا۔ ۱۸۶۳ء عیسوی میں اُن کے انتقال کے بعد آپ ریاست کے منیجر مقرر ہوئے۔ آپ کو آئیری مجسٹریٹ کے اختیارات اور ممالک متحدہ اور پنجاب کے درباری ہونے کا افتخار حاصل ہے۔ آپ کی زمینداری ضلع بہرائچ، اودھ اور ضلع لاہور پنجاب میں واقع ہے۔ سکونت جہان ضلع بہرائچ۔

کیلاش چندر شرومنی۔ پنڈت۔ ہما موپادھیہا۔ آپ کے جد امجد بھوناتھ ترک پنچانن بہت بڑے عالم اور منطقی تھے۔ اُنکے چار صاحبزادے دن میں سے سب سے بڑے پنڈت گھنشیام سرب بھرم جو ایک لائق سمجھتی دان تھے آپ کے والد تھے۔ آپ نے سولہ سال یا سترہ سال کے سن میں منطق پڑھنا شروع کی۔ چوبیس یا پچیس سال کی عمر میں آپ نوادیب ضلع ندیہ میں اکتساب علوم کے لیے تشریف لے گئے۔ یہ مقام علمائے سنسکرت کا مرجع تھا۔ آپ نے وہاں تمام درسی کتب ختم کیں۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ اپنے وطن مالون سے بنارس تشریف لے گئے جہاں آپ کو بنارس کالج میں چالیس روپیہ ماہوار کی ایک جگہ ملی۔ آپ نے اسکو غنیمت سمجھ کر قبول کر لیا۔ رفتہ رفتہ آپ کی ترقی ہوتی گئی اور اسوقت آپ سنسکرت کے پروفیسر اور ایک سو پچیس روپیہ ماہوار پاتے ہیں۔ ۲۰ مئی ۱۹۰۷ء کو آپ خطاب ہما موپادھیہا سے مشرف و ممتاز ہوئے۔ ہر چند آپ بہت مسن ہیں مگر پرنسپل صاحب کی سفارش کی وجہ سے ابھی تک اسی عہدہ پر قائم ہیں۔ سکونت بنارس۔

سو براہمنیا شاستری - پنڈت - ہماہو پادھیا - آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو خطاب مذکور عطا ہوا - سکونت بنارس -

گنگا دھر شاستری - پنڈت - ہماہو پادھیا - آپ تنگ برہمن ہیں - آپ پنڈت ادوی سنہا شاستری کے فرزند ہیں جو ہرمانیس ہمارا جہ بنارس کی سرکار میں ملازم تھے - آپ ۱۸۹۶ء میں بنارس کالج کے اسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے - سنسکرت میں آپ کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں - آپ کو علوم مشرقیہ میں کمال حاصل ہونے کی وجہ سے جناب ملکہ معظمہ و کٹوریہ کی سلطنت پنجاہ سالہ کی جوبلی کے موقع پر ۱۶ - فروری ۱۸۹۸ء کو خطاب مذکور عطا ہوا - سکونت بنارس -

مرلی منوہر - راے بہادر - ولادت ۱۸۷۰ء - خطاب ذاتی ہے - آپ کو یہ خطاب ۱۶ - اگست ۱۸۹۲ء کو ایام بغاوت اور جنگ بھوٹان کی کسرپٹ کی خدمات کے صلہ میں عطا ہوا - آپ کا تعلق کھتری خاندان سے ہے اور آئری مجسٹریٹ کے اختیارات بھی آپ کو حاصل ہیں - سکونت لکھنؤ - اودھ -

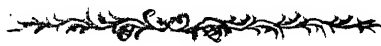
اندرجیت پریاب بہادر سہاے - راجہ - ولادت ۱۱ - نومبر ۱۸۹۳ء - آپ بھونہار برہمن ہیں - اس خاندان کے مورث اعلیٰ فتح سہاے ہوشیار پور ضلع سارن کے راجہ تھے جنکو ۱۸۶۷ء میں جنگ بکسر کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے معزول کر دیا - اسکے بعد انھوں نے اپنے زر خرید علاقہ واقع پرگنہ سدھو جونا کو اپنا مستقر قرار دیا اور رفتہ رفتہ اسکو وسعت دی مگر انکے بیٹوں کے وقت میں وہ جائداد تلف ہو گئی - ۱۸۹۷ء اور ۱۸۹۸ء کے مابین ایک بھائی شمشیر سہاے نامی نے بذریعہ خریداری

اسکا بہت بڑا حصہ پھر حاصل کر لیا اور سلیم گدھ کی ایک علیحدہ ریاست قائم کی۔ ایک دوسرے ممبر خاندان فتح سہاے کے بڑے پوتے نے ٹکوپہ پر قبضہ کیا اور حسن انتظام سے اسکو بہت بڑی ترقی دی۔ انکو گورنمنٹ انڈیا نے راجہ کا موروثی خطاب عنایت کیا۔ علاقہ کی مالگزاری ایک لاکھ چالیس ہزار چھ سو پچپن روپیہ آٹھ آنہ تین پائی سالانہ ہے۔ سکونت ٹکوپہ ضلع گورکھپور۔

سانول سنگھ - راجہ - ولادت ۱۷۷۷ء - آپ چوہان راجپوت اور پرتھی راج راجہ دہلی کے اخلاف میں ہیں۔ سلاطین لودی کے زوال سلطنت کے بعد اور شہنشاہ بابر کے عہد میں اس خاندان کے ایک بزرگ چکر سین سکیت اور راجہ کے راجہ اور باجگزار سلطنت مغلیہ قرار پائے۔ زمانہ آخر کی طوائف الملوک کی کے زمانہ میں راجہ سنگھ سے نواب فرنخ آباد نے تعلقہ سکیت چھین لیا۔ انکی چوتھی پشت میں راجہ خوشحال سنگھ سابق راجہ راجہ تھے جنکے انتقال کے بعد راجہ سانول سنگھ راجہ حال جانشین ہوئے۔ اس ریاست میں پرگنہ ایٹھ سکیت میں چالیس موضع شامل ہیں۔ گورنمنٹ کو انیس ہزار تین سو گیارہ روپیہ سالانہ مالگزاری دی جاتی ہے۔ سکونت راجہ مصلح ایٹھ۔

بشنا تھ سرن سنگھ - راجہ بہادر - راجہ تلونی مصلح راے بریلی۔ آپ کنبھوپہ راجپوت ہیں۔ راجہ کا خطاب گورنمنٹ نے ۱۷۷۷ء میں تسلیم کیا تھا ۱۷۷۷ء میں راجہ بہادر کا موروثی خطاب عطا ہوا۔ آپکے بزرگ راجہ جگیاں سنگھ نے ۱۷۷۷ء میں قیام تسلط انگلشیہ میں مدد دی جسکے صلہ میں گورنمنٹ نے منضبطہ موضع انکو عطا کیے۔ انکے انتقال کے بعد انکے فرزند راجہ سرپال سنگھ جانشین ہوئے اور انکے بعد آپ مسند نشین ریاست ہوئے۔ اس علاقہ میں ایک سو دس موضع شامل ہیں۔ سکونت تلونی مصلح راے بریلی۔

راگھو سر جو سرن سنگھ - راجہ - ولادت جولائی ۱۸۱۷ء - یہ خاندان برہمچاریوں کی نسل میں ہے۔ اودھ و دیوارجہ برہمچاریوں کے بیٹے دھکر ساہ ریاست بگے گڈھ کے پہلے راجہ پوتہ راجہ بلونت سنگھ کے زمانہ میں اس علاقہ کو تنزل ہو گیا تھا مگر سلطنت انگریزی میں اس کو پھر ترقی ہوئی۔ یہ خاندان ایک عرصہ سے راجہ کے لقب سے ملقب ہے۔ راجہ رام سرن ساہ کے بعد انکی زوجہ رانی برہمچاری راج کنور وارث ہوئیں۔ انھوں نے اس راج کے ایک حصہ کا بیسہ نام اپنے داماد اور راجہ کنیت کے چچا بابو برہمچاری بہادر سنگھ کے نام لکھ دیا اور ایک اور دستاویز میں انکو اپنا جانشین خاص تسلیم کیا۔ ۱۸۳۷ء میں رانی کے انتقال کے بعد اُس پر راجہ کنیت کا قبضہ رہا مگر راجہ رام سرن ساہ کے ایک دور کے رشتہ دار اُسکے دعویدار ہوئے اور عرصہ تک مقدمہ بازی کے بعد ۱۱ مئی ۱۸۴۷ء کو سبجہ بہادر سنگھ کو راجہ بھوپندر بہادر سنگھ راجہ کنیت کے مقابلہ میں آخری ڈگری ملی انھوں نے ۲۰ جولائی ۱۸۴۷ء کو انتقال کیا۔ اور راجہ راگھو سر جو سرن سنگھ وارث ریاست و خطاب قرار پائے۔ سکونت رام گڈھ میروڑ اور



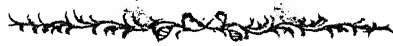
دی پرشاد - لالہ - رائے صاحب - قحط ۱۸۹۹ء کی خدمات کے صلہ میں خطاب ملا سکونت آگرا



سری کرشن دت دوہے - راجہ - ولادت ۱۸۹۹ء - آپ دوہے برہمن ہیں آپ کے مورث اعلیٰ شیوالال امولی سے ضلع فتحپور میں آباد ہوئے اور داد و ستد کا کاروبار شروع کیا۔ اسکے بعد انھوں نے کلب علی بیگ رئیس جو نپور کی ملازمت اختیار کی جنکو بقایا انگلنڈ کی علت میں مسٹر جو ناتھن ڈنکن صاحب رزڈنٹ بنارس نے معزول کیا تھا اور انکی جگہ شیوالال دوہے کو مالک ریاست اور ایک مشہور باغی سلطنت سنگھ کے قتل کے جلد و میں راجہ کے خطاب سے معزز کیا۔ ۱۸۳۶ء میں انکے انتقال کے بعد انکے فرزند راجہ بال دت دوہے جانشین ہوئے جنھوں نے ۱۸۴۲ء میں قضا کی۔ ان کے بعد عرصہ تک



علاقہ محکمہ کورٹ آف وارڈس کی نگرانی میں ریکہ ۱۸۶۹ء میں کچھی نرائن دوبے کو عطا ہوا۔  
 ۱۸۷۱ء میں انکی وفات پر انکے چچا زاد بھائی ہری ہر دت دوبے وارث ہوئے اور ۱۸۷۳ء  
 جنوری ۱۸۷۱ء کو انکے انتقال کے بعد شکر دت دوبے راجہ ہوئے جنھوں نے ۴- اپریل  
 ۱۸۷۹ء کو قضا کی اور اپنی بیوہ رانی گمانی کنور کو اپنا وارث چھوڑا۔ راجہ صاحب حال آئی حجاب  
 کے متبنیٰ فرزند ہیں۔ آپ کے قبضہ میں تین سو تراسی مواضع ہیں اور ایک لاکھ اکاون ہزار دوسو  
 سات روپیہ سالانہ مالگاری ہے۔ سکونت بدہ پور۔ جو نیور۔



محمد جان۔ چودھری۔ تعلقہ سندیلہ۔ ولادت ۱۸۷۱ء چودھری کا خطاب  
 موروثی ہے۔ آپ کے پردادا چودھری حشمت علی زمانہ غدر میں شاہ اودھ کی جانب سے سندیلہ  
 کے ناظم تھے۔ ابتداءً جنھوں نے گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت کی تھی مگر ۱۸۷۱ء میں وہ گورنمنٹ  
 برطانیہ کے مطیع ہو گئے اور انکی طرف سے باغیوں سے کئی مقابلہ کیے۔ ان وفادارانہ خدمات  
 کی جلد زمین گورنمنٹ نے انکو کئی مواضع اور خلعت فاخرہ مرحمت کیا۔ انکے بیٹے چودھری  
 خصلت حسین آنریری مجسٹریٹ اور سسٹنٹ کلکٹر اور انجمن تعلقہ اران اودھ کے سکریٹری  
 تھے۔ انکو گورنمنٹ نے راجہ کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے عطا کیا تھا۔ انکے انتقال کے بعد  
 چودھری محمد عظیم ۱۸۷۲ء میں وارث ہوئے۔ انکو بھی درجہ دوم کے آنریری مجسٹریٹ کے  
 اختیارات حاصل تھے۔ ۱۸۷۲ء میں انکی وفات کے بعد انکے فرزند اکبر چودھری محمد جان  
 جانشین ریاست ہوئے۔ آپ کو بھی آنریری مجسٹریٹ کا اعزاز حاصل ہے۔ سکونت سندیلہ  
 ضلع ہردوئی۔



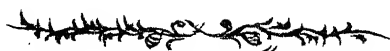
اودے راج سنگھ۔ راجہ کاشی پور۔ ولادت ۱۸۷۱ء راجہ کا خطاب موروثی  
 ہے۔ آپ راجہ ہری راج سنگھ کے جانشین ہیں جنھوں نے ۸- ستمبر ۱۸۷۹ء کو انتقال کیا تھا

آپ کمایون کے راجاؤں کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ باز بہادر سنگھ راجہ کمایون کے بیٹے پہاڑ سنگھ نے اس ریاست کی بنیاد ڈالی۔ پہاڑ سنگھ کی کئی پشتوں کے بعد گمان سنگھ خلف لال سنگھ کو ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ ہند نے سند عطا فرمائی تھی۔ گمان سنگھ کے بیٹے راجہ شیو راج سنگھ کو ۱۸۵۷ء کی خدمات کے صلہ میں سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب ملا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد راجہ ہری راج سنگھ جانشین ہوئے تھے آپ راجہ ہری راج سنگھ کے فرزند ہیں۔ آپ کے بھائی کنور رائے سنگھ آپ کے وارث ہیں جو ۱۸۵۷ء میں متولد ہوئے ہیں سکونت کا شی پور بنی تال۔

علی حسین خان۔ نواب۔ آپ کے مورث اعلیٰ سید اکرام الدین احمد اصل میں طہران کے باشندے تھے۔ جہان سے وہ شہنشاہ ہمایون کے ساتھ ہندوستان میں وارد ہوئے شہنشاہ اکبر نے انکو منصب عنایت فرمایا۔ انکی اولاد میں نواب زین العابدین خان اپنے والد ضیاء الدین خان کی اجازت سے اودھ میں آئے۔ یہاں انکو دربار اودھ سے ایک جاگیر اور کچھ داری کا عہدہ مرحمت ہوا۔ ان کے بیٹے نواب باقر علی خان نے کوٹرا جہان آباد کو چھوڑ کر فیتھور میں سکونت اختیار کی۔ آپ باقر علی خان کی تیسری پشت میں نواب احمد حسین خان کے بڑے بیٹے ہیں جن کے انتقال کے بعد آپ مسند ریاست پر متمکن ہوئے ہیں۔ نواب کا خطاب موروثی ہے۔ سکونت فیتھور۔

اتراج کنور۔ رانی لنگوال۔ رانی کا خطاب موروثی ہے۔ راجگان لنگوال جنوار خاندان کی شاخ کلان کے قائم مقام ہیں۔ بلام پور۔ اوکھل۔ کپھرا اور پیاگپور اسکی دوسری شاخیں ہیں۔ آپ راجہ سورج پرکاش سنگھ کی جانشین ہیں جو ۱۸۵۷ء میں اپنے والد راجہ نرپت سنگھ کے بعد مسند نشین ہوئے تھے۔ جنوار خاندان کے بانی بریار ساہ تھے جو ایک

سوم ہنس سردار کے چھ بیٹوں میں سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ بریار ساہ سلطان فیروز شاہ کی فوج میں داخل ہوئے اور عمدہ رسالداری حاصل کیا۔ ۱۷۳۷ء میں سلطان نے انکو بہرائچ کا وہ حصہ مشرقی جسے انھوں نے رہزنوں اور بد معاش جبرگوں سے صاف کیا تھا عنایت فرمایا۔ انکی کئی پشت کے بعد راجہ کشن پرشاد سنگھ جانشین ہوئے جنکو دربار اودھ سے راجہ کا خطاب عطا ہوا تھا۔ راجہ نرپت سنگھ راجہ کشن پرشاد سنگھ کے تیسرے جانشین تھے۔ انھوں نے اپنی بھانج رانی سنگھ لچ کور کے خلاف ۱۷۸۷ء میں عدالت سے چارہ جوئی کی اور موروثی ریاست پر قبضہ حاصل کیا۔ سکونت گنگوال پر گئے بہرائچ۔



فتح علی خان۔ نواب۔ نواب گنج۔ (علی آباد)۔ آپ قزلباش مغل ہیں۔ آپ کے آباو اجداد قندھار کے باشندے تھے اور سردار علی خان کو قندھار کی گورنری عطا ہوئی تھی۔ کابل کی جنگ اول میں سردار علی خان کے صاحبزادوں نے گورنمنٹ ہند کو بہت بڑی مدد دی تھی۔ ان میں نواب نوازش علی خان کے والد علی رضا خان بھی تھے جو بعد اختتام جنگ انگریزوں کے ساتھ ہندوستان آئے اور یہاں انکو آٹھ سو روپیہ ماہانہ وظیفہ ملنے لگا۔ ۱۷۸۷ء میں ان فوجی خدمات کے صلہ میں جو انھوں نے دہلی اور کاسلج کے باغیوں کے خلاف انجام دی تھیں انکو اودھ ضلع بہرائچ منضبطہ ریاست چردہ میں نواب گنج (علی آباد) کا علاقہ بطور انعام مرحمت ہوا۔ علی رضا خان کے جانشین نوازش علی خان تھے جنکو ۲۱ مئی ۱۷۹۶ء کو نواب کا خطاب عطا ہوا۔ یہ صاحب کچھ عرصہ تک ویسیرگیل لیجسلیٹیو کونسل کے ممبر بھی رہے تھے اور یکم جون ۱۸۸۷ء کو انھیں کے۔ سی۔ آئی۔ اے۔ کا خطاب بھی مرحمت ہوا تھا۔ آپ نواب صاحب مرحوم کے جانشین ہیں۔ ریاست نواب گنج میں اکاون موضع ہیں جن کی مالگزاری اٹھائیس ہزار پانچ سو روپیہ ہے۔ سکونت بہرائچ۔



رام گوپال بوس۔ رے بہادر۔ آپ کو آپ کی نمایان خدمات کے جلد وین ۲۲  
جون ۱۹۱۵ء کو گورنمنٹ ہند نے رے بہادر کا خطاب مرحمت کیا۔ سکونت بنارس۔

لگن چند رے۔ رے بہادر۔ آپ کو گورنمنٹ انڈیائی آپ کی اعلیٰ خدمات  
کے صلہ میں ۳۰ جنوری ۱۹۱۳ء کو رے بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت غازیپور۔

کھتیر چند راوتیا۔ رے بہادر۔ آپ کو آپ کی اعلیٰ خدمات کے جلد وین ۲۵  
مئی ۱۹۱۲ء کو گورنمنٹ سے رے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت آلہ آباد۔

کرشنا سنگھ ملانوال۔ رے بہادر۔ آپ کو آپ کی نمایان خدمات کے صلہ میں  
گورنمنٹ ہند نے ۲۱ دسمبر ۱۹۱۲ء کو رے بہادر کے خطاب سے مفتخر کیا۔ سکونت الموڑہ۔

پرتاب نرائن سنگھ۔ راؤ۔ آپ رئیس تھسی پور ہیں۔ آپ کو آپ کی نمایان خدمات  
کے جلد وین گورنمنٹ نے آپ کا آبائی خطاب مرحمت کیا۔ سکونت تھسی پور ضلع فرخ آباد۔

جواہر سنگھ۔ راؤ۔ آپ کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے آپ کو  
آپ کے آبائی خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت بجن پور۔ لت پور۔

نری کشن پت۔ رے بہادر۔ آپ کو آپ کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ  
نے یکم جنوری ۱۹۱۵ء کو رے بہادر کے خطاب سے معزز کیا۔ سکونت اجودھیا فیض آباد۔

باسدیوسہاے۔ رلے بہادر۔ آپ کی نمایان خدمات کے جلد وین گورنمنٹ نے آپ کو ۲۲۔ مئی ۱۹۰۹ء کو رلے بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت علیگڈھ۔

ما دھورام۔ رلے بہادر۔ آپ کو آپ کی خدمات جمیلہ کے صلہ میں گورنمنٹ نے یکم جنوری ۱۹۰۹ء کو رلے بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سکونت کانپور۔

پرمانند کھنور۔ رلے بہادر۔ آپ ۲۹۔ مارچ ۱۹۰۹ء کو گورنمنٹ کی ملازمت میں داخل اور سب ججی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ ۱۰ اور ۱۴۔ اپریل ۱۹۰۹ء کو قائم مقام جج حقیفہ مقرر ہوئے۔ آپ کو آپ کی نمایان خدمات کے جلد وین گورنمنٹ انڈیا نے یکم جنوری ۱۹۰۹ء کو رلے بہادر کے خطاب سے ممتاز و سرفراز کیا۔ (ملاحظہ طلب تذکرہ راجہ جے کشن داس سی۔ ایس۔ آئی۔ صفحہ ۱۰)۔ سکونت مراد آباد۔

امولیا رتن بیساک۔ رلے بہادر۔ آپ کو آپ کی اعلیٰ خدمات طبی کے جلد وین ۲۶۔ جون ۱۹۰۹ء کو گورنمنٹ انڈیا نے رلے بہادر کے خطاب سے مفتخر کیا۔ آپ اسٹنٹ سرجنی کے عہدہ پر مامور ہیں۔ سکونت آگرہ۔

محمد حسین علی خان۔ سردار بہادر۔ ولادت اگست ۱۸۶۰ء۔ آپ جنگی ملازمت میں عہدہ رسالدار میجر جرمناز تھے۔ ۵۔ جون ۱۹۰۹ء کو آپ نے سردار بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ فی الحال آپ نیشن پائے ہیں۔ سکونت علیگڈھ۔

محمد غفور خان۔ نواب۔ آپ ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۰۹ء کو سفارت کابل

کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں آپ کو نواب کا ذاتی خطاب عطا ہوا۔ سکونت علیگڑھ۔

پرسو کھتری۔ سردار بہادر۔ آپ ۹۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو خطاب مندرجہ سے  
مفتخر و ممتاز ہوئے۔ سکونت دیرہ دون۔

محمد عبدالرحیم۔ خان بہادر۔ آپ لکھنؤ کے شاہی اسپتال میں اسٹنٹ سرجن  
کے عہدہ پر ممتاز ہیں۔ آپ کی طبی اور جراحی تحقیقات اور امراض چشم میں ید طولی رکھنے کے  
اتیاز میں آپ کو گورنمنٹ انڈیا نے ۱۲۔ جنوری ۱۸۹۷ء کو خان بہادر کے خطاب سے  
معزز و مفتخر کیا۔ سکونت غازی پور۔

سداو احمد حکیم۔ خان بہادر۔ آپ کی نمایاں خدمات کے صلہ میں آپ کو گورنمنٹ ہند  
نے، ۱۔ اگست ۱۸۹۷ء کو خان بہادر کے خطاب سے مشرف کیا۔ سکونت سہارنپور۔

ہراسی لال۔ رائے صاحب۔ آپ آلہ آباد میں اسٹنٹ سرجن ہیں۔ آپ کو آپ کی  
طبی خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ نے ۲۶۔ جون ۱۸۹۷ء کو رائے صاحب کے خطاب سے  
ممتاز کیا۔ سکونت آلہ آباد۔

متھرا موہن مکر جی۔ رائے صاحب۔ آپ کو آپ کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں  
گورنمنٹ ہند نے یکم جنوری ۱۸۹۵ء کو رائے صاحب کے خطاب سے مشرف  
کیا۔ سکونت آلہ آباد۔ وار و حال دارجلنگ

گنبدن لال - بی - اے - رے بہادر - آپ اسٹنٹ انسپکٹر مدارس میں -  
آپ کو آپ کی نمایاں خدمات سررشتہ تعلیم کے صلہ میں گورنمنٹ نے ۹ - نومبر ۱۹۰۶ء  
کو رے بہادر کا خطاب مرحمت کیا - سکونت میرٹھ -

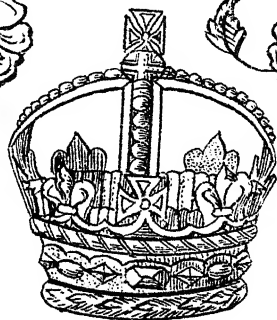
محبوب عالم - مولوی - خان صاحب - ولادت ۱۵ - فروری ۱۸۵۶ء - آپ کو  
۱۸۹۷ء کی مہم ترائی کی اعلیٰ خدمات کے جلد و مین کیم جنوری ۱۹۰۶ء کو خان صاحب  
کا خطاب مرحمت ہوا - سکونت نینی تال -

سیف اللہ خان - منشی خان صاحب - آپ ڈپٹی کلکٹر ٹی کے عہدہ پر مامور  
ہیں - آپ کی نمایاں خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے آپ کو ۲۶ - جون ۱۹۰۶ء کو خان صاحب  
کے خطاب سے سرفراز کیا - سکونت کانپور -

قصیح الدین - قاضی - خان بہادر - آپ کو آپ کی خدمات جمیلہ کے جلد و مین  
گورنمنٹ نے ۶ - جون ۱۹۰۶ء کو خان بہادر کا خطاب عطا کیا - سکونت میرٹھ -

انتظام الدین شیخ - خان بہادر - آپ کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں آپ کو  
گورنمنٹ ہند نے ۶ - جون ۱۹۰۶ء کو خان بہادر کے خطاب سے معزز کیا - سکونت بدایون -

صفدر حسین - خان بہادر - آپ کی نمایاں خدمات کے جلد و مین آپ کو گورنمنٹ  
نے کیم جنوری ۱۹۰۶ء کو خان بہادر کے خطاب سے ممتاز و مفتخر کیا - سکونت بنارس -



ملک متوسط

CENTRAL PROVINCES.

نولکشور پریس لکھنؤ



## ملک متوسط

## فہرست اسماء گرامی خطاب یافتگان و مشاہیر ملک متوسط

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
			الف
۲۵	بابا لال پرشاد۔ پنڈت۔ رائے بہادر۔ رئیس مردوارہ جیل پور۔		آر۔ متر۔ تھہ یافتہ قیصر ہند۔ رئیس بلاسپور۔
۸	پن کرشنا پوس۔ رائے بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس ٹانگپور۔	۴۲	آر۔ نارائن رائو۔ رائو صاحب۔ رئیس مردوہا۔
۲۹	برج راج سنگھ دیو۔ تھہ یافتہ قیصر ہند۔ رئیس کھریار ضلع رائے پور۔	۳۸	اس۔ آر۔ وجی پرشاد۔ رائے بہادر۔ رئیس جھنڈا۔
۳۶	بیشیشور اس۔ رائے بہادر۔ رئیس کامٹی۔	۵	ایلیجا جیکب۔ خان صاحب۔ رئیس۔ رائی پور۔
	بلجھ داس۔ سیٹھ۔ رائے بہادر۔ رئیس جیلپور۔	۳۷	امام شریف۔ خان بہادر۔ رئیس جیلپور۔
۱۱	بلونت رائو جھسکاٹے۔ رائو صاحب۔ رئیس برہانپور۔	۲۰	آمان چرن چکرورتی۔ رائے بہادر۔ رئیس ٹانگپور۔
۳۸	بھاری لال بھارگو۔ رائو بہادر۔ رئیس جیلپور۔	۳۹	اعدا علی۔ خان بہادر۔ رئیس دمہ۔
۴۱	بھاری لال۔ سیٹھ۔ رائے صاحب۔ رئیس ہوشنگ آباد۔	۳۹	انکار داس۔ لال۔ رائے بہادر۔ رئیس سیونی۔
۵	بھٹ جی شاستری گھٹ۔ پنڈت۔ مہار پادھیا۔ رئیس ٹانگپور۔	۱۶	اولاد حسین۔ سید۔ خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس پھر سترصل اگرہ۔
۳۰	بھیا لال۔ چودھری۔ رئیس۔ جیلپور۔	۹	
۳۳			ب
		۳۵	باپورا ڈوانی۔ رائو صاحب۔ رئیس رائی پور۔
		۳۹	باپورا ڈوانا۔ رائو بہادر۔ رئیس ٹانگپور۔

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۸	دست ختی پوجاری۔ راے صاحب۔ رئیس رہرکول۔	۳۲	بھارگوکشن گڈگل۔ راؤ بہادر۔ رئیس ناگیپور
۴۲	دیسی پرشاد۔ چودھری۔ راے صاحب۔ رئیس جبل پور۔	۴	بھانوداس۔ راے صاحب۔ رئیس کاٹھی
۲۹	دین بندھو۔ پٹنا ننگ۔ راے صاحب رئیس سوپور۔	۴۲	بھمن جی منوچرجی۔ تنغہ یافتہ قیصر ہند۔
		۸	بھوت ناتھ دے۔ راے بہادر۔ رئیس راے پور۔
		۳۸	بیرن جی دادا بھائی متا خان بہادر۔ رئیس ناگیپور۔
	ر		پ
۳۹	راجہ رام سیتا رام دیکشت۔ راؤ بہادر۔ رئیس ناگیپور۔	۴	پریاک دہس۔ راے صاحب۔ رئیس جلیپور
۳۱	راگھو باجی ہماڑک۔ راؤ بہادر۔ رئیس راجم تحصیل۔ راے پور۔		ٹ
۳۹	رام کرشن۔ راؤ جی پنڈت۔ راؤ بہادر۔ رئیس ناگیپور۔	۳۷	رنگا رام سیٹھ۔ راے بہادر۔ رئیس زرننگپور
۵	ریکھ چند تھپتی سیٹھ۔ راے صاحب۔ رئیس بنگن گھاٹ وردھا۔		چ
۳۷	رگھوناتھ گجاند۔ تنغہ یافتہ قیصر ہند۔ رئیس زرننگ پور۔	۳۶	چندر کمار۔ چرجی۔ راے بہادر۔ رئیس ہوشنگ آباد۔
۱۵	رنگ راو۔ ہری۔ راو صاحب۔ رئیس بھنڈارہ۔	۳۲	چندی پرشاد۔ راے بہادر۔ رئیس چاندا۔
		۲۹	چھوٹے لال۔ تنغہ یافتہ قیصر ہند۔ رئیس چاندا۔
	س		د
۴۰	سر سز ناتھ باراٹ۔ راے بہادر۔ رئیس جلیپور۔	۳۶	درگا شکر پنڈت۔ دوٹے۔ راے بہادر۔ رئیس ہٹا ضلع دموہ

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۳۹	راے پور۔	۱۶	سند لال۔ راے صاحب۔ رئیس قنائی۔
۳۷	کالیداس۔ چودھری۔ راے بہادر۔ رئیس ہوشنگ آباد۔	۴۰	ضلع بیٹول۔
۱۶	کاؤس جی۔ ہٹی دارو۔ خالص صاحب۔	۸	سنیال۔ ایس۔ سی۔ راے بہادر۔ رئیس ناگپور۔
۵	کپور چند سیٹھ۔ راے صاحب۔ رئیس امروہو۔	۳۸	سی۔ جی۔ لال کا کارخان بہادر۔
۲۷	کرپاشنگ جہا۔ پنڈت۔ راے صاحب۔ رئیس جلیپور۔		سی۔ ریگیا۔ نندو۔ راؤ صاحب۔ راؤ بہادر۔ رئیس ناگپور۔
۵	کستور چند سیٹھ۔ راے بہادر۔ رئیس کامٹی۔		ش
	گ		شکر راؤ مادھو راؤ چٹ نويس تھہ یافتہ
۳۰	گجراج سنگھ۔ راے بہادر۔ رئیس ننداگان۔	۹	قیصر ہند۔ رئیس سمجھپور۔
	گنگا دھر راؤ مادھو چٹ نويس۔ سی۔ آئی۔ آئی۔ رئیس ناگپور۔	۱۵	شیر علی۔ خالص صاحب۔
۲	گنگا سنگھ۔ راؤ صاحب۔ رئیس ہوشنگ آباد۔		ع
۱۵	گنگ شاہ بابو۔ راؤ بہادر۔ رئیس پلسگر۔		عالم چند پنڈت۔ راے صاحب۔ رئیس سازگر دھ۔
۲۵	خلع چاندا۔	۵	عبد الحمین۔ تھہ یافتہ قیصر ہند۔ رئیس برہانپور۔
۱	گوگل داس۔ راجہ۔ رئیس جلیپور۔	۱۷	عبد الرحمان۔ خالص صاحب۔ رئیس شہ۔
	گنیش ایلماجی۔ پانڈے۔ راؤ صاحب۔ رئیس وردھا۔	۱۵	عبد الحمید خان۔ خالص صاحب۔ رئیس ناگپور۔
۱۶	گلاب سنگھ۔ داوود۔ راے بہادر۔ رئیس سیونی چھپارہ۔	۳۸	علیم الدین۔ قاضی۔ خان بہادر۔ رئیس دموتہ۔
۱۱			ک
			کاشی ناتھ کیشوٹھاکر۔ راؤ بہادر۔ رئیس

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۶	موہن لال - راے صاحب - رئیس جلیپور		ل
۲۷	ہماراج سنگھ ٹھاکر - راے بہادر - رئیس ساگر		ل
	ن	۱۵	سٹریٹ بھاور - راو بہادر - رئیس کیشا بھٹا
	ن	۴	لکھمی پرنس - راے صاحب - رئیس ہوشنگ آباد
۴۰	نانک چند - راے صاحب - رئیس ساگر	۳۶	لکھمی چند سیٹھ - راے بہادر - رئیس بالا گھاٹ
	زبجے سنگھ - مندوئی سہاگیوری - راو صاحب		م
۳۸	رئیس ہوشنگ آباد		م
	نیراج سنگھ - لالہ - راے بہادر - رئیس بلی	۸	متھرا پرنس - راے صاحب - رئیس چھندواڑ
۳۷	ضلع جلیپور		محمد حافظ الرحیم - خان صاحب - رئیس مروارہ
۱۶	نتھورام سیٹھ - راے صاحب - رئیس ہری	۳۳	ضلع جلیپور
۳۳	نواب علی شاہ - خان صاحب - رئیس زنگپور	۱۴	محمد امیر جان - خان صاحب - رئیس ناگپور
	و	۱۷	محمد امین شمس انصاری - رئیس جلیپور
	و	۱۳	محمد تقی - خان صاحب - رئیس سہاگیور
	واجی رام چندر - پنڈت - راے صاحب		محمد حسین مولوی سید - خان بہادر - رئیس
۱۶	رئیس ناگپور	۶	کھیر گڑھ
	وامن مہادیو کوٹھکر - راو بہادر - رئیس		محمد سرور الرحمن قاضی - خان بہادر - رئیس
۳۹	راے پور	۲۱	نماڑ
۳۷	ونایک جلیشتر بی - راے بہادر - رئیس ناگپور		محمد عبدالرحمن - خان صاحب - رئیس ربلی
	ہ	۳۱	ضلع ساگر
	ہ	۳۴	محمد غوث - خان صاحب - رئیس کاشی
	ہرندر ناتھ راے - یمنہ یافتہ قیصر ہند رئیس		بتالال - پنڈت - دو سنگھ - راے صاحب
۲۹	ناگپور	۲۶	رئیس جلیپور
	ہری ہر سنگھ - راے بہادر - رئیس پدم پور	۳۸	موہن لال سیٹھ - راے صاحب - رئیس ساگر

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
	سی	۲۷	چندر پور ضلع سمبلیپور۔
۱۸	یوسف شریف خان بہادر رئیس جلیپور۔		

## غلامنامہ ملک متوسط

صفحہ	سطر	غلام	صحیح
۱۷	۱۸	عبدالحسین۔ میان۔ بھائی۔	میان بھائی عبدالحسین

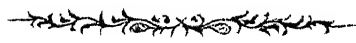
(نوٹ ۱)۔ خالص صاحب محمد امیر خان رئیس ناگپور مندرجہ صفحہ ۴۴ کی تصویر کے لیے پلٹ متعلقہ ہندسہ

۱۱۲  
۳۲ ملاحظہ ہو۔



گوکلداس - راجہ - آپ کی قوم ہیسری اور مسلک وشنو ہے۔ آپ اس قدیم خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو انگریزی عملداری سے بہت پہلے مالک متوسط میں سکونت گزین ہوا تھا۔ اُس زمانہ میں بھی آپ کے یہاں مہاجنی کا کاروبار ہوتا تھا۔ ایامِ غدر میں سیٹھ خوشحال چند جی دوکان کے مالک تھے۔ اُنھوں نے گورنمنٹ برطانیہ کو بہت قیمتی مدد دی تھی جس کے صلہ میں اُنکو پانچ سو روپیہ کا ایک خلعت اور سند عطا ہوئی تھی۔ آپ سیٹھ خوشحال چند کے بڑے بیٹے ہیں اور اپنی خاندانی نظریہ قدم رکھتے آئے ہیں۔ جب شہنشاہ کو کالا بانڈی میں بد علی ہوئی تھی تو اُنھوں نے اپنی خدمات گورنمنٹ کے سپرد کیں جن کی نسبت گورنمنٹ نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ شہنشاہ کو جب وسط ایشیا میں جنگ کا احتمال تھا تو آپ نے رسد رسانی فوج کے واسطے درخواست پیش کی تھی جس کا حکام عالی مقام نے شکریہ کے ساتھ اعتراف کیا۔ آپ نے کورٹ آف وارڈس کو کمی سود پر روپیہ قرض دے دے کر بہت سے رئیسوں کی املاک و جاہاد تباہی و بربادی سے بچالی ہے۔ آپ نے اپنے والد کی یادگار میں جیلپور میں ایک ٹاؤن ہال تعمیر کرایا ہے۔ آپ نے ایک روٹی کا کارخانہ جاری کیا ہے جس میں بہت سے مرد و عورت و لڑکے پرورش پا رہے ہیں۔

ہندوستانی عورت کی ڈاکٹری تعلیم کے واسطے جو ایک ایسوی ایشن قائم ہے اُسکے  
آپ لائٹ کونسلرین۔ آپ نے لیڈی ایجن ہاسپٹل تیار کرایا ہے۔۔۔ دسمبر ۱۹۷۲ء  
کو لارڈ ایجن صاحب سابق وائسرائے نے اُسکا افتتاح کیا تھا۔ آپکی فیاضی اور حسرتی  
کے اور بھی بہت سے نظائر موجود ہیں۔ آپ دربار وائسرائے میں جو ۱۹۷۲ء میں  
بمقام ملک پنجاب منعقد ہوا تھا خاص طور پر مدعو ہوئے تھے۔ ملکہ معظمہ مرحومہ کی  
جوبلی کے موقع پر آپ نے جناب مرحومہ کا ایک اسٹیج پر کیا تھا جو جلیپور میں موجود  
ہے۔ ریاستہائے راجپوتانہ کے بڑے بڑے راجہ اور مہاراجہ آپ کی عزت فرماتے  
ہیں۔ آپ کو پہلے رائے صاحب کا خطاب ملا تھا اُسکے بعد ۱۹۷۲ء میں رائے بہادر  
سے مخاطب ہوئے۔ یکم جنوری ۱۹۷۲ء کو راجہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ کے بھتیجے  
رائے بہادر بلجھ داس اکثر مواقع پر آپ کی کارگزاریوں اور فیاضیوں میں شریک  
رہے ہیں۔ آپ کے بیٹے کا نام کنور جیون داس ہے جو اپنے چچا زاد بھائی کی  
غیر حاضری میں دوکان کا کاروبار دیکھتے ہیں۔ سکونت جلیپور ملک متوسط۔



گنگا دھروا و مادھو چٹنویس۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ کی ولادت ۱۹۷۲ء  
میں واقع ہوئی۔ آپ ملک متوسط کے ایک نہایت معزز خاندان سے ہیں۔ گورنٹ  
اور اہل ملک میں آپ کے والد بزرگوار مادھورا و گنگا دھو چٹنویس صاحب کی بہت  
بڑی عزت تھی۔ آپ کے خاندان کو بھونسلا راجگان ناگپور کے دربار سے تعلق  
رہا ہے اور اُس سرکار میں وزارت و سفارت کی خدمات جلیلیہ پر آپ کے  
مورث ممتاز و سرفراز رہے ہیں۔ آپ نے پہلے فری چرچ انسٹی ٹیوشن (ناگپور)  
میں اور بعد ازاں انٹرنیشنل کالج (ممبئی) میں تعلیم پائی ہے لیکن ۱۹۷۲ء میں آپ کے  
والد ماجد کی وفات نے آپ کو طالب علمی سے نکال کر کاروبار و دیوبی میں مصروف

ہونے پر مجبور کر دیا۔ آپ ۱۸۷۷ء میں ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر بنے اور درجہ اول کے آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ چند مدت تک آپ لوک بھلا کے بھی میر مجلس رہے ہیں۔ انتظام مندرجہ بالا کے واسطے جو کمیٹی قائم کی گئی تھی اُس میں برابر آپ ایک ممتاز ممبر رہے۔ آپ ہی کے حسن انتظام سے اب ان مندروں کا نہایت عمدہ انتظام ہو رہا ہے۔ شکست و ریخت کی مرمت ہوتی ہے۔ حساب کتاب نہایت رہتا ہے۔ بحیثیت آنریری مجسٹریٹ کے آپ نے نہایت عمدہ کام کیا جس کے سبب سرکاری رپورٹوں میں آپ کی بہت بڑی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ ۱۸۹۳ء میں آپ ہزکسنسی وائسرائے کی کونسل واضعان آئین و قوانین کے ممبر منتخب ہوئے۔ ۱۸۹۵ء تک آپ نے اس خدمت جلیلہ کو نہایت خوش اسلوبی اور مستعدی سے انجام دیا اور اُس زمانہ میں جو اہم قوانین وضع ہوئے ان میں آپ کی محنت اور قابلیت بہت اچھی طرح ظاہر ہوئی۔ پھر ۱۸۹۶ء اور ۱۸۹۹ء میں دوبارہ ممبر کونسل منتخب ہوئے۔ آپ نے ملک متوسط کے قانون لگان کے معاملہ میں نہایت عمدہ کارروائی کی جسکو گورنمنٹ اور اہل ملک نے بھی نہایت پسند کیا۔ ناگپور میونسپلٹی کے پریسیڈنٹ ہونے کی حیثیت سے آپ نے شہر ناگپور کو بڑے بڑے فائدے پہونچائے چنانچہ شہر کی روشنی میں معتد بہ ترقی ہوئی ہے۔ سڑکوں کا انتظام نہایت عمدہ ہے۔ تجارت کو بہت بڑا فروغ ہوا ہے اور حفظان صحت کے انتظامات بہت اچھی طرح چل رہے ہیں اور ان سب پر مستزاد ”مہم پارک“ ہے جس نے عوام الناس کو ایک اچھی تفریح گاہ سے متنع کر رکھا ہے۔ آپ کی انھیں مساعی جلیلہ کے صلہ میں گورنمنٹ نے مئی ۱۸۹۵ء میں آپ کو خطاب سی۔ آئی۔ سی سے سرفراز فرمایا۔ آپ معاملات ملکی میں بڑی دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں اور ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء کے قحط اور طاعون کے زمانہ میں آپ نے ایسی عمدہ خدمت اپنے ہموطنوں کی کی کہ



گورنمنٹ نے اپنی مشکوری ظاہر کی۔ آپ کو امور تعلیمی سے بھی بہت بڑی دلچسپی ہے  
 آپ متعدد علمی انجمنوں اور مدرسوں و کالجوں کے معاون اور صدر انجمن ہین اور تعلیمی  
 رپورٹوں میں آپ کا ذکر خیر بہت ثنا و صفت سے ہوا کرتا ہے۔ آپ ایک بہت  
 بڑی جایداد ارضی کے مالک ہین اور بحیثیت ایک زمیندار کے آپ کو اپنی رعایا  
 کی دلہی اور تالیف قلوب کا بڑا خیال رہتا ہے اور آپ اپنے صوبہ کے ایک  
 فیض رسان بزرگ ہین۔ ۱۹۹۷ء میں مسٹر چٹوہس کو اندور کی وزارت ملتی تھی مگر اپنے  
 اس سے انکار کر دیا۔ آپ کے صفات و محاسن اور آپ کی مقبولیت پر نظر کر کے  
 حضور وایسرے بہادر کشور ہند نے آپ کو اسلئے منتخب کیا کہ آپ حضور ملک معظم کے  
 جشن تاجپوشی میں ملک متوسط کے قائم مقام ہو کے انگلستان تشریف لیجائیں چنانچہ  
 آپ نے بطیب خاطر اس دعوت کو قبول کیا اور انگلستان جا کر اس جشن میں شریک  
 ہوئے اور اب آپ انگلستان سے مراجعت فرما ہوئے ہین۔ سکونت ناگپور۔

بھانوداس۔ نیڈو۔ رائے صاحب۔ خطاب ہذا یکم جنوری ۱۹۹۷ء عیسوی  
 کو مرحمت ہوا۔ آپ آنریری مجسٹریٹ ہین۔ سکونت کامپنی۔

پچھمی پرشاد۔ رائے صاحب۔ خطاب ہذا یکم جنوری ۱۹۹۷ء کو مرحمت ہوا۔  
 سکونت ہردامہوشنگ آباد۔

پریاگ داس۔ لالہ۔ رائے صاحب۔ خطاب ہذا یکم جنوری ۱۹۹۷ء کو  
 عطا ہوا۔ سکونت سمبلیور۔

کیپور چند - سیٹھ - رائے صاحب - خطاب ہذا یکم جنوری ۱۹۹۰ء کو عطا ہوا  
سکونت رائے پور -

عالم چند - پنڈت - رائے صاحب - خطاب ہذا ۲۲ جون ۱۹۹۰ء عیسوی  
کو مرحمت ہوا - سکونت سارن گڈھ

بہاری لال - سیٹھ - رائے صاحب - خطاب ہذا ۲۲ جون ۱۹۹۰ء عیسوی  
کو مرحمت ہوا - سکونت ہوشنگ آباد -

ریکھ چند مہنتی - سیٹھ - رائے صاحب - خطاب ہذا یکم جنوری ۱۹۹۰ء کو عطا  
ہوا - سکونت ہینگن گھاٹ - وردہ -

اس آر دی سی پر شاد - رائے بہادر - ایل - ایم - سی - ڈی - ایف - تھیں  
ایک سو بیس سال کا عرصہ ہو واجب آپ کے جدا مجدمنشی رائے نور رائے کانپور  
مین گورنمنٹ انگلشیہ کے یہاں میمنشی تھے - آپ نے بھی پینتالیس سال سے زیادہ  
عرصہ تک بحیثیت فوجی و دیوانی افسر کے اضلاع مغربی و شمالی وادھ و مالک  
متوسط میں نمایان خدمات انجام دی ہیں - فی الحال آپ بھسول پنشن خانہ نشین  
ہیں - آپ کی حُسن خدمات کے صلہ میں آپ کو رائے بہادر اور ایل - ایم - سی -  
ڈی - ایف کے خطابات مرحمت فرمائے گئے - سکونت بھنڈارہ -

کستور چند - سیٹھ - رائے بہادر - یہ خطاب ذاتی ہے اور آپ کو جشن جولائی

کی تقریب میں ۱۶ فروری ۱۳۸۷ء کو عطا ہوا تھا۔ سکونت کا پتہ



محمد حسین - نور - مولوی - سید - خان بہادر - آپ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۸۷ مطابق جولائی ۱۳۸۷ء کو قصبہ بھدیوان میں پیدا ہوئے جو لکھنؤ سے اُس مقام پر واقع تھا جہاں اب چارباغ ریلوے اسٹیشن ہے۔ آپ مولوی سید عزت علی کے بیٹے اور مولوی سید رفعت علی رفعت کے بھتیجے اور مولوی سید بر علی خرمند کے پوتے ہیں۔ مولوی سید عزت علی پہلے شاہی مدرسہ کے مدرس تھے اُسکے بعد مہاراجہ بالکراشن شیرالدولہ بہادر دیوان اودھ کی اولاد کے اتالیق مقرر ہوئے تھے۔ آپ سید سندی رضوی حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام کی نسل میں ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ سید غلام رسول نیشاپور سے ہندوستان میں آئے تھے۔ اُنکو فوج سے تعلق تھا۔ اُنھوں نے موضع رسول پور کو آباد کر کے وہاں سکونت اختیار کی۔ اُنکے پر پوتے سید کفایت اللہ کا عقد شیخ خیر الدین رئیس دوگادان کی دختر سے ہوا جنکی مختصر ریاست بھدیوان میں تھی اور چونکہ وہ دراثاً سید کفایت اللہ کو ملی اسلیے آخر الذکر نے بھدیوان میں توطن اختیار کیا۔ سید کفایت اللہ آپ کے پردادا تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد اور عم مکرم مولوی رفعت علی رفعت سے فارسی کی تحصیل کی۔ دینیات اور علوم صرف و نحو عربی کو مولوی نصر اللہ خان خوجوی رحمۃ اللہ علیہ سے سیکھا۔ معقولات میں مولوی سید محمد سعید ہسوانی آپ کے استاد تھے۔ آپ حنفی المذہب ہیں اور شاہ سید رؤف احمد صاحب بانسوی سے بیعت رکھتے ہیں۔ آپ کا عقد حضرت شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ کی پوتی شاہ شجاعت علی کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا ہے۔ جب ۱۳۸۷ء میں ولیم ہند فور صاحب ڈاکٹر سر رشتہ تعلیم مقرر ہوئے تو اُنھوں نے علمائے لکھنؤ کے خاندان سے چند فارسی اور عربی دان نوجوانوں کو سر رشتہ تعلیم کی ملازمت کے لیے منتخب کیا جن میں

آپ بھی ایک امیدوار تھے۔ آپ نے تین سال تک نارمل اسکول لکھنؤ میں علوم مروجہ کی تکمیل کر کے سند حاصل کی۔ اُسی زمانہ میں آپ نے کچھ کچھ انگریزی سے بھی واقفیت پیدا کر لی تھی۔ یکم ستمبر ۱۹۱۷ء سے آپ ملازمت سرکاری میں داخل ہوئے۔ نومبر ۱۹۱۷ء تک آپ بہت سے اضلاع اودھ میں فارسی و عربی کے مدرس اعلیٰ رہے۔ اُس زمانہ میں آپ نے اودھ اخبار و علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ وغیرہ میں علمی۔ اخلاقی۔ مذہبی اور پولیٹیکل مضامین بھی لکھے تھے اور ایک رسالہ موسوم بہ کلید سخن تصنیف کر کے مطبع اودھ اخبار میں چھپوایا تھا جسکو گورنمنٹ نے پسند کیا اور آپ کو انعام مرحمت فرمایا۔ ۱۹۱۷ء میں آپ کالن بردنگ صاحب ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم اودھ کی سفارش سے ڈپٹی کمشنری جبل پور میں نائب سررشتہ دار مقرر ہوئے۔ اُسکے بعد آپ سررشتہ دار ہوئے۔ اپریل ۱۹۱۸ء سے آپ مڑواڑہ ضلع جلیپور میں عہدہ تحصیلداری پر متعین ہوئے جو آپ کی حُسن کارگزاری سے تمام ہندوستان کے لیے چونے کی ساخت و تجارت کا مرکز بن گیا۔ مڑواڑہ میں آپ نے ایک بڑا اور خوبصورت بازار بھی بنوایا ہے جسکو سر جان مارلسن سابق چیف کمشنر نے اپنے ہاتھ سے کھولا تھا اور اب مارلسن گنج کے نام سے مشہور ہے۔ اُسی ۱۹۱۸ء میں آپ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہوئے۔ اس عہدے کی خدمات آپ نے نہایت خوش لیاقتی سے انجام دیں جس کے صلہ میں سرانٹونی میکڈنل صاحب نے جو اُس زمانے میں مالک متوسط کے چیف کمشنر تھے آپ کو ریاست کھیرگڑھ کی دیوانی کے لیے منتخب کیا چنانچہ ۱۹۱۸ء مارچ ۱۹۱۸ء سے اب تک آپ ریاست مذکور کے عہدہ دیوانی پر ممتاز ہیں۔ بحیثیت دیوان ریاست آپ نے وہاں بہت سی ترقیان و اصلاحات کی ہیں۔ ریاست کی آمدنی آپ کی خوش انتظامی سے دوگنی ہو گئی ہے اور عدالتوں میں ہر طرح کی باقاعدگی و خوش سلوکی پیدا ہو گئی ہے۔ ان خدمات کے جملہ میں آپ کو ۱۹۱۸ء میں خان بہادر کا خطاب

عطا ہوا۔ گذشتہ دو سال میں ریاست مذکور میں آپ نے متعدد سرکاری کمپنیاں - محلات - ہسپتال - بازار - اسکول - کھربان - دیگر عمارات تعمیر کرائی ہیں جنکی نظیر ریاستہائے چھتیس گڑھ میں کہیں نہیں ملتی۔ علاوہ چھ سو کے جو اکثر اسسٹنٹ کمشنری کی تنخواہ آپ کو دو سو روپے الاؤنس اور چھتر روپیہ پنشن کمشنری میوشن جملہ آٹھ سو چھتر روپیہ شاہہ ملتا ہے۔ آپ کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ ان میں سے بڑے صاحبزادے سید محسن حسین اکثر اسسٹنٹ کمشنر ہیں۔ سکونت کھیر گڑھ۔

بین کرشنا بوس - رائے بہادر - سی۔ آئی۔ ای۔ اول الذکر خطاب یکم جون ۱۹۷۷ء کو اور مؤخر الذکر یکم جنوری ۱۹۷۷ء کو آپ کو عطا ہوا۔ سکونت ناگپور۔

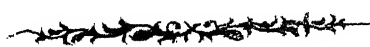
بھوت ناتھ دے - رائے بہادر - یہ خطاب ذاتی ہے جو یکم جون ۱۹۷۷ء کو آپ کو عطا ہوا۔ سکونت رائے پور۔

دسرتھی پوجاری - رائے صاحب - آپ کو خطاب ہذا یکم جنوری ۱۹۷۷ء کو مرحمت ہوا۔ سکونت رہر کول۔

متھرا پرشاد - رائے صاحب - آپ کو خطاب ہذا یکم جنوری ۱۹۷۷ء کو مرحمت ہوا۔ سکونت چھند وارہ

سی۔ جی۔ لال کا کا خان بہادر - آپ کی نمایاں خدمات اور مساعی جمیلہ کے جلد وین گورنمنٹ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب مذکور سے مفتخر کیا۔

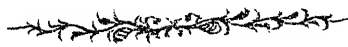
شکر راؤ مادھو راؤ چٹ نویس۔ بی۔ اے۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند درجہ اول۔  
 ڈپٹی کمشنر سمبھل پور۔ آپ ۴۳۔ دسمبر ۱۹۳۷ء کو پیدا ہوئے اور ناگپور کے ایک  
 مشہور اور ممتاز و متمول خاندان کے یادگار ہیں۔ جس زمانہ میں کہ ناگپور میں بھونسلاراجاؤ  
 کی حکومت تھی آپ کے آبا و اجداد انکی سرکاریں مدارالمہامی کے عہدہ پر مقرر تھے۔  
 گورنمنٹ انگلشیہ بھی آپ کے خاندان کی عزت اور وقعت کرتی ہے۔ آپ کے بڑے  
 بھائی لنگا دھراؤ صاحب کوسی۔ آئی۔ ای کا خطاب مرحمت ہوا ہے اور وہ لیمپلیٹو  
 کونسل کے ممبر بھی رہ چکے ہیں۔ ۱۳۔ جولائی ۱۹۵۷ء کو آپ اسٹوڈنٹ سول سروس میں  
 داخل ہوئے اور ۳۱۔ مئی ۱۹۵۹ء تک اضلاع ناگپور۔ وردھ۔ چھندوارہ۔ نرنگ پور  
 میں اسٹنٹ کمشنر رہے۔ اسکے بعد آپ مستقل ڈپٹی کمشنر مقرر ہوئے اور اضلاع بالا گھاٹ  
 وردھ اور سمبھل پور میں نہایت لیاقت کے ساتھ اپنے منصبی فرائض انجام دیے۔ فی الحال  
 آپ سمبھل پور میں درجہ دوم کے ڈپٹی کمشنر ہیں۔ علاوہ برین آپ ایک بہت بڑے  
 علاقہ کے مالک و زمیندار بھی ہیں۔ آپ کی نمایان خدمات کے صلہ میں کیم جنوری  
 ۱۹۶۲ء کو آپ کو تمغہ قیصر ہند درجہ اول عطا ہوا۔ سکونت سمبھل پور۔



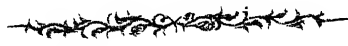
اولاد حسین۔ سید۔ خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ولادت ۲۶۔ جون ۱۹۵۷ء۔  
 آپ کا سلسلہ نسب امام ہشتم حضرت موسیٰ رضا علیہ السلام تک پہنچتا ہے آپ  
 کے بزرگ سید محمد غازی کو سلطان محمود غزنوی کی ہمشیر زادی منسوب تھی۔ وہ اپنے  
 برادر نسبتی یعنی محمود غزنوی کے بھانجے سید مسعود سالار غازی کے ساتھ ہندوستان میں  
 وارد ہوئے اور علاقہ جات بیانہ وغیرہ کی فتح کے بعد زمانہ سلطنت مغلیہ میں آپ کے  
 بزرگوں نے قصبہ ہیلک کو جو فی الحال ریاست بھرت پور میں شامل ہو گیا ہے بحیثیت  
 معافی داری اپنا مستقر قرار دیا اور محمد پور ہیلک کے نام سے موسوم کیا۔ خان بہادر نے

حسب رواج زمانہ علوم عربیہ و فارسیہ میں تکمیل حاصل کی اور اگرہ کلج میں تعلیم کو ختم کیا۔ بعد فراغ آپ اپنے والد سید ثابت علی ڈپٹی مجسٹریٹ و اسسٹنٹ پولیس کل سپرنٹنڈنٹ ساگر و جیلپور کی وساطت سے سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے اور بہت جلد عمدہ میٹرنشی کیشنری جیلپور پر ممتاز ہوئے۔ ۱۸۵۶ء میں ڈپٹی کلکٹری پست عطا کی گئی۔ اس خدمت کو بھی آپ نے اس خوبی اور لیاقت سے انجام دیا کہ سرچر ڈپٹی مل سے تجربہ کار افسر نے سرکاری تحریکات میں آپ کی لیاقت کی بہت کچھ تعریف کی۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء میں مثل اور اہل خاندان کے جنین آپ کے والد ماجد باغیوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے آپ بھی گورنمنٹ انگلشیہ کی خیر خواہی اور وفاداری میں ثابت قدم رہے اور اسکے جلد و میں خلعت گراں ہا سے مخلص ہوئے اور ڈپٹی کلکٹری کے مدارج میں بھی آپ نے خاص طور پر ترقی پائی۔ ۱۸۶۹ء میں صاحب سکرٹری اسٹیٹ ہند کے حکم کے موافق مالک متوسط میں اسسٹنٹ کیشنری کے عہدہ کے لیے ایک ہندوستانی افسر کی ضرورت تھی۔ اس عہدہ کے لیے آپ منتخب ہوئے۔ آپ ہی سب سے پہلے ہندوستانی شخص ہیں جو افسری ضلع یعنی ڈپٹی کیشنری پر ممتاز کیے گئے۔ ۱۸۷۰ء کے دربار دہلی میں خان بہادری کا خطاب اور تمغہ مرحمت ہوا۔ اور ۱۸۷۲ء میں سی۔ آئی۔ ای۔ کے خطاب سے سرفراز فرمائے گئے۔ ۱۸۷۵ء میں مستقل شلٹنٹ افسر (افسر نید و بست) مقرر ہوئے اور چودہ برس یعنی دسمبر ۱۸۹۰ء تک اس عہدہ جلیلہ کی خدمات انجام دیتے رہے اور لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا نے ہر سال اپنے رزلویشن میں آپ کی حسن کارگزاری کی توصیف اور تعریف فرمائی۔ ۱۸۷۸ء میں آپ کی عمر ۵۵ سال اور مدت ملازمت ۳۷ سال ہو چکی تھی مگر آپ کی لیاقت اور تجربہ کی وجہ سے وقتاً فوقتاً اٹھارہ برس تک توسیع ملازمت ہوتی رہی یکم جنوری ۱۸۹۹ء میں پچپن سال کی نمایان ملازمت کے بعد آپ نے خود کتارہ کشی

پسند کی جسکے بعد علاوہ نیشن معمولی کے ایک ہزار روپیہ سال زاد بطور انعام خاص کے  
عالیجناب دیر کبیر ہند نے دنیا منظور فرمایا ہے۔ شعر گوئی میں آپ کو جناب مرزا  
دیر صاحب مرحوم و مغفور سے ملند ہے۔ مذہبی شاعری یعنی مرثیہ گوئی اور تاریخی گوئی  
کا خاص مذاق ہے۔ سکونت پھر سر علاقہ ریاست بھرتپور متصل آگرہ۔



بلیجھ داس۔ سیٹھ۔ رائے بہادر۔ ولادت ۲۶۔ دسمبر ۱۸۸۷ء۔ سیٹھ  
گوپال داس کے بیٹے اور راجہ گوگل داس کے بیٹے اور ان کی کوٹھی کے نصف  
کے حصہ دار ہیں اور آپ کی فراست و دانائی۔ دورانیشی۔ کاروباری لیاقت۔  
رحمدلی۔ مروت۔ و خوش اخلاقی جیلپور میں ضرب المثل ہے۔ آپ مینو پسلی کے  
پریسیڈنٹ اور گوگل داس بلیجھ داس کاٹن مینوفیکچرنگ کمپنی کے سکریٹری ہیں۔ آپ کو  
۳۔ فروری ۱۹۳۸ء کو خطاب رائے بہادر مرحمت ہوا۔ آپ کے تین لڑکے ہیں۔  
منو لال۔ کنرھیا لال و جمناداس۔ سکونت جیلپور۔

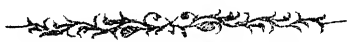


گلاب سنگھ۔ دادو۔ رائے بہادر۔ آپ کے آبا و اجداد اپنے اصلی وطن  
رائے بریلی ملک اودھ سے ملک متوسط میں آئے اور مہاراجہ دیو گدھ کی سرکاری میں  
بیوہاری کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ مہاراجہ نے انکو بچی کا علاقہ عنایت کیا جب سبھت  
بکر می میں یہ علاقہ راجہ نرند شاہ والی منڈلہ کو ملا تو انھوں نے بھی پھول شاہ بیوہاری کو  
جنگی اولاد میں آپ ہیں بدستور عہدہ بیوہاری پر قائم رکھا اور علاقہ بھی انھیں کے  
قبضہ میں رہنے دیا۔ چند روز بعد راجہ نے انکو بھوگر گدھ کا ایک دوسرا علاقہ عطا کیا۔  
سمبھت میں پھول شاہ کا انتقال ہو گیا اور انکے بجائے ڈو من شاہ انکے بیٹے  
جانشین ہوئے۔ سبھت میں ایک غنیم نے ملک دکھن سے ریاست منڈلہ پر چڑھائی



کی۔ بیوہ اردو من شاہ نے نہایت جواغردی و جانبازی کے ساتھ اُسکا مقابلہ کیا اور بالآخر اُسکو شکست دی مگر وہ خود اُسی لڑائی میں مقتول ہوئے۔ اُس وقت زند شاہ کے بیٹے راجہ نظام شاہ فرمانرواے ریاست تھے اُنھوں نے سہ ماہی میں کھرگ رام خلف اردو من شاہ کو عہدہ بیوہاری پر ممتاز کیا اور دونوں علاقے بدستور اُنکے قبضہ میں رہنے دیے۔ سہ ماہی میں موراجی سپہ سالار ریاست ساگر نے فوجبشی کی۔ بیوہ کھرگ رام نے ریاست منڈلہ کی طرف سے سپہ سالار مذکور کا مقابلہ کیا اور اُسی جہاد میں مقتول ہوئے۔ علاقہ بھونر گڑھ بالکل تباہ ہو گیا۔ اُس وقت سے اُنکے چاروں بیٹے پریشان ہو کر لکھنؤ میں چلے گئے۔ سہ ماہی میں اُنکے دو بیٹے بھگونت سنگھ اور موتی رام پھر والی منڈلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُنھوں نے اُنکو نواب شہادت خان کی نیابت پر مقرر کر دیا۔ نواب صاحب موصوف کے انتقال کے بعد یہ دونوں شخص سیونی کو چلے آئے۔ اُس وقت دیوان محمد امین خان وہان کے صوبہ دار تھے۔ اُنھوں نے اُنکی نہایت قدر و منزلت کی اور اُنکو مالی و خانگی کا انتظام سپرد کر دیا۔ جب ہمارا چنا پور نے گوشائیں کھرگ بھارتی کو صوبہ دار سیونی مقرر کیا تو اُنھوں نے ان چاروں بھائیوں کو اپنے یہاں مختلف عہدے عنایت کیے۔ چنانچہ بھگونت سنگھ کو اپنا نائب مقرر کیا اور دریا و سنگھ اُنکے چھوٹے بھائی کو عہدہ ویشکم عطا کیا۔ جب سیونی ظمرو برطانیہ میں داخل ہوا تو دریا و سنگھ بدستور اپنے عہدہ پر کام کرتے رہے۔ اُنکے انتقال کے بعد اُنکے بیٹے بھیرون بخش کو وہی عہدہ ملا۔ بھیرون بخش کے بعد آپ اس موروثی عہدہ پر مقرر ہوئے مگر چونکہ آپ اُس وقت نابالغ تھے اس لیے گورنمنٹ نے ازراہ عنایات خسروانہ آپ کا کام کرنے کے لیے ایک گماشتہ متعین کیا اور آپ کا علاقہ کورٹ آف وارڈس کے اہتمام میں دیدیا گیا۔ جب آپ سن رشد کو پہنچے تو آپ کا

علاقہ پھر آپ کے حوالہ ہوا۔ آپ کے علاقہ میں ستاسی مواضع ہیں۔ ۱۹۶۹ء میں گورنمنٹ ہند نے آپ کو پانچ سو روپیہ کا ایک خلعت عنایت کیا اور ۱۹۹۸ء میں آپ خطاب رائے بہادر سے سرفراز کیے گئے۔ عہدہ موروثی و شیشکھی ۱۹۵۷ء سے تخفیف میں آگیا۔ آپ کے چار بیٹے ہیں بشنا تھ سنگھ، شیشبھرا تھ سنگھ، جے ناتھ سنگھ، رگھوناتھ سنگھ۔ سکونت سیونی چھپارہ۔



محمد تقی سید۔ خانصاحب۔ آپ کی ولادت سہاگپور ضلع ہوشنگ آباد میں واقع ہوئی۔ آپ کے والد کا نام سید اشرف ہے جو سید محمد جوہوری کی اولاد سے تھے۔ آپ نے اپنے وطن میں تعلیم پائی۔ ۱۹۶۳ء میں آپ محکمہ پولیس میں ڈویژنل محرر مقرر ہوئے۔ اُسکے بعد ہیڈ کانسٹیبل کیے گئے۔ ۱۹۶۷ء میں چیف کانسٹیبل ہوئے اور ۱۹۷۷ء تک عہدہ ڈکوریٹور کا کام کرتے رہے۔ ۱۹۷۷ء میں آپ نے موضع چاندلا کے ڈاکہ کی سرانجام دہی میں کامیابی حاصل کی اور ڈاکوؤں کو گرفتار کیا جسکے صلہ میں آپ عہدہ انسپکٹری پولیس پر مامور ہوئے۔ اُسکے بعد آپ نے بہت بڑے بڑے ڈاکو گرفتار کیے جنکے صلہ میں ۱۹۹۲ء میں مسٹر اوڈبرن صاحب سابق چیف کسٹمر مالک متوسط نے آپ کو ایک تلوار اور ایک پستول مرحمت فرمایا۔ ۲۶ جولائی ۱۹۹۲ء کو لارڈ الگن صاحب سابق وائس رے ہند نے آپ کو ایک سند عطا فرمائی اور خطاب خانصاحب عنایت کیا۔ ۱۹۹۲ء میں آپ نے اکیس سال کی ملازمت کے بعد پینشن حاصل کی۔ اب آپ پنج محلہ سٹریٹ اور ممبر مینوسپل کمیٹی ہیں۔ اور پانچ مواضع کے مالدار ہیں۔ سکونت سہاگپور۔ ضلع ہوشنگ آباد۔



ہنومان پر شاو۔ پنڈت۔ رائے بہادر۔ آپ برہمن ہیں۔ آپ انگریزی علمداری میں چندرہ گائون کے مالگزار ہیں اور ایک گائون معانی ہے۔ ریوان میں بھی آپ کو ایک گائون کی معافی حاصل ہے۔ اسوقت آپ کا سن ۳۴ سال کا ہے۔ آپ ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر اور آنریری مجسٹریٹ بھی رہ چکے ہیں۔ آپ کو ۱۹۰۹ء میں خدا قحط کے صلہ میں رائے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ نے قحط کمیشن میں شہادت بھی دی ہے۔ سکونت بجے راگھوگرہ۔



محمد امیر خان۔ خان صاحب۔ آپ کی ولادت شہر حیدر آباد دکن میں ۱۸۸۸ء میں واقع ہوئی۔ آپ کے دادا چودھری سردار خان لودی پٹھان اور لیخ آباد واقع اودھ کے رئیس تھے۔ ستر سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ آپ کے والد لال خان حیدر آباد دکن میں وارد اور گورنمنٹ نظام کی فوجی ملازمت میں داخل ہوئے۔ ۱۸۹۵ء میں پانچویں کٹنگنٹ رسالہ کے شکست ہو جانے کے بعد ۱۸۹۵ء میں وہ میجر شیکسپیر صاحب کے ساتھ شہر ناگپور میں آئے اور اسی کو اپنا مستقر قرار دیا جہاں ستمبر ۱۸۹۷ء میں انھوں نے انتقال کیا۔ اپنے والد کے انتقال کے ایک سال کے بعد ۱۸۹۸ء میں آپ کلکتہ یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں کامیاب ہوئے۔ سترہ برس تک آپ مختلف اسکولوں میں مدرس اور انگریزوں کو اردو زبان کی تعلیم دیتے رہے۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں قانونی امتحان دیکر آپ وکالت کرنے لگے۔ ۱۸۹۹ء کے زمانہ خشکالی میں آپ نے انسداد قحط میں بہت بڑی کوشش کی جسکے اعتراف میں گورنمنٹ انڈیا نے یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو خان صاحب کے خطاب سے سرفراز کیا۔ آپ عرصہ سے شہر ناگپور کے مینوفیسل کمشنر اور انجمن حامی اسلام ناگپور کے صدر نشین ہیں۔ آپ کی کوشش سے مدرسہ انجمن نے چودہ سال کے عرصہ میں نمایاں

ترقی کی اور اسکے لیے ایک عالیشان عمارت بھی تعمیر ہو گئی ہے۔ آپ طلباء کے ہمدرد اور قومی تعلیم کے معاملہ میں سرسید احمد خان کے پیرو ہیں۔ آپ کے پانچ فرزند اور ایک دختر ہے۔ محمد سمیع السرخان ولادت ۱۲۹۹ھ۔ محمد حمید السرخان ولادت ۱۳۰۱ھ۔ محمد سعید السرخان ولادت ۱۳۰۲ھ۔ محمد ذکی السرخان ولادت ۱۳۰۳ھ۔ بلقیس جہان بانو ولادت ۱۳۰۴ھ۔ محمد سلیم السرخان۔ ولادت ۱۳۰۵ھ۔ سکونت صدر بازار شہر ناگپور۔

عبد الرحمان - شیخ - خانصاحب - آپ آٹھ کے مالگزار ہیں۔ خطاب ہذا ۲۶۔ جون ۱۳۰۶ھ کو مرحمت ہوا۔ سکونت آٹھ۔

شیر علی - خانصاحب - خطاب ہذا ۳۱۔ دسمبر ۱۳۰۸ھ کو مرحمت ہوا۔

عبد المجید خان - خانصاحب - خطاب ہذا ۲۱۔ مئی ۱۳۰۸ھ کو مرحمت ہوا۔ سکونت ناگپور۔

لڑیا بھاؤ - راؤ بہادر - خطاب ہذا ۲۰۔ مئی ۱۳۰۶ھ کو مرحمت ہوا۔ سکونت کپتہ بھنڈارہ۔

گنگا سنگھ - راؤ صاحب آپ کو خطاب راؤ صاحب - یکم جنوری ۱۳۰۵ھ کو مرحمت ہوا۔ سکونت ہوشنگ آباد۔

رنگ راؤ ہری - راؤ صاحب - آپ کو خطاب ہذا ۳۔ جون

۱۸۹۳ء کو مرحمت ہوا۔ سکونت بھنڈارہ۔

گینش راہاجی پنڈے۔ راہ صاحب۔ آپ کو خطاب ہذا۔ ۹۔ نومبر ۱۹۰۱ء کو  
مرحمت ہوا۔ سکونت وار دھا۔

نٹھورام۔ سیٹھ۔ راے صاحب۔ آپ کو خطاب ہذا۔ ۲۵ مئی  
۱۹۰۵ء کو مرحمت ہوا۔ سکونت بردھا۔

واجی راہچندر۔ پنڈت۔ راے صاحب۔ آپ کو خطاب ہذا  
۲۵ مئی ۱۹۰۵ء کو مرحمت ہوا۔ سکونت ناگپور۔

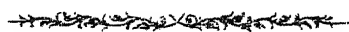
موہن لال۔ راے صاحب۔ ولادت ۱۳۔ مارچ ۱۸۵۳ء خطاب  
ہذا۔ یکم جنوری ۱۹۰۵ء کو مرحمت ہوا۔ سکونت جلیپور۔

کاؤس جی، سٹی وارو۔ خان صاحب۔ یہ خطاب ۱۸۹۶ء کو عطا ہوا۔

سندر لال۔ لالہ۔ راے صاحب۔ آپ کو خطاب ہذا۔ یکم جنوری ۱۹۰۵ء  
کو مرحمت ہوا۔ سکونت لٹانی بیتول۔

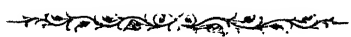
افکار داس۔ لالہ۔ راے بہادر۔ خطاب راے بہادر یکم جنوری ۱۹۰۵ء  
کو عطا ہوا۔ سکونت سینونی۔

محمد امین - حافظ مولوی سید شمس العلام - ولادت سنہ ۱۲۶۵ھ - آپ کا اصلی وطن قصبہ سہسوان ضلع بایون ہے مگر تقریباً ستر سال سے تعلقات معاش کی وجہ سے آپ کا وطن بریلی کو منتقل ہو گیا ہے۔ آپ سید نقوی ہیں۔ اور سلسلہ خاندان حضرت مودود چشتی علیہ الرحمہ سے ملتا ہے آپ کے جد امجد مولوی بشیر الدین حسن کو پھر جنرل سلیمین نے ملک متوسط میں طلب کر کے صدر امین مقرر کیا تھا۔ اُس زمانہ سے آپ کے اکثر اہل خاندان اس ملک میں مغز عہدوں پر مامور رہے۔ آپ کے والد مولوی سید اشفاق حسین درجہ اول کے اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر تھے جنھوں نے نیشن حاصل کر کے بریلی میں سکونت اختیار کی اور آپ کے دو بھائی تحصیلدار تھے۔ آپ کی عربی و فارسی کی تعلیم بریلی میں ہوئی اور آپ بواسطہ مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی کے شاگرد ہیں۔ علم طب میں آپ کو حکیم امام الدین خان دہلوی سے ملندہ ہے۔ آپ حافظ قرآن بھی ہیں اور حج حرمین ثلثین سے مشرف ہو چکے ہیں۔ کچھ عرصہ کے شیخ الاسلام نے علوم عقلیہ و نقلیہ کی سند آپ کو عطا کی ہے۔ زبان انگریزی میں آپ کو مہارت تامہ حاصل ہے۔ اور بقدر ضرورت مرہٹی۔ ہندی اور اڑیا زبانوں میں بھی داخل ہے۔ دس سال تک آپ محکمہ پیمائش و بندوبست کے ڈپٹی کلکٹر رہ چکے ہیں۔ بال فعل آپ جبل پور میں سٹی مجسٹریٹ درجہ اول ہیں۔ انتظام قحط کے متعلق حسن کارگزاری کے صلہ میں سنہ ۱۹۹۱ء کو شمس العلام کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت جبل پور ملک متوسط



عبدالحسین - میان - بھائی بلا سید - تحفہ قیصر ہند - ولادت ۲ - جون ۱۸۶۹ء - شہر بانپور ضلع نماڑ کے ایک مغز خاندان ولادت سے آپ کا تعلق ہے اور آپ داؤدی بوہرہ یعنی مذہب اسماعیلی شیعہ ہیں ایک صدی قبل آپ کے مورث علی

سید محمود احمد آباد گجرات سے آکر برہانپور میں آباد ہوئے تھے۔ اس خاندان کے اکثر ممبر خاندیس۔ نماڑ اور ناگپور کے اضلاع میں مغرز تاجر ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم ہانپور میں پائی اور ۱۸۱۱ء میں جیلپور کالج سے علم ریاضی میں بی اے کی ڈگری آنر کے ساتھ حاصل کی۔ ملک متوسط میں اپنے خاندان میں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ آپ پہلے پہل انجمن اسلامیہ ہائی اسکول جبل پور کے ہیڈ ماسٹر ہوئے۔ اگست ۱۸۹۱ء میں آپ نے نائب تحصیلداری سے سرکاری ملازمت شروع کی۔ دوسرے سال آپ جیلپور کے سبف مقرر ہوئے اور ۱۸۹۶ء میں عہدہ تحصیلداری پر ضلع بالاگھاٹ کو منتقل ہوئے۔ ۱۸۹۷ء کی قحط سالی میں آپ کی عمدہ خدمات کا شکریہ گورنمنٹ نے خصوصیت کے ساتھ ادا کیا۔ ۱۸۹۹ء کے زمانہ قحط میں آپ ضلع سیونی میں تعینات تھے وہاں آپ کی قیمتی خدمات کے صلہ میں ۲۵ مئی ۱۸۹۹ء کو آپ کو قیصر ہند کا تمغہ مرحمت ہوا۔ اور اپریل ۱۹۰۱ء میں کسٹریٹ کٹری کے عہدہ پر سرفراز کیے گئے۔ سکونت برہانپور۔ ملک متوسط۔

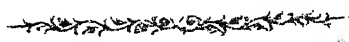


یوسف شریف۔ منشی۔ خان بہادر۔ تاریخ ولادت ۱۸۔ دسمبر ۱۸۳۶ء۔ اپنے گورنمنٹ ہند کے محکمہ مساحت میں ۱۶ جون ۱۸۶۷ء کو بطور سب سروریر ملازمت شروع کی۔ ۱۸۶۷ء کے آخر تک چھوٹا ناگپور ملک متوسط اور راجپوتانہ میں کام کیا۔ بعد ازاں آپ بلوچستان کو منتقل ہوئے۔ اور اُسکے بعد شمالی مغربی سرحد پار کام کیا۔ آپ نے اکثر مقعون پر پیمائش کے نہایت محنت و فراغت سے انجام دیے ہیں اور ہمیشہ اپنے حکام کی خوشنودی حاصل کی ہے۔ آپ ۱۸۸۱ء میں خاص کام پر تعینات رہے۔ اور پھر ٹی۔ ایچ۔ ہولڈج کی ماتحتی میں موسی درہ واقع ملک جوا کی آفریدی کی پیمائش کی اور گورنمنٹ کا شکریہ حاصل کیا۔ نومبر اور دسمبر ۱۸۸۳ء میں مہم تحت سلیمان میں خاص پیمائشی کام

پر مقرر ہوئے۔ اور بعد کو گول اور درہ کجوری کچھ مین کام کیا۔ ان خدمات کی قدردانی اور اعتراف میں فٹنٹ گورنر پنجاب نے ڈیرہ اسماعیل خان مین ایک و بارعام مین غازی کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نومبر و دسمبر ۱۹۰۳ء مین مہم وادی زہوب مین پیمائشی جماعت کے ہمراہ تھے۔ ۱۹۰۳ء مین گول سے کھائی تک سرحد ڈیرہ جات کی خاص پیمائشی کے کام پر بھیجے گئے۔ آپ نے ان مقامات کی پیمائشی کی اور نقشہ تیار کیے۔ ۱۹۰۳ء مین روسی افغانی سرحدی کمیشن کی پیمائشی جماعت کے ہمراہ رہے اور نہایت قابلیت سے اپنے فرائض منصبی انجام دیے اور خان بہادر کا خطاب پایا۔ دوبارہ سرحد کے ایک متنازعہ فیہ حصہ ملک کی حد بندی کے لیے پھر پکا ک کی ماتحتی مین بھیجے گئے۔ اور گورنمنٹ ہند نے تین ہزار روپیہ کا ایک خلعت آپ کو عطا کیا۔ خان بہادر نے ایران مین تختیاری ملک کے ایک بڑے حصے کی پیمائشی کی اور نقشہ تیار کیا۔ اور گورنمنٹ ہند کا شکریہ حاصل کیا۔ آپ نے ایران مین تقریباً اڑھتھ ہزار مربع میل اس زمین کی پیمائشی کی اور نقشہ بنایا جو ساحل چورہر پشکر سے بندر عباس تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس نمایان خدمات کے صلہ مین رائل جغرافیائی سوسائٹی نے آپ کو پریسین صاحب کا عطیہ عنایت کیا۔ اور فوجی اغراض کے خاص کام کے لیے لارڈ رابرٹس کمانڈر انچیف ہند سے پانچ سو روپیہ کا ایک انعام حاصل کیا کرل سرٹی ہولڈ چ۔ آر۔ ای۔ کے سی۔ آئی۔ لے۔ سی۔ بی۔ اپنے ایک مراسلہ مین فرماتے ہیں ”ہمارے ہندوستانی سرحد کے جغرافیہ کی نسبت خان بہادر ایک ایسے مستند الراے شخص ہیں کہ گورنمنٹ ہند کی ملازمت مین شاید ایسا کوئی دوسرا ملازم نہ ہوگا جسکو انکی طرح عملی قسم کی رازدارانہ واقفیت حاصل ہو۔ علاوہ برین وہ خیر خواہ سرکار اور راستباز شخص ہیں اور ان ہندوستانی ملازموں کی ایک زندہ مثال ہیں جنکی نسبت سرویٹ رجسٹر نے اختتام کمیشن پر لکھا تھا۔ کہ گورنمنٹ مین ان سے بہتر اور کوئی ملازم نہیں ہے۔“ خان بہادر نے ۱۹۰۳ء و دسمبر ۱۹۰۳ء کو

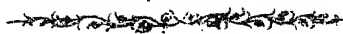


چونتیس برس کی خدمت کے بعد ملازمت سے کنہارہ کشی کی۔ کنہارہ کشی کے وقت آپ صیفہ پیمائش کے اکسٹرا اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ تھے سکونت جیلپور۔ ملک متوسط۔



امام شریف خان بہادر۔ تاریخ ولادت ۱۸۴۹ء۔ اپریل ۱۸۴۹ء۔ آپ نے گورنمنٹ ہند کے صیفہ مساحت میں ملازمت شروع کی اور اپنی غیر معمولی خدمات اور لیاقت اور کارگزاری سے گورنمنٹ ہند کی خوشنودی حاصل کی آپ نے ہندوستان کے باہر سرکاری خدمات انجام دیں مئی ۱۸۸۰ء سے نومبر ۱۸۸۰ء تک آپ بھجڑ-ای-پی-لیج-وی سی-آر-ای کے ہمراہ ہم افغانستان میں رہے اور محاصرہ قندھار کے وقت موجود تھے آپ نے ۱۸۸۹ء میں کپتان آر اے وہاب کے زیر حکم ہزارہ فیلڈ فورس میں کام کیا اور مراسلات سرکاری میں آپ کی خدمات کی تعریف کی گئی اور تمغہ عطا ہوا۔ اگست ۱۸۹۲ء سے نومبر ۱۸۹۲ء تک آپ نے افغانی سرحدی کمیشن میں کام کیا جس کے صلہ میں گورنمنٹ نے آپ کو پانچ سو روپیہ نقد اور خان بہادر کا خطاب عنایت فرمایا۔ ۱۸۹۹ء میں آپ نے کوارٹر ماسٹر جنرل کے تحت میں ملک بختیاری اور دریائے فارون واقع ایران کی پیمائش کی اور ہزار کسٹنس لارڈ رائس لکمانڈر پیمائش کا شکریہ اور پانچ سو روپیہ انعام حاصل کیا آپ نے پیمائش کا زیادہ تر کام کبھی اُن برف آلود پہاڑی خطوں میں کیا جو بعض جگہ ۱۲۵۰۰ فٹ کی بلندی پر تھے اور بعض دفعہ اُن وادیوں میں جن میں ۱۱۰۰ سے ۱۱۳۰ درجہ تک متواتر حرارت رہتی ہے۔ اس کام میں بے انتہا محنت صبر اور سرگرمی کی ضرورت تھی جن آدمیوں سے سابقہ پڑا تھا وہ بڑے سخت لوگ تھے دو مرتبہ خان بہادر پر قریب سے گولیاں چلائی گئیں اور بقول پھر سائر انھوں نے بڑی قابلیت و استقلال کا برتاؤ کیا پھر سائر اسٹنٹ کوارٹر ماسٹر جنرل ہند لکھتے ہیں ”ایک موقع پر پہاڑ کے ایک بد معاش گروہ نے اُنکو

اس طرح گھیر لیا کہ اگر وہ اپنے صبر اور استقلال سے کام نہ لیتے تو وہ فوراً ہلاک کر ڈالے جاتے اور نتیجہ یہ ہوتا کہ ساری جماعت کا خاتمہ ہو جاتا خان بہادر کی فارسی زبان دانی اور ایشیائی مذاہب کی واقفیت اور بے تعصبی اکثر موقعوں پر آپ کے نہایت کام آتی ہے۔ ۱۹۲۰ء میں آپ نے افریقہ میں اینگلو جرن سرحدی کمیشن کے ساتھ کام کیا نو سو پچاس روپیہ سکرٹری آف ایسٹٹ نے اس خدمت کے جلد و میں انعام عطا کیا رائل جغرافیائی سوسائٹی کی جانب سے آپ کو ایک آلہ مقیاس الموسم دیا گیا ہے آپ نے سرحد کے دونوں حصوں کے نقشے تیار کیے جنگو جرن حکام نے نہایت پسند کیا۔ آپ نے جزیرہ زنجبار کی بھی پیمائش کی اور ہرمانس سلطان زنجبار آپ کے کام سے اس قدر خوش ہوئے کہ آپ کو درجہ دوم کا تمغہ کوکب درمی اور ایک طلائی شمشیر عطا فرمائی اور اعلیٰ حضرت حضور ہنرمجشی ملک منظم قیصر ہند کے ایک شاہی فرمان کی رو سے آپ کو اس تمغہ کے پہننے کی اجازت خاص حاصل ہوئی ۱۹۲۳ء میں اضلاع مقلاتھرا اور خضرموت واقع عرب کی پیمائش کی یہ پیمائش رائل جغرافیائی سوسائٹی کی جانب سے شروع ہوئی تھی اس مهم میں جو کامیابی ہوئی اُس میں خان بہادر نے ایک خاص حصہ لیا جسکی مسٹر تیبو ڈرنٹ نے رائل جغرافیائی سوسائٹی کے ایک جلسہ میں کافی طور سے داد دی ۱۹۲۵ء میں آپ نے سر اسے۔ ہارڈنگ کے۔ سی۔ ایم۔ جی۔ سی۔ بی کے ساتھ ایسٹ افریقہ کی سرحد بندی کا کام انجام دیا اور یہاں بھی بڑی نیک نامی حاصل کی اب آپ محکمہ مساحت ہند کے اکسٹراسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہیں سکونت جیلپور ملک متوسط



محمد سراج الرحمن۔۔ قاضی۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۵ دسمبر ۱۸۶۳ء ع۔  
شہر برہانپور آچکھوٹن ہے جو زمانہ شاہی میں گجرات کا دارالسلطنت تھا اور فی الحال

نریداکشنری مین داخل ہے۔ آپ کے آبا و اجداد سلاطین مغلیہ کے عہد میں سفارت و صدارت و قضا کے مناصب پر ممتاز اور اعزازی خطابات شل شریعت خان غیر سے سرفراز رہے ہیں۔ آپ کے دادا مولوی عبدالغفار مرحوم علاقہ نظام مین ۸۵ ہزار سوار کے بخشی تھے۔ آپ کے والد قاضی مولوی محمد عزیز الرحمن صاحب مغفور کو برہانپور کے درجہ اول کی آنریری مجسٹریٹ و سب رجسٹری کی خدمات کے صلہ میں ۲۲۔ اکتوبر ۱۸۶۷ء کو خان بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ نواب مختار الملک اول مرحوم کے زمانہ میں عدالت تصفیہ ساہوان حیدر آباد کے رکن اعظم تھے۔ اور انکو علاقہ دیوانی نظام دکن سے موروثی منصب کے دو سو روپیہ ماہوار بھی ملتے تھے۔ خان بہادر کے انتقال کے بعد قاضی سراج الرحمن صاحب کی کنسی کی وجہ سے گورنمنٹ نے آپ کے برادر عمر اومولوی محمد حبیب الرحمن مرحوم کو آنریری مجسٹریٹ و سب رجسٹری و ممبر میونسپل کمیٹی کے تمام خاندانی اعزاز مرحمت کیے۔ اور یکم جون ۱۸۸۸ء کو خالص صاحب کے خطاب سے سرفراز کیا۔ ۱۸۸۸ء میں جب قاضیوں کے ایکٹ کے اجرا کے وقت مسلمانان ہند سے استعراج کیا گیا تو باشندگان برہانپور نے حب دستور قدیم آپ کو اپنا قاضی قبول کیا۔ ۹۔ جون ۱۸۸۹ء کو آپ قانون اسلمہ ہند کی قیود سے مستثنیٰ کیے گئے۔ اپریل ۱۸۸۹ء سے آپ برابر برہانپور میونسپل کمیٹی کے ممبر اور وائس پریسیڈنٹ منتخب ہوتے رہے ہیں۔ اور لوکل بورڈ کے ممبر اور سکریٹری اور ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر ہیں۔ امور رفاه عام میں دلچسپی ظاہر کرنے کی وجہ سے اکثر آپ کو اسناد خوشنودی مزاج حکام اور گورنمنٹ سے عطا ہوئے ہیں۔ ۲۳۔ مئی ۱۸۸۹ء کو صاحب چیف کشر بہادر نے آنریری مجسٹریٹ کا عہدہ عطا کیا۔ اور ۳۰۔ مئی ۱۸۸۹ء کو اپنے مخصوص ملاقاتیوں کی فہرست میں آپکا نام نامی درج فرمایا۔ ۲۰۔ اپریل ۱۸۹۵ء کو آپ برابر برہانپور کی سب رجسٹری

کی موروثی خدمت پر نامزد کیے گئے۔ ۱۹۶۷ء کی خشک سالی میں رؤسا و تاجران شہر کو قحط زدہ لوگوں کی پرورش و امداد کی جانب مائل کیا اور چندہ کے ذریعہ سے غلہ کی ایک دوکان جاری کی جس سے غرباء و محتاجین کو کافی مدد ملی اور عورات پردہ نشین کے لیے ماہوار چندہ کی تقسیم کا خاص اہتمام فرمایا۔ برہانپور کی ۳۰۔ اپریل ۱۹۶۷ء کی خوفناک آتش زدگی کے بعد غرباء خانان برباد کی امداد کے لیے جو کمیٹی قائم ہوئی تھی اُسکے آپ سکرٹری تھے اور کثیر التعداد چندہ فراہم کر کے صد ہا ہندو مسلمان خانہ بدوشوں کو امداد پہنچائی جسکے جلد وین ۲۶۔ فروری ۱۹۶۸ء کو دہلی منعقدہ جبل پور میں صاحب چیف کشر بہادر نے سند عطا فرمائی۔ ۱۹۶۹ء اور ۱۹۷۰ء کی عالمگیر اور مہلک قحط سالی کے زمانہ میں امداد مواضع کے علاوہ خاص شہر برہانپور کے نوربا فون کی امداد کے لیے گورنمنٹ نے نوربانی کا جو کارخانہ جاری کیا اُسکے لیے صاحب ڈپٹی کشر نے قاضی صاحب کو تخواہدار سکرٹری مقرر کرنا چاہا تھا مگر آپ نے بلحاظ ہمدردی غربا و مساکین ۲۰۔ اپریل سے اس خدمت کو بطور آنریری سکرٹری کے انجام دینا شروع کیا جس سے تا اختتام قحط سالی ساڑھے سات ہزار بندگان خدا کی جانیں محفوظ رہیں۔ اور دوسرے مقامات کے مقابلہ میں اس شہر میں قحط زدوں کی تعداد اموات کم ہوئی۔ اور جو مال تیار ہوا وہ نہایت عمدہ پائدار اور ارزان تھا جو قاضی صاحب کی نگرانی و اہتمام کا نتیجہ تھا۔ اس عہدہ سے آپ نے ۲۔ اگست ۱۹۷۱ء کو کنارہ کشی اختیار کی۔ یکم جنوری ۱۹۷۱ء کو گورنمنٹ ہند نے آپ کو خان بہادر کے خطاب اور آنریری مجسٹریٹ برہانپور اور عہدہ وائس پریسیڈنٹ مینوبل کمیٹی سے معزز و ممتاز کیا۔ ریاست نظام کے قدیم تعلقات رکھنے کی وجہ سے ہزار کسلسنی نواب سر آسمان جاہ بہادر وزیر اعظم ریاست نظام ۱۶۔ مارچ ۱۹۷۹ء کو واپسی کلکتہ کے بعد آپ ہی کے مہمان ہوئے تھے۔

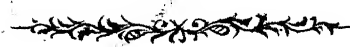
ریاست نظام سے موروثی منصب آپ کے نام اب تک جاری ہے۔ آپ کے  
دونوں فرزند محمد عنایت الرحمن اور محمد فیض الرحمن مدرسہ سرکاری مین تعلیم پاتے  
ہیں۔ سکونت برہانپور۔ ضلع ناٹلک متوسط۔

-----

محمد غوث منشی خان صاحب۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ آپ کے مورث اعلیٰ شیخ غصنفر حسین  
تھے جنوابعصاحب مدرس کے مصاحب خاص تھے آپ کے والد محمد بیچ الدین تینتیسویں  
مدرسہ ملٹن مین ریمپل منشی تھے پینتیس سال تک نیکنامی کے ساتھ انھوں نے سرکاری  
ملازمت کی۔ کنارہ کشی کے وقت انکی حسن کارگزاری کے صلہ میں مذکورہ بالا ملٹن کے  
افسروں نے ایک تقریبی ڈبیہ عطا کی جس پر انگریزی اور اردو میں چند سطریں بطور سند  
کے نقش ہیں۔ غدر ۱۸۵۷ء میں آپ نے فوجی خدمات انجام دیں اور اپنی ملٹن کے  
ساتھ برصا بھی تشریف لے گئے۔ اُسکے بعد آپ فوجی ملازمت سے مستعفی ہو گئے پھر ادب  
۱۸۶۲ء کو محکمہ جنگلات میں آپ ملازم ہوئے۔ فروری ۱۸۶۶ء کو داروغہ جنگلات کا عہدہ  
ملا۔ ستمبر ۱۸۶۸ء تک آپ برابر ترقی کرتے رہے۔ اور یکم جنوری ۱۸۸۷ء کو دوسو روپیہ  
ماہوار پر مستقل سب اسٹنٹ کنسروٹیر مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۱ء میں آپ ڈویژنل افسر بنے  
یکم مارچ ۱۸۹۹ء کو دوسو پچاس روپیہ کے مشاہرہ پر آپ کی ترقی ہوئی یکم جنوری ۱۸۹۹ء  
کو گورنمنٹ نے آپ کی حسن خدمات کے صلہ میں آپ کو خان صاحب کے  
خطاب سے متناز کیا۔ ۲۶۔ فروری ۱۸۹۱ء کو آپ ڈپٹی اسٹرا اسٹنٹ کنسروٹیری اور  
اسٹرا اسٹنٹ کنسروٹیری پر مامور ہوئے۔ ۱۸۹۵ء میں آپ راسے پور کے  
ڈویژنل افسر مقرر ہوئے اور یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو اپنے پنشن حاصل کی آپ کو  
قصبہ کامٹی کی آنریری مجسٹری کا اعزاز حاصل ہے۔ سکونت کامٹی۔ ملک متوسط

-----

بالا پر شاد۔ پنڈت۔ راے بہادر۔ ولادت ۲۵ نومبر ۱۸۷۷ء۔ آپ کا اصلی وطن فتحپور ہسودہ ہے۔ آپ کے والد ہماراجہ ناگپور کی فوج میں ملازم اور پانچویں پلیٹن کے کمانڈنگ افسر تھے۔ آپ ممالک متوسط کے محکمہ پولیس میں یکم جولائی ۱۸۷۷ء کو چیف کانسٹیبل مقرر ہوئے اور ۳۱ اگست ۱۸۷۷ء کو انسپکری پولیس کے عہدہ پر ترقی کی۔ یکم اکتوبر ۱۸۷۷ء کو آپ کی خدمات اندور واقع وسط ہند میں منتقل کی گئیں اور آپ ریلوے پولیس انسپکٹر اور مجسٹریٹ معین ہوئے۔ کئی مرتبہ آپ نے ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی قائم مقامی بھی کی ہے ۱۸۸۷ء میں پانچ سو روپیہ کے مشاہرہ پر راجپوتانہ ریلوے میں مستقل سپرنٹنڈنٹ پولیس اور مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ پولیس کی چند نمایاں خدمات کے انجام دینے کے جلدوین گورنمنٹ نے ۱۶ فروری ۱۸۷۷ء کو راے بہادر کے خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ ایام ملازمت میں آپ نے تحصیل مرواڑہ ضلع جلیپور میں ارضی جائیداد خریدی تھی جہاں آپ نے ۱۰ مارچ ۱۸۹۲ء کو پنشن یا ب ہو کر مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ کے دو چھوٹے بھائی بھی معزز مناصب پر ممتاز تھے۔ پنڈت نانک پرشاد سنٹرل انڈیا جیل چھانوئی اندور کے جیلر تھے۔ اور پنڈت کالکا پرشاد اجمر ریلوے کے پولیس انسپکٹر تھے جو فی الحال پنشن پاتے ہیں۔ سکونت قصبہ مرواڑہ ضلع جلیپور۔



گنگ شاہ۔ باپو۔ راو بہادر۔ ولادت ۹ محرم ۱۲۵۷ھ۔ آپ کے مورث علی کنور راگھارام تھے۔ انھوں نے شہنشاہ اورنگ زیب کو راجہ چھتر پال راجہ ریاست ٹیپا گڈھ پر فوج کشی کرنے کے وقت امدادی اور اسکے صلہ میں زمینداری پلسکڈھ کی حاصل کی جو اس وقت تک اس خاندان کے قبضہ میں موجود ہے۔ اس ریاست سے گورنمنٹ انگلشیہ کو بھی حسب ضرورت اکثر مدد ملی ہے۔ آپ کے والد کا نام پرتاب شاد تھا جن کے انتقال کے بعد ۲۶ جنوری ۱۲۷۷ھ کو آپ نے مسند آبائی پائی آپ نے

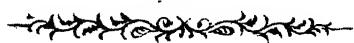
بھی گورنمنٹ انڈیا کو اپنی خیر خواہانہ خدمات سے ہمیشہ رضامند رکھا جسکے صلہ میں حکام وقت نے وقتاً فوقتاً اسناد خوشنودی مزاج عطا کیے۔ اور دربار قیصری دہلی کے موقع پر یہ کم جنوری ۱۸۷۱ء کو گورنمنٹ کی جانب سے آپ کو سند ملی۔ اسناد قطعۂ شہ ۱۸۷۱ء میں آپ نے گورنمنٹ کو قیمتی مدد دی اور رعایا کی پرورش اور آسائش کے خیال سے ریاست میں بیس تالاب اور چھ کنوین تعمیر کرائے جسکے جلد و میں ۴ جولائی ۱۸۷۱ء کو جناب ملکہ معظمہ کی شخصت سالہ سالگرہ کے دربار منفقہ ناگپور میں سند خدمات اور ۲۱ مئی ۱۸۷۱ء کو راوہاد کا معزز خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت پلسکھ ضلع چاندا۔



منالال - پنڈت - دو بے - رائے صاحب - آپ کے اسلاف کرام کان کچ برہمن اور بھوڑ ضلع کانپور کے قدیم باشندے تھے۔ آپ جبلیپور میں متولد ہوئے اور وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ ہندی - اُردو - انگریزی اور کسیدر سنسکرت کی تحصیل کے بعد ۱۸۷۱ء میں آپ پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ میں ملازم اور محکمہ تعمیرات میں بارک ماسٹری کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ ۱۸۷۶ء میں آپ نے رُکمی کالج میں اکوٹمنٹ درجہ چارم کا امتحان پاس کیا اور اسی سال ناگپور میں آپ اکوٹمنٹ مقرر ہوئے۔ آپ کی لیاقت اور تجربہ کے لحاظ سے ۱۸۷۷ء میں درجہ سوم پر آپ کی ترقی ہوئی۔ آپ کے دوران ملازمت میں کل افسر آپ کی حسن لیاقت اور کاروانی سے رضامند رہے۔ ۱۸۷۹ء میں نیکنامی کے ساتھ آپ ملازمت سے کنارہ کش ہوئے۔ اسی سال جناب ملکہ معظمہ کے جشن سالگرہ کے موقع پر گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی قیمتی خدمات کے جلد و میں آپ کو رائے صاحب کے خطاب سے ممتاز فرمایا۔ آپ کے برادر اصغر پنڈت گروہاری لال دو بے بھی درجہ سوم کے اکوٹمنٹ تھے اور اب سوہر وہیہ ماہوار نشین پاتے ہیں۔ سکونت جبلیپور۔



کر پاشنکر جہا۔ پنڈت۔ راے صاحب۔ آپ گجراتی ناگر برہمن میں پندتہ میں بمقام علیگڑھ پیدا ہوئے۔ آپ نے پندتہ میں انٹرنس کا اور پندتہ میں ایف۔ اے۔ کا امتحان پاس کیا۔ پندتہ میں ایک بی۔ اے میں پڑھتے رہے۔ اُس کے بعد آپ ملازمت سرکاری میں داخل ہوئے اور آپ کا تقرر راے پور (ملک متوسط) کے ضلع اسکول کی ہیڈ ماسٹری پر ہوا۔ یہاں آپ نے سات برس تک کام کیا۔ پندتہ کے دربار دہلی میں آپ کو گورنمنٹ ہند نے ایک اعزازی سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔ اُس کے بعد آپ ساگر ضلع اسکول میں ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ اس خدمت پر آپ چھ برس تک مامور رہے۔ اور آپ کی وجہ سے اس اسکول نے بڑی ترقی اور نمود پائی۔ پندتہ میں آپ درجہ اول کے ڈپٹی انسپکٹر مدارس مقرر ہوئے۔ پندتہ میں آپ کو گورنمنٹ ہند نے خطاب راے صاحب کا مرحمت فرمایا۔ آپ نے پندتہ میں تیس برس سے زیادہ ملازمت سرکاری کے فرائض بہ خوش اسلوبی انجام دیکر کنارہ کشی اختیار کی۔ آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔ پہلے پنڈت بھاشنکر جلیپور ٹریننگ اسکول میں ملازم ہیں۔ دوسرے پنڈت جہا شنکر قانون کی تعلیم پا رہے ہیں۔ تیسرے متھرا شکر الہ آباد بینک میں ملازم ہیں اور چوتھے دیا شنکر جلیپور کالج میں طالب علم ہیں۔ سکونت جلیپور۔

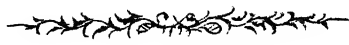


ہمارا راج سنگھ۔ ٹھاکر۔ راے بہادر۔ آپ کے پردادا کو دربار دہلی سے ہزاری کا منصب حاصل تھا۔ وہ ایک قلیل جمعیت فوج کے ساتھ موضع تگادن ضلع اکبر پور سے ساگر میں داخل ہوئے اور یہاں راحت گڑھ کی قلعہ داری پر مامور ہوئے اور موضع ٹیلا بزرگ پر گنہ نرا دلی بطور جاگیر کے انکو مرحمت کیا گیا جو اب تک اس خاندان کے قبضہ میں موجود ہے۔ اس کے چند دیہات مالگڑاری سرکار انگلشیہ سے آپ نے خرید کیے وہ بھی آپ کی ریاست میں شامل ہیں اور آپ کے ننھیالی بزرگ مرہٹو کی عملداری میں

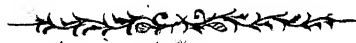


دو مواضع کے معافی دار تھے اور کھوائی میں قبضہ پتھور یا کی گدھی اُن ہی کی تعمیر کرائی ہوئی  
 موجود ہے۔ غدر ۱۷۷۷ء میں آپ نے بیس ہزار روپیہ سرکار انگلشیہ کو بطور امداد مستعار  
 دیے تھے جو گورنمنٹ نے بعد تسلط تام مع سود واپس کر دیے۔ آپ بچپن سے ساگر ہی میں  
 سکونت پذیر رہے اور وہیں ہندی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی اور اپنی ذہانت سے  
 کئی مرتبہ انعام اور طلائی تمغہ پائے۔ بعد فراغ کچھ دنوں اسکول کے مدرس رہے  
 اسکے بعد ۱۷۸۷ء کو آپ محکمہ بندوبست میں ملازم ہوئے ۱۷۹۷ء میں منصرم  
 بندوبست ہو کر جھانسی کو تبدیل کیے گئے۔ ۱۷۹۷ء کو جھانسی میں فوج سرکاری  
 کی بغاوت سُنکر آپ نے اپنے ایک عزیز بھائی کو رگھناتھ سنگھ کو جمعیت ہم پوچھانے کی  
 غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ وہ ایک سو پچاس مسلح سپاہی لیکر فوراً جھانسی میں داخل ہوئے  
 مگر گولی بارود کے دستیاب نہ ہونے سے وہ ناکام رہے اور رانی جھانسی کا قبضہ ہو گیا  
 جس سے آپ کو سخت مصیبت اٹھانا پڑی۔ بالآخر آپ تبدیل لباس کر کے جھانسی  
 سے پیادہ باروانہ ہوئے اور سات دن میں ساگر میں داخل ہوئے۔ امن و امان  
 قائم ہونے کے بعد آپ پھر جھانسی کی محوری پر مامور ہوئے۔ یہاں آپ سرکاری فوج  
 کے ساتھ ساتھ پھرتے رہے اور افسران فوج کو مقامات مورچہ بندی کا نقشہ تیار  
 کرنے اور باغیوں کے حرکات و سکنات کی اطلاع دینے میں مدد دی۔ اسکے بعد  
 آپ ڈپٹی کمشنر ساگر کے عہدہ منصرمی پر ترقی پاب ہوئے۔ ۱۷۹۷ء میں عہدہ مذکور کی  
 تخفیف کی وجہ سے آپ کنارہ کش ہو گئے۔ گو حکام دوسرے معزز عہدے دیتے رہے  
 مگر آپ نے زمینداری کے کاموں کو ترجیح دی اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ تیرہ سال  
 کے بعد یعنی ۱۷۹۷ء میں آپ نے پھر گورنمنٹ کی خدمات بلا معاوضہ تنخواہ انجام دینا  
 شروع کیں۔ آپ پہلے ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر مقرر ہوئے پھر ۱۷۹۹ء سے آنریری  
 مجسٹریٹ کے اختیارات عطا ہوئے۔ اسکے بعد جیل خانہ کے وزیر یعنی معائن مقرر ہوئے

آپ کی ان خدمات بانٹتے کے صلہ میں گورنمنٹ نے ۲۰ مئی ۱۹۱۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو راے بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سکونت ساگر۔



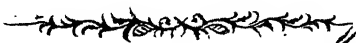
بہند رانا تھراے۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ ولادت ۱۶ جنوری ۱۸۷۷ء۔ آپ کے والد چودھری سنی ناتھ راے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد کا اصلی وطن ٹاکی ضلع چوہیس پرگنہ واقع بنگال ہے۔ آپ نے ۱۸۹۷ء سے اپنی تعلیم کیننگ کالج لکھنؤ میں شروع کی جہاں سے آپ نے کلکتہ یونیورسٹی کے انٹرنس اور ایف۔ اے کے امتحانات پاس کیے جنہیں آپ نے بطور سکند لینکوج کے فارسی زبان لی تھی اور ۱۸۹۸ء میں کلکتہ میڈیکل کالج سے آپ نے علم طب و جراحی کی سند حاصل کی اور بھوانی پور کلکتہ میں آپ نے مطب کرنا شروع کیا۔ ۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۷ء تک آپ کلکتہ کارپوریشن میں میڈیکل انسپکٹر مقرر رہے۔ یکم نومبر ۱۹۰۷ء کو ناگپور واقع ملک متوسط کے افسر صحت معین ہوئے ۲۳ مئی ۱۹۱۷ء کو انسداد طاعون کی نمایاں خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ نے آپ کو تمغہ قیصر ہند درجہ دوم عطا کیا۔ سکونت ناگپور۔



چھوٹے لال۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ آپ کو گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کی ملکی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں بطور ذاتی اعزاز کے قیصر ہند کے تمغہ سے سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت چاندا۔



دین بندھو۔ پٹنا ملک۔ راے صاحب۔ آپ کو خطاب ہذا ۳ جون ۱۹۱۷ء کو مرحمت ہوا۔ آپ سون پور کے دیوان ہیں۔ سکونت سونپور۔



برج راج سنگھ دیو۔ زمیندار کھریار۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند درجہ اول۔ آپ

چوہان راجپوت اور ہمارا راجہ پرتھی راج والی دہلی کی نسل میں ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں جب سلطان محمد غوری نے جنگ تھانیسر میں پرتھی راج کو شکست دی اور سلطنت دہلی کو مسخر کیا تو اُنکے بیٹے تمبر سنگھ چھپیس گدھ چلے گئے۔ اُنکے بیٹے رمی کنور نے پٹنہ راج قائم کیا۔ اُنکی اولاد میں مہاراج بھوپال دیوتھے جنھوں نے اپنی ریاست کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اپنے بیٹوں کو دیدیا۔ بھوپال دیو کے اس بیٹے کی اولاد میں جو پٹنہ کا مالک ہوا تھا مہاراج نرسنگھ دیوتھے جنھوں نے پھر اپنے راج پٹنہ اور کھیرا کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ کھیرا کی گدی کے مالک اُنکے چھوٹے بیٹے گوپال راے ہوئے۔ انگریزی عملداری سے پہلے راجگان کھیرا بھونسلہ دربار کے مطیع تھے۔ جب ناگپور کی ریاست قلم و برطانیہ میں شامل ہوئی تو راجگان کھیرا زمرہ زمینداران میں شریک کیے گئے۔ آپ کرشن چندر کی اولاد ہیں اور پدم سنگھ کے جانشین ہیں۔ پدم سنگھ کو گورنمنٹ انگلشیہ نے اُنکے خیر خواہانہ خدمات سے خوش ہو کر راجہ کا ذاتی خطاب عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اپنے علاقہ میں انگریزی اور ہندی مدرسہ اور اسپتال جاری کیے ہیں۔ ۱۹۹۰ء عیسوی کی قحط سالوں میں آپ نے مفلس اور قحط زدہ لوگوں کی امداد میں رقم کثیر صرف کی اور خیرات خانے اور امدادی کام کھولے جسکے صلہ میں آپ کو یکم جنوری ۱۹۸۱ء کو تمغہ قیصر ہند درجہ اول عطا ہوا۔ آپ آنریری اسٹنٹ کمشنر اور مجسٹریٹ بھی ہیں۔ آپ کے صاحبزادہ بیرم دیو ہیں۔ سکونت کھیرا ضلع راے پور۔

گجراج سنگھ۔ راے بہادر۔ آپ ۲۳ جون ۱۹۸۷ء کو مالک متوسط میں عہدہ اکسٹرا اسٹنٹی پرمادر ہوئے۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۸۶ء کو جلد وے حسن خدمات آپکو راے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ یکم جنوری ۱۹۸۷ء کو درجہ سوم کے اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے جسکی تنخواہ پانچ سو روپیہ ہے۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۷ء سے آپ کی

مامور تھے نوکر ہو گئے اور ستمبر ۱۸۷۷ء میں عہدہ تحصیلداری سے نشن حاصل کی اور  
 رہلی میں ۳۱ جنوری ۱۸۷۸ء کو انتقال کیا۔ آپ نے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی  
 اور اپریل ۱۸۵۹ء میں چودہ سال کی عمر میں ملازمت سرکاری میں داخل ہوئے۔  
 ۱۸۶۳ء میں سرشتہ دار مقرر ہوئے مگر اسی سال آپ نے اس عہدہ سے استعفا  
 داخل کیا۔ اپریل ۱۸۶۴ء میں ہوشنگ آباد سے دم وہ کو چلے گئے۔ اور پھر آپ  
 محکمہ بند و بست میں منصرم مقرر ہوئے۔ بعد اختتام بند و بست آپ نے نوبر ۱۸۷۷ء  
 میں وکالت کا امتحان دیا اور ۲۰ فروری ۱۸۷۷ء سے آپ نے دم وہ میں وکالت  
 شروع کی۔ ستمبر ۱۸۷۷ء سے آپ پھر رہلی میں آ گئے۔ اور یہیں وکالت کرتے ہیں۔  
 دسمبر ۱۸۷۷ء میں علاقہ رہلی میں قحط پڑا اور آپ محتاج خانے کے انجیری سپرنٹنڈنٹ  
 قرار دیے گئے اور تمام فرائض کو نہایت خوش اسلوبی اور مستعدی سے انجام دیا۔  
 آپ کو حسن خدمات کے جلد و میں یکم جنوری ۱۸۷۹ء کو خانصاحب کا خطاب عطا ہوا  
 اور ۲۶ فروری ۱۸۷۹ء کو ایک دربار عام میں صاحب چیف کمشنر بہادر ملک متوسط نے  
 مقام جلیپور میں آپ کو دو سندین عطا کیں جنہیں سے ایک خطاب خانصاحب کی اور  
 دوسری جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند کی جوہلی کے متعلق ہے۔ سکونت رہلی ضلع ساگر۔

چندی پرشاد۔ راے بہادر۔ آپ چانڈا کے مالگزار ہیں۔ آپ کی خدمات نمایان کے  
 صلہ میں گورنمنٹ سے ۲۶ جون ۱۸۷۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب مذکور عنایت ہوا سکونت چانڈا

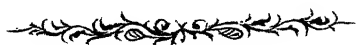
بھارگو لکشمین گڈگل۔ راہو بہادر۔ آپ کی اعلیٰ خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ  
 انگریزی سے یکم جنوری ۱۸۷۹ء کو آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب مذکور عطا ہوا سکونت ناگپور

خدمات ریاست راج نندگانوں میں منتقل ہوئیں جہاں آپ عہدہ سپرنٹنڈنٹ پرمٹاز  
ہیں اور جملہ سات سو بیس روپیہ ماہوار پاتے ہیں۔ سکونت ریاست راج نندگانوں

راگھو باجی ہمارے۔ راؤ بہادر۔ آپ کے مورث اعلیٰ سابق میں راجہ  
ہمارے سا ہو چھتری والی ریاست پونا کے مان کڑی اور جاگیر دار تھے۔ مان کڑی  
ایک تعظیمی لقب ہے جو راجہ صاحب موصوف کی سرکار سے ممتاز لوگوں کو عطا ہوتا تھا۔  
راجہ نباجی کو فتحیاب سرکار کا خطاب اور پرگنہ رجم بطور جاگیر کے ملا تھا۔ اب بھی آپ کے  
خاندان کے لوگ سرکار کے لقب سے ملقب ہیں۔ ہنونت راؤ کے پر پوتے رکھپوت راؤ  
آپ کے والد تھے۔ عہدہ سے آپ بجائے اپنے والد کے تھکن اور اس اعزاز سے  
بہرہ اندوز ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۵۷ء کو آپ کی نمایان خدمات کے جلد میں گورنمنٹ  
نے راؤ بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ آپ کے اکلوتے شانزدہ سالہ فرزند لال گپت راؤ  
راج کمار کالج میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اس وقت آپ کے قبضہ میں معافی کے پچیس گاؤں  
ہیں۔ آپ ضلع راس پور کے لوکل بورڈ اور ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر ہیں اور اس سال  
کے دربار تاجپوشی دہلی کے لیے گورنمنٹ نے آپ کو مدعو کیا ہے۔ سکونت قبضہ رجم تحصیل رائپور

محمد عبدالرحمان۔ خانصاحب۔ آپ کی ولادت ۱۹۲۷ء گشت ۱۳۴۷ عیسوی  
کو ہونشگ آباد میں واقع ہوئی۔ آپ روہیلے پٹھان ہیں۔ آپ کے جد امجد فقیر محمد خان  
رامپوری پہلے راجہ ناگپور کی سرکار میں ملازم تھے۔ بعدہ گورنمنٹ انگلشیہ کی ملازمت  
اختیار کی اور تمنداری کے عہدہ پر مامور ہوئے اور آخر میں مینور کی کمان حاصل کی  
جہاں انھوں نے ۱۹۳۵ء میں انتقال کیا۔ آپ کے والد محمد امیر خان میسور سے ہونشگ آباد  
چلے گئے۔ جہاں اپنے بھائی غلام رسول خان کی کوشش سے جو منشی گری کے عہدہ پر

**محمد احفاظ الرحیم**۔ حافظہ شیخ۔ خان صاحب۔ ولادت ۱۲۳۰ھ۔ مارچ ۱۸۶۲ء  
 آپ کے بزرگ شیوخ انصار سے تھے اور خاص مدینہ طیبہ کے متوطن تھے۔ سلطان  
 بلبن کے عہد میں دہلی میں آئے اور بعد چندے میرٹھ میں سکونت پذیر ہوئے چنانچہ  
 آپ کا مولد و مسکن بھی یہی شہر ہے۔ آپ نے بارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا اور  
 بیس برس کے سن میں عربی۔ فارسی اور بقدر ضرورت انگریزی میں مہارت حاصل کی۔  
 اسکے بعد کشمیر کو گئے جہاں آپ حاکم عدالت کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ سری ہماراجہ  
 رنبیر سنگھ والی کشمیر نے آپ کی حسن کارگزاری دیکھ کر آپ کو جلد جلد مختلف مناصب جلیل پر ترقی  
 دی یہاں تک کہ آپ ضلع منا و قلم و جموں کے عہدہ ڈپٹی کمشنری پر سرفراز کیے گئے جس کے  
 فرائض آپ نے عرصہ تک نہایت عمدگی سے انجام دیے۔ مگر ہماراجہ صاحب کے انتقال  
 کے بعد بوجہ چند درجہ آپ وہاں سے قطع تعلق کر کے ملک متوسط میں چلے آئے۔ یہاں  
 کے حکام نے آپ کی خاندانی وقعت کے لحاظ سے آپ کو عہدہ منصفی پر مامور کیا۔ کچھ عرصہ  
 کے بعد آپ تحصیلدار ہو گئے اور اُس عہدہ کے فرائض آپ اس وقت تک ادا کر رہے ہیں۔  
 عرصہ اُم کی خشک سالی میں انسداد قحط کا کام آپ کے سپرد کیا گیا جسے آپ نے نہایت  
 جانکاہی سے انجام دیا۔ اسکے جلد و میں گورنمنٹ انڈیا نے یکم جنوری ۱۹۰۵ء کو آپ کو  
 خان صاحب کے خطاب سے معزز اور مفتخر کیا۔ آپ کے والد حاجی شیخ محمد عبدالرحیم صاحب  
 بھی عرصہ دراز تک اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہے ہیں اور فی الحال منپن پاتے ہیں۔  
 آپ کے چچا اور اکثر اعراء بھی معزز مناصب پر مامور ہیں۔ سکونت مرواڑہ۔ ضلع جہلم پور۔



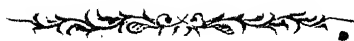
**نواب علی شاہ**۔ سید۔ خان صاحب۔ آپ کی ولادت ۱۲۵۹ھ میں موضع  
 کمل خانپور ضلع گجرات پنجاب میں واقع ہوئی۔ آپ کے والد سید چراغ علی شاہ تھے۔  
 معمولی نوشت و خواند کے بعد آپ یکم اپریل ۱۳۰۵ء کو ضلع گوجرانوالا کے محکمہ پولیس میں

کانسٹبل مقرر ہو کر ضلع بانس بریلی واقع ممالک متحدہ آگرہ و اووہ کو بھیجے گئے۔ پھر کچھ دنوں کے لیے آلہ آباد کو تبدیل کیے گئے جہاں سے آپ ملازمت سے مستعفی ہو کر کم فروری ۱۸۷۷ء میں ضلع سیونی چھپارہ واقع ملک متوسط کے محکمہ پولیس میں بھرتی ہوئے اور رفتہ رفتہ ترقی یاب ہو کر فی الحال آپ انسپکٹر درجہ دوم ہیں۔ ۱۸۷۷ء میں اپنے ضلع سیونی میں مسلح ڈاکوؤں سے ایک دشوار گزار جنگل میں مقابلہ کر کے ان کو گرفتار کیا۔ اس کے صلہ میں صاحب چیف کسٹرنے سر دربار عام ایک شمشیر عطا کیا۔ ۱۸۷۷ء میں ضلع ساگر میں تبدیلی ہوئی۔ یہاں کی نمایاں خدمات پر بھی حکام وقت نے اسناد خوشنودی مزاج عنایت کیے۔ پھر ۱۸۷۷ء میں ضلع نماٹھ میں تبدیل کیے گئے۔ یہ ضلع ریاست اندوڑ و ہاتر۔ خاندیش اور برار سے ملحق ہے جہاں ڈاکہ زنی کی وارداتیں بکثرت واقع ہوتی ہیں۔ یہاں کے قزاقوں کے کئی مسلح گروہ آپ نے گرفتار کیے جس کے جلد میں ۱۸۷۷ء میں صاحب چیف کسٹرنے دربار عام میں ایک پستول مرحمت کیا۔ آپ اپنے زمانہ ملازمت میں حکام وقت اور باشندگان شہر میں معزز اور نامور رہے ان حسن خدمات کے صلہ میں ۲۰ جون ۱۸۷۷ء کو گورنمنٹ انڈیائی نے آپ کو خان صاحب کے خطاب سے سرفراز کیا سکونت نرسنگ پور۔



بھٹیالال۔ چودھری۔ آپ کے بزرگ چودھری ولایت ۱۸۷۷ء میں مرہٹوں کے عہد میں وار و جہلیپور ہوئے۔ اُس زمانہ میں یہاں کی آبادی بہت پاشان اور کم تھی۔ ان کے بیٹے ندو چودھری فیاضی اور غراب پوری میں اُس وقت اپنی آپ نظیر اور بہت زیادہ معزز اور نامور تھے اور ۱۸۷۷ء میں گورنمنٹ انگلشیہ کے تسلط کے وقت انھوں نے اسن واماں قائم رکھنے۔ آبادی کو ترقی دینے اور جدید بند و بست جاری کرنے میں گورنمنٹ کو قیمتی مدد دی جس کے صلہ میں وہ چودھری کے خطاب سے سرفراز کیے گئے۔

جو نسلاً بعد نسل چلا آتا ہے۔ ۱۷۳۷ء میں اُنکے انتقال کے بعد اُنکے فرزند اور آپ کے والد چودھری دسرت (جسرت) قابض جائداد آباؤی ہوئے۔ مثل اپنے والد کے یہ بھی بڑے مخیر و فیاض تھے۔ ۱۷۶۵ء میں ٹون ہال بنانے کی ضرورت سے اُنھوں نے کئی ہزار روپیہ کا ایک باغ گورنمنٹ کو دیدیا جسکا نام گورنمنٹ نے دسرت باغ رکھا اور اُس میں ٹون ہال تعمیر کرایا۔ ۱۷۶۹ء میں اُنھوں نے رحلت کی تو آپ کی والدہ نے سدا برت یعنی مساکین و محتاجین کی پرورش کے لیے اُسی ہزار کی مالیت کے مواضع کا منافع وقف کر دیا جو اس وقت تک بدستور جاری ہے اور مہادیو جی کا مندر۔ جین مندر۔ ایک کنواں اور ایک تالاب تعمیر کیا۔ اسکے علاوہ اجودھیا میں اور چمپا پور بھاگلپور میں غربا کی آسائش کے لیے ایک ایک دھرم سالہ بنوایا۔ اُنکا انتقال ۱۷۸۷ء میں ہو گیا۔ آپ نے بھی اُس انتظام سابقہ کو بدستور جاری و قائم رکھا۔ زمانہ قحط سالی میں آپ نے اکثر غربا کی دستگیری کی اور ایک ہزار روپیہ ہنگارنی ہائی اسکول جلیپور کی تعمیر کے لیے دیا۔ آپ کو ان فیاضانہ کارروائیوں اور مذہبی پابندیوں کی وجہ سے باشندگان شہر اور حکام وقت ہمیشہ محبت اور وقعت کی نظر سے دیکھتے رہے۔ آپ کی ارضی جائداد جلیپور میں واقع ہے۔ سکونت جلیپور۔



باپورا و دانی۔ راؤ صاحب۔ اس خاندان کا اصلی مستقر دکن ہے۔ آپ کے دادا رام چندر دانی ریاست ناگپور میں تحصیلدار تھے جہاں بعد چندے اُن کو دان کا کام سپرد کیا گیا جو اُس زمانہ میں ایک ممتاز اور ذمہ داری کی خدمت سمجھی جاتی تھی۔ راجہ ناگپور نے اُن کی اس حسن کارگزاری کے جلد و میں خدمت مذکورہ کی رعایت سے دانی کا خطاب عطا کیا جو اُس کے بعد سے ایک موروثی لقب ہو گیا۔ آپ کے والد گنپت راؤ دانی نے ایک عرصہ تک تحصیلدار رہ کر اگسٹرا سسٹنٹ کمشنری کے عہدہ تک ترقی کی۔



تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا کہ گورنمنٹ نے انکی خدمات ریاست کھیر گڑھ کو منتقل کر دیں  
جہاں وہ دیوان ریاست مقرر ہوئے تھے۔ انکے فرزند باپور راؤ دانی کو سنہ ۱۹۰۷ء میں  
گورنمنٹ نے انسداد قحط کے محکمہ میں اسٹنٹ چارج فیسر مقرر کیا۔ اس ذمہ داری کے  
کام کو آپ نے نہایت دیانت اور مستعدی سے انجام دیا۔ اسکے جلد وین گورنمنٹ نے  
یکم جنوری سنہ ۱۹۰۸ء کو آپ کو راؤ صاحب کے معزز خطاب سے سرفراز کیا۔ اسکے قبل آپ  
راپور پنچ کے آرمیری مجسٹریٹ تھے اور اب لوکل بورڈ اور ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر ہیں۔  
آپ کی خیر خواہانہ خدمات کے لحاظ سے درباریوں کی فہرست میں بھی آپ کا نام داخل ہے۔  
آپ کے قبضہ میں اکیس مسلم مواضع ہیں اور اکیس گاؤں میں آپ کا حصہ ہے ہر وقت آپ کی  
عمر تیس سال کی ہے۔ سکونت رائے پور۔

بشیشرواس۔ رائے بہادر خطاب ہذا ۹۔ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء کو آپ کو مرحمت ہوا۔  
سکونت کامپیتی۔

لکھمی حید۔ سیٹھ۔ رائے بہادر آپ مالگزار و مہاجن ہیں خطاب ہذا آپ کو  
۹۔ نومبر سنہ ۱۹۰۷ء کو عطا ہوا۔ سکونت بالا گھاٹ۔

دُرگاشنکر۔ پنڈت۔ دوہے۔ رائے بہادر خطاب ہذا یکم جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو  
عطا ہوا۔ سکونت ہٹا ضلع دموہ۔

چندر کمار چٹرجی۔ بابو۔ رائے بہادر خطاب ہذا یکم جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو  
عطا ہوا۔ سکونت ہوشنگ آباد۔

نرپرراج سنگھ - لالہ - زمیندار - رائے بہادر خطاب ہذا یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو عطا ہوا - سکونت بریلی ضلع بمبیلپور -

رگھوناتھ گچاند - منہ یافتہ قیصر ہند - آپ کی پیلاک خدمات کی جلد و بین گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے قیصر ہند کا منہ مرحمت کیا - سکونت نرسنگھپور -

ٹیکارام سیٹھ - رائے بہادر - یہ خطاب آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے ۲۴ مئی ۱۹۰۷ء کو عطا ہوا - سکونت نرسنگ پور -

بہری ہر سنگھ - رائے بہادر - یہ خطاب آپ کو یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا ہے - سکونت یدم پور چندر پور بمبیلپور -

کالییداس - چودھری - بابو - رائے بہادر - ۲۶ مئی ۱۹۰۷ء کو یہ خطاب آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا ہے - سکونت ہوشنگ آباد -

ونایک جگیشترپتی - رائے بہادر - یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو سرکار سے آپ کو یہ خطاب بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا - سکونت ناگپور -

الیجا جیکب - خان صاحب خطاب ہذا یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو مرحمت ہوا - سکونت رائے پور -

نر بھے سنگھ مندلولی۔ سہاگ پوری۔ راؤ صاحب خطاب ہذا یکم جنوری  
۱۸۹۲ء کو عطا ہوا۔ سکونت ہوشنگ آباد۔

سی رنگیا نیدو۔ راؤ صاحب۔ راؤ بہادر۔ یکم جنوری ۱۸۹۲ء کو راؤ صاحب  
کا خطاب مرحمت ہوا تھا۔ پھر بجلد دسے حسن خدمات عدالتی خطاب راؤ بہادر دوسری  
جنوری ۱۸۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت ناگیپور۔

بلونت راؤ۔ بھسکاٹے۔ راؤ صاحب خطاب ہذا ۲۰۔ مئی ۱۸۹۰ء عیسوی  
کو مرحمت ہوا۔ سکونت برہانپور۔

آر۔ نارائن راؤ۔ راؤ صاحب۔ خطاب ہذا ۱۶۔ فروری ۱۸۸۵ء عیسوی کو  
بتقریب جشن جوہلی حضور قیسرہ آنجہانی مرحمت ہوا۔ سکونت وردہ۔

موہن لال سیٹھ۔ رائے صاحب۔ آپ کی اعلیٰ خدمات کے لحاظ سے گورنمنٹ انڈیا  
نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے صاحب کے خطاب سے ممتاز فرمایا۔ سکونت ساگر۔

بیزن جی دادا بھائی۔ جتا۔ خان بہادر خطاب ہذا یکم جنوری ۱۸۹۵ء  
کو مرحمت ہوا۔ سکونت ناگیپور۔

علیم الدین۔ قاضی۔ خان بہادر۔ آپ مرواڑہ میں تحصیلداری کے عہدہ  
پر فائز ہیں آپ کو خطاب خان بہادر یکم جنوری ۱۸۹۵ء کو مرحمت ہوا۔ سکونت دمویہ

امداد علی۔ خان بہادر۔ خطاب ہذا یکم جنوری ۱۹۵۸ء کو بطور ذاتی اعزاز  
کے آپ کو گورنمنٹ عالیہ سے مرحمت ہوا ہے۔ سکونت ڈوموہ۔

رام کرشن راؤ جی۔ پنڈت۔ راؤ بہادر۔ خطاب ہذا ۲۶۔ جون ۱۹۵۲ء  
کو مرحمت ہوا۔ سکونت ناگیپور۔

کاشی ناتھ کیشو۔ بھاکر۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادر ۹۔ نومبر  
۱۹۵۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت ہوا۔ سکونت رائے پور۔

وامن مہادیو کوٹھشکر۔ راو بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادر ۲۱۔ مئی ۱۹۵۸ء  
کو مرحمت ہوا ہے۔ سکونت جبلپور۔

راجا رام سیتا رام دیکشت۔ راو بہادر۔ آپ نے خطاب ہذا سے یکم  
جنوری ۱۹۵۸ء کو سرفرازی حاصل کی۔ سکونت ناگیپور۔

باپوراؤ دادا۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادر یکم جنوری ۱۹۵۸ء  
بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت ہوا۔ سکونت ناگیپور۔

امان چرن چکرورتی۔ بابو۔ رائے بہادر۔ ۲۲۔ جون ۱۹۵۸ء کو  
آپ کو خطاب رائے بہادر عطا ہوا۔ سکونت ناگیپور۔

نامک چند۔ رائے صاحب۔ آپ ششہ لمین بمقام بنارس پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار بابو بشیش دیال وہان کے تاجر تھے۔ آپ نے کونٹس کالج بنارس میں تعلیم پائی ہے۔ اور بعد فراغ تعلیم سررشتہ تعلیم کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ آپ کی نمایاں خدمات کے صلہ میں آپ کو ۳۰ جون سن ۱۹۷۱ء کو گورنمنٹ ہند سے خطاب رائے صاحب عطا ہوا۔ آپ سررشتہ تعلیم میں اکیس سال تک ملازم رہے جہاں اپنے اپنی مفوضہ خدمات کو نہایت قابلیت اور لیاقت سے انجام دیا ہے اور آپ کی ان گران بہا خدمات سے ملک متوسط کے سررشتہ تعلیم کو نہایت فیض اور فائدہ پہونچا ہے۔ سکونت ساگر۔

بھٹ جی شاستری کھیٹ۔ پنڈت۔ مہاموپادھیاء۔ علوم مشرقی میں تبحر رکھنے کے امتیاز میں گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے مہاموپادھیاء کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت ناگپور۔

ایس سی سنیاں۔ رائے بہادر۔ ۲۶۔ جون سن ۱۹۷۱ء کو گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کی اعلیٰ خدمات کے جلد و میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے بہادر کے خطاب سے مفتخر کیا۔ سکونت ناگپور۔

سرندر ناتھ بارت۔ رائے بہادر۔ آپ اسٹنٹ سرجن جبیلور میں۔ آپ کی طبی خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ ہند نے بطور ذاتی اعزاز کے یکم جنوری سن ۱۹۶۸ء کو آپ کو رائے بہادر کا خطاب مرحمت کیا۔ سکونت جبیلور۔

بہاری لال بھارگو۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ آپ کے بزرگ  
 لالہ حیدر بھان خزاچی موضع ٹانگری ضلع گورکانوہ کے قدیم باشندے تھے۔ ۱۸۷۲ء میں جلیپور  
 میں سکونت گزین ہوئے جہاں وہ ٹوڈی رام۔ سیتا رام۔ جیون رام رئیس آلہ آباد کی  
 وساطت سے نائب خزاچی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ بعد چندے ان کے حسن انتظام  
 کے لحاظ سے گورنمنٹ انگلشیہ نے انکو جلیپور کا صدر خزاچی مقرر فرمایا اور اضلاع سیونی  
 اور منڈلہ کے خزانہ بھی ان کو مفوض ہوئے۔ اس کام کے علاوہ انھوں نے ۱۸۷۳ء میں  
 تجارتی کاروبار اور ساہوکاری شروع کی۔ ۱۸۷۷ء میں مواضع مالگزاری خرید کیے  
 اور ۱۸۷۸ء میں انھوں نے راؤ بہادر بہاری لال کو متبنی کیا اور ۱۸۷۹ء میں  
 افسران گورنمنٹ کے حکم سے جو جدید رسالہ قائم ہوا تھا اسکے واسطے علاوہ خزانہ سرکاری  
 کے اپنی خاص کوٹھی سے گھوڑوں کی خرید کے لیے روپیہ دیا۔ ۱۸۷۹ء میں انھوں نے انتقال  
 کیا حتیٰ کہ اس وقت راؤ بہادر کی عمر صرف نو برس کی تھی مگر حکام انگریزی نے آپ کو  
 اسی عمر میں رام لال کی سربراہ کاری میں خزاچی مقرر کیا۔ آپ کے ایام نابالغی میں کوٹھی  
 کی داد و ستد اور زمینداری اور آپ کی تعلیم و تربیت کا انتظام رام لال سربراہ کار اور  
 روپ رام نیب کے زیر نگرانی انجام پاتا رہا جب ۱۸۷۵ء میں بنک بنگال کی ایک شاخ  
 خاص جلیپور میں کھولی گئی تو عہدہ خزاچی گرمی شکست ہو گیا۔ اسکے بعد ۱۸۷۷ء میں  
 آپ ضلع سیونی کے خزاچی مقرر ہوئے۔ آپ ۱۸۷۹ء یعنی غنوان شباب ہی میں  
 ہتکارنی اسکول کمیٹی کے وائس پریسیڈنٹ اور ۱۸۸۰ء میں ممبر مینوسپل بورڈ پھر ممبر ڈسٹرکٹ  
 بورڈ اور ۱۸۸۱ء میں اسکول مذکور کے پریسیڈنٹ اور ۱۸۸۲ء میں آنریری مجسٹریٹ مقرر  
 ہوئے اور اب تک ہیں۔ ۱۸۸۹ء میں بھارگو کمرشیل بنک آپ ہی کی مساعی جلیپور سے  
 جلیپور میں قائم ہوا جسکے آپ لائف مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ آپ کو تعلیمی ترقی کی جانب  
 ابتدا ہی سے خاص میلان اور توجہ ہے۔ یکم جنوری ۱۸۹۰ء کو آپ کو دوبارہ قیصری دہلی کی

تقریب میں گورنمنٹ انڈیا نے ایک سند مرحمت فرمائی۔ رفاہ عام کے کاموں کے صلہ میں یکم جون ۱۸۸۷ء کو آپکو گورنمنٹ ہند نے راؤ صاحب کے خطاب سے اور ۲۰ جون ۱۸۸۷ء کو راؤ بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ ایام قحط میں اپنے صرف سے آپ نے کارہائے سرفراہی کا لیف جاری کیے اور گورنمنٹ کو بھی انتظام انسداد قحط میں مدد دی جسکے جلد و میں گورنمنٹ نے ۲۶ فروری ۱۸۹۰ء کو خاص سند مرحمت کی۔ آپ کے اکتالیس مواضع اور کاروبار ساہوکاری کی کوٹھی ہے۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ شام سندر (ولادت ۱۸۸۸ء) کو نسل کشور عرف بچمن (ولادت ۱۸۹۹ء)۔ سکونت جلیپور۔



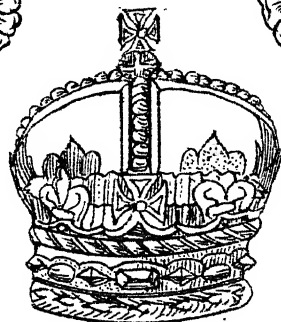
ویہی پرشاو۔ چودھری۔ رلے صاحب۔ ولادت ۵۔ اپریل ۱۸۶۶ء۔ آپ چھوٹیہ جو بے بہن ہیں۔ آپ کے بزرگ ماہن سنگھ بندلیکھنڈ سے ملک متوسط میں آئے اور عملداری مرہٹہ میں چودھری مقرر ہوئے۔ اور تسلط سلطنت برطانیہ کے وقت انھوں نے سرکاری حکام کو جدید انتظام قائم کرنے میں مدد دی۔ آپ چودھری امر او سنگھ کے فرزند ہیں جو ملک متوسط میں ایک نامی شخص تھے۔ آپ مینوسپل کمیٹی اور ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر اور آنریری مجسٹریٹ ہیں۔ آپ کے حسن خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو آپ کو راے صاحب کے خطاب سے سرفراز کیا۔ آپ پندرہ مواضع کے زمیندار ہیں۔ آپ کے ایک فرزند رام پرشاو عرف شام سندر ہیں ولادت مارچ ۱۸۹۰ء۔ سکونت جلیپور۔



بہمن جی منوچہر جی۔ آپکو پبلک خدمات کے صلہ میں قیصر ہند کا تمغہ عطا ہوا۔



آرمسترا۔ آپ کو پبلک خدمات کے صلہ میں قیصر ہند کا تمغہ عطا ہوا۔



# راجپوتانہ و وسط ہند



**RAJPUTANA & CENTRAL INDIA.**

نو لکھنؤ پریس لکھنؤ



# راجپوتانہ و وسط ہند

## فہرست اسمائے گرامی خطاب یافتگان صوبہ راجپوتانہ و وسط ہند

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
	ط		ب
۳۵	ٹیکارام - منشی - رائے بہادر - رئیس گوالیار	۱۴	بالکند - رائے بہادر - رئیس گوالیار -
	ج	۲۳	بالا پرشاد - لالہ - رائے صاحب رئیس ریاست جگنی -
۳۰	جانبی پرشاد - رائے بہادر - رئیس دیتا -	۲۳	بشیشتر ناتھ - ٹغہ یافتہ قیصر ہند - رئیس دیوانس -
	جگجیون جیون مہتہ - رائے بہادر - رئیس	۳۰	بلونت رائے ٹریک رائے بہادر - رئیس
۳۴	جیلیر -		سیتا مو -
	جو جھار دیو سنگھ - دیوان - رائے بہادر -	۶	بنی مادھو گھوش - رائے بہادر - رئیس
۵	سی - آئی - ای - رئیس چرکھاری -		سیہور -
۶	جوگل کشور - رائے بہادر - رئیس گوالیار		پ
	چ		پانڈورنگ بابور اووالا لکھنؤ یافتہ قیصر ہند
	چھتر سال شاہ کر - رائے بہادر رئیس بیرسیہ علاقہ	۱۶	رئیس رتلام -
۳۵	بھوپال -	۱۳	پر تاب سنگھ - لال - مہاراج کمار - رائے بہادر
	خ		رئیس ریوان -
	خورشید جی رستم جی - تھانہ والا خان بہادر	۲۳	پرمانند - پنڈت - رائے بہادر - رئیس
۲	سی - آئی - ای - رئیس رتلام -		جھالاوار -
			پنالا لال - مہتہ - رائے - سی - آئی - ای -
		۱۶	رئیس اجمیر -

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۲۷	سدھار اضع جالون۔		د
	رگھوناتھ داس۔ چونے۔ رائے بہادر۔		دوار کا ناتھ۔ پنڈت شیوپوری رائے صاحب۔
۲۴	رئیس کوٹہ۔	۱۵	رئیس گوالیار۔
	رگھوناتھ راؤ جگوت۔ راؤ بہادر۔ رئیس	۳۳	دیسی پرشاد۔ منشی۔ رائے بہادر۔ رئیس۔ یون
۳۴	گوالیار۔	۲۳	دیدار حسین۔ خالصا صاحب۔ رئیس۔ آرچر۔
۳۳	رگھوناتھ سنگھ۔ راؤ بہادر۔ رئیس۔ رتلام		یون ناتھ سہاے۔ لالہ۔ تغیا فتنہ قیصر ہند۔
	روشن لال۔ لالہ۔ تغیا فتنہ قیصر ہند۔	۲۲	رئیس بردانی۔
۴	رئیس زسنگ گڈھ۔		ر
	س		رادھے لال۔ رائے بہادر۔ رئیس۔ ناگود۔
	سرورپ رائے۔ پنڈت سی۔ آئی۔ ای۔	۳۵	رامانج پرشاد سنگھ سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس۔
۲۲	رئیس اندور۔	۶	ریوان۔
	سکھ دیو پرشاد۔ پنڈت۔ بی۔ اے۔ راؤ بہادر۔		رام کرشن ہنت۔ رائے بہادر۔ رئیس۔
۱۹	سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس۔ جودھپور۔	۳۱	ریاست کوچی کھیل کھنڈ۔
	سوہن لال منشی۔ رائے صاحب۔ رائے بہادر۔		رام کرشن آبا جی۔ عرف نانا بھیا۔ راؤ بہادر۔
۳۲	رئیس بھرپور۔	۳۴	رئیس گوالیار۔
	ش	۳۵	رام گوبال بوس۔ رائے بہادر۔ رئیس۔ آلہ آباد۔
	شمشیر بہادر۔ نواب۔ رئیس۔ جے گڈھ۔		راؤ جی جت۔ اردھن۔ بھیدے۔ تغیا فتنہ۔
۲۶	شیام سند لال۔ بی۔ اے۔ راؤ بہادر۔	۳۱	قیصر ہند۔ رئیس۔ دیواس۔
	تغیا فتنہ قیصر ہند۔ رئیس۔ کرشن گڈھ۔		رحمان علی۔ مولوی چشتی صابری۔ حکیم۔
۲۱	شیخ سجان۔ خالصا صاحب۔ رئیس۔ جھالا دھ۔	۱۱	خان بہادر۔ رئیس۔ ریوان۔
۲۰			رضا حسین منشی۔ خان بہادر۔ رئیس۔

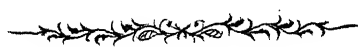
صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱	کھان سنگھ بخش سی۔ ایس۔ آئی۔ رئیس اندر۔	۲۶	ط طہارت حسین۔ خاٹھار۔ رئیس بھوپال
۳۱	گ گنپت رام رام چندر۔ راؤ بہادر۔ رئیس اجین۔	۲۵	ع علی حسن۔ ابونصر۔ سید۔ رئیس بھوپال۔
۶	گنگا پرشاد۔ بابو۔ رائے بہادر۔ رئیس یوان۔	۲۶	غ غلام قادر خان۔ خان بہادر۔ رئیس فگر پور۔
۳۹	گوپال راؤ گجنا تھ بیاس پنڈت۔ رائے بہادر۔ رئیس بھوپال اور اجینسی۔	۱۸	ف فتح لال رستہ۔ رئیس اجمیر۔
۳۰	گوپال وشواش راؤ۔ پنڈت۔ راؤ بہادر۔ رئیس ریاست دھار۔		ک کاشی پرشاد۔ رائے صاحب۔ رئیس چکھار۔
۳۲	گھمنڈی لال۔ رائے صاحب۔ رئیس بھوپال۔	۲۳	کاشی راؤ سرورے۔ سرورہار بہادر۔
	ل لال بہاری لال۔ بابو۔ رائے بہادر۔ رئیس ستنا۔	۳۱	سی۔ ایس۔ آئی۔ رئیس لشکر۔ کرشنا راؤ گوپال۔ پھٹوک۔ راؤ صاحب۔
۳۵	م مبارک علی۔ میر۔ تغذیافتہ قیصر ہند۔ رئیس جاوہر۔	۲۳	رئیس دیواس۔ کرشنا راؤ مورقی۔ راؤ بہادر۔ تغذیافتہ قیصر۔
۶	محمد حسن خان سی۔ آئی۔ سی۔ رئیس بھوپال۔	۳۴	درجہ دوم۔ رئیس اندور۔
۳۴	محمد حسین بیگ۔ حاجی۔ آغا کروسانی خاٹھار۔ رئیس دھولپور۔	۸	کشوری لال بخشی۔ رائے بہادر۔ رئیس اندر۔

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۹	رئیس اندور۔	۷	محمد علی خان مرزا۔ اعظم جنگ بہادر۔
۲۹	نوروز جی مانگ جی۔ کھوری۔ خان بہادر۔	۱۰	خان صاحب۔ رئیس ٹونک۔
	رئیس ریاست دھار۔	۳۲	محمد غلام قادر خان۔ خان بہادر۔ رئیس
	و		راگھو گڑھ۔
۲۹	واسن راؤ بالوچی۔ رائے بہادر رئیس	۲۴	مدار علی میر۔ خان بہادر۔ رئیس کوٹہ۔
۳۰	ریاست جوہٹ۔	۲۹	سفر علی خان۔ میان۔ خان بہادر۔ رئیس
	وی۔ کے کٹے۔ راؤ بہادر۔ رئیس یوہاں		کروائی۔
	پانتی خرو۔		مقصود علیخان۔ خان بہادر۔ رئیس بھوپال۔
	د		ن
۹	ہنوت رام رام چندر سیٹھ۔ رائے بہادر۔	۵	نانک چند۔ رائے بہادر سی۔ آئی۔ ای۔
	رئیس انور۔	۳	تمہہ یافتہ قیصر ہند درجہ اول۔ رئیس اندور۔
	ے		نرائن راؤ۔ بھیکا جی۔ راؤ بہادر۔ رئیس
۲۲	یار محمد خان سی۔ ایس۔ آئی۔ رئیس جاوڑ۔		مجاہد۔
			نند لال کول۔ پنڈت۔ رائے صاحب۔

# راجپوتانہ و وسط ہند

کھان سنگھ - بخشی - سی - ایس - آئی - آپ - ۱۷ - اپریل ۱۹۳۷ء کو بمقام ہبلادو متعلقہ ریاست جو دھپور ایک راجپوت خاندان میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں آپ کے والدین جو دھپور چھوڑ کر اندور آئے۔ حسن اتفاق سے آپ ہنرمانس مہاراجہ تکا جی راؤ مرحوم کے رفیق مکتب منتخب ہوئے اور اس طرح آپ نے مدرسہ اندور میں تعلیم پائی۔ جب مہاراجہ نے عنان حکومت اپنے دست اقتدار میں لی تو آپ کو یکید ان مقرر فرمایا۔ ۱۹۳۷ء میں محترم الیہ نے آپ کو ایک خلعت فاخرہ اور جاگیر اور عمدہ بخشی گری سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ آپ نے بہت سے کارہائے نمایاں انجام دیے اور فوج کی آراستگی میں خاص سلیقہ صرف فرمایا۔ آپ نے ایک فوجی مدرسہ قائم کیا اور ہر سال کے قواعد پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس سے ثابت ہو گیا کہ آپ اہل قلم اور صاحب سیف و نون ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں گورنمنٹ انگلشیہ کی خیر خواہانہ خدمات آپ سے وقوع میں آئیں۔ جب ۱۹۳۷ء عیسوی میں لارڈ کیننگ صاحب وائسرائے و گورنر جنرل ہند نے جیلپور میں دربار منعقد فرمایا تو محترم الیہ نے آپ کو پانچ ہزار روپیہ کا ایک خلعت فاخرہ مرحمت فرمایا۔ آپ نے فوجی خدمات اعلیٰ درجہ کی کی تھیں۔ کرنل ڈیورنڈ صاحب نے گورنمنٹ

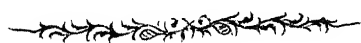
کو آپ کی حسن کارگزاری کی نسبت نہایت عمدہ رپورٹ کی اور لکھا کہ جس قابلانہ لفظ سے بخشی کھان سنگھ نے کپتان پھین صاحب کو ایک خطرناک موقع سے بچایا اور میں ابھرہ کے بعض بیان کردہ مشیرون کو گرفتار کیا ہے وہ نہایت ہی قابل تعریف ہے اسی طرح گورنمنٹ بمبئی اور دیگر فوجی حکام نے آپ کی دلاوری اور شجاعت کے متعلق نہایت حوصلہ افزا الفاظ میں داد دی ہے۔ شہداء میں آپ نے انگلستان اور برعظیم یورپ کا سفر کیا اور شہداء کے دربار دہلی میں اُن خدمات کے جلد و میں جو آپ نے ہرجبھی کی سلطنت ہند کی خیر خواہی میں کی تھیں آپ کو سی۔ ایس۔ آی کا خطاب ملا۔ اس قابل قدر اعزاز پر سرتی مادھوراؤ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ”اس عزت و سربلندی کا استحقاق آپ سے زیادہ کسی کو نہیں ہے اور آپ کو یہ اپنی محنت و جانفشانی کا صلہ ملا ہے۔“ شہداء کے آخرین میں آپ سرنوبٹ یعنی کمانڈر خیمت مقرر ہوئے اور پھر آپ کو منصب جلیلہ وزارت عطا کیا گیا اور آپ اس منصب جلیلہ پر شہداء تک فائز رہے جسوقت آپ کنارہ کش ہوئے تو سرلیپل گریفن صاحب نے آپ کے جوہر قابلیت کی بڑی تعریف کی۔ شہداء میں آپ نے بوجہ کبرسنی اجمیر میں قیام کیا۔ لیکن شہداء میں آپ کو اس غرض سے اندور واپس آنا پڑا کہ معاملات ریاست کو اپنے قیمتی مشیرون سے مدد دیں۔ چونکہ آپ نہایت تجربہ کار اور زمانہ دیدہ بہن اسیلے ہر مشکل اور پیچیدہ معاملہ میں کونسل ریاست ایسے صلاح و مشورہ لیتی ہے۔ اسوقت آپ کی عمر بہتر برس کی ہے مگر آپ کی ہمت اور مستعدی ویسی ہی ہے جسے لوگ مثیلاً پیش کرتے ہیں۔ سکونت اندور۔



خورشید جی رستم جی - تھانہ والا - خان بہادر - سی۔ آئی۔ اے - ولادت ۴ - مارچ ۱۸۷۳ء - آپ نے پہلے اپنے وطن مالوٹ تھانہ اور پھر انسٹن ایڈیٹوشن بمبئی

میں تعلیم پائی۔ آپ نے کمسنی ہی میں گورنمنٹ کی ملازمت اختیار کی اور بہت جلد ترقی حاصل کی۔ ابتداً آپ امتحان مقابلہ کے ذریعہ سے بمبئی پریسیڈنسی کی صدر عدالت کے گجراتی اور مرہٹی مترجم مقرر ہوئے۔ ششما عین جب ہائی کورٹ قائم ہوا تو گورنمنٹ نے آپ کو عدالت کا مددگار مترجم اور گجراتی اور مرہٹی زبانوں کا ترجمان مقرر کیا جہاں آپ نے رفتہ رفتہ ہیڈ مترجم اور ترجمان کے عہدہ پر ترقی پائی۔ اس عہدہ کے علاوہ آپ ہائی کورٹ کی اول بنچ کے اسسٹنٹ لارپر بھی تھے۔ صدر عدالت اور ہائی کورٹ کے کاموں کے ایک طولانی تجربہ سے آپ کی قانونی معلومات نہایت وسیع ہو گئی۔ آپ نے بمبئی کے سرکاری قانونی کلاس میں شریک ہو کر جوڈیشل صیغہ کا امتحان پاس کیا اور آپ ماتحت جج مقرر کیے گئے۔ قانون شہادت اور قانون معاہدہ کی پیچیدہ نوعیت کے خیال سے گورنمنٹ بمبئی نے دو عالموں کے ساتھ آپ کو ان قوانین کے مرہٹی اور گجراتی ترجمہ کے لیے نامزد کیا اور اسکے صلہ میں بطور انعام ایک معقول رقم آپ کو مرحمت ہوئی۔ برودہ کمیشن میں آپ ترجمان مقرر ہوئے تھے۔ ششما عین مہاراجہ گیکوار کی خواہش پر گورنمنٹ ہند نے آپ کو برودہ بھیجا جہاں آپ چیف جسٹس کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ یہاں آپ نے اول جو کام کیا وہ ریاست کے جوڈیشل صیغہ کا انتظام اور دیوانی اور فوجداری عدالتوں کی رہنمائی کے لیے قواعد کی تدوین اور ترتیب تھی۔ برودہ کی انتظامی رپورٹ میں راجہ سرٹی مادھورائو نے بارہا آپ کی حسن قابلیت کا تذکرہ کیا ہے۔ ہزارہائیں گیکوار کے سفرو پرپ کے زمانے میں آپ بھی انتظامی کونسل کے ایک ممبر تھے۔ اس تقرری پر مسٹر میلول صاحب ایجنٹ گورنر جنرل برودہ نے آپ کو مبارکباد دی۔ ہر چند مہاراجہ صاحب برودہ کو آپ کی مفارقت ناگوار تھی مگر آپ نے پچپن سالگی کی وجہ سے پنشن کی درخواست کی

جسکو گورنمنٹ نے منظور کیا اور آپ کو اول درجہ کی نشن عطا کی۔ دربار قیصری میں آپ کو اسپر بل میڈل اور خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ جب ہنزہائس مہاراجہ سیاجی راؤ لیکوار کو اختیارات حکمرانی عطا ہوئے تو گورنمنٹ ہند نے ازراہ خوشنودی مزاج آپ کو ایک بیش باخلعت اور ایک طلائی گھڑی عطا کی۔ آپ کی کنارہ کشی کے کچھ دنوں بعد ہنزہائس سر رنجیت سنگھ جی کے سی۔ آئی۔ ای والی رتلام نے آپکو ۱۹۲۷ء میں ریاست کی دیوانی کے لیے منتخب کیا اور ۴ جولائی ۱۹۲۷ء عیسوی کو ایک عالیشان دربار میں آپ کو خلعت و مہر دیوانی عطا کی۔ ہنزہائس کی فسوناک وفات پر بھی آپ بدستور اپنے عہدہ پر قائم رہے اور ہنزہائس سجن سنگھ کی نابالغی کے زمانہ میں آپ نے جو کارہائے نمایاں کیے اور ریاست میں جو تہذیب اور شائستگی پھیلائی وہ ہر آنہ قابل ستائش ہے۔ جب ہنزہائس حصول تعلیم کے بعد اپنی دارالریاست میں تشریف لائے تو ریاست کے نظم و نسق کے علاوہ راجہ صاحب کی تعلیم و تربیت کے فرائض بھی آپ کو مفوض ہوئے جسکو آپ نے نہایت لیاقت اور عمدگی سے ادا کیا۔ ۱۹۳۷ء میں قیصرہ مرحومہ نے آپ کو سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا فرمایا۔ حال میں آپ کو قیصر ہند درجہ دوم کا تمغہ عطا ہوا ہے۔ آپ اب بھی اس عہدہ جلیل کے فرائض نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہیں۔ سکونت رتلام۔



روشن لال۔ لالہ۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ آپ نے ۱۹۳۷ء میں ۲۱ برس کی عمر میں آگرہ کالج سے کلکتہ یونیورسٹی کا امتحان بی۔ اے پاس کیا اور اسی سال آپ ہنزہائس مہاراجہ وشونا تھ سنگھ بہادر والی چتر پور کے اتالیق مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں آپ کو راج کمار کالج نوگاؤن واقع بند لیکھنڈ کی ہیڈ ماسٹری ملی

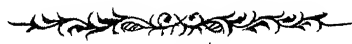


جہاں آپ نے چار برس تک کام کیا۔ ۱۹۰۷ء میں آپ نے سرکاری ملازمت اختیار کی اور آٹھ برس تک بندیلکھنڈ ایجنسی کے میئنشی رہے۔ ۱۹۱۲ء میں آپ سنٹرل انڈیا ایجنسی میں پانچ برس تک ہیڈ منشی رہے پھر وہاں سے ترقی پا کر آپ آنربل ایجنٹ گورنر جنرل وسط ہند کے نیو اسسٹ کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ جولائی ۱۹۱۷ء کو گورنمنٹ ہند نے آپ کی خدمات ریاست نرسنگھ گڑھ میں منتقل کیں جسکے آپ اب بھی سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ آپ کی حُسن کار گزار یونکا آنربل ایجنٹ کی رپورٹوں میں اکثر ذکر آیا ہے۔ ۱۹۱۷ء میں جب مسٹر سیلی ایجنٹ گورنر جنرل کشور ہند ریاست نرسنگھ گڑھ کو تشریف لے گئے تو آپ کی ریاست کی تمام اصلاحات و ترقیات ملاحظہ کیں اور اپنی اسپیش میں آپ کی حُسن کار گزار کی تعریف کی اور اسی دربار میں آپ کو قیصر ہند کا سیسی تمغہ مرحمت فرمایا گیا۔ سکونت نرسنگھ گڑھ۔

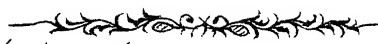
ناتک چند۔ راے بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند درجہ اول  
آپ اندور کے معزز عہدہ دیوانی پر مامور ہیں۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی اعلیٰ خدمات کے جلد و میں وقتاً فوقتاً مندرجہ بالا خطابات اور تمغہ سے سرفراز فرمایا۔ سکونت اندور۔

حاجہ ار دیوشنگھ۔ دیوان۔ راؤ بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ آپ کو اعلیٰ خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ انڈیا نے پہلے راؤ بہادر اور پھر یکم جنوری ۱۹۱۷ء کو سی آئی۔ ای کے معزز خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت چرکھاری۔

رامانج پرشاد سنگھ۔ لال۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ کو خدمات بائستہ کے صلہ میں گورنمنٹ سے یکم جون ۱۹۱۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب مذکور مرحمت ہوا۔ سکونت ریوان۔



محمد حسن خان۔ سی۔ آئی۔ ای۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے سی۔ آئی۔ ای کے معزز خطاب سے منفخر کیا۔ سکونت بھوپال۔



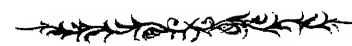
جوگل کشور۔ رائے بہادر۔ آپ ریاست گوالیار کے محکمہ کاغذات دیہی و زراعت کے اسٹنٹ ڈائریکٹری کے عہدہ پر مامور ہیں۔ آپ کی اعلیٰ خدمات کے جلد میں گورنمنٹ نے یکم جنوری ۱۹۱۷ء کو رائے بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت گوالیار۔



بنی مادھو گھوش۔ رائے بہادر۔ آپ کو مقامی قحط کمیٹی کے سکریٹری کی حیثیت سے گورنمنٹ انڈیا نے ۲۱ مئی ۱۹۱۷ء کو رائے بہادر کے معزز خطاب سے مخاطب کیا۔ سکونت سیہور۔



گنگا پرشاد۔ بابو۔ رائے بہادر۔ آپ ریاست ریوان میں اسٹنٹ انجینیری کے منصب پر مامور ہیں۔ آپ کی قیمتی خدمات ریاست کے بحاظ سے گورنمنٹ ہند نے یکم جنوری ۱۹۱۷ء کو آپ کو خطاب مذکور سے معزز کیا۔ سکونت ریوان۔



محمد علی خان - مرزا - اعظم و جنگ بہادر - خان صاحب - آپ کی ولادت  
۴ - ستمبر ۱۷۵۷ء مطابق ۱۰ - ذی الحجہ ۱۱۷۷ھ کو آپ کے وطن مالوٹ دہلی میں واقع  
ہوئی - آپ کا تاریخی نام شیر علی خان ہے - آپ خاندان مغلیہ سے تعلق رکھتے ہیں -  
آپ کے بزرگ گیا دھوین صدی ہجری میں ترکستان اور سرحد ایران سے دہلی میں  
آئے اور سلطنت مغلیہ کی بعض بڑی خدمات اُن سے تعلق ہوئیں - آپ کے والد مرزا علیخان  
اور آپ کے چچا مرزا اتور علی خان قدامت ملازمت شاہی کے لحاظ سے بہادر شاہ  
آخری بادشاہ دہلی تک ملازم شاہی رہے اور بعد انتراع سلطنت دہلی گورنمنٹ برطانیہ  
کی ملازمت میں داخل ہوئے جہاں صیغہ پولس و فوجداری کے علی عہدوں کے  
فرائض انجام دیے - ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کی جانب سے قلعہ دہلی کے دفتر شاہی  
کے معائن مقرر ہوئے - مارچ ۱۸۵۷ء میں آپ کے والد کے انتقال کے بعد  
آپ کے چچا مرزا اتور علی خان نے گورنمنٹ سے خوشنودی مزاج اور حسن خدمات کا  
سرٹیفکیٹ حاصل کر کے ملازمت انگلشیہ سے ترک تعلق کر دیا اور نواب وزیر الدولہ  
بہادر والی ٹونک کے حسب الطلب ٹونک چلے گئے جہاں آخر عمر تک اعلیٰ  
خدمتوں پر مامور و سرفراز رہے اور گورنمنٹ انگلشیہ اور والیان ریاست ٹونک  
دونوں کو رضامند اور خوش رکھا - آپ اپنے والد کی رحلت کے بعد اپنے نانہا  
محمد طالع یار خان کے پاس ٹونک میں چلے آئے اور ابتدائی تعلیم ریاست میں حاصل  
کر کے مدارس دہلی میں علوم متداولہ میں مہارت تامہ پیدا کی ۱۷۷۷ء میں آپ اپنے  
چچا مرزا محمد اتور علی خان وکیل ریاست ٹونک حاضر باش زریڈنسی اندور میواڑ کے  
پاس چلے آئے اور ۱۷۷۷ء میں اُن کے قائم مقام اور ۱۷۷۷ء میں مستقل وکیل دربار  
مقرر ہوئے - شروع ۱۷۷۷ء میں آپ کو عاقلانہ خدمات کے لحاظ سے نواب  
صاحب ٹونک نے صدر ایجنسی ہاروتی و عمدہ سفارت پر سرفراز کیا جسے آپ نے

نہایت بیدار مغزی سے انجام دیا۔ ۱۹۴۶ء میں قیام کونسل کے وقت آپ ممبر نسل اور صیغہ جات سرشتہ تعلیم و جنگلات و سرحدات و مینوسپلٹی و دارالطبع کے منتظم و دیگران مقرر ہوئے۔ فحط سالی ۱۹۴۶-۴۷ء میں کار متعلقہ ریاست کے علاوہ سنٹرل افسر فحط بھی معین ہوئے۔ آپ کی خدمات لائف کے جلد وین گورنمنٹ انڈیا نے ۱۹۴۹ء میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خان صاحب کا خطاب مرحمت فرمایا اور جنوری ۱۹۵۰ء میں آپ کے زمانہ ملازمت کی حُسن کارگزاری کے صلہ میں نواب صاحب ٹونک نے اعتماد جنگ بہادر کا لقب اور پندرہ سو بیگہ اراضی بطور جاگیر معافی دلائی عطا فرمائی اور جوڈیشل ممبری کونسل کے معزز عہدہ پر سرفراز کیا۔ آپ کے ایک بھائی مرزا محمد اکبر علی خان دہلی کے نامور اور معزز رئیس ہیں۔ دوسرے بھائی مرزا نواب علیخان محکمہ حسابات ریاست ٹونک کے افسر اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا آپ کی ایک دختر اور دو فرزند نرینہ موجود ہیں۔ سکونت ٹونک۔

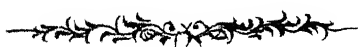
کشموری لال - منشی - رائے بہادر - ولادت اکتوبر ۱۹۲۵ء - آپ کے برادر اکبر منشی دیو کی نندن کو ریوڑی کی آنریری مجسٹریٹ کے اختیارات حاصل ہیں۔ آپ نے گورنمنٹ انڈیا کے محکمہ پولس میں ملازمت اختیار کی جہاں وقتاً فوقتاً آپ سے کارہائے نمایاں طور میں آئے۔ آپ کی انھیں خدمات بائستہ کے جلد وین گورنمنٹ انڈیا نے یکم جنوری ۱۹۵۰ء کو رائے بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اس سے قبل آپ راجپوتانہ مالوہ ریلوے میں اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس تھے جس سے آپ نے نیشن حاصل کی اور اسکے بعد آپ ریاست اندور کی انسپکٹر جنرلی پولیس کے معزز منصب پر سرفراز کیے گئے۔ آپ کے ایک بھتیجہ رائے کھن لال پنجاب کے ڈسٹرکٹ جج اور آپ کے فرزند بابو بھوانی پرشاد - بی - اے پنجاب چیف کورٹ کے جج ہیں۔ سکونت اندور

جنونیت رام رام چندر۔ سیٹھ۔ رائے بہادر۔ ولادت ۷۔ نومبر ۱۸۳۷ء۔ آپ قوم ویش اگر وال گوت گرسے تعلق رکھتے ہیں۔ آپکے اسلاف کا قدیمی وطن۔ پیرا۔ حصار پھر جے پور رہا ہے بالفعل تقریباً ایک صدی سے ریڈینسی اندور مستقل مسکن ہے۔ آپ کے والد نے ۱۸۵۷ء میں نہایت خیر خواہانہ طریقہ سے گورنمنٹ برطانیہ کی امداد کی۔ آپ ۱۸۷۸ء میں ریڈینسی اندور کے خزانچی مقرر ہوئے اور اب بھی اُسی معزز عہدہ پر متاثر ہیں۔ آپ نے بھی گورنمنٹ کی وفاداری کا اکثر اظہار کیا ہے۔ گورنمنٹ نے آپ ہی کی حسن سعی سے علاقہ غیر میں مسروقہ افیون لیجانے والوں کی مناسب تادیب کی اور اُسکے صلہ میں آپ کو ۱۹۔ اگست ۱۸۷۸ء کو گورنمنٹ سے ایک خلعت فاخرہ مرحمت ہوا۔ رفاہ عام کے امور میں آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ غریب مسافروں کی آسائش کے واسطے اپنے ریڈینسی اندور میں ایک وسیع اور عالیشان دھرم سالہ بنوایا پھر اپنے متوفی والد کی یادگار میں ایک اور دھرم سالہ اور چھتری تعمیر کی۔ رامیشر۔ جگتا تھ اور دو وارکامین زمین اور مکان دان کیے اور کئی مرتبہ قحط سالی کے موقعوں پر غنایا و مساکین کو مفت غلہ تقسیم کیا اور بازار کے نرخ سے ارزان فروخت کیا۔ ان تمام فیاضی اور غنایا پروری کے کاموں کے جلد و میں ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کو گورنمنٹ نے آپ کو رائے بہادر کے خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت اندور۔



نند لال کول۔ پنڈت۔ رائے صاحب۔ آپ کی عمر اس وقت چھیالیس سال کی ہے۔ آپ کے پردادا پنڈت گوبند رام کول اور دادا پنڈت ست رام کول سکھوں کے عہد میں کشمیر کے منصب کار واری پر ممتاز تھے۔ اُنکی وفات کے بعد آپ کے والد پنڈت جنار دھن کول نے کشمیر کا وطن ترک کر کے امرتسر میں سکونت اختیار کی جہاں پنڈت نند لال کول پیدا ہوئے۔ آپ نے امرتسر کے کالج میں تعلیم حاصل کی ۱۸۷۸ء میں بعد

فراغ تحصیل آپ فنانشل کمشنر پنجاب کے دفتر میں اکونٹ مقرر ہوئے ۱۹۱۷ء میں آپ لاہور کے ٹریزری کلرکی کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ اوائل ۱۹۱۸ء میں آپ کو سٹوڈنٹ گورنر جنرل بلوچستان کے دفتر میں منتقل کر دیے گئے اور کانفیڈنشل کلرک مقرر ہوئے ۱۹۱۹ء میں کو سٹوڈنٹ اور پشین کے پولیٹیکل ایجنٹ کے دفتر میں ہیڈ کلرکی پر ممتاز ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں کو سٹوڈنٹ کے منصف اور مجسٹریٹ درجہ دوم مقرر ہوئے ۱۹۲۱ء میں آپ کسٹراسٹنٹ کمشنری اور ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان کے پرنسپل اسٹنٹی کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ اپریل ۱۹۲۲ء میں ترقی تنخواہ کے ساتھ بلوچستان سے سنٹرل انڈیا ایجنسی میں بعدہ کسٹراسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا اندور میں معین ہوئے۔ بائیس سال تک آپ نے سرحد ہند یعنی بلوچستان کی خدمات انجام دیں۔ اس عرصہ میں جس قدر ایجنٹ گورنر جنرل بلوچستان آئے وہ سب آپ سے خوش رہے۔ جون ۱۹۲۹ء میں سرحدی خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ نے آپ کو راسے صاحب کے خطاب سے معزز و سرفراز کیا۔ آپ کی تصانیف سے تین کتابیں عمدۃ الجغرافیہ۔ تواریخ ہندوستان جغرافیہ ہندوستان موجود ہیں جو طلباء کے استفادہ کے لیے ۱۹۳۰ء میں آپ نے تحریر کی تھیں۔ سکونت اندور۔



محمد غلام قادر خان۔ خان بہادر۔ آپ کی ولادت شہر آلہ آباد میں ۳۔ مارچ ۱۸۵۳ء کو واقع ہوئی۔ آپ کے والد محمد سردار خان گورنمنٹ انگلشیہ کے عہد میں عرصہ دراز تک ڈپٹی کلکٹری درجہ اول کی خدمات انجام دیتے رہے پھر حیدر آباد دکن میں منصب تعلقداری پر ممتاز ہوئے اور وہیں انتقال کیا۔ آپ کے بھائی خان بہادر محمد عنایت حسین خان نے ۱۹۰۷ء میں اکثر یورپین حکام کی جان و مال کی حفاظت کی۔ ان جان فروشانہ خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ نے انکو خان بہادر کے خطاب اور انعامات سے سرفراز و ممتاز کیا۔ ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ سے نشپن یاب ہونے کے بعد اب وہ ریاست

بھوپال کے نائب وزیر دیوانی و فوجداری کے منصب پر ممتاز بنیں۔ خان بہادر محمد غلام قادر خان مکتبی ۱۱ و سرکاری مدارس کی تعلیم سے فراغ حاصل کر کے ۳۰۔ مئی ۱۸۶۹ء کو سولہ برس کی عمر میں چھاونی نوگانوون واقع بند لکھنڈ میں نائب سررشتہ داری کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ ۵۔ فروری ۱۸۷۸ء کو اچھنٹی بھوپال میں آپ کی تبدیلی ہوئی اور سیاورہ کے مستم سائبر مقرر ہوئے اور حسن انتظام کی وجہ سے ۲۹۔ مارچ ۱۸۷۸ء کو ریاست مقصود گڈھ متعلق بھوپال اچھنٹی کی سپرنٹنڈنٹی کے عہدہ پر سرفراز کیے گئے ۱۸۷۹ء میں پانچ ماہ تک ریاست ناگوڈ اچھنٹی بلکھنڈ کے دیوان مقرر رہے۔ سترہ برس تک ریاست مقصود گڈھ کی سپرنٹنڈنٹی کی خدمات انجام دینے کے جلد وین جنوری ۱۸۷۹ء میں گورنمنٹ برطانیہ نے آپ کو خان بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ دسمبر ۱۸۷۹ء میں آپ راٹھو گڈھ واقع سنٹرل انڈیا کے سپرنٹنڈنٹی اور مجسٹریٹ درجہ اول کے معزز عہدہ پر مامور ہوئے۔ آپ نے اپنے خلف اکبر محمد غلام حیدر خان کو مدرستہ العلوم علی گڈھ میں تعلیم دلائی جہاں سے انھوں نے بی اے کا امتحان پاس کیا۔ خلف اصغر غلام اکبر خان ابھی ابتدائی تعلیم پا رہے ہیں سیکونت راٹھو گڈھ

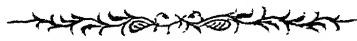


رحمان علی۔ حبشی۔ صابری۔ مولوی۔ حکیم۔ خان بہادر۔ آپ کی ولادت قصبہ ناراضلع اکہ آباد میں ۲ ذی الحجہ ۱۲۴۳ھ روز جمعہ کو واقع ہوئی۔ گیارہویں برس جب آپ کے والد حکیم شیر علی نے وفات پائی تو آپ کے برادر اکبر حکیم احسان علی دکن صنف طب احسانی آپ کو اپنے ساتھ فتحپور لے گئے اور تعلیم و تربیت دینی شروع کی۔ علوم عربی و فارسی میں فراغ تحصیل ہو کر آپ ۱۸۷۵ء میں اپنے بھائی مولوی حکیم امان علی خاص طبیب ہماراجہ بشنا تھ سنگھ دالی ریوان کی سفارش سے ملازم ریاست ہوئے اور ولیعہد ریاست رگھوراج سنگھ جو دیو کے ساتھ اودے پور اور جے پور کا سفر اختیار کیا جس میں آپ کو اپنی قابلیت کے اظہار کا موقع ملا ۱۸۷۵ء میں جب باشندگان بجے راٹھو گڈھ و میسر کی

بغاوت کی وجہ سے شاہراہ دکن خطرناک ہو گئی تھی تو کپتان آسہرن صاحب نے فوج ریوان کی مدد سے اُس شور و شر کو فرو کیا اور شاہراہ پر امن و امان قائم کر دیا۔ اُس فرج میں آپ منصرم کی حیثیت سے دربار ریوان کی جانب سے کارکن تھے ۱۹۵۷ء تک ایجنسی کے احکام کی تعمیل آپ کے سپرد رہی۔ ۱۹۵۷ء میں اپنے برادر اکبر مولوی حکیم امان علی کے انتقال کے بعد آپ منظم پرمٹ مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں ایجنٹ گورنر جنرل نے آپ کو معتمد ریاست تجویز کیا اور آپ ریاست کی جانب سے سرحدات ریوان و رانچی کے تصفیہ کے لیے بوئڈری کمشنر کے ساتھ روانہ کیے گئے۔ آپ کے اس حسن خدمت مفوضہ کی تعریف حکام انگریزی نے بھی اپنے خطبہ میں کی۔ ۱۹۵۷ء میں پولیٹیکل ایجنٹ کے مشورہ سے کل ریاست کے مجسٹریٹ یعنی حاکم فوجداری مقرر کیے گئے۔ اکتوبر ۱۹۵۷ء میں کرنل بار صاحب پولیٹیکل ایجنٹ و سپرنٹنڈنٹ ریاست نے آپ کو ممبر کونسل ریوان منتخب کیا۔ ملکہ مظہر قیسرہ ہند کی جوبلی ۱۹۵۷ء میں گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی خیر خواہانہ خدمات ریاست کے اعتراف میں خان بہادر کے خطاب اور دربار عام میں ایک عصاے نقریٰ اور خلعت فاخرہ سے خلع و ممتاز کیا۔ اپریل ۱۹۵۷ء میں ہنر کسٹنسی لارڈ ڈفرن گورنر جنرل کی تشریف آوری ریوان کے موقع پر ریوان میں اور نیز ہنر کسٹنسی لارڈ ٹینڈون گورنر جنرل ہند کے کلکتہ کے درباروں میں آپ ہمارا جہ صاحب کے ہمراہ شریک ہوئے اور عطر و پان عطا کر کے آپ کی عزت افزائی کی گئی۔ ۱۹۵۷ء میں چند ماہ تک آپ نے قائم مقام نائب ریوان ریاست کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ نومبر ۱۹۵۷ء سے محکمہ ایجنسی بمبئی گھنٹہ میں دربار ریوان کی وکالت کی حیثیت سے متعین اور مامور ہیں۔ کارہائے منصبی ریاست کے علاوہ اپنی علم دوستی کی وجہ سے آپ صاحب تصانیف بھی ہیں۔ اسلام پر آپ نے ایک کتاب تحریر کی تھی جو قسطنطنیہ میں طبع ہوئی اور مالک عرب مصر بروت۔ ٹیونس وغیرہ کے علما میں مقبول ہوئی گئی۔ گھنٹہ کی تاریخ اور گھیلون کا شجرہ سب



پہلے آپ ہی نے مرتب کیا۔ اس سے قبل وہان کی کوئی تاریخ موجود نہ تھی یہ مقام ریوان میں ایک عالیشان مسجد بھی آپ نے تعمیر کرائی اور آپ ہی کی حسن سعی سے ریاست ریوان میں اس وقت متعدد حفاظ نظر آتے ہیں ورنہ اس سے پیشتر وہان کے مسلمانوں میں ایک بھی حافظ نہ تھا۔ اعلیٰ لیاقت کی وجہ سے آپ رئیس و رعایاے ریوان اور گورنمنٹ انگلشیہ کی نظر میں معزز و موقر اور ہر دفعہ عزیز ہیں۔ آپ کے فرزند مولوی حکیم ریاض علی ڈپٹی مجسٹریٹ حضور تحصیل ریوان ہیں۔ سکونت ریوان۔



پر تاب سنگھ۔ لال۔ مہاراج کمار۔ راو بہادر۔ ولادت سن ۱۹۱۱ بمبئی۔ آپ قوم کے اعتبار سے گھیل راجپوت ہیں۔ اس خاندان کا سلسلہ نسب راو صاحب چوہڑی کے شجرہ سے منسوب ہوا ہے اور آپ کے اصلی مورث اعلیٰ اسی خاندان سے ہیں جس میں ہنزائیس مہاراجہ صاحب ریوان ہیں۔ آپ کے والد مہاراج کمار لال سترہن سنگھ ٹھاکر اور تعلقہ دار علاقہ جامون واقع ریوان تھے جو ریاست کے نائب دیوانی کے منصب پر ممتاز تھے۔ انھوں نے سترہ برس کی عمر میں ۱۸۷۵ء کو انتقال کیا۔ راو بہادر لال پر تاب سنگھ فارسی اور سنسکرت کی تحصیل کے بعد ۱۸۷۹ء سے دربار ریوان میں ملازمت شروع کی اور نائب تحصیلدار مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں تحصیلدار اور ڈپٹی مجسٹریٹ درجہ دوم میں ہوئے۔ اسی زمانہ میں آپ نے قانون کا امتحان پاس کیا اور متمم بندوبست مقرر ہوئے اسکے بعد سول ججی اور ریونیو کمشنری پر سرفراز کیے گئے۔ نومبر ۱۸۹۷ء میں جب مہاراجہ صاحب ریوان کو گورنمنٹ انڈیا نے انکی ریاست تفویض فرمائی تو ہنزائیس نے آپ کی اعلیٰ قابلیت کے لحاظ سے آپ کو عہدہ نائب دیوانی پر مامور فرمایا۔ ۱۸۹۶ء کی قحط سالی میں ریاست ریوان کے انسداد قحط کا اہتمام تمام و کمال آپ کے سپرد کیا گیا جسکو اپنے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اس حسن انتظام کے جلد وہیں ایک گورنمنٹ ہسپتال

یکم جنوری ۱۹۹۸ء کو راجپوتانہ کے خطاب سے مخاطب اور سرور بار ایک خلعت فاخرہ اور طلائی لنگر محبت کیا۔ اسکے بعد ۱۹۹۹ء کی قحط سالی کا انتظام اور ۱۹۹۸ء کی مردم شماری کا اہتمام بھی آپ ہی کو مفوض ہوا جسے آپ نے نہایت عمدگی سے سرانجام دیا جس کا اعتراف افسران گورنمنٹ انگلشیہ نے اپنی تحریروں میں کیا۔ آپ عہدہ نائب دیوانی ریاست ریوان پر اب تک مامور ہیں۔ اس محکمہ کو صیغہ فوجداری میں شہنشاہ اور دیوانی میں بلاتعین تعداد دعویٰ مقدمات کی سماعت اور اپیل ماتحت کے فیصلہ کے اختیارات حاصل ہیں۔ آپ کے دو برادر خرد لال مینی بہادر سنگھ اور کرنیل لال جہان سنگھ بھی ریاست کے مناسب جلیل بر فائز ہیں۔ آپ کے ایک فرزند لال رنگ مند سنگھ ہیں۔ سکونت ریوان۔



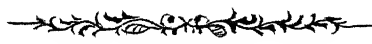
بالمکند۔ رائے بہادر۔ ولادت جنوری ۱۹۵۸ء۔ آپ ماتھر کا لیستہ ہیں۔ اگرچہ اس خاندان کا قدیمی وطن تھا مگر پانچ پشت سے گوالیار مستقل مسکن ہو گیا ہے۔ آپ کے دادا منشی ہرجیون لال کرنیل جبکہ فوجی افسر گوالیار کے دیوان تھے۔ آپ کے والد منشی پر جھو لال نے ملازمت پسند نہیں کی بلکہ اپنی زمینداری کے انتظام میں مصروف رہے۔ آپ کے چچا گوالیار کے مشہور حکیم ہیں۔ آپ کے برادر خرد بابو کشیو لال ہمارا انی صاحبہ سیدھیہ کی اتالیقی کے منصب پر ممتاز ہیں۔ آپ نے فارسی تعلیم اپنے دادا منشی ہرجیون لال سے حاصل کی ہے جو فارسی کے ایک زبردست منشی تھے۔ آپ لشکر کالج میں چودہ سال کی عمر میں داخل ہوئے جہاں انگریزی سنسکرت۔ مرہٹی اور ہندی اور انجیری کی تعلیم پائی اور ریاضی میں آنرز حاصل کیا۔ نقشہ نویسی اور پیمائش کی طرف آپ کو خاص توجہ تھی لہذا اکثر پست نامہ میں سنیتیس روپیہ ماہوار کے مشاہرہ پر محکمہ تعمیرات متعلق محلات میں سرور مقرر ہوئے۔ ملک مظہر قیصر ہند کی تشریف آوری کے وقت انکی مہمانداری کے حسن انتظام کے صلہ میں

آپ کو خلعت فاخرہ مرحمت ہوا۔ اور عمارت و شہرانت واقع حیدر بھون کی تعمیر کے بعد  
 مہاراجہ صاحب نے آپ کو ایک ہزار روپیہ نقد انعام عطا کیا۔ ۱۸۵۷ء میں عہدہ  
 اسٹنٹ مہری کو نسل صیفہ پبلک ورکس پر آپ کا تقرر ہوا۔ اس عہدہ کے فرائض  
 آپ نے نہایت ہوشیاری و خوبی سے انجام دیے جس سے آپ کے افسر رضا مند رہے  
 اور دیوان ریاست نے سو روپیہ ماہوار پر ترقی دی۔ پھر ۱۵۔ فروری ۱۸۸۸ء کو پریسڈنٹ  
 کو نسل ریجنسی نے دو سو روپیہ کے مشاہرہ پر آپ کو مینسٹریل سکرٹری اسٹنٹ پریسڈنٹ  
 آبپاشی کر دیا۔ ۱۸۹۶ء میں آپ اسٹنٹ سنٹرل افسر قحط مقرر ہوئے اور اڑھائی سو روپیہ  
 ماہوار تنخواہ کی گئی۔ ۴۔ دسمبر ۱۸۹۷ء کو تین سو پچاس روپیہ کے مشاہرہ پر ضلع سکرداری کے  
 صوبہ میں ہوئے اور یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو آپ کے حسن خدمات کے جلد و میں آپ کو  
 گورنمنٹ انگلشیہ نے رائے بہادر کے خطاب سے معزز کیا۔ ضلع سکرداری میں آپ نے محکمہ  
 تعمیرات کو بہت ترقی دی اور سر این وغیرہ تعمیر کرائیں۔ ۱۷۔ مئی ۱۸۹۸ء کو پانچ سو روپیہ  
 ماہوار کی تنخواہ پر آپ ضلع نیچہ کو تبدیل کیے گئے جہاں ایام قحط میں دربار سیدھیہ کی جانب  
 سے غربا کو کھانا تقسیم کرنے کے لیے ایک محتاج خانہ جاری کیا آپ نہایت خلین و متواضع  
 اور رحمدل شخص ہیں۔ قومی معاملات سے بھی آپ کو بڑی دلچسپی ہے۔ سکونت گوالیار۔

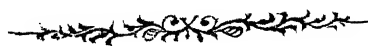


دوارکانا تھ۔ پنڈت۔ شیوپوری۔ رائے صاحب۔ ولادت ۲۶۔ اگست ۱۸۶۲ء  
 آپ پنڈت امر ناتھ کے پوتے ہیں جنھوں نے کپتان کوانا صاحب کے ساتھ محاصرہ کھنویں  
 پھر جیمس اٹرم صاحب کے زمانہ میں پھر غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ برطانیہ کی وفادارانہ  
 خدمات انجام دی تھیں۔ آپ کے والد پنڈت شیو ناتھ تھے۔ ۱۸۵۶ء میں آپ مختاری کے  
 امتحان میں پاس ہوئے۔ یکم دسمبر ۱۸۵۳ء کو کھیری کے قاذو لگو مقرر ہوئے اور ترقی کرتے کرتے  
 عہدہ افسری بند و بست سرحد پر پہنچے۔ پھر یکم اپریل ۱۸۹۵ء کو انسپکٹر جنرل مدارس کے

پرنسلسپٹنٹ مقرر ہوئے۔ ۱۹۹۶ء کے قحط میں اپنے نہایت سرگرمی سے انسداد کی کوشش کی۔ آپ کی خدمات نمایاں کے جلدو میں گورنمنٹ ہند نے جنوری ۱۹۹۹ء میں رائے صاحب کا خطاب عطا کیا اور مارچ ۱۹۹۹ء میں مہاراجہ صاحب سیندھیا نے سندھو سنووی مرحمت کی۔ اسکے بعد مردم شماری کی مختلف خدمات سپرد ہوئیں جنہیں ۳۱ جولائی ۱۹۹۲ء تک نہایت عمدگی سے انجام دیا۔ سکونت گوالیار۔



پانڈورنگ بابوراؤ۔ والاوالکر۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ ولادت ستمبر ۱۸۶۳ء۔ آپ دکنی برہمن ہیں۔ آپ کے والد بابوراؤ پانڈورنگ والاوالکر مغزوکیل اور کولھاپور کی کئی ریاستوں کے کارباری تھے۔ آپ نے اپنی مادری زبان مہٹی میں مہارت حاصل کر کے راجہ رام کالج کولھاپور میں تعلیم شروع کی اور ولسن کالج ممبئی سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اسکے بعد رابرٹسنی انسٹیٹیوشن ممبئی کی ہیڈ ماسٹری پر منتخب ہوئے جسکے فرائض ۱۸۹۶ء تک اپنے نہایت عمدگی سے ادا کیے۔ اس اثنا میں آپ مختلف علوم و فنون مثلاً علم نجوم و ہیئت۔ علم موسیقی و فن مصوری و نقاشی وغیرہ کا مطالعہ کرتے رہے۔ ۱۸۹۹ء عیسوی میں آپ نے ممبئی یونیورسٹی سے وکالت کا امتحان پاس کیا اور دو سال تک ملک برار کی ہائی کورٹ میں وکالت کرتے رہے۔ اپریل ۱۹۱۲ء میں رتلام کی ججی پر ممتاز ہوئے جسپر اب تک مامور ہیں۔ اپنی قانونی لیاقت اور عمدگی فیصلہ کے اعتبار سے آپ تمام ملک مالوہ میں نامور اور مشہور ہیں۔ ۱۹۹۹ء کے قحط میں آپ ریاست کے افسر قحط مقرر ہوئے۔ آپ نے اس کام کو نہایت دیانت اور حسن انتظام سے انجام دیا جسپر مہاراجہ صاحب اور حکام انگریزی نے آپ کی اعلیٰ خدمات کی تعریف کی اور اس حُسن کارگزاری کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے مئی ۱۹۹۹ء میں آپ کو قیصر ہند کانقرئی تمغہ مرحمت کیا۔ سکونت رتلام



پنالا ل - ہمتہ - رائے - سی - آئی - ای - ولادت ۱۷۲۷ء - گشت ۱۷۷۷ء -

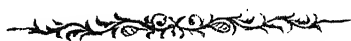
آپ جین مت اوسوال مہاجن جماعت کے ایک رکن ہیں۔ پندرہویں صدی میں آپ کے مورث راوہ بکاجی کی رفاقت میں جو دھپور سے بیکانیر کی بنیاد ڈالنے آئے۔ اور یہاں انکو بہت بڑا فروغ حاصل ہوا۔ ان میں ہمتہ کرم چند ایک نامور وزیر تھے۔ شہنشاہ اکبر اعظم نے انکو ایک جاگیر بھی بخشی تھی۔ لیکن بعد چند سے یہ خاندان گردش میں آیا اور ہمارا نا جگت سنگھ کے عہد میں انکو اودھپور آنا پڑا۔ یہاں اس خاندان نے پھر سر بلندی حاصل کی اور ہمارا نا آری سنگھ کے وقت میں ہمتا اگر جی کا عروج ہوا۔ اگر جی کی وفات کے بعد اس خاندان کے کئی شخصوں نے اودھپور میں وزارت کے منصب پر سرفرازی حاصل کی۔ ہمتہ پنالا ل نے فارسی و ہندی کی تعلیم سے فارغ ہو کر اکیس برس کی عمر میں ریاست کی خدمت شروع کی۔ ۱۷۷۷ء تک آپ مختلف عہدوں پر کام کرتے رہے حتیٰ کہ آپ کو ہمارا نا شمشو سنگھ نے نائب دیوان مقرر کیا۔ ۱۷۸۷ء میں جب ہنسب وزارت شکست ہوا اور محکمہ خاص قائم کیا گیا تو آپ اس جدید محکمہ کے افسر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ آپ نے اس عہدہ کا کام اس خوبی اور لیاقت سے انجام کیا کہ دربار نے آپ کو جاگیر مرحمت فرمائی۔ ۱۷۸۷ء میں ہمارا نا شمشو سنگھ جی سخت علیل ہوئے اور آپ کے دشمنوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ہمارا نا کو آپ سے بظن کر دیا جس سے آپ نظر بند کر لیے گئے۔ ایک مہینہ کے بعد ہمارا نا کی بیماری ملکہ ثابت ہوئی۔ جسوقت ہمارا نا کا داہ کرم ہو رہا تھا جس میں ہمتہ پنالا ل بھی شریک تھے تو ایک مسلمان نے آپ پر تلوار سے حملہ کیا اور کئی کاری زخم لگائے جس سے آپ کو تین مہینہ میں فائدہ حاصل ہوا اسی وجہ سے آپ کو اودھپور چھوڑ کر اجمیر جانا پڑا اور آپ نے وہیں اقامت اختیار کی لیکن جب ہمارا نا سچ سنگھ مسند نشین ہوئے تو انھوں نے آپ کی ضرورت نظم و نسق ریاست میں محسوس کی اور آپ کو پھر اجمیر سے بلا بھیجا۔ اور آپ کو آپ کی قدیمی جگہ پر بحال فرما دیا۔ چنانچہ ۱۷۸۷ء سے ۱۷۹۷ء تک آپ اس جلیل القدر عہدہ کے فرائض بخوش اہلوی

اور کمال خیر خواہی اور دیانت و مستعدی سے ادا کرتے رہے۔ ۱۹۵۷ء میں آپ بچپن برس کی ملازمت کے بعد کنارہ کش ہوئے۔ آپ کی کارگزاری کا ثبوت اس سے بڑھ کے کیا ہو گا کہ آپ نے تین ہزار انا صاحبان کے عہد حکومت میں کام کیا اور ہر عہد میں آپ نہایت نیکنام اور سر بلند رہے۔ ۱۹۵۷ء کے دربار دہلی میں آپ کو ”راے“ کا خطاب عطا ہوا۔ اور پھر ۱۹۵۷ء میں آپ سی۔ آئی۔ اے کے خطاب سے سرفراز کیے گئے۔ ملازمت سے کنارہ کشی کے بعد سے آپ کتب مذہبی کے مطالعہ میں وقت صرف فرمایا کرتے ہیں۔ آپ کا عقد کوٹھاری کے راے چھگن لال کی دختر سے ہوا ہے جسے ایک فرزند نکمار فتح لال ہیں۔ سکونت اجمیر۔



**فتح لال**۔ مہتہ۔ ولادت ۱۹۵۷ء۔ آپ راے مہتہ پنا لال سی۔ آئی۔ اے۔ سابق دیوان ریاست اودھ پور کے فرزند ہیں۔ آپ نے میو کالج اجمیر میں اپنی تعلیم انگریزی مشرق کی اور دہلی سے نہایت کامیابی کے ساتھ بنی۔ اسے کا امتحان پاس کیا۔ زمانہ طالب علمی میں اپنے بھروسہ طلبہ میں آپ ہمیشہ ممتاز رہے۔ مسٹر ڈی آر کوننگ آپ سے ملکر بہت محظوظ ہوئے اور اپنی کتاب میں حیرت کے ساتھ آپ کی انگریزی اور پولیٹیکل معلومات کی بہت تعریف کی ہے۔ آپ نے ریاست اودھ پور کی ایک مفید گائیڈ انگریزی میں تحریر کی ہے جو لارڈ لینسٹون صاحب اور لارڈ لجن صاحب کی نظر قبولیت کا شرف حاصل کر چکی ہے اور ہزاروں ہائوس ڈیوک آف کینیاٹ نے اپنی سیاحت اودھ پور کی یادگار میں ایک مصع مہر رحمت فرمائی۔ آپ نے بابو ہرش چندر ساکن بنارس کی یادگار میں اودھ پور میں ایک اسکول قائم کیا ہے جسکی نگرانی آپ خود کرتے ہیں۔ آپ ناگری پر چارنی سبھا کے لائف ممبر ستا تن دھرم کھشنی سبھا کے سکریٹری اور اودھ پور کرکیٹ کلب کے آنریری سکریٹری اور اودھ پور ٹرنس کلب کے وائس پریسیڈنٹ ہیں۔

آپ نے کچھ دنوں اپنے والد راے مہتہ پنالال - سی - آئی - ای سابق دیوان ریاست اودھ پور کے پرائیویٹ سکریٹری کی حیثیت سے کام انجام دیا ہے۔ آپ نے ایک انگریزی پرائیویٹ لائبریری بھی قائم کی ہے اور میواڑ کی تعلیم کو ترقی دینے میں خاص کوششیں کی ہیں۔ سکونت اجمیر۔



سکھ دیو پرشاد - پنڈت - بی - اے - راؤ بہادر سی - آئی - ای -  
 گولڈ میڈلیٹ قیصر ہند - آپ کی ولادت ۱۸۶۲ء میں بمقام جو دھپور واقع ہوئی۔  
 آپ نسبا کشمیری پنڈتوں میں اُس خاندان کے رکن ہیں جو گڑ رازدان کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے اسلاف کرام زمانہ سابق میں دربار کشمیر کے مشیران ازمین تھے لیکن شاہان تیموریہ کے عہد سلطنت میں گورنر کشمیر کے جبر و تعدی کی بدولت وہاں سے ممالک مغربی و شمالی میں چلے آئے۔ آپ کے والد ماجد پنڈت شیونرائن کو جو عربی و فارسی میں کامل الاستعداد ہونے کے سوا انگریزی میں بھی لیاقت تامہ رکھتے تھے ہمارا جہتخت سنگھ جی نے اپنے ولیعہد ہماراج سری جیونت سنگھ کی اتالیقی پر مقرر فرمایا تھا۔ انھوں نے اپنی مسند نشینی کے بعد پنڈت صاحب موصوف کو اپنا پرائیویٹ سکریٹری مقرر فرما کر ریاست کا بھی ایک اعلیٰ رکن قصبہ دیا اور سونا اور جاگیر و تعظیم بھی عنایت فرمائی۔ آپ کے چچا پنڈت بھوانی پرشاد دربار بھوپال میں وکالت کے عہدہ پر مامور تھے جب کہ انھوں نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا یہاں تک کہ غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ آف انڈیا کی سفارش سے دربار بھوپال نے اُن کو جاگیر و تعظیم کے سوا پولیٹیکل نیشن بھی عنایت کی۔ چونکہ اُن کے کوئی اولاد نہ تھی لہذا انھوں نے اپنے اس ہونہار برادر نواسے کو اپنا متبنی مقرر کیا۔ آپ نے اُنکی یادگار میں سیہور کے اسٹیشن پر ایک وسیع سرائیمیر کرائی ہے۔ آپ نے اگرہ کالج میں تعلیم پائی ہے اور ۱۸۵۷ء میں کلکتہ

یونیورسٹی میں - بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی مہاراجہ سر جسونت سنگھ جی نے آپ کو پہلے  
بندوبست کے صیغہ میں مقرر کیا جب مارواڑ میں دربار کی طرف سے کونسل مقرر ہوئی  
تو آپ کو کرنل سر مہاراج پرتاب سنگھ جی سابق مصاحب اعلیٰ راج مارواڑ حال  
والی ریاست ایدر نے اپنے بھائی یعنی ہنرہائس مہاراجہ سری جسونت سنگھ جی کی اجازت  
اور کرنل پاؤلٹ صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ سابق رزیدنٹ مارواڑ کی سفارش  
سے اپنا جوڈیشل سکریٹری اور ممبر کونسل مقرر فرمایا۔ ۱۸۹۳ء میں دربار مارواڑ کے  
دیہات خالصہ کا مالی بندوبست آپ نے کمال خیر خواہی اور نہایت احتیاط سے  
کیا جسکے صلہ میں گورنمنٹ آف انڈیا نے ۱۸۹۵ء میں راو بہادر کا خطاب آپ کو  
عطا فرمایا۔ بعد ازاں آپ کو سکریٹری مصاحب اعلیٰ کا عمدہ دربار سے ملا اور تمام ریت  
کا ایکڑ کیوٹو فنانشل اور جوڈیشل کام آپ ہی کی نگرانی اور رائے سے انجام پاتا رہا۔  
۱۸۹۷ء میں مہاراجہ سری جسونت سنگھ جی سرگباش ہوئے اور مہاراجہ سر پرتاب سنگھ  
جی بہادر ریاست میں بیٹھتے ہوئے تو آپ نے مہاراجہ سردار سنگھ جی کو آئین  
ہمانبانی و اصول حکمرانی سکھانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ ۱۸۹۹ء میں جو  
تحفظ عظیم علاقہ مارواڑ میں ظور پذیر ہوا اُس میں آپ نے اس تندہی اور جانفشانی  
سے رفع تکالیف ورفاہہ رعایا اور مفاد ریاست میں سعی بلیغ فرمائی کہ گورنمنٹ انڈیا  
نے یکم جنوری ۱۹۰۰ء کو آپ کو آپکو طوائی تنغہ قیصر ہند مرحمت فرمایا۔ مارواڑ میں بچہ شاہی  
و کچا منی گئی سکون کا چلن تھا لہذا آپ نے ۱۹۰۰ء میں دربار میں کلدار روپیہ کے  
چلن کی تجویز پیش کی اور اسی کوشش کی کہ چھ مہینہ میں تمام مارواڑ میں عام طور پر  
کلدار کا چلن ہو گیا۔ جولائی ۱۹۰۹ء میں جب مصاحب اعلیٰ چین کی لڑائی میں شریں  
لیئے اور سری دربار بہادر کی ناسازی مزاج نے انکو تبدیل آب و ہوا کے لیے سمندر  
کے سفر پر مجبور کیا اور ریاست کے انتظام کے واسطے ایک اسپیشل کمیٹی مقرر ہوئی تو اُسکے



رکن اعظم یا ممبر اعلیٰ بھی آپ ہی تھے۔ آپ نے اپنی اعلیٰ تعلیم کی وجہ سے سررشتہ تعلیم کی طرف ایسی توجہ فرمائی کہ پہلے مارواڑ میں صرف انٹرنس تک خواندگی کا اسکول تھا اور اب بنی۔ اسے۔ کا کالج نہایت خوبی کے ساتھ جاری ہے۔ ملکی انتظام اور عدالت کے کام میں سری دربار کو آپ نے ایسی مدد دی کہ ہمارے پرتاب سنگھ جی بہادر کے رئیس ایدر ہو جانے کے بعد ہزار ہائیں ہمارے سردار سنگھ جی نے آپ کو اپنی ریاست کا مشیر اور کارکن مقرر فرمایا۔ اور سینئر ممبر آپ کے عہدہ کا نام قرار دیا۔ انھیں خدمات کے صلہ میں آپ کو ۲۶ جون ۱۹۲۸ء کو سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ کے تین صاحبزادے ہیں دھرم نرائن۔ کرپاشنکریشی پرشاد۔ سکونت جو دھپور۔



شیام سندر لال۔ بی۔ اے۔ راؤ بہادر۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ ولادت ۱۸۵۶ء

آپ ہمیشہ سری فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ اسلاف اٹاواہ کے زمیندار تھے۔ آپ نے ۱۸۷۸ء میں اگرہہ کالج سے سائنس میں بی۔ اے۔ کا امتحان پاس کیا۔ اسکے بعد آپ تقریباً پانچ چھ برس تک اجمیر گورنمنٹ کالج میں ریاضی کے پروفیسر مقرر رہے۔ جان سے آپ کی نمایاں قابلیت اور عمدہ لیاقت کے لحاظ سے اسٹراکسٹنٹ کمشنری کے عہدہ کے لیے آپ نامزد ہوئے۔ بعد ازاں آپ کی خدمات ریاست جھاراپان کو منتقل ہوئیں جہاں تین برس تک آپ نے اپنے فرائض منصبی ادا کیے۔ بعد انقضائے مدت آپ ریاست کشن گڑھ کو گئے جہاں سولہ برس تک آپ مناصب جلیلہ پر ممتاز و امور رہے۔ فی الحال آپ دیوان اور ممبر کونسل ریاست ہیں۔ آپ کی اعلیٰ خدمات ریاست کے لحاظ سے گورنمنٹ نے ۱۹۲۳ء میں راؤ بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ امور رفاه عام میں بھی آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ چنانچہ قسط ۱۹۲۹ء و ۱۹۳۰ء عیسوی میں آپ نے انسداد قحط میں سرگرمی کے ساتھ کوششیں کیں اور کمیشن قحط کی ممبری

سے بھی آپ سرفراز رہے۔ جسکی جلد وین گورنمنٹ ہند نے ۱۹۰۷ء میں آپ کو تمغہ  
قیصر ہند عطا فرمایا۔ سکونت کشن گڈھ۔

مسر وپ نرائن۔ پنڈت سی۔ آئی۔ ای۔ آپ اپنی جائیداد رضی کے  
اعتبار سے اندور کے زمیندار ہیں۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو آپکی قیمتی خدمات کے صلہ میں  
یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو سی۔ آئی۔ ای۔ کا معزز خطاب بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت کیا۔  
سکونت اندور۔

یار محمد خان۔ خان بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ آپکی نمایان خدمات کے جلد وین  
گورنمنٹ انڈیا نے بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو ۲۰ مئی ۱۸۹۹ء کو خان بہادر کے خطاب  
سے اور ۲۱ مئی ۱۸۹۹ء کو سی۔ ایس۔ آئی کے خطاب سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔  
سکونت جاؤرہ۔

دیونا تھ سہاے۔ لالہ۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ آپ ریاست بروانی کے مخیر  
ہیں۔ آپکی قیمتی خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو قیصر ہند درجہ دوم  
کے تمغہ سے معزز و مفتخر کیا۔ سکونت بروانی۔

مبارک علی۔ میر۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ آپ ریاست جاؤرہ کے چیف جج  
اور صدر کیٹی انسداد قحط کے افسر ہیں۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی ملکی خدمات کے  
صلہ میں آپ کو قیصر ہند درجہ دوم کا تمغہ مرحمت فرمایا۔ سکونت جاؤرہ۔

بشیشتر ناتھ۔ لالہ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ آپ ریاست دیواس پاتی کلان کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ گورنمنٹ ہند نے آپ کی قیمتی خدمات کے جلد وین آپ کو قیصر ہند درجہ دوم کا تمغہ مرحمت فرمایا۔ سکونت دیواس۔

کاشی پرشاد۔ رے صاحب۔ آپ ریاست چرکھاری کے وکیل ہیں۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی قیمتی خدمات کے جلد وین ۳۔ جون ۱۹۹۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو رے صاحب کے خطاب سے مفتخر کیا۔ سکونت چرکھاری۔

کرشنار اوگوال۔ بھٹوک۔ راؤ صاحب۔ آپ ریاست دیواس میں اسپنٹ سرجن ہیں۔ آپ کی اعلیٰ خدمات طبی کے جلد وین گورنمنٹ ہند نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے راؤ صاحب کے خطاب سے معزز و مفتخر کیا۔ سکونت دیواس۔

بالا پرشاد۔ لالہ۔ راؤ صاحب۔ آپ ریاست جگنی کے کا مدار ہیں۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی نمایاں خدمات ریاست کے جلد وین یکم جنوری ۱۹۹۷ء کو راؤ صاحب کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت ریاست جگنی۔

دیدار حسین۔ خان صاحب۔ آپ ریاست ارچھہ کے معزز وکیل ہیں۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی قیمتی خدمات کے جلد وین ۳۔ جون ۱۹۹۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو خان صاحب کے خطاب سے معزز و مفتخر کیا۔ سکونت ارچھہ۔

پرمانند۔ پنڈت۔ رے بہادر۔ آپ ریاست جھالاوار کے دیوان ہیں۔

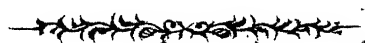
آپ کی اعلیٰ خدمات ریاست کے صلہ میں گورنمنٹ انگریزی نے ستمبر ۱۹۰۷ء میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے راسے بہادر کے خطاب سے معزز و مفتخر کیا۔ سکونت ریاست جھالاوار۔



شیخ نسیم خان صاحب۔ آپ ریاست جھالاوار میں محکمہ جنگلات کے منصرم اور بخشی فوج ہیں۔ آپ کی خدمات بائیسہ کی جلد و میں گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو ۱۹۰۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خان صاحب کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت جھالاوار۔



رگھوناتھ داس۔ چوبے۔ راسے بہادر۔ آپ ریاست کوٹہ میں دیوان کے عہدہ پر ممتاز ہیں۔ آپ کی نمایان خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو ۱۹۰۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے راسے بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت کوٹہ۔



محمد حسین بیگ۔ حاجی۔ آغا۔ کردستانی۔ خان صاحب۔ گورنمنٹ انڈیا نے ریاست دھولپور کی اعلیٰ خدمات انجام دینے کی جلد و میں آپ کو خان صاحب کے معزز خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت دھولپور۔



مظہر علی خان۔ میان۔ خان بہادر۔ آپ کی خدمات نمایان کی جلد و میں گورنمنٹ ہند نے ۱۹۰۷ء میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو خان بہادر کے معزز خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت ریاست گردوالی۔

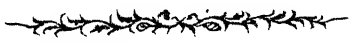


**علی حسن**۔ ابونصر۔ سید۔ ولادت ۱۱۳۷ھ۔ آپ کا خاندان سادات  
 حسینی اور سادات بخاری کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے پردادا سید اولاد علی خان  
 انور جنگ حیدر آباد دکن کے جاگیردار اور مہوجی صاحبہ نواب شمس الامرا بہادر کی زوجہ  
 اولیٰ کے عزیز تھے۔ انھیں پانچ لاکھ کی جاگیر منصب ہفت ہزاری اور قلعہ داری گولکنڈہ  
 کا اعزاز خاص حاصل تھا۔ آپ کے والد سید محمد صدیق حسن خان تھے جو اپنے کمال علم  
 و فضل کے اعتبار سے تمام عرب و عجم اور ہندوستان میں مشہور ہیں۔ آپ کے نانا منشی  
 جمال الدین خان مدار المہام ریاست بھوپال اور گورنمنٹ برطانیہ اور ریاست کے متوسط  
 تھے۔ آپ نے عربی و فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے تکمیل کے ساتھ حاصل کی اور  
 زبان انگریزی سے بھی واقف ہیں۔ مسئلہ میں آپ کے والد کے انتقال کے بعد  
 آپ کی پبلک زندگی کا آغاز ہوا۔ آپ کی تصانیف سے کئی کتابیں ملک میں موجود ہیں۔  
 نظم میں آپ کا تخلص سلیم و طاہر ہے۔ شوق سیاحت نے آپ کو ہندوستان کے تمام  
 عمدہ مقامات کی سیر کرائی جس سے آپ کو نہایت عمدہ تجربہ ہوا۔ آپ نے بھوپال میں  
 مغربی علوم اور یورپین تہذیب و شائستگی پھیلانے کی کوشش کی اور اپنے زمانہ  
 آنریری ڈائریکٹری سرشتہ تعلیم میں تعلیمی معاملات میں بہت کچھ تجدید اور اصلاح کی ۱۲۹۷ھ  
 میں ہزبائیس نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ بھوپال نے آپ کو بارہ ہزار کی جاگیر اور  
 ۱۲۹۸ھ میں بمقام کلکتہ اپنے دسکٹ خاص سے ایک توف ظمائی اور اعلیٰ جاگیر دارون کا  
 درجہ عطا کیا۔ اسکے بعد جشن تقریب تاج محل کے موقع پر آپ کو صفی الدولہ حسام الملک  
 کے خطاب سے مخاطب کیا اور اپنی ریاست میں آپ کی اردلی اور سلامی مقرر کی۔ ہزبائیس  
 کے ساتھ آپ بڑے بڑے درباروں میں شریک ہوئے اور ہزبائیس والیسراے کی  
 خدمت میں نذرینے اور عطرو پان لینے کی عزت حاصل ہے۔ مسٹر آرٹلڈ صاحب پروفیسر  
 مدرسۃ العلوم علیگڈھ کی تائید سے آپ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے ممبر منتخب ہوئے

دو اسی سال دربار لیوی میں شرکت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ سکونت بھوپال۔



شمشیر بہادر۔ نواب۔ ولادت ۱۸۷۷ء۔ آپ نواب عبدالصمد خان بخاری کے خاندان سے ہیں جو فن سپاہگری میں بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی کے استاد اور ندیم تھے۔ بعد زوال سلطنت مغلیہ ان کے فرزند اور آپ کے نانا نواب محمد رمضان علی خان نے فیچور میں توطن اختیار کیا اور یہیں جائداد ارضی خرید کی جہاں آپ کے مامون محمد غلام حیدر خان اور محمد غلام قادر خان اپنی آبائی جائداد پر قابض اور انگریزی مجسٹریٹ ہیں۔ آپ نے اپنے نانا کی زیر تربیت علوم عربی و فارسی۔ ہندی و انگریزی کی تعلیم پائی منشی محمد ظہیر الدین خان ظہیر جہاں آبادی کی دختر آپ کو منسوب ہیں۔ نواب شمشیر بہادر کو ہز باننس رندھیراجی بیرسواکی مہاراجہ مرہٹہ نچور سنگھ صاحب بہادر فرما کر اسے ریاست اسجے گڈھ نے آپ کی نمایاں خدمات ریاست کے جلد وین ششہ کے ایک دربار عام میں نوابی کا خطاب مرحمت فرمایا اور ٹیکا اور تعظیم عطا کی۔ آپ کا شمار ریاست اسجے گڈھ کے اعلیٰ جاگیر داروں میں ہے۔ شاعری کی جانب بھی آپ کو خاص میلان ہے۔ آغز تخلص کرتے ہیں اور یاس لکھنوی سے تلمذ رکھتے ہیں۔ آپ کا کلام نہایت پاکیزہ ہوتا ہے آپ نے فسانہ عجائب کے جواب میں ایک فسانہ آغز عشق لکھا ہے۔ فن شہسواری اور قادر اندازی میں اکثر ماہرین فن نے آپ کو داد دی ہے۔ سکونت اسجے گڈھ۔ بوند لکھنؤ۔



غلام قادر خان۔ خان بہادر۔ آپ ششہ اع میں بمقام خورجہ پیدا ہوئے آبائی پیشہ سپاہگری ہے۔ بارہ برس کی عمر میں اپنے والد عبدالقادر خان کے ہمراہ گوالیار گئے جہاں آپ دو نیت سے مہاراجہ سیندھیا کے ٹکڑے اڑتھے اور وہ مئی ششہ اعیسوی کو مہاراجہ سیندھیا بہادر کے سر ششہ پولس میں داخل ہوئے اور بتدریج ترقی کر کے

دوسروں پر مہار کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ اسی وقت آپ نے ایک مشہور ڈاکو جو دھانے کو گرفتار کیا جس کے واسطے چار سو روپیہ کا انعام مقرر تھا۔ اسی وقت آپ نے موہن لال مشہور ڈاکو کی سرغرضانی پر مامور ہوئے اور آپ نے بعد جب مبلغ اسکی جماعت کے چالیس ڈاکوؤں کو گرفتار کر لیا۔ اسکے صلہ میں دربار نے آپ کو ایک خلعت اور ایک طلائی کلنٹھی مرحمت فرمائی اور صاحب کلکٹر و سپرنٹنڈنٹ پولس آگرہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا پھر اسی وقت آپ نو لکھ ڈاکو کی گرفتاری پر متعین ہوئے جس کے واسطے دو ہزار روپیہ کا انعام مقرر تھا۔ آپ نے مردانگی سے اسکا مقابلہ کیا اور اسکی جماعت کے دو آدمیوں کو گرفتار بھی کر لیا۔ گورنمنٹ نے آپ کی اس قیمتی خدمت کے اعتراف میں آپ کو خطاب خان بہادر سے ممتاز فرمایا اور دربار نے آپ کو ایک خلعت مع ایک ریو اور کے مرحمت کیا۔ اسی وقت آپ نے راجہ خان میواتی ڈاکو کو گرفتار کیا جس کے سبب سے وسط ہند کی اکثر ریاستوں اور محکمہ ٹھکی و ڈکیٹی کو سخت پریشانی لاحق تھی اسکے صلہ میں صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر نے آپ کے واسطے دربار کو الیاز سے سو روپیہ مہار کی معافی عطا کرنے کی سفارش کی۔ اور اسی وقت آپ نے مہربان سنگھ ڈاکو کی کل جماعت کو گرفتار کر لیا جس کے صلہ میں دربار نے آپ کو چار سو روپیہ نقد اور انسپکٹر جنرل صاحب نے ایک ریو اور عطا فرمایا اسکے بعد بھی آپ نے متواتر ایسے کارہائے نمایاں کیے جس کے سبب سے گورنمنٹ مالک متحہ آگرہ و اودھ اور محکمہ ٹھکی و ڈکیٹی نے کمرسہ کمر آپ کی قدر افزائی کی اور سرکاری رپورٹوں میں تعریف کے ساتھ آپ کا تذکرہ کیا گیا۔ اب آپ کو الیاز سے پنشن یا ہ ہو کر ریاست وڈنگر پور میں سپرنٹنڈنٹ پولس ہیں۔ سکونت وڈنگر پور۔

رضا حسین۔ منشی۔ خان بہادر۔ آپ ہاشمی النسل ہیں۔ آپ کے بزرگ سلطنت بنی امیہ کے عہد میں مدینہ سے ایران میں آئے تھے۔ جہاں آپ کی چند پشتیں گذرین۔

جب بہایون بادشاہ نے ہندوستان کو مراجعت کی تو آپ کے ایک بزرگ کمال حافظ بحیثیت ایک فوجی افسر کے وہاں سے ہندوستان میں وارد ہوئے اور دہلی میں سکونت اختیار کی۔ چند پشتون کے بعد دہلی سے اٹھا وہ کو اپنا مستقر قرار دیا۔ آپ کے جدا مجد مولوی فرخ حسین جو عہد شاہی میں لکھنؤ میں ملازم تھے ریاست باؤنی میں آئے اور نواب نصیر الدولہ بہادر رئیس اول ریاست کے ولیعہد نواب امیر الملک بہادر کی تعلیم کے لیے مقرر ہوئے۔ آپ کے والد مرحوم منشی محمد نادر حسین عرصہ تک ریاست باؤنی کے مدارالہام رہے۔ غدر ۱۲۵۷ء میں انھوں نے گورنمنٹ انگلشیہ کی فوج کو جو کالپی فتح کرنے کو آئی تھی رسد رسانی کے ذریعہ سے معقول مدد دی اور بہ اعزاز و اکرام ریاست باؤنی میں عمر بسر کی۔ آپ محکمہ انجینیئر بنی لکھنؤ میں مختلف عہدوں پر مامور رہے ۱۲۸۳ء میں منجانب گورنمنٹ ریاست لکھنؤ دھانہ کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ ۱۲۸۵ء میں اعظم الامرا معین الملک فخر الدولہ صاحب جاہ مہین سردار نواب محمد حسن خان بہادر والی ریاست باؤنی نے ازراہ قدر دانی محکمہ انجینیئر سے آپ کو مانگ لیا اور دربار کا اول ممبر مقرر فرمایا۔ ۱۲۹۷ء میں جب نواب مدوح نے مع اپنے فرزند نواب محمود حسن خان کے مکہ معظمہ میں قصا کی تو ریاست گورنمنٹ کی نگرانی میں آئی اور آپ گورنمنٹ انڈیا کے حکم کے مطابق ریاست کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ آپ کے انتظام میں ریاست نے خاطر خواہ ترقی کی۔ رعایا خوشحال اور فارغ البال رہی۔ تعمیرات کی بنیاد پڑی۔ چند نہرین جاری ہوئیں۔ تاریقی کا سلسلہ قائم ہوا۔ افتادہ زمینیں مزدور ہوئیں۔ عدالتی اصول قائم ہوئے۔ اور سٹامپ جاری ہوا۔ ان خدمات کے صلہ میں یکم جنوری ۱۲۹۷ء عیسوی کو گورنمنٹ عالیہ نے آپ کو خان بہادر کا خطاب مرحمت کیا۔ ۱۲۹۷ء میں اپنے پنشن کی درخواست کی اور انتظام ریاست باؤنی سے سبکدوش ہو کر ضلع جالون اور سمیر پور میں زمیندارانہ زندگی بسر کرنے لگے۔ اب آپ کی عمر تخمیناً پچاس برس کی ہے۔ سکونت



سہارا ضلع جالون۔

طہارت حسین۔ خان صاحب۔ آپ کا اصلی وطن گیا واقع بنگال ہے۔  
آپ ہاسپٹل اسسٹنٹ اور بھوپال بٹالین مین معین ہیں۔ آپ کی خدمات سٹائٹس کے  
جلد دومین ۲۵۔ مئی ۱۹۱۵ء کو گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خان  
صاحب کا خطاب مرحمت کیا۔ سکونت بھوپال۔

مقصود علی خان۔ خان بہادر۔ آپ کی خدمات سٹائٹس کے صلد مین گورنمنٹ  
انگلشیہ نے بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو خان بہادر کے معزز خطاب سے مفتخر و مشرف کیا۔  
سکونت بھوپال۔

نوروز جی مانک جی۔ کھوری۔ خان بہادر۔ آپ کی اعلیٰ خدمات کے  
جلد دومین گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کے خطاب سے  
ممتاز و سرفراز کیا۔ سکونت ریاست دھاڑ۔

وامن راؤ بابا یو جی۔ رائے بہادر۔ آپ سابق مین ریاست جوہٹ کے  
عہدہ سپرنٹنڈنٹ پر ممتاز تھے۔ گورنمنٹ ہند نے آپ کی خدمات سٹائٹس کے جلد  
دومین بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو رائے بہادر کے خطاب سے معزز و مفتخر کیا۔ سکونت  
ریاست جوہٹ۔

گوپال راؤ جگناتھ بیاس۔ پنڈت۔ رائے بہادر۔ آپ بھوپال میں رہتے ہیں۔

کے متعلق چھوٹی ریاستوں کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ گورنمنٹ ہند نے آپ کی نمایاں خدمات کے صلہ میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رے بہادر کے خطاب سے معزز و مفتخر کیا۔ سکونت بھوپا در۔

گوبال و شواس راؤ۔ پنڈت۔ راؤ بہادر۔ آپ سابق میں ریاست دھار کے دیوان اور سپرنٹنڈنٹ تھے۔ گورنمنٹ ہند نے آپ کی نمایاں خدمات کے صلہ میں ۲ جنوری ۱۹۹۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو راؤ بہادر کا خطاب عطا کیا۔ سکونت ریاست دھار۔

وی۔ کے۔ گنتے۔ راؤ بہادر۔ آپ سابق میں ریاست دیواس پانچ خرد کے سپرنٹنڈنٹ کے معزز عہدہ پر مامور تھے۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی خدمات بائستہ کے جلد و میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے راؤ بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سکونت ریاست دیواس پانچ خرد۔

بلونت راؤ ٹرمیک۔ راؤ بہادر۔ آپ ریاست سیتامو واقع وسط ہند کے دیوان ہیں۔ گورنمنٹ ہند نے آپ کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے راؤ بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت سیتامو۔

جانکی پرشاد۔ راؤ بہادر۔ آپ ریاست دتیا کے دیوان کے معزز عہدہ پر مامور ہیں۔ گورنمنٹ ہند نے آپ کی نمایاں خدمات کے صلہ میں یکم جنوری ۱۹۹۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو راؤ بہادر کے خطاب سے معزز و ممتاز کیا۔ سکونت دتیا۔

**رام کرشن نپیت**۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۳۲ء۔ آپ ریاست کوٹھی کے دیوان ہیں۔ آپ کی نمایاں خدمات ریاست کے جلد وین ۷۔ اپریل ۱۸۹۹ء میں آپ کو رائے بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت ریاست کوٹھی گجملہ گھنڈ۔

**نرائن راؤ بھیکاجی**۔ راؤ بہادر۔ آپ سابق میں ریاست جھابو کے دیوان تھے۔ آپ کی خدمات ریاست کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے راؤ بہادر کے خطاب سے ممتاز و سرفراز کیا۔ سکونت جھابو۔

**گنپت رام رام چندر**۔ راؤ بہادر۔ سابق میں ریاست دیواس کی خدمات آپ کے سپر وٹھین۔ گورنمنٹ ہند نے آپ کی خدمات بائسٹہ کے صلہ میں ۳۱۔ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو رائے بہادر کا خطاب مرحمت کیا۔ سکونت اوچین۔

**راؤ جی جناروہن**۔ بھیدے۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ آپ ریاست دیواس پانی خرو کے منصب وزارت پر مامور ہیں۔ آپ کی اعلیٰ خدمات کے جلد وین گورنمنٹ عالیہ ہند نے آپ کو قیصر ہند درجہ دوم کا تمغہ عنایت کیا۔ سکونت دیواس۔

**کاشی راؤ سروے**۔ جنرل۔ سردار بہادر۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو ۲۱۔ جنوری ۱۸۹۴ء کو سردار بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ آپ ہزٹائنس مہاراجہ سیندھیا کی افواج گوالیار کے کمانڈر انچیف ہیں۔ آپ کی اعلیٰ خدمات ریاست کے جلد وین گورنمنٹ انڈیا نے جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند کی

ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر سی۔ ایس۔ آئی۔ کے خطاب سے معزز و مفتخر فرمایا۔ سکونت  
لشکر گوالیار۔

سوہن لال۔ منشی۔ رائے صاحب۔ رائے بہادر۔ آپ کا اصلی وطن  
منظر نگر واقع ممالک متحدہ آگرہ و اودھ تھا۔ ریاست بیکانیر کی مدید ملازمت اور  
حسن خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انڈیانے ۳۱ جون ۱۹۳۷ء کو آپ کو بطور  
ذاتی اعزاز کے رائے صاحب کے خطاب سے معزز کیا۔ اسکے بعد آپ کی خدمات  
ریاست بھرت پور کو منتقل ہو گئیں۔ جہاں کی کونسل کے آپ سکریٹری اور ممبر  
ہیں۔ آپ کی ان خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ انڈیانے آپ کو رائے بہادر کے  
معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سکونت بھرت پور۔

مدار علی۔ میر۔ خان بہادر۔ آپ ریاست کوٹہ کی سپرنٹنڈنٹ باغات کے  
عہدہ پر مامور ہیں۔ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ نے اپنی رپورٹ میں آپ کو ریاست کا  
خیر خواہ اور مستحق ملازم تسلیم کیا ہے۔ ان کی سفارش پر گورنمنٹ انڈیانے آپ کو  
جنوری ۱۹۳۷ء میں بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کے خطاب سے معزز و مفتخر  
کیا۔ سکونت کوٹہ۔

گھمنڈ می لال۔ رائے صاحب۔ آپ کوٹہ کے امپریل سروس ٹرانسپورٹ  
کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں آپ کو  
بطور ذاتی اعزاز کے رائے صاحب کے خطاب سے معزز و مفتخر کیا۔ سکونت بھرت پور۔

دیہی پرشاد و منشی۔ رائے بہادر۔ آپ سری و استوید کا استھاد و ر ضلع گورکھپور واقع  
 مالک متحدہ اگرہ دادو دھ کے باشندے ہیں۔ آپ کے اجداد راجہ صاحب بانسی کی سرکامین  
 مناصب جلیل پر ممتاز تھے۔ آپ کے چچا منشی شیو غلام رائے سمیت ۱۸۵۵ء میں راجہ بانسی کی جانب  
 سے ریاست ریوان میں بھیجے گئے تھے جہاں رئیس مادھو گڈھ نے انکو باعزاز تمام اپنے  
 زمرہ مصاحبین میں داخل کر لیا اور تنخواہ معقول کے علاوہ موضع گھوگھوار عطا فرمایا۔ انھوں نے  
 سمیت ۱۹۲۰ء میں پچاس برس کی عمر میں دہن انتقال کیا۔ منشی دیہی پرشاد منشی رام غلام کے  
 فرزند ہیں۔ آپ گیارہ برس کی عمر میں اپنے چچا کے پاس آئے اور انکی زیر نگرانی علم فارسی و  
 ہندی میں مہارت تامہ حاصل کی۔ بیس برس کی عمر یعنی سمیت ۱۹۲۵ء میں والی ریاست ریوان  
 نے آپ کو سب انسپکٹری مادھو گڈھ کے عہدہ پر ممتاز کیا اور سرکش اقوام کی تہدید و تنبیہ  
 کے لیے آپ پر گنہ گروی میں مامور ہوئے جہاں افواج ریاست کی امداد سے اپنے نہایت  
 عمدگی سے انکو مطیع کیا۔ اسکے بعد مختلف پرگنوں میں آپ اسی کام پر متعین ہوئے۔ اسکے  
 صلہ میں دربار ریوان نے آپ کو عہدہ تحصیلداری اور مجسٹریٹری درجہ دوم عطا کیا۔ سمیت ۱۸۸۶ء  
 میں حسن کارگزاری کے جلدو میں آپ خاص ریوان میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ درجہ اول  
 باختیارات کال مقرر ہوئے۔ اثنائے ملازمت میں اپنی خوش انتظامی کے لحاظ سے  
 آپ خلعت وغیرہ سے مخلص ہوتے رہے۔ سمیت ۱۸۹۶ء میں آپ کی نمایان خدمات ریاست کے  
 صلہ میں آپ کو گورنمنٹ انڈیا نے رائے بہادر کا خطاب عطا فرمایا اور ریاست ریوان سے  
 آپ کو سروربا نفیسم اور خلعت فاخرہ مرحمت ہوا۔ ابتداء ملازمت سے اس وقت تک اپنے  
 اپنے عہدہ انتظام اور اعلیٰ خدمات سے حکام گورنمنٹ انگلشیہ۔ دربار ریوان اور اسکے  
 باشندوں کو خوش اور رضا مند رکھا۔ سکونت ریوان۔

رکھو ناتھ سنگھ۔ رائے بہادر۔ گورنمنٹ ہند نے آپ کی قیمتی خدمات کے صلہ میں

۳۱۔ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو راؤ بہادر کے خطاب سے مفتخر کیا۔ سکونت رتلہام۔

رام کشن آبا جی۔ عرف نانا بھیا۔ راؤ بہادر۔ آپ ریاست گوالیار کے بوڑھے آف  
رونیو کے سکریٹری ہیں۔ آپ کی اعلیٰ خدمات ریاست کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے  
آپ کو یکم جنوری ۱۹۵۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے راؤ بہادر کے خطاب سے مشرف کیا۔  
سکونت گوالیار۔

رگھوناتھ راؤ بھگلوت۔ راؤ بہادر۔ آپ کی نمایاں خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ  
ہند نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے راؤ بہادر کے خطاب سے معزز و ممتاز کیا۔ سکونت گوالیار۔

کرشنا راؤ مورتی۔ راؤ بہادر۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند درجہ دوم۔ آپ ریاست دھار  
کی سپرنٹنڈنٹ کی معزز عہدہ پر ممتاز ہیں۔ گورنمنٹ ہند نے آپ کی مختلف نمایاں خدمات  
ریاست اور ملکی ہمدردی کے جلد و مین راؤ بہادر کے خطاب اور تمغہ قیصر ہند درجہ دوم  
سے سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت اندور۔

جگجیون جیون مہتہ۔ رائے بہادر۔ آپ بھوج کے رئیس اور جیلمیر کے دیوان  
ہیں۔ آپ کی اعلیٰ خدمات ریاست کے جلد و مین آپ کو گورنمنٹ انڈیا نے ۲۶ مئی ۱۹۵۹ء  
کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے بہادر کا خطاب مرحمت کیا۔ سکونت جیلمیر۔

چھتر سال۔ ٹھاکر۔ رائے بہادر۔ آپ ریاست منگل گڈھ ویرسیہ متعلقہ ایکسی بھوپال کے رئیس ہیں۔ آپ کی خاندانی وجاہت کے لحاظ سے گورنمنٹ نے آپکو بطور ذاتی اعزاز کے ۲۰۔ مئی ۱۹۱۷ء کو خطاب مذکور مرحمت فرمایا۔ سکونت بیرسیہ بھوپال۔

ٹیکارام۔ منشی۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۳۷ء۔ آپ کی خدمات نمایان کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے یکم جنوری ۱۹۱۷ء کو رائے بہادر کے خطاب سے ممتاز کیا۔ سکونت راگھو گڈھ۔

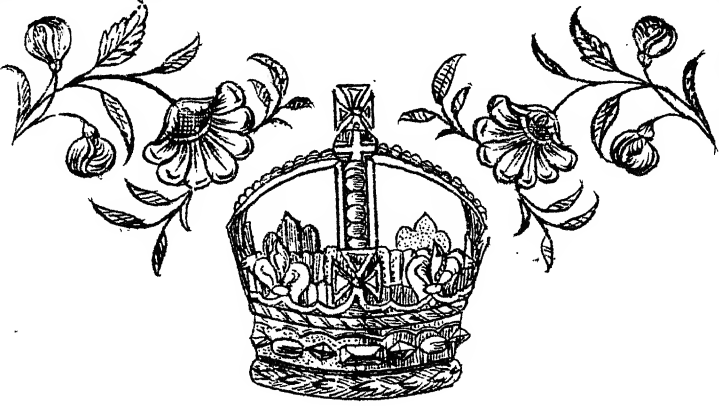
رام گوپال بوس۔ رائے بہادر۔ آپ سابق میں ریاست اندور کے گورنمنٹ خزانہ تھے۔ آپ کی خدمات ریاست کے جلدو میں گورنمنٹ ہند نے آپکو بطور ذاتی اعزاز کے ۲۲۔ جون ۱۹۱۷ء کو رائے بہادر کے معزز خطاب سے مفتخر کیا۔ سکونت حال اکہ آباد۔

راوٹے لال۔ منشی۔ رائے بہادر۔ آپ ریاست ناگوڈ کے دیوان ہیں۔ آپ کی خدمات بالستہ کے جلدو میں آپ کو گورنمنٹ ہند نے بطور ذاتی اعزاز کے یکم جنوری ۱۹۱۷ء کو رائے بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ سکونت ناگوڈ۔

لال بہاری لال۔ بابو۔ رائے بہادر۔ آپ کی قیمتی خدمات کے جلدو میں گورنمنٹ انڈیا نے یکم جنوری ۱۹۱۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو رائے بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت ستنا۔







کبھی

BOMBAY.

نوکشورپس لکھنؤ

## بہائی

## فہرست اسمائے گرامی خطاب یافتگان و مشاہیر احاطہ بہائی

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۸۲	انت نرائن ڈلوے۔ راؤ صاحب۔ رئیس بہائی۔	۱۱۸	ابراہیم۔ حافظ شیخ۔ خاٹا صاحب۔ رئیس بہائی۔
۶۳	اندر راؤ رام کرشن۔ تیاچکر۔ راؤ بہادر۔ رئیس بہائی۔	۱۱۴	ایسا جی گنیش۔ وندیکر۔ راؤ بہادر۔ رئیس تھانہ۔
۲۹	اسے۔ ایس موس۔ خاٹا صاحب۔ رئیس بہائی۔	۸۹	آوجی پیر بھائی رفیع الدین سیٹھ۔ جی۔ پی۔ رئیس بہائی۔
۷۲	ایڈلجی دوسا بھائی۔ خان بہادر۔ رئیس احمد آباد۔	۹۴	آدم یوسف بھائی شیخ۔ خاٹا صاحب۔ رئیس بہائی۔
۱۱۷	ایڈلجی دین شاہ سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس کراچی۔	۱-۹	آذربجی جمشید جی۔ خان صاحب۔ رئیس بہائی۔
۱۱۸	ایڈلجی رستم جی۔ نگر والا۔ خاٹا صاحب۔ رئیس احمد نگر۔	۸۵	آذربجی سہراب جی۔ خاٹا صاحب۔ رئیس زیلا۔
ب		۱۱۰	آذربجی منوچر جی۔ دلال۔ خان بہادر۔ رئیس بھروچ۔
		۱۱۹	آر۔ ایس۔ گنیش وٹیش جیگلیکر تھریافتہ قیصر ہند۔
۷۲	بابو راؤ بھاجندر۔ اونکار۔ راؤ بہادر۔ رئیس پونا۔	۷۲	اسحاق حاجی عیسیٰ حاجی۔ خان صاحب۔ رئیس بہائی۔
۴۶	بابو میان شیر میان۔ خاٹا صاحب۔ رئیس احمد آباد۔	۷۱	اسمعیل خان ولد صالح خان۔ خان صاحب۔ رئیس کلاہا۔
۱۱۵	بالاجی مارتند۔ کچلے۔ راؤ بہادر۔ رئیس کراچی۔	۱۱۰	عتبار خان احمد خان۔ خان صاحب۔ رئیس جلاکوٹ۔
۹۴	بالکرشن بھبھو اجی۔ راؤ صاحب۔ رئیس بہائی۔	۳۴	اٹول شکیم داس سیٹھ۔ راؤ بہادر۔ رئیس حیدر آباد۔
۱۱۷	بالکرشن راجندر پٹیس۔ راؤ بہادر۔ رئیس راج پٹیل۔	۶۹	الیا نجن۔ خان صاحب۔ رئیس سکھر۔
۷۲	بال گنگا دھر ساسے۔ راؤ بہادر۔ رئیس پونا۔	۴۷	امبرشکھ صوبہ داہجر۔ بہادر۔ رئیس امرتسر۔
۱۷	بدر الدین طیب جی۔ آنر بیل۔ طبر جٹس۔ رئیس بہائی۔	۱۱۱	استھالال سکرا لال۔ دیوانی شمس العلماء رئیس بڑودہ۔
۵۵	برج لال پرشوتم۔ راؤ بہادر۔ رئیس شکر علاقہ بڑودہ۔	۹۴	انتاجی راجندر جگلیکر۔ راؤ صاحب۔ رئیس ہاروار۔
۱۱۲	برجور جی نوشر دان جی۔ کیل۔ خان بہادر۔ رئیس بڑودہ۔		
۸۰	بھاسکر راؤ بالکرشن پٹیل۔ راؤ بہادر۔ رئیس بڑودہ۔		
۹۰	بھاجندر کرشن۔ بھٹو ویکر۔ سمنائٹ۔ رئیس بہائی۔		
۹۶	بھاورے رنجھوڑے۔ دیوانی۔ راؤ صاحب۔ رئیس گدھڑ۔		

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۶۴	بران شکر ترپور شکر راو صاحب۔ رئیس سورت۔	۳۹	بہرام جی دادا بھائی بھج۔ پی۔ خان بہادر۔ رئیس بایکلا۔
۸۶	پرشوتم راو دھوجی۔ راو صاحب۔ جی۔ پی۔ بی۔ بی۔	۷۱	بہرام جی سہراب جی۔ کارڈ ماسٹر خان صاحب رئیس احمد نگر۔
۶۴	پریم چندشن داس۔ راو صاحب۔ رئیس کیرا۔	۱۳	بہرام جی مہراں جی طیب باری۔ تفتیانہ فیض مند درجہ اول۔ رئیس بھجی۔
۳۱	پشوتن جی پالن جی۔ بھیدوار۔ خان صاحب رئیس ضلع بھجی۔	۲۵	بھمن جی بہرام جی۔ پٹیل۔ خان بہادر۔ رئیس بھجی۔
۷	پشوتن جی جھاگی طالع پارخان۔ خان بہادر سی۔ آئی۔ اسی۔ رئیس بھجی۔	۷۶	بھمن جی جاسپ جی۔ دستور سی۔ آئی۔ ہی۔ بی۔
۹۳	پشوتن جی سہراب جی بھج والا۔ خان بہادر بھجی	۱۰۰	بھیکاجی امرت۔ چوبے۔ راو صاحب۔ رئیس پونا۔
۳۸	پوت دیگی۔ راو بہادر۔ رئیس کاٹھیا واڑ۔	۴۸	بھیکاجی رتن جی۔ رانا۔ خان صاحب۔ رئیس بھجی۔
۲۹	پوشل سنگھ۔ بہادر۔ رئیس لدھیانہ پنجاب۔	۹۸	بھیمچاریہ جھنگلے کرہا مہوپادھیال۔ رئیس کرناٹک۔
۳۷	پیشیش خان ولد پوجا خان۔ صوبہ دار میجر سردار بہادر خان بہادر۔ رئیس گوٹ لاہوری لاہرانہ واقع سندھ۔	۲۹	بھیم جی بھائی رستم جی۔ اشیر نر۔ خان صاحب۔ بھجی۔
۴۵	پیشیش خان ولد فیروز خان۔ خان بہادر۔ رئیس سرحد بالائی سندھ۔	۲۸	بھیر داس بہاریداس دیسائی۔ سوار۔ راو بہادر رئیس نیا ضلع کیرا۔
۱۰۳	پیر شاہ مردان شاہ ولد پیر حزب اللہ شاہ۔ شمس العلماء۔ رئیس کنٹری ضلع شکار پور سندھ۔	پ	
۲۷	پیر محمد مولوی۔ خان بہادر۔ رئیس شولا پور۔		
ت		۱۱۱	پارتی شکر کنی شکر دیو۔ راو بہادر۔ رئیس سورت۔
		۱۱۰	پالن جی آدو جی۔ مستری۔ خان بہادر۔ رئیس کرلیجی۔
۱۱۸	تارا چند جے رام داس۔ راو صاحب۔ رئیس حیدر آباد سندھ۔	۲۶	پالن جی پشوتن جی۔ رگھینا۔ خان صاحب۔ رئیس بھجی۔
۹۴	نانا جی نکھوا۔ پٹیل۔ راو صاحب۔ رئیس بھجی۔	۱۰۰	پالن جی رتن جی۔ خان صاحب۔ رئیس بھجی۔
۹۴	ترمبک انت۔ رسوا کر۔ راو صاحب۔ رئیس پونا۔	۹۲	پالن جی ہرمن جی دادا چان جی۔ خان بہادر۔ رئیس بھجی۔
۱۱۲		۷۸	پٹلا جی راؤ۔ گوجر۔ بہادر۔ رئیس رتناگری۔
		۹۹	پران جیون داس پھوداس۔ راو بہادر۔ بڑودہ۔
		۹۶	پران جیون وشونا تھ۔ راو بہادر۔ رئیس ڈھول کاٹھیا واڑ۔

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۴۸	ح حاجی ابراہیم حاجی سیر - خان صاحب - بمبئی	۴۶	تھارو خان ولد فتح محمد - سرائی - خان بہادر - رئیس لار خانہ واقع سندھ -
۱۱۲	حاجی خدابخش ولد قاضی خان - خان بہادر پھر و پارکر	ط	
۸۵	حسن علی ملا حکیم جی - خان صاحب - رئیس بمبئی -	۱۱۷	ٹھاکر رام رامد - راؤ بہادر - رئیس بمبئی -
۶۲	حسن علی ولد محمد حسن - خان بہادر - رئیس کراچی -	۴۲	ٹھاکر داس کیکا بھائی - راؤ بہادر - رئیس بمبئی -
	حسین محمد خان - نواب - رئیس پالن پور واقع گجرات احاطہ بمبئی -	۹۷	ٹھل رام حکیم چند - سی - آئی - سی - رئیس کراچی
۶۵	حیدر شاہ احمد شاہ منشی - خان صاحب - گودھرا -	ج	
۶۹	خ خدابخش - خان صاحب - رئیس عدن -		جس گوہند ناگوگیر - راؤ صاحب - رئیس زوگاٹون ضلع رتناگری -
۶۹	خداداد خان رازو خان - خان بہادر - رئیس سکھر	۱۰۵	جمال محمد الدین - مید - خان بہادر - رئیس بھندگاٹون خاندیس -
۵۲	خوشا باچا پاجی کالے - راؤ بہادر - رئیس بمبئی -	۶۲	جمشید جی رسم جی - دیسائی - خان بہادر - رئیس پونا -
۱۱۵	خوشحال - رائے سار اچھائی - راؤ بہادر - احمد آباد -	۲۵	جمشید جی نوشیروان جی - ٹانگا - رئیس بمبئی -
۳۹	د دادا گویش سینس - راؤ صاحب - رئیس پونا -	۱۲	جمشید جی ہر فرجی - مارکر - خان صاحب - کراچی
۹۳	دادا بھائی پالن جی - خان بہادر - رئیس پونا -	۱۰۹	جہانگیر شون جی - خان بہادر - رئیس احمد آباد -
۵۴	دادا بھائی سہراب جی - منصفنا - خان صاحب رئیس کراچی -	۱۱۹	جیون جی جمشید جی - سودی - شمس العلماء - بمبئی -
۴۰	دادا بھائی نور زنجی - سٹر - رئیس بمبئی - حال ساکنی	۱۱	چند اسٹکھ کان سٹکھ - شاہانی - راؤ بہادر - رئیس حیدر آباد سندھ -
۱۰۳	دادا امیان نور خان - خان صاحب - خاندیس -	۹۶	چنی لال بینی لال - آنریبل - سی - آئی - ای - رئیس بھرنج -
۴۴	دادا انتھاجی - شگلہ - راؤ صاحب - رئیس پونا -	۹۸	
۸۲	دادا بھاسکھارام شرولکر - راؤ بہادر - رئیس پونا -		

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
	ڈ		
۹۵	ڈھاک جی کاشی ناتھ جی۔ راؤ بہادر۔ پونا۔	۱۰۲	داراب پشتون جی۔ سبھانہ۔ دستور رئیس العلماء پٹی۔
۱۰۹	ڈیو دسا لومن۔ خانصاحب۔ رئیس پٹی۔	۹۳	داراشاہ رتن جی۔ چکمر۔ خان بہادر۔ رئیس پٹی۔
	ر	۲۴	دامودر و جیرنگم۔ مدلیار۔ راؤ صاحب رئیس پونا۔
۱۰۲	راجی بھگوان۔ بھگت۔ راؤ صاحب۔ رئیس پٹی۔	۹۲	داؤد بھائی موسیٰ بھائی۔ خان بہادر رئیس پٹی۔
۱۰۷	راجی پاڈو۔ راؤ صاحب۔ رئیس پونا۔	۱۰۲	دلپت بھائی کھنڈو بھائی۔ ویسائی راؤ صاحب پٹی۔
۴۰	راجی گنگا جی۔ بھورے۔ راؤ صاحب۔ پونا۔		دلپت رام پلان جیون کھنڈ۔ راؤ صاحب۔
۱۱۶	راجندر راپو جی۔ راؤ بہادر۔ رئیس شاہ پور۔	۶۰	جیش آف دی پس۔ رئیس پٹی۔
۹۵	راجندر ترپک۔ آچاریہ۔ خان بہادر۔ رئیس تھانہ۔	۴۶	دوسا بھائی پشتون جی۔ خان بہادر۔ سورت۔
۱۱۴	راجندر سدھی۔ راؤ بہادر۔ ملا پور۔ رئیس دھارواڑ۔	۸۰	دولب جی مٹی وید۔ راؤ بہادر۔ رئیس پلان پور۔
۱۱۲	راجندر کرشنا۔ کوٹھادی۔ راؤ صاحب۔ رئیس ستارہ۔		دولت رائے سمیت رائے منشی۔ راؤ بہادر۔
	رام راؤ ویاس راؤ۔ ویسائی۔ راؤ صاحب۔	۱۰۴	رئیس سورت۔
۲۸	رئیس دھاڑواڑ۔		دھرنی دھرم جیون داس۔ ویسائی۔ راؤ صاحب۔
	رام کرشن گوپال۔ بھنڈا کر۔ سی۔ آئی۔ ای۔	۶۸	رئیس گوگو۔
۵۷	رئیس پونا۔	۳۵	دھننی شاہ ہرم جی۔ کراکا۔ خان بہادر۔ رئیس پٹی۔
۱۰۴	راؤ جی ترپک۔ راؤ بہادر۔ رئیس رتناگری۔		دھوندی ہمنٹ راؤ۔ بردے۔ راؤ بہادر۔
۸۷	راؤ جی راؤ سامونت۔ سردار بہادر۔ سانگلی۔	۱۱۵	رئیس پٹی۔
۶۲	رتن جی بزن جی۔ خان بہادر۔ رئیس نصیر آباد۔	۹۴	دی۔ پی۔ چون۔ ڈاکٹر۔ راؤ صاحب پٹی۔
۱۰۹	رتن جی دھن جی بھائی۔ خانصاحب۔ رئیس پٹی۔	۱۹	دین شاہ اٹیگی۔ واپا۔ جیش آف دی پس پٹی۔
۹۳	رتن جی رستم جی۔ خان بہادر۔ رئیس پٹی۔	۴۹	دین شاہ دوسا بھائی کھنڈا۔ کپتان۔ خان بہادر۔ پونا۔
۱۰۱	رتنسی موکی۔ غنیہ یافتہ قیصر ہند۔ درجہ دوم۔		دین شاہ دوسا بھائی نور والا۔ خان بہادر۔
۱۰۵	رستم جی مانک جی۔ خانصاحب۔ رئیس پٹی۔	۶۳	رئیس متوسط ہند۔
۵۴	رستم جی ہرم جی۔ کوتوال۔ خان بہادر۔ بیلگام۔		دیو جی اودھار جی۔ چوٹن۔ راؤ صاحب۔
		۹۶	رئیس پٹی۔

نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ
رئیس بخش شیر محمد - خان بہادر - رئیس شکار پور	۸۷	سیتا رام سوامی - نیدو - راؤ صاحب - بہائی	۲۴
رگھوناتھ بابو جی - پیٹکے - راؤ صاحب - رئیس چیلون	۱۱۳	شاہ پسند خان ولد ارسلان خان - ویرو خان بہادر	
رگھوناتھ راجندر - شرگافون کر - راؤ صاحب		رئیس کوٹ سلطان سندھ	۸۶
رئیس کوٹ لکھ پور -	۱۰۵	شمس اہل ستیا رام مسر - ڈاکٹر - راؤ صاحب	
رگھوناتھ کرکشن - راؤ صاحب - رئیس بچا پور	۱۰۴	جسٹس آف دی پیس - کالیادوبی روڈ -	۱۱۳
رہضان عبداللہ - خان صاحب - رئیس کراچی	۱۰۰	شننارام دتایک - کنٹک - راؤ بہادر - رئیس پونا	۷۲
روشن علی اسد علی - میر - خان صاحب - بہائی	۱۰۳	شکر راجی - گندھی - راؤ بہادر - رئیس پونا	۸۰
رچھو مل مول رام - دیوان - راؤ بہادر - رئیس سندھ	۵۰	شیخ قادر - بہادر - رئیس گرگام -	۷۱
زور آور خان عمر خان - ملک تھیمہ یافتہ قیصر ہند		شینو کرشن مدگوی راؤ بہادر - رئیس بہائی	۱۱۷
رئیس وراہی علاقہ پالتور -	۱۰۱	شیو رام مہادیو - نجوشی - راؤ صاحب - ترنگری	۱۰۰
س		شیو لال موٹی رام - راؤ صاحب - رئیس بہائی	۶۹
سدا شیو کرشنا باپت - رسالدار قیصر ہند -	۱۰۱	ص	
سری کرشن واسدیو جی - ولرکیر - راؤ بہادر -		صالح بن غالب بن عوض العقیطی - پرنس -	
رئیس بہائی و پونا -	۹۵	سیف نواز جنگ بہادر - رئیس حیدر آباد دکن -	۶۷
سکھارام امرت پال شکر - راؤ صاحب - احمد نگر	۹۶	صاحب محمد برہیم خان صاحب - رئیس بہائی -	۹۵
سلطان محمد شاہ - آغا - آغا خان - ہرہائیس -		صدر الدین خان عظیم الدین خان - نجشی - میر	
سر - جی - سی - آئی - ای - بہائی -	۱	خان بہادر - رئیس سورت -	۸۸
سمیوئل عیسی جی - خان بہادر - رئیس بہائی -	۲۴	ع	
سنگدگل محمد شاہ - خان بہادر - رئیس کراچی -	۱۱۰	عبدالغیر ولد فتح خان - خان بہادر - رئیس سندھ	۹۲
سہراب جی مہربان جی بیوانی - خان بہائی	۸۵	عبدالرحمن حاجی محمد - قدوائی - خان بہادر بہائی	۹۶
سیتا رام کھنڈے - راؤ - راؤ صاحب - بہائی -	۳۲	عبدالرحمن - شیخ - خان صاحب - رئیس سندھ	۱۱۴
سید عظیم الدین سید غلام محی الدین - خان بدیع	۹۲	عبدالرزاق بن قوطاس - خان بہادر - رئیس بہائی	۹۳

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
	<b>ن</b>	۵۴	عبدعلی ملا حفیظ اللہ شیخ - خانصاحب بہائی - عبد الفتاح عرف اشرف علی - سید مولوی مفتی - پیر زادہ - خان بہادر - رئیس ناسک -
۴۵	فرمانجی ارد شیر خان بہادر - رئیس احمد آباد -	۶۷	عبد الفیر وزیر خان ولد نواب عبد الحکیم خانصاحب رئیس بھساول -
۸۷	فرمانزادہ شیر موس - خان بہادر - رئیس بہائی -	۱۰۵	عبد القادر بن عبد اللہ شیخ - خانصاحب - پونا -
۱۰۱	فریدون جی کویر جی تاراپور والاسی - آئی - ای -	۳۳	عبد القادر - صوبہ دائرہ میر خانصاحب - رئیس گلام -
۱۰۹	فضل احمد - خان صاحب - رئیس کراچی -	۶۸	عبد القادر - مولوی - حاجی - باغکھ خانصاحب رئیس سورت -
۸۸	فضل المدظفرت اللہ - فریدی - خان بہادر - بہائی -	۲۳	عبد اللہ خان - سردار بہادر - رئیس پونا -
۹۷	فضل بھائی و سرام - سی - آئی - ای رئیس بہائی -	۸۵	عثمان حاجی - خان صاحب - رئیس ناسک -
۲۱	فیروز شاہ مہراں جی مہتہ - سی - آئی - سی - بہائی -	۷۱	علی مراد خان - میر سندرانی - خان بہادر رئیس سندھ عمر بن عوض بن عمر القحطی - پرنس شمشیر فوج جنگ بہادر رئیس حیدر آباد دکن -
	<b>ق</b>	۱۲۰	۶۷
۳۹	قابل شاہ ولد مبین شاہ - سید - خان بہادر رئیس سندھ قادر داد خان گل خان - خان بہادر سی آئی ای رئیس خیرپور -		
۷۱	قلندر شاہ خان دارا شاہ - مجددار - خانصاحب رئیس محمود آباد کاٹھیاواڑ -		
۳۰			
	<b>ک</b>		<b>غ</b>
۵۴	کاشی ناتھ گلشن - راؤ بہادر - رئیس خاندیس -		غالب بن عوض بن عمر القحطی پرنس - جانباز جنگ بہادر - رئیس حیدر آباد دکن -
۶۴	کاؤس جی ای - ٹیل - خانصاحب - رئیس بہائی -	۶۶	غلام حسین - رورگے - خانصاحب - رئیس بہائی -
۸۶	کاؤس جی جمشید جی - لاکا کا - خان بہادر - احمد آباد -	۸۸	غلام رسول خان - جتوئی - سرئی - خان بہادر - رئیس حیدر آباد سندھ -
۱۰۹	کاؤس جی ہنرمی داداچان جی - خانصاحب بہائی -	۴۰	غلام مصطفیٰ ولد غلام احمد - خان بہادر - رئیس لافانہ -
۹۶	کرشنا جی رام چندر - گروے - راؤ صاحب ستارہ -	۱۱۰	غیاث الدین جلال الدین - قاضی - میر - خان بہادر - رئیس ناسک -
۸۷	کرشن راؤ جے رام - راؤ بہادر - رئیس مالکانون -		
۱۰۵	کرشن لال - چھوڑام - راؤ صاحب - رئیس احمد آباد -		
۱۱۶	کرم سی وجی - راؤ بہادر - رئیس بہائی -	۳۸	

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۹۳	گوبند گوپال - اچکا نو نگر - رئیس سنگام -	۸۵	کشوری لال - رائے بہادر - رئیس بمبئی -
۱۱۷	گوبال بلونت سنہی - رائے بہادر - رئیس بمبئی -	۱۰۵	اکمار شرعی کلویا - سی - آئی - ای - رئیس کچھ -
۱۱۰	گوبال جگن ناتھ - ٹھکرے - رائے صاحب - رئیس بھارت -	۴۳	اکوڑیل کھیلانی - دیوان - رائے بہادر - حیدر آباد -
۴۴	گوبال جی سور بھائی - دیسائی - رائے بہادر - سورت -	۱۱۴	اکویر جی بھائی داس - رائے صاحب - رئیس بمبئی -
۱۰۲	گوبال داس خوشحال داس - رائے صاحب - بمبئی -	۳۸	اکویر جی کاؤس جی - خان بہادر - رئیس سورت -
۱۰۴	گوبال راجندر - پادھیے - مہامہوپادھیال - اجپور -	۳۶	اکھنڈے رائے بھونٹا - راستے - رائے بہادر - پونا -
۱۱۵	گھنٹام ٹکلیٹھ - مذکرئی - رائے بہادر - رئیس بمبئی -	۳۷	ایکھسر ورجوری کوپر - خان بہادر - رئیس احمد آباد -
ل		۸۸	ایکھسر و سہراب جی - زیریان ٹھیکٹھ کرئی - ناسک -
		۱۱۶	ایکشیو جی ناتھو سکر - رائے بہادر - رئیس بمبئی -
لال جی پرشوتم رائے - دیوان بہادر - رائے بہادر -		ک	
۸۶	رئیس احمد آباد -	۴۶	اکروہر لال اکت رام - رائے بہادر - رئیس احمد آباد -
۱۱۹	لال شکر امیا شکر - تروی دی تیغیا قیس مندر -	۴۸	اکروہر لال امرت لال - رائے صاحب - ماہی کاٹا -
۱۰۴	لکشمی بھیکاجی - واکھر کرے - رائے صاحب - خاندریس -	۷۲	اکلاب داس پرشوتم داس - رائے بہادر - سورت -
۱۰۳	لکشمی جیوا جی - تلویے - رائے صاحب - شاہ پور -	۳۴	اکل حسن خان - بیر - خان بہادر - رئیس سندھ -
۱۱۷	لکشمی سنگھ مہار سنگھ - رائے بہادر - رئیس پونا -	۱۲۰	اکل محمد شاہ - سید - خان بہادر - رئیس کراچی -
۷۱	لکشمی گوچی - ماتھر - رائے صاحب - رئیس بمبئی -	۱۱۶	اکنیت رائے امرت مالکر - رائے بہادر - رئیس راج پیلہ -
۶۴	للو بھائی نند لال - رائے بہادر - رئیس احمد آباد -	۴۵	اکنیت رائے مور واپے ٹیل - رائے صاحب - بمبئی -
۱۰۸	لمباجی رائے گورجی رائے - رائے صاحب - رئیس جالپور -	۶۴	اکنگا جی رام جی - رائے صاحب - رئیس عدن -
م		۸۰	اکونیدو - رائے بہادر - رئیس بمبئی -
		۱۱۶	اکنیش پاندورنگ - ویدیا - رائے بہادر - ناسک -
۱۰۸	مادھور رائے جانوجی - پنوار - رائے صاحب - ایگلا -	۳۱	اکنیش گوبند گوکھلے - رائے بہادر - رئیس پونا -
۲۹	مادھور رائے سوچی مورے - رائے بہادر - رتناگری -	۲۴	اکنیش وٹیش - جوشی - رائے بہادر - رئیس شتلا پور -
۸۸	مارٹن داسن - رائے بہادر - رئیس پونا -	۹۴	اکوبند رائے ایم - ڈھوکے - رائے صاحب - بمبئی -
۱۲۰	ماروتی رائے بھنگ رائے - رائے بہادر - رئیس احمد آباد -		
۹۵	ماتک جی حبشید جی - چندا - خانصاحب - رئیس بمبئی -		



صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۰۱	نصیب اسپیا۔ وردہ راؤ صاحب۔ رئیس شو لا پور۔	۱۱۹	نانک جی خورشید جی۔ نریان۔ خان بہادر بہتلی۔
۱۱۸	لطیفشا فقیر یا متوی۔ راؤ صاحب۔ گڈاک۔	۹۲	نانک جی کاؤس جی۔ دوتی والا۔ خان بہادر۔ پونا۔
۱۰۷	منجرام گھیلہ بھائی۔ راؤ صاحب۔ رئیس سورت۔	۱۱۵	نانک چند کپور چند۔ راؤ بہادر۔ رئیس بھٹی۔
۴۰	نثار رام ولد روشن مل۔ راؤ صاحب۔ رئیس سندھ۔	۱۱۸	محمد زبر کیم۔ شیخ۔ خان صاحب۔ رئیس پونا۔
۱۱۷	نٹکھرام موہی۔ راؤ بہادر۔ رئیس احمد آباد۔		محمد بہادر الدین خان۔ شیخ۔ امیر لالہ احمد راولپنڈی۔
۲۴	ننگیش اناجی۔ راؤ صاحب۔ بیلا گام۔		خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ نواب امب۔
	ننگیش بھلیان۔ شاستری۔ راؤ صاحب۔	۳	مدار المہام ریاست جونا گڑھ۔
۱۰۸	رئیس کوٹھاپور۔		محمد حسن علی خان۔ میر۔ ہڑائیش سی۔ آئی۔ ای۔
۱۰۳	منو جی رانگو جی۔ راؤ صاحب۔ رئیس بھٹی۔	۱۲	رئیس حیدر آباد سندھ۔
	منو جی رستم جی۔ ڈھولو۔ خان بہادر۔		محمد خان۔ مرزا۔ لک۔ الکتاب۔ خان صاحب۔
۸۴	سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس صدن۔	۹۷	رئیس بھٹی۔
	منو جی کاؤس جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔	۴۷	محمد ائم۔ حکیم۔ خان بہادر۔ رئیس بایکا بھٹی۔
۱۰۵	خان بہادر۔ رئیس بھٹی۔	۵۱	محمد علی۔ مرگٹے۔ قاضی۔ خان صاحب۔ بھٹی۔
	منو جی مہربان جی۔ سرکے۔ سی۔ آئی۔ ای۔	۱۱۰	محمد فرید الدین۔ خان صاحب۔ رئیس بھٹی۔
۱۰	ایم۔ بی۔ رئیس بھٹی۔ حال ساکن لندن۔		محمد مرید ولد محمد وارث۔ خان بہادر۔ رئیس۔
۸۰	مونی رام راجہ رام۔ راؤ بہادر۔ رئیس سورت۔	۹۲	حیدر آباد سندھ۔
۱۱۹	مونی رام شوقی رام۔ میر شراپٹ لاقیہ بہتلی۔	۱۱۸	محمد ہاشم ولد ہنون۔ خان صاحب۔ رئیس سندھ۔
۱۰۸	مور وکرشا دھوکو۔ راؤ صاحب۔ احمد نگر۔		محمد یعقوب۔ سردار۔ خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔
۴۷	مور وگوپال۔ پندہاری۔ راؤ بہادر۔ رئیس بھٹی۔	۵۹	رئیس جٹا سندھ۔
۱۰۲	موجی نارائن۔ راؤ صاحب۔ رئیس بھٹی۔	۱۰۸	مرار راؤ کثیر ساگر۔ راؤ صاحب۔ رئیس کھلاپا۔
	موہن جی پران جیون داس۔ راؤ صاحب۔	۸۱	مظہر علی۔ سید۔ خان صاحب۔ رئیس بربانقیہ۔
۱۰۷	رئیس بھٹی۔	۶۴	مکنہ رائے متی رائے۔ راؤ بہادر۔ رئیس سورت۔
۶۴	مہاد جی۔ بلال لکھیت۔ راؤ صاحب۔ تنانگری۔	۱۱۱	گمن لال۔ چیچند۔ راؤ صاحب۔ رئیس کپورچ۔

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۰۹	نور ذرجی بہرام جی - سنوٹک - خانصاحب ٹیکس بھٹی	۸۷	ہمدادیو - کے - کٹھیکر - راؤ بہادر - رئیس پونا -
	نور ذرجی لپتون جی - وکیل - سی - آئی - اسی -	۴۵	مہتاب خان - بہادر -
۹۹	خان بہادر - رئیس احمد آباد -	۱۱۰	مہر ہوشنگ - دستور - خان بہادر - رئیس پونا -
۱۰	نور ذرجی مانگ جی - ویدیاسی - آئی - ای - سورت -	۹۴	مہلوجی نرسوجی - راؤ صاحب - رئیس بھٹی -
۴۰	نوشیروان جی خورشیدی - خان بہادر رئیس احمد نگر -	۲۹	میرا رام جیت رام - ٹھاکر - راؤ صاحب - بھٹی -
۱۰۳	نوشیروان داراجی - مرزا - خانصاحب ٹیکس بھٹی	۳۲	میر عبد علی - سردار - خان بہادر - رئیس بھٹی -
۶۲	نوشیروان جی شہریار جی گنوالا - خان بہادر - ٹھکڑچ -	ن	
۹۲	نوشیروان جی ہرفچی - چوکسی - خان بہادر بھٹی -		
۱۰۰	نیلکنٹھ گوبند - گوگلے - راؤ صاحب - رئیس میراج -	۴۵	نارائن بلونت - بھیسے - راؤ بہادر - رئیس بھٹی -
و		۸۱	نارائن ترمبک - بید - راے بہادر - رئیس بھٹی -
		۵۶	نارائن راؤ جی نسل - راؤ بہادر - رئیس احمد نگر -
۴۸	واسدیو پوجی - کانٹیکر - راؤ بہادر - رئیس پونا -	۱۱۱	نارائن رگھوناتھ - شاستری - جھامو پادھیا کوٹھاپڑ -
۸۰	واسدیو پانڈورنگ - راؤ بہادر - رئیس بھٹی -	۸۶	نارائن رگھوناتھ - گورکشکر - راؤ صاحب - رئیس بھٹی -
۱۱۶	واسدیو پٹن ناتھ - کرتیکر - راؤ بہادر - رئیس بھٹی -	۶۹	نانا بھائی سوروبا - راؤ صاحب - رئیس بھٹی -
۸۸	واسدیو ہمدادیو - سمتھ - دیوان بہادر - رئیس پردہ -	۱۱۱	نٹھویا پوجی - راؤ بہادر - رئیس جاکنگاٹون -
۱۱۶	وٹھل راؤ کرشنا جی - وندیکر - راؤ بہادر - رئیس بھٹی -	۹۵	نثار حسین - سید - خان صاحب - رئیس بھٹی -
۱۱۵	وٹھل نرائن - پانٹھک - راؤ بہادر - رئیس بھٹی -	۱۱۲	نرائن راجہ رام - مولے - راؤ صاحب - شولا پور -
۱۰۱	وشن جی تریکم جی - راؤ صاحب - رئیس بھٹی -	۱۰۳	نرائن راؤ رام بابا - دیپور - راؤ صاحب - رئیس کنارہ -
۲۳	وشن داس نہاچند - راؤ بہادر - رئیس سندھ -	۱۸	نرائن گیش چندر کر - آریل طے بٹس - بھٹی -
۱۱۳	وشنوانت پٹور دھن - راؤ صاحب - رئیس پونا -	۱۰۷	نرائن گوبند - ویٹیکہ - راؤ صاحب - شولا پور -
۱۰۸	وشنورام چندر - اشیکر - راؤ صاحب - چاس -	۱۰۴	نرسی رام وجے رام - راؤ بہادر - رئیس کیرا -
۵۵	وشنوموریشور بھیدے - راؤ بہادر - رئیس پونا -	۱۱۹	نرسی لال ربو اداس - راؤ بہادر - رئیس احمد آباد -
	وشنوناتھ جبار دھن - کارندکر - راؤ صاحب -	۴۰	نند کٹکرتی شکر - راؤ بہادر - رئیس سورت -
۶۸	رئیس خاندیس -	۱۰۳	نواز علی بیگ - ولد محمد باقر بیگ - خزانہ خانصاحب نیہ -

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۸۶	ہمت لال ہیراج رام۔ راؤ بہادر رئیس احمد آباد	۷۲	وشو ناتھ کیشو۔ جگلے کر۔ راؤ صاحب۔ دھارواڑ
۱۰۰	ہنومان داس جیرام داس سنگی۔ راؤ بہادر۔ رئیس شولا پور۔	۳۰	ولی صاحب دادامیان۔ قاضی۔ خان صاحب رئیس ستارہ۔
۷۳	ہوشنگ جی جاماسپ جی۔ دستور شمس العلماء خان بہادر۔ رئیس پونا۔	۹۷	ویر چند بوب چند۔ سی۔ آئی۔ ای۔ احمد آباد۔
۷۹	ہیبت راؤ۔ لمر۔ ویش پانڈے۔ راؤ بہادر شولا پور	۵	
۲۸	ہیرا چند موئی چند۔ راؤ صاحب۔ رئیس سورت	۹۵	پچرا داجت ہریر۔ راؤ بہادر۔ رئیس سلگام۔
۳۰	ہیرا چند کھیم سنگھ بی۔ اے۔ راؤ بہادر سندھ	۱۰۷	ہرجیون سندھ داس۔ راؤ صاحب۔ رئیس بکلی۔
	ی	۴۴	ہر دے رام انوپ رام۔ راؤ صاحب۔ پھرچ۔
۱۰۲	یشونت بالکرشن۔ بروہے۔ راؤ صاحب بکلی	۱۱۲	ہر دیو لال گت لال نشی۔ راؤ صاحب۔ رئیس بکلی۔
۱۱۴	یشونت ترمبک میر کر۔ راؤ بہادر۔ احمد نگر۔	۴۶	ہر فرجی آدرجی پٹیل۔ خان بہادر۔ رئیس سورت
۶۹	یلپا لال رام۔ راؤ بہادر سٹیشن آن دی پیس بکلی۔	۴۱	ہریش چند کرشن۔ جوشی۔ راؤ بہادر۔ رئیس بکلی۔
۸۷	یوسف ڈیوڈ۔ خان بہادر۔ رئیس پونا۔	۴۶	ہری لال آمیا شنکر۔ راؤ صاحب۔ رئیس احمد آباد۔
		۱۰۰	ہری نراین آپٹے۔ تمغہ یافتہ قیصر مند۔ دجہ دوم

## نوٹ

پرنس غالب بن عوض بن عمر قلعی جانیا زنگ بہادر آپ کی سوانح عمری صفحہ ۶۶ میں مندرج ہے۔  
تصویر ہرنائینس سلطان عوض بن عمر قلعی والی شہر و مکتلا کی تصویر کے قریب ریاستہائے ہندوستان کے  
حصہ اول کے صفحہ ۱۵۷ میں ملاحظہ ہو۔

## غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷	۱۱	احمد آباد	احمد نگر



ہر پائش سر سلطان محمد شاہ آغا خان - جی - سی - آئی - ای ٹرین مہی



# بہشتی

سلطان محمد شاہ - آغا - آغا خان - ہرمائیس - سر - جی - سی - آئی - امی - آپ

۲۔ نومبر ۱۷۷۷ء کو بمقام کراچی پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب براہ راست حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے جب رچرڈ شاہ انگلستان مذہبی لڑائیوں میں مشغول تھا تو اس وقت آپ کے آبا و اجداد کئی صدی سے ملک مصر میں حکمران تھے جنھوں نے خلافت بنی فاطمہ کو سوا حل بحر اطلال تک وسعت دی تھی۔ جب بنی فاطمہ کی حکومت کو زوال ہوا تو آپ کے اجداد نے مشرقی حصہ ایران میں جا کر سکونت اختیار کی۔ ایران میں سکونت اختیار کرنے کے بعد عرصہ دراز تک اس خاندان کے تاریخی حالات کا پتہ نہیں لگتا۔ آغا خان اول کے جد امجد جنھوں نے بمبئی میں سکونت اختیار کی تھی ملک کرمان کے جو فارس کا بہت بڑا صوبہ ہے گورنر تھے آپ کے پردادا خلیل یزد کے بلوے میں مقتول ہوئے تھے۔ فتح علی شاہ نے جو اس وقت ایران کے فرمانروا تھے ان کے قاتلون کو سخت سزائیں دیں اور ان کے بیٹے حسین مجیدی یا حسن علی شاہ کو اپنی ایک لڑکی بیہ دی۔ فتح علی شاہ کی وفات کے بعد محمد شاہ کی جانشینی میں جھگڑا پیدا ہوا۔ اس وقت حسین مجیدی کرمان کے غدر فرو کرنے کے لیے بھیجے گئے اور اس بلوہ کی نجینی میں کامیاب ہوئے۔ اس صلہ میں ان کو صوبہ مذکور کا عہدہ گورنری مقرر

ہوا جو سلطنت ایران میں ایک نہایت جلیل القدر منصب ہے۔ مگر چند روز بعد کچھ ایسی سازشیں اور مخالفتیں شروع ہوئیں کہ اُن کو چار و ناچار ملک چھوڑنا پڑا جس نے علی شاہ جہاں خاںستان ہوتے ہوئے سندھ میں آئے تو انھوں نے جنرل سمیر صاحب سے ملاقات کی اور اُن کے ساتھ جنگ و جدل میں شریک رہے انھوں نے اول جنگ خفاش اور سندھ میں نہایت قیمتی خدمات انجام دیں اور سرحدی جگہوں کو اپنا مقصد بنایا اسکے بعد انھوں نے بمبئی اور پونا میں سکونت اختیار کی جہاں انکو گورنمنٹ سے ایک پشن اور ہزئیں کا خطاب عطا ہوا۔ آغا خان خاندانی لقب ہے۔ جب آغا حسن علی شاہ نے ۱۸۸۱ء میں چوراسی برس کی عمر میں انتقال کیا تو اُنکے بڑے بیٹے ہزائیس آغا علی شاہ اُنکے نشین ہوئے آغا علی شاہ جس میں فرگسن صاحب کے عہد گورنری میں انکی مجلسِ واضع آئین تو نہیں کے ممبر تھے انھوں نے ۱۸۸۵ء میں قضا کی وہ صرف چار برس اسماعیلیہ فرقہ کے مقتدا رہے۔ اُنکے بعد سے موروثی ذمہ دارانہ فرائض آپکے سپرد ہیں۔ آپ اپنے والد کی وفات کے وقت صرف دس برس کے تھے مگر خوش قسمتی سے آپکی والدہ ماجدہ نے جو ایران کے ایک مشہور و معروف فیلسوف نظام الدولہ کی دختر اور برخلاف عام ماؤنکے نہایت روشن ضمیر و ذی فہم تھیں آپکے ذاتی منصب و حیثیت کے لحاظ سے آپکو نہایت اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ آپ علاوہ عربی۔ فارسی کے انگریزی میں بھی معقول دستگاہ رکھتے ہیں۔ آپکا مذاق علمی نہایت پاکیزہ ہے۔ آپکو اپنے آبا و اجداد کی طرح مردانہ کھیلوں شکار۔ سواری اور گھوڑ دوڑ سے بہت بڑی دلچسپی ہے آپ بمبئی کی ایرانی نوآبادی کے سرغنہ ہونے کے علاوہ ہندوستانی جماعتوں میں بھی نہایت ممتاز ہیں آپ انگریزی سوسائٹی میں بھی برابر شریک ہوتے ہیں۔ جب بمبئی میں ہندو اور مسلمانوں کا ہنگامہ ہوا تو آپکے فرمانے سے فوجہ لوگ اس خونخوار فساد سے علیحدہ رہے۔ جب بمبئی میں طاعون کے متعلق متواتر بلوے ہو رہے تھے تو آپنے نہایت مؤثر طریقہ سے بد نظامی

کے انسداد میں سعی بلیغ کی۔ آپ نے طاعون کا ٹیکہ لینے میں سب سے پہلے سبقت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ کے بہت سے معتقدین نے بھی عمل مذکور کو بدل و جان قبول کر لیا۔ مشرقی افریقہ کے جرمنی مقبوضات میں بھی جہاں آپ کے معتقدین بکثرت آباد ہیں آپ نے ایسی ہی نمایاں خدمات انجام دی ہیں جس کے صلہ میں آپ کو قیصر ولیم نے نجم الپروشس کا تمغہ عطا فرمایا ہے۔ آپ نے خوجون کے مذہبی مقدس کی حیثیت سے ان کی تعلیمی۔ تجارتی و معاشرتی ترقیات میں جو کوششیں کی تھیں وہ نہایت اثر پذیر ہوئیں۔ آپ موسم سرما کا بہت بڑا حصہ ہندوستان اور دیگر ممالک میں اپنے معتقدین کی ضروریات و حاجات کے استدراک اور معائنہ میں صرف کرتے ہیں۔ آپ عام مسلمانان ممبئی کے سوشل سرغنہ ہیں۔ ۱۸۹۷ء میں قیصر ہند انجمنی کی شخصت سال جولائی کے موقع پر مسلمانان ممبئی نے آپ کو بغرض تہنیت و تبریک اپنا قائم مقام کر کے شملہ روانہ کیا تھا۔ ۱۸۹۸ء میں آپ یورپ تشریف لے گئے جہاں حضور قیصر ہند انجمنی نے آپ سے وئزر کا سل میں ملاقات کی اور اسی موقع پر آپ کو اعلیٰ حضرت ملک معظم حال سے شرف ملازمت حاصل ہوا۔ اسی سال آپ کو کے۔ سی۔ آئی۔ امی کا خطاب عطا ہوا۔ ۲۶۔ جون ۱۸۹۷ء کو آپ جے۔ سی۔ آئی۔ امی کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ آپ نے ۱۸۹۷ء میں اپنے چچا آغا جنگلی شاہ کی صاحبزادی کے ساتھ شادی کی۔ سکونت ممبئی۔



محمد بہار الدین خان۔ شیخ۔ امیر الامراء و الاعیان۔ خان بہادر سی۔ آئی۔ امی نواب اسب۔ مدار المہام ریاست جونا گڑھ۔ آپ کی ولادت ۱۸۳۳ء میں واقع ہوئی۔ آپ شیخ محمد ہاشم سابق وزیر اعظم جونا گڑھ کے فرزند ہیں۔ آپ کے اسلاف کرام حنفی اور شاہکرمین سے تھے۔ آپ بھی حنفی ہیں۔ اپنے بزرگوں کے تاریخی محامد و اوصاف کے آپ جامع۔ سخی اور شجاع۔ بلند حوصلہ۔ عالی ہمت اور بیدار مغز ہیں۔ آپ نواب صاحب الی

جو ناگدھ سے خاندانی تعلقات قریب رکھتے ہیں۔ اپنے دونوں بھائیوں سے آپ چھوٹے ہیں۔ آپ کی ہمیشہ لاڈلی بوجھ کی شادی نواب محمد مہا بتخان بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی سے ہوئی تھی جنکے بطن سے نواب محمد بہادر خان بہادر جے سی۔ آئی۔ اے سی پیدا ہو کر وارث ملک ہوئے۔ ابتدا سے عہد نواب محمد مہا بتخان مرحوم میں آپ کے تعلقات درباری قائم ہوئے۔ دربار ہی میں آپ کی عمدہ تربیت اور دینی تعلیم ہوئی اور بقضائے جوہر استعداد و لیاقت اکیس برس کی عمر میں آپ کو سرکاری خدمت ریاست کی ۱۸۵۶ء میں تفویض ہوئی۔ سب سے اول لال رسالہ کی افسری عطا ہوئی جسکو اپنے نہایت عمدہ طور سے سرانجام دیا۔ چنانچہ جلد وے حسن خدمات ملکی معاملات کے صلاح کار اور مشیر بھی مقرر ہوئے۔ نواب محمد مہا بتخان اور انکی والدہ ماجدہ حاجی صاحبہ کے دربان جو شکر رنجی ہو گئی تھی اُسکو اپنے اپنے حسن تدبیر سے ۱۸۵۶ء میں تبدیل باتفاق کر دیا۔ اپنے ترقی اور ناموری کے یہاں تک مراجع طے کیے کہ نواب صاحب موصوف نے غایت رضا و انتشار سے نخل بخلت وزارت فرمایا اور خدمات شائستہ کے صلہ میں عطا سے جاگیر سیر حاصل و پاکلی و مشعل کا بھی خاص امتیاز دیا۔ ۱۸۶۳ء میں اپنے جنگی کرنل اور اُسکے ظالم اعوان کرنل باغیوں کے ماتحت و تاراج کے رفع فساد میں کوشش مبلغ کر کے اُس فتنہ کا خاتمہ اور اُن شہکاروں کو گرفتار کیا جسکی تعریف کی تھی مورخہ ۲۰۔ اپریل ۱۸۶۳ء میں لٹننٹ ایچ ٹی میسرٹ صاحب ایکٹنگ اسٹنٹ پولیٹیکل انسپکٹ کا عہدہ دیا۔ نے لکھا ہے کہ ہم ان باغیوں کی گرفتاری اور اس فتنہ و فساد کے دفع ہونے سے بہت خوش ہوئے اور گورنمنٹ انگریزی بھی بہت خوش و رضامند ہوگی یہ ہکو ایسی خوشی ہوئی ہے کہ تحریر میں نہیں آسکتی۔ ۱۸۸۲ء میں حبیب اللہ نامی باغی کو بڑی محنت و جانفشانی سے اپنی جان عزیز کا بھی خیال نہ کر کے گرفتار کیا جو دوران مقدمہ میں بعد ثبوت جرم کے کشتی قرار پا کر توپ دم کیا گیا جس سے وزیر صاحب کی بڑی نیکنامی



اور اس واماں حاصل ہو سی۔ لفٹننٹ ایل رسل پولیٹکل افسر نے اپنی تحریر رقمزدہ ۲۶ جنوری ۱۸۶۵ء عہدین واگیر قوم کے باغیوں کی رفع بغاوت پر اپنی خوشی ظاہر کی۔ پولیٹکل ایجنٹ کرنل کٹنگ صاحب نے بھی مہمات مذکورہ بالا کے متعلق تعریف اور رضا مندی ظاہر فرمائی۔ آپکے تعلیمی اور فیض رسانی کے طریقوں کی کرنل اینڈرسن صاحب نے بڑی تعریف کی ہے۔ ۱۸۸۱ء عہدین قدیم سکہ جات اور دیرینہ کتبات کے بڑی محنت و جستجو سے دستیاب کرنے میں آپکے پولیٹکل ایجنٹ کرنل واسٹن صاحب بڑے معرفت مجھے اسی سال اپنے سرکار برٹش اور افغانستان کی لڑائی میں برٹش مقتول سپاہیوں کے عیال و اطفال کے امدادی چندہ میں بڑی رقم دیکر اپنی فیاضی ظاہر کی۔ قدیم الایام سے جو دیہات ریاست کے مسابری پر دیے جاتے تھے جس سے آپ کو اپنا ذاتی نفع تھا اسکو ریاست کی ترقی آئندہ کے لحاظ سے ۱۸۸۷ء عہدین موقوف کیا جسکی اصلاح دیوان مسٹر ہری واس صاحب کے زمانہ میں ہو کر عمدہ طور ترقی محاصل کا ثابت ہوا۔ شہر جونا گڑھ میں یادگار نواب مہابھانجی مخفور کے سی۔ ایس۔ آئی۔ کے خاص مسلمان طلبہ کی تعلیم کیواسطے مہابت مدرسہ ۱۸۸۵ء عہدین تعمیر کرایا۔ احمد آباد گجرات کے کالج کی یونیورسٹی میں تیس ہزار روپیہ مہابتان فیلوشپ کے نام سے واسطے تعلیم مسلمان طلبہ کے دیا جسکی آمدنی سے ایک مہابت فیلو بہاؤ الدین کالج میں داخل ہونے والا ہے اور جسکو لارڈز نے سابق گورنر صاحب نے بہت پسند کیا تھا اور انگلستان میں جانے والے طلباء کے لیے بھی اسکا لرشپ مقرر کی۔ ان جملہ امور فیاضی سے خاص و عام کیا بلکہ گورنمنٹ عالیہ کے بڑے بڑے افسروں نے بھی آپ کی بڑی تعریف کی ہے۔ قوم میتے کے دفع بغاوت کے لیے نثر اور کوشش پر پولیٹکل ایجنٹ صاحب نے تحریر فرمایا کہ یہ مصالحت و تشویر وزیر صاحب اور ذی ہوش دیوان ہرنی اس کی دلی امداد و دانشمندی سے ہوئی ہے اس مشکل کام کا سرانجام پانا قابل تحسین و آفرین ہے۔ اپنے اپنی کفایت شعاری اور حسن تدبیر سے جو بڑی توفیر محاصل ریاست سے فراہم

کر رکھی تھی اُسین سے بوجہ رخصت مندی نواب محمد بہادر خان مرحوم کے چالیس لاکھ روپے سے ریاست میں ۶۷ میل تک ریل نکالی جو بہت ہی مفید اور موجب ترقی ہوئی ۱۸۸۵ء سے ۱۸۸۹ء تک گرفتاری باخیان اور دفع ہنگامہ میں کرنل ہفری صاحب کو بڑی مدد دی جسکے متعلق صاحب موصوف اپنی تحریر مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۸۸۹ء میں آپکی بڑی تعریف اور شکر یہ لکھتے ہیں۔ ہزارائیس کے جلسہ مسند نشینی منعقدہ ماہ جون ۱۸۹۲ء میں سرچارلس ایلینوٹ صاحب پولیٹکل ایجنٹ نے وزیر صاحب کی تعریف میں نواب صاحب سے فرمایا کہ آپکے پاس جو وزیر صاحب ہیں جو نواب مہا تاجان مرحوم کے اور آپکے برادر محمد بہادر خان مرحوم کے بڑے محب اور خیر اندیش تھے اُنکے آپکے بھی رکن ریاست ہونے پر میں آپ کو بہت بڑی مبارکباد دیتا ہوں۔ اور یہ بھی کہا کہ آج سے تیس برس اُدھر آپکے پدر عالیقدر کے دربار کو فساد دی درباریوں سے جو ایجنسی کی اعانت سے پاک صاف کیا تھا جب سے اب تک اس مدت دراز میں وزیر صاحب خدمت ریاست کی با حسن الوجہ سرانجام دے چکے ہیں اور وزیر صاحب اور دیوان ہری داس کا اس صدی کا مشہور نام آئندہ زمانہ میں ایسا مشہور رہیگا جیسا گزشتہ صدی میں دیوان امرجی کا نام پایا جاتا ہے۔ ۱۸۹۰ء میں جذامی خانہ تعمیر کرایا جسکی بنیاد ہزار ایل ہائیس پرنس آلبرٹ وکٹر ستونی نے ڈالی تھی اور انھیں کے نام سے موسوم ہے علاوہ برین دیگر شفا خانے۔ مسافر خانے۔ اور مدارس وغیرہ تعمیر کرائے۔ جو ناگڈھ کے کوہ دانار کے رستے کی صفائی آسائش خلق اللہ کے لیے کرائی جسکو ۱۸۹۲ء میں سابق گورنر بمبئی لارڈ ہیرس صاحب بہادر نے افتتاح فرمایا۔ آپکے ذاتی مصارف قیاضی کی رقم تقریباً تین لاکھ روپیہ ہوتی ہے۔ ان نمودار امور کے صلہ میں بعض پابہ شناسی ۱۸۹۳ء میں آپکو خطاب سی۔ آئی۔ اے حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نے عطا فرمایا جسکا تنفہ مقام راجکوٹ کے دربار میں لارڈ ہیرس گورنر صاحب نے پہنایا۔ آپکی نظریں ہندو مسلمان یکساں ہیں چنانچہ پرہاس پٹن کے باہمی فساد ہندو اہل اسلام کے

تصفیہ میں آپ نے سعی جمیل کر کے فریقین کو ملا دیا۔ ایٹسین سٹیلمنٹ کے کام میں موجب حکم نواب صاحب خانگی طور پر انفصال چاہنے والے جاگیرداروں کی تجدید حقوق کے لیے آپ نے بشرکت نائب دیوان پر سوئم رائے سدرجی جہالا کے ایسا خوشگوار عاقلانہ طریقہ اختیار کیا کہ ریاست کو نافع ہوا اور رعایا بھی خوش رہی۔ اور پولیٹکل ایجنٹ صاحب نے بھی دونوں صاحبوں کے اس کارنامہ پر اظہار مسرت کیا۔ بہاؤ الدین کالج باعتبار اپنی شاندار عمارت اور نوعیت کے آپ کی ناموری کی بڑی پابدار یادگار ہے۔ جسکے افتتاح کے وقت ہزار کلسنی لارڈ کرزن صاحب والیس رائے ہند نے بڑی تعریف۔ خوشی۔ اور آئندہ ترقی عمر کے لیے شاندار کلمات فرمائے تھے۔ غرض کہ آپ ریاست اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان باہمی اخلاص اور اتحاد کے بڑھانے میں ہمیشہ نواب صاحب کے اور رعایا کے خوش رکھنے اور ریاست کی ترقی اور رفاه خلائق کی تصویر کشا لے میں بڑے بیدار مغز اور بلند حوصلہ بین اور چالیں برس کی مدت میں سے ظاہری و باطنی سخاوت وغیرہ سے ایسی ناموری حاصل کی ہے جو ناگٹھ کی تابیخ میں ہمیشہ ثبت رہیگی۔ راج کی طرف سے القاب میں آپ کو امیر الامرا صدر الاعیان لکھا جاتا ہے

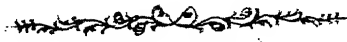


پشوتن جی جہانگیر طالع یار خان۔ خان بہادر سی۔ آئی۔ اسی۔ آپ ۱۹۳۱ء میں بمقام سورت پیدا ہوئے۔ آپ نیک صوت خان کے قدیم اور تاریخی پارسی خاندان کی اولاد پسری میں ہیں۔ جس خاندان نے اٹھارہویں صدی کے وسط سے شاہان مغلیہ اور نیز برٹش گورنمنٹ کی خدمات انجام دی ہیں۔ ۱۸۷۹ء تک اپنے انٹسٹن انسٹیٹوشن بمبئی میں تحصیل علم کی ان کے بعد آپ انٹسٹن کالج میں داخل ہوئے۔ اس تعلیم گاہ میں آپ اپنی محنت اور جودت کے سبب ہمیشہ ممتاز رہے اور علم ادب انگریزی۔ تاریخ منطق فلسفہ نفس ذہن انسان و فلسفہ اخلاق میں انعامات پایا کیے۔ آخر کار آپ نے انگریزی

میں اسباب و نتائج حروب صلیبیہ پر بہترین مضمون لکھ کر ایک تحفہ طلانی حاصل کیا جب آپ  
 بکا میانی اس تعلیم گاہ سے نکلے تو آپ نے سررشتہ تعلیم کی ملازمت میں جگہ پائی آپ اُن  
 ہندوستانی اسٹنٹ پروفیسروں میں ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اس خدمت کو  
 سرانجام دیا ہے۔ اس حیثیت میں آپ نے اپنے اہل ملک کو اصلاح معاشرت اور تعلیم  
 نسوان کی تلقین کی۔ اور اخبارات میں بھی آپ مضامین بھیجتے رہے۔ آپ طلبہ کی  
 انجمن ادب و حکمت کے سکریٹری بھی تھے اور چند مدت کے لیے انجاء راست گفتار کی  
 انگریزی ایڈیٹری بھی آپ کے ہاتھ میں رہی۔ ۱۸۵۷ء میں آپ سب اسٹنٹ کمنشنر انعام  
 مقرر ہوئے لیکن بعد چندے قسمت شمال کی کٹھری مال میں آپ تبدیل کر دیے گئے۔  
 وہاں آپ نے اس خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دیے کہ آپ کو افسری بندوبست  
 کا عمدہ جلیلہ عطا ہوا۔ ۱۸۷۷ء میں ہمارا جگیو اڑ کے حسب خواہش آپ کی خدمات  
 بروہہ کو منتقل ہوئیں۔ ۱۸۷۷ء میں جب راجہ سر ٹی مادھور او وزیر اعظم نے انتظام ریاست  
 کو کٹنا ڈا درست کیا تو اُس وقت آپ وزیر صیغہ فوج و بندوبست و پولیٹیکل مقرر ہوئے۔ اور  
 آپ کے ذمہ فوجان راجہ کی تعلیم و تربیت بھی رکھی گئی۔ جب حضور پرنس آف ویلس بہادر نے  
 بروہہ میں قدم رنجہ فرمایا تو آپ ہی وزیر اعظم کی غیر موجودگی میں منتظم استقبال و مہمانداری تھے  
 اور آپ نے اپنے فرائض کو بآئین شائستہ ادا کیا۔ ۱۸۷۷ء میں آپ کو خطاب خان بہادر اور  
 تحفہ قیصر ہند گورنمنٹ نے مرحمت فرمایا اور جب ۱۸۸۱ء میں ہمارا جگیو اڑ مسند نشین  
 کیے گئے تو گورنمنٹ نے آپ کو ایک خلعت اور الماسی انگشتری سے سرفراز فرمایا۔ پھر ۱۸۸۲ء  
 میں آپ کو خطاب۔ سی۔ آئی۔ ای۔ عنایت ہوا۔ ۱۸۸۳ء میں آپ نے ملازمت ریاست سے  
 کنارہ کشی اختیار کی آپ کے تین صاحبزادے ہیں ایک ملک متوسط میں اسٹنٹ کمنشنر دوسرے  
 صاحب پرست میں اسٹنٹ کلکٹر ہیں اور تیسرے فیون بھی اُن سے متعلق ہے تیسرے صاحب  
 بارشراٹ لاہین۔ سکونت بمبئی۔

دادا بھائی نور ورجی - مسٹر - آپ وہ سب سے پہلے ہندوستانی ہیں جنکو  
 برطانیہ اعظم کی پارلیمنٹ میں باریابی نصیب ہوئی ہے۔ آپ نومبر ۱۸۵۲ء میں بمقام ممبئی  
 پیدا ہوئے۔ جب چار برس کے تھے تو والد ماجد کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا اور آپ کی  
 تعلیم و تربیت - پرورش و پرداخت آپ کی مادر مہربان نے کی۔ چونکہ آپ بچپن ہی سے ہونہار  
 تھے لہذا آپ نے زمانہ طالب علمی ہی میں الفنسٹن انسٹیٹیوشن میں اتنا نام پیدا کیا کہ ۱۸۵۴ء  
 میں سررشتہ تعلیم نے آپ کو الفنسٹن کالج کا پروفیسر ریاضی مقرر کر دیا۔ یہ پہلا اتفاق تھا کہ  
 مغربی ہندوستان میں ایک ہندوستانی کو کالج کی پروفیسری ملی تھی۔ ۱۸۵۸ء تک آپ کی  
 توجہ اپنے فرقہ کی معاشرتی اور تعلیمی حالت کی اصلاح و درستی پر مائل رہی۔ عام ملک کے  
 معاملات سے آپ کو کچھ سروکار نہ تھا۔ اسی سال آپ نے محکمہ تعلیمات کو خیر باد کہی اور کانپنی  
 پارسى تاجران لندن کے کارخانہ میں شامل ہونے کی غرض سے انگلستان روانہ ہو گئے۔  
 اگرچہ آپ وطن سے بہت دور پہونچ گئے تھے مگر آپ کی ہمہ تن ہمت اپنے اہل وطن کی فلاح  
 و بہبود کے خیال اور کوشش میں مصروف رہی جب ۱۸۶۹ء میں آپ ممبئی واپس آئے  
 تو آپ کی مساعی جمیلہ کے صلہ میں ایک کیسہ زرا آپ کی نذر کیا گیا۔ ۱۸۷۱ء میں آپ نے  
 ایک پارلیمنٹری کمیٹی کے سامنے ہندوستان کی مالی حالت کے متعلق بہت گراں بہا اور زبردست  
 شہادت دی۔ اس میں آپ کی عاقلانہ علمی تدبیرات اور سچے ہوئے خیالات جو ظاہر ہوئے تو  
 ان پر اس ملک میں تحسین و آفرین کا ایک غلغلہ بلند ہوا۔ اسکے بعد میں برس تک اپنے وطن  
 اور اہل وطن کے ساتھ جو ہمدردانہ جوش محبت آپ کو تھا اسکے کافی دوانی ثبوت آپ نے  
 ان رسائل میں پیش کیے جو آپ نے محبوب ترین مباحثہ بردتاً فوقتاً شائع کیے اور انہیں  
 سب سے زیادہ آپ کو جس بحث سے تعلق خاطر تھا وہ ”غرباے ہند کی حالت“ کا مسئلہ تھا۔  
 اس اثنا میں آپ بہت سے معزز و ممتاز مراتب پر فائز ہوئے۔ ۱۸۸۵ء میں لارڈ رے  
 صاحب نے آپ کو ممبئی کی مجلس واضعان انہیں و قوانین میں لینا چاہا۔ ۱۸۸۶ء میں آپ

نیشنل کانگریس کے اجلاس کے صدر نشین ہوئے ۱۸۸۷ء میں بیلک سروس کمیشن کے روبرو شہادت دیکر آپ پھر ولایت تشریف لے گئے اور وہاں برطانیہ عظمیٰ کی پارلیمنٹ میں داخل ہونے کی کوشش کی اور پانچ برس کی مسلسل اور مستقل سعی و عمل کے بعد آپ کامیاب ہوئے۔ آپ کا جماد نفس۔ آپ کا علم و وقار۔ آپ کا اعتدال و صبر اور استقلال۔ آپ کی حق پسندی اور خالص بغیر غرضی۔ آپ کا حب وطن اور جوش ہمدردی قابل تعریف ہے۔ آپ اب بھی انگلستان ہی میں قیام پذیر ہیں اور اگرچہ فی الحال آپ ممبر پارلیمنٹ نہیں ہیں لیکن اس سر زمین آزادی میں ہمارا کم از کم کوشش اپنے اہل وطن کے سود و بہبود کی ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔ فی الحال آپ ایک دوسری کوٹی کی جانب سے پارلیمنٹ کی ممبری کی کوشش کر رہے ہیں۔ سکونت حال لندن۔



منوچہر جی مہربان جی۔ بھاؤنگری۔ سر۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایم۔ پی۔ آپ ہی ایک ایسے ہندوستانی ہیں جو فی الحال پارلیمنٹ کے ممبر ہیں اور بحیثیت ممبر سنٹرل فیسبری کے ہندوستان کی خدمات بھی کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے ۱۸۸۷ء میں بیرسٹری کا امتحان پاس کیا تھا اور ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء میں آپ کو۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت حال لندن۔



نوروز جی مانک جی ویدیا سی۔ آئی۔ ای۔ ولادت ۲۲۔ مئی ۱۸۳۷ء۔ آپ ویدیا خاندان کے نہایت ممتاز ممبر ہیں۔ آپ کا خاندان جب قدرتی ہے اسی قدر مشہور و معروف بھی ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ سیٹھ لوجی نوشیروان جی ویدیا تھے جو سلع کو سورت میں پیدا ہوئے تھے۔ سن شعور کو پہونچکر انھوں نے جہاز سازی کا پیشہ اختیار کیا جس میں انھوں نے اور ان کی اولاد نے بہت بڑی عزت و شہرت حاصل کی یہاں تک کہ

گورنمنٹ کے جنگی جہازات کی تعمیر کا بھی کام سپرد ہوا۔ اس کام کو انھوں نے بلا کسی یورپین کی مدد کے اس لیاقت اور عمدگی سے انجام دیا کہ سرکار انگلشیہ نے انکو ایک طلائی تمغا اور کچھ جاگیر مرحمت کی۔ اس ڈیڑھ سو سال کی مدت میں دیدیوں نے تقریباً ۵۰ جنگی جہازات اور کشتیان تیار کی ہیں۔ سیٹھ نوشیروان جی ویدیا نے جو آپ کے پرانا نائب تھے فرانسہ سی گورنمنٹ کی بھی بہت سی نمایاں خدمات انجام دیں جس کے صلہ میں گورنمنٹ مذکور نے انکی بہت بڑی عزت و توقیر کی۔ مسٹر جہانگیر ویدیا خلف نوشیروان جی بھی اپنے والد بزرگوار کی طرح اپنے پیشین ممتاز گزرے ہیں۔ دیدیوں نے اپنی عقل و معلومات کو صرف اپنے پیشہ ہی تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ انھوں نے اور تجارتیں بھی شروع کیں۔ مسٹر جہانگیر کو لٹس فلپ نے ایک طلائی تمغہ عطا کیا تھا۔ سلسلہ عام میں جب اسکا انتقال ہو گیا اسوقت انکی اکلوتی بیٹی موتلی بانی ویدیا مالک و قابض جائداد ہوئیں۔ یہ ستودہ صفات خاتون جو مسٹر نوروز جی ویدیا کی ان تھی سلسلہ عام میں پیدا ہوئی اور اپنی تجارتی ذکاوت و فطرتی قابلیتوں کی بدولت اس نے نہ صرف اپنی سورونی دولت بلکہ اپنے شوہر کی دولت کو بھی اسقدر ترقی دی کہ وہ کروڑ پتی ہو گئے۔ سلسلہ عام میں آپ کی مادر گرامی ۲۶ سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں اور ۲۵۔ مئی ۱۹۵۶ء کو چھپاسی برس کی عمر کو پہونچکر اور نہایت سادہ مزاجی۔ پاکبازی۔ دوراندیشی اور کفایت شعاری سے زندگی بسر کر کے انھوں نے بھی انتقال کیا۔ آپ کے بھائی مسٹر سہراب جی شاپوری بنگالی بہت مشہور و ممتاز لوگوں میں تھے۔ آپ کی والدہ علاوہ اسکے کہ فطرتاً فیاض تھیں اپنے قابل صاحبزادوں کے اثر سے پبلک معاملات میں بھی بہت دلچسپی ظاہر کرتی تھیں۔ انھوں نے اہل وطن اور تمام خلق اللہ کی نفع رسانی کی غرض سے چھبیس لاکھ روپیہ سے کم نہیں صرف کیا۔ اب اپنے بھائیوں میں صرف مسٹر نوروز جی ویدیا رہ گئے ہیں جو ہندوستان کے باشندوں میں نہایت ہی دوستانہ ہیں۔ اگرچہ آپ نے یونیورسٹی کی تعلیم نہیں پائی ہے مگر انگریزی و ہندوستانی زبانوں سے بچپن ہی میں بخوبی واقف ہو گئے تھے۔ آپ نے بیس برس کی عمر میں مشرس

جہانگیر ان ویدیا اینڈ سنٹر کے نام سے ایک کارخانہ قائم کیا تھا جسکو یورپ سے بہت وسیع طور پر تجارتی تعلقات تھے۔ ۱۶۳۷ء میں آپ اپنی قومی پوشاک میں فرانس اور انگلستان کی سیاحت کو تشریف لے گئے۔ پتولین سوم نے آپ کو خاص طور پر اپنے ایوان میں مدعو کیا۔ اور دو سال کے بعد شہنشاہ مذکور نے آپ کو ایک طلائی تمغہ عطا فرمایا۔ ۱۶۴۷ء میں آپ نے بوجہ اُس نقصان کے جو اُس زمانہ میں صدا خاندانوں کو پہونچا تھا اپنا کارخانہ بند کر دیا۔ ۱۶۵۷ء میں آپ جیسٹس آف دی پیس مقرر ہوئے اور جنوری ۱۶۹۳ء میں گورنمنٹ نے خطاب سی۔ آئی۔ ای۔ سے ممتاز و مفتخر فرمایا جسوقت حضور ملکہ معظمہ رحمہ نے قیصر ہند کا خطاب اختیار کیا ہے تو آپ سر جہشید جی جی بھائی ثانی کے ہمراہ شریک دربار تھے۔ آپ شل اپنی والدہ گرامی کے مخیر و فیاض ہیں اور نفع رسانی خلائق کا بہت خیال رکھتے ہیں جسکا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ دو برس کی مدت میں آپ نے بیالیس ہزار سے کچھ زیادہ روپیہ امور رفاہ عام میں صرف کیا ہے۔ حال میں آپ نے ڈیڑھ کروڑ کی جائداد امور خیر کے لیے وقف کر دی ہے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے راستباز مستقل مزاج اور متورع آدمی ہیں۔ سکونت سورت۔



جہشید جی نوشیروان جی ٹاٹا۔ ہر چند آپ کا نام نامی اور اسم گرامی ایک عرصہ سے نام دنیا میں مشہور ہے لیکن چند سال سے آپ کی تجویز ریسرچ یونیورسٹی نے جسکے ذریعہ سے آپ ڈگری یافتہ طلباء کی آئندہ تعلیم کا بندوبست کرنا چاہتے ہیں اور جس کا خیر کے لیے آپ نے تیس لاکھ روپیہ کی ایک کثیر رقم وقف کر دی ہے آپ کا نام اور بھی روشن کر دیا ہے۔ آپ کی اس فیاضی کا تمام گھٹی بڑھی جماعتوں میں چرچا ہے اور جو گورنمنٹ ہند نے آپ کی جستجوئی کی تعریف کی ہے۔ آپ کو صرف تعلیم ہی سے دلچسپی نہیں ہے بلکہ آپ ہندوستان اور یورپ کے مابین تجارتی تعلقات قائم اور مستحکم کرنے میں بھی مصروف و منہمک



رہتے ہیں۔ آپ نے اس غرض سے بارہا یورپ اور امریکہ کا سفر کیا ہے اور اپنی تدبیر اور کوشش سے ہندوستان اور دونوں ملکوں کے مابین تجارت قائم کر دی ہے جس کے لیے ہمارا ملک آپ پر جقد رنا زکر سے تھوڑا سہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ آپ نے لاکھوں روپیہ کے آم ولایت بھیجنے کا انتظام کیا تھا جس میں آپ کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ تجارت کا شوق آپ نے اپنے اسلاف سے سیکھا ہے جنھوں نے روٹی اور اقسام تجارت اور لین دین میں تمام دنیا میں نام پیدا کیا تھا۔ حال میں آپ یورپ اور امریکہ کے دورہ کو تشریف لے گئے ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں آپ نے دو ملین روپیہ کا لوہا خرید کیا ہے۔ سکونت بہی۔

—————

بہرام جی مہربان جی ملیباری۔ سب۔ پی۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند درجہ اول۔ ہر چند آپ پارسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ہندوؤں کی تمدنی اصلاح میں آپ نے جو حصہ لیا ہے اُس کے لیے آپ کا نام نامی خصوصیت کے ساتھ تمام ہندوستان و انگلستان میں مشہور ہے۔ سٹر ملیباری کے والد کا نام دہنجی بھائی مہتہ تھا۔ وہ ہمارا راجگیو والی برودہ کی ملازمت میں ایک محرر تھے۔ سٹر ملیباری کی عمر صرف چھ یا سات برس کی تھی جب آپ کے والد نے قضا کی۔ آپ کے سوتیلے والد مہربان جی ناناجی ملیباری تھے جو داکا دکان رکھتے تھے اور ساحل ملیبار سے صندل و شکر وغیرہ نگو اور فروخت کرتے تھے۔ انھوں نے آپ کو متبنی کیا۔ کچھ دنوں بعد اہمکا کاروبار بگڑ گیا۔ سٹر ملیباری کی والدہ ایک نہایت خوش تدبیر اور نیک سیرت عورت تھیں۔ انکی نسبت مشہور ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ ایک مہتر کے لڑکے کو روٹا دیکھ کر چھاتی سے لگا لیا اسپر پارسی گروہ میں بڑا فضیلتہ ہوا مگر انھوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ ایک دوسرے موقع پر جب سٹر ملیباری سخت بیمار پڑے اور اُن سے ایک ہندو جوشی نے بیان کیا کہ اگر کسی لڑکے کے ناخون اور بھوین کاٹ لائی جائیں تو یہ لڑکا اچھا ہو جائے۔ بہرام جی کی مان نے جواب دیا کہ میں یہ تجویز پسند نہیں کرتی کیونکہ سب بچے میرے

بچے ہیں۔ سٹریہرام جی نے اپنی نیک دل مان سے نفس کشی۔ رحمہ علی اور ہمدردی کے بہت عمدہ سبق حاصل کیے۔ سب سے پہلے سٹریہباری کو ایک پارسی دعا یاد کرائی گئی اور کپڑا بننا سکھایا گیا۔ اسکے بعد آپ کو گجراتی زبان کی تعلیم دی گئی۔ اسکے بعد آپ نے انگریزی شروع کی۔ ساتھ ہی اسکے تجارتی بھی سیکھی۔ بارہویں سال آپ کی والدہ نے بھی انتقال کیا۔ آپ کو یکبارگی اخلاس کا سخت مقابلہ کرنا پڑا اور معیشت کی فکر ہوئی۔ آپ دن کو اپنے ہم عمر طلباء کو تعلیم دیتے تھے اور رات کو اپنا سبق یاد کرتے تھے۔ اسکے علاوہ آپ اپنا بہت سا وقت شعرا کا کلام پڑھنے اور شعر گوئی میں صرف کرتے تھے۔ آپ کو حساب سے سخت نفرت تھی۔ آخر کار سلسلہ اعز میں آپ نے امتحان پاس کیا اور اب آپ کی تقدیر چمکی۔ آپ کے متحنون میں ایک صاحب پادری ٹیلر تھے جو خود بھی ایک مستند گجراتی گرامر اور چند گجراتی نظموں کے مصنف تھے۔ ایک دن بہرام جی انکے پاس گئے اور اپنی نظمیں انکو دکھائیں۔ سٹریہباری آپ کے کلام کو پڑھ کر دنگ ہو گئے اور انکے چند جملہ افزا الفاظ نے نوجوان مصنف کی بہت میں جان ڈال دی۔ سٹریہباری صاحب نے انکو ایک مشہور زبان دان ڈاکٹر جان ولسن صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ ڈاکٹر ولسن صاحب نے بہرام جی کا دیوان پڑھ کر انکے کلام کی بہت بڑی تعریف کی اور کتاب کا نام نئی بنو درکھا۔ اس کتاب کی تین سو جلدیں ڈاکٹر سررشتہ تعلیم نے اور بہت سی سرکار و سبھی جہانگیر جی ریڈی منی اور دیگر لوگوں نے خرید کیں۔ اکیس برس کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی۔ نئی بنو دین بے انتہا وزن اور اقسام کے شعر ہیں اور اسکی گجراتی پارسی گجراتی نہیں ہے بلکہ ہندو گجراتی ہے۔ یہ کتاب اخلاقی مضامین سے مملو ہے۔ سٹریہباری صرف گجراتی نظم کے مسلم الثبوت استاد ہی نہیں ہیں بلکہ آپ کے انگریزی کلام نے بھی انگریزوں میں قبولیت کا درجہ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ خود ملک الشعراء ڈبلیو بیسن نے آپکی تصنیف انڈین میوزن انگلش گارڈ بھی خیال ہندی لباس انگریزی) پر جو آپکی خوش بیانی اور بلند خیالی کا ایک بین ثبوت ہے

یہ تحریر فرمایا کہ جب آپ کی انگریزی نظم کی یہ کیفیت ہے تو آپ کی گجراتی نظم کیسی ہوگی؟ آپ اُس مدح سرائی کے بہتہ نوع ستحق ہیں جو اخباروں نے کی ہے۔ سٹرلیباری کا پایہ بطور اخبار نویس کے اور بھی بلند و ارفع ہے۔ آپ کے صد ہا مضامین ٹائمس آف انڈیا میں طبع ہوئے ہیں۔ آپ خود بھی صاحب اخبار ہیں اور جو شہرت اور نمود آپ کے اخبار انڈین اسپیکٹر اور رسالہ ایسٹ اور ویسٹ نے حاصل کی ہے وہ آپ کی قابلیت اور ہمدانی پردال ہے۔ اخبار اسپیکٹر کو آپ نے صرف چند روپیہ میں خرید کیا تھا مگر اُسکی حالت نہایت ہی رومی اور ناگفتہ تھی۔ سٹرلیباری کے پاس روپیہ نہ تھا بلکہ شروع شروع میں آپ کو خود ہی مضامین لکھنا اور خود ہی اہتمام کرنا۔ خود ہی پروف پڑھنا اور کبھی کبھی اخباروں پر مکرستہ اور چسپان لگانا اور خود ہی ڈاک میں ڈال آنا پڑتا تھا۔ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ گاڑی میں سوار ہو کر شہر میں اخبار تقسیم کرنے آپ ہی جاتے تھے۔ آپ کی فہرست خریداران میں صرف پچاس آدمی تھے اور مصارف اخبار اتنے زیادہ تھے کہ گھر کے رہے سے زیورات بھی بیچنے پڑے مگر آپ نے اپنی اعلیٰ قابلیت۔ تجربہ کاری۔ تحمل اور اعتدال سے اُسکو اس درجہ تک پہنچایا کہ لندن ٹیمس اور دنیا کے کل اخباروں نے انڈین اسپیکٹر کی تعریف کی ہے۔ ایسٹ اور ویسٹ تمام ایشیائین ایک نہایت قابل قدر اور گران پایہ رسالہ ہے۔ سٹرلیباری پولیٹیشن بھی ہیں اور اعلیٰ درجہ کے مگر خاموش۔ اہل انگلستان کی نظر میں بھی آپ کی جو وقعت ہے اُسکا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ جب ایک ضروری مسئلہ پر پولیٹیشن لوگوں کی رائے حاصل کرنا مقصود تھی تو لارڈ رٹنڈالف چرچل صاحب نے جو بعد کو ہندوستان کے سکریٹری آف اسٹیٹ ہو گئے تھے آپ ہی کے مکان میں شہر کے نامی پولیٹیشنوں کو بلا کر گفتگو کی تھی۔ ارل روزبری صاحب جو سابق میں انگلستان کے وزیر اعظم تھے اپنے سفر ہندوستان میں آپ کے مکان پر آپ سے ملے تھے۔ آپ کے مزاج میں استغنا بھی بدرجہ اتم ہے۔ ایک مرتبہ آپ کو بمبئی کی شہر دارانی عجائی

تھی اور سنا گیا تھا کہ اس سال اس عہدہ کے ساتھ ٹائٹ کا بھی خطاب دیا جائیگا مگر اپنے  
 انکار کر دیا۔ مسٹر لمباری دوبارہ ولایت تشریف لے گئے اور دونوں موقعوں پر اپنے وہاں ہندوستانی  
 عورات کی اصلاح کے متعلق جلسے کیے اور اُسین کامیابی حاصل کی۔ آپ کا سفر نامہ  
 ولایت انگریزی علم ادب اور وسیع نظری کا ایک قابل تعریف نمونہ ہے۔ ہندوؤں میں  
 صغرنی کی شادی اور جبرہ بیوگی کے مسائل آپ کی عمر کے ساتھ ہیں اور آپ نے اپنی  
 سعی اور کوشش سے ان فرس دستورات کی سچ کنی میں تھریو تحریر اور ان کے متعلق قانون کے اجرا  
 کرانے میں جو حصہ لیا اُسکے لیے آپ کا نام ہندوستان کے تعلیم یافتہ گروہوں میں ابد آباد  
 ہمک قائم رہے گا۔ راست خیال۔ راست قول اور راست فعل آپ کا مقولہ ہے۔ آپ کی  
 حب الوطنی کی یہ کیفیت ہے کہ ایک مرتبہ جب آپ صغرنی کی شادی کے مسئلہ کے متعلق  
 ولایت تشریف لے گئے تھے تو آپ کو وہاں اسقدر محنت کرنا پڑی کہ رات کو بارہ بجے  
 تھکے ماندے آکر گر پڑے اور اپنے دوست ڈاکٹر بھابا سے کہا کہ اگرچہ میں مجاؤں تو میرا جسم لندن  
 میں دفن کر دینا مگر میرا دل ہندوستان میں بھیج دینا کہ ہالیہ کی اُپر ف میں دبا دیا جائے۔  
 مسٹر لمباری کو سننے میں اُنکی پبلک خدمات کے صلہ میں قیصر ہند کا طلائی تمغہ عطا ہوا  
 تھا مگر اس مرتبہ بھی آپ نے اُسکے قبول کرنے سے انکار کیا۔ سکونت بمبئی۔



محمد حسن علی خان۔ میر۔ ہرمانس۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ولادت ۱۲۸۲ء۔ آپ  
 ہرمانس میر محمد ناصر خان مرحوم رئیس تالپور واقع سندھ کے فرزند ہیں جو ۱۲۸۲ء میں سندھ  
 کے حکمران میروں میں شامل تھے اور صوبہ کے الحاق کے دو برس کے بعد ۱۲۸۵ء میں فوت  
 ہوئے۔ اُنکا سندھی خطاب سرکار فیض آنا رہا۔ گورنمنٹ انڈیا آفکونسل کلکیشن عطا کرتی  
 ہے۔ آپ کا خطاب سندھی سرکار رفعت مدار ہے۔ آپ کو ۲۰ مئی ۱۲۸۹ء کو سی۔ آئی۔ ای  
 کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت حیدرآباد سندھ۔

بدر الدین طیب جی۔ آنریبل مسٹر جسٹس۔ آپ ایک نہایت معزز عربی اہل  
 خاندان سے ہیں جس نے پہلے کھبائت میں اور پھر ممبئی میں اقامت اختیار کی تھی۔ آپ کے  
 والد ماجد طیب جی بھائی میان ایک بہت بڑے تاجر تھے اور ان کی تجارت زیادہ تر انگلستان  
 و فرانس سے رہتی تھی۔ آپ کی ولادت اکتوبر ۱۸۳۷ء کی ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم  
 ایفٹن انسٹیٹیوشن میں پائی اور سولہ برس کی عمر میں آپ کے روشن خیال والد ماجد نے  
 آپ کو انگلستان بھیج دیا۔ پیرل ۱۸۵۷ء میں آپ نے میر سٹری کی سند حاصل کی۔ آپ سب سے  
 پہلے ہندوستانی میر سٹری تھے جب آپ نے ممبئی میں میر سٹری شروع کی تو چند ہی روز میں آپ کی  
 ذہانت اور جود نامزد کیا گیا اور عالی دماغی اور مزید برآں آپ کی طلاقت اور سحر بیانی نے  
 لوگوں کو مسح کر لیا اور آپ اپنی جماعت کے نہایت سربراہ اور درکن شمار ہونے لگے۔ ایک  
 مرتبہ آپ ایک فوجداری کے مقدمہ میں بریت جرم کی پیروی کر رہے تھے۔ اتفاق سے  
 ایک اخبار نے آپ کی خلاف شان کچھ امور شائع کیے۔ دوسرے روز جب اجلاس منعقد  
 ہوا تو صاحب چیف جسٹس نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ نکتہ جینی جنس بے بنیاد ہے  
 اور صرف آپ کی قابلیت اور آپ کا کمال ہے جس نے ماخوذ کو بری کر لیا ہے۔ چند روز بعد آپ نے  
 ملکی معاملات میں بھی دلچسپی ظاہر کرنا شروع کی۔ سب سے پہلے معرکہ الارا تقریر آپ نے اس جلسہ  
 میں کی جو اس غرض سے منعقد ہوا تھا کہ پارلیمنٹ میں ٹیچر کے مال پر محصول درآمد و قوت  
 کرنے کے خلاف ایک عرضی بھیجی جائے۔ ۱۸۵۷ء میں آپ ممبئی کی مجلس و اضعا انین  
 و قوانین کے اڈیشنل ممبر منتخب ہوئے۔ آپ نے اس کونسل میں معاملات میں سپلٹی کے  
 بارہ میں طولانی تقریریں کیں جن پر ہر طرف سے تحسین و آفرین کی گئی اور سر جیمس فرگسن  
 صاحب گورنمنٹی نے یہاں تک کہا کہ یہ تقریریں اگر پارلیمنٹ میں کی جاتیں تو وہاں بھی  
 لوگ انکو بہت توجہ اور ذوق و شوق سے سنتے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد سے ممبئی کی تمام مجالس  
 عام میں آپ ضرور زمرہ مقتدرین میں ہوتے تھے اور آپ کی سحر بیانی کی تعریفیں ہمیشہ اجاڑ

میں چھپتی تھیں جب نیشنل کانگریس کے تیسرے اجلاس میں آپ اُسکے صدر نشین کیے گئے تو آپ نے اسی عہدہ و کھپت تقریر کی جسکی نسبت عام خیال یہ ہے کہ فصاحت بیانی اور معجز لسانی کا وہ ایک کرشمہ تھی۔ ملک میں اس سچ کی سچید تعریف ہوئی آپ کی شہرت صرف خوش بیانی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ آپ اپنے اہل وطن میں اشاعت تعلیم و روشن ضمیری کی دیر پا کوشش کرنے کی وجہ سے بلند نام ہیں۔ ۲۸۔ جون ۱۹۴۷ء کو آپ مبئی ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ اُسوقت آپ کا سن مبارک ۵۱ برس کا تھا۔ آپ کے اس تقرر پر سارے مغربی ہند نے نہایت جوش سے مسرت کا اظہار کیا تھا۔ اسوقت تک آپ اُسی عہدہ پر سر فرائز ہیں۔ سکونت مبئی۔



نراین گنیش چند ورکر۔ آئریبل مسٹر جسٹس۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ایپ ۱۹۳۷ء میں بمقام ہو اور رکن (را) پیدا ہوئے۔ ابتدائی انگریزی تعلیم اُسی ضلع کے اسکول میں پائی۔ لیکن ۱۹۲۹ء میں آپ مبئی گئے اور وہاں لفسٹن کلج میں داخل ہوئے۔ یہاں آپ کو راجہ صاحب و ہاڑ کا انعام اور نیز ایک اور انعام اُس مضمون پر ملا جو آپ نے ”انگریزی مخالفین اور انکا ٹوٹنا“ کے عنوان پر لکھا تھا۔ ۱۹۳۷ء میں آپ نے بی۔ اے کا امتحان درجہ اول میں پاس کیا اور جمیس ٹیلر کا انعام حاصل کیا جسکے سبب سے آپ جو نیر دکشا فیلو مقرر ہوئے ۱۹۳۷ء میں آپ اخبار اندو پر کاش کی اوٹیری پر مامور ہوئے اور یہ کام آپ نے گیارہ برس تک کیا۔ ۱۹۳۷ء میں آپ نے ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان پاس کیا اور اس امتحان میں شریعت ہند پر عمدہ مضمون لکھنے کی وجہ سے آرنلڈ اسکاٹرشپ پایا۔ پھر آپ نے ہائی کورٹ مبئی میں نام لکھایا اور اپنا پیشہ نہایت کامیابی سے کرنے لگے۔ ۱۹۳۷ء میں آپ بمجلہ اُن ڈیلیگیٹوں کے منتخب ہوئے جو ولایت میں اس غرض سے بھیجے گئے تھے کہ باشندگان انگلستان کو ہندوستان کے حالات و معاملات سے آگاہ و مطلع کریں۔ وہاں جس قابلیت

اور سحر بیانی سے آپ نے اپنا فرض ادا کیا وہ بالکل غیر متوقع تھی۔ ہر مقام پر آپ کی تقریر کو لوگوں نے نہایت خوشدلی اور توجہ سے سنا۔ انگلستان سے واپس آ کر آپ نے ایک رسالہ شائع کیا تھا جس میں آپ نے انتخاب پارلیمنٹ کے موقع پر اہل انگلستان کی گرجوشتی سے جو خیالات آپ کے دل میں پیدا ہوئے تھے انکو بیان کیا تھا۔ یہ رسالہ بلحاظ سلاست بیان اور نیز بلحاظ حالات بہت دلچسپ ہے۔ آپ علاوہ پارلیمنٹ کے اصلاح معاشرت کے میدان میں بھی گرم عنان رہتے ہیں اور آپ کو اپنے اہل ملک کی سہل انکاری اور غفلت ذرا نہیں بھائی جو وہ اپنے طریقہ تمدن کی اصلاح کے بارہ میں برت رہے ہیں جب عمر ضماندی کے قانون پر ملک میں ایک شور و غل بلند تھا تو آپ نے ایک رسالہ لکھا تھا جس میں تاریخی حالات بیان کر کے یہ ثابت کیا تھا کہ اس معاملہ میں گورنمنٹ کی مداخلت بجا اور وجہ ہے آپ کی بہترین تقریر اس روز بمبئی جب ۱۸۷۷ء میں زیر صدارت لارڈ رے صاحب گورنر ایک جلسہ عام اس غرض سے منعقد ہوا تھا کہ مستورات ہند کی رفع تکلیف کے واسطے لیڈی ڈفرن فنڈ ایسوسی ایشن کی ایک شاخ ممبئی میں بھی کھولی جائے۔ اس حرکت الاار تقریر سے آپ کی جادو بیانی کی دھوم مچ گئی ۱۸۷۷ء میں آپ نے مدراس ہندو سوشل رفارم ایسوسی ایشن کے جلسہ سالانہ میں صدر نشین ہو کر جو تقریر کی اُس پر بھی تحسین و آفرین کا ایک غلغلہ بلند ہوا اور آپ اُس ایسوسی ایشن کے آمریری ممبر کیے گئے ۱۸۷۹ء ہی میں بمقام کراچی جو اجلاس پراونشل کانفرنس کا ہوا اُسکے بھی آپ صدر نشین ہوئے اور آپ کی تقریر اس موقع پر نہایت پُر مغز اور اعتدال کا پہلو لی ہوئی تھی ۱۸۷۹ء میں آپ کو گورنر ممبئی نے مجلس و اضعان آئین و قوانین کا ممبر بطور قائم مقام ممبئی یونیورسٹی نافرو فرمایا اور اس انتخاب کو لوگوں نے عام طور سے پسند کیا۔ سکونت ممبئی۔

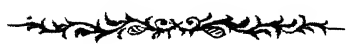


دین شاہ ایڈلجی و اچا۔ جسٹس آف دی پیس۔ آپ اُن بزرگان ملک میں

ہیں جنگی بہتین نہایت خلوص اور بغرضی کے ساتھ باشندگان ہندوستان کی بہبود اور  
 سلاح و فلاح کی فکر و تدبیر پر ہمیشہ مصروف رہتی ہیں۔ آپ مبئی میں ۲۰ اگست ۱۸۵۷ء  
 کو پیدا ہوئے۔ پانچویں برس سے آپ کی تعلیم شروع ہوئی آپ نے لفسٹن سنسٹیشن اور لفسٹن کالج  
 میں انگریزی پڑھی اور بہت جلد آپ نے ایک جوئیر اسکالرشپ حاصل کر لیا جب آپ بی اے  
 کا امتحان دینے والے تھے اُسی زمانہ میں آپ کے والد ماجد کا روبرا کی ضرورت سے آپ کو  
 عدن لے گئے تیس برس کے سن سے آپ کو کارخانجات سے تعلق رہا ہے اور اب مبئی  
 کی انجمن مالکان کارخانجات کے ایک سربراہ اور وہ رکن ہیں۔ آپ کی کاروباری لیاقت  
 اور تجارت ہند کے معاملات میں جزئی و کلی واقفیت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ آپ کے اقوال  
 مستند سمجھے جاتے ہیں آپ کو معاملات تمدنی میں خاص دلچسپی ہے اور بیس برس سے آپ کے  
 مضامین اخبارات و رسالہ جات میں شائع ہو رہے ہیں ۱۸۵۷ء سے جیتھ ایک ممبر کے  
 آپ کا تعلق مینوسپل کارپوریشن سے بھی ہے اور یہاں آپ ممبروں میں نہایت باخبر اور  
 واقف کار سرمنشا سمجھے جاتے ہیں۔ آپ مبئی پریسڈنسی ایسوسی ایشن کے ایک سکریٹری بھی ہیں  
 اور اس طور پر آپ کو پولیٹیکل معاملات سے علافہ رہتا ہے۔ جب سے نیشنل کانگریس قائم ہوئی  
 ہے آپ اُسکے نہایت مہمگرم اور پرجوش مویدین میں ہیں اور اس قومی کام میں آپ کی بہت ہی بہت  
 مصروف رہتی ہے۔ آپ نے مقامی اسٹیڈنگ کانگریس کمیٹی کے سکریٹری کے فرائض ایسی لیاقت  
 اور خوبی سے ادا کیے کہ ۱۸۵۷ء میں جب بمقام پونا کانگریس کا گیارھواں اجلاس ہوا تو آپ  
 مسٹر ہیوم صاحب کی معیت میں جو انٹ جنرل سکریٹری کانگریس منتخب ہوئے۔ آپ کانگریس  
 کے ہر اجلاس میں تقریر فرماتے ہیں اور زیادہ تر آپ شہمنشا ہی مدخل و محتاج اور اخراجات  
 فوجی کے مسئلہ پر بحث کرتے ہیں۔ آپ کی ہر تقریر سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ آپ جس بحث  
 پر زبان کھولتے ہیں اُسے نہایت غور و تامل سے مطالعہ فرما چکے ہیں اور اُسکی بابت سکاری  
 وغیرہ سکاری ہر قسم کی اطلاع و واقفیت آپ کو حاصل ہے۔ مئی ۱۸۵۷ء میں آپ



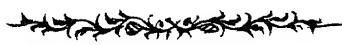
بمقام سلیگام پیرا ونشل کانفرنس کے اجلاس ہشتم کے صدر نشین منتخب ہوئے۔ اپنے جوتھر پر بحیثیت صدر نشین کی اُس نے آپ کی قابلیت کا سکھ اور بٹھا دیا۔ پولیٹیکل معاملات میں مسٹر فیروز شاہ مہتا کے بعد آپ ہی کانبرہے۔ سکونت میبئی۔



فیروز شاہ مہربان جی مہتا۔ آرمیل۔ ایم۔ اے سی۔ آئی۔ ای۔ ٹیپ گت سسٹم ۱۹۷۵ء میں پیدا ہوئے میبئی میں آپ کے والد ماجد مشہور کارخانہ کا مالکینی کے ایک رکن تھے۔ ابتدائی تعلیم لفنسٹن انسٹیٹیوشن میں حاصل کر کے اپنے امتحان میٹرک لیویشن پاس کیا اور ۱۹۷۲ء میں لفنسٹن کالج سے بی۔ اے کی ڈگری اور اُسکے چھ مہینہ بعد ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ زمانہ طالب علمی ہی میں آپ نہایت ہونا معلوم ہوتے تھے اور پارسیوں میں سب سے پہلے آپ ہی نے ایم۔ اے کی ڈگری پائی۔ زمانہ طالب علمی کے اختتام پر فوراً آپ اُسی کالج کے ایک فیلو نامزد کیے گئے اور بعد چندے آپ بغرض تعلیم قانون انگلستان تشریف لے گئے۔ اُس زمانہ میں آپ نے ہندوستان کی معاشرتی اور سیاسی اصلاحات میں بہت بڑا شغف ظاہر کیا اور لندن ٹریری سوسائٹی کے قائم کرنے میں آپ نے مسٹر دادا بھائی نور ورجی اور مسٹر دلبوسی بنرجی کا ہر دل سے ساتھ دیا۔ یہی سوسائٹی آخر کار ایسٹ انڈیا ایسوسی ایشن میں ملحق ہو گئی۔ لندن سے بیرسٹری کی سند حاصل کر کے جب آپ واپس آئے تو اپنے بہت جلد اس پیشہ میں نمود حاصل کی اور معرکہ الآرام قدموں میں کامیابی حاصل کی ۱۹۷۳ء میں آپ ریاست جو ناگڈھ کے مشیر عدالت مقرر ہوئے۔ آپ نے دو برس تک اس خدمت کو ایسی عمدگی سے انجام دیا کہ جب آپ کنارہ کش ہوئے تو ریاست نے آپ کو پانچ ہزار روپیہ کی ایک نقدی کشتی انعام دی ۱۹۷۹ء میں آپ نے مسٹر دادا بھائی نور ورجی کی ملکی خدمات کے علاوہ اعتراف کا مسئلہ چھیڑا اور آخر کار اُسے اس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ مسٹر موصوف کو ایک معتدبہ رقم نذر کی گئی۔ ۱۹۸۰ء میں جب اصلاح میونسپلٹی کا شور و غل بلند

ہوا تو اپنے اس مسئلہ پر بھی ایسی عمدہ رائے دی جسکو گورنمنٹ نے تسلیم کیا اور آپ اُسکے  
 صلہ میں ۱۸۷۳ء میں ممبئی مینوسپل کارپوریشن کے ممبر منتخب ہوئے پھر ۱۸۷۴ء اور ۱۸۷۵ء  
 میں آپ دوبارہ کارپوریشن کے چیرمین منتخب ہوئے ۱۸۷۷ء میں آپ مجلس واضعان آئین  
 (قوانین ممبئی) کے ممبر نافذ ہوئے اور اپنے مسٹر جسٹس تلنگ آجمنی کے ساتھ مسودہ  
 قانون مینوسپلٹی کے درست کرنے میں سخت کوشش کی آپ کی طبیعت میں آزادی خیال -  
 جوش ہمدردی اور متانت و بنجیدگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور آپ نہایت بے لوث  
 ہو کے اپنی قوت فیصلہ کو معاملات ملکی میں صرف کرتے ہیں آپکے جوہر قابلیت سب سے  
 زیادہ البرٹ بل کے معاملہ میں ظاہر ہوئے اور اُس جوش و خروش کے زمانہ میں صرف آپکی  
 پامردی نے ممبئی کو براہ روی سے باز رکھا جسکی سرایون بارنگ صاحب اور مسٹر البرٹ  
 صاحب نے قدر شناسی فرمائی۔ اُسی زمانہ میں انڈین نیشنل کانگریس قائم ہوئی جسکا سب سے  
 پہلا اجلاس ممبئی میں بصدارت مسٹر ڈبلوسی بنرجی منعقد ہوا کانگریس کے پانچویں اجلاس میں  
 آپ کو استقبالی کمیٹی کا چیرمین بننا پڑا جسکے صدر انجن سر ڈبلو وڈ برن صاحب ممبر پارلیمنٹ  
 تھے۔ اس جلسہ میں مسٹر بریڈلا بھی شریک ہوئے تھے جو تقریر اپنے اُنکے خیر مقدم میں کی وہ بہت  
 فصاحت اور بلاغت سے ملبو تھی۔ ۱۸۷۹ء میں جب کانگریس کا چھٹا اجلاس بمقام کلکتہ  
 منعقد ہوا تو آپ اُسکے صدر نشین منتخب ہوئے اور ۱۸۷۲ء میں آپ پونا کی چوتھی پراونشل  
 کانفرنس کے میں مجلس قرار پائے اور اپنے یہ ظاہر کر دیا کہ اپنے صوبہ کے ہندوستانیوں کے  
 خیالات ظاہر کرنے کے واسطے آپ ہی سب سے زیادہ موزون ہیں ۱۸۷۳ء میں ممبئی مینوسپل  
 کارپوریشن نے آپ کو مجلس واضعان آئین و قوانین کا ممبر منتخب کیا اور چند روز بعد آپ کینسلری  
 حضور والیس رائے بہادر کی مجلس واضعان آئین و قوانین کے ممبر ہوئے۔ اس خدمت جلیلہ  
 کے فرایض آپ نے جس آزادی و خلوص کے ساتھ ادا کیے اُسکو تمام ملک نے نہایت  
 قدر اور توقیر سے تسلیم کیا۔ چنانچہ ۱۸۷۵ء میں باشندگان ممبئی نے ایک سپاس نامہ آپکے

سامنے پیش کیا اور خود آپ کی جماعت نے رپن کلب میں جلسہ دعوت منعقد کیا۔ اس طرح چھٹی پروانشل کانفرنس نے بھی ایک سپاس نامہ آپ کو دینا تجویز کیا اور اسی سال آپ کو سی۔ آئی۔ اے کا خطاب مرحمت ہوا۔ شروع ۱۹۶۷ء میں بوجہ خرابی صحت آپ کو کنسل سے کنارہ کش ہونا پڑا مگر آپ اپنے اہل ملک کی خدمت میں ہمیشہ مصروف و مشغول رہتے ہیں۔ سکونت نبی۔



عبدالقادر۔ مولوی حاجی۔ باغظہ۔ خان صاحب۔ ولادت ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۷ء۔ آپ خاندان باغظہ باشندہ حضرموت عرب سے ہیں۔ قبیلہ علم و فضل میں معروف ہے۔ آپ علمائے شافعیہ سے ہیں اور علوم معقولی اور منقولی خصوصاً علم فرائض میں یدِ طولی رکھتے ہیں۔ آپ نے ۱۲۷۷ھ ہجری میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا اور مولوی شیخ محمد ساکن مچلی شہر ضلع جوہنور سے سند افتا حاصل کی اور اکثر عالمانہ کتابیں تصنیف فرمائیں۔ ۱۲ سال سے آپ مینوسل کمشنر ہیں ۱۹۷۷ء میں جب سورت میں طاعون پھیلنا تو آپ کو گورنمنٹ نے طاعون کے کام پر مقرر کیا چنانچہ وہ خدمت آپ آج تک انجام دیتے ہیں۔ اس خدمت کی انجام دہی کے صلہ میں گورنمنٹ نے بذریعہ چند مراسلات کے خوشنودی ظاہر کی اور بنظر اعزاز ذاتی خطاب خان صاحب مرحمت فرمایا۔ آپ کو رفاہ عام کے کاموں سے کمال دلچسپی ہے چنانچہ متعدد انجمنوں اور کمیٹیوں کے اعزازی صدر نشین سکریٹری اور رکن رکن ہیں بنظر اکتساب آپ کسی قدر تجارت بھی کرتے ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہیں (۱) میان علی (۲) میان حسن (۳) میان ابراہیم۔ سکونت سورت۔



وشن واس نہالچند۔ راو بہادر۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۹۷۷ء کو راو بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت سندھ۔

کاؤس جی ای۔ پٹیل۔ خان صاحب۔ آپ کو ۳۔ جون ۱۹۰۷ء عیسوی  
کو خطاب خان صاحب کا عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

پریم چند کشن داس۔ راؤ صاحب۔ آپ کو راؤ صاحب کا خطاب ۱۵۔  
فروری ۱۹۰۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے حسن خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ نے  
مرحمت فرمایا ہے۔ سکونت تھا سرا ضلع کیرا۔

دامودر وجیرنگم۔ مدلیار۔ راؤ صاحب۔ آپ کو یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو راؤ صاحب  
کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

سیشیار اما سوامی۔ نیدو۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۲۲۔ جون ۱۹۰۷ء عیسوی  
کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

سمیوئل عیسیٰ جی۔ خان بہادر۔ جے۔ پی۔ آپ کو خان بہادر کا خطاب بطور  
اعزاز ذاتی یکم جنوری ۱۹۰۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

منگلیش اننا جی۔ راؤ صاحب۔ ولادت ۳۰۔ ستمبر ۱۸۵۳ء۔ آپ کو ۲۲۔ جون  
۱۹۰۷ء کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت بیلگام۔

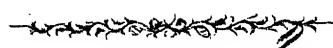
گنیش ونگٹیش۔ جوشی۔ راؤ بہادر۔ آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ۲۱۔ مئی ۱۹۰۷ء  
کو عطا ہوا۔ سکونت شولا پور۔

جمشید جی رستم جی ویسائی - خان بہادر - ولادت ۷ - اگست ۱۸۵۷ء  
مقام نوساری ریاست برودہ - آپ نے مہی میں تعلیم پائی اور ۱۸۷۵ء میں محکمہ  
بار برداری کسریٹ میں ملازم ہوئے اور اپنی قابلیت و محنت کے سبب ایک ادنیٰ  
عہدہ سے اعلیٰ عہدہ پر ترقی حاصل کی - آپ کو تمام افغانستان و مصر میں کام کرنے  
کے جلد وین ایک تمغہ اور برنجی میڈل مرحمت ہوا - ۱۸۸۷ء میں آپ خانقہ صاحب  
اور ۱۸۹۳ء میں خان بہادر کے خطاب سے مخاطب ہوئے - ۱۸۹۷ء میں آپ  
شہر مہی کے جسٹس آف دی پیس مقرر ہوئے - ۱۹۰۷ء میں آپ نے سرکاری  
ملازمت سے کنارا کشی اختیار کی - سکونت - پونا -



بہن جی بہرام جی بیمل - خان بہادر - ولادت ۱۸ - دسمبر ۱۸۵۷ء بمقام  
مہی - آپ ایک قدیم پارسی خاندان سے ہیں - آپ کے بزرگ ۱۸۷۵ء میں موضع  
سوماری ضلع سورت سے مہی میں آباد ہوئے تھے - آپ کے ایک بزرگ سنیو رستم جی  
داراب جی کو برٹش گورنمنٹ نے انکی قابل قدر خدمات کے صلہ میں مہی کے بیمل کا لقب عطا  
فرمایا تھا اور یہ اعزاز آپ کے خاندان میں باوجود انقضاے ایک سو پینسٹھ برس کے اب  
بھی باقی ہے - آپ نے انٹرنیشنل انسٹیٹیوشن میں تعلیم پائی - آپ کی ابتدائی فارسی تعلیم  
مدرسہ ملا فیروز میں ہوئی جو مہی میں فارسی اور ایرانی زبانوں کی تعلیم کا ایک اعلیٰ کتب  
ہے - آپ کو کمسنی ہی میں علمی مشاغل کی جانب رغبت ہوئی - ۱۸۷۵ء میں آپ نے  
فردوسی کی سوانح عمری موسومہ بہ احوال فردوسی گجراتی زبان میں لکھی ۱۸۷۵ء میں  
آپ نے گجراتی زبان میں فارسی کی ایک مختصر تاریخ مکتوبات کے پیرایہ میں تالیف کی جو  
اب تک مہی کے اکثر روشنی اسکولوں میں متداول ہے - اس سال آپ نے پارسی پرکاش  
کے لیے مواد جمع کرنا شروع کیا جس میں پارسی جماعت کی تاریخ اور ترقی کے وہ اہم

واقعات مندرج ہیں جو ہندوستان میں اُنکے توطن اختیار کرنے سے اب تک گزرے ہیں۔ اسکے سترہ حصے ہیں جن میں سلسلہ عہدہ کے حالات ہیں۔ یہ کتاب پارسیوں کی صحیح اور مفصل تاریخ ہے۔ سر جیمز کمپبل ایڈیٹر بہی گزٹیر کو پارسیوں کے حالات جمع کرنے میں آپ سے خاص مدد ملی اور گورنمنٹ بہی نے اسکے لیے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ سلسلہ عہدہ میں گورنمنٹ بہی نے آپ کو جسٹس آف دی پینس مقرر کیا۔ آپ اہل بہی میں نہایت ذی اثر اور باوقار شخص ہیں۔ آپ انیٹر وپولا جیکل سوسائٹی بہی کے وائس پریسیڈنٹ ہیں اور زور ووشرون ڈیوٹہ مینیفٹ فنڈ کی کمیٹی کے پریسیڈنٹ اور پارسی چیف میٹرمونیل کورٹ کے ڈیلیگیٹ ہیں۔ سلسلہ عہدہ میں گورنمنٹ ہند نے آپ کو خان بہادری کا خطاب آپ کی بیش بہا خدمات کے صلہ میں عطا فرمایا۔ آپ زور دشتی مذہب کے بڑے حامی اور پرچوش ممبر ہیں۔ اسوقت آپ کی قوم میں آپ کا بہت اثر ہے اور پارسیوں کے اخلاقی اور مذہبی معاملات میں آپ کی رائے مستند سمجھی جاتی ہے۔ اور اضلاع کی کچھڑوں اور نیزبائی کورٹ میں پارسیوں کے رسوم یا حقوق پر آپ کی شہادت کی بہت بڑی قدر و منزلت کیجاتی ہے۔ سکونت بہی۔



پالن جی پشوتن جی رکھینا۔ خان صاحب۔ ولادت سلسلہ عہدہ۔ آپ اپنے پدر بزرگوار پشوتن جی جیون جی رکھینا بہادر کے فرزند سوم گجراتی الاصل ہیں۔ آپ کے والد دفتر چیف انجینیئر بہی کے ہڈکلرک تھے اور انکے دوسرے بھائی بھی شاہی انجینیئر تھے۔ آپ نے بہی کے ایک یورپین اسکول میں تعلیم پائی اور سلسلہ عہدہ میں میجر کرک شینگ صاحب شاہی انجینیئر نے اسٹور کیپر مقرر کر دیا۔ چند سال اس عہدہ پر رہے تھے کہ آپ نے چین جاکر شرس بی۔ ایچ۔ کا کامپنی کی ملازمت اختیار کی۔ سلسلہ عہدہ میں آپ جنرل پوسٹ آفس بہی کے خزانچی کے عہدہ پر بشاہرہ ڈیوٹہ سو

روپیہ مقرر ہوئے اور ۲۴ برس تک اس عہدہ پر مامور رہے۔ بعد ازاں ۱۹۶۷ء میں بحصول نیشنل کنارہ کشی کی۔ اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال کی تھی۔ ۱۹۶۷ء میں جب بمبئی میں طاعون کا خروج ہوا تو بمبئی کے خاص الخاص اور ذی اثر باشندوں سے گورنمنٹ بمبئی نے انسداد طاعون کے متعلق مدد چاہی اور آپ نے فوراً جنرل گینکرو صاحب اور سر جیمز کیمپبل صاحب کے تحت میں کام کرنے کے لیے خوشی سے آمادگی ظاہر کی۔ اسکے صلہ میں لارڈ الگن صاحب و ایسراے و گورنر جنرل بہادر ہند نے ۱۹۶۹ء میں آپ کو خان صاحب کا لقب عطا فرمایا۔ آپ کو گورنمنٹ بمبئی سے بھی ایک سرٹیفکیٹ حاصل ہو چکا ہے اور طاعون کے امور میں آپ کی رائے مستند سمجھی جاتی ہے۔ سکونت بمبئی۔

——————

پیر محمد۔ مولوی۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء۔ آپ کے والد شیخ حسین گورنمنٹ برطانیہ کے وفادار ملازم اور دفعہ داری کے عہدہ پر سرفراز تھے۔ آپ کے ایام رضاہت ہی میں آپ کے والدین رحلت کر گئے اور آپ نے اپنے برادر عمزاد عبدالقادر دفعہ دارو مینوسپل کمشنر شولاپور کے ظل عاطفت میں پرورش اور عربی و فارسی کی تعلیم پائی۔ آپ عنفوان شباب ہی سے شل اپنے بزرگوں کے افادہ خلایق اور رفاہ جونی کے کاموں کی جانب متوجہ ہوئے۔ اپنے اپنے خسر قاضی سید میران ولد قاضی سید محمد علی کے فرائض قضا کو نہایت بیدار مغزی اور حسن قابلیت کے ساتھ انجام دیا۔ آپ کو شولاپور کی مینوسپل کمشنری اور آنریری مجسٹریٹ کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ شولاپور کی قحط سالی اور وبا سے طاعون کے انسداد میں آپ نے گورنمنٹ اور پبلک کو بہت مدد پہنچائی ہے۔ آپ کی حسن خدمات کے جلد و میں ۳۔ فروری ۱۹۷۲ء کو بطور ذاتی اعزاز کے گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو

خان بہادر کے خطاب سے مغزو و ممتاز کیا۔ سکونت شوالپور۔

بیچر داس بہاریداس دیسائی۔ سردار۔ راؤ بہادر۔ آپ راؤ بہادر بہاریک  
 اوجھائی ساکن نریاد۔ کے تیسرے بیٹے ہیں۔ آپ بمقام نریاد ۲۰۔ فروری ۱۹۳۸ء  
 کو پیدا ہوئے۔ آپ نے احمد آباد اور نریاد میں تعلیم پائی۔ ۱۹۳۸ء میں آپ لوکل بورڈ  
 انڈ کے ممبر منتخب ہوئے اور بعد چندے نریاد میں سپلٹی کے صدر منتخب مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۸ء  
 میں جو راعنی کمیٹی بمقام نریاد قائم ہوئی تھی آپ اُس کے بانی بانی تھے اور ۱۹۳۸ء  
 کے بعد سے جو مختلف زراعنی نمائندگان ہیں وہاں کھولی گئیں ان میں آپ پیش پیش رہتے  
 تھے۔ آپ نے نریاد میں ایک کارخانہ گجراتی تبا کو کے چرٹ بنائیکا قائم کیا۔ آپ نے  
 اپنے ملک کے ذرائع آمدنی بڑھانے کی جو استعداد نہ کو نشین کین انکو گورنمنٹ نے اچھی  
 نگاہ سے دیکھا اور پہلے آپکو آئیری مجسٹریٹ کا اعزاز نصیب ہوا پھر ۱۹۳۸ء میں خطاب  
 راؤ بہادر سے آپکو سرفراز کیا۔ ۱۹۳۸ء میں آپکو بہی کی مجلس واضعان آئین و قوانین کی مبرا  
 کی عزت عطا کی گئی اور اسی سال حضور وائسراے بہادر نے آپکو خطاب سردار  
 سے مشرف فرمایا۔ سکونت نریاد ضلع کیرا۔

رام راؤ ویاس راؤ دیسائی۔ راؤ صاحب آپ کو یکم جنوری ۱۹۵۵ء کو  
 راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت دھارواڑ۔

ہیرا چند موتی چند۔ راؤ صاحب۔ آپکو ۱۹۵۵ء میں راؤ صاحب کا خطاب  
 ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت سورت۔



اے ایس موس۔ خانصاحب۔ آپکو ۳ جون ۱۸۹۹ء کو خطاب خاجنہ کا ذاتی اعزاز کے طور پر مرحمت ہوا۔ سکونت۔ بمبئی۔

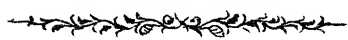
بھیم جی بھائی رستم جی۔ اشیر نر۔ خان صاحب۔ آپکو ۳ جون ۱۸۹۹ء کو خطاب خانصاحب کا ذاتی اعزاز کے طور پر مرحمت ہوا۔ سکونت۔ بمبئی۔

مادھو راؤ سوچی مورے۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۴ جولائی ۱۸۳۷ء مقام مالون ضلع رتناگری۔ آپ کرناٹک کے ایک قدیم مرہٹہ خاندان سے ہیں۔ آپ کے والد ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں فوج میں ایک افسر تھے اور جنوبی اور شمالی ہندوستان اور عرب کی کئی لڑائیوں میں انھوں نے کاربائے نمایاں انجام کیے۔ آپ نے پیمینٹل اسکول اور ضلع اسکول مالون میں انگریزی و مرہٹی کی تعلیم پائی۔ ۱۸۵۷ء میں آپ محکمہ پوسٹ میں ملازم ہوئے اور بڑے بڑے عہدوں پر مامور رہے۔ ۱۸۷۲ء میں آپ نیٹو اسسٹنٹ کلکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۲ء میں آپ نے سرکاری ملازمت سے کناراہ کشی کی۔ گورنمنٹ نے آپ کے عمدہ کاموں کے جلد و میں آپکو راؤ بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت مالون ضلع رتناگری

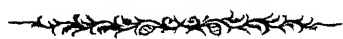
میا رام جیت رام۔ ٹھاکر۔ راؤ صاحب۔ آپکو ۱۹ جون ۱۸۹۹ء میں راؤ صاحب کا خطاب اعزاز ذاتی کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت۔ بمبئی۔

پونجل سنگھ۔ بہادر۔ آپکو یکم اگست ۱۸۹۷ء کو بجلد وے فوجی خدمات کے بہادری کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت لدھیانہ۔ پنجاب۔

پشوتن جی پالن جی - بھیدوار - خانصاحب - آپکو ذاتی اعزاز کے طور پر  
جلد وے حسن خدمات ۱۹۱۸ء میں خانصاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت ضلع بمبئی -



ہیرا تھکیم سنگھ - بی - اے - راوہادار - آپ کی ولادت بتاریخ ۲۰ مئی ۱۸۷۵ء  
بقام حیدر آباد دسندھ ہوئی - آپ کے والد ماجد سندھ کے ایک مشہور و معروف زمیندار  
تھے اور بوجہ اپنی علمیت اور فضیلت کے نہایت مغز سمجھے جاتے تھے - پانچ برس کی  
عمر میں آپ کے والد نے قضا کی اور آپ کی مادر گرامی نے آپکو تعلیم دلوائی - آپ نے  
۱۸۸۵ء میں انٹرنیشنل کالج بمبئی سے بی - اے - کا امتحان پاس کیا - ۱۸۸۷ء  
میں آپ نے ایل - ایل - بی - کا امتحان پاس کیا اور حیدر آباد سندھ میں وکالت  
شروع کی - ۱۸۹۱ء میں آپ مینیوسپل کمشنر اور ۱۸۹۲ء میں مینیوسپلٹی کے پریسڈنٹ  
مقرر ہوئے - ۱۸۹۴ء میں آپکو گورنمنٹ نے خطاب راوہادار عطا فرمایا - یہ خطاب  
آپکو ان خدمات کے صلہ میں ملا ہے جو آپ نے ۱۸۹۷ء کے انتظام طاعون میں کی  
تھیں - آپ اب ایک نہایت نامی اور مشہور وکیل ہیں اور مینیوسپل کارپوریشن کے  
صدر راجمن ہونگی حیثیت سے گورنمنٹ کی نگاہ میں آپکی بہت بڑی عزت اور منزلت ہے -  
سکونت - حیدر آباد سندھ -

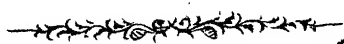


قلندر شاہ خان دارا شاہ - جمعدار - خانصاحب - آپکو ذاتی اعزاز کے  
طور پر ۳۰ جون ۱۸۹۳ء کو بجلد وے حسن خدمات خانصاحب کا خطاب عطا ہوا -  
سکونت محمود آباد - کاٹھیاوار -



ولی صاحب دادامیان - قاضی - خانصاحب - آپکو یکم جنوری ۱۸۹۵ء

کو ذاتی اعزاز کے طور پر خا نصاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت ستارہ۔



گنیش گوبند گوکھلے۔ راؤ بہادر۔ آپ سلسلہ اعین بمقام گرا داپیدا ہوئے۔  
 ۱۹۵۷ء سے اپنے انگریزی تعلیم شروع کی مگر قبل تکمیل آپ کو سلسلہ اعین بطور سرحدی  
 سرور کے کاٹھیا دار پولیٹیکل ایجنسی کی ماتحتی میں جانا پڑا۔ سلسلہ اعین آپ نائب انجنیر مقرر ہوئے  
 اور جب گورنمنٹ نے ریاست گوئڈل کا انتظام اپنے ماتحت میں لیا تو آپ انجنیر ریاست مقرر  
 ہوئے۔ اس عہدہ کے فرائض ایسی لیاقت سے آپ ادا کرتے رہے کہ ہر سال  
 رپورٹ میں آپ کی تعریف اور کارگزاری شائع ہوتی رہی۔ علاوہ پولیٹیکل ایجنٹوں کے  
 پانچ گورنران بیہی نے یکے بعد دیگرے آپ کے کاموں کا معائنہ کیا اور سب نے  
 آپ کی ثنا و صفت کی۔ سرچر ڈسٹریکٹ گورنر جنرل بیہی خاصکر ”بل پیل“ کے معائنہ کرنیکو تشریف  
 لے گئے جو سوا دو لاکھ روپیہ کے صرف سے آپ کے اہتمام میں دریائے بھا در تعمیر  
 کیا گیا ہے اور ہذا سلسلہ نے نہایت حیرت کے ساتھ اپنی مسرت اس بات پر ظاہر کی کہ  
 ایک ہندوستانی نے ایسے سلیقہ اور قابلیت سے یہ حیرت انگیز کام کیا ہے۔ جس زمانہ میں آپ  
 گوئڈل میں تھے کاٹھیا وارا اور مغربی ہندو وسط ہند کی بڑی بڑی ریاستوں نے اپنے یہاں  
 طلب کیا مگر گوئڈل کے حکام نے آپ کو کسی طرح اپنے سے جدا نہ کرنے دیا۔ آپ  
 تیرہ برس تک گوئڈل مینوپلیٹی کے صدر انجن رہے اور اس حیثیت سے آپ نے  
 بڑی مقبولیت اور ہر دفعہ غزنی حاصل کی۔ آپ کو فن زراعت و باغبانی کی طرف رغبت  
 ہے چنانچہ گوئڈل میں آپ ہی کے طفیل سے ایک عمدہ باغ نصب کیا گیا ہے۔ آپ نے  
 ایک آزمائشی فارم اور زراعتی درجہ تعلیم بھی گوئڈل میں کھولا تھا۔ فن باغبانی و زراعت  
 پر آپ نے متعدد کتابیں بھی لکھی ہیں۔ یہ کتابیں گجراتی اور مرٹھی زبانوں میں ہیں اور مستند  
 شمار کی جاتی ہیں۔ سلسلہ اعین جن میں فرگسن گورنر بیہی نے آپ کو گوئڈل میں سرور بار ایک

خلعت فاخرہ اور خطاب راؤ بہادر کی سند جلد دے حسن خدمات مرحمت فرمائی۔ آپ اپنی صحت کی نادرستی کے سبب سوشل سوسائٹی کی ملازمت سے دستکش ہوئے اور آپ کی کارگزار یوں کے صلہ میں نہر سائینس ٹھا کر صاحب نے آپ پر خاص نظر عنایت کر کے معقول پیش کر دی۔ اور باشندگان گوئڈل نے آپ کی رخصتی سے پیشتر دعوتیں دین اور سپانسمنٹ پیش کیے۔ گوئڈل سے کنارہ کش ہو کر آپ نے پونا میں سکونت اختیار کی۔ یہاں آپ مینوسپلٹی کے ممبر نامزد کیے گئے۔ آنریری مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ پونا کے بھی ممبر بنائے گئے۔ پونا کے قریب میں آپ کی کچھ اراضی ہے اور آپ اپنے اوقات فرصت کو اسی کی ترقی دینے میں صرف کرتے ہیں۔ آپ نے کسی انجینیری کے مدرسہ یا کالج میں تعلیم نہیں پائی ہے لیکن طبعی رجحان سے اور ذاتی محنت سے آپ نے اس فن میں کمال پیدا کیا اور بڑے بڑے کام کیے اور سائینس برس کی میعاد ملازمت میں آپ نے باشندگان گوئڈل کو مسخر اور مفتون کر لیا۔ سکونت پونا۔

میر عبد العلی۔ سردار۔ خان بہادر۔ جے۔ پی۔ آپ کو سردار کا خطاب ۲۲ جنوری ۱۹۳۷ء کو اور خان بہادر کا ۳۰ مئی ۱۹۴۱ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر جلد دے حسن خدمات عطا ہوا۔ علاوہ اسکے تمغہ قیصر ہند درجہ اول بھی ۲۴ مئی ۱۹۴۷ء کو مرحمت ہوا۔ سکونت بہبی۔

ستیا رام کھنڈے راؤ۔ وید۔ راؤ صاحب۔ آپ کو یکم جون ۱۹۸۸ء کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت بہبی۔

عبداللہ اور بن عبداللہ شیخ۔ خانصاحب۔ ولادت جنوری ۱۸۵۱ء۔  
 آپ کے والد شیخ عبداللہ ایک متمتع یافتہ میڈیو افسر تھے۔ آپ نے ابتدا سے عمرین  
 سرکاری مدارس میں تعلیم انگریزی حاصل کی اور ۱۸۶۷ء میں محکمہ فوجی کے شفا خانہ  
 میں ملازم ہوئے۔ ۱۵ ستمبر ۱۸۶۸ء کو تیسرے درجہ کے ہاسپٹل اسٹنٹ مقرر ہوئے  
 اور آٹھویں بمبئی فوج پیدل کے ہمراہ ابی سینیا کو گئے جہاں اپنے فرائض کو نہایت  
 خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا جس کے صلہ میں اگست ۱۸۶۹ء میں درجہ دوم  
 کی ہاسپٹل اسٹنٹ پر ترقی پائی۔ ۱۸۷۱ء میں فوین بمبئی پلٹن کے ساتھ آپ مالٹا اور  
 سائپرس کی فوج کشی پر روانہ ہوئے اور بعد واپسی اس رجمنٹ کے ساتھ جنوبی  
 افغانستان کو گئے ان خدمات کے جلد میں ۱۵ اپریل ۱۸۸۲ء کو درجہ اول کے  
 ہاسپٹل اسٹنٹ کے عہدہ پر مقرر ہوئے اور فروری ۱۸۸۶ء میں اٹھائیسویں بمبئی  
 پائیر پلٹن کو آپ کے خدمات منتقل ہوئے جس کے ساتھ ۱۸۸۵ء میں فوج کشی سوڈان  
 پر روانہ ہوئے۔ اس محاربہ میں ایک مرتبہ آپ اتفاقاً محصور ہو کر اپنے بریگیڈ سے  
 جدا ہو گئے تھے مگر کچھ عرصہ کے بعد دشمنوں کی زد اور جانبین کی گولیوں کی بوجھار  
 سے بچ کر اپنے کمپ میں داخل ہوئے۔ وہاں سے واپسی کے بعد مہم لوشانی  
 میں شریک ہوئے جہاں سے واپس ہو کر آپ کو سینئر ہاسپٹل اسٹنٹ کے عہدہ  
 پر ترقی ملی۔ آپ نے ہر مہم کی واپسی کے بعد عہدہ کی ترقیوں کے علاوہ اپنے اعلیٰ  
 افسروں سے اسناد حاصل کیے ہیں۔ گورنمنٹ انکلیشیہ نے چار تمغے اور خدیوہ  
 نے ایک متمتع برائز اسٹار عنایت کیا۔ آپ کی جائز و شانہ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ  
 نے خانصاحب کے خطاب سے بھی معزز و مفتخر کیا۔ ملازمت سے پنشن حاصل کرنے  
 کے بعد حسب ضرورت گورنمنٹ نے آپ کو پھر طلب کر لیا۔ چنانچہ بالفعل آپ  
 ان خدمات کے معاوضہ میں پنشن کے علاوہ تنخواہ بھی پاتے ہیں۔ آپ کے اکثر

اہل خاندان فوجی خدمات پر ممتاز ہیں۔ آپ ایک تجربہ کار ڈاکٹر۔ اپنے ارادہ کے مضبوط۔ با مذاق شاعر۔ اور قوی الجثہ شخص ہیں۔ اور آپ تمنہ یافتہ کمیشنڈ افسر دن کے ہر تہہ سمجھے جاتے ہیں۔ سکونت پونا۔



گل حسن خان۔ میر خان بہادر۔ ولادت نومبر ۱۹۲۳ء مطابق شوال ۱۳۵۱ھ  
آپ بالائی سندھ کے حکمران تالپوری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ سر میر فیض محمد خان والی خیرپور سندھ کے برادر عزاؤ کے فرزند ہیں۔ آپ کے پردادا میر سہراب خان والی خیرپور ابتداً صوبہ سندھ پر حکمران تھے مگر سندھ کی مشہور جنگ میانہ کے بعد گورنمنٹ انگلشیہ کا تسلط ہو گیا اور اس خاندان کو نیشن عطا کی گئی۔ فی الحال میر فیض محمد خان میر خیرپور سندھ ہیں۔ میر گل حسن خان بہادر نے انگریزی ملازمت اختیار کی اور بانیس برس کی ملازمت کے بعد ڈپٹی کلکٹر کی عہدہ سے آپ نے پنشن حاصل کی۔ اسکے علاوہ آپ کو خاندانی پولیٹیکل نیشن بھی ملتی ہے آپ کو مسلمانوں کے امور تعلیمی میں خاص دلچسپی ہے۔ آپ کی قیمتی خدمات سرکاری اور قومی خدمات کے جلد و میں ۱۹۳۲ء کے دربار قیصری دہلی میں گورنمنٹ نے آپ کو خان بہادر کے خطاب سے ممتاز کیا۔ سکونت شکارپور سندھ۔



اَوَّل ٹیکم واس۔ سیٹھ۔ راو بہادر۔ آپ دوری دیرواقع سہوان تعلقہ سندھ کے اول درجہ کے جاگیر دار ہیں۔ آپ کے جد امجد سیٹھ ناوُل میت چند مرحوم کو سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا تھا۔ راو بہادر بھی اُس پولیٹیکل نیشن اور جاگیر سے فیضیاب ہیں جو آپ کے دادا کو ۱۹۳۲ء میں بجلد وے اُن خدمات متعلقہ کے عطا ہوئی تھی جو انھوں نے جنگ افغانستان جنگ سندھ اور ایام غدر میں انجام دی تھیں۔

آپ بہائی یونیورسٹی کے گریجویٹ (سند یافتہ) مینوسپل کونسلر اور ممبر ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ ہیں۔ آپ نے ۱۹۶۱ء میں سرسیر والیس صاحب سی۔ ایس کے ایما سے بطور ڈپٹی ایجوکیشنل انسپکٹر کے سرکاری ملازمت شروع کی اور اپنی مساعی جمیلہ اور حسن لیاقت سے اس صیغہ کو جو فائدہ پہونچایا وہ راوہادر کے اُس اعزاز سے ظاہر ہے جو آپ کو ۱۹۸۹ء کو عطا ہوا۔ مسٹر جگیسن نے سند راوہادری کی عطا کرتے وقت راوہادر کی ایمانداری۔ استعدادی اور عقل سلیم کی بہت بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ سندھ کے لوگوں کی خواہشات اور خیالات کا جیسا صحیح علم آپ کو ہے اُس سے صیغہ تعلیم کو آپ کی ذات سے بہت بڑی قوت حاصل ہوئی۔ کوشانی خانہ بدوش جکھریون میں تعلیم کا رواج ضلع کے ابتدائی مدارس کی اصلاح خصوصاً جو ۶۰ سال بچوں کی تربیت اور تعلیم کے متعلق عمل میں آئی اور تعلیمی مسائل کا تصفیہ اور طلبہ میں مردانہ کھیلوں کا مذاق یہ سب آپ کی کوشش لیاقت اور حسن اخلاق کے نتیجہ ہیں۔ راوہادر سیٹھ اٹول ٹیکم داس مختلف موقعوں پر ایجوکیشنل انسپکٹر رہ چکے ہیں۔ اور ان قائم مقامیوں کی مدت اوقات ایک ایک سال سے متجاوز تھی۔ سکونت سندھ حیدرآباد۔



وضیحی شاہ ہر فرجی کراکا۔ خان بہادر۔ ولادت (احمد آباد) ۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء آپ نے احمد آباد اور راجکوٹ کی تعلیم گاہوں میں اکتساب علوم کیا۔ اپنے یکم اپریل ۱۹۵۹ء کو راجکوٹ میں محکمہ کسریٹ کی ہیڈ کلر کی سے گورنمنٹ کی ملازمت شروع کی اور بہت جلد ترقی کر کے ۱۹۶۹ء میں کاٹھیاوار کے ڈپٹی ایجوکیشنل پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہوئے اور ۱۹۷۲ء میں تبوا کے اسپیشل اسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ کے عہدہ پر شرف تقرر حاصل کیا۔ آپ کے انتظام سے ریاست میں بہت سی

اصلاحین ہونین اور حبوقت ریاست رئیس کے حوالہ کی گئی تو ریاست کے محفل میں بھی بہت بڑا اضافہ پایا گیا۔ ۱۷۷۷ء میں آپ عہدہ ڈپٹی اسسٹنٹ سیکریٹری پر مامور ہوئے اور اکتیس سال کی وفادارانہ خدمات کے بعد ملازمت سے کنارت کش ہوئے فی الحال آپ ممبئی میں جسٹس آف دی پیس ہیں۔ ۱۷۷۸ء میں آپ نے اپنے کاٹھیاواڑ کی ایک ڈائریکٹری تیار کی جس میں اس صوبہ کے متعلق تمام حالات قلمبند کیے ہیں۔ اس کتاب کی سودمندگی کو پولیٹکل ایجنٹ اور گورنمنٹ نے تسلیم کیا ہے۔ خان بہادر کا خطاب علیا حضرت ملکہ وکٹوریہ مرحومہ کی گولڈن جوبلی کی تقریب میں آپ کی طولانی اور قابل تعریف خدمات کے صلہ میں آپ کو عطا کیا گیا۔ سکونت ممبئی۔



کھنڈے راؤ بشونا تھراستے۔ راؤ بہادر۔ آپ ۱۷۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کو راؤ بہادری کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر یکم جنوری ۱۷۷۷ء کو بتقریب دربار قیصری دہلی مع تمغہ اعزازی کے عطا ہوا آپ دکن کے درجہ اول کے سرداروں میں سے ہیں اور آپ کا موروثی درجہ سردار کا ہے۔ آپ کنستھ مہر بن خاندان سے ہیں جسکی سکونت قدیم ولینیشور ضلع رتناگری ہے۔ اس خاندان کا ابتدائی نام گوکھلے تھا جسکی جگہ پر اب کچھ عرصہ سے راستے قائم ہو گیا ہے۔ بانی خاندان کا نام بلاہ تھا جسکی نسل میں شامی ناک کے تین بیٹے تھے جو ساہو راجہ راجہ ستار کی ملازمت میں داخل ہوئے اور اعلیٰ درجہ کے مناصب حاصل کیے۔ ان میں بیٹوں میں سے دوسرے بیٹے بھی کاجی کی ایک لڑکی کی شادی نرائن راؤ پیشوا سے ہوئی اور سب سے بڑا بیٹا ہریباجی اس خاندان کا مورث تھا۔ ان کے پرپوتے کھنڈے راؤ نیکنڈھ راستے کو مشہور نانا فرنویس نے مہادیور و نرائن پیشوا کی ماتحتی میں فوج کی کمان پر مقرر کیا تھا۔ آپ نے بہت سی مہمون میں کامیابی



حاصل کی اور بڑے بڑے معزز درجے پائے۔ آپ کے بیٹے وشواس راو کھنڈے راؤ دکن کے درجہ دوم کے سردار تھے جنگو گورنمنٹ سے ۱۸۱۹ء میں پنشن ملی تھی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے راو بہادر کھانڈے راؤ وشونا تھ جائنشین ہوئے۔ آپ کی تعلیم پونا کالج میں ہوئی۔ ۱۸۸۵ء سے ۱۸۸۶ء تک آپ بمبئی لیجس لیٹو کونسل کے ممبر رہے۔ آپ پونا اور کولابہ کے مجسٹریٹ ہیں اور شہر اور جزیرہ ممبئی کے جسٹس آف دی پیس ہیں۔ سکونت پونا۔



پیر بخش ولد بوچا خان۔ صوبہ واریسجر۔ سردار بہادر۔ خان بہادر۔ آپ ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوئے۔ سردار بہادر کا خطاب آپ کو ۲۱ نومبر ۱۸۸۲ء کو اور خان بہادری کا خطاب یکم جون ۱۸۸۸ء کو بطور اعزاز داتی کے آپ کی جنگی خدمات کے جلد و میں عطا ہوا۔ آپ عرصہ دراز تک دوسری اور تیسری بلوچی جنگوں میں ایک نامی افسر رہے۔ آپ نے بیس سال تک قابل قدر خدمتیں انجام دیں اور فارس۔ افغانستان اور مصر کی تین ٹرائیون کے میڈل حاصل کیے۔ سردار بہادی کے خطاب کے ساتھ آپ کو طلائی تمغہ اسٹار علیا حضرت مکہ معظمہ قیصر ہند کے دست مبارک سے عطا ہوا اور نیز خدیو مصر سے مصری ستارہ کا تمغہ پایا۔ اُس مشہور مہم میں جو کابل سے قندھار تک گئی تھی آپ لارڈ رابرٹس کے ہمراہی افسروں میں تھے اور اسی کے صلہ میں آپ تمغہ ستارہ سے ممتاز ہوئے تھے۔ آپ نے جنگ چین میں بھی خدمات انجام دیں۔ سکونت گوٹ لاہوری لارخانہ واقع سنگار پور سندھ۔



کیٹھنسر و برچورجی کوپر۔ خان بہادر۔ آپ کو خطاب خان بہادری اُن قابل قدر خدمات کے جلد و میں جو آپ نے فوج کے صیغہ طبی میں کی تھیں ۲۰۔ مئی ۱۸۹۶ء

کو عطا ہوا۔ سکونت احمد آباد۔



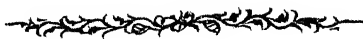
پوسٹ ویلجی۔ راو بہادر۔ آپ ۱۷۔ فروری ۱۸۲۹ء کو پیدا ہوئے۔ اور آپکو بطور اغاز ذاتی ۶۔ فروری ۱۸۲۹ء کو راو بہادری کا خطاب اُن نمایان خدمات کے جلد و میں عطا ہوا جو آپ نے کاٹھیاوار کے جرائم پیشہ فرقہ واگھر کی گرفتاری میں انجام دین۔ آپ خاندان مودہ بنیا سے ہیں۔ سکونت کاٹھیاوار۔



غیاث الدین جلال الدین۔ قاضی۔ سیر۔ خان بہادر۔ آپ ۲۔ جنوری ۱۸۹۳ء کو خان صاحب کے خطاب سے اور ۲۲۔ جون ۱۸۹۴ء کو خان بہادری کے خطاب سے بطور ذاتی اغاز کے سر بلند کیے گئے۔ سکونت ناسک۔



کویر جی کاؤس جی۔ خان بہادر۔ آپ یکم مارچ ۱۸۲۲ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۶۔ فروری ۱۸۷۷ء کو تقریب جشن جوبلی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند میں آپ خان بہادری کے خطاب سے سرفراز اور ممتاز ہوئے۔ آپ سلسلہ ملازمت سرکاری گورنمنٹ بمبئی میں ۱۸۴۲ء میں داخل ہوئے تھے۔ چھیالیس سال کی مدت ملازمت میں آپ مختلف اعلیٰ مناصب مامور رہے اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے جس سے گورنمنٹ انگلشیہ کو بھی فائدہ پہونچا۔ ۱۸۸۶ء میں آپ نے ملازمت سے کنارہ کشی کی۔ اسی سال میں سورت کی پارسی ڈسٹرکٹ میٹروپولیٹن کورٹ میں ڈیلیگیٹ مقرر ہوئے۔ آپ اول درجہ کے آنریری میٹریٹ ہیں۔ سکونت سورت۔



بہرام جی دادا بھائی سبجے۔ پی۔ خان بہادر۔ ولادت ۲۳۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء  
 آپ کو خان بہادری کا خطاب ۳۔ اپریل ۱۹۸۸ء کو بطور اعزاز ذاتی اُن قابل قدر  
 خدمات کے جلد وین عطا ہوا جو آپ نے اکثر اعلیٰ اور ذمہ داری کے سرکاری عہدوں  
 پر انجام دی تھیں۔ آپ خانصاحب دادا بھائی شاپوری کے خلف الکبریٰ جنکو خلعت  
 شیر پاؤ گورنمنٹ بمبئی سے ۱۹۳۷ء میں اور خان صاحب کا خطاب ۱۹۴۷ء ع  
 میں ملا تھا۔ آپ نے تھانا و سورت و الفسٹن کالج بمبئی میں تعلیم پائی۔ آپ  
 ۱۹۵۳ء میں ملازمت سرکاری میں داخل ہوئے۔ چونکہ آپ نے مختلف سول  
 عہدوں پر خدمات نمایاں انجام دیں اس لیے بجائے کرنل و انسپورل کے عہدہ  
 ڈپٹی رجسٹرار جنرل و رجسٹرار بمبئی کا آپ کو دیا گیا۔ آپ پہلے ہندوستانی شخص ہیں  
 جنکو یہ عہدہ جلیلہ ملا ہے۔ ۱۹۶۹ء میں آپ جسٹس آف دی میں مقرر ہوئے  
 اور ۱۹۷۲ء میں بمبئی کی پارسٹی چیف میٹروپولیٹن کورٹ کے ڈیلیگیٹ قرار دیے  
 گئے۔ ۱۹۷۹ء میں آپ نے قائم مقام انسپکٹر جنرل صیفہ رجسٹری کا کام کیا اور  
 دیگر سرکاری عہدوں پر بھی اپنے بہت نیک نامی حاصل کی۔ سکونت فورس روڈ بایکلا۔

نوشحال رائے سارا بھائی۔ راو بہادر آپ کو خطاب راو بہادری بتقریب  
 وربار قیصری یکم جنوری ۱۹۷۷ء کو مرحمت ہوا تھا۔ سکونت احمد آباد۔

قابل شاہ ولد حسین شاہ۔ سید خان بہادر۔ آپ کو خان بہادری کا  
 خطاب بطور ذاتی اعزاز کے یکم جنوری ۱۹۷۷ء کو عطا ہوا ہے۔ سکونت  
 تھرو پارکر۔ سندھ۔

مند شکریہ لکھا شکریہ۔ راؤ بہادر۔ آپ کو یکم جنوری ۱۹۷۷ء عین دربار قیصری کے مبارک موقع پر راؤ بہادری کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر ملا۔ سکونت سورت

غلام رسول خان جتوئی۔ سرائی۔ خان بہادر۔ آپ خان بہادری کے خطاب سے ۲۰ مئی ۱۹۹۶ء کو بطور ذاتی اعزاز کے سرفراز کیے گئے۔ سکونت حیدر آباد سندھ۔

دادا بھائی پالمن جی۔ خان بہادر۔ آپ کو حسن خدمات کے جلدوین خان بہادری کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے ۲۱۔ اپریل ۱۹۸۲ء کو عطا ہوا۔ سکونت شہر پونا۔

منسارام ولد وٹن مل۔ راؤ صاحب آپ کو آپ کی حسن کارگزاری کے جلدوین راؤ صاحب کا خطاب جنوری ۱۹۷۷ء عین بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت۔ سہوان ضلع سندھ۔

نوشیروان جی خورشید جی۔ خان بہادر۔ آپ کو خان بہادری کا خطاب یکم جنوری ۱۹۷۷ء کو بقیہ دربار قیصری محنت ہوا تھا۔ سکونت احمد نگر

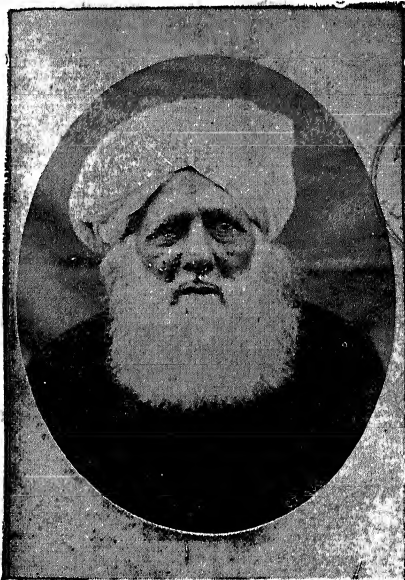
راجی گنگا جی بھورے۔ راؤ صاحب۔ آپ کو حسن خدمات کے جلدوین راؤ صاحب کا خطاب جنوری ۱۹۷۷ء عین بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت پونا



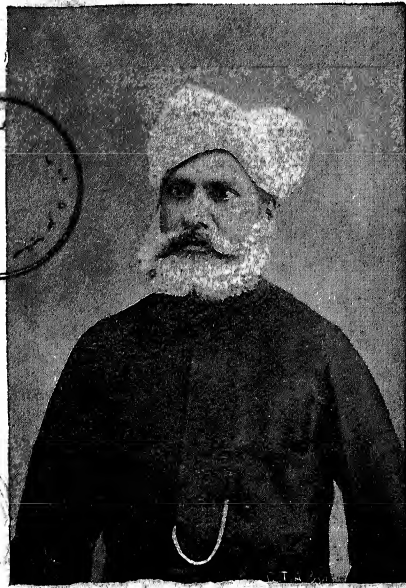
راؤ بہادر جی کیکا بھائی دلال رئیس بیٹی



راؤ بہادر ہریش چندر کرشن جوشی - رئیس بیٹی



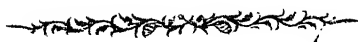
خانصاحب دادامیان انور خان رئیس خاندیش



راؤ بہادر کوڑمال کھیلانی رئیس خاندیش

ہریش چندر کرشن جوشی - راؤ بہادر - جسٹس آف دی پیس - ملاوت ۱۲۵۷ء  
 اس خاندان کے بانی سٹر کرشن جوشی ۱۸۹۰ء عین موضع کلوامہیم ضلع تھانہ سے بیبی کو  
 آئے تھے - آپ بھجرویدی پالشکر بڑھن ہین اور آپ کے بیان کئی پشت سے  
 مصرانی طبابت کا پیشہ جاری ہے - جب آپ کی عمر صرف تین برس کی تھی آپ کے  
 والد نے جو ایک نہایت نامور وید اور ایک فیاض شخص تھے قضا کی - آپ نے  
 اٹھارہ برس کی عمر میں ہرجسٹی کے دفتر پرمٹ میں بیس روپیہ ماہوار کی نوکری کی اور  
 رفتہ رفتہ ترقی کر کے پانچ سو روپیہ ماہوار کے اپریئر (شیخص کنندہ) مقرر ہوئے -  
 آپ نے ۱۸۹۷ء تک اس عہدہ پر کام کیا - اسکے بعد پوری نیشن پر کنارہ کش ہوئے -  
 بارہ برس کی خانہ نشینی کے بعد ۱۸۹۷ء عین جب محصول در آمد پھر قائم کیا گیا تو جھونپیل  
 نے ان سے اپنے سابقہ عہدہ پر کام کرنے کی استدعا کی - بقول ٹائس آف انڈیا آپ کے  
 دوبارہ تقرر کی وجہ یہ تھی کہ اغراض محاصل اور بیبی کی تجارت پیشہ جماعت کی آسانی کے  
 لیے آپ کی خدمات کی خاص ضرورت تھی کیلئے کہ کم تجربہ کار افسروں کے ہاتھ میں جانے  
 سے مختلف اشیاء پر محصول قائم کرنے کے پیچیدہ مسائل میں تاجروں کو بڑی دقت ہوتی  
 حالانکہ آپ کی عمر آنندون ۶۸ برس کی تھی تاہم آپ نے حسب ایما ہر جیمس کمپیل تین سال  
 تک کام کیا اور آپ کی تنخواہ جیمس نیشن بھی شامل تھی ۵۰۰ ماہوار مقرر ہوئی آخر کبیرنی  
 اور ناندرستی کی وجہ سے ۱۸۹۶ء عین آپ نے اپنے اہم فرائض سے قطعی سبکدوشی حاصل  
 کی - بازار کی قیمتوں کا جس قدر علم اور تجربہ آپ کو تھا اسکے کل حکام معرف اور مداح  
 تھے - چنانچہ اکثر ذی مرتبہ اور جلیل القدر افسروں نے اس کی فلمی اور زبانی داد دی ہے -  
 ان وفادارانہ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے آپ کی پوری پوری قدردانی فرمائی -  
 ۱۸۹۷ء عین آپ کی اول کنارہ کشی کی وقت گورنمنٹ نے آپ کو چھ ہزار روپیہ عطا فرمایا -  
 ۱۸۹۷ء عین آپ بیبی کے جسٹس آف دی پیس ہوئے ۱۸۹۷ء عین ہرجسٹی کی

تقریب جوہلی میں آپکو لارڈ سینڈہرسٹ گورنر بمبئی نے اپنے دستخط خاص سے ایک سرٹیفکیٹ عنایت فرمایا۔ جنوری ۱۹۰۷ء میں ذاتی اعزاز کے طور پر راؤ بہادر کا خطا ملا۔ راؤ بہادر ایک مخیر شخص ہیں۔ آپ نے ایک پریوٹ خیراتی شفا خانہ قائم کیا ہے جہاں آپ بذات خاص بیماروں کا علاج کرتے اور بلا قیمت دوا تقسیم کرتے ہیں۔ اب اپنے بزرگوں کی طرح راؤ بہادر ہریش چندر بھی ایک لائق بید ہیں۔ علم الادویہ اور خاص خاص امراض مثلاً بواسیر اور امراض الصبیان میں آپکی حذاقت مسلم ہے۔ کلوا مہیم میں آپکا ایک دھرم سالہ بھی ہے۔ آپ انجمن حرق و تہقین ہندو اور بمبئی کی شاخ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبر ہیں۔ سکونت بمبئی۔



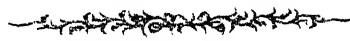
ٹھاکر داس کیکا بھانی۔ راؤ بہادر۔ ایل۔ ایم۔ ایس۔ ولادت ۸ فروری ۱۸۷۷ء۔ آپ سورت میں پیدا ہوئے تھے اور دند و بنیا قوم سے آپ کا تعلق ہے۔ والدین کا سایہ عاطفت اٹھ جانے سے آپ نے اپنے مامون موتی رام بھگلو بھانی جسٹس آف دی پیس بمبئی کی سرپرستی میں تعلیم پائی اور ۱۹۰۷ء میں ٹریکیشن امتحان پاس کیا اور کچھ دنوں تک انٹرنل کلج میں تعلیم جاری رکھی مگر چونکہ ڈاکٹری کی جانب آپکا میلان تھا لہذا آپ نے گرانٹ میڈیکل کلج میں نام لکھوا لیا اور ۱۹۰۷ء میں آنر ڈویژن میں ایل۔ ایم۔ ایس کا درجہ حاصل کیا۔ آپ نے تقریباً ایک برس تک بمبئی میں طبابت کی۔ اسکے بعد ۱۹۰۷ء میں دھون سول اسٹیشن ڈسپنسری کا اہتمام آپکو مفوض ہوا۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے آپ اول درجہ کے اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوئے۔ آپ ہر طبقہ اور ملت کے لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک اور برتاؤ کرتے تھے اور اپنے کام کو اس لیاقت اور جانفشانی سے انجام دیا کہ گورنمنٹ نے اسکے جلد وین یکم جنوری ۱۹۰۷ء میں راؤ بہادر کا خطاب آپکو عطا فرمایا۔ آپ نے گجراتی زبان میں ہریضہ اور اسکے علاج کے

تعلق ایک رسالہ لکھا ہے جسکی ملک اور اخبارات نے معقول قدر دانی کی ہے۔  
 عطاے خطاب کے اعزاز میں باشندگان شہر نے ۲۰ ستمبر ۱۹۰۰ء کو ایک قیمتی خلعت  
 عطا کیا جس سے آپکی ہر دلعزیزی ظاہر ہے۔ آپکو تعلیم عام سے بہت بڑی دلچسپی  
 ہے جسکی دماغی ترقی کے لیے آپ ہمیشہ کوشاں اور ساعی رہتے ہیں۔ چنانچہ ان خدمات  
 کی قدر دانی میں ۱۹۰۲ء میں آپ مہیئو یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے۔ آپ کئی  
 تعلیمی کمیٹیوں کے بھی ممبر ہیں۔ آپ کو جس طرح اپنے پیشہ سے نہایت دلچسپی ہے  
 اُسی طرح رفاہ عام کے کاموں سے آپکو خاص مذاق ہے۔ سکونت مہیئو۔

کوٹرا ل کھیلانی۔ دیوان۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۷۷ء۔ آپ کے والد  
 کا نام چندل ہے۔ آپ نے ۱۹۰۳ء میں سرشہ تعلیم میں ملازمت شروع کی  
 اور ۳۶ سالہ نمایان خدمات کے بعد ۱۹۰۹ء میں ملازمت سے کناراہ کش ہوئے۔  
 اپنے اس عرصہ میں کچھ عرصہ تک صیغہ مال میں بھی کام کیا ہے۔ ۱۹۱۰ء میں آپ  
 حیدرآباد کے ٹریننگ کالج کے پرنسپل اور ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ کے ترجمہ مقرر ہوئے  
 اور تاراج کناراہ کشی تک ان خدمات کو بڑی لیاقت کے ساتھ انجام دیا۔ ان مختلف  
 سرکاری خدمات اور نیز اس کا رستہ کی قدر دانی میں جو آپنے خروج طاعون کے  
 زمانہ میں انجام دیا گورنمنٹ نے آپکو راؤ بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ جب دوسری مرتبہ  
 طاعون نمودار ہوا تو آپ کی حسن خدمات کے صلہ میں ہیرا کسنسی گورنر مہیئو کی جانب  
 سے ایک اعزاز سی سرٹیفکٹ مرحمت ہوا۔ آپکو ایک ہزار ایکڑ زمین بھی مرحمت ہوئی ہے  
 جسکا نصف حصہ بلا مالکانہ ہے۔ آپ ہر قسم کے اخلاقی اور تمدنی معاملات میں شریک ہوتے ہیں  
 اور سندھی انشا پردازی کی ترقی کے لیے اپنے اس زبان میں کئی کتابیں تصنیف  
 کی ہیں جنکو سندھ کے سرشہ تعلیم اور عوام نے نہایت پسند کیا ہے۔ سکونت حیدرآباد سندھ



داداسیان انور خان - دیش کھ - خان صاحب - ولادت ۱۸۲۹ء - آپ پچورہ کے وطن دار دیش کھ اور ایک قدیم مسلمان خاندان کے ممبر ہیں - آپ نے مرہٹی تعلیم پائی ہے جو اُس زمانہ میں اُس نواح کے اسکولوں میں متداول تھی - آپ ضلع خاندیس کے نہایت مشہور اور نامی لوگوں میں ہیں اور کل پبلک معاملات میں دلچسپی ظاہر کرتے ہیں جسکی وجہ سے آپ نہ صرف اپنے ہم مذہبوں بلکہ ہندوؤں میں بھی یکساں عزت اور محبت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں - آپ نے قحط - طاعون اور دیگر نازک موقعوں پر ہمیشہ امداد پہنچائی ہے - آپ ڈسٹرکٹ اور تعلقہ لوکل بورڈ کے ممبر ہیں - آپ صوم و صلوة کے نہایت پابند ہیں - آپ نے مسلمان جماعت کے لیے ایک عالیشان مسجد بنوائی ہے جسکے مصارف کے لیے آپ نے اپنی غیر منقولہ جائیداد کا کچھ حصہ وقف کر دیا ہے - آپ قانونِ اسلمہ سے مستثنیٰ ہیں - آپ کی پبلک خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے آپ کو ۱۸۹۹ء میں خان صاحب کا خطاب عطا کیا - آپ خاندیس کے بہت بڑے زمیندار ہیں - سکونت خاندیس -



گوپال جی سُورجھائی - دیسائی - راؤ بہادر - آپ ۲۴ - جون ۱۸۳۲ء کو پیدا ہوئے - خطاب راؤ بہادری ۲۳ - جنوری ۱۸۵۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے اُن خدمات کے صلہ میں عطا ہوا جو آپ نے سرشتہ تعلیم میں ۱۸۵۳ء سے ۱۸۹۲ء تک انجام دیں - آپ دیسائی سُورجھائی دیال جی رئیس پونی ضلع سورت کے صاحبزادے ہیں جو ضلع مذکور کے ایک بڑے زمیندار ہیں - آپ کو راؤ صاحب کا خطاب ۱۸۶۲ء میں عطا ہوا تھا اور راؤ بہادری کی سند آپ کو پولیٹیکل ایجنٹ بھاؤ نگر نے ۱۸۶۶ء میں ایک عام دربار میں عطا کی تھی - آپکا اور آپ کے والد کا شکر یہ اُن خدمات کے متعلق گورنمنٹ نے ادا کیا جو تشخص بند و بست وطنہائے ضلع سورت اور تحقیقات عمارت

قدیمہ واقع کاٹھیاوار کی نسبت انجام دی تھیں۔ آپ ستمہ اعین بہی یونیورسٹی کے  
فیلو اور انسپکٹر ستمہ تعلیم قسمت شمالی احاطہ بہی مقرر ہوئے۔ آپ کاٹھیاوار جنرل  
لابوری کے پریسیڈنٹ اور ایٹا ایسوسی ایشن اور گجرات و ٹیکسٹائل سوسائٹی کے  
لائف ممبر ہیں۔ سکونت پونی ضلع سورت۔

پیر بخش خان ولد فیروز خان۔ خان بہادر۔ یہ خطاب آپ کو ذاتی اعزاز کے  
طور پر یکم جنوری ستمہ اع کو علیا حضرت مکہ معظمہ کے دربار قیصری کی تقریب میں  
عطا ہوا تھا۔ سکونت شہدادپور۔ سرحد بالائی سندھ۔

نارائن بلونت۔ بھیسے۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادری ذاتی اعزاز کے  
طور پر ۱۰۔ فروری ستمہ اع کو آپ کی نمایان خدمات کے جلد وین عطا ہوا۔ سکونت بہی

فراہمی ارد شیر۔ خان بہادر۔ آپ کو خان بہادری کا خطاب ذاتی اعزاز کے  
طور پر جلد وے حسن خدمات ۲۴۔ مئی ستمہ اع کو عطا ہوا۔ سکونت احمد آباد۔

گنپت راؤ موروا۔ پٹیل۔ راؤ صاحب۔ آپ کو راؤ صاحب کا خطاب  
ذاتی اعزاز کے طور پر ۳۱۔ جنوری ستمہ اع کو جلد وے حسن خدمات عطا ہوا۔  
سکونت بہی۔

مہتاب خان۔ بہادر۔ ستمہ اعین آپ کی فوجی خدمات کے صلہ میں بہادری  
کا خطاب آپ کو عطا ہوا۔

تھارو خان ولد فتح محمد - سرائی - خان بہادر - آپ کو خطاب خان بہادر ذاتی اعزاز کے طور پر بہ جلد وے حسن خدمات ۳۱ - مارچ ۱۸۶۱ء کو عطا ہوا - سکونت لارخانہ واقع سندھ -

مورگو پال - پندہاری - راؤ بہادر - آپ کو راؤ بہادری کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر بہ جلد وے حسن خدمات فروری ۱۸۶۱ء میں عطا ہوا - سکونت انداپور - بمبئی -

پاپو میان شیرمیان - خان صاحب - آپ کو خان صاحب کا خطاب یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو بہ جلد وے حسن خدمات عطا ہوا - سکونت احمد آباد -

ہری لال امیا شکر - راؤ صاحب - آپ کو راؤ صاحب کا خطاب یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو بطور اعزاز ذاتی آپ کی حسن خدمات کے جلد وین مرحمت ہوا - سکونت احمد آباد -

دوسا بھائی نشوٹن جی - خان بہادر - ۱۶ - فروری ۱۸۹۸ء کو علیا حضرت ملکہ مغظمہ قیصرہ ہند کے جشن جوبلی کی تقریب میں بطور اعزاز ذاتی آپ خان بہادری کے خطاب سے ممتاز ہوئے - سکونت سورت -

گرو دھرالال الٹ رام - راؤ بہادر - آپ کو راؤ بہادری کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر ۲۷ - دسمبر ۱۸۹۲ء کو عطا ہوا - سکونت احمد آباد -

ہرمزجی آدربی پٹیل - خان بہادر - آپ کو خان بہادری کا خطاب ذاتی اعزاز

کے طور پر بہ جلد دے حسن خدمات یکم جون ۱۹۸۸ء کو عطا ہوا۔ سکونت سورت۔

امبر سنگھ۔ صوبہ دار ایجر۔ بہادر۔ آپکو بہادر کا خطاب ۲۸۔ ستمبر ۱۹۷۷ء کو ان حسن خدمات کے جلد میں عطا ہوا جو آپ نے پانچویں بیبی پلٹن کی صوبہ دار ایجر کی حیثیت سے انجام دی تھیں۔ سکونت امرتسر۔

محمد دائم۔ حکیم۔ خان بہادر۔ آپ حکیم عبداللہ شاہ کے فرزند ہیں جو بیبی کے ایک طبیب حاذق اور مسلمانان بیبی کے ایک مقبول اور مختار سرغنہ تھے۔ طبابت میں اعلیٰ حذاقت کی ہر دفعہ غزنی کے علاوہ آپکے والد عربی اور فارسی میں فضیلت حاصل کر چکی وجہ سے نہایت اعزاز و امتیاز کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ حکیم محمد دائم صاحب نے اسنے والد ماجد اور بیبی کے مشہور طبیب حکیم محمد باقر صاحب سے علوم مشرقیہ کی تحصیل و تکمیل کی۔ تمام علماء و اطباء نے آپ کے اکتساب علم اہمیات کو بھی اسی طرح مسلم جانا ہے جس طرح آپکی طبی قابلیت کو تسلیم کیا ہے اور ایک جلسہ عام میں آپکو فضیلت کی سند عطا کی۔ آپ اپنی خیر اندہ و فیاضانہ سرشت کے سبب سے ہر طبقہ میں نہایت ہر دفعہ غزنی ہیں۔ آپ نے ۱۹۳۳ء میں بیبی کے ہندو مسلمانوں کے فساد کے زمانہ میں ریٹش گورنمنٹ کے نہایت قیمتی خدمات انجام دیے۔ آپنے بلا امتیاز قوم و مذہب خانان برباد و غربا کو ٹھہرنے کے لیے مکانات دیے اور پیٹ بھرنے کے لیے چاول روٹی اور دیگر اشیاء خوردنی تقسیم کیں۔ گورنمنٹ بیبی نے حسن خدمات کے صلہ میں آپ کو جیسٹس آف دی پیس مقرر فرمایا۔ جب دبار طاعون نے بیبی میں خروج کیا تو ہزار کلسنسی لارڈ سینڈ ہرسٹ کے حسب خواہش استقلال کے ساتھ انسداد طاعون میں کوشش کی اور بایکلا کے خاص افسر

طاعون مقرر ہو۔ آپ نے جنرل گینکرا اور سر جان کیمپل کے ساتھ اعلیٰ خدمات سرانجام دیے۔ انجمن اسلام بہی کی مینجنگ کمیٹی کی ممبری کی حیثیت سے آپ نے مسلمانوں کی تعلیم میں اعلیٰ درجہ کی مدد دی۔ زمانہ طاعون کی نامور اور قابل قدر خدمات کے صلہ میں آپ خان بہادر کے خطاب سے ممتاز فرمائے گئے جو ہر کسلسنی لاڈ سینڈ ہرسٹ نے فروری ۱۹۰۹ء کے ایک دربار عام میں عطا فرمایا۔ آپ نے اپنی جیب خاص سے ایک ہزار روپیہ صرف کر کے عامہ خلافت کے استعمال کے لیے بائیکلائین ایک پبلک گارڈن (باغ عامہ) تعمیر کرایا ہے۔ سکونت بائیکلا بہی۔

حاجی ابراہیم حاجی سمیر۔ خانصاحب ٹپیل۔ جے۔ پی۔ آپکو ۳۔ جنوری ۱۹۰۹ء کو خانصاحب کا خطاب بطور اعزاز ذاتی عطا ہوا۔ سکونت بہی۔

واسدیو پاپوچی۔ کانٹیکر۔ راؤ بہادر۔ آپکو راؤ بہادر کا خطاب یکم جنوری ۱۹۰۹ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر تقریب دربار قیصری عطا ہوا تھا۔ سکونت پونا۔

بھیکاجی رتن جی۔ رانا۔ خانصاحب۔ آپکو ۳۔ جنوری ۱۹۰۹ء کو خطاب خانصاحب ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت بہی۔

گرو دھلال امرت لال۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۱۹۰۹ء میں خطاب راؤ صاحب ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت ماہی کاٹا۔

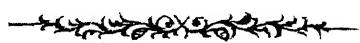
دین شاہ دوسا بھائی کھمبٹا - کپتان - خان بہادر - ولادت ۱۶ فروری ۱۸۵۷ء مقام کھمبایت - آپ ایک قدیم پارسی خاندان سے ہیں جو اپنی اصل و نسل ایران کے اُن پناہ گیزوں سے بیان کرتا ہے جو فارس پر عربوں کے حملہ کے بعد ساتویں صدی میں ایران سے کھمبایت میں ہجرت کر آئے تھے - آپ نے الفسنٹن کالج بمبئی میں تعلیم پائی اور چوبیس برس کی عمر میں جنگی خدمات پر روانہ ہوئے - ۱۸۷۷ء سے ۱۸۸۷ء تک ہم کابل میں آپ نے برابر کام کیا - احمد خیل کی جنگ میں جو ۱۹ اپریل ۱۸۸۷ء کو افغانستان میں سب سے بڑی لڑائی تھی آپ موجود تھے جسکے جلد میں آپ کو ایک تمغہ اور کلاسپ ملا - آپ افغانستان میں ہنر ہائینس اسیر عبدالرحمن خان مرحوم کی تخت نشینی اور جنرل رابرٹس کے قندھار کے حملے کی وقت موجود تھے - ستمبر ۱۸۸۷ء میں آپ ہندوستان کو واپس آئے اُسی سال گورنمنٹ نے آپ کو خافصاحب کے خطاب سے ممتاز کیا - بمبئی میں مصر کی ہم کی تیاری میں آپ نے مدد دی اور گورنمنٹ بمبئی نے آپ کی گرانڈر کارگزاری کی تعریف کی - ۱۸۹۳ء میں آپ محکمہ کسریٹ کے انتظام کے لیے کوئٹہ بھیجے گئے جہاں ۱۸۹۳ء تک رہے اور نمایاں خدمات انجام دیے جسکا شکریہ گورنمنٹ بمبئی نے ادا کیا - ۱۸۹۷ء میں آپ والنٹیر ریفلس بلوچستان میں پہلی مرتبہ داخل ہوئے اور پارسین اور ہندوستانیوں کے والنٹیر ہونے کی سخت کوشش کی - ۱۸۹۷ء میں پارسی آپ ہی کی مساعی جمیلہ کے سبب سے پہلی مرتبہ پونا والنٹیر ریفلس میں داخل ہوئے - ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ انگلشیہ نے کمال قدر افزائی خان بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا - فی الحال آپ اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل سپلائی اینڈ ٹرانسپورٹس بمبئی کمان کے معزز عہدہ پر مامور ہیں - سٹر دین شاہ ہی وہ اہل ہندوستانی ہیں جنہوں نے والنٹیر افواج ہند میں پہلے لٹننٹ اور بعد ازاں کپتان کی کمیشن حاصل کی - ۱۸۹۵ء کی بحری و بری فوج کی قواعد میں جو بمبئی میں ہوئی تھی آپ بھی شریک

ہوے تھے اور آپ کی کمپنی کے والٹیر دن کے طرز عمل کی بہت بڑی تعریف ہوئی۔  
 واقعی پارسیوں اور نیز ہندوستانیوں کے لیے آپ کا ایسے بڑے عہدہ پر مامور ہونا قابل  
 فخر ہے۔ ۱۸۷۴ء سے آپ ڈکن کلب کے جو اس وقت پونا میں ایک نہایت مفید  
 انسٹیٹیوشن ہے آنریری سکریٹری ہیں۔ آپ کونٹونٹ کمیٹی پونا کے اعلیٰ ممبر ہیں۔ سکونت پونا۔



ریجنل مول رام۔ دیوان۔ راؤ بہادر۔ خاندان راجپوت۔ عمر ۵۵ سال۔  
 آپ کے آبا و اجداد دہلی کے قریب مظفر نگر نامے ایک موضع کے رہنے والے تھے۔  
 بادشاہ اورنگ زیب کی بعض جاہلانہ کارروائیوں سے وطن چھوڑ کر ضلع شکارپور سندھ  
 میں ایک موضع آباد کیا جس کا نام نوشہرہ اور داتا تک مشہور ہے۔ نول سنگھ تک اس  
 خاندان کے لوگ اس مقام میں سکونت گزین اور وہاں کے زمیندار رہے۔ اُس کے بعد  
 سستی پر گئے علاقہ نوشہرہ فیروز میں رہے اور سستیوں کے نام سے معروف ہوئے  
 اور بعض نامعلوم وجوہ سے نصرپور میں سکونت اختیار کی۔ اُس زمانہ میں کلھوڑوں  
 کی حکومت تھی۔ اس خاندان کے لوگ فارسی خوب جانتے تھے۔ لچھی چند آپ کے  
 دادا کو میان نور محمد کے دربار میں وزارت کا عہدہ ملا اور انکی خدمات پسند رہیں۔ دہلی  
 ملک نے انکم ٹکس جاری کیا۔ دیوان لچھی چند نے بڑی عقل مندی سے اُس کو موقوف  
 کر دیا۔ نصرپور میں آپ کی ساتویں پشت گزر رہی ہے۔ جب امراے سندھ کا زمانہ  
 شروع ہوا تو اس خاندان کے لوگوں نے دوسرے مشاغل اختیار کیے کلھوڑوں  
 کے عہد میں البتہ وہ ممتاز خدمات پر نسلاً بعد نسل فائز رہتے آئے۔ عہدہ نگاشیہ ۱۸۷۲ء سے  
 شروع ہوا اور آپ کے والد دیوان مول رام برٹش گورنمنٹ کے ملازم ہوئے۔  
 اور آخری زمانہ میں ڈپٹی کلکٹر رہے۔ دیوان ریجنل اپریل ۱۸۷۴ء سے محکمہ  
 مال میں داخل ہوئے۔ قائم مقام ڈپٹی کلکٹر تعلقہ ساکھڑ مقرر ہوئے جہاں عہدہ خدمات

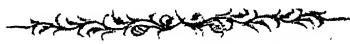
انجام دین۔ ہو جبرگے کے چورون اور ٹیرون کا قلع فتح کرایا۔ ۹۵ھ عین مستقل  
کیے گئے اور افسران گورنمنٹ انگلشیہ کو ڈاکوؤں اور ٹیرون کی گرفتاری میں خاص  
مدد دی جسکے صلہ میں دیوان صاحب کو دو درجہ ترقی دی گئی اور صاحب کشتربہادر  
سندھ نے دربار میں بطور نشان غٹ ایک تلوار عطا فرمائی۔ ۹۸ھ عین تین مہینہ  
کی رخصت لی تھی۔ اس اثنا میں ٹیرون نے پھر زور باندھا اور جن لوگوں نے  
سرکار کو مدد دی تھی انکو تنگ کرنا شروع کیا اور ایک نامی زمیندار کو مار ڈالا اسدا  
دیوان صاحب اثناے رخصت میں طلب کیے گئے اور آپنے تمام بدمعاشوں  
کو گرفتار کر دیا جسکے صلہ میں جنوری ۹۹ھ کو ذاتی اعزاز کے طور پر راہبہادر  
کا خطاب گورنمنٹ نے عطا فرمایا۔ سکونت نصر پور سندھ۔



محمد علی فرگھے۔ قاضی۔ خانصاحب۔ آپکی ولادت یکم فروری ۱۲۳۳ھ  
مطابق ۱۲ شعبان ۱۲۳۳ھ روز یکشنبہ کو خاص شہر بمبئی میں واقع ہوئی۔ آپ کے  
دادا مولوی حافظ قاری محمد یوسف فرگھے ایک عالم باعمل اور صاحب تصانیف  
اور مشہور قاضی بمبئی تھے۔ انکو ۲۷۔ جون ۱۲۳۳ھ کو گورنمنٹ برطانیہ نے تمام مسلمانان  
بمبئی کا مذہبی سرغنہ اور قاضی تسلیم کیا اور سند منصب قضا عطا کی۔ انھوں نے  
شب عاشورہ محرم ۱۲۳۳ھ کو انتقال کیا۔ انکے بعد آپ کے والد قاضی محمد حسن فرگھے  
۹۵ھ تک اس عہدہ کے فرائض اور مسجد جامع بمبئی کے قاضی اور صدر کے  
امور منصبی بھی انجام دیتے رہے۔ انھوں نے ۱۲۳۵ھ میں انتقال کیا اسوقت سے  
آپ منصب قضا کے جمیع فرائض ادا کرتے ہیں۔ آپنے ابتدائی تعلیم عربی و فارسی و  
فقہ حاصل کرنے کے بعد انگریزی کی تحصیل بھی کی۔ اکثر مقدمات متدائرہ عدالت  
آپ نے نہایت بیدار مغزی سے فیصل کیے۔ آپکی ذاتی و خاندانی وجاہت اور



نمایان خدمات کے جلد وین ۳۔ جون ۱۹۹۰ء کو گورنمنٹ نے بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو خان صاحب کے خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ اسی سال ۲۰۰۰ء جون کو نیشنلسٹی کے دربار لیوی کی شرکت کی اجازت عطا ہوئی۔ ۱۹۹۰ء میں آپ مسلمانوں کے جدید قبرستان واقع ٹانک بندر کے سکریٹری اور مجلس تائید مسلمانانِ بمبئی کے صدرین اور کوئٹی کلب بمبئی کے وائس پریسیڈنٹ مقرر اور منتخب ہوئے۔ ۲۰۰۰ء مارچ ۱۹۹۲ء کو انجمن احباب بمبئی کے مرئی قرار دیے گئے۔ اسکے علاوہ بمبئی کے جسٹس آف دی پیس ہونیکا اعزاز بھی آپ کو حاصل ہے۔ سکونت بمبئی۔



خدا داد خان رازو خان۔ خان بہادر۔ خدا داد خان  
خلف ثانی رضا محمد خان اکتوبر ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ شریف افغانوں کے  
اُس خاندان سے ہیں جو ”ترین“ کے نام سے افغانستان میں موسوم ہے۔ آپ کے  
پر دادا لپشنگ سے سندھ میں آئے تھے اور زمانہ احمد شاہ میں بمقام سکھ قدیم سکونت  
اختیار کی تھی۔ انگریزی اور فارسی کی تعلیم حاصل کر کے آپ ۱۹۳۳ء میں بحیثیت ایک  
محرر کے ملازمت سرکاری میں داخل ہوئے۔ اور پندرہ برس کی عمر میں صاحب  
ڈپٹی کمشنر شکارپور کے دفتر میں مقرر ہوئے۔ پھر ۱۹۴۵ء میں آپ محکمہ جاگیر و پولیٹیکل  
میں مامور ہوئے۔ ۱۹۵۵ء سے آپ سر ایف جی گولڈ سٹڈ صاحب کی رفاقت میں رہے  
اور ایک نجفی سفارت کی خدمات جیلیمیر اور پوکر میں انجام دیتے رہے۔ ان شانستہ خدا  
کے جلد وین سرباٹل فریر صاحب کے ہاتھوں آپ کو ایک شمشیر آبدار مرحمت ہوئی اور پھر  
۱۹۵۶ء میں آپ اسی قسم کی ایک اور ہم پر سر ہنری گرین صاحب کی رفاقت میں بلوچستان  
بھیجے گئے۔ جب ۱۹۶۲ء میں کراچی سے لندن تک سلسلہ تبارقی قائم کر نیکا معاملہ  
پیش ہوا تو اس میں جس قدر مشکلات سدراہ تھیں ان کو آپ نے کمال لیاقت و فراست سے

حل کیا۔ ۱۸۷۸ء میں پھر آپ کو ایک شمشیر آبدار مع خلعت کے مرحمت ہوئی۔ ۱۸۷۸ء  
 میں آپ بھر اہی مسٹر مینسفیلڈ صاحب خلیج فارس ہوتے ہوئے بغداد پہنچے۔ یہ سفر  
 بھی ہندوستان و یورپ کے مابین سلسلہ تاریقی کے متعلق تھا۔ اس اثنائے کچھ اور  
 نازک فرائض آپ کے مفوض ہوئے اور جس خوش اسلوبی سے آپ نے انکو انجام  
 دیا وہ اس بات سے ثابت ہوتے ہیں کہ ۱۸۷۸ء میں کاشتر صاحب سندھ نے  
 آپ کو ایک شمشیر مرصع عطا کی۔ ۱۸۷۳ء سے ۱۸۷۸ء تک سندھ میں محکمہ جاگیرات  
 سے آپ کا تعلق رہا اور آخر کار آپ کو عہدہ اکثر اسٹنٹ کمشنری دیا گیا۔ ۱۸۸۸ء میں  
 جلدوے خدمات آپ کو لارڈ ڈفرن بہادر و ایسراے ہند نے خطاب خان صاحب سے  
 سرفراز کیا۔ اور آپ کاشتر سندھ کے میرنشی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ اسی سال  
 میں جب سردار ایوب خان کابل سے ہندوستان آئے تو آپ انکی میربانی پر مامور  
 ہوئے۔ ۱۸۹۲ء میں آپ کو لارڈ لینسڈون کی گورنمنٹ نے خطاب خان بہادر عطا فرمایا۔  
 جب ۱۸۹۵ء میں شہزادہ نصر اللہ خان لندن سے مراجعت فرما ہوئے تو کراچی سے  
 کوئٹہ تک آپ انکی میربانی پر متعین ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں ۲۷۔ برس کی خدمات جلیلہ  
 کے بعد آپ ملازمت سرکاری سے کنارتہ کش ہوئے اور گورنمنٹ نے آپ کو پوری  
 پنشن عطا فرمائی اور علاوہ اسکے ایک ہزار جریب اراضی بطور جاگیر مرحمت کی۔ یہ جاگیر دوسل  
 تک تھگی اور اسی کے ساتھ ایک خلعت فاخرہ اور ایک مٹلا شمشیر بھی آپ کو عطا کی گئی۔ آپ  
 متعدد فارسی کتابوں کے مصنف ہیں چنانچہ کتب ذیل آپکی طبعزاد ہیں۔ جیسلمیر نامہ درباب  
 خدر ہندوستان۔ سیاحت نامہ ہندوستان۔ خیر پور نامہ تاریخ ریاست خیر پور۔ لب تاریخ  
 سندھ۔ اب آپ کا سن شریف قریب ستر برس کے ہے۔ آپ پنشن یافتہ اور جاگیر دار  
 ہیں۔ مینوسپل کمشنر اور مدرسہ الاسلام سندھ۔ صنعتی کالج۔ وکٹوریہ پولی انسٹیٹیوٹ اور سندھ  
 لٹریچر کمیٹی کے ممبر ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادہ ہیں۔ سکونت سکھر۔

منوچہر جی رستم جی ڈھولو۔ خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ولادت ۱۸۶۵ء۔  
 آپ کے والد ماجد کا نام رستم جی جیون جی تھا۔ آپ نے بیبی مین تعلیم پائی اور ۱۸۶۶ء میں  
 عدن مین سرکاری ملازمت مین داخل ہوئے۔ ۱۸۶۹ء میں پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ مین  
 تقرر ہوا۔ آپ فی الحال جج خفیفہ اور مجسٹریٹ درجہ اول اور عدالت ریڈنٹ کے رجسٹرار  
 اور ۱۸۹۹ء سے بندر عدن کے متولی ہیں۔ ۱۸۸۸ء میں آپ کو خان بہادر اور ۱۸۹۷ء  
 میں سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عنایت ہوا۔ سکونت عدن۔

کاشی ناتھ لکشمین۔ راؤ بہادر۔ آپ ۱۶۔ جولائی ۱۸۳۳ء کو پیدا ہوئے۔  
 راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر ۲۴ مئی ۱۸۸۳ء کو ان نمایان خدمات کے  
 صلہ میں عطا ہوا جو آپ نے زمانہ دراز تک محکمہ پولس خاندیس مین کی ہیں۔ آپ کرہا  
 برہمن خاندان سے ہیں اور لکشمین کرشن کے فرزند ہیں جو خاندیس کے محکمہ پولیٹیکل اور  
 پولس مین تھے۔ آپ کو خطاب راؤ بہادری کی سند دربار دھولیا مین ۱۵۔ جون ۱۸۸۳ء  
 کو دی گئی۔ سکونت جلگاؤن۔ خاندیس۔

داجی گوبند گیتے۔ راؤ بہادر۔ آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے  
 طور پر ۲۸۔ فروری ۱۸۸۳ء کو عطا ہوا۔ سکونت تھانا ضلع ممبئی۔

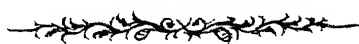
عبد الہی ملا حقیظ اللہ شیخ۔ خان صاحب۔ آپ کو ۳ جنوری ۱۸۹۹ء کو خان صاحب  
 کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

رستم جی ہرمز جی کوتوال۔ خان بہادر۔ ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کو خطاب

خان بہادر بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت بیلگام بمبئی۔



برج لال پر شوکم۔ راؤ بہادر۔ آپ ۲۴ جون ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوئے۔ راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر ۱۴ اکتوبر ۱۸۸۲ء کو ان خدمات کے صلہ میں عطا ہوا جو آپ نے محکمہ پولیٹیکل بمبئی میں انجام دی تھیں۔ آپ ملازمت گورنمنٹ بمبئی میں ۱۸۸۲ء میں داخل ہوئے اور ۱۸۸۹ء میں ریاست دھرم پور واقع کینسی سورت کے دیوان یعنی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ آپ کو ریاست ہائے لونا واڑہ اور بالاسنور سے جو ریوا کا تھا ایجنسی میں واقع بین طلائی تنغے منظور گورنمنٹ ہند ان خدمات کے جلد میں عطا ہوئے جو آپ نے ان امور کے تصفیہ میں انجام دیے جنکو دونوں ریاستوں کے مقبوضات ارضی کے تغیر و تبدل اور دعاوی اور حقوق سے تعلق تھا۔ سکونت و شنگر علاقہ برودہ



وشنومولیشور بھیدے۔ راؤ بہادر۔ آپ فروری ۱۸۸۲ء میں بمقام پونا پیدا ہوئے۔ آپ جنوبی کوکن کے رہنے والے برہمنوں میں ہیں۔ آپ کے دادا نے وکن میں سکونت اختیار کی تھی۔ شروع میں آپ مدرسہ میں کچھ ایسے ہونہار نہیں معلوم ہوئے۔ لیکن بعد چندے آپ مدرسہ کے بہترین طالب علم شمار ہونے لگے۔ حتیٰ کہ بحیثیت ایک معلم معلم کے آپ کو سبق بھی پڑھانا ہوتے تھے اور سال بھر کے بعد آپ کی سفارش سفر مینارجنٹ کے مدرسہ انگریزی کی ماسٹری پر کی گئی۔ اُس زمانہ کا ایک واقعہ قابل تذکرہ یہ ہے کہ جب پیشوا کی حکومت قائم تھی تو اس وقت چار لاکھ روپیہ سالانہ شاستری برہمنوں کو خیرات و صدقات دینے میں صرف ہوا کرتے تھے۔ جب پیشوا کا گھر مٹا تو انگریزی گورنمنٹ نے یہ عطیات بند کر دیے اور پچاس ہزار

سالانہ کی ایک رقم اس غرض سے محفوظ کر دی کہ اس سے ایک سنسکرت کالج پونا میں کھولا جائے اور جو لوگ شاسترون میں امتحان پاس کریں انکو انعامات دیے جائیں۔ ششہم کے قریب بعض تعلیم یافتہ نوجوانوں نے جسین سٹر بھیدے بھی شامل تھے گورنمنٹ میں ایک عرضی بھیجی کہ پونا کالج کے قائم رکھنے اور انعامات تقسیم کرنے سے ملک کی اخلاقی - ذہنی یا مادی ترقی کی کوئی امید نہیں ہو سکتی لہذا اگر ایک جز سرمایہ کا انگریزی ادب دانشاؤ حکمت و فلسفہ اور صنائع اور ہدایہ کی مستند کتابوں کے ترجموں پر صرف کیا جاسکے تو اس سے ملک کو معتد بہ فائدہ پہونچے۔ گورنمنٹ نے ایک دیکھنا انعام فنڈ قائم کر دیا جسکے سبب سے نہایت اعلیٰ درجہ کی انگریزی تصانیف کی اشاعت ملک میں ہو رہی ہے۔

ششہم اعرین آپ سنسکرت کالج میں انگریزی لٹریچر کے پروفیسر مقرر کیے گئے۔ آپکے حسن خدمات نے بہت جلد آپکی ترقی کرائی اور آپ ستارہ کے مدرسہ انگریزی کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ آپ شہر پونا میں تعلیم نسوان کے حامیوں میں تھے۔ آپ گورنمنٹ کی ملازمت میں مختلف عہدوں پر ترقی کرتے کرتے سب ججی درجہ اول پر فائز ہوئے اور رعایا و برائیا میں ہر دوغریزی حاصل کی اور بعد حصول نشین پونا میں اقامت گزین ہوئے ہیں۔ شہر میں کوئی اخلاقی - معاشرتی - مذہبی یا پولیٹیکل اصلاح کا کام ایسا نہیں ہوتا جس میں آپ شریک غالب نہوتے ہوں اور اب ستر برس کے سن میں بھی آپ میں جوانوں کی ایسی ہمت کام کرنے کی ہے اور آپ مجسٹریٹ کا کام اب بھی بنچ میں کرتے ہیں۔ آپ کو زراعت کا شوق ہے اور اپنے اوقات فرصت کو ایک باغ میں جو شہر سے قریب ہے صرف کرتے ہیں۔ سکونت - پونا۔

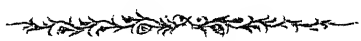


نارائن راؤ جی نسل - راؤ بہادر - آپکو راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر ۱۹ - اکتوبر ۱۹۵۸ء کو عطا ہوا۔ سکونت احمد نگر - بی بی۔

رام کرشن گوپال بھنڈارکر۔ ڈاکٹر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ولادت ۶ جولائی ۱۸۹۷ء  
 آپ کے والد سمالت دارملوان کی ماتحتی میں ایک کلرک تھے۔ ۱۸۹۷ء میں رتناگری  
 کے ضلع کے خزانہ میں منتقل ہونے کی وجہ سے آپ کو اپنے فرزند کو عہدہ تعلیم دلوانے کا  
 موقع ملا۔ ڈاکٹر بھنڈارکر نے ابتداءً رتناگری کے انگلش اسکول میں تعلیم پائی۔ اسکے بعد  
 الفنسٹن کالج بمبئی میں بھرتی ہوئے۔ ریاضی سے آپ کو خاص دلچسپی تھی کالج کے دوسرے  
 ختم کرنے کے بعد آپ دکن کالج کو منتقل ہوئے اپنے یہاں سے سنسکرت میں ایم اے کا امتحان  
 پاس کیا۔ آپ بمبئی یونیورسٹی کے ان چار ڈگری یافتہ طلبہ میں ہیں جنہوں نے پہلے سال  
 امتحان میں کامیابی حاصل کی تھی آپ کی اعلیٰ سنسکرت دانی کے صلہ میں بمبئی یونیورسٹی  
 نے آپ کو ۱۸۹۹ء میں سنسکرت کا امتحان مقرر کیا۔ ۱۹۰۱ء میں آپ کچھ دنوں کے  
 لیے ڈاکٹر بولر صاحب کی جگہ الفنسٹن کالج کے سنسکرت پروفیسر رہے۔ آثار قدیمہ  
 کی تلاش و جستجو اور تحقیق و تدقیق کا آپ کو بہت بڑا شوق ہے اور آپ نے اسکے متعلق  
 رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی شاخ بمبئی کے لیے بہت سے مضامین بھی لکھے ہیں ۱۹۰۷ء  
 میں ڈاکٹر بھنڈارکر بمبئی یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۱۲ء تک ہر سال  
 اس عہدہ کے لیے منتخب ہوتے رہے۔ ۱۹۱۲ء میں آپ کا تبادلہ دکن کالج میں  
 ہو گیا یہ حیثیت پروفیسر اور امتحان کے ڈاکٹر بھنڈار کو نہایت سہمی سے یونیورسٹی کے  
 نظم و نسق میں مصروف و منہمک رہے۔ جب ڈاکٹر جرجس صاحب نے رسالہ انڈین  
 اینٹی کوری شائع کیا تو آپ اکثر ان میں مضامین لکھا کرتے تھے جب الفنسٹن کالج میں  
 سنسکرت کی پروفیسری مستقل طور سے خالی ہوئی اور ڈاکٹر پیمرسن اس جگہ مقرر ہوئے  
 تو آپ ان کے اسٹنٹ قرار دیئے گئے بھٹو محقق آثار قدیمہ کے آپ کی شہرت یونانیوں  
 ترقی کرتی گئی۔ ۱۹۰۷ء میں آپ ماہرین علم مشرقی کی کانگریس موقعہ لندن میں مدعو  
 ہوئے لیکن چند خانگی وجوہ سے آپ وہاں نہ جاسکے باین ہمہ آپ نے ناسک کے

کتبون کے بارے میں کانگریس کے لیے ایک مضمون لکھا جو آپ کی قابلہ تحقیقات اور وسیع معلومات کی نظر سے نہایت درجہ پسند کیا گیا۔ ۱۸۷۸ء میں آپ کا سنسکرت نامک ثانی مادہ شائع ہوا جو اپنی نوعیت کا ایک انتہائی نمونہ سمجھا جاتا ہے۔ ۱۸۷۹ء میں آپ رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن کے انریمری ممبر مقرر ہوئے۔ ۱۸۷۹ء میں جب لس صاحب کی جانب سے زبانوں کے متعلق لکچر قرار پایا تو ڈاکٹر بھنڈارکر اُسکے اول لکچر اقرار مقرر ہوئے۔ سنسکرت اور پراکرت اور ہندوستان کی دیگر دیسی زبانوں پر آپ نے جو قابلہ لکچر دیے ان سے آپ کی ہمہ دانی اور قابلیت بوجہ اکل ثابت ہوتی ہے۔ انہیں سے بعض لکچر بمبئی کی رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے رسالہ میں بھی شائع ہوئے ہیں۔ کچھ دنوں بعد آپ نے پروفیسر سیکس میور صاحب کے سلسلہ کتب مذہبی ہندو کے لیے واپو پران کا ترجمہ شائع کیا۔ ۱۸۷۹ء میں ڈاکٹر بھنڈارکر ڈاکٹر کیلہارن کے بجائے دکن کالج کے سنسکرت پروفیسر مقرر ہوئے۔ کنارہ کشی سے کچھ عرصہ قبل مستقل پروفیسر ہو کر صیغہ تعلیم کی اعلیٰ ملازمت میں داخل ہوئے۔ ۱۸۷۹ء میں گورنمنٹ نے آپ کو سنسکرت زبان کی قلمی کتابوں کی تحقیقات کے کام پر متعین کیا اور انکی مساعی جیلہ کے نتائج پانچ جلدوں میں شائع ہوئے۔ ۱۸۷۹ء میں گورنمنٹ نے آپ کو سرداران کاٹھیاوار کی جانب سے بمبئی کی قائم مقامی کے لیے وائیا کی شرفی کانگریس میں منتخب کیا۔ اور اس مرتبہ آپنے اُسکی دعوت قبول کی۔ ۱۸۸۵ء میں کانچن یونیورسٹی نے آپ کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری عطا کی اور اُسکے بعد آپ یورپ اور امریکہ کی بہت سی علمی انجمنوں کے ممبر مقرر ہوئے۔ آپکی تعلیمی خدمات اور علمی تبحر کی قدردانی میں گورنمنٹ نے ۱۸۸۵ء میں آپ کو سی آئی ای کا خطاب عطا فرمایا۔ اسی سال گورنمنٹ ہند نے آپ کو کلکتہ یونیورسٹی کا فیلو مقرر کیا۔ ۱۸۹۵ء میں آپ ملازمت سے کنارہ کش ہوئے اور ہر چند آپ کو اپنی طولانی خدمات کی وجہ سے کسی قدر آرام کی ضرورت تھی مگر آپنے بہبودی خلاق کو ہمیشہ مقدم سمجھا اور سٹریٹنگ کے بعد بمبئی یونیورسٹی کے

وائس چنیسلری کے اہم فرائض انجام دیتے رہے۔ اسکے علاوہ ڈاکٹر بھنڈارکر اعلیٰ درجہ کے علی سوشل ریفارمر ہیں۔ سنی ۱۹۱۱ء میں آپ کی بیوہ و قتر کے عقد ثانی سے صاف ثابت ہے کہ آپ نے اپنے دلیرانہ عمل سے ہندوؤں کی تمدنی اصلاح کے مقاصد اور اغراض کو نہایت درجہ تقویت پہونچائی ہے۔ سکونت پونا



محمد یعقوب۔ سردار خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ ۱۸۷۱ء۔ اپریل ۱۸۵۵ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۸۷۷ء میں بمبئی یونیورسٹی کا امتحان میٹرکولیشن پاس کیا۔ اور بائی ٹیکنک جی بہرام جی جمی بھائی انعام حاصل کیا۔ ۲۰ جون ۱۸۷۷ء کو سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے۔ ۲۳۔ سنی ۱۸۸۹ء کو ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ جنوری ۱۸۹۷ء میں حضور والیسرے کشور ہند نے حسن خدمات کے جلد وین خطاب سردار بطور ذاتی اعزاز کے عطا فرمایا۔ جنوری ۱۸۹۷ء میں علیا حضرت ملکہ قیصرہ ہند مرحومہ نے خطاب سی۔ آئی۔ ای سے ممتاز و معزز فرمایا۔ کمشنر صاحبان سندھ نے وقتاً فوقتاً آپ کی خدمات کا سراہا اور نیز سرکاری رپورٹوں میں اعتراف فرمایا ہے۔ ۱۸۹۶-۱۸۹۷ء اضلاع تھروپارکر کے قحط میں جس جانفشانی اور عرق ریزی سے آپ نے کام کیا اسکے صلہ میں ۱۲ جنوری ۱۸۹۳ء کو کمشنر صاحب سندھ نے بمقام جیکب آباد سردار گورنٹ کی جانب سے ایک مالی بندوق اس مستعدی و سرگرمی کے صلہ میں جو آپ نے اپنے اداے فرائض منصبی میں ظاہر کی تھی مرحمت فرمائی۔ ۱۸۹۵-۱۸۹۶ء میں جو شورش و سرکشی اضلاع تھروپارکر میں پیدا ہو گئی تھی جسے حکام سرکاری کو بلوائیوں اور مفسدہ پردازوں کی وجہ سے نہایت تنگ کر رکھا تھا اس کے انسداد میں اپنے ایسی سعی و تبلیغ فرمائی کہ گورنٹ بمبئی نے نہایت شکرگزاری کے ساتھ آپ کی لائقانہ خدمات کا اعتراف کیا۔ ۱۸۹۷ء میں جب بمقام شہر کرانچی طاعون کی وبا کا خروج ہوا تو اس وقت آپ نے نہایت پر شور



اور فتنہ پرداز جماعتوں کو ہوا کر کے سکرگیشین کمپ میں پہنچا دیا۔ اپنے ضلع کراچی کے کوہستانی اقطاع کے بندوبست کو بطور ایک خاص خدمت کے بہت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اور صاحب کشتن نے آپ کی مستعدی، عجلت اور قابلیت کی نسبت اپنی پسندیدگی ظاہر کی جب ۱۸۹۶ء میں دوبارہ طاعون کا زور ہوا اسوقت بھی آپ نے مثل سابق نہایت تندہی و سرگرمی سے اپنے فرائض ادا کیے۔ ۳۰ جنوری ۱۸۹۶ء کو آپ کا تقرر عمدہ جلیلہ ڈپٹی کشتنری و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پر تھرو پارکر میں کیا گیا۔ اس زمانہ میں پھر اس مقام کے مفسدون نے سر اٹھایا تھا آپ نے تین مہینہ میں تمام فسادات کی بج کنی کر دی ۳۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو آپ مبئی میں انسداد طاعون کے کام پر تعینات کیے گئے۔ نہر کلسنسی لارڈ سینڈ ہرسٹ صاحب نے اسکا اعتراف ایک جلسہ عام میں کیا۔ فی الحال آپ منظم آبادی نہر چڑاو۔ سندھ کے عمدہ جلیلہ پرفائز و متنازہین۔ سکونت جٹراو سندھ۔

دلپت رام پران جیون کھلہ۔ راو صاحب۔ جسٹس آف دی پیس۔ آپ نومبر ۱۸۳۵ء کو بمقام دیو (پرتگالیوں کی عمارت) اپنے نانا کے مکان میں پیدا ہوئے جنگی تجارت نور سبق میں بہت چمکی ہوئی تھی چپچپنے ہی میں آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا آپ کی نانی صاحبہ تلی بانی نے آپ کی پرورش کی۔ یہ بہت تعلیم یافتہ۔ روشنیال اور خوش عقیدہ خاتون تھیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے گجراتی و مرہٹی اور سنسکرت کی تعلیم پائی۔ پھر ایک گورنمنٹ اسکول میں آپ زبان پرتگالی حاصل کرنے کو بھیجے گئے چونکہ آپ کو اپنی تعلیم آگے بڑھانا منظور تھی اسلئے آپ مبئی آکر ۱۸۵۱ء میں انٹرنیشنل اسکول اور ۱۸۵۶ء میں انٹرنیشنل کالج میں داخل ہوئے۔ آپ نے کلیئر اسکالرشپ (وظیفہ) مع ڈپلوما کے لارڈ انٹرنیشنل صاحب گورنر مبئی کے ہاتھوں سے پایا۔ ۱۸۵۶ء میں آپ نے

استحان وصول قانون پاس کیا۔ ۱۸۵۹ء میں آپ الہسن اسکول کے زمرہ مسلمین میں داخل ہوئے اور بعد چندے استحان تعلیم میں کامیاب ہو کر گوکلڈ اسٹیج پال گورنٹ اسکول کے ہیڈ ماسٹر ہو گئے۔ اس عہدے پر آپ کو اپنی لیاقت اور کارگزاری دکھانے کا عمدہ موقع ملا۔ اور آپ نے اپنے افسران بالا دست کو اپنی حسن کارروائی سے نہایت راضی اور خوش رکھا۔ ۱۸۶۱ء میں آپ ہنر ٹنس ٹھا کر صاحب راجکوٹ متوفی کے نگران و امالیق مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنی کوشش اور محنت سے ٹھا کر صاحب کوربانگری میں ایسا مشاق کر دیا جسکے لیے آپ کی تعریف و قدر شناسی کی گئی۔ ۱۸۶۱ء میں آپ کچھ مین انسپکٹر سررشتہ تعلیم اور الفریڈ ہائی اسکول (دھوج) کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ دو برس آپ نے ان خدمات کو انجام دیا اور پھر آپ کو راؤ صاحب کچھ کی امالیقی تفویض کی گئی۔ اُس وقت بھی آپ انسپکٹری پر مامور رہے اور آپ کے ذمہ رجیا ہائی صاحبہ (جواب مہارانی سیکانیر ہین) کی تعلیم بھی سپرد ہوئی۔ اسی سال (۱۸۶۳ء) میں آپ کی تعلیمی خدمات بمقام کچھ کی بابت ڈیوک آف ارگایل صاحب سکریٹری آف اسٹیٹ ہند نے آپ کو مبارکباد دی۔ اور سرکاری رپورٹوں میں راؤ صاحب اور انکی ہمیشہ صاحبہ کی تعلیم کی بابت آپ کی ثنا و صفت کی گئی۔ ۱۸۶۴ء میں آپ نے امداد قحط کی کمیٹی میں بحیثیت امیر کے کام کیا اور ۱۸۶۵ء میں اسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ صاحب کی سمیت مین مردم شماری کا کام کیا۔ ۱۸۶۳ء میں باشندگان تبیرانے ایک کتب خانہ آپ کے نام پر کھولا۔ ۱۸۶۴ء میں آپ نے کچھ مین ایک نائٹنگاہ صنعت کا انتظام شروع کیا اور اُسے بخیر و خوبی انجام کو پہونچایا۔ یہی نائٹنگاہ بعد کو سرجیس فرگسن کے عجائب خانہ کی ایک طرح سے بنیاد ثابت ہوئی۔ ۱۸۶۶ء میں آپ ملازمت سرکاری سے ونگس ہوئے۔ راؤ صاحب کچھ نے آپ کو سردار ایک خلعت فاخرہ سے متلح کیا اور گورنمنٹ نے راؤ صاحب کا خطاب بطور اعزاز ذاتی مرحمت کیا۔ آپ شہر بمبئی کے جسٹس آف دی میس۔ رائل انشیاٹک

سوسائٹی کے رکن۔ اور مختلف تجارتی۔ خیراتی۔ اور علمی انجمنوں اور فنڈوں کے ممبر۔ ٹرسٹی (متولی) اور ڈائریکٹر اور چیئرمین۔ اور متعدد کتابوں کے مولف اور مصنف بھی ہیں۔ اور باوجود کثرت کاروبار کے آپ اپنی ملکی صنعت و حرفت کے بڑے حامی ہیں چنانچہ اکثر نمایشگاہوں میں آپ نوادار اشیاء صنعتی بھیجتے رہتے ہیں اور وہاں سے آپ کو سند و انعام ملا کرتے ہیں۔ سکونت بمبئی۔

حسن علی ولد محمد احسن۔ خان بہادر۔ خطاب خان بہادری ذاتی اعزاز کے طور پر یکم جون ۱۸۸۱ء کو عطا ہوا۔ سکونت کراچی واقع سندھ۔

رتن جی بینر جی۔ خان بہادر یکم جنوری ۱۸۸۹ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر ایکو خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت نصیر آباد۔

مانک جی کاؤس جی دوپتی والا۔ خان بہادر ۳ جنوری ۱۸۹۳ء کو عطا ہوا۔ آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کا خطاب عطا ہوا سکونت پونا۔

جمال محی الدین۔ سید۔ خان بہادر۔ یکم ستمبر ۱۸۹۰ء کو خان صاحب کا خطاب اور ۳ جنوری ۱۸۹۳ء کو خان بہادر کا خطاب بجلد دسے حسن خدمات آپ کو عطا ہوا۔ سکونت بھنڈگانوں خاندیس۔

نوشیروان جی شہیار جی۔ گنوالا۔ خان بہادر۔ آپ کو ذاتی اعزاز کے طور پر ۲۰ جلد دسے حسن خدمات یکم جنوری ۱۸۹۲ء کو خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔

## سکونت بھروج -

دین شاہ دوسا بھائی - گورو والا - خان بہادر یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو بطور  
اعزاز ذاتی بجلد دسے حسن خدمات کے آپ کو خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت برہ  
وسط ہند -

اندر اورام کرشن تالچر کر - راؤ بہادر - آپ ان بزرگوں میں ہیں جو دنیا میں  
بے شور و شغب زندگی گزارتے ہیں - اور اپنے جوہر قابلیت کو نمود و نمائش کی غرض  
سے بھی روز بازار نہیں کرتے - آپ نے بمبئی کے رابرٹ مینی انسٹیٹیوشن میں تعلیم پائی -  
اور اسکے بعد محض اپنی ذاتی فکر و تدبیر اور جدوجہد سے آپ دنیا میں کامیاب اور سر بلند  
ہوئے - اکتوبر ۱۹۰۷ء میں آپ محکمہ دیون بھجور میں ملازم اور گورنمنٹ کی ملازمت  
میں داخل ہوئے - بارہ برس تک آپ افواج ہند کے ٹرنسپورٹ سروس میں فوجوں  
کے چالان کرنے کا کام کرتے رہے - اس خدمت کو اس سلیقہ اور شائستگی اور  
تندہی کے ساتھ آپ نے ادا کیا کہ افسران بالا دست ہمیشہ آپ کے مداح و ثنا خوان  
رہے - ۱۹۱۳ء میں آپ ڈاک یارڈ کے خزانچی کیے گئے اس خدمت کو بھی آپ نے  
نہایت دیانت و امانت سے سرانجام دیا - ۱۹۱۷ء میں بجلد دسے حسن خدمات  
ہذا کلسنس لارڈ الگن بہادر و ایسراے کشور ہند نے آپ کو خطاب راؤ بہادر سے مقہور  
فرمایا - آپ مدت سے بندورا مینو نسلپٹی کے ایک سرگرم و جفاکش ممبر ہیں - اور اس  
مقام کی صفائی و حفظان صحت کے معاملہ میں آپ بجدے ساعی و کوشاں رہتے ہیں  
بحیثیت ایک ملکی ہمدرد کے آپ کو امور معاشرت کی اصلاح میں گو نہ دلچسپی رہتی ہے  
آپ کا طرز عمل ثابت کر رہا ہے کہ آپ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ بغیر کسی

ہنگامہ آرائی کے ذاتی جدوجہد سے کام نکلنے کو بحث مباحثہ پر مرجع سمجھتے ہیں۔  
سکونت بمبئی۔

ہردے رام انوپ رام۔ راؤ صاحب آپ کو جنوری ۱۸۸۹ء عیسوی میں  
راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت۔ بھروچ

گنگاجی رام جی۔ راؤ صاحب۔ یکم جنوری ۱۸۹۰ء کو راؤ صاحب کا خطاب  
عطا ہوا۔ سکونت عدن۔

مہا داجی بلال گھیت۔ راؤ صاحب۔ آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۰ء ع  
کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت رتناگری۔

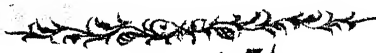
پران شنکر ترپوراشنکر۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۲۴ مئی ۱۸۸۹ء کو راؤ صاحب  
کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت سورت۔

للو بھائی نند لال۔ راؤ بہادر آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے  
طور پر ۱۸۹۰ء میں عطا ہوا۔ سکونت احمد آباد۔ بمبئی۔

مکندر رائے متی رائے۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادری  
کا ذاتی اعزاز کے طور پر ۹ جون ۱۸۸۲ء کو عطا ہوا۔ سکونت سورت بمبئی۔

حسین محمد خان۔ نواب۔ رئیس پالن پور۔ واقع گجرات۔ احاطہ بمبئی۔ ولادت  
 ۱۲۴۶ء۔ آپ ہزہانس دیوان (نواب) سر شیر محمد خان بہادر۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔  
 والی ریاست پالن پور کے حقیقی چچا کے بیٹے ہیں۔ آپ لوہانی چٹان (عرف ہتیانی)  
 ہیں۔ آپ کے جدا علی دیوان فتح خان سرکار انگریزی کے بہت بڑے خیر خواہ تھے۔  
 جنگ افغانستان کے موقع پر انھوں نے سرکار کو اوتھون اور شلیتون سے مدد دی تھی۔  
 ان کے چار فرزند تھے۔ دیوان زور اور خان۔ نواب احمد خان۔ نواب عثمان خان۔  
 نواب سکندر خان۔ انہیں سے پہلے فرزند زور اور خان اپنے والد کے بعد جانشین ہوئے  
 اور باقی فرزندوں کو بصوابدید پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ منگلہ ریاست آٹھ آٹھ گاؤں بطور  
 جاگیر دیے گئے۔ نواب عثمان خان علاوہ صفات فیاضی اور شرفاوری کے علم و دست بھی  
 تھے۔ اگرچہ انکا طریقہ مثل اپنے بزرگوں کے ہمدوی تھا مگر دیگر مذاہب کے علما سے  
 بھی صحبت رکھتے تھے۔ انھوں نے اپنے برادر معظم والی ریاست پالن پور کے ساتھ  
 حضور پرنس آف ویلز کا (جو بفضلہ تعالیٰ ملک معظم ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند ہیں) بمقام بمبئی  
 شرفِ حضوری حاصل کیا اور ساٹھ برس کی عمر میں ۱۸۹۲ء میں انتقال کیا بجائے ان کے  
 نواب حسین محمد خان منگن ہوئے۔ آپ بھی مثل اپنے والد کے اردو۔ فارسی گجراتی  
 اور انگریزی میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ آپ کو اپنی رعایا کی رفاہ و بہبود کا بہت بڑا  
 خیال ہے چنانچہ آپ نے گھوٹی سسٹم اور تقاوی فنڈ قائم کر کے اپنی رعایا کو بہت  
 فائدہ پہنچایا اور زراعت کو اچھی ترقی دی ہے۔ فطز زہدہ رعایا کی بھی آپ نے کافی  
 اعانت کی۔ آپ گھوڑے کی سواری اور اُسکے حسن و قبح کے پہچاننے اور معاہجہ  
 کرنے میں مشہور ہیں چنانچہ صاحبزادہ طالع محمد خان ولیعہد ریاست آپ کے شاگرد  
 ہیں۔ آپ کا ازدواج آپ کے چچا احمد خان کی بیٹی رتن بائی صاحبہ کے ساتھ ہوا۔ ان کے  
 بطن سے آپ کے لائق فرزند زبردست خان پیدا ہوئے۔ انکو شیر کے شکار سے کمال

ذوق ہے اور یوروپین حکام کے ساتھ نہایت خلوص سے میل جول رکھتے ہیں۔ کچھ دنوں راج کمار کالج کا ٹھیٹھا وار میں تعلیم پائی ہے اور اب بطور خود ایک انگریزی معلم سے پڑھتے ہیں۔ انکی شادی دیوان سر شیر محمد خان والی ریاست پالن پور کی بڑی لڑکی سے ہوئی ہے۔ سکونت مقام پالن پور۔



غالب بن عوض بن عمر القحطی۔ پرنس۔ جانباز جنگ بہادر۔ آپ کے جد امجد عمر بن عوض قبیلہ قحطی کے سرخیل تھے جو مشہور قبیلہ یافعی کی ایک شاخ ہے۔ وہ گزشتہ صدی کے اوائل میں ایک سو عرب کو ہمراہ لیکر اپنے وطن مالوف شام سے جو ریاست شہر دمکلا کا ایک حصہ ہے ہندوستان میں وارد ہوئے اور حیدر آباد دکن کو اپنا مستقر قرار دیا اور وہیں انتقال کیا۔ ۱۷۶۵ء میں سرکار نظام کی جانب سے انکو جانباز جنگ کا خطاب مرحمت ہوا تھا۔ اور آپ کے والد سلطان عوض بن عمر القحطی کی ذاتی وجاہت اور خاندانی وقعت کے لحاظ سے انکو گورنمنٹ نظام نے سلطان نواز جنگ شمشیر الملک شمشیر الدولہ بہادر کے خطاب سے مخاطب کیا اور ۱۷۷۷ء کے دربار دہلی میں گورنمنٹ انگلشیہ نے انکے لیے بارہ ضرب توپ کی سلامی مقرر کی جس میں تین تین ضرب بطور ذاتی اعزاز کے ہے۔ سلطان مذکور نے جون ۱۷۷۹ء میں عربی زبان میں ایک ایڈریس طلائی صند و قحہ میں رکھ کر گورنمنٹ ممبئی کے توسط سے حضور ملک معظم ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند کی خدمت میں روانہ کیا جسکے اظہار خوشنودی مزاج میں گورنمنٹ کی جانب سے اعلان کیا گیا کہ وہ آئندہ سے ہز ہائینس سلطان شہر دمکلا کے لقب سے لقب کیے جائیں۔ آپ ہز ہائینس کے فرزند اکبر ہیں۔ آپ کو آپ کے والد نے اپنی ریاست میں اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے اور زمام انتظام آپ ہی کے ہاتھوں میں ہے۔ گورنمنٹ نظام نے آپ کو بھی جانباز جنگ بہادر کا خطاب عطا کیا ہے۔ اس وقت آپ کی عمر بالیس سال

کی ہے۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ بڑے صالح بن غالب لقب سیف نواز جنگ بہادر (عمر چوبیس سال) اور چھوٹے محمد بن غالب شمشیر باز جنگ بہادر (عمر اکیس سال) سکونت حیدر آباد دکن۔

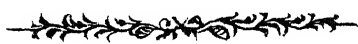
عمر بن عوض بن عمر القیطی۔ پرنس شمشیر نواز جنگ بہادر۔ آپ ہز ماٹنس سلطان عوض بن عمر القیطی سلطان شہر دمکلا کے خلف اصغر ہیں۔ سرکار نظام سے آپ کو شمشیر نواز جنگ بہادر کا خطاب عطا ہوا ہے۔ اس وقت آپ کی عمر چونتیس سال کی ہے۔ سکونت حیدر آباد دکن۔

صالح بن غالب بن عوض القیطی۔ پرنس سیف نواز جنگ بہادر۔ آپ ہز ماٹنس سلطان عوض بن عمر القیطی شہر دمکلا کے خلف اکبر سلطان غالب بن عوض جانناز جنگ بہادر کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ نہایت ذکی الطبع۔ علم دوست اور صالح نوجوان ہیں۔ آپ کو علوم مغربیہ کے ملاحظہ کا خاص ذوق ہے۔ آپ کی عمر اس وقت چوبیس سال کی ہے اور گورنمنٹ نظام سے سیف نواز جنگ بہادر کا خطاب آپ کو حاصل ہے۔ سکونت حیدر آباد دکن۔

عبدالصالح عرف اشرف علی۔ سید مولوی مفتی نقوی۔ پیر زادہ۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۲۳۲ھ۔ آپ کے جد امجد محمد صادق شاہ حسینی متوطن ناسک کو شاہجہان بادشاہ دہلی نے ۱۲۳۹ھ میں چار گائون کی جاگیر عطا کی تھی۔ ۱۲۶۲ھ میں اپنے اقا کی سند حاصل کی۔ ۱۲۷۱ھ میں عدالت دھولیا ضلع خاندیش کے مفتی مقرر ہوئے۔ ۱۲۸۲ھ میں لکھنؤ کالج بمبئی میں فارسی و عربی کی مسند مدرسہ پر سرفراز ہوئے۔



آپ نے سرشتہ تعلیم کے متعلق تقریباً بیس کتابیں تصنیف کی ہیں۔ یونیورسٹی کے سالانہ امتحانوں میں آپ اکثر منتخب رہے ہیں جنوری ۱۸۷۷ء میں گورنمنٹ نے آپ کو خان بہادر کا خطاب عطا فرمایا بعد آپ نے پنشن لیکر اپنے وطن مالوٹ شہر ناسک میں سکونت اختیار کی۔ موروثی جاگیر کی سند بھی گورنمنٹ سے آپ کو ملی ہے۔ آپ کے دو فرزند ہیں سید احمد اور سراج الدین محمد۔ دونوں سرکاری سرشتہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ سکونت ناسک۔



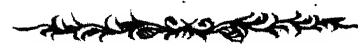
دھرنی دھرہرجیون داس۔ دیسائی۔ راؤ صاحب ۱۹۰۱ء میں آپ کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت گوگو۔



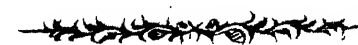
وشونا تھرچنار دھن۔ کاندکر۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۲۱ مئی ۱۸۹۶ء کو راؤ صاحب کا خطاب عنایت ہوا اور اسکے بعد ۲۲ مئی ۱۸۹۷ء کو خدمات عامہ کے جلد زمین عطاے تغذہ قیصر ہند درجہ دوم سے سرفرازی حاصل ہوئی سکونت خاندیش۔



پٹلا جی راؤ۔ گوجر۔ بہادر۔ آپ کو ۱۸۹۵ء میں فوجی خدمات کے صلہ میں بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت رتناگری۔



عبدالقادر۔ صوبہ دار میجر۔ خان صاحب۔ ۲۲ جون ۱۸۹۶ء کو خطاب خان صاحب آپ کو عطا ہوا۔ سکونت بلگام۔



حیدر شاہ احمد شاہ - منشی خان صاحب - ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو یہ خطاب  
عطا ہوا - سکونت گودھرا -

الیا: بخمن - خان صاحب - آپ کو خاں صاحب کا خطاب ۲۱ مئی ۱۸۹۸ء  
کو عطا ہوا - سکونت سکھر -

شیوالال موتی رام - راؤ صاحب - آپ کو ۲ جنوری ۱۸۹۹ء کو  
راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت بمبئی -

نانا بھائی مورویا - راؤ صاحب - آپ کو ۲ جنوری ۱۸۹۹ء کو  
خطاب راؤ صاحب کا عطا ہوا - سکونت بمبئی -

خدا بخش - خاں صاحب - آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو خاں صاحب کا  
خطاب مرحمت ہوا - سکونت عدن -

یلیا بالارام - راؤ بہادر - (جسٹس آف دی پیس) آپ ٹیلیگراف جماعت کے  
ایک سربراہ اور رکن اور بمبئی کے مشہور و معروف باشندے ہیں - محکمہ تعمیرات کے  
ٹھیکہ دار کی حیثیت سے آپ نے جدید سکرٹریٹ - جدید ٹیکورٹ - یونیورسٹی -  
گھنٹا گھر برج - بھندر واڈا واٹر ورکس - کلابا پوائنٹ کے شمالی و جنوبی باڑیوں کو  
تعمیر کرایا ہے اور ماورائے ان کے بہت سی سوت کاٹنے اور کپڑا بننے کی عین - اسٹیشن اور  
ٹرکین بنوائی ہیں - ان عمارات کی تعمیر پر آپ نے مختلف شاہی انجینیروں - سول اور

ریلوے انجینیرون سے سندین حاصل کی ہیں۔ شاہزادہ البرٹ وکٹر مرحوم اور حضور  
ڈیوک وڈچس آف کناٹ کی تشریف آوری کے موقعون پر آپ نے جو کار نمایان  
سرا انجام کیے اُسپر کمیٹی استقبالی کے آنریری سکریٹری صاحبان نے آپ کا شکریہ ادا کیا  
اور اسی قبیل کی خدمات کی نسبت ۱۸۸۷ء میں حضور وائسرائے بہادر نے بھی آپ کا  
شکریہ ادا فرمایا تھا۔ آپ نے اپنی دریا دلی سے داری بندر پر پانچزار روپیہ  
کے صرف سے ایک فوارہ معروض کے تعمیر کیا ہے۔ آپ بہی مینوسپل کارپوریشن  
کے ممبر ہیں۔ تین مرتبہ آپ کا انتخاب منجانب رعایا اور ایک بار منجانب گورنمنٹ  
ہو چکا ہے۔ آپ نے کمانٹی پورہ میں ایک مدرسہ شیعہ کاروباری آدمیوں اور لڑکوں  
کے واسطے کھولا ہے۔ آپ اپنی جماعت میں تعلیم نسوان کے بڑے حامی ہیں چنانچہ اپنے  
ایک مدرسہ نسوان قائم کرنے میں بہت کوشش کی جو اب گورنمنٹ کے زیر نگرانی ہے۔  
۱۸۷۷ء میں ایک کتب خانہ موسوم ”ٹیلیگو کتب خانہ“ کھولا گیا اور آپ نے اُسے معتد بہ  
رتم سے مدد دی اور اُسکے واسطے فرنیچر کتابوں اور اخبار کا سامان کر دیا ۱۸۷۷ء میں  
آپ نے دیان وارڈک سبھا اپنی جماعت میں سود مند معلومات کے نشر و اشاعت کی  
غرض سے قائم کی۔ اس سبھا میں تعلیمی اور اخلاقی مباحث پر بزبان مرہٹی لکچر دیے  
جاتے ہیں۔ گزشتہ تین برس میں آپ نے کل ہندو قومون کو طاعون کی مصیبت  
میں ہر طرح کی احانت و امداد ہم پہنچائی۔ آپ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے ایک وسیع  
کیمپ صحت ”بالارام کیمپ“ کے نام سے قائم کیا ہے جس میں بارہ سو سے سولہ سو تک آدمی  
رہ سکتے ہیں۔ نیز آپ نے ”ٹیلیگو شفا خانہ طاعون“ بھی دو برس سے قائم کر رکھا ہے آپ کی  
انھیں خدمات پر گورنمنٹ نے اپنی مشکوری ظاہر کی اور راؤ بہادر کا خطاب مرحمت  
فرمایا اور آپ کے اہل ملک نے بھی آپ کے تمام احسانات (جو قحط اور طاعون کے  
زمانہ میں آپ نے اپنے ہموطنون پر کیے تھے) کا اعتراف نہایت شکر گزاری کے ساتھ

ایک عظیم الشان جلسہ میں کیا۔ سکونت بہئی۔

آتمعلیل خان ولد صالح خان۔ خان صاحب۔ آپ کو ۲۲۔ جون ۱۸۹۶ء کو خان صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت کلاہا۔

لکشمین گوپچی۔ ماتھر۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۱۹۔ مئی ۱۸۹۶ء میں راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت بہئی۔

شیخ قادر۔ بہادر۔ آپ کو خطاب بہادری کا ۱۹۔ مئی ۱۸۹۶ء میں فوجی خدمات کے جلد وین عطا ہوا۔ سکونت گرگام۔

بہرام جی سہراب جی۔ کارڈ ماسٹر۔ خان صاحب۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۸۹۶ء کو یہ خطاب عطا ہوا۔ سکونت احمد نگر۔

عثمان حاجی۔ خان صاحب۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۸۹۶ء کو یہ خطاب عطا ہوا۔ سکونت ناسک۔

قادر داد خان گل خان۔ خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ فی الحال آپ ریاست خیرپور کے مدارالمہام ہیں۔ آپ کو سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب حسن خدمات کے جلد وین ۲۵۔ مئی ۱۸۹۶ء کو عطا ہوا۔ سکونت خیرپور۔

ایڈجی دوسا بھائی۔ خان بہادر۔ آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے ۲۶ مئی ۱۸۹۴ء کو بجلد و سہ حسن خدمات خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت احمد آباد۔

اسحاق حاجی عیسیٰ حاجی۔ خان صاحب۔ آپ کو ۳ جون ۱۸۹۹ء کو خان صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

وشونا تھ کیشو۔ جگے کر۔ راؤ صاحب۔ آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت دھاڑ واڑ۔

گلاب داس پرشوتم داس۔ راؤ بہادر۔ آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ۲۱ مئی ۱۸۹۸ء کو عطا ہوا۔ سکونت سورت۔

شتتارام وٹایک۔ کنٹک۔ راؤ بہادر۔ جے۔ پی۔ آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ۲۱ مئی ۱۸۹۸ء کو عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

بابو راؤ بھال چندر۔ اونکار۔ راؤ بہادر۔ آپ کو ۲۱ مئی ۱۸۹۸ء کو راؤ بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

بال گنگا دھرسا تھے۔ راؤ بہادر۔ آپ کو ۲۱ مئی ۱۸۹۸ء کو خطاب راؤ بہادر کا عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

ہوشنگ جی جا ماسپ جی۔ پروفیسر۔ دستور نویس العلماء۔ خان بہادر۔ ولادت ۲۶۔ اپریل ۱۸۸۷ء۔ آپ دستور جا ماسپ پجائی جی کے پچھٹے بیٹے ہیں۔ بچپن ہی سے آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے پڑھنا شروع کیا اور نیرہ برس کی عمر میں آپ نے زندہ پہلوی اور فارسی زبانوں میں خاصی استعداد پیدا کر لی۔ اسی زمانے میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا لیکن آپ اس سے پہلے نواٹا اور مراتب کی رسمیں ادا کر چکے تھے۔ چند روز بعد آپ مع اپنے برادر کلان کے حیدر آباد تشریف لگے وہاں تعلیم اور تلقین روحانی سے مستفیض ہوتے رہے اور وہاں کے آٹھ نو برس کے قیام میں آپ نے زندہ پہلوی۔ پازندہ۔ عربی۔ فارسی اور اردو میں کمال حاصل کیا اور جب ۲۱ برس کی عمر میں آپ پونا تشریف لائے تو یہاں آپ نے مشہور پنڈتوں سے سنسکرت اور مرہٹی کی تعلیم شروع کر دی۔ پھر لاطینی۔ جرمنی اور عبرانی زبان سیکھی اور علاوہ اپنی مادری زبان گجراتی کے بارہ زبانوں میں مہارت پیدا کی۔ مذہب زردشتی پر آپ نے عالمانہ و فلسفیانہ کتابیں لکھی ہیں۔ آپ کی علمی قابلیت کی نہ صرف گورنمنٹ ہند نے قدر افزائی فرمائی ہے بلکہ شہنشاہ ہسٹریا اور وائٹا کی جماعت فلاسفہ نے بھی آپ کی تصانیف کی داد دی ہے۔ برار میں جہاں آپ کے دو بھائی معزز خدمات پر فائز تھے آپ کے تبحر علمی کی بہت بڑی قدر شناسی ہوئی اور آپ بحیثیت انعام کشنر کے ملازمت سرکاری میں داخل ہو گئے۔ کچھ مہینہ تک آپ نے اس عہدہ کا کام کیا بعد اسکے یہ عہدہ تخفیف میں آ گیا۔ اب آپ کو محکمہ پوسٹ میں جگہ دینا تجویز ہوا مگر یہ خدمت آپ کی طبیعت کے بالکل مخالف تھی اس لیے آپ نے انکار کر دیا اور پونا چلے آئے۔ بعد چندے غدر شروع ہو گیا اور اس نازک موقع پر آپ نے سرکار کی عہدہ خدمات انجام دیں۔ آپ نے اپنے دوستوں کی مدد اور اپنے صرف سے ایک محکمہ خبری قائم کیا اور تانیا ٹوپ کی نقل و حرکت

کی اطلاع سرکار کو دیتے رہے۔ اسوقت آپ کی جامعیت علوم اور زبان دانی بہت کام آئی اور اگرچہ آپ کی جان خطرے میں رہی مگر آپ نے سرکار کی دلسوزی اور خیر خواہی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ آپ کی ان خدمات کا اعتراف گورنمنٹ کے اعلیٰ عہدہ دار برابر کرتے رہے۔ پندرہ سالہ عرصہ میں آپ کا انتخاب اعلیٰ مقتدا سے پارسیان مالوہ کے منصب گرامی پر کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے بقام موقیام کیا اور نہایت نفس کشی اور ریاضت کے ساتھ لوگوں کے اخلاق و خصائل درست کرنے میں مصروف رہے۔ آپ ہی کی کوششوں سے وہاں ایک نفیس عبادت خانہ قائم ہو گیا اور آپ اُس میں وعظ و بند فرماتے رہے۔ آپ کی وجہ سے لوگوں کے عقائد و مراسم میں بہت بڑی اصلاحات عمل میں آئیں اور ایک مدرسہ اور ایک کتب خانہ کی بنیاد پڑ گئی جب آپ اس مقام سے رخصت ہونے لگے تو آپ کے ہم مذہبوں نے ایک گراں بہا دوشالہ آپ کی نذر کیا اور ایک ایڈریس کے ذریعہ سے آپ کی مفارقت پر افسوس ظاہر کیا۔ آپ نے بحیثیت مینوسپل کمشنر کے جو خدمات کیں ان کا اعتراف مئو کی مینوسپلٹی نے ایک رزلویشن میں کیا۔ اسوقت ایک طرف تو سرچر ڈپٹی نے آپ کو ملازمت سرکار میں کسی عہدہ جلیلہ پر لینے کی خواہش کی اور دوسری طرف گورنمنٹ بہی نے آپ کو مذہب زردشتی کی نایاب و نادر کتابوں اور قلمی نسخوں کی تلاش و جستجو کے واسطے طلب کیا۔ آپ نے اوّل الذکر سے انکار کیا اور آخر الذکر خدمت کو بخوشی قبول کر کے بکرات میں دورہ کرنے لگے۔ اس سیاحت میں آپ نے سورت، بڑوچ، اُدودا، نوساری، احمد آباد، کھبائت اور چند دیگر مقامات کی سیر کی اور اس میں آپ کو بہت بڑی کامیابی ہوئی۔ آپ کی ان خدمات کا اعتراف سٹائل فریگورڈ نمبئی نے سر دربار فرمایا۔ اس سیاحت کے بعد آپ نے مذہب زردشتی پر جو کتابیں زندہ بازند اور پہلوی زبانوں میں لکھی تھیں انکو مرتب اور مدون کر کے مع

حاشیہ و ترجمہ شائع کیا اور اس طرح آپ نے یورپ کے محققین کے سامنے ایک ایسا ذخیرہ نامہ پیش کیا جو اب تک انکے دسترس سے باہر تھا اور اب آپ کی تصانیف مشہور آفاق ہو گئی ہیں۔ مسئلہ ۷ میں گورنمنٹ نے آپ کو اسٹنٹ پروفیسر علوم مشرقیہ مقرر کیا اور بعد چند سالوں میں آپ دکن کا جج کے پروفیسر فارسی مقرر ہوئے۔ ۲۹- اکتوبر ۱۸۷۷ء کو پارسیوں نے آپ کو آپ کے جڑے بھائی کی جگہ دکن اور مالوہ کا اعلیٰ مقصد سے مذہبی منتخب کیا اور چند ہی دن میں آپ کو اجیر- بدریرا- ایکٹ پوری- بھاول- کھنڈوا- آہو- ناگپور اور کلکتہ کے پارسیوں نے اپنا مقصد اور رہنمائی تسلیم کر لیا۔ آپ ۱۸۷۷ء سے ۱۸۸۷ء تک برابر بمبئی یونیورسٹی کے متحن زبان فارسی مقرر ہوا کیے ہیں اور پونا یونیورسٹی میں بھی جگہ پاتے رہے ہیں۔ آپ کے تبحر علمی کی یہ شان ہے کہ اکثر محققین یورپ آپ سے ملنے اور عقدہ ہائے لایخل کے حل کرنے کو آپ کے پاس آتے ہیں۔ علاوہ ان زبانوں کے آپ زبان گجراتی کے عمدہ انشا پرداز اور فصیح البیان مقرر بھی ہیں اور اخبارات میں بہت نفیس خیالات ظاہر فرمایا کیے ہیں۔ آپ کی لیاقت اور علمیت نے آپ کو بہت سے اعزازوں سے مفتخر کیا ہے مثلاً ۱۸۷۷ء میں آپ بمبئی یونیورسٹی کے فیلو منتخب ہوئے۔ ۱۸۷۷ء میں آپ کو گورنمنٹ نے خطاب خان بہادر سے مخاطب کیا۔ اس خطاب کی خوشی میں پونا- مٹو- رنج- اندور- حیدر آباد- برار اور ملک متوسط کے پارسیوں نے آپ کو امنیتی ایڈریس دیئے اور ”بزم روز ہرام“ نے ایک رقم معتد جمع کر کے بمبئی یونیورسٹی کی تفویض کی کہ اسکی آمدنی سے ایک سالانہ انعام بنام خان بہادر پروفیسر ہوشنگ انعام قائم کیا جائے۔ ۱۸۷۷ء میں آپ ایک اول درجہ کے سردار بنائے گئے اور ایک خلعت عطا کیا گیا۔ ۲۰- ستمبر ۱۸۷۷ء کو شہنشاہ اُسٹریا نے آپ کو ڈاکٹر فلسفہ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ آخر میں حضور مملہ مظفر کے جشن جوبلی میں گورنمنٹ ہند نے آپ کو خطاب



شمس العلماء سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے تین فرزند ہیں (۱) آساجی حضور نظام کی سرکار میں درجہ اول کی تعلقداری پر فائز ہیں (۲) خان بہادر فیروز ایم۔ اے دوم پریڈنسی مجسٹریٹ بیسی اور (۳) خان بہادر مہربی اے قانون کے عالم اور پونا کینٹونمنٹ کے چیف اکزیکیٹو افسر ہیں۔ سکونت پونا۔



بہمن جی جاماسپ جی۔ دستور۔ سی۔ آئی۔ اسی۔ ولادت ۱۲۸۲ء آپ ایک عالی خاندان پارسی باشندگان مغربی ہند سے ہیں۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ دستور جاماسپ آسانو ساری (گجرات) کے متوطن تھے۔ آپ کے آبا و اجداد پشویان ملت سے تھے اور انکو گلے وقتوں میں شاہنشاہ دہلی کے دربار تک رسائی کا سلسلہ اور علم و فضل کے سبب سے قدر و منزلت کا وسیلہ حاصل تھا اور یہ مقدس عہدہ تک آپ کے خاندان میں موجود رہے۔ چنانچہ آپ کے حقیقی بھائی شمس العلماء دستور ہو شنگ وکن میں اعلیٰ مقتدا سے مذہب ہیں۔ آپ دستور جاماسپ کے تیسرے بیٹے ہیں۔ آپ نے بھی اپنے والد سے دینی علوم میں تعلیم پائی تھی اور اُس مرتبہ تک پونچھ چکے تھے جو ایک دینی مقتدا کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے مگر آپ میں علامات تمدنی کے نظم و نسق کا مادہ فطرت سے ودیعت رکھا گیا تھا۔ چنانچہ جب گورنمنٹ انگریزی کو ۱۲۸۵ء میں بمقام سرکار نظام ملک برار تفویض ہوا تو آپ وہاں تحصیلدار مقرر ہوئے۔ آپ نے محض اپنی ذہانت۔ بیدار مغزی اور جفاکشی کے ذریعہ سے نمایان ترقی کی اور مسلسل ایک سے ایک مشکل اور اعلیٰ درجہ کی ذمہ داریوں کے عہدوں پر فائز ہوتے گئے۔ اُس وقت ملک مفوضہ کی حالت کسی طرح قابلِ ٹھہران نہ تھی۔ چاروں طرف ناراضی پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ اسی مادہ فاسد نے ترقی کر کے ۱۲۸۵ء میں ایک خوفناک بغاوت کی صورت پیدا کی۔ اُس نازک وقت میں

آپ کی دانشمندی مصلحت بینی استقلال جرات سے جو کار نمایاں ہوئے وہ اس صوبہ کی تاریخ میں یادگار رہیں گے۔ اگرچہ آپ سول ملازمت میں تھے مگر اُس وقت آپ نے ایک لائق فوجی آفیسر کا کام دیا۔ اُس زمانے میں آپ ضلع ایلمچ پور کے انچارج تھے اور حسب الایماے کرنل سپریمپل کمانڈنگ آفیسر آپ نے باغیوں کی حرکات و سکنات کی خبر رسانی اور اُنکے مختلف گروہوں کے مابین سلسلہ آمد و شد و پیغام کو قطع کرنے میں ایسی کامیابی حاصل کی جس سے افسران فوجی کو اپنے مقاصد میں بہت مدد ملی۔ یہ نہایت مشکل اور خطرناک کام تھا۔ باغی آپ کے قتل کے درپے تھے مگر آپ نے اسکی مطلق پروا نہ کی۔ جولائی ۱۹۴۷ء میں تانیتا ٹوپی مع اپنی جمعیت کے زبردستی گھائی میں داخل ہوا۔ باغیوں کی فرد گاہ سے ایلمچ پور ایک سو پچیس میل کے فاصلہ پر ہے مگر آپ نے کچھ ایسا انتظام کر رکھا تھا کہ تین دن میں اس واقعہ کی خبر آپ کو پہنچ گئی اور آپ نے میجر بیر کمانڈنگ ایلمچ پور کو باغیوں کے ارادے سے مطلع کیا۔ فوراً جن درون سے باغیوں کے آنے کا اندیشہ تھا وہاں فوج بھیج دی گئی روہیلہ افغانوں کی مفسدہ پردازی سب سے زیادہ باعث تکلیف تھی اُس کا استیصال بھی آپ ہی کی وجہ سے ہوا۔ روہیلوں سے بمقام چمپہ سخت مقابلہ ہوا اس معرکہ میں آپ اول سے آخر تک شریک رہے۔ اس جنگ کے لیے فوج برطانیہ کو ایک فاصلہ دور دراز شباب طے کرنا پڑا تھا۔ اہل فوج نہایت خستہ اور بھوکے پیاسے تھے۔ اس موقع پر عین اُس وقت جب گولیوں کا میٹھ برس رہا تھا آپ نے بذات خود درسدہم پونچانے کا بندوبست کیا اور اُٹھیں کامیاب ہوئے میدان جنگ سے زخمی افسروں کے اُٹھالانے میں جو استقلال اور شجاعت آپ سے ظاہر ہوئی اُسے افسران فوجی کو متحیر کر دیا۔ یہی جنگ کے واقعات سے آپ کو ایک افسر جنرل صاحب (سر ولیم ہل صاحب کے سی۔ آئی۔ اے) نہایت شکرگزاری

کے ساتھ یاد کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ گری کے دن تھے فوج بیس میل کی مسافت طے کر کے چھ بجے شام کو کیپ میں پہنچی اُس وقت آپ نے نہیں معلوم کس طرح اور کیونکر بکثرت انگور مہیا کر دیے جس سے تھکے ماندے فوجیوں خصوصاً اُن لوگوں کو جو میدان جنگ میں زخمی ہوئے تھے نہایت تقویت اور تفریح حاصل ہوئی۔ اکثر باغیوں کو آپ نے بذاتِ خود گرفتار کیا۔ تسلط کے بعد آپ کی خدمات کی گورنمنٹ نے پوری پوری قدر دانی کی۔ ۱۸۶۵ء میں آپ اسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے۔ پھر خفیضہ کی ججی پر ترقی کی۔ پھر آپ کو کمپنی آف دی انڈین امپائر کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ سلسلہ میں خدمت سرکاری سے کنارہ کش ہوئے۔ گورنمنٹ نے بجلد دسے خیر خواہی ہزار روپیہ ماہوار اصل نشین پر اضافہ فرمایا اور بیلک نے ایک مجمع عام میں جس میں صاحب کمشنر اور دیگر عمدہ دارموجود تھے ایک قیمتی صندوقہ پیش کیا۔ سرکار کے ساتھ وفاداری کرنے کے ماوراء آپ نے ملک کی خدمات میں بھی بہت بڑا حصہ لیا۔ مثلاً ہندو مسلمانوں میں جو قدیم تنازع چلا آتا تھا اُس کو فرو کیا۔ اس مصاحت میں آپ نے عالمانہ قوت سے بالکل کام نہیں لیا بلکہ محض اپنے ذاتی اثر اور حسن اخلاق سے کامیابی حاصل کی۔ صوبہ برار کے عوام و خواص خواہ یورپین ہوں خواہ ہندوستانی آپ سے محبت رکھتے ہیں اور عزت کرتے ہیں اور اس محبت کا اظہار اُس وقت کامل طور سے ہوا جب آپ مدت دراز تک خدمت کرنے کے بعد نماز مت سے کنارہ کش ہوئے کمیشن کلب نے جس کے آپ ممبر ہیں (اور یہ عزت بھی آپ کے لیے مخصوص ہے) ایک الوداعی دعوت کی۔ اسکے ماوراء ۲۳- مارچ سے یکم مئی سلسلہ تک یعنی سوا مہینہ کے قریب مختلف اضلاع اور متعدد فرقوں کی طرف سے ایک سلسلہ الوداعی دعوتوں کا قائل رہا۔ آپ نے ملکی زراعت کے قدیم طریقوں کی ترقی دینے کے لیے جو تجربات کیے اُس سے

ملک کو بہت فائدہ پہونچا۔ روٹی کی کاشت اور تجارت کو ترقی دینے میں آپ نے کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ مختلف بازار قائم کیے۔ چنانچہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ روٹی ملک برار کی بے سود کا ایک خاص ذریعہ ہو گئی۔ اب ایک درجن سے زیادہ کارخانے زیر نگرانی یورپین انتظام کے قائم ہو گئے۔ صنف تعلیمات کی طرف بھی آپ کی توجہ ہمیشہ مبذول رہی۔ چنانچہ بالا پور کا اسکول آپ ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ یہ اُس زمانہ کا واقعہ ہے جب وہاں تعلیم کا نام و نشان بھی نہ تھا اب ایک مستقل محکمہ زیر نگرانی ایک ڈائریکٹر کے جسکا بیش قرار مشاہرہ ہے قائم ہے اور روز افزون ترقی کر رہا ہے۔ عام صحت کی طرف سے بھی آپ بے خبر نہ تھے مسافروں کے آرام اور ملکی تجارت کو ترقی دینے کی غرض سے آپ نے متعدد مسٹر کین نکالین اور دھرم سالے اور تالاب بنوائے اور اسکے ساتھ ہی ساتھ مینوبیل کے کام کی جانب سبک کو توجہ دلائی۔ قحط شدہ مین آپ کے ذاتی اثر سے ساہوکاروں نے نفع نکالنے کے لیے فائدہ میا کرنے میں ایسی اعانت کی کہ اُس قحط کی سختی اس صوبہ میں محسوس نہ ہوئی۔ سرکار انگریزی کے سوا دیسی ریاستوں میں بھی آپ کو اعزاز حاصل ہے ششمین آپ کو مہاراجہ سوامی راؤ ہلکر نے عہدہ دیوانی ریاست کے لیے طلب کیا۔ اگرچہ بوجہ نہ طے ہونے بعض شرائط کے اس عہدہ پر آپ کا تقرر نہیں ہوا مگر تا زمانہ قیام مہاراجہ نے کمال اکرام و اعزاز کیا اور ایک خلعت گراں بہا مرحمت فرمایا۔ سکونت بمبئی۔

ہمیت راؤ ہلکر۔ دیش پانڈے۔ راؤ بہادر۔ آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کو عطا ہوا۔ سکونت شولا پور۔

بھاسکر راؤ بالکرشن پٹیل - راؤ بہادر - جے پی - آپ کو راؤ بہادر کا خطاب  
بطور اعزاز ذاتی ۲۲ - جون ۱۹۵۷ء کو مرحمت ہوا - سکونت برودہ

شکر راؤ جی - گندھی - راؤ بہادر - آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ۲۲ - جون  
۱۹۵۷ء کو عطا ہوا - سکونت پونا -

دولب جی ڈمی وید - راؤ بہادر - آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ۲۱ - مئی  
۱۹۵۷ء کو عطا ہوا - آپ ریاست پالن پور کے دیوان ہیں - سکونت پالن پور

دادو باسکھارام شرولکر - راؤ بہادر - آپ کو راؤ بہادر کا خطاب بطور اعزاز  
ذاتی یکم جنوری ۱۹۶۲ء کو عطا ہوا - سکونت پونا -

گنوینندو - راؤ بہادر - آپ کو راؤ بہادر کا خطاب بطور اعزاز ذاتی یکم جنوری  
۱۹۶۲ء کو عطا ہوا - سکونت بہی -

مونی رام راجہ رام - راؤ بہادر - وکیل - آپ کو ۲۵ مئی ۱۹۵۷ء کو راؤ بہادر کا  
خطاب بطور اعزاز ذاتی عطا ہوا - سکونت سورت

واسدیو پانڈورنگ - راؤ بہادر - جے پی - آپ کو راؤ بہادر کا خطاب  
۲۸ - جولائی ۱۹۵۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا - سکونت بہی -



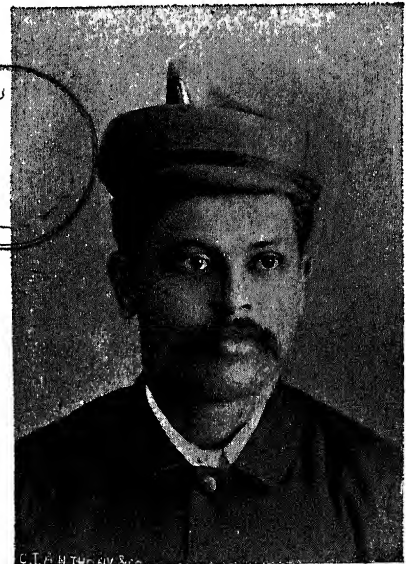
راؤ بہادر ناراین ترسبک ویدرئیں مہی



خان صاحب سید مظہر علی رئیس مبرا افریقہ



راؤ صاحب دادا اتھاجی شکے رئیس پونا



راؤ صاحب اننت نرائن ڈلوی رئیس مہی

مظہر علی۔ سید خان صاحب۔ ولادت ۱۸۵۵ء۔ آپ کے بزرگ دہلی کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد کا نام سید خورشید علی تھا۔ آپ ابتداً محکمہ زرینسی عدن میں ہیڈ کلرک مقرر ہوئے۔ آپ نے عدن کی جدید آبادی کی تعمیر میں بڑی مدد کی جسکے بانی مہانی کرنل مہنٹر صاحب تھے۔ اس کے بعد آپ ملک برہنہالی مشرقی افریقہ کے دفتر انجینیئر میں ہیڈ کلرک ہوئے۔ اس قصبہ کے چل جانے کے بعد جدید طور پر جو نیا قصبہ آباد تعمیر ہوا اُس میں آپ نے نمایان کام کیا۔ ۱۸۹۹ء میں گورنمنٹ کی طرف سے آپ کو خان صاحب کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ برہنہ خلع افسر ہیں اور دیوانی و فوجداری درجہ سوم کے اختیارات آپ کو حاصل ہیں۔ آپ کے چار صاحبزادے ہیں سید نصرت علی۔ سید نظام علی۔ سید شمیر علی۔ سید ذوالفقار علی۔ اول ملازم سرکاری اور دوم و سوم مدرسہ علیگڑھ میں تعلیم پاتے ہیں اور چوتھے ہنوز خرد سال میں سکونت۔ برہنہ افریقہ



نارائن ترمبک۔ بید۔ رائے بہادر جسٹس آف دی پیس۔ ولادت ۱۸۵۵ء۔ آپ کے بزرگ بید یعنی مصرانی طبیب ہوتے چلے آئے ہیں۔ آپ کے پردادا سدا شیو بھٹ بید پیشوا کے عہد میں ایک نامی بید تھے۔ اُن کا نام اب تک مرہٹواری میں زبانون پر جاری ہے۔ آپ کے والد تقریباً پچھتر برس تک نہایت کامیابی کے ساتھ طبابت کرتے رہے اور آخر کار تارک الدنیا ہو کر سنیا سی ہو گئے اور سو برس سے زیادہ عمر میں وفات پائی۔ بعض خاندانی ضرورتوں کے لحاظ سے آپ نے صرف امتحان میٹرکیولیشن تک کامیابی حاصل کی اور پھر سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے اور اب تک ملازم ہیں۔ آپ سکریٹریٹ پریس بمبئی کے منیجر ہیں۔ انسداد اطعون کے خطرناک کاموں میں آپ نے گورنمنٹ کی اعانت کی اور رعایا کو فائدہ پہونچایا۔ آپ کو ۱۸۹۹ء میں تین اعزاز حاصل ہوئے۔ (۱) خطاب راؤ صاحب (۲) جسٹس آف دی پیس (۳) رائے بہادر آپ قومی اور رفاه عام کے کاموں میں بہت بڑی دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔ سکونت بمبئی۔



انت نرائن ڈولے۔ راؤ صاحب۔ سلسلہء مین آپ کو بصلہ خدمات  
نمایان گورنمنٹ ہند نے بطور ذاتی اعزاز راؤ صاحب کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت بمبئی۔

داوا منتھاجی شکلے۔ راؤ صاحب۔ آپ ذات کے مرہٹے ہیں اسلئے لمین پیدا ہوئے۔  
آپ کے آبا و اجداد مشہور خاندان جگتاپ سے تعلق رکھتے ہیں جو قبضہ لسواڈ کلکٹری پوزامین واقع  
ہے۔ ڈیڑھ سو برس سے آپ کے مورث کولا پور کے ایک گائون مین آکر آباد ہوئے۔ آپ کے  
بزرگ یہاں کے ٹیل یعنی چودھری رہتے آئے اور شکلے کے لقب سے معروف ہوئے۔ اس  
لقب کی اصلیت تو نہیں معلوم ہے لیکن مرہٹی زبان میں شکلے رئیس یا سردار کو کہتے ہیں  
اور ان کے مورثوں میں ایک صاحب مسمی آپاجی شکلے زمانہ حکومت سیواجی میں ایک ممتاز  
سرکاری عہدہ پر مامور تھے۔ راؤ صاحب نے محض اپنی ذات خاص سے ترقی کی اور ایک  
گننام اور حقیر حالت سے عروج حاصل کر کے شہرت اور بلند نامی پیدا کی۔ آپ کے والد راجہ  
کولا پور کے ملازم تھے اور خاص کام پر بنارس کو بھیجے گئے تھے۔ اس اثنا میں راجہ صاحب  
تلجا پور واقع حیدر آباد وکن کے تیرتھ کو گئے اور اتنا دراہ میں انتقال کیا۔ یہ افسوسناک  
واقعہ سلسلہء مین وقوع پذیر ہوا اور تمام معاملات درہم و برہم ہو گئے اور بعد کو ریاست  
پر برٹش گورنمنٹ نے قبضہ کر لیا۔ جب آپ کے والد بنارس کو واپس آئے تو سو اس کے  
چارہ نہ دیکھا کہ پیادوں کی ایک رجمنٹ میں جسکو برٹش گورنمنٹ کولا پور میں بھرتی کر رہی  
تھی آپ اپنا نام لکھوائیں۔ مسٹر داداجی شکلے آٹھ برس کی عمر میں رجمنٹ مذکور کے  
پڑید کے میدان میں ایک روز کھیل رہے تھے کہ اس اثنا میں کپتان کلارک فسر رجمنٹ  
مذکور کی نگاہ ان پر پڑ گئی۔ انھوں نے چند سوالات کیے اور مسٹر شکلے نے ان کے جوابات  
ایسے معقول دیے کہ کپتان صاحب بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ وہ رجمنٹ کے کم عمر  
سپاہیوں میں بھرتی کر لیے جائیں۔ اب انھوں نے رجمنٹ کے سکول میں مرہٹی پڑھنا



شروع کی اور سالانہ امتحان میں اول انعام حاصل کیا اور وہ انگلش اسکول کو بھیج دیے گئے۔  
 تین برس تک اُس اسکول میں رہنے کے بعد فروری ۱۹۱۷ء میں وہ بطور انٹرنس کو لاہور  
 کی پیدل رجمنٹ کے ہسپتال میں بحیثیت ادنیٰ ڈیکل ملازم کے رکھ لیے گئے اور ۳۱ جولائی  
 ۱۹۱۷ء کو جب سٹائیسون رجمنٹ بمبئی نے غدر کیا تو یہ اپنی رجمنٹ میں موجود تھے جس دن  
 باغیوں نے شہر کے قلعہ چکا پر قبضہ کیا تو کو لاہور کی پیدل رجمنٹ اُس کے مقابلہ میں مصروف  
 تھی۔ ہسپتال کا ایک خاکروب جو سپاہیوں کے قریب کھڑا تھا اُس کے منہ پر باغیوں کی  
 ایک گولی لگی اور مسٹر شکے کو اُس زخمی خاکروب کے زخم کو صاف کرنے اور مرہم لپی کرنے کا  
 کام سپرد ہوا۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۷ء میں اُن کو ہسپتال اسٹنٹ کے عہدہ پر ترقی دی گئی اور یکے  
 بعد دیگرے رتنا گڑھی کی چھاؤنی اور جیل اور بمبئی اور سندھ کے مختلف ہسپتالوں میں انکا  
 تبادلہ اور تقرر ہوتا رہا۔ رسالہ سندھ میں بھی انھوں نے کام کیا۔ ۱۹۲۷ء میں کشمیر اور  
 ۱۹۲۷ء میں سول ہسپتال کراچی میں اُن کی تقرری ہوئی۔ وہ ہندوستان میں جنگی فوج کے  
 ساتھ بھی کام پر بھیجے گئے اور وہاں اول ہسپتال اسٹنٹ کے درجے پر ترقی پائی۔ پھر  
 لیٹ کیولری کی تیسری رجمنٹ کے ہمراہ تعینات کیے گئے جو زولامین جہاز سے اُتری تھی۔  
 اس فوج کے ساتھ کپٹان لالوین اُتر کر وہ سٹائیسون (خواہ اول) بلوچی پیدل رجمنٹ  
 اور بعد ازاں دیسی فوج کے فیلڈ ہسپتال کے ساتھ ڈاکٹر و ملی صاحب کے ماتحت تعینات  
 کیے گئے۔ میگڈالا پر حملہ ہونے اور اُسکی تسخیر کے زمانہ میں وہ اُسی فیلڈ ہسپتال کے ہمراہ تھے جس  
 دن میگڈالا پر دھاوا ہوا تھا اُس دن یورپین رجمنٹ نمبر ۳۳ کا ایک گورازخی ہوا اور ایک  
 ڈولی پر سوار کر کے لوگ اسکو کیمپ میں لیے جاتے تھے اس اثنا میں اُسکا بانس ٹوٹ گیا اور  
 ڈولی برداروں نے مجبوری ڈولی زمین پر رکھ دی۔ مسٹر داداجی یہ حالت دیکھ کر خود ہندوستان  
 کے ایک باشندے کے چھوڑے کی طرف چلے گئے اور اُنکے مکان کے چھپرے سے ایک بانس کھینچ لائے  
 ڈولی کو درست کیا اور زخمی سپاہی کو کیمپ میں پہونچا دیا۔ ڈاکٹر ٹرن بل صاحب (جو بعد کو

گورنمنٹ بہی کے سرجن جنرل مقرر ہوئے اُس موقع پر آگئے تھے چنانچہ انھوں نے ایک خاص سرٹیفکیٹ کے ذریعہ سے اس واقعہ کی تصدیق کی ہے اور مسٹر دادا جی کی جفاکشی اور مستعدی اور حسن خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ مهم امیسیا سے واپس آنے کے بعد مسٹر دادا جی شملکے احمد نگر پولس اسپتال میں مقرر ہوئے پھر بیگام کو تبادلہ ہوا جہاں ستمبر تک وہ کام کرتے رہے۔ اُن کے اعلیٰ افسر نے سفارش کی کہ وہ گرینٹ ٹریکل کالج میں بھرتی کر لیے جائیں اور اسپنٹ سرجن کا امتحان پاس کریں۔ ماہ۔ اپریل ۱۹۴۷ء میں وہ اس سفارش کی منظوری کے بعد ٹریکل کالج بہی میں داخل کیے گئے اور کامیابی کے ساتھ امتحان پاس کیا اور ۲۴ مئی ۱۹۴۷ء کو جے جے اسپتال بہی کے اسپنٹ سرجن مقرر ہوئے۔ ستمبر میں کلکٹری تھانہ میں ایک خاص کام پر بھیجے گئے۔ پھر بہی میں عام خدمات پر مامور ہوئے۔ ستمبر کے قحط کے زمانہ میں جب الکال ڈسپنسری کے مہتمم تھے تو علاوہ اپنی خاص خدمات کے ایک بہت بڑے کارخانہ امداد مزدوران قحط کا انتظام کرتے رہے۔ حکام بہت خوش رہے اور اسناد حسن کارگزاری عطا کیے۔ ماہ فروری ۱۹۴۸ء میں صاحب ڈپٹی سرجن جنرل نے مسٹر شملکے کو ہوبلی ڈسپنسری میں مقرر کیا۔ اور بعد کو وہ اُس میونسپلٹی کے کمشنر اور چیرمین بھی مقرر ہوئے اور میونسپلٹی میں معقول اصلاحات کے بانی ہوئے جس کا خاص شکریہ میونسپلٹی نے ادا کیا۔ ستمبر کی جو بلی اعلیٰ حضرت قیصرہ و کٹوریہ میں آپ نے جو اہتمام اور انتظام کیا تھا صاحب کلکٹر دھار دار نے سرکاری حیثیت سے اُس کا اعتراف کیا کیونکہ آپ نے غریب مرہٹے لوگوں کے لیے پانچ پانچ روپیہ کے چار انعامات مقرر کیے تھے جن کو گورنمنٹ نے سرکاری چٹھی کے ذریعہ سے قبول کیا۔ اپریل ۱۹۴۸ء میں مسٹر شملکے نے پونا ڈسپنسری میں جانے کی خواہش ظاہر کی اور گورنمنٹ نے اس کو خوشی سے قبول کیا۔ ۱۹۴۸ء میں جب طاعون نے خرچ کیا تو مسٹر شملکے نے علاوہ اپنے فرائض متعلقہ ڈسپنسری کے حکام طاعون کو بھی اپنی خدمات سے مدد دی اور ماہ اپریل ۱۹۴۸ء میں عہدہ سے کنارا کش

ہونے کے بعد بھی چار مہینہ تک بخوشی خاطر سرجن میجر ڈبلیو۔یل ریڈ چیف پلیگ فسر کے تحت کام کرتے رہے۔ ان خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے بطور امتیاز ذاتی آپ کو راؤ صاحب کا لقب عطا فرمایا۔ اور سرجن میجر ریڈ اور سرجن جنرل بنبرج نے بصلہ حسن کارگزاری متعلقہ انسداد طاعون اعلیٰ درجہ کے اسٹاؤ عطا فرمائے۔ سکونت پونا۔

آذرجی سہراب جی۔ خان صاحب بجلد وے خدمات محکمہ برٹ کے آپ کو خطاب خان صاحب بطور اعزاز ذاتی ۲ جنوری ۱۹۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت زیلا۔

حسن علی ملا حکیم جی۔ خان صاحب۔ آپ کو ۳ جنوری ۱۹۹۹ء کو خطاب خان صاحب کا ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت بہی۔

عبداللہ خان۔ سردار بہادر۔ آپ کو سردار بہادر کا خطاب ۱۹۹۹ء میں بجلد وے خدمات فوجی عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

سہراب جی مہربان جی۔ بیوانی۔ خان بہادر۔ آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کے حسن خدمات کے جلد وین ۱۴۔ نومبر ۱۹۹۹ء کو خان بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت بہی۔

کشوری لال۔ رائے بہادر۔ آپ کو رائے بہادر کا خطاب یکم جنوری ۱۹۹۹ء کو بطور اعزاز ذاتی بجلد وے حسن خدمات عطا ہوا تھا۔ آپ گورگانہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ کا تعلق راجپوتانہ مالوہ ریلوے سے تھا۔

کاؤس جی جمشید جی۔ لال کا کا۔ خان بہادر۔ آپ ۱۹۔ ستمبر ۱۸۵۷ء کو پیدا ہوئے۔ خان بہادر کا خطاب ۲۱۔ فروری ۱۸۵۷ء کو ان خدمات کے صلہ میں عطا ہوا جو آپ نے محکمہ ڈاک کے مختلف عہدوں پر انجام دی تھیں۔ اپریل ۱۸۵۷ء میں جسٹس آف دی پیس مقرر ہوئے۔ آپ مالک متوسطہ برار کے ۱۸۵۹ء میں اور راجپوتانہ کے ۱۸۶۰ء میں ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل تھے۔ سکونت احمد آباد۔

ہمت لال دھیرج رام۔ راؤ بہادر۔ جے پی۔ ۳۔ جون ۱۸۹۳ء کو راؤ بہادر کا خطاب بطور اعزاز ذاتی عطا ہوا۔ سکونت احمد آباد۔

پیشوتم اودھو جی۔ راؤ صاحب۔ جے پی۔ ۲۔ جنوری ۱۸۹۹ء کو خطاب راؤ صاحب سے آپ مخاطب ہوئے۔ سکونت مبئی۔

نارائن رکھو ناتھ۔ گورکشکر۔ راؤ صاحب۔ ۲۔ جنوری ۱۸۹۹ء کو آپ کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت مبئی۔

شاہ پسند خان ولد ارسلان خان۔ و دیرو۔ خان بہادر۔ آپ کو خان بہادر کا خطاب بطور اعزاز ذاتی کے ۲۰۔ مئی ۱۸۹۶ء کو بجلد دے حسن خدمات عطا ہوا۔ و دیرو آپ کا خاندانی لقب ہے۔ سکونت کوٹ سلطان سندھ۔

لال جی پیشوتم رائے۔ دیوان بہادر۔ راؤ بہادر۔ آپ کے یہ دونوں خطاب دیوان بہادر اور راؤ بہادر ذاتی ہیں۔ خطاب اول ۲۵۔ مئی ۱۸۹۲ء کو اور خطاب دوم ۱۵۔

دسمبر ۱۹۸۱ء کو عطا ہوا تھا۔ یہ خطابات آپ کو جلد وے اُن خدمات کے عطا ہوئے جو آپ نے بحیثیت اسٹنٹ ریڈیٹ بروڈہ کے کی تھیں۔ سکونت احمد آباد۔

یوسف ڈیوڈ۔ خان بہادر۔ یہ خطاب اعزاز ذاتی کے طور پر بہ جلد وے حسن خدمات ۲۶۔ مئی ۱۹۹۲ء کو عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

کرشن راؤ جے رام۔ راؤ بہادر۔ راو صاحب کا خطاب ۲۵۔ مئی ۱۹۹۵ء کو اور راؤ بہادر کا ۳۔ جون ۱۹۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت الیگاؤن۔

مہا دیو۔ کے کٹھیکر۔ راؤ بہادر۔ راو صاحب کا خطاب ۲۱۔ مئی ۱۹۹۵ء کو اور راؤ بہادر کا خطاب ۳۔ جون ۱۹۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

راؤ جی راو سامونت۔ سردار بہادر۔ ولادت ۱۹۲۳ء سردار بہادر کا خطاب آپ کو ۱۰۔ جنوری ۱۹۹۵ء کو فوجی خدمات کے صلہ میں عطا ہوا۔ آپ اعلیٰ حضرت قیصر ہند کی افواج کے رسالدار میجر اور حضور ہذا کلسنسی نواب کمانڈر انچیف بہادر ہند کے ایڈیکانگ ہیں۔ سکونت سانگلی۔

فرامرز ار د شیر موس۔ خان بہادر۔ خان بہادر کا خطاب ۲۱۔ مئی ۱۹۹۵ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

رسول بخش شیر محمد۔ خان بہادر۔ آپ کو خان بہادر کا خطاب ۲۱۔ مئی

۱۹۹۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت شکار پور۔

صدر الدین خان اعظم الدین خان بخشی میر۔ خان بہادر۔ آپ کو خان بہادر کا خطاب یکم جنوری ۱۹۹۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت سورت۔

فضل اللہ لطف اللہ۔ فریدی۔ خان بہادر جے پی۔ آپ کو خان بہادر کا خطاب یکم جنوری ۱۹۹۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

واسد لیو مہا دیو مہتر۔ دیوان بہادر۔ آپ ریاست برودہ مین صوبہ ہین۔ دیوان بہادر کا خطاب یکم جنوری ۱۹۹۹ء کو عطا ہوا یہ قدر افزائی منجانب گورنمنٹ ان خدمات کے متعلق تھی جو آپ نے انسداد طاعون مین انجام دین آپ کو تمغہ قیصر ہند درجہ دوم ۹۔ نومبر ۱۹۹۹ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت برودہ۔

کیخسرو سہراب جی نریمان۔ لفٹنٹ کرنل۔ آپ فی الحال ناسک مین سول سرجن ہین۔ آپ کو تمغہ قیصر ہند درجہ دوم ۲۴۔ مئی ۱۹۹۹ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر بہ جلد و سب خدمات رفاہ عام عطا ہوا ہے۔

غلام حسین۔ روٹھے۔ خان صاحب آپ کو ۳۔ جنوری ۱۹۹۹ء کو خطاب خان صاحب ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

مارٹنڈ وامن۔ راؤ بہادر ۱۹۹۸ء مین راو بہادر کا خطاب آپ کو عطا ہوا سکونت پونا

آدمجی پیر بھائی رفیع الدین سیٹھ۔ جے۔ پی۔ آپ ۱۳۔ اگست ۱۹۴۸ء کو دھواراجی واقع ریاست گونڈل میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین افلاس کی وجہ سے آپ کو ابتدائی تعلیم سے زیادہ نہیں دے سکے۔ سترہ برس کی عمر میں بمبئی جا کر آپ نے ایک قلیل رقم سے تجارت شروع کی۔ چند روز بعد اپنے دو ایک مختصر سرکاری ٹھیکہ لیے اور انہیں ایسی ایماذاری۔ مستعدی اور قابل اطمینان طریقہ سے اپنے فرائض انجام دیے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اور سرکاری محکموں میں بھی آپ کا نام مشہور ہو گیا۔ ۱۹۶۷ء میں اپنے بمبئی کے سلاح خانہ کے متعلق بہت سے ضروری ٹھیکہ لیے جس نے آپ کو اس وقت تک براہ تعلق رہا ہے ۱۹۷۸ء میں آپ نے فوجی خیمہ جات کے فراہم کرنے کا ٹھیکہ لیا۔ اگرچہ اس وقت تک فنگلڈ اور جبلیور کے لئے یہ تجارت مختص تھی لیکن آپ نے سب مشکلات آسانی طے کیں اور اب آپ کے خیموں کی بہت بڑی مانگ رہتی ہے۔ آپ کے کارخانہ کے بنے ہوئے خیموں کی تعریف بسا اوقات فوجی افسروں نے کی ہے۔ ۱۹۷۴ء کی جنگ مصر اور ۱۹۷۵ء کی افغانی لڑائیوں میں آپ کے خیمے زیادہ تر استعمال کیے گئے۔ ۱۹۷۷ء میں صدر جرج ڈیٹیل صاحب گورنر مدراس نے آپ کو نو سو گاڑیوں کی تیاری کا حکم دیا آپ نے ان کو نہایت قلیل مدت میں بنوا کر روانہ کر دیا جو نہایت عمدہ مضبوط و مستحکم ثابت ہوئیں۔ گورنمنٹ بمبئی نے آپ کی ان خدمات کے صلہ میں آپ کے لئے ایک سرکاری اعزاز کی سفارش کی لیکن آپ نے اپنی منکسر المزاجی سے قبول نہ کیا۔ آپ نے اپنے اہل ملک کے فائدہ کے لئے مضامعات بمبئی میں چھڑے رکھنے۔ بوٹ اور کاٹھیاں بنانے کے کارخانے قائم کیے ہیں جہاں عمدہ سے عمدہ مال تیار ہوتا ہے۔ گورنمنٹ نے آپ کی اُن نمایاں خدمات پر جو آپ نے اہم مواقع پر انجام دی ہیں بارہا آپ کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اوائل دسمبر ۱۹۷۹ء میں آپ کو گورنمنٹ ہند نے سالانہ ۱۹۷۹ء کے لیے بمبئی کا شریف مقرر کیا۔ آپ اپنی قوم میں سب سے پہلے شخص ہیں جن کو اس عمدہ پرامور ہونے کی عزت حاصل ہوئی جب آپ کو

یہ منصب جلیل حاصل ہوا تو مختلف مقامات پر چالیس ایڈریس آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے جس سے آپ کی ہر دلعزیزی کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ مبارکباد اور اظہار خوشی کے جلسوں میں سب سے زیادہ تابناک وہ جلسہ تھا جو ۱۹ جنوری ۱۹۹۸ء کو بمقام مبہنی پیت ہال میں بصدارت سردین شاہ مانگ جی پیت (سیرٹریٹ لاء منعقد ہوا تھا جس میں ہزاروں ہندوستانی رؤسا اور یورپین اصحاب شریک تھے اور جس میں آپ کو ایک مٹلا صند و فچہ میں ایڈریس پیش کیا گیا تھا۔ بوسہرون کے فرقہ داؤدیہ کے سب سے اعلیٰ مذہبی پیشوانے بھی آپ کو دعوت دی اور آپ کی خدمت میں ایک ایڈریس پیش کیا جس میں آپ کو ”رفیع الدین“ کا خطاب عطا فرمایا گیا۔ ۱۹۹۸ء میں ایک معتبرہ رقم صرف کر کے آپ نے اپنے فرقہ کی شادی اور غمی کی دعوتوں کے متعلق نہایت عمدہ صلاحات فرمائیں۔ آپ نے مکہ معظمہ اور کربلائے معلیٰ کے حاجیوں کے آرام و آسائش کے لیے نہایت عمدہ انتظام کیا ہے۔ ۱۹۹۸ء میں آپ نے تین لاکھ پچیس ہزار روپیہ صرف کر کے اپنی قوم کے لیے مبہنی میں ایک دارالصحت بنوا دیا ہے جس میں ایک نہایت خوبصورت مسجد اور ایک شفاخانہ بھی ہے۔ آپ نے یتیم لڑکوں کی پرورش اور تربیت کا بھی انتظام کیا ہے۔ آپ نے قحط سالی کے زمانہ میں اہل ملک کو بہت بڑی سیرچمی و دریا دلی سے مدد دی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ آپ نے اہل ملک کی بھلائی اور خاصہ مسلمانوں کی تعلیم ترقی و بہبود کے لیے جس قدر روپیہ صرف کیا ہے اسکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ آپ کی فیاضی کا اثر صرف آپ کی قوم ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ بالفاظ مذہب و ملت تمام اقوام و ملل اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ حال میں آپ نے چھ لاکھ روپیہ کی ایک رقم کاٹھیاوار کے قحط زدہ لوگوں کی امداد کے لیے مرحمت فرمائی ہے۔ سکونت مبہنی۔



بھاپچندر کرشن۔ بھٹواویکھر نائٹ۔ آپ ۱۹۔ فروری ۱۹۹۸ء کو پلاسی



میں پیدا ہوئے۔ آپ ایک نہایت قدیم اور معزز برہمن خاندان سے ہیں۔ تلنگام کے  
بھٹواؤ اور صاحبان اپنی عمدہ خدمات کے سبب ہمیشہ پیشواؤں کے دربار اور گورنمنٹ گلشن  
میں معزز و ممتاز رہے ہیں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مبئی میں پائی اور اُس کے بعد آپ  
گرانٹ ٹریکل کالج میں داخل ہوئے۔ یہاں آپ نے شروع ہی سے نہایت کامیابی  
حاصل کی حتیٰ کہ جب سٹوڈنٹس آف مین آپ نے ایل۔ ایم کا امتحان پاس کیا تو آپ کا نام فہرست  
میں سب سے اول تھا اور آپ نے ایک طلائی تمغہ اور ایک انعام بھی حاصل کیا۔ پھر  
آپ اسٹنٹ سرجن مقرر ہوئے اور چند روز اُس طرح کام کر کے آپ کی خدمات ریاست  
پالنہ پر کو ایک معزز عہدہ پر منتقل ہوئیں اور یہاں آپ نے جو قابلیت اور لیاقت ظاہر کی  
اسکی لارڈ سالسبری صاحب سکریٹری آف اسٹنٹ ہند نے داد دی۔ ۱۸۷۶ء میں آپ  
بڑودہ بھیجے گئے اور وزیر کلکٹر کالج آف سائنس کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ اس عہدہ کا کام  
بھی آپ نے ایسی خوش اسلوبی سے سرانجام دیا کہ جملہ رئیس اور سردار آپ سے راضی  
اور خوش رہے۔ چنانچہ آپ نے ہان بلک لاطبا سے مخاطب اور درباری معالج متعین ہوئے  
آپ کی قابلیت اور اخلاق کریانہ نے ہر شخص کو آپ کا گرویدہ کر لیا اور نہ صرف ریاست  
بڑودہ میں بلکہ گجرات۔ کاٹھیاوار اور دوردور تک آپ کا نام نامی مشہور و معروف ہو گیا۔  
چنانچہ اب تک آپ متعدد ریاستوں میں وہاں کے رئیسوں کے طبی مشیر ہیں۔ ۱۸۷۵ء میں  
آپ نے بڑودہ چھوڑ کر ممبئی میں اقامت اختیار کی اور یہاں بہت جلد آپ کو نواد حاصل ہوئی  
حتیٰ کہ آپ جسٹس آف دی پیس اور ممبئی یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے۔ آپ مینوسپل  
کونسلر بھی منتخب ہوئے اور کارپوریشن نے آپ کو سٹیڈنگ کمیٹی کا ممبر اور بعد چند  
اُس کا چیرمین مقرر کیا۔ آپ کا تعلق بہتری انجمنوں اور مجلسوں سے ہے اور باوجودیکہ آپ کو  
اپنے پیشہ کے کام سے فرصت نہیں ہے تاہم آپ معاملات ملکی میں برابر شرکت  
فرماتے ہیں۔ اپنے پیشے میں آپ نہایت ہمدردی اور شفقت کے ساتھ پیش آتے ہیں

اور اسی سے خاص بیبی اور دیگر مقامات میں بھی آپ ہمیشہ نہایت کامیاب رہے ہیں۔ آپ کے ملکی خدمات کے اعتراف میں لارڈ سینیڈ ہرسٹ صاحب گورنر بیبی نے ۱۹۰۹ء میں آپ کو اپنی مجلس و اضعان آئین و قوانین کا ممبر مقرر کیا اور یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو حضور ملکہ معظمہ نے آپ کو "نائٹ" کے خطاب سے ممتاز و سر بلند فرمایا۔

عبدالغفور ولد فتح خان - خان بہادر - آپ کو خطاب خان بہادر ذاتی اعزاز کے طور پر ۲۲ - جون ۱۹۰۹ء کو عطا ہوا - سکونت سندھ -

نوشیروان جی ہر فرجی - چوکسی - خان بہادر - آپ کو یہ خطاب ۲۲ - جون ۱۹۰۹ء کو بطور اعزاز ذاتی عطا ہوا تھا - سکونت بمبئی -

محمد مرید ولد محمد وارث - خان بہادر - آپ کو ۲۲ - جون ۱۹۰۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کا خطاب عطا ہوا - سکونت حیدر آباد سندھ -

سید عظیم الدین سید غلام محی الدین - قاضی - خان بہادر - آپ کو خان بہادر کا خطاب ۲۲ - جون ۱۹۰۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا تھا - سکونت پونا -

پالن جی ہر فرجی دادا چان جی - خان بہادر - آپ اسٹنٹ سرجن ہیں - آپ کو یکم جنوری ۱۹۰۹ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر خطاب مذکور عطا ہوا - سکونت بمبئی -

داؤد بھائی موسیٰ بھائی - خان بہادر - جے - پی - آپ کو یکم جنوری ۱۹۰۹ء

کو بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت ممبئی۔

رتن جی رستم جی۔ ودینا۔ خان بہادر۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۸۹۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت ممبئی۔

پشوتن جی سہراب جی بیج والا۔ خان بہادر۔ آپ کو ۱۱۔ مئی ۱۸۹۸ء کو خطاب خان بہادر کا عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

دار اشاہ رتن جی چچگر۔ خان بہادر۔ جے۔ پی۔ آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو خطاب خان بہادر کا عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

عبدالرزاق بن قرطاس۔ خان بہادر۔ آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

گوبند گوپال۔ اچکانگر۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ان خدمات کے جلد و مین جو میونسپلٹی بیلگام میں اپنے انجام دین ۲۔ جنوری ۱۸۹۹ء کو خطاب راؤ صاحب عطا ہوا سکونت بیلگام۔

داتو کنیش۔ سبب۔ راؤ صاحب۔ صیفہ طبی (ڈیٹیکل) مین عمدہ خدمات کی انجام دہی کے صلہ میں آپ کو ۲۔ جنوری ۱۸۹۹ء کو خطاب راؤ صاحب عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

مہلو جی نرسوجی۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۲۔ جنوری ۱۸۹۹ء کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت مبئی۔

دی پی چوَن۔ ڈاکٹر۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۲۔ جنوری ۱۸۹۹ء کو خطاب راؤ صاحب کا عطا ہوا۔ سکونت مبئی۔

گوبند راؤ۔ ایم۔ ڈھولکے۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۱۸۹۹ء میں خطاب راؤ صاحب کا عطا ہوا۔ سکونت مبئی۔

انتاجی رام چندر۔ جگہ کر۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۳۔ جون ۱۸۹۹ء کو خطاب راؤ صاحب کا عطا ہوا۔ سکونت دھاڑ واڑ۔

بالکرشن بھیا جی۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۳۔ جون ۱۸۹۹ء کو خطاب راؤ صاحب کا عطا ہوا۔ سکونت مبئی۔

تاناجی نکھوا۔ پٹیل۔ راؤ صاحب۔ آپ کو راؤ صاحب کا خطاب ۳۔ جون ۱۸۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت مبئی۔

آدم یوسف بھائی۔ شیخ۔ خان صاحب۔ آپ کو ۲۔ جنوری ۱۸۹۹ء کو خطاب خان صاحب کا عطا ہوا۔ سکونت مبئی۔

نثار حسین - سید - خان صاحب - آپ کو ۲ - جنوری ۱۹۹۹ء کو خان صاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت ممبئی -

صالح محمد ابراہیم - خان صاحب - آپ کو ۲ - جنوری ۱۹۹۹ء کو خان صاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت ممبئی -

مانک جی جمشید جی - چندنا - خان صاحب - آپ کو ۳ - جون ۱۹۹۹ء کو خان صاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت ممبئی -

رامچندر ترمبک - آچاریہ - راؤ بہادر - آپ کو یکم جنوری ۱۹۹۹ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر راؤ بہادر کا خطاب عطا ہوا - سکونت تھانا -

پنچراؤ اچت ہریر - راؤ بہادر - آپ کو ۲۴ - مئی ۱۹۹۹ء کو راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا - سکونت بیلگام -

سری کرشن واسدیو جی - ورلیکر - راؤ بہادر - آپ کو یکم جنوری ۱۹۹۹ء کو راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا - سکونت ممبئی و پونا -

ڈھاک جی کاشی ناتھ جی - راؤ بہادر - آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر ۲۰ - مئی ۱۹۹۹ء کو عطا ہوا - سکونت پونا - ممبئی -

چند سنگھ کان سنگھ۔ شاہانی۔ راؤ بہادر۔ آپ کو راؤ بہادر کا خطاب  
۲۰۔ مئی ۱۸۹۵ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت حیدر آباد سندھ۔

پران جیون وشوناتھ۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادر بطور ذاتی اعزاز  
کے یکم جنوری ۱۸۹۵ء کو عطا ہوا۔ سکونت ودھون۔ کاٹھیاوار۔

کرشنا جی رام چندر۔ گروڑے۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۸۹۵ء کو  
خطاب راؤ صاحب کا عطا ہوا۔ سکونت ستارہ۔

بھاؤ رائے رنجھوڑ رائے۔ ویسائی۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۸۹۵ء  
کو خطاب راؤ صاحب کا عطا ہوا۔ سکونت گودھرا۔

دیوجی اُدھار جی۔ چوٹن۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۸۹۵ء کو  
خطاب راؤ صاحب کا عطا ہوا۔ سکونت مبئی۔

سکھا رام امرت پال شیکر۔ راؤ صاحب۔ معاملات دار۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۸۹۵ء  
کو خطاب راؤ صاحب کا عطا ہوا۔ سکونت احمد نگر۔

عبدالرحمن حاجی محمد۔ قدوائی۔ خان بہادر۔ آپ کو خان بہادر کا خطاب  
۳۔ جون ۱۸۹۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت مبئی۔

محمد خان - میرزا - ملک الکتاب - خاں صاحب - سلسلہ انساب حضرت حبیب بن  
مظاہر اسدی دمشہور رفیق و ناصر حضرت امام حسین علیہ السلام و یکے از ہفتاد و دو تن شہدائے  
کربلا تک پہنچتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲۶۹ھ میں بمقام شیراز ملک فارس واقع ہوئی ۱۳۸۹ھ  
میں سیاحتاً وارد ہندوستان ہوئے اور بمبئی میں قیام اختیار کیا اور اسلامی ترقی کے  
بہترین مشاغل یعنی کتب علیہ السلام کے شیوع و نشر میں خاص کوشش شروع  
کی اور سلسلہ تجارت کو از حد ترقی دی تا آنکہ دور دور تک آپ کے نامی کارخانہ کی شہرت  
ہو گئی۔ چنانچہ سن ۱۳۰۰ھ ہجری میں دولت علیہ ایران نے لقب ملک الکتاب سے  
ملقب فرما کر عزت دی۔ ۱۳۱۰ھ میں دولت قوی شوکت انگلیشیہ نے بصلہ  
حسن خدمات لقب خان صاحب سے ملقب فرمایا۔ آپ کی تالیفات و تصنیفات  
میں کتب ذیل کے اسما قابل ذکر ہیں۔ کتاب آداب خادم و مخدوم۔ کتاب  
الف النہار۔ کتاب سیر لائے۔ تاریخ انگلینڈ۔ تاریخ اسرار الہند کتاب مفتاح الزرق  
کتاب آیات الولایہ۔ فرہنگ خدائشناسی۔ سکونت بمبئی۔

ٹہل رام کھیم چند۔ سی۔ آئی۔ امی۔ آپ کراچی ٹیوٹو سپلٹی کے چیرمین ہیں  
۱۸۹۹ء کو سی۔ آئی۔ امی کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت کراچی۔

ویر چند دیپ چند۔ سی۔ آئی۔ امی۔ جے۔ پی۔ آپ کو سی۔ آئی۔ امی کا  
خطاب یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت احمد آباد۔

فضل بھائی و سرام۔ سی۔ آئی۔ امی۔ جے۔ پی۔ آپ کو خطاب  
سی۔ آئی۔ امی کا یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو عطا ہوا تھا آپ بمبئی اور بمبئی پریسڈنسی کے جسٹس

آف دی پریس بین - سکونت بمبئی -

چینی لال بینی لال - آنریبل راؤ بہادر - سی - آئی - امی - راؤ بہادر کا خطاب دانی ہے یہ خطاب ۱۶ - فروری ۱۹۱۱ء کو عطا ہوا تھا۔ بعد ازاں ۲۰ مئی ۱۸۹۶ء کو سی - آئی - امی - کا خطاب ملا۔ مقام سکونت بھروچ -

بیچارہ چاریہ جھکلی کر - مہا مہوپا دھیا - ولادت ۱۸۳۸ء بمقام موضع جھکلی - آپ کے مورث اعلیٰ مہا جترو دودینکر بھٹ کو موضع جھکلی بطور جاگیر ملا تھا۔ آپ کے والد نام بھٹ بین اور والدہ سرستی بانی ایک بڑے پنڈت کی لڑکی تھیں۔ آپ ویشو بہن ہیں آپ کے بڑے بھائی وانا چاریہ جھکلی کر پونا کالج میں سنسکرت کے پروفیسر تھے اور کتاب کا ویہ پرکاش کے مصنف تھے۔ آپ کا جنیو آٹھویں برس ہوا اور آپ اوائل عمر میں ویدا اور وشنو اپنہ گاؤں میں پڑھتے رہے۔ ۱۳ برس کی عمر میں تحصیل علم کے لیے اگر کھیرہ جو بھیما ندی کے کنارے واقع ہے بھیجے گئے۔ یہاں پانچ سال تک کتب متداولہ پڑھنے کے بعد چوبیس برس کی عمر میں اپنے گھر آئے پھر تکمیل علوم کے لیے پونا گئے اور یہاں نامی گرامی سنسکرت کے عالمون سے پڑھتے رہے۔ اسکے بعد بمبئی گئے۔ یہاں ڈاکٹر جے بلر صاحب پروفیسر سنسکرت کو علمی تحقیقات میں مدد دینے کی غرض سے تین سال تک رہے اور انکی سفارش سے انشٹن کالج میں سنسکرت پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۲۸ برس تک اس کالج میں خدمت کی۔ زمانہ ملازمت کالج میں نیاے سدھانت کو گجراتی زبان میں ترجمہ کیا یہ کتاب ایم اے کلاس کے طلبہ کے لیے بہت مفید ہوئی۔ ۱۸۸۸ء میں مہا مہوپا دھیا کا خطاب سرکار سے مرحمت ہوا۔ بمبئی میں آپ نے تیس سال سے زیادہ قیام کیا اور اکثر عالمانہ مضامین پر لکھ دیتے



۱۸۹۳ء میں تیرتھ جاترا کے طور پر بلا دوا مصار ہندوستان کی سیاحت کی۔  
 ۱۸۹۵ء میں ساتن بھارت مہا پریشد کی صدارت پر ممتاز ہوئے۔ ۱۸۹۶ء میں ٹیشن  
 لیکر اپنے وطن مالوف کو واپس آئے اور اب تعلیم و تعلم اور عبادات اور ریاضات  
 میں مصروف ہیں۔ سکونت کرنلنگ۔



نوروز جی پشوتن جی۔ وکیل۔ خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ امی۔ آپ احمد آباد  
 کے ایک سربراہ اور دہ رئیس ہیں۔ آپ تعلیم نسوان اور ترقی یافتہ طریقہ زراعت کے  
 معاملہ میں بہت شغف و انہماک رکھتے ہیں۔ آپ کے رفاه عام کے کاموں میں ایک تو  
 نوروز جی تراشرت فڈ ہے جسے آپ نے اس غرض سے قائم کیا ہے کہ بلا تفریق قوم  
 و ملت احمد آباد کے مفلوک الحال غربا کی اعانت کیجا کرے۔ دوسرے آپ کا بنایا ہوا  
 نہایت خوبصورت پارسی دھرم سالہ ہے۔ پھر آپ نے ایک فڈ بغرض تعمیر شاخا  
 و دوا خانہ علاج چشم کھولا ہے اور اپنے اور آپ کے بھائی جہانگیر پشوتن جی وکیل نے  
 ایک آتشکدہ اور پارسیاں احمد آباد کے واسطے ایک ہال بھی تعمیر کرایا ہے۔ ۱۸۸۸ء  
 میں آپ کو خطاب خان بہادر سرکار سے مرحمت ہوا۔ اور ۱۸۹۴ء میں آپ خطاب  
 سی۔ آئی۔ امی سے سرفراز کیے گئے۔ اور آپ کو ایک تقری با پس جن حیات و دیا گیا ہے  
 جسکے ذریعہ سے آپ ممبئی برو دہ سنٹرل انڈیا اور اُس سے ملی ہوئی ریلوین پر سفر کر سکتے  
 ہیں۔ سکونت احمد آباد۔



پران جیون داس پر بھو داس۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب رائے بہادر کا  
 بطور ذاتی اعزاز کے ۱۹۰۱ء میں عطا ہوا تھا۔ سکونت برو دہ۔



ہنومان داس جیرام داس - سنگلی - راو بہادر - آپ کو ۱۹۰۱ء عیسوی میں  
راو بہادر کا خطاب مرحمت ہوا سکونت شولا پور -

پالن جی رتن جی - خانصاحب - آپ کو ذاتی اعزاز کے طور پر ۱۹۰۱ء اگست  
۱۸۸۱ء کو بہ جلد وے حسن خدمات خانصاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت بمبئی

رمضان عبداللہ - خانصاحب - آپ کو ۲۴ مئی ۱۸۹۹ء کو ذاتی اعزاز کے  
طور پر بہ جلد وے حسن خدمات خانصاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت کراچی -

بھیکا جی امرت - چو بے - راو صاحب - یکم جون ۱۸۸۸ء کو جلد وے  
خدمات نمایان جو صیغہ طبی (میڈیکل) میں آپ نے کین راو صاحب کا خطاب عطا  
ہوا - سکونت پونا -

نیلکنڈ گوبند - گوکھلے - راو صاحب - آپ کو راو صاحب کا خطاب ۱۶ -  
فروری ۱۸۸۵ء کو بہ تقریب جشن جوہلی علیا حضرت ملکہ قیصرہ ہند بطور ذاتی اعزاز کے  
بجلد وے حسن خدمات عطا ہوا - سکونت میراج -

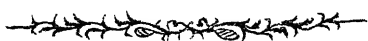
ہری نراین آپٹے - تمنہ قیصر ہند - آپ کو تمنہ قیصر ہند درجہ دوم ذاتی اعزاز  
کے طور پر بجلد وے خدمات رفاہ عام ۲۴ مئی ۱۹۰۱ء کو عطا ہوا -

شیورام مہادیو - نجوشی - راو صاحب - ۱۹۰۱ء میں راو صاحب کا خطاب

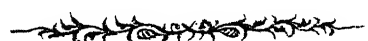
آپکو عطا ہوا۔ سکونت رتناگری۔



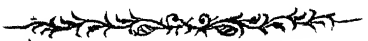
ملیپا بسپیا۔ ورد۔ راؤ صاحب۔ آپ کو سالہ ۱۹۰۱ء میں خطاب راؤ صاحب عطا ہوا۔ سکونت شولا پور۔



زور اور خان عمر خان۔ ملک۔ تمنغہ یافتہ قیصر ہند۔ آپ وراہی واقع ریست پالن پور کے رئیس ہیں۔ آپ کو تمنغہ قیصر ہند درجہ دوم ۲۴ مئی سالہ ۱۹۰۱ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر بہ جلد وے خدمات رفاه عام عطا ہوا۔ سکونت وراہی علاقہ پالن پور۔



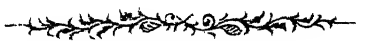
سداشیو کرشنا باپت۔ رسالہ اتمغہ قیصر ہند۔ آپ کو تمنغہ قیصر ہند درجہ دوم ۲۴ مئی سالہ ۱۹۰۱ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر بہ جلد وے خدمات رفاه عام عطا ہوا۔



رمنشی موہلی۔ تمنغہ قیصر ہند۔ جے پی۔ آپ کو ۲۴ مئی سالہ ۱۹۰۱ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر بہ جلد وے خدمات رفاه عام تمنغہ قیصر ہند درجہ دوم مرحمت ہوا۔



فریدون جی کویر جی تارا پور والا۔ ایل سی۔ ای۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ کو سالہ ۱۹۰۱ء میں تمنغہ قیصر ہند درجہ دوم اور جنوری سالہ ۱۹۰۱ء میں سی۔ آئی۔ ای کا خطاب بطور اعزاز ذاتی عطا ہوا۔



وشن جی تریکم جی۔ راؤ صاحب۔ ۳۔ جون۔ سالہ ۱۹۰۹ء کو خطاب راؤ صاحب کا آپکو عطا ہوا۔ سکونت بہشتی۔

دلپت بھائی کھنڈ و بھائی - دیسائی - راؤ صاحب ۳ - جون ۱۸۹۹ء کو  
آپ کو خطاب راؤ صاحب عطا ہوا - سکونت - بمبئی -

گوپال داس خوشحال داس - راؤ صاحب ۳ - جون ۱۸۹۹ء کو راؤ صاحب  
کا خطاب آپ کو عطا ہوا - سکونت - بمبئی -

منوجی راگھوجی - راؤ صاحب ۳ - جون ۱۸۹۹ء کو خطاب راؤ صاحب  
کا آپ کو مرحمت ہوا - سکونت - بمبئی -

رام جی بھگوان - بھگت - راؤ صاحب ۳ - جون ۱۸۹۹ء کو آپ کو  
راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت - بمبئی -

موجی نارائن - راؤ صاحب ۳ - جون ۱۸۹۹ء کو آپ کو راؤ صاحب کا  
خطاب عطا ہوا - سکونت - بمبئی -

یشونت بالکرشن جیوے - راؤ صاحب ۳ - جون ۱۸۹۹ء کو بجلد وے اُن خدمات  
کے جو آپ نے معاملت داری میں انجام دیں آپ کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت - بمبئی -

داراب پشتون سنجانہ - دستور شمس العلماء جے پی - آپ کو شمس العلماء کا  
خطاب ۳ - جون ۱۸۹۹ء کو عطا ہوا - آپ پارسیوں کے اعلیٰ مذہبی رہنما ہیں سکونت - بمبئی -

پیر شاہ مردان شاہ ولد پیر حزب اللہ شاہ۔ شمس العلما۔ آپ کو شمس العلما کا خطاب ۱۹۰۶ء میں عطا ہوا تھا۔ سکونت گنگری ضلع شکار پور سندھ۔

روشن علی اسد علی۔ میر خان صاحب۔ ۳۔ جون ۱۸۹۹ء کو آپ کو خطاب خان صاحب کا عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

داد ابھائی سہراب شاہ۔ منصف خان صاحب۔ آپ کو ۱۹۰۶ء میں خان صاحب کا خطاب عنایت ہوا۔ سکونت کراچی۔

نواز علی بیگ ولد محمد باقر بیگ۔ مرزا خان صاحب آپ کو ۱۹۰۰ء میں خان صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت سندھ۔

نوشیروان داراجی۔ مرزا خان صاحب۔ آپ کو ۱۹۰۱ء میں خان صاحب کا خطاب عنایت ہوا۔ سکونت بمبئی۔

لکشمی جیوا جی۔ تلوسے راؤ صاحب۔ آپ کو ان نمایان خدمات کے جلد میں جو آپ نے محکمہ ڈاک میں انجام دیں ۲۔ جنوری ۱۸۹۴ء کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت شاہ پور۔

نرائن راو رام مایا۔ ادیور۔ راؤ صاحب۔ ۱۸۹۳ء میں راؤ صاحب کا خطاب آپ کو عطا ہوا۔ سکونت کنارہ۔

لکشمی بھیکاجی۔ واکھر کر۔ راؤ صاحب آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۵ء کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت خاندیش۔

رگھونیدر کرشن۔ راؤ صاحب۔ آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت بیجا پور۔

گوپال رام چندر۔ پادھیہ مہا مہوپادھیہ آپ کو مہا مہوپادھیہ کا خطاب ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ سے عطا ہوا۔ اس اعزاز کی وجہ سے آپ دربار میں راجگان خطاب یافتہ کے بعد بیٹھنے کے مجاز بن سکونت راجہ پور۔

دولت رائے سمپت رائے۔ منشی۔ راؤ بہادر آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر ۱۶ فروری ۱۸۹۷ء کو علیا حضرت ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی میں عطا ہوا۔ سکونت سورت۔

راوجی ترمبیک۔ راؤ بہادر آپ کو ذاتی اعزاز کے طور پر راؤ بہادر کا خطاب ۲ جنوری ۱۸۹۸ء کو عطا ہوا۔ سکونت رتناگری۔

نرسی رام وجے رام۔ راؤ بہادر۔ آپ کو یکم جون ۱۸۹۸ء کو راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت کیرا۔

کمار شری کلوبا۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ کو۔ سنی۔ آئی۔ سی۔ کا خطاب  
۳۰۔ جون ۱۹۸۷ء کو عطا ہوا۔ سکونت کچھ۔

رستم جی مانک جی۔ خان صاحب۔ ۲۹۔ مئی ۱۹۸۶ء کو خان صاحب  
کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے حسن خدمات کے صلہ میں عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

عبد القیور خان ولد نواب عبد الحکیم۔ خان صاحب۔ آپ کو ذاتی  
اعزاز کے طور پر ۱۶۔ فروری ۱۹۸۷ء کو بصلہ حسن خدمات تقریب جشن جولائی علیا  
حضرت ملکہ مظہرہ قیصرہ ہند خان صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت بھساول۔

کرشن لال اچھورام۔ راؤ صاحب۔ آپ کو راؤ صاحب کا خطاب ۳۰۔  
جولائی ۱۹۸۶ء کو بطور اعزاز ذاتی کے جلد وے حسن خدمات عطا ہوا۔ سکونت  
احمد آباد۔

جس گوہند۔ ناگویر۔ راؤ صاحب۔ یکم جنوری ۱۹۹۲ء کو راؤ صاحب کا  
خطاب عطا ہوا۔ سکونت زوگانون ضلع رتناگری۔

رگھوناتھ راچندر۔ شرگانون کر۔ راؤ صاحب۔ یکم جنوری ۱۹۹۲ء کو  
راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت کوٹھاپور۔

منوچر جی کاؤس جی۔ مرزبان۔ خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ اے۔

ایم۔ آئی۔ سی۔ امی۔ ایف۔ آر۔ آئی۔ بی۔ اے۔ جے۔ پی۔ آپ۔ جولائی ۱۹۳۹ء  
 کو پیدا ہوئے۔ آپ نے پہلے افسس ہائی اسکول ممبئی میں اور بعد پونا کالج میں  
 تعلیم پائی پھر آپ گورنمنٹ اسکول آف انجینئرنگ پونا میں داخل ہوئے۔ ۱۹۵۶ء  
 میں آپ نے محکمہ تعمیرات عامہ کے داخلہ کا امتحان پاس کیا اور دوسرے سال آپ  
 اس محکمہ میں اس خدمت پر مامور ہوئے کہ شہر پونا میں آب رسانی کے کام کی پیائش کریں۔  
 پھر پونا اور اسکے حوالی میں آپ مکانات اور پلوں کی تعمیر کے کام میں متعین ہوئے۔  
 ۱۹۵۷ء میں آپ کو یہ خدمت ملی کہ پرانی ترنگالی تحصیل کو منہدم کر کے نئے شہر ممبئی کی  
 بنیادیں قائم کیں۔ پھر آپ اسسٹنٹ انجینئر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۲ء میں آپ کی نسبت گزٹ  
 میں شائع ہوا کہ آپ ایکٹیوٹو انجینئر اور سروریکر کے اسپیشل اسسٹنٹ مقرر ہوئے۔ اس خدمت  
 پر مامور ہو کر آپ نے علاوہ اور عمارتوں کے جنرل پوسٹ آفس۔ گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس۔  
 سرحدی جی جی بھائی کے مدرسہ صنعت و حرفت اور گوکلداس تھیٹر شفا خانہ کی عمارتیں اپنے  
 اہتمام سے تعمیر کرائیں۔ ۱۹۶۷ء سے ۱۹۷۲ء تک آپ شہر ممبئی کے ایکٹیوٹو انجینئر کے  
 عہدہ پر سرفراز رہے۔ عمارات مندرجہ ذیل کے نقشہ جات آپ ہی نے بنائے اور تعمیر کا  
 کام بھی آپ ہی کی نگرانی میں ہوا۔ الگزنیڈا گرس اسکول۔ کاما اسپتال برائے مستورات  
 و اطفال۔ ایلس آسٹریک شفا خانہ۔ انڈورٹش انسٹیٹیوشن۔ گورنمنٹ سنٹرل پریس۔  
 اسٹیٹ کمارڈ آفس (محافظ خانہ سرکاری) قلعہ کاخیراتی دو خانہ۔ فرامز جی ڈنشا پیٹھ  
 لیورٹری۔ آدابائی منزل (زیر تعلیم دایوں کے واسطے) آپ نے متعدد درگا گھر اور دیگر  
 عمارات کو دوسروں کے نقشوں کے مطابق تعمیر کرایا۔ ۱۹۷۷ء میں دربار قیصری  
 کے موقع پر آپ کو خطاب خان بہادر گورنمنٹ سے محنت ہوا اور ۱۹۷۸ء میں۔ سی۔  
 آئی۔ ای۔ کے خطاب سے آپ سرفراز کیے گئے۔ آپ کی خدمات ملکی کی نسبت  
 گورنمنٹ ممبئی اور نیز گورنمنٹ آف انڈیا نے متعدد مواقع پر اپنی مشکوری کا اظہار کیا۔



آپ جسٹس آف دی پیس ہیں۔ میڈی یونیورسٹی کے فیلو ہیں اور لندن کی کئی انجمن فنون تعمیر و انجیری کے ممبر ہیں۔ ۱۹۰۹ء-۱۹۱۰ء میں آپ شہر ممبئی کے مینوسپل کارپوریشن کے صدر بن گئے۔ ۱۹۱۳ء میں مینوسپل کارپوریشن نے اپنا ایکریڈیٹو انجیر بھی مقرر کیا تھا۔ آپ اس عہدے پر اب تک فائز ہیں۔ جب آپ نے محکمہ امور عامہ سے اپنا تعلق قطع کیا تو گورنمنٹ ہند نے ایک خاص رزلوشن اظہار تحسین شائع کیا کہ اُنکو آپ کے قابل تعریف خدمات کے خاتمہ پر سخت افسوس ہے۔ سکونت ممبئی۔

راجی - پاٹو - راؤ صاحب - ۳ - جون ۱۹۱۹ء کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

نرائن گوہند - دیشمکھ - راؤ صاحب - ۱۹۱۹ء کو خطاب راؤ صاحب عطا ہوا۔ سکونت شولا پور۔

ہرجیون سندرواس - راؤ صاحب - ۱۹۱۹ء میں آپ کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

موہن جی پیرانجیونداس - راؤ صاحب - ۱۹۱۹ء میں آپ کو خطاب راؤ صاحب عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

منچرام گھیلا بھانی - راؤ صاحب - ۱۹۱۹ء میں آپ کو راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت سورت۔

مور و کرشنا۔ دھولگر۔ راؤ صاحب۔ آپ کو راؤ صاحب کا خطاب ۴۴ بیٹی  
۸۲ء کو بطور ذاتی اعزاز کے جلد وے حسن خدمات عطا ہوا۔ سکونت اکوشر  
ضلع احمد نگر۔

ما دھورا و جاجی۔ پنوار۔ راؤ صاحب۔ آپ کو راؤ صاحب کا خطاب  
۸۳ء میں بطور ذاتی اعزاز کے جلد وے حسن خدمات عطا ہوا۔ سکونت  
الی گانون۔

لمبا جی راؤ گوجی راؤ۔ راؤ صاحب۔ آپ کو راؤ صاحب کا خطاب  
۴۴ بیٹی ۸۴ء کو بطور ذاتی اعزاز کے جلد وے حسن خدمات عطا ہوا۔ سکونت  
کرٹواڑ ضلع بیجا پور۔

منگیش کلیان۔ شاستری۔ راؤ صاحب۔ یکم جنوری ۹۲ء کو آپ کو  
راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت کوٹھاپور۔

مزار راؤ کشیر ساگر۔ راؤ صاحب۔ یکم جنوری ۹۲ء کو خطاب راؤ صاحب  
عطا ہوا۔ سکونت بیبی۔

وشنور رام چندر۔ اسٹیکر۔ راؤ صاحب۔ جلد وے اُن خدمات کے  
جو آپ نے بحالت عاملتداری انجام دیں ۲۔ جنوری ۹۳ء کو راؤ صاحب کا  
خطاب عطا ہوا۔ سکونت چاس۔

ڈیو دسالو سن - خانصاحب - آپ کو ۲ - جنوری ۱۹۹۷ء کو خانصاحب کا خطاب مرحمت ہوا - سکونت بمبئی -

نوروز جی بہرام جی - سنتوک - خانصاحب - جے - پی - ۲ - جنوری ۱۹۹۷ء کو آپ نے خطاب خانصاحب کا پایا - سکونت بمبئی -

آذرجی جمشید جی - خانصاحب - آپ کو ۲۰ - اکتوبر ۱۹۹۷ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر بجلد دے حسن خدمات خطاب خانصاحب عطا ہوا - سکونت بمبئی -

کاؤس جی ہرمز جی داداچان جی - خانصاحب - آپ کو ذاتی اعزاز کے طور پر یکم جنوری ۱۹۹۷ء کو بجلد دے حسن خدمات خانصاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت بمبئی -

رتن جی دھن جی بھائی - خانصاحب - آپ کو ذاتی اعزاز کے طور پر یکم جنوری ۱۹۹۷ء کو بجلد دے حسن خدمات خانصاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت بمبئی -

فضل احمد - خان صاحب - آپ کو ۲۱ - مئی ۱۹۹۷ء کو خانصاحب کا خطاب عطا ہوا - سکونت کراچی -

جمشید جی ہرمز جی - مارکر - خان صاحب - آپ نے ۲۱ - مئی ۱۹۹۷ء کو

خانصاحب کا خطاب حاصل کیا۔ سکونت کراچی۔

اعتبار خان احمد خان۔ خانصاحب۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۹۸۰ء عیسوی  
کو خانصاحب کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت جلاگانون۔

محمد فرید الدین۔ خانصاحب۔ ۲۔ جنوری ۱۹۹۹ء کو آپ کو خانصاحب  
کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

مہر ہوشنگ۔ دستور۔ خان بہادر۔ ۲۱۔ مئی ۱۹۸۰ء کو خانصاحب  
کا اور ۳۔ جون ۱۹۹۹ء کو خان بہادر کا خطاب آپ کو عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

غلام مصطفیٰ ولد غلام احمد۔ خان بہادر۔ آپ کو ۱۹۸۰ء کو خطاب  
خان بہادر عطا ہوا۔ سکونت لارکانہ۔

سنگدل محمد شاہ۔ خان بہادر۔ ۱۹۸۰ء کو آپ کو یہ خطاب مرحمت ہوا۔  
سکونت کراچی۔

آزرجی منوچہرجی۔ دلال۔ خان بہادر۔ ۱۹۸۰ء کو آپ کو خان بہادر  
کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت بھروج۔

پالن جی آزرجی۔ ستری۔ خان بہادر۔ آپ کو خان بہادر کا خطاب

۳ جون ۱۹۹۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت کراچی۔

نقھو بابو جی۔ راؤ بہادر۔ آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر ۱۳۔ اگست ۱۹۵۶ء کو عطا ہوا۔ سکونت جامگانوں۔ احمد آباد۔

پارتی شنکر منی شنکر دیو۔ راؤ بہادر۔ آپ کو اعزاز ذاتی کے طور پر ۱۶۔ فروری ۱۹۸۷ء کو علیا حضرت ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوہلی کی تقریب میں راؤ بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت سورت۔

جیون جی جمشید جی۔ مودی۔ شمس العلماء۔ جے۔ پی۔ آپ کو شمس العلماء کا خطاب بوجہ فضیلت علوم مشرقی ۳۔ جون ۱۹۳۳ء کو عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

نارائن رگھوناتھ۔ شاستری۔ گوکھلے۔ مہامہوپادھیہا۔ آپ کو مہامہوپادھیہا کا خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر ۱۶۔ فروری ۱۹۸۷ء کو بوجہ علمی فضیلت کے علیا حضرت ملکہ معظمہ قیسرہ ہند کے جشن جوہلی کے مبارک موقع پر عطا ہوا۔ سکونت کاگل واقع کوٹھاپور۔

استھلال سکریال۔ دیسائی۔ شمس العلماء۔ آپ کو شمس العلماء کا خطاب علمی فضیلت کے سبب سے سنہ ۱۹۵۸ء میں عطا ہوا۔ سکونت بروہہ۔

مگن لال جینڈ۔ راؤ صاحب۔ ولادت یکم دسمبر ۱۹۲۸ء۔ ۲۶۔ مئی

۱۹۴۷ء کو راؤ صاحب کا خطاب آپ کو عطا ہوا۔ سکونت کیدونج۔

ترمبک اننت۔ رسوا دکر۔ راؤ صاحب۔ ولادت ۱۲۔ دسمبر ۱۸۳۷ء۔  
۲۳۔ مئی ۱۹۴۷ء کو راؤ صاحب کا خطاب آپ کو عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

نرائن راجا رام۔ مٹوے۔ راؤ صاحب۔ آپ کو راؤ صاحب کا خطاب  
۲۲۔ جون ۱۹۴۷ء کو عطا ہوا۔ سکونت شولا پور۔

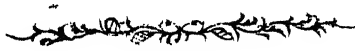
ہر دیوال گت لال۔ فشی۔ راؤ صاحب۔ ۲۲۔ جون ۱۹۴۷ء کو  
راؤ صاحب کا خطاب آپ کو عطا ہوا۔ سکونت مبئی۔

رگھناتھ بابو جی۔ ٹیکے۔ راؤ صاحب۔ آپ کو ۲۲۔ جون ۱۹۴۷ء کو  
راؤ صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت چیلون۔

رام چندر کرشنا۔ کوٹھاوے۔ راؤ صاحب۔ ۲۲۔ جون ۱۹۴۷ء کو آپ کو  
راؤ صاحب کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت وائی ضلع ستارہ۔

برجور جی نوشیر وان جی۔ وکیل۔ خان بہادر۔ آپ کو خطاب خان بہادر  
۱۹۴۷ء کو بطور اعزاز ذاتی عطا ہوا۔ سکونت سورت۔

شمس ابول سیتا رام مصر - ڈاکٹر - راؤ صاحب - ایل - ایم - ایس جیسٹس  
 آف دی پریس - آپ کا کالج (تفوجیہ) برہمن ہین - آپ کا اور آپ کے بزرگوں کا وطن موضع  
 چیری ضلع بارہ بنکی ملک اودھ ہے - ممالک متحدہ کے اکثر باشندوں کو جو انگریزی  
 سلطنت کی برکتوں سے کم مستفید ہوتے ہیں اتفاقات زمانہ سے عفو ان شباب میں  
 ترک وطن کر کے دور دراز ملکوں میں جانا پڑتا ہے اور باوجود اس قدر مسافت طے کرنے  
 کے بے علم ہونے کے سبب سے صرف ادنیٰ درجہ کی خدمت و جہانی محنت سے قوت  
 لایوت بہم پہنچانے پر مجبور ہوتے ہیں چنانچہ اوائل زمانہ میں آپ کو بھی ایسی ہی مجبوریوں  
 کی وجہ سے پندرہ برس کی عمر میں بمبئی جانا پڑا۔ یہاں سپاہیوں میں داخل ہوئے۔ اسی عالم میں  
 آپ کو لکھنے پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اور سخت مشکلوں سے تعلیم کے ابتدائی مراتب طے کیے۔  
 ادنیٰ درجہ کی خدمت اور تحصیل علم کا شوق نہ ایک جگہ اطمینان سے بیٹھ کر کتاب دیکھنے  
 کی فرصت نہ مینز نہ کرسی نہ تیل نہ بتی راستوں میں سبق یاد کرنا سڑکوں کی لالٹینوں سے  
 کتاب دیکھنا۔ آخر کار کامیابی حاصل کی۔ علم طب انگریزی میں بمبئی یونیورسٹی کے گریجویٹ  
 ہوئے۔ طبابت میں ناموری پیدا کی۔ قحط اور طاعون کے زمانہ میں اپنے ملک کی خدمت  
 کی جیسے صلہ میں سرکار سے راؤ صاحب کا خطاب مرحمت ہوا اور جیسٹس آف دی پریس مقرر ہوئے۔  
 سکونت بمبئی کالبا دیوی روڈ۔



وشنونا منت پٹور دھن - راؤ صاحب - ولادت می سن ۱۸۶۷ عیسوی۔  
 آپ نے دکن کالج سے سن ۱۸۸۷ء میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ آپ کے چچا  
 راؤ بہادر سیتا رام وشنونا تھ پٹور دھن اضلاع مفوضہ حیدر آباد کے ایک کنارہ کش  
 ڈاکٹر سررشتہ تعلیم تھے۔ سکونت پونا۔



عبدالرحمن شیخ - خان صاحب - ولادت ۱۲۵۵ء - آپ کے بزرگ عرب کے رہنے والے تھے تقریباً ڈیڑھ سو برس اُدھر ہندوستان میں آئے اور یہیں سکونت اختیار کی۔ آپ کے والد شیخ فقیر محمد چٹائی پٹن بہائی میں صوبہ دار تھے اور حصولِ پنشن کے بعد ریاست اودے پور میں بہیم پٹن کے ایجنٹ مقرر ہوئے۔ آپ فرسٹ گریڈ ہسپتال اسٹنٹ ہیں ۱۲۵۵ء میں خدماتِ نمایان کے جلدو میں آپ کو ایک لنگی دریشی دو سالہ اور خطاب خان صاحب عطا ہوا۔ سکونت تھروپارکر سندھ۔

کوری جی بھائی داس - راؤ صاحب - آپ کو ۱۹۰۱ء میں ۱۹۰۱ء کو خطاب اوصاف عطا ہوا۔ سکونت بلسر - علاقہ بہائی۔

حاجی خدابخش ولد قاضی خان - خان بہادر - آپ کو خطاب خان بہادر ۱۹۰۱ء میں بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت تھروپارکر۔

اپا جی گنیش دیندیکر - راؤ بہادر - رئیس ماہم - آپ کو خطاب اوصاف ۱۹۰۳ء میں ۱۹۰۱ء کو اور خطاب راؤ بہادر ۱۹۰۱ء میں بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت تھانہ۔

یشونت ترسبک میریکر - راؤ بہادر - آپ کو خطاب راؤ بہادر بطور ذاتی اعزاز کے ۱۹۰۱ء میں عطا ہوا۔ سکونت احمدگر۔

رامچندر سوامی - راؤ بہادر - آپ کو خطاب راؤ بہادر ۱۹۰۱ء میں



بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت دھار وار۔

بالاجی مارتند کنچلی۔ راؤ بہادر۔ رئیس کرنجی۔ آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ۱۹۹۹ء میں بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

وتھل نرائن پاٹھک۔ راؤ بہادر۔ آپ کو ان خدمات کے جلد و میں جو آپ نے تعلیم کے بارہ میں انجام دی تھیں راؤ بہادر کا خطاب ۳ جون ۱۹۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

دھونڈی باہنمنت راؤ بر دے۔ راؤ بہادر۔ جے۔ پی۔ آپ کو یہ خطاب ۲ جنوری ۱۹۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

گھنشا مہلیکنٹھ ند کرنی۔ راؤ بہادر۔ جے۔ پی۔ آپ کو خطاب مذکور ۳ جون ۱۹۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

خوشا باچا پاجی کالے۔ راؤ بہادر۔ آپ کو راؤ بہادر کا خطاب یکم جنوری ۱۹۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

مانک چند کپور چند۔ راؤ بہادر۔ خطاب راؤ بہادر آپ کو یکم جنوری ۱۹۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت ممبئی۔

کرم سی دمچی۔ راؤ بہادر۔ بے۔ پی۔ آپ کو یہ خطاب یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

کیشو جی ناتھو سیلر۔ راؤ بہادر۔ خطاب مذکور آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

گنیش پاندو رنگ۔ ویدیا۔ راؤ بہادر۔ آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ۲۱ مئی ۱۸۹۸ء کو عطا ہوا۔ سکونت ناسک۔

وتھل راؤ کرشنا جی ونڈیکر۔ راؤ بہادر۔ بے۔ پی۔ آپ کو خطاب راؤ صاحب ۲۲۔ جون ۱۸۹۸ء کو اور راؤ بہادر ۲۱ مئی ۱۸۹۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

واسد یو جگن ناتھ کرٹیکر۔ راؤ بہادر۔ بے۔ پی۔ آپ کو یہ خطاب ذاتی اعزاز کے طور پر ۲۲۔ جون ۱۸۹۸ء کو عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

راچندر بابو جی۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۳۶ء۔ آپ کو راؤ بہادر کا خطاب ۲۱۔ جون ۱۸۹۸ء کو ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت شاہ پور بیلگام۔

گنپت راؤ امرت مانگر۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادر ذاتی اعزاز کے طور پر ۳۰ مئی ۱۸۹۶ء کو عطا ہوا۔ سکونت راج پیلہ۔

بالکمرشن رام چندر ٹینس۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادر ذاتی  
اعزاز کے طور پر ۲۰ مئی ۱۹۹۶ء کو عطا ہوا۔ سکونت راج پیلہ۔

گویال بلونت۔ مینے۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادر ذاتی  
اعزاز کے طور پر ۲۰ مئی ۱۹۹۶ء کو عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

ٹکارام رام دین۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادر بطور ذاتی  
اعزاز کے یکم جنوری ۱۹۹۶ء کو عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

شیشو کرشن مدکوی۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادر بطور ذاتی  
اعزاز کے یکم جنوری ۱۹۹۶ء کو عطا ہوا۔ سکونت بمبئی۔

منسکھام موجی۔ راؤ بہادر۔ آپ کو خطاب راؤ بہادر یکم جنوری ۱۹۹۱ء  
کو ذاتی اعزاز کے طور پر عطا ہوا۔ سکونت احمد آباد۔

لکشمین سنگھ متھر سنگھ۔ راؤ بہادر۔ آپ کو یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو خطاب راؤ بہادر  
بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت پونا۔

ایڈجی دیشاہ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ کو گورنٹ انڈیا نے آپ کی اعلیٰ  
خدمات کے جلد وین یکم جنوری ۱۹۹۹ء کو سی۔ آئی۔ ای کا خطاب مرحمت فرمایا  
سکونت کراچی۔

تارا چند جے رام داس۔ راؤ صاحب۔ آپ کی خدمات نمایان کے  
جلد وین گورنمنٹ ہند نے آپ کو ستمبر ۱۹۰۲ء میں راؤ صاحب کے خطاب سے سرفرا  
فرمایا۔ سکونت حیدر آباد سندھ۔

ملیشیا فقیر پامنوی۔ راؤ صاحب۔ آپ کو آپ کی اعلیٰ خدمات کے صلہ  
میں ستمبر ۱۹۰۲ء میں گورنمنٹ ہند سے راؤ صاحب کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت گڈاگ۔

گوپال جگن ناتھ۔ ٹھکے۔ راؤ صاحب۔ آپ اپنی عمدہ خدمات کے جلد  
میں ستمبر ۱۹۰۲ء میں راؤ صاحب کے خطاب سے سرفرازی کے لئے سکونت تھانہ۔

ابراہیم حافظ شیخ۔ خان صاحب۔ آپ کو آپ کی نمایان خدمات کے صلہ  
میں گورنمنٹ انڈیا نے ستمبر ۱۹۰۲ء میں خان صاحب کے خطاب سے معزز کیا۔ سکونت بمبئی۔

محمد ابراہیم شیخ۔ خان صاحب۔ آپ کو آپ کی اعلیٰ خدمات کے جلد وین  
گورنمنٹ ہند نے ستمبر ۱۹۰۲ء میں خان صاحب کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت پونا۔

محمد ہاشم ولد پنہون۔ خان صاحب۔ آپ کی نمایان خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ  
ہند نے آپ کو خان صاحب کے خطاب سے مفتخر کیا۔ سکونت سندھ۔

ایڈلجی رستم جی نگر والا۔ خان صاحب۔ آپ کو آپ کی خدمات بالستہ کے جلد و  
میں گورنمنٹ ہند سے خان صاحب کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت احمد نگر۔

نرسی لال ریو اداس - راو بہادر - آپ کو خطاب راو بہادر ذاتی اعزاز کے طور پر یکم جنوری ۱۹۱۸ء کو عطا ہوا - سکونت احمد آباد -

لال شنکر امیا شنکر ترویدی - تمغہ یافتہ قیصر ہند - آپ کی ملکی خدمات کے صلہ میں آپ کو گورنمنٹ ہند نے یکم جنوری ۱۹۱۸ء کو قیصر ہند درجہ اول کا تمغہ مرحمت فرمایا -

آر - ایس گنیش وٹکیش جگیکر تمغہ یافتہ قیصر ہند - آپ کو آپ کی ملکی نمایان خدمات کے جلد وین گورنمنٹ ہند نے ۹ - نومبر ۱۹۱۸ء کو قیصر ہند درجہ دوم کا تمغہ مرحمت فرمایا -

مانک جی خورشید جی نریمان - بی - اے - جے - پی - خان بہادر - تمغہ یافتہ قیصر ہند - آپ کو آپ کی اعلیٰ خدمات ملکی کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے ۱۹۱۸ء میں خان بہادر کا خطاب اور ۲۶ - جون ۱۹۲۰ء کو قیصر ہند درجہ دوم کا تمغہ عطا کیا - سکونت بمبئی -

موتی رام شوقی رام - ایم - اے - بیسٹریٹ لا - تمغہ یافتہ قیصر ہند - آپ کو ملکی ہمدردی کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے ۲۶ - جون ۱۹۲۰ء کو قیصر ہند درجہ دوم کا تمغہ مرحمت کیا -

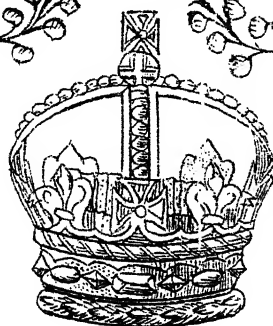
جہانگیر پشتون جی - خان بہادر - آپ احمد آباد کے وکیل ہیں - آپ کی ملکی

خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے ۱۹۵۷ء میں آپ کو خان بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت احمد آباد۔

گل محمد شاہ - سید خان بہادر - آپ کی نمایاں خدمات کے جلد میں گورنمنٹ ہند نے آپ کو خان بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت کراچی۔

ماروتی راو بھنگ راو - راو بہادر - آپ کو خطاب راو بہادر بطور ذاتی اعزاز کے ۳۰ مئی ۱۹۹۱ء کو عطا ہوا۔ سکونت احمد نگر۔

علی مراد خان - میر - سندھ رانی - خان بہادر - آپ کا سلسلہ نسب حضرت حمزہ عم رسول خدا (صلعم) سے ملتا ہے۔ آپ کا اصلی وطن حجاز عرب ہے جہاں سے آپ کے بزرگ محمد بن قاسم ثقفی کی فوج کشی و فتح سندھ کے وقت وارد مکران ہوئے مگر بلوچیوں کی قوم جتوئی نے سندھ کا جنوبی دریائی حصہ اپنے قبضہ میں کر لیا تو آپ کے دادا میر زین الدین خان نے اپنے حاکم کیا اور مقامات نہروڑی میں مقابلہ و مقاتلہ ہوئے جہاں بہ خاندان غالب و قوم جتوئی مغلوب ہوئی۔ سندھ میں خاندان ترخان کے زوال کے وقت اس خاندان کے بزرگ سندھ کے وسیع حصوں پر متصرف تھے ایسران سندھ کے خاندان ٹالپر کے عہد میں ہکاری خراج میں سے آٹھواں حصہ اس خاندان کو ملتا تھا۔ آپ اب بھی چالیس قبیلوں کے سردار اور ایک سومواضع کے مالک ہیں۔ آپ کی خاندانی وجاہت کے لحاظ سے گورنمنٹ ہند نے ۱۹۶۲ء میں آپ کو خان بہادر کے معزز خطاب سے سرفراز و مفتخر کیا۔ سکونت درہی سرحد سندھ۔



# حیدرآباد دکن

HYDERABAD (DECCAN).

نولکشور پریس لکھنؤ

# حیدر آباد

فہرست اسماء گرامی خطاب یافتگان و مشاہیر صوبہ حیدر آباد دکن

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۷	حال ساکن لندن - ش		الف
	شہور ارج دھرم و نت بہادر - راجہ راجمان	۱۸	احمد بخش خان - ناٹھ - نواب - رسالہ انجیر - سردار بہادر - جاگیر دار - رئیس مومن آباد -
۱۲	مہاراج - راجہ آصف جاہی - رئیس حیدر آباد -		احمد عبدالغفر - مولوی - خان بہادر - نواب
	ک	۱۳	غریز جنگ بہادر - رئیس حیدر آباد دکن - اکبر جنگ بہادر - نواب سی - ایس - آئی
	لکشن پرشاد - ہر کلنسی مہاراجہ بہادر - راجہ راجایان - مدار المہام حضور نظام -	۱۱	رئیس حیدر آباد دکن -
۱	م		د
	محمد ابو الحسن خان - نواب شوکت جنگ حسام الدولہ - معین الملک بہادر - جاگیر دار حیدر آباد دکن -	۷	داد علی خان - میر - نواب - بہرام جنگ بہرام الدولہ بہادر - جاگیر دار سرکار نظام -
۱۰	محمد حمید الدخان - افضل العلماء جنگ بہادر - ایم - اے - بیرسٹریٹ لا - جج ہائی کورٹ نظام -		س
۱۵	محمد رفیع الدین خان - نواب ظفر جنگ مصدام الدولہ شمس الملک بہادر - محمد علی بیگ مرزا - نواب مجسر افسر جنگ افسر الدولہ بہادر - سی - آئی - ای -	۸	سرفراز حسین خان - میر - نواب صفدر جنگ مشیر الدولہ - فخر الملک بہادر رئیس حیدر آباد دکن -
۳		۱۵	سید حسین بلگرامی - آنرہیل - نواب علی یار خان موہن جنگ - عماد الدولہ عماد الملک بہادر - سید علی بلگرامی - بی - اے - ایل - ای - بی شمس العلماء - رئیس حیدر آباد دکن -
۵			



صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
	ن		محمد وحید الزمان - مولوی - حافظ - حاجی
	نادر بہبود علی مرزا - شہزادہ نادر می -		خان بہادر - نوابہ وقار نواز جنگ
۸	جاگیردار حیدر آباد دکن -	۱۹	بہادر حیدر آباد -
	نواب مرزا خان - داغ - فصیح الملک		مرلی منوہر - راجہ - راجہ راجان - بہارچ
۲۰	حیدر آباد دکن -	۱۳	آصف نواز دنت بہادر آصفجانی -

# حیدرآباد دکن

کشن پرشاو۔ ہرکسنسی مہاراجہ بہادر راجہ راجا یان مہاراجا المہام حضور نظام حیدرآباد دکن۔ ولادت ۱۸۱۷ء۔ آپ کے آباؤ اجداد شمالی ہند کے متوطن تھے جنہیں راجہ ٹوڈرل کو خاص شہرت حاصل ہے جو شہنشاہ اکبر کے عہد میں مالی وزارت پر ممتاز تھے۔ انکی پانچویں پشت میں راسے موچند آصف جاہ نظام الملک صوبہ دار دکن و بانی ریاست حیدرآباد کے ہمراہ دکن کو آئے اور خدمت کروا پر مامور ہوئے۔ انکے پوتے راسے چند لال نے اس خاندان کو پھر اسی اصح و عروج پر پہنچا دیا جو راجہ ٹوڈرل نے دہلی میں حاصل کیا تھا۔ راجہ چند لال اپنے چچا راسے نانک رام کے انتقال کے بعد کروا مقرر ہوئے۔ ۱۸۶۷ء میں میر عالم کے عہد وزارت میں انھوں نے اکثر ذمہ داری اور اعتماد کی خدمات انجام دیں۔ ۱۸۷۷ء میں پٹیکاری کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ یہ ایک مشہور و فیاض وزیر تھے انکی دریا دلی کا شہرہ دور و دراز کے مستمند لوگوں کو ان تک کھینچ لانا تھا اور وہ ہمیشہ فائز المرام جاتے تھے۔ انھوں نے ستمبر ۱۸۷۷ء میں اپنے عہدہ سے کنارہ کشی کی اور تیس ہزار روپے ماہوار کی پنشن حاصل کی اور ۱۵۔ اپریل ۱۸۷۷ء کو انتقال کیا۔ انکے دو بیٹے بالا پرشاو اور نانک بخش تھے۔ راجہ بالا پرشاو نے پٹیکاری نہیں قبول کی۔ انکو راجہ دھیراج بہادر کا خطاب پنچرازی منصب اور چار ہزار سواروں کی کمان عطا ہوئی تھی۔ راجہ نانک بخش عرصہ دراز تک کروا مقرر رہے۔ مہاراجہ چند لال کے بھتیجے راجہ رام بخش پہلے پٹیکارا اور پھر دیوان مقرر ہوئے مگر پانچ برس تک خدمت انجام دینے کے بعد غولت اختیار کی۔ مہاراجہ

نرائن پرشا و راجہ ادھیراج بالا پرشاد کے بیٹے اور چند والال کے پوتے تھے۔ یہ ۱۲۸۵ھ میں پیدا ہوئے۔ انکو عربی و فارسی کے علاوہ انگریزی میں بھی دستگاہ تھی۔ نواب فضل اللہ بہادر نے انکو راجہ راجایان اور نریندر بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ ۱۲۸۵ھ کے دربار دہلی میں انکو ایک نفرتی تمغہ دیا گیا۔ ۱۲۸۵ھ میں سرسار جنگ اول کے انتقال کے بعد مہاراجہ نرائن پرشا و نریندر بہادر سار جنگ ثانی کی شرکت میں بطور منتظم اول کے خدمات ریاست انجام دیتے رہے۔ انھوں نے ۱۲۸۵ھ رمضان ۱۲۸۵ھ کو باسٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا۔ راجہ راجایان مہاراجہ کشن پرشا و بہادر مہاراجہ نرائن پرشا کی اکلونی دختر کے فرزند ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا نام راجہ ہری کشن بہادر تھا۔ آپ اپنے نانا صاحب کی سرپرستی میں علوم عربی و فارسی میں مہارت تامہ حاصل کی اور تعلیم زبان انگریزی مدرسہ عالیہ میں پائی۔ مہاراجہ بہادر کو ٹیلگو مرٹھی اور گورکھی زبانوں میں اچھا لکھ ہے۔ آپ کو بدوشو رہی سے شعر گوئی کا ذوق تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ایک زمانہ میں آپ اس فن کے ماہر کامل ہونگے۔ آپ کی نظم و نثر کی اکثر تصانیف مطبوع و مقبول ہو چکی ہیں۔ آپ کا تخلص شاد ہے اور آپ شاگرد خاص آصف جاہ کے لقب سے سرفراز ہیں۔ ۱۲۸۵ھ میں مہاراجہ بہادر کو انکی آبائی خدمت پیشکاری اور وزیر عساکر کا عہدہ مفوض اور موروثی خطاب راجہ راجایان مہاراجہ بہادر مرحمت ہوا۔ آپ اپنے نانا صاحب کی وفات کے بعد انکی تمام جاگیر پر مالک و قابض ہوئے۔ آپ کو اپنی خاص رعایا کے لیے دیوانی و فوجداری کے تمام اختیارات حاصل ہیں جو صرف امراے عظام کے لیے مختص ہیں۔ ۱۲۸۵ھ میں آپ قائم مقام مدارالہام مقرر ہوئے اور ۱۲۸۵ھ میں اس منصب جلیل پر مستقل کیے گئے۔ آپ اپنی خاندانی روایت کے موافق گورنمنٹ برطانیہ کے سچے وفادار ہیں اور اپنے بادشاہ سے حقیقی محبت رکھتے ہیں۔ سکونت حیدر آباد و کن۔

محمد رفیع الدین خان۔ نواب ظفر جنگ صمصام الدولہ شمس الملک بہادر۔ آپ شمس الامرا میر کبیر سرخو رشید جاہ بہادر۔ کے سی۔ بی۔ ای۔ کے جانشین اور شمس الامرا بہادر کے مشہور خاندان کی یادگار ہیں جو سرخو رشید جاہ کے جدا جدا تھے۔ انکی نسبت فرزند صاحب لکھے ہیں کہ وحید را با و کنٹینٹ کی تنخواہ صرف شمس الامرا کے عہد وزارت میں ماہوار ملتی رہی اور سخت مشکل کے وقت انھوں نے گورنمنٹ کی جو خدمات انجام دیں انپر گورنر جنرل ہند نے اپنا اطمینان ظاہر کیا انھوں نے نواب ناصر الدولہ بہادر نظام دکن کی درخواست پر عہدہ وزارت قبول کیا اور چھ مہینہ کے بعد اپنی خوشی سے کنارہ کش ہو گئے خاندان شمس الامرا کو امرائے حیدر آباد میں اہل درجہ حاصل ہے اور ثروت و عزت میں خاندان نظام کے بعد شمار کیا جاتا اور خانوادہ نظام سے سلسلہ قربت و مناکحت رکھتا ہے۔ شیخ فرید گل گنج قدس سرہ آپ کے مورث اعلیٰ تھے جو ایک مقبول دلی لٹریچرر ہیں اور جبکہ مزار پر انوار کی زیارت کو پاک پٹن واقع پنجاب میں بکثرت مسلمان جاتے ہیں۔ عہد اورنگ زیب عالمگیر میں انکی اولاد میں سے شیخ ابوالخیر خان امام جنگ شمشیر بہادر نے بڑے بڑے کارنامے نمایاں کیے۔ وہ ایک زمانہ میں مالوہ اور اورنگ آباد کے نائب صوبہ اور دربار دہلی کے منصب دار تھے۔ آصف جاہ کی بھلائی میں وہ دہلی سے دکن میں آئے جبکہ آصف جاہ نے انکے مرتبہ کے موافق منصب و وظیفہ اور شمشیر بہادر کا خطاب مرحمت کیا۔ ۱۷۵۶ء میں انھوں نے شہر برہان پور میں انتقال کیا۔ انکے فرزند ابوالفتح خان کو نواب نظام علی خان نے نظامی فوج کی انفری عطا کی حسین چودہ ہزار پیدل و سوار شامل تھے اور پہلے تیج جنگ اور پھر شمس الامرا کے خطاب سے سرفراز کیا۔ اس فوج کے مصارف اور انکے درجہ کے موافق اخراجات کے لیے ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر انکو دی گئی۔ انکے بعد انکے بیٹے ابوالفتح محمد فخر الدین خان کو انکا آبائی منصب و خطاب شمس الامرائی عطا ہوا۔ اسکے علاوہ حضور نظام نے انکو امیر کبیر کے لقب سے بھی سزا کیا۔ انکی شادی نواب نظام علی کی دختر سے ہوئی تھی انکے فرزند محمد رفیع الدین خان

شمس الامراے سوم و امیر کبیر دوم اُن کے جانشین ہوئے جو حضور نظام کی صغریٰ مین  
 سرسالا جنگ کی شرکت مین دلی مقرر ہوئے تھے۔ اُنکی لاؤدلی کی وجہ سے اُنکے بعد اُنکے  
 برادر اصغر محمد رشید الدین خان شمس الامراے چہارم و امیر کبیر سوم بھی اُسی حیثیت سے دلی  
 رہے۔ اُنکے دو فرزند ہوئے نواب سرخو رشید جاہ بہادر اور نواب سرو قار الامراہ سادہ  
 کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم یوخر الذکر ایک عرصہ دراز تک حضور نظام کے مدار المہام رہنے  
 کے بعد بگراے عالم بقا ہوئے اور مقدم الدکر فرزند اکبر ہونے کی حیثیت سے سلسلہ  
 مین خطاب آبائی کے وارث یعنی شمس الامراے پنجم اور امیر کبیر چہارم بنے۔ وہ ہریانس  
 سکندر جاہ کے نواسے اور ہریانس ناصر الدولہ کے بھانجے تھے۔ اُنکی ذانت و ذکاوت  
 اور وجاہت کی وجہ سے اُن کے مامون اُن سے بے انتہا محبت کرتے تھے اور عالم طوقیت  
 ہی مین اُنھوں نے اُن کو تیج جنگ اور ابوالفخر محمد فخر الدین خان کا خطاب مرحمت فرمایا تھا  
 ہریانس افضل الدولہ حضور نظام حال کے والد نے اپنی بڑی دختر کی شادی اُن کے  
 ساتھ کر دی اور خورشید الدولہ خورشید الملک خورشید الامراہ خورشید جاہ کا خطاب اور نشان وہی  
 مراتب مرحمت فرمایا۔ سرخو رشید جاہ بہادر کی طبیعت مین اُنکے جدا مجد کی تربیت کے اثر سے  
 علی ذوق اور داب تمذیب موجودہ دولت مند نوجوانوں کے برعکس زیادہ پاکی جاتی تھی۔  
 اُن کو سیاحت کا بھی بہت شوق تھا۔ ہندوستان کے تاریخی مقامات کے علاوہ وہ  
 سرحد ہند کے کوٹہ۔ سیبی اور چین کی سیر اُسوقت کر چکے تھے جب ہندوستان مین ریلوے کا  
 نشان بھی نہ تھا۔ تاریخ بینی کا کمال شوق تھا۔ اُنھوں نے ہندوستان کی ایک تاریخ تحریر  
 کی ہے جو ابتدا مین صرف احباب کو تقسیم کی گئی تھی مگر اب اُسکا ترجمہ انگریزی مین بھی کیا گیا  
 جناب ملکہ معظمہ فیصرہ ہند کی گولڈن جوبلی سلسلہ مین اُن کو سکے۔ سی۔ آئی۔ ای۔  
 کا خطاب مرحمت ہوا۔ سرسالا جنگ اول کے انتقال کے بعد وہ کونسل آف ریجنی کے  
 ممبر مقرر ہوئے اور چانداریلوے کی تجویز کی تائید مین بہت بڑا کردار ادا کیا۔ سرخو رشید جاہ بہادر

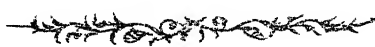
کو اپنی وسیع الرقبہ ریاست میں ہر قسم کے اختیارات حاصل تھے۔ ۱۷۹۷ء کے قحط حیدر آباد میں اچھون نے تیس ہزار روپے کا غلہ غربا سے حیدر آباد اور محتاجین جاگیر کو تقسیم کیا تھا نواب شیخ جنگ خورشید الدہلوی خورشید الملک خورشید الامرا شمس الدولہ شمس الملک شمس الامرا میر کبیر سر خورشید جاہ بہادر نے ۱۷۹۸ء عیسوی میں انتقال فرمایا۔ نواب ظفر جنگ بہادر بہرائٹنس نواب فضل الدولہ کے نواسے اور بہرائٹنس نظام خاں کے بھانجے ہیں۔ بعد فراغ فارسی و عربی آپ نے حضور نظام کے ساتھ ایک ہی استاد یعنی کپتان جان کلارک صاحب سے انگریزی تعلیم حاصل کی۔ ۱۷۹۹ء عیسوی میں اپنے سفر انگلستان اختیار کیا جہاں جناب ملکہ معظمہ کے سکنڈ لائف گارجوس کے افسروں سے فنون سپہ گری سیکھے۔ شاہی خاندان سے ملے اور جناب ملکہ معظمہ کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل کیا۔ سولہ مہینے کے بعد واپسی وطن کے وقت مشہور مالک یورپ کی سیاحت اور مشاہیر و معززین سے ملاقات کی۔ واپسی پر آپ کے والد ماجد نے فوج پائیگاہ اور دیوانی کے کئی صیغہ کام سپرد کیا۔ ۱۷۹۹ء عیسوی میں آپ حضور نظام کے نائب ہو کر جناب ملکہ معظمہ کی جوبلی کی شرکت کی غرض سے دوبارہ ولایت گئے اور وہاں انکی تمام لیویوں میں شریک ہوئے اور ملکہ معظمہ نے انکی نہایت قدر افزائی فرمائی۔ ہنگام مراجعت ڈیوک آف کیناٹ کا ساتھ ہوا جو پونا آ رہے تھے۔ اُن سے اثنائے سفر میں دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے۔ ۱۷۹۹ء کی گولڈن جوبلی کے موقع پر جناب ملکہ معظمہ نے اپنے دست خاص سے آپ کو ایک تمغہ اور ۱۷۹۹ء کی ڈائمنڈ جوبلی کی یادگار میں ایک کلاسپ مرحمت فرمایا۔ فی الحال آپ اپنے والد ماجد سر خورشید جاہ بہادر مرحوم کی تمام جاگیرات کا اہتمام نہایت حسن انتظام سے کرتے ہیں۔ سکونت حیدر آباد دکن

— — — — —

محمد علی بیگ۔ مرزا۔ نواب۔ میجر افسر جنگ افسر الدولہ بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ کی

ولادت ۱۲۵۸ء میں بمقام اورنگ آباد واقع ہوئی۔ آپ کے والد مرزا ولایت علی بیگ حیدر آباد کنٹنمنٹ کے تیسرے رسالہ کے رسالدار تھے۔ زمانہ خرد میں خیر خواہانہ کارہائے نمایاں انجام دینے کے جلد و میں انکو گورنمنٹ ہند نے تمغہ آرڈر آف میرٹ اور اعزاز می شمشیرِ محبت کی۔ آپ پندرہ برس کی عمر میں اپنے والد کی رحلت میں داخل ہوئے اور بہت جلد رسالدار ہو گئے۔ ۱۲۷۸ء کے دربارِ قیصری دہلی میں آپ حضور نظام کی ہمراہی فوج کے افسرِ اعلیٰ تھے۔ مبرا عظم سر سالار جنگ اول نے جنرل رائٹ صاحب کمانڈر حیدر آباد کنٹنمنٹ کے انتخاب کے موافق آپ کو حضور نظام کے اسٹاف میں داخل کیا۔ آپ اپنی رحلت کے ہمراہ جنگ افغانستان میں شریک ہوئے۔ روانگی مہم کے وقت آپکو بورڈ میں اور ہندوستانی ہمسرافسروں نے ایک نفرتی پیالہ تحفہً نذر دیا تھا۔ اختتام جنگ کے بعد ۱۲۸۸ء میں واپس آکر پھر حضور نظام کے اسٹاف میں اپنے عہدہ پر مامور ہوئے۔ ہربائیس نے اپنی مسند نشینی کے وقت آپ کی ذاتی شجاعت اور دلوالو الغری کے صلہ میں نواب افسر جنگ بہادر کے خطاب اور ایڈیکمانگ مقرر ہونے کے اعزاز سے معزز و مفتخر کیا اور گولڈنڈ لانسرز رسالہ کو آپ کے زیرِ حکم کیا۔ آپ نے اپنی ذاتی قابلیت کی وجہ سے حضور نظام کے مشیر کرنل مارشل صاحب کے چند روزہ قیام شملہ کے زمانہ میں انکی قائم مقامی کی۔ ۱۲۸۸ء میں سر مارٹین ڈیورنڈ کے ہمراہ سفارت کابل کے قصد سے چلے گراں التوائے سفارت کے سبب سے میجر افسر جنگ کی درخواست پر لارڈ رابرٹس صاحب نے جنرل میکون صاحب کے اردلی افسری کی حیثیت سے کالی پہاڑی کی مہم پر بھیجا جبکہ اختتام پر آپ کو ایک تمغہ محبت ہوا۔ ۱۲۹۰ء میں ڈیوک آف کینٹ کی تشریف آوری کے موقع پر آپ اُنکے پرسنل اسٹاف میں مقرر ہوئے۔ ۱۲۹۳ء میں جب امپیریل سر دس فوج کی ترتیب ہوئی تو حضور نظام نے میجر افسر جنگ بہادر کو اسکی افسری سے معزز کیا اور ۱۲۹۴ء میں نواب افسر الدولہ کا خطاب محبت فرمایا اور ۱۲۹۵ء عیسوی میں حضور

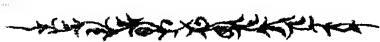
دو بعد کا رسالہ حبشی آپ کے چارج میں آیا۔ اپریل ۱۸۹۷ء میں آپ کی خدمات کے جلد و بین  
ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب میں گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب عطا کیا۔  
اس کے بعد ہی حضور نظام نے آپ کو کرنیل نیول صاحب کی جگہ اپنی باقاعدہ افواج کا کمانڈر  
مقرر کیا۔ ان دونوں موقعوں پر ہر دلعزیز نواب افسر جنگ بہادر کے ہیشمار احباب نے آپ کو  
تہنیت نامہ بھیجے۔ نواب صاحب ایک بے مثل شہسوار۔ مشہور قدر انداز۔ خلق مجسم اور شجاع  
شخص ہیں۔ سکونت حیدر آباد۔



داور علیخان۔ میر۔ نواب بہرام جنگ بہرام الدولہ بہادر۔ جاگیر دار سرکار نظام۔  
ولادت ربیع الاول ۱۲۸۷ھ ہجری۔ آپ کے بزرگ سادات بارہہ سے تھے جن کا اصلی وطن  
سری ضلع مراد آباد تھا۔ اس خاندان کے مورث اعلیٰ سید عاقل خان لب چاک جو فرخ میر  
شہنشاہ دہلی کے دربار میں معزز عہدہ پر ممتاز تھے نواب نظام الملک آصف جاہ کے  
بہمراہ سات سو سوار لیکر داخل دکن ہوئے۔ ان کے بیٹے نواب میر امام علیخان بہرام الدولہ  
ریاست نظام میں جاگیر دار سرس گائون واقع برابر پنجہزاری منصب دار۔ افسر سہ ہزار  
سوار۔ صوبہ دار ایلچ پور اور قلعہ دار نرمل وغیرہ وغیرہ تھے۔ ان کے بعد شہنشاہ ہجری میں  
ان کے فرزند نواب سید زین العابدین خان سلطوت جنگ اول بہرام الدولہ بہرام الملک  
بہرامیننس سکندر جاہ نظام دکن کے عہد حکومت اور میر عالم کے زمانہ وزارت میں منصب  
ہفت ہزاری اور نو بہت و نقارہ و نشان اور ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر ذاتی کے علاوہ  
قدیم خاندانی جاگیرات سے بہرہ مند تھے۔ ان کے بیٹے نواب سید عاقل خان تھے جن کے  
فرزند نواب سید زین العابدین خان سلطوت جنگ ثانی ہوئے ان کی شادی نواب مختار الملک  
سر سالار جنگ اول کی ہمشیر کے ساتھ ہوئی تھی۔ ان کے فرزند نواب میر بہادر علیخان سلطوت جنگ  
ثالث نواب مختار الملک بہادر کی دختر سے منسوب ہوئے انھوں نے ۱۳۸۷ھ میں انتقال



کیا۔ اُنکے بعد اُنکے فرزند نواب میر داور علیخان بہرام جنگ بہرام الدولہ اپنی خاندانی جاگیر وغیرہ کے وارث ہوئے۔ آپ نے نواب مختار الملک بہادر اول کی زندگی میں اُنکے فرزندوں کے ساتھ تعلیم حاصل کی پھر کئی سال تک علوم مغربی کی تحصیل کے لیے انگلستان میں قیام کیا۔ نواب صاحب زبان انگریزی میں عمدہ مہارت رکھنے کے علاوہ مختلف علوم و فنون اور پالیٹکس میں بھی دخل رکھتے ہیں۔ آپ کا عقد نواب مختار الملک دوم کی وزارت کے زمانہ میں نواب مختار الملک اول کی دختر سے ہوا۔ آپ مستند و فخر خانگی و متفرقات اور منصرم محین المہام عدالت سرکار عالی اور جاگیر سالار جنگ کی انتظامی کمیٹی کے پریسڈنٹ رہ چکے ہیں۔ آپ کے دو فرزند اور دو دختر ہیں۔ بڑے فرزند نواب سید تراب علی ولادت سنہ ۱۳۸۵ھ دوسرے فرزند سید زین العابدین ولادت سنہ ۱۳۸۶ھ نواب بہرام جنگ بہادر نہایت خلیق۔ فیاض۔ شریف پرور۔ عالی حوصلہ اور گورنمنٹ نظام اور تاج برطانیہ کے بھی خواہ رئیس ہیں۔ سکونت حیدر آباد۔



نادر بہبود علی میرزا۔ شہزادہ نادری۔ جاگیر دار۔ ولادت سنہ ۱۳۸۷ھ ہجری۔ آپ شاہ ایران نادر شاہ کی ساتویں پشت میں ہیں۔ آپ کے دادا اور نانا نواب سکندر جاہ بہادر کے حمد میں وارد دکن ہوئے۔ آپ کے نانا نے نواب نظام علیخان کی پوتی سے شادی کی اور ایک جاگیر اور منصب حاصل کیا۔ آپ تعلقہ دار اور مجسٹریٹ درجہ دوم ہیں منطق اور قانون میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ نظام کی رعایا کے رفاہ جو ہیں۔ آپ کی شادی نواب بہرام الدولہ بہادر کی ہمیشیر سے ہوئی جسے دو فرزند اور دو دختر ہیں۔ سکونت حیدر آباد۔



سرفراز حسین خان۔ میر۔ نواب صفدر جنگ شیرالدولہ فخر الملک بہادر  
 ولادت ۱۵۔ محرم ۱۱۸۰ ہجری۔ آپ کے بزرگ نسلاً رضوی سید اور شہر طوس واقع ممالک  
 ایران کے متوطن تھے مگر والی تاتار محمود سلطان کے بیٹے عبداللہ خان کی لشکر کشی طوس پر  
 تاب مقاومت نہ لاسکے لہذا اس خاندان کے دو بھائی میر تقی اور میر ابو القاسم مع مال و  
 منال ہرات میں غارت گری ہوئے جنہیں سے مقدم الذکر حاکم خراسان اور مورخ الذکر امام شہر  
 حضرت امام رضا کے روضہ کے کلید بردار ہو گئے۔ میر تقی کے بیٹے سید حسین خواجہ  
 علاء الدین حاکم خواف کی دختر سے منسوب ہوئے۔ خواجہ مذکور کے فرزند خواجہ شمس الدین جب  
 شہنشاہ اکبر کے عہد میں وزیر اعظم مقرر ہوئے تو میر حسین بھی اپنے دو بیٹوں کو ساتھ لیکر وارد  
 ہندوستان ہوئے اور ملک بنگالہ کی بخشی گری پر مامور ہوئے۔ انھوں نے جنگ کشمیر میں بھی  
 کاربائے نمایاں کیے تھے۔ انکے پوتے میر کمال الدین حسن افواج بلخ کے میر عسکر اور پھر وزیر  
 ٹھٹھہ مقرر ہوئے۔ انکے فرزند میر حسین امانت خان اول پہلے سپہ سالار فوج دہلی اور پھر وزیر  
 اعظم دکن مقرر ہوئے۔ انکے بیٹے میر معین الدین امانت خان دوم شہنشاہ اورنگ زیب کے  
 عہد میں وزیر ممالک لاہور و ملتان و کابل و کشمیر اور پھر وزیر خالصہ سپہ سالار۔ وزیر دکن اور ناظم  
 اورنگ آباد ہوئے۔ انکے پوتے میر عبدالرزاق شاہ نواز خان حمصام الدولہ بہادر کے نام  
 کا ایک چوک اورنگ آباد میں موجود ہے۔ بہر طور اس خاندان کے کل ادنیٰ و اعلیٰ اراکین ہمیشہ  
 مناصب جلیلہ پر مامور اور شہنشاہان دہلی کے معتمد علیہ اور نظامان دکن کے دست راست  
 رہے ہیں اور ہمیشہ جاننا زانہ خدمات انجام دی ہیں۔ نواب فخر الملک بہادر کے والد ماجد  
 میر غلام حسین خان فخر الملک حسام الدولہ صفدر جنگ نے شہسہ اعمین انگریزوں کے جان و  
 مال کی حفاظت کی۔ انکے فرزند اکبر نواب میر اسد علی خان نظام یار جنگ نظام یار الدولہ حسام الملک  
 خان خانان بہادر اور دوسرے فرزند آپ ہیں۔ آپ نے علوم فارسی و عربی و انگریزی کی تحصیل  
 کے بعد قانونی مہارت حاصل کی۔ آپ کو شکار کا بہت بڑا شوق ہے۔ حضور نظام اپنے

ضروری سفرون میں آپ کو اپنے ہمراہ لیجاتے ہیں۔ ہنر کسٹنس لارڈ ڈفرن کی سیرانی اور گورنمنٹ نظام کے مشہور مقامات کی سیر کرانے کی خدمت آپ کو مفوض ہوئی تھی۔ آپ وزیر معین المہام عدالت و امور عامہ کے معزز منصب پر ممتاز ہیں اور کینٹ کونسل کے ممبر اور مجلس واضح آئین و قوانین حیدرآباد کے وائس پریسیڈنٹ ہیں۔ آپ کے چھ فرزند ہیں دختر اور ایک نواسا ہے۔ چار بیٹے فرزند اپنے ادیب سٹریٹن صاحب کے ہمراہ انگلستان گئے ہیں جنہیں سے دو بیٹے بیٹے آئین کالج میں داخل ہوئے ہیں۔ آپ کی بڑی دختر کی شادی نواب میر بضاعت حسین شاہنواز خان فتح یار جنگ مصمام الدولہ شجاع الملک بہادر سے ہوئی ہے۔ نواب فخر الملک بہادر کی آبائی اور موروثی جاگیر بہت وسیع اور زرخیز ہیں جہاں آپ کو دیوانی اور فوجداری کے اختیارات ملی حاصل ہیں۔ سکونت حیدرآباد۔



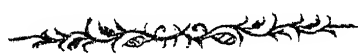
محمد ابو الحسن خان۔ نواب شوکت جنگ حسام الدولہ معین الملک بہادر۔ جاگیر دار ریاست۔ آپ کے پردادا آغا معین خان کا وطن اصفہان تھا۔ اُنکو شاہ کج کلاہ ایران نے ملک التجار کا خطاب دیا تھا۔ وہ سبارز جنگ کے عہد میں وارد دکن ہوئے جہاں خانی اور بہادری کے خطاب سے معزز ہوئے۔ اُنکے بیٹے نواب جعفر علی خان شوکت جنگ حسام الدولہ معین الملک بہادر نواب صلابت جنگ کے عہد میں راج سکا کرل کے صوبہ دار مقرر ہوئے۔ انھوں نے فرانسیسی باغی زمینداروں اور مرہٹوں کی تہدید اور تادیب میں کامیابی حاصل کی تھی۔ بعد چند دہائیوں محکمہ خانگی اور پھر وزیر اعظم نظام اور معین خان شوکت جنگ کے خطاب اور رفعت ہزاری کے لقب سے ممتاز و سرفراز کیے گئے۔ اُنکے بیٹے نواب ابو الحسن خان نواب صلابت جنگ کے وزیر اعظم کے سکرٹری تھے اُن کو ضرغام جنگ حسام الدولہ معین الملک بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ اُنکے بیٹے محمد سامی خان علی کشتن کر و گبری تھے۔ اُنکے بیٹے نواب ابو الحسن خان بے نظیر جنگ کو شہلا بھری میں قلعہ عطا

ہوا اور آبائی خطابات نواب ناصر الدولہ بہادر نے مرحمت کیے۔ بعد چندے وہ عدالت رائیجہ کی وکالت کے عہدہ پر ممتاز ہوئے۔ اُنکے بیٹے نواب قاسم علیخان چیف جسٹس کے عہدہ پر مامور ہوئے اور ترکستان و ایران کے مہمانان سرکاری کے وکیل اور مہانداز مقرر ہوئے۔ اُنکے فرزند اکبر نواب محمد ابوالحسن خان بہادر ہیں۔ آپ بائیس برس کی عمر میں گولگل کے سیر مجلس ہوئے۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد آپ نے امتحان انٹرنس اور مالگزار کی اور عدالتی صیغوں کا قانونی امتحان پاس کیا۔ آپ ایک علم دوست اور سیاحت پسند رئیس ہیں۔ آپ کو بھی گورنمنٹ نظام نے آپ کا آبائی خطاب عطا کیا۔ آپکے برادر اصغر محمد حسین خان بے نظیر جنگ بہادر نے بھی انٹرنس تک انگریزی حاصل کی ہے اور گورنمنٹ نظام اور گورنمنٹ برطانیہ کی قانون دانی کی طرف مائل ہیں چنانچہ بڑی کامیابی کے ساتھ انھوں نے ریونیو اور جڈیل ڈپارٹمنٹ کے امتحانات پاس کیے ہیں۔ سکونت حیدر آباد۔



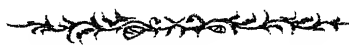
اکبر جنگ بہادر۔ نواب۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۸۵ عین اورنگ آباد میں واقع ہوئی۔ سنہ ۱۲۹۵ ع کے زمانہ غدر میں سترہ برس کی عمر میں آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی ملازمت اختیار کی۔ ممالک متوسط کی جنگوں میں شریک ہوئے۔ بغاوت فرو ہوئی کے بعد تانیا ٹوپی کی جنگ میں شرکت کی۔ سنہ ۱۳۰۵ ع میں مصر و روم و فارس و عرب کی سیاحت کے شوق میں ملازمت سے استعفی ہوئے۔ سنہ ۱۳۰۵ ع میں پھر ملازم ہوئے اور لارڈ نیپئر صاحب کے ہمراہ ملک حبش کو گئے۔ پھر سفارت جنوبی سکڈالامین شریک ہوئے۔ بعد قتل شاہ ٹیمو دور و اختتام جنگ آپ کو کارہائے نمایاں کے جلد و میں گورنمنٹ انڈیا نے سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب عطا کیا۔ پھر آپ کو گورنمنٹ نظام نے صوبہ دارمی اورنگ آباد پر مامور کیا مگر آپ اُسے چھوڑ کر سڈگلکس فور ساتھ صاحب کی سفارت یار قندین بطور ہندوستانی سکرٹری کے گئے اور گورنمنٹ برطانیہ کا شکریہ حاصل کیا۔ بعد واپسی آپ کو توال شہر حیدر آباد مقرر ہوئے جو ایک

اعلیٰ اور ممتاز عہدہ ہے۔ آپ نے اس مشکل عہدہ کے فرائض کو نہایت ہوشیاری سے انجام دیا اسکے علاوہ آپ کے سپرد اور بھی مختلف خدمات تھیں۔ سرکش قوم روہیلا کی قوت توڑنے کے لیے جو مجلس قائم ہوئی تھی اُسکے آپ صدر نشین تھے اور اُس میں جو قوانین پاس ہوئے اُن کو گورنمنٹ نے منظور کیا اور ان پر اب بھی عملدرآمد ہوتا ہے۔ چادر گھاٹ اور شہر حیدر آباد کی مینوسپلٹی کی ممبری کی حیثیت سے آپ نے قانون بنانے میں قیمتی مدد دی۔ مجلس ترقی طب یونانی کے آپ ممبر تھے۔ جاگیرداروں کی جانب سے پہلے لیس لیٹو کونسل کے ممبر اور پھر آفیشیل ممبر مقرر ہوئے۔ قوانین کا نفاذ و تعمیل آپ نے جس بیدار مغزی سے کی افسران و حکام گورنمنٹ نظام اُسکے معترف اور معرف ہیں۔ سکونت حیدر آباد۔



شیو راج دھرم و نٹ بہادر۔ راجہ راجان ہمارا راجہ آصف جاہی۔ ولایت ۱۸۶۲ء ہجری۔ آپ کے خاندان کے اکثر بزرگ سلاطین مغلیہ کے دربار میں مناصب جلیلہ پر ممتاز تھے اور اس خاندان کے ایک ممبر راجہ ساگر مل کو نواب آصف جاہ اپنے ہمراہ دکن لائے۔ نوجوان راجہ ساگر مل کو پھر اضلاع کی دفتر داری کا عہدہ اور اپنے تمام خانگی کاروبار کا انتظام سپرد کیا۔ اُنکی چوتھی پشت میں راجہ کرن تھے جنکے لاؤد انتقال کرنے سے اُنکے چھوٹے بھائی راجہ اندرجت مسند نشین ریاست ہوئے۔ اُنکے فرزند راجہ شیو راج دھرم و نٹ بہادر ہیں۔ ۱۸۶۵ء میں آپ ریونیو کمشنر کے عہدہ چھل اور ۱۸۶۹ء ہجری میں راجہ بہادر اور منصب آبائی سے ممتاز و سرفراز کیے گئے۔ ۱۸۷۴ء ہجری میں آپکے والد نے انتقال کیا۔ ۱۸۷۹ء ہجری میں حضور نظام نے آپ کو آپ کا موروثی عہدہ اور سربراہ اور مالے مروارید مرحمت فرمایا۔ ۱۸۸۰ء ہجری میں دھرم و نٹ اور راجہ راجان کے خطابات سے معزز کیا۔ آپ ریونیو کمشنر۔ سررشتہ دار منصب و جمعیت اور ناظر رسومات ہیں۔ آپ جائیداد سر سالار جنگ کی کمیٹی ٹرسٹی کے رکن بھی رہ چکے ہیں۔ امرائے دکن کے باہمی نزاعات کا تصفیہ بھی حسبِ حکم

مدارالہمام آپ ہی رہے ہیں۔ قوی راجہ یاواب جب ۱۰۰ مفت ہوئے زان بعد تو آپ ہی اُسکے ہماندار ہوتے ہیں اور وہ سرکار نظام کی ملاقات سے بھی آپ ہی کے وسیلہ سے مشرف ہوتا ہے۔ راجہ صاحب نے کالیستھ پاٹ شالہ قائم کیا ہے جس میں انگریزی۔ فارسی اور سنسکرت کی تعلیم انٹرنس تک بلا فیس دی جاتی ہے۔ دھرم پرچار کشوریاٹ شالہ کے بھی آپ ہی بانی ہیں جس میں علم نجوم۔ شاستر اور وید کی تعلیم ہوتی ہے اس کے علاوہ اپنی جاگیر میں اکثر مدرسے فارسی اور دیسی زبانوں کی تعلیم کے لیے اپنے اپنے صرف سے جاری کیے ہیں۔ آپ کالیستھ سبھا کے صدر نشین ہیں۔ ۱۸۷۳ء ہجری میں آپ نے ایک جوہی اسکالر شپ قائم کیا۔ حضور نظام کی تخت نشینی کی یادگار میں آپ نے اپنے مدرسہ سنسکرت کی تعلیم جاری کی ۱۸۹۶ء کی ڈائمنڈ جوبلی میں اپنے مدرسہ کے کل پاس شدہ طلباء کو طلائی اور نقرئی تائے تقسیم کیے۔ سکونت حیدرآباد۔



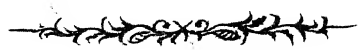
فرمانی منوہر راجہ راجہ اجمان مہاراجہ آصف نواز دنت بہادر آصف جاہی۔ دست ۱۸۷۸ء۔ آپ کے آباء واجداد شاہجہان آباد کے متوطن تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب راجہ رگھوناتھ سے ملتا ہے جو ایک تعلقہ کے صوبہ دار اور حیدرآباد کے وزیر اعظم تھے۔ آپ کے والد کے انتقال کے بعد سر سالار جنگ اعظم نے آپ کو مدرسہ عالیہ میں داخل کیا اور بعد فراغ تحصیل قانون پڑھنے کی صلاح دی۔ سب سے پہلے آپ سر رشتہ دار مالگزار ہی۔ پھر مالگزاری اور جوڈیشل محکوم کے کونسلر اور پریوٹ سکرٹری مقرر ہوئے۔ حضور نظام کی تخت نشینی کی تقریب میں مہمانوں کے استقبال اور دربار کے انتظام کی ذمہ دار اور خدمت آپ کے سپرد ہوئی۔ پبلک قرض کی تحقیقات اور مصارف ریاست کی اصلاح کی کمیشن کے آپ ممبر اور بعد ازاں ریاست کے اکوئنٹنٹ جنرل مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۱ء ہجری میں راجہ بہادر آصف جاہی اور راجہ راجمان کے خطاب سے معزز ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں فارسی و انگریزی کی تعلیم کے لیے آپ نے

اعلیٰ اور ممتاز عہدہ ہے۔ آپ نے اس مشکل پر سکہ دھنیں ملنے چھہ لی ڈائنڈ جوبلی میں بہت سے  
 وظائف قائم کیے۔ اسی سال ایک سجھا قائم کی جو اس کے حقوق کو بے حد نفع پہونچا رہی ہے  
 اپنے خاص مکان میں ایک دھرم ہت کلب جاری کیا جس میں قوم کا ہستہ کے لڑکے علمی مضامین  
 پر بحث کرتے ہیں حضور نظام نے آپ کی پیش کردہ تجاویز متعلق لنگر خانہ و پبلک مدارس  
 کو پسند فرمایا۔ آپ ہندو کلب کے صدر نشین ہیں۔ سکونت حیدر آباد۔



احمد عبدالعزیز۔ مولوی۔ خان بہادر۔ نواب عزیز جنگ بہادر۔ آپ عربی الاصل  
 قریشی ناٹلی ہیں آپ کے والد مولوی محمد نظام الدین کو سر سالار جنگ اول نے شہداء ہجری  
 میں ضلع نیلور واقع مدراس سے حیدر آباد میں طلب کیا اور صیغہ عدالت کی نیابت عطا کی  
 آپ کو عربی و فارسی میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ آپ شاعر بھی ہیں۔ ولا تخلص ہے اور  
 حبیب اللہ ذکا نیلوری اور مولوی سید علی کاکل لکھنوی سے تلمذ ہے۔ نواب مختار الملک کے  
 عہد وزارت میں آپ ابتداً سر رشتہ عدالت میں ملازم اور پھر سر رشتہ مالگاری میں منتقل ہوئے۔  
 آپ نے حیدر آباد کے ملکی امتحانات مال و عدالت دفاتر و حساب میں کامیابی حاصل  
 کی۔ کتاب منتخب المال کی تصنیف کے صلہ میں سالار جنگ ثانی نے تین سو روپیہ کا انعام  
 دیا۔ بعد ازاں آپ اسٹنٹ اکوئنٹنٹ جنرل مقرر ہوئے اور خزانہ الحساب کی تالیف کے  
 جلد میں گورنمنٹ نظام سے تین سو روپیہ کا انعام پایا۔ پھر صیغہ فائشل کے متعلق  
 عمدۃ القوائین تصنیف کی اور ایک ہزار روپیہ گورنمنٹ نظام سے ملے۔ اس کے بعد چھ سو  
 روپیہ ماہوار پر آپ اسٹنٹ ریونیو سکرٹری ہوئے اور ایک مفید اور ضخیم تالیف کے انعام میں  
 پندرہ سو روپیہ حاصل کیے۔ جب آپ سر رشتہ تحقیقات جاگیرات میں مامور ہوئے تو ایک  
 کتاب اعظم العطیات کے صلہ میں سر آسمانجاہ وزیر اعظم نے دو ہزار روپیہ عطا کیے۔  
 اس کے بعد اول تعلقہ دار ضلع اور پھر بارہ سو روپیہ ماہوار پر علاقہ پائیگاہ کے معتمد اور

کشنر مقدر اور خان بہادر نواب عزیز جنگ کے خطاب سے معزز و مفتخر ہوئے۔ ان بعد شیرازہ دفا تر کے صلہ تصنیف میں پائیکا سے پانچ سو روپیہ کا انعام مرحمت ہوا۔ آپ ایک اعلیٰ ریونیو اور فنانشل افسر سمجھے جاتے ہیں۔ بورڈ ڈائریکٹران ریلوے نے نظام گائڈ ریوے کے متعلق مفید کارروائی کے انجام دینے میں آپ کو ایک سلور فرمی پاس دیا۔ اٹھائیس سال کی ملازمت کے بعد اب بحصول پنشن خانہ نشین ہیں۔ اسکے علاوہ آپ ایک عرصہ تک پبلک خدمات میں مصروف رہے ہیں۔ آپ سٹی میونسپلٹی کے وائس پریسیڈنٹ بھی منتخب ہوئے تھے۔ آپ دو مفید ملک رسالوں تکمیل الاحکام اور عزیز الاخبار کے ایڈیٹر اور پروپرائیٹر رہ چکے ہیں اور انہیں آپ کے قلم سے علم فلاحیت۔ فنانس اور ریونیو کے مسائل اور مباحث پر نہایت پُر زور مضامین شائع ہوئے ہیں۔ مصطلحات دکن۔ سیاق دکن اور محبوب القوائین زیر طبع ہیں۔ آپ گورنمنٹ نظام اور گورنمنٹ برطانیہ کے بہت بڑے خیر خواہ اور خیرہ سگال ہیں۔ آپ کے چار فرزند ہیں۔ غازی الدین احمد۔ محی الدین احمد۔ علی الدین احمد۔ رکن الدین احمد۔ سکونت حیدرآباد۔



محمد حمید اللہ خان۔ افضل العلماء سر بلند جنگ بہادر۔ ایم۔ اے۔ بیرسٹر لا۔ جج ہائیکورٹ نظام۔ آپ کی ولادت ۱۷ مارچ ۱۸۶۷ء کو شہر آگرہ میں واقع ہوئی۔ آپ کے والد مولوی محمد سمیع اللہ خان بہادر۔ سی۔ ایم۔ جی۔ ہیں۔ آپ علی گڑھ کالج میں تعلیم پا کر انگلستان گئے جہاں سے ۱۸۸۵ء میں امتحان بیرسٹری پاس کیا۔ ۱۸۹۵ء میں حضور نظام کے ہائیکورٹ کے جج مقرر ہوئے اور اپنی نمایاں خدمات کے صلہ میں خطابات مذکور سے سرفراز کیے گئے۔ سکونت حیدرآباد۔



سید حسین بلگرامی۔ آرنہیل نواب علی یار خان موتمن جنگ عماد الدولہ عماد الملک



بہادر۔ ولادت ۱۸۳۷ء آپ کا قلمی وطن واسطہ واقع عراق عرب تھا جہاں سے اس خاندان کے مورث اعلیٰ ہندوستان آئے اور بلگرام ملک اودھ کے راجہ کو مغلوب کر کے مستقل سکونت اختیار کی۔ آپ کے دادا اس سے قبل واسرائے کے دربار میں بادشاہ اودھ کی طرف سے قائم مقام تھے۔ بعد الحاق اودھ ملازمت گورنمنٹ انگریزی اور مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوئے اور کلکتہ میں سکونت اختیار کی۔ آپ کے والد اور چچا نے مدرسہ کالج میں انگریزی تعلیم پائی۔ بعد فراغ آپ کے چچا آئزبل سید عظیم الدین صاحب کو لارڈ ولیم بنتنگ صاحب نے اپنا ایڈیٹنگ اور انسپشن مشرقی کا ترجمان مقرر کیا۔ بعد چندے امیران سندھ کے دربار میں پولیٹیکل ایجنٹ کے عہدہ پر مامور کیا اور دریائے سندھ کی جہاز رانی کی نگرانی بھی اُنکے سپرد کی۔ اسکے بعد ملک بہار میں ڈپٹی کلکٹر اور سٹنٹ افسری کا عہدہ اُنکے مفوض کیا گیا اور دو مرتبہ بنگال لیجس لیٹو کونسل کے ممبر مقرر ہوئے۔ وہ مشہور محاصرہ آرہ میں شریک تھے اور کنورنگھ سے جنگ کی تھی۔ اُنکی بیش بہا خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے سی۔ ایس۔ آئی۔ کے معزز خطاب سے ممتاز کیا تھا۔ آپ کے والد سید زین الدین خان ۱۸۵۶ء میں ڈپٹی کلکٹر اور ڈپٹی مجسٹریٹ مقرر ہوئے اور بنگال و بہار کے مختلف اضلاع میں نہایت عمدگی سے فرائض منصبی انجام دیکر ۱۸۷۵ء میں کنارہ کش ہوئے۔ نواب عماد الملک بہادر نے پٹنہ اور کلکتہ میں تعلیم پائی اور ۱۸۶۶ء میں اول درجہ میں۔ بی۔ اے۔ کا امتحان پاس کیا۔ آپ نے اپنے والد کی مرضی کے خلاف سررشتہ تعلیم کی ملازمت پسند کی اور لکھنؤ کینیڈا کالج میں عربی پر دفتیس مقرر ہوئے۔ ۱۸۷۲ء میں سرسالا جنگ اعظم سے جنرل بیر صاحب نے آپ سے ملاقات کرائی جو آپ کو حیدر آباد لے گئے۔ ۱۸۷۳ء میں آپ اُنکے پرسنل اسٹنٹ مقرر ہوئے۔ اسکے بعد پراویٹ سکریٹری اور سکریٹری صیفہ متفرقات کے عہدہ پر مامور رہے۔ حضور نظام نے تخت نشینی کے بعد آپ کو اپنا پراویٹ سکریٹری مقرر فرمایا اور تدریجا علی یار خان بہادر

مومن جنگ۔ پھر عماد الدولہ اور اسکے بعد عماد الملک کے خطابات سے سرفراز فرمایا۔  
 آپ ۱۹۸۷ء میں ہرکلسنسی گورنر جنرل و ویسیر اے ہند کی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے۔  
 آپ کو امور تعلیمی میں خاص اہمک اور دلچسپی ہے۔ سکونت حیدرآباد۔



سید علی بلگرامی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ شمس العلماء۔ آپ آنرہبل  
 مولوی سید حسین بلگرامی نواب عماد الملک بہادر کے برادر اصغر۔ آنرہبل سید عظیم الدین  
 خان مرحوم کے بھتیجے اور سید زین الدین خان مغفور کے فرزند ہیں۔ آپ نے بعد فراغ  
 علوم مشرقیہ پندرہ برس کی عمر میں انگریزی شروع کی اور صرف آٹھ برس میں بی۔ اے۔  
 اور اسکے بعد ایل۔ ایل۔ بی۔ کا امتحان پاس کیا اور یونیورسٹی سے ایک طلائی تمغہ  
 حاصل کیا پھر رٹ کی کالج میں چند سال تک آپ نے تعلیم پائی۔ اسکے بعد آپ حیدرآباد  
 گئے جہاں سر سالار جنگ ایک اسکالرشپ دیکر آپ کو اپنے ساتھ انگلستان لے گئے۔ وہاں  
 آپ نے علم معذنیات اور علم طبقات الارض کے اعلیٰ امتحانات پاس کیے اور تمغہ  
 حاصل کیا اور فرانسیسی و جرمن زبانیں بھی حاصل کیں۔ انگلستان سے واپس آکر آپ  
 حیدرآباد میں ناظم صیغہ معذنیات و تعمیرات مقرر ہوئے۔ سنسکرت کے آپ عالم ہیں۔  
 آپ کی فارسی۔ عربی و سنسکرت تصانیف ملک میں موجود ہیں۔ تین برس تک برابر آپ مدراس  
 یونیورسٹی کے علوم سنسکرت کے متحن منتخب ہوئے اور ایم۔ اے۔ کے امتحان میں بیدل  
 اور بیک ایجر کے متحن تھے۔ آپ انگلستان کی کئی علمی سوسائٹیوں کے ممبر ہیں۔ گورنمنٹ  
 انڈیا نے ۱۹۸۷ء میں آپ کو شمس العلماء کے خطاب سے مفتخر کیا۔ کنارہ کشی ملازمت  
 کے بعد آپ نے انگلستان کی سکونت کو ترجیح دی اور وہیں اپنی آخری عمر بسر کرنا چاہتے  
 ہیں۔ سکونت لندن۔



**احمد بخش خان**۔ ناغہ۔ نواب۔ رسالہ امیر سروس و اربہادر ممبر آف دی آرڈر  
 آف میرٹ اینڈ فرسٹ کلاس آرڈر آف برٹش انڈیا۔ جاگیر دار۔ آپ کا سلسلہ نسب ملک  
 اسماعیل خان ناغہ نواب دلاور جنگ تک پہنچتا ہے جو سلطان بہلول کے ہمراہ افغانستان  
 سے ہندوستان میں آئے اور سپہ سالاری کا عہدہ اور کارہائے نمایاں کے صلہ میں  
 مذکورہ بالا خطاب حاصل کیا۔ اسکے بعد وہ ملتان اور پھر بہار کی صوبہ داری پر مامور  
 ہوئے اور ملک شیخاواٹی میں چھپن لاکھ کی جاگیر اور پنہجری منصب عطا کیا گیا۔ آپ  
 انکی آٹھویں پشت میں ہیں۔ انکی اولاد دربار شاہی سے دیوان کے خطاب سے مخاطب  
 اور مناصب جلیل سے ممتاز ہوئی۔ انکی چوتھی پشت میں ملک عبدالکریم خان راجہ  
 جے سنگھ والی جے پور کے مقابلہ میں مارے گئے اور انکی مقبوضہ جاگیرات پر راجہ  
 موصوف قابض و متصرف ہو گئے مگر شاہ عالم نے انکے فرزند کبیر خان کو پرورش  
 خاندان کے لیے ایک علاقہ زہر ضلع شیخاواٹی عطا فرمایا۔ انکی کئی پشتوں کے بعد ایک  
 خانہ جنگی کی وجہ سے نواب احمد بخش خان کے والد محمد بخش خان ناغہ عازم دکن ہوئے  
 اور ۱۸۵۶ء میں سرکار نظام کی ملازمت اختیار کی اور وہاں حیدر آباد کنٹنٹ رسالہ  
 کے سائیڈار مقرر ہوئے۔ وہ ۱۸۵۶ء کی پنڈارون اور نانک ہانی اور ونڈوٹی کی  
 جنگوں میں شریک ہوئے۔ انکی شجاعانہ خدمات کے جلد وین اسی سال انکو رسالہ  
 میجر لی۔ انکی وفات کے بعد انکے فرزند احمد بخش خان ناغہ ۱۸۵۳ء میں رسالہ سوم  
 میں بھرتی ہوئے اور ۱۸۵۳ء میں بریگیڈیر بلر صاحب کی ہمراہی میں جنگ کرنول پر بھیجے  
 گئے جسکے صلہ میں آپ کو پہلا کمیشن ملا۔ ۱۸۵۹ء سے ۱۸۵۹ء تک مختلف مقامات میں  
 سات مہوں میں فتمندی حاصل کی۔ ۱۸۵۹ء کے زمانہ غدر میں کرنل ڈیوڈس صاحب نے  
 آپ کی رجمنٹ کو باغیوں کی سرکوبی اور گورنمنٹ کی وفادارانہ امداد کے لیے منتخب کیا۔  
 جس میں آپ سات لڑائیوں میں کامیاب ہوئے۔ ۱۸۵۸ء میں بھی جھانسی۔ گوالیار۔

عزاس

فہرست اسمائے گرامی خطاب یافتگان و مشاہیر احاطہ مدراس

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۳۸	بدم وینکٹ رتنم - راؤ بہادر - رئیس کوکناڈا -		الف
۵۲	بدھو مارپونا راین مورلی - راؤ بہادر - وزیر گاجتم -		آبیر نرہے کووی لگمنپو آئینی عورت ولجہ رام راجہ -
۳۹	بڈوراما سوامی - راؤ بہادر - رئیس کمبا کوٹم -	۴۶	راجہ - رئیس ولواند -
۶۱	برو وینکٹ رمناسو - راؤ بہادر - برہام پور -	۷۷	ابوبکر سیری - خان بہادر - رئیس منگلور -
۱۵	بومادیو راو وینکٹ نرسنگھ تیبہ راجہ چنگیڈی کوٹم -	۶۳	آپا تھورے کرشنا سوامی آئیر - راؤ بہادر میلپور -
۷	بھاسکر سوتیتی اورگل - راجہ - رامند -	۷۲	اتھور و سادامینون - راؤ بہادر - پگھاٹ -
	بھوسر و تم آسیا سوامی شاستریہ - اسے بہادر -	۵۸	احمد محی الدین - خان بہادر - رئیس مدراس -
۲۳	رئیس کمبوٹم -	۳۹	آرکاٹ تھپا تیرودنکٹا سوامی - راؤ بہادر کوٹیم پور -
	پ	۶۹	ارکاٹ منی سوامی - راؤ بہادر - چنگل پٹ -
	پال گھاٹ آئینر کٹی پلے چننا سوامی پلے -	۶۰	آرن وویل سباپتی - راؤ بہادر - رئیس بلاری -
۴۰	راؤ بہادر - رئیس پال گھاٹ -	۵۴	الیکرو پٹنڈ - دیوان بہادر - رئیس سیدامپٹ -
۳۹	پانڈورنگے کوڈنڈراؤ - راؤ بہادر - وزیر گاجتم -	۲۱	ایدولتھہ کاکت کرشنن - دیوان بہادر - ٹلیچیری -
۳۱	پٹیر مونی سوامی پلے - راؤ صاحب - کوٹیم پور -	۷۵	ایس سبرانیا آئیر - کے - سی - آئی - ای میلپور -
۵۳	پٹنگی سری نواس راؤ - دیوان بہادر - مدراس -		ایس سری نواس راگھو آئینگر - دیوان بہادر -
۳۹	پکندلارام راؤ - راؤ بہادر - رئیس مدناپلی -	۲۷	سی - آئی - ای - رئیس مدراس -
	پروسیتا رام کرشنا سوامی آئیر - دیوان بہادر -		ب
۵۴	رئیس پدوکوٹ -		بجے رام گجپت راج - مرزار راجہ نیا سلطان -
۶۱	پڈی پھلا پور نائیا - راؤ بہادر - پاروتی پورم -	۱	راجہ و زیا نگرم -

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۳۰	تھمن سنگھ مہاراج۔ راؤ صاحب۔ رئیس گڈپہ۔	۷۰	پرنسپل تپور سہرا۔ راؤ بہادر۔ رئیس بلاری۔
۴۱	تیزو تیس ورم پیٹے۔ پتھی رام پلے۔ راؤ بہادر۔ رئیس ترجنا پٹی۔	۶۱	پنل گوپال راؤ۔ راؤ بہادر۔ برہام پور۔
	ٹ		پلیکٹ راماسوامی چٹپار۔ دیوان بہادر۔ رئیس مدراس۔
۷۹	ٹرو و لورنار این سوامی پلے۔ راؤ صاحب۔ مدرک۔	۵۵	پنجرئی کلپا منت چار۔ راؤ بہادر۔ بلاری۔
۳۸	ٹماراجا ونگٹا شیور او۔ راؤ بہادر۔ چنگا کول۔	۳۹	پوننا نرسنگھ راؤ کرشنا مورتی۔ سی۔ آئی۔ ای۔
۲۷	ٹھور لارگو تیا۔ بی۔ اے۔ راؤ صاحب۔ تلور۔	۳۷	دیوان میسور۔
۶۳	ٹھیکا کو دی لاگتھ ویر ورم۔ راجہ۔ ملیبار۔	۱۶	پی انند اچار لو۔ بی۔ اے۔ رائے بہادر۔ مدرک۔
۴۵	ٹھیکا کو دی لاگتھ ویر ورم۔ راجہ۔ ملیبار۔		سیداکو دی لاگتھ ویر این۔ راجہ۔ دوم۔ کالیکٹ۔
	ج	۱۵	پی راجہ ترم مدلیار۔ دیوان بہادر۔ رائے بہادر۔
۴۱	جگنانی کٹوراجو۔ راؤ صاحب۔ بنگلور۔	۳۳	سی۔ آئی۔ ای۔ مدراس۔
۵۷	جگناتھ راؤ۔ دیوان بہادر۔ وزیر گائٹم۔	۶۳	پیر ولفنٹھن رنگا۔ مہامو پا دھیا۔ مکبوغم۔
۴۲	جنار دھن سنگھ۔ ٹھاکر۔ رائے بہادر مدراس۔		ت
	ج		تاجور ونگٹا سوامی راؤ۔ دیوان بہادر۔ مدرک۔
۶۲	چندر بھان رام سنگھ۔ راؤ بہادر۔ کرنول۔	۵۳	تاجل حسین خان۔ خان بہادر۔ رئیس مدراس۔
	ح	۷۱	ترچنا پٹی ونگٹ سوامی نیل گم پلے۔
۶۹	حسن رضا۔ مولوی شمس العلماء۔ ترجنا پٹی۔		راؤ بہادر۔ رئیس منگلور۔
	د	۶۳	ترویدی سنجیو داس نرسنگ راؤ۔ راؤ بہادر۔
۴۷	دسیریدی اما میشر پرشاد۔ منے سلطان۔ رئیس کٹنا۔	۲۹	رئیس شمالی آرکاٹ۔
۴۵	دھون سبار اوگا رو۔ راؤ بہادر۔ کرنول۔	۳۸	تپرئی رام راؤ۔ راؤ بہادر۔ رئیس بلاری۔
	ڈ	۱۷	تھمبوچی۔ راجہ۔ سی۔ آئی۔ ای۔ میور۔
۲۶	ڈمکارا گپا نایکم۔ راجہ بہادر۔ کالا ہستی۔	۴۷	تھممل پلے رام راؤ۔ راجہ۔ رئیس مدراس۔

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۴۵	سری گوجندر گیتی ناراین دیو۔ راجہ پراکینٹی	۲۶	راج گوبال کرشن یاچیندر لورو۔ سر۔
۴۳	سری ہری ہرام و راجہ دیوگا۔ صاحب مہربان	۲۶	کے۔ سی۔ آئی۔ امی۔ راجہ ونگٹاگیری۔
۳۷	دوستان۔ راجہ۔ رئیس کالیکوٹہ گنجام۔	۴۴	راما ورمالیا راجہ۔ راجہ۔ رئیس ٹراونکور۔
۳۷	سنگاپور پیاپتی۔ شاستریار۔ راؤ بہادر۔ گڈپہ۔	۴۰	راما سوامی آئیر گوبال آئیر۔ راؤ بہادر۔ ویلور۔
۵۶	سوامی سوامی ناتھ آئیر۔ دیوان بہادر۔ چتور۔		راما لنگم کندا سوامی پٹی۔ راؤ بہادر۔
۴۴	سوالی رام سوامی مدلیار۔ راجہ۔	۲۴	رئیس ترچنپلی۔
۴۴	سی۔ آئی۔ امی۔ رئیس مدراس۔		رام سو برامنی شاستری۔ مہامہوپادھیا
	سورولی راماسوامی راماسبائی۔ راؤ بہادر	۶۷	رئیس کمبوکم۔
۴۶	رئیس مدور۔	۴۸	رام ورمال۔ راجہ۔ رئیس طیبیار۔
۴۰	سیٹھو پاروتی بانی۔ رائی۔ رئیس ٹراونکور۔	۵۳	رگبندی رگھوناتھ راؤ۔ دیوان بہادر۔ کمبوکم۔
۱۵	سیٹھو لکشمی بانی۔ ہرانیس۔ رائی رئیس ٹراونکور۔		رشیور ونگٹ سری نواس آئیر۔ راؤ بہادر۔
۲۰	سید محمد۔ آرنیل۔ نواب بہادر۔ رئیس مدراس۔	۷۷	رئیس مدراس۔
	سیرام ونگٹ رامداس۔ نیدو گارو۔	۵۴	ریدم دھرم راؤ۔ دیوان بہادر۔ والیئر۔
۷۳	دیوان بہادر۔ رئیس پدو کوٹہ۔		س
۲۴	سمول پال۔ راؤ صاحب۔ رئیس تھاولی۔	۳۱	سالوید ونگٹکس برپٹو۔ راؤ صاحب منگلور۔
	ش	۶۱	سبرانیپو۔ راؤ بہادر۔ رئیس کمبوکم۔
	شاما سندر ساستری۔ بی۔ اسے۔ دیوان بہادر		ست داد سور یہ نارائن پراساد راؤ۔ رائے بہادر
۷۵	رئیس پتھاپورم۔	۳۲	رئیس وزیکاٹم۔
	شکراسوبائی۔ آرنیل۔ سی۔ آئی۔ امی۔	۷۲	سر وجے رگھو ویو اس۔ راؤ بہادر۔ سید پٹید
۱۸	رئیس ٹراوندرم۔	۲۴	سر وکٹر شتاچاریر۔ راؤ صاحب۔ رئیس طیبیار۔
۱۴	شنگوراپو لیرٹی۔ راجہ کد تاند۔ رئیس طیبیار۔	۷۷	سر ونگے گوبال چاری۔ دیوان بہادر۔ کشتا۔
	شیول ٹکو ویدوسرا۔ مینا۔ پلے۔ رائے بہادر	۶۷	سری رنگا چاریا سوامی۔ مہامہوپادھیا۔ طاپلم۔
۳۱	رئیس مدور۔		

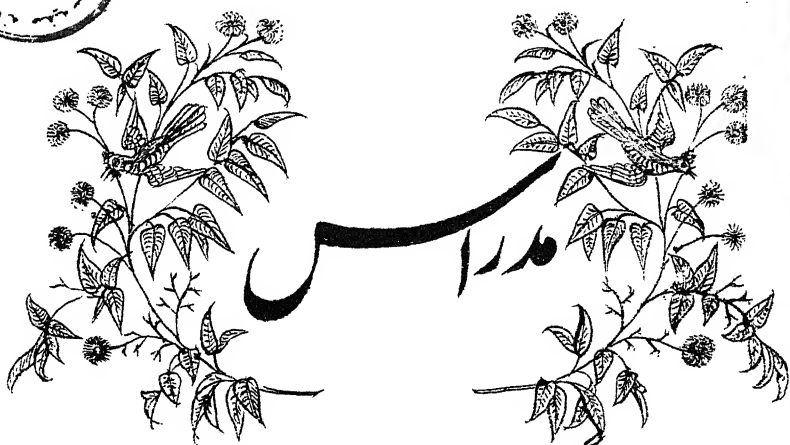
صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۵۲	غلام محی الدین - خان بہادر - رئیس ٹرپلی کین	ظ	
ک		۴۵	ظہور الدین احمد - حاجی - خان بہادر - مدراس
۱۳	کاجی کرشنا سوامی رام سی - کئی - ای - مدراس	ع	
۵۶	کڈالور و نیکو باچاریر - دیوان بہادر - رئیس کڈالور -	۳۲	عبدالرحمن - حاجی فقیر محمد - سیٹھ - خان بہادر - رئیس اوٹاکنڈ -
۴۴	کرن گوزہی جمبولنگا مدلیار - راؤ بہادر - رئیس کڈپہ -	۷۲	عبدالہسان - خان بہادر - رئیس مدراس -
۵۴	کروی باوی وینکٹ رامناٹیا لکشمین راؤ - دیوان بہادر - رئیس کوچین -	۷۸	عبدالقادر - عنبر - خانصاحب - رئیس شمالی آرکاٹ -
۷۳	کونیکے کوٹلم مانا و کرما - بہادر - زمورن کالیکٹ -	۷۷	عبداللطیف - مولوی - خان بہادر -
۴۴	کونیکے سیلی و قہیل کچو مبی ایچین - راجہ - رئیس ملیار -	۵۲	عبدالمجید - خان بہادر - رئیس ٹرپلی کین -
۷۹	کمار سوامی مور و گیسیم پے - راؤ بہادر - رئیس جفنا -	۵۹	عبدالمجید - حکیم - خان بہادر - رئیس کڈپہ -
۶۸	کسلا پورم پچھیا - راؤ بہادر - رئیس بنگلور -	۲۲	علی الدین - مولوی - سید خانصاحب پویش -
۷۰	کبیر رستم سنگھ - راؤ بہادر - رئیس کرنول -	۷۱	علی مظہر - حافظہ - خان بہادر - مدراس -
۳۹	کنانور ناراین آئیر - راؤ بہادر - رئیس گوٹی -	غ	
۳۸	کن پھلو رنگوجی راؤ - راؤ بہادر - رئیس کوٹم پور -	۲۲	غلام حسین - خانصاحب - شمالی آرکاٹ -
۶۹	کنڈوکوری ویریا النگم - راؤ بہادر - راج مندری کوٹا پرشوتم - راؤ بہادر -	۶۹	غلام رسول - مولوی شمس العلماء - مدراس -
۶۱	کوٹی مل پوڈی سبایدو - راؤ بہادر - کرنول -	۳۰	غلام رضا خان بہادر - رئیس امیر محل ٹرپلی کین -
۳۸	کورے نیل ولیمیا چے کٹی - خان بہادر - ارناؤ -	۶۶	غلام محمد حسن علی - خان بہادر - رئیس مدراس -
۳۰		۶۵	غلام محمد - خان بہادر - رئیس رائی سیٹ -
		۵۱	غلام محمد علی - خان بہادر - رئیس ٹرپلی کین -
		۱۳	غلام محمد غوث - نواب - خان بہادر - مدراس -
		۷۵	غلام محمد - مہاجر - خان بہادر - ٹرپلی کین -
		۲۳	غلام محی الدین عبدالغفور - سید - خان صاحب - رئیس ترچنا پلی -

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۵۴	محمد رضا خان - خان بہادر - رئیس کرنول -	۵۵	کولتور راجندر راؤ - دیوان بہادر - مدراس
۶۹	محمد رکن الدین - شمس العلماء سیٹھ و لکاری -	۴۶	کولہ و نکٹ کنیا چٹیار - راؤ بہادر - مدراس
۲۳	محمد سلطان - خاٹ صاحب - کرنول -	۴۲	کویری گجنگا دہم چٹیار - راؤ بہادر - کانچنور
۷۲	محمد شریف - خان بہادر - مدراس -	۴۷	کیرال ورام - راجہ - رئیس ملیبار -
۷۰	محمد عبدالباری - خان بہادر - مدراس -		کیرال ورام اولیا کوئل تمبورن سی - ایس - آئی
۲۲	محمد عبدالحافظ - خان صاحب - دھرم پوری -	۷	رئیس ٹراونکور -
۵۷	محمد عبدالصمد - حافظ - خان بہادر - مدراس -		گ
	محمد عبدالعزیز - بادشاہ - حاجی - خان بہادر -		گودی پتی و نکٹ رامایا - دیوان بہادر -
۳۲	رئیس ٹرنیکین -	۵۵	رئیس ویلور -
۷۰	محمد عبدالعلی - خان بہادر - رئیس مدراس -		گودے نرائن گجپتی راؤ - راجہ سی - آئی - ای
۷۹	محمد عبدالعلی - خان بہادر - رئیس مدراس -	۲۸	رئیس وزیر گاکاٹم -
	محمد عبدالواسع - خان بہادر - رئیس		ل
۱۹	سعید آباد منیر باغ -	۲۳	لال بیگ - خاٹ صاحب - رئیس رلنگڈہ -
۷۷	محمد عبدالوہاب - خان بہادر سینٹ بھوم -	۳۰	الاجی والچی - سیٹھ - خان بہادر - مدراس -
	محمد سعید اللہ - مولوی شمس العلماء - خان بہادر -		الکشمی کمار شتا کوپا چاریر - مہامو پادھیا -
۶۹	رئیس مدراس -	۷۴	رئیس تریپونی تورا -
۲۲	محمد عزیز الدین حسین - خاٹ صاحب - کڈلور -		م
۷۴	محمد علی - راجہ - رئیس کناور -	۳۲	ماننے پنڈا ٹنٹا کارو - رائے بہادر - بلاری -
۳۰	محمد فضل اللہ - خان بہادر - مدراس -	۷۸	متلور آدو نرائن آپا - راؤ بہادر - رئیس مدراس -
۷۱	محمد قادر نواز - خان بہادر - رئیس منار گڈھی -	۷۶	محمد انور الدین - خان بہادر - مدراس -
۴۵	محمد قدرت غزنوی - خان بہادر - رئیس مدراس -	۵۲	محمد انور - خان بہادر - رئیس ٹرنیکین -
۳۰	محمد کرامت اللہ - خان بہادر - رئیس مدراس -	۷۱	محمد حمید - خان بہادر - رئیس مدراس -
۵۱	محمد لطیف اللہ - شمس العلماء - رئیس مدراس -	۲۹	محمد رحمت اللہ - خان بہادر - مدراس -



صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۷۸	نڈاھتھو ر سرسیت سند ر چاریر۔ مہا مہوپادھیہا رئیس سری رنگم۔	۷۱	محمد محمود۔ خان بہادر۔ رئیس مدراس۔
۶۰	نینیم پلے شیوار او۔ راو بہادر۔ رئیس منگلور۔	۳	محمد منور علی۔ سر۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ امیر آرکاٹ۔
و		۲۲	محمد منیر۔ خان صاحب۔ رئیس پڈو پیٹ۔
	واسدیو راجہ ولیا گار و نمبیدی۔ راجہ۔	۴۹	منیم انتم پلے سنکر چاریر راو بہادر۔ مدراس۔
۴۴	رئیس کونگٹو۔ ملیبار۔		دور اسندرم آئیر نارین سوامی آئیر۔ راو بہادر
	دھنڈا و سنکٹ ریدی نیدو گارور۔ رائے بہادر	۲۹	رئیس مدراس۔
۷۷	رئیس بیلکنڈہ۔	۶۲	دورنگم نادور و رچا ریر۔ راو بہادر۔ کٹ پیر۔
	وجیا پر اپو اتنت راو۔ دیوان بہادر۔	۷۰	مدیر ٹیڈی ونگٹا چلا پتی۔ راو بہادر۔ بلاری۔
۵۰	رئیس وزیرا نگرم۔		مرگٹیا ادیا بلیم راجو شاستریر۔ مہا مہوپادھیہا۔
	دوردار اراج گوپال چاریر۔ راو بہادر۔	۷۸	رئیس منار گودی۔
۵۶	رئیس کالیکٹ۔		منجری شیورام پٹرام کرشن آئیر۔ راو بہادر۔
۴	دوکرادیو۔ سری مہاراجہ۔ والی ریاست جیپور۔	۲۹	رئیس کالیکٹ۔
۶۴	دوونیا کو وی لاگم راجہ راجہ و رماراجہ ملیبار۔		منترینی پلے راماسوامی۔ نیدو گارو۔
	دیرا و میل ملسپی راماننگر۔ راو صاحب	۷۹	راو بہادر۔ رئیس تریپلی کین۔
۲۳	رئیس کمبکونم۔		موٹھو سوامی آئیر نترراج آئیر۔ راو بہادر۔
	ونگٹا سو پتا چلا پتی۔ رنگ راو۔ مہاراجہ	۴۰	رئیس تانجور۔
۱۰	آئی۔ ای۔ مہاراجہ۔ رئیس بیلی۔	۶۲	موٹھو کپارو موگم پلے۔ راو بہادر۔ رئیس تنجور۔
۲۵	ونگٹا کمار مہیتی سو ریا راو راجہ پتا پور۔	۶۲	مونٹا اتی رجو پلے۔ راو بہادر۔ رئیس کڈیر۔
	دیربھدر سببا راسے۔ راو بہادر۔ رئیس	۴۰	میدم سبنا چٹیار۔ راو بہادر۔ رئیس کرول۔
۶۳	ترچنا پلی۔	۴۶	میسبل ونگٹ من پوری۔ راو بہادر۔ پلگھاٹ۔
۱۴	دیرور ماراجہ۔ راجہ کورم برانت۔ رئیس ملیبار۔	ن	
		نانوا آئیر مال کرشن آئیر۔ راو بہادر۔ کیراور	
		ضلع پدو کوٹہ۔	

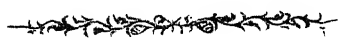
صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۶	کاروت نگر۔ نہائی آرکاٹ۔	۲۷	ویلور راجن پرتھاسارثی مدیر۔ راؤ صاحب
۶۳	وینکٹ رنگیش۔ راؤ بہادر۔ رئیس مدورا۔	۵۵	وینکٹ رنگیش۔ راؤ بہادر۔ سید ایڈٹ۔
۴۸	راجہ۔ رئیس نیکور۔	۲۸	وینکٹ رنگیش۔ راؤ بہادر۔ سید ایڈٹ۔
	۵	۴۳	وینکٹ رنگیش۔ راؤ بہادر۔ سید ایڈٹ۔
۵۵	ہرہر سببا رایا آئیر۔ دیوان بہادر۔ والہوپ۔	۷۷	وینکٹ رنگیش۔ راؤ بہادر۔ سید ایڈٹ۔
	می		وینکٹ رنگیش۔ راؤ بہادر۔ سید ایڈٹ۔
	یلا سنجیوی۔ نیڈو گارو۔ راؤ صاحب۔		وینکٹ رنگیش۔ راؤ بہادر۔ سید ایڈٹ۔
۳۱	بہرام پور۔		وینکٹ رنگیش۔ راؤ بہادر۔ سید ایڈٹ۔



بجے رام گج پت راج - مزاراجہ سری سپوتی بجے رام نیا سلطان بہاؤ  
 گارو - راجہ وزیا نگرم - آپ ۲۷ - ستمبر ۱۸۸۳ء کو وزیا نگرم میں متولد ہوئے اور ۱۸۹۷ء  
 میں جب ہزاریئیس مہاراجہ سراند گج پت راج جی سی - آئی - ای نے انتقال کیا تو آپ  
 اُنکے جانشین ہوئے - ہنگام جانشینی آپ کی عمر صرف تیرہ سال کی تھی - اسوقت سے  
 منجانب گورنمنٹ ایک سولین عہدہ دار لقب کلکٹر اینڈ گارجین مقرر ہوئے جو ریاست کا  
 انتظام کرتا ہے اور آپ کی تعلیم و تربیت کا بھی نگران ہے - آپ ہزاریئیس مرحوم کی والدہ ماجدہ  
 ہزاریئیس مہارانی الک راجیشوری کے حقیقی بھتیجے ہیں اور چونکہ مہاراجہ صاحب کے کوئی  
 اولاد نہ تھی لہذا اُنھوں نے بذریعہ وصیت نامہ آپ کو اپنا جانشین قرار دیا - انگریزی و سنسکرت  
 کی تعلیم اُنھیں کے زمانہ سے شروع ہو گئی تھی اور اب تک جاری ہے - بچپن میں سب لوگ  
 آپ کو چٹھی بابو کہا کرتے تھے - موجودہ نام مہاراجہ صاحب مرحوم کا رکھا ہوا ہے - آپ بہت  
 اچھے شمسور اور تمام مردانہ کھیلوں کے شائق ہیں - فی الحال آپ کی عمر اُنیس سال کی ہے  
 ریاست وزیا نگرم ایک قدیم ریاست ہے جو ضلع وزیگاٹم میں واقع ہے - والیان وزیا نگرم  
 سیسودیا راجپوت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ہزاریئیس مہاراجہ رام سنگھ والی جیسور  
 ملک راجپوتانہ و ہزاریئیس مہاراجگان جودھپور و ریوان سے آپ کے ازدواجی تعلقات ہیں

اس خاندان کے مورث اسطے مدھن ورماتھے جھنوں نے ۱۹۱۷ء میں وادی کشنا  
 میں راجپوتوں کی نوآبادی قائم کی اور جبکہ اسلاف کرام دربار گوگنڈہ میں نہایت باوقعت  
 سردار تھے۔ گوگنڈہ سے سپوتی مدھن ورماس ۱۹۲۵ء میں وزیر کاظم میں آئے جہاں انھوں  
 نے اور اُنکے جانشینوں نے اپنی ریاست کو رفتہ رفتہ اس قدر ترقی دی کہ یہ خاندان شمالی  
 سرکار میں نہایت ذمی وقعت اور صاحب طاقت ہو گیا۔ پیدابجے رام راج شائع  
 میں شاید اپنے والد کے جانشین ہوئے اور ۱۹۲۷ء میں انھوں نے پوتنور کو چھوڑ کر  
 وزیرانگرم کو اپنا مستقر قرار دیا اور اپنے نام پر اسکو موسوم کیا۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے آندر راج  
 جانشین ہوئے جھنوں نے گورنمنٹ انگلشیہ کا ساتھ دیا اور اُسکی حمایت میں نمایاں کامیابی  
 حاصل کی۔ بجے رام راج خلف آندر راج کے انتقال کے بعد اس خاندان کی حالت  
 بالکل بدل گئی۔ عزت۔ وقعت۔ وسعت اور حکومت میں بہت بڑا استحکام اور ترقی  
 ہوئی۔ اُسوقت اس خاندان کے سرغنہ کو مرزا اور منیا سلطان کے خطابات کا شرف  
 حاصل ہوا اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے یہاں سے ملاقات کے وقت انیس توپوں کی سلامی  
 مقرر ہوئی۔ یہ ریاست قریب قریب تمام ضلع وزیر کاظم میں پھیلی ہوئی ہے ۱۹۲۷ء میں  
 گورنمنٹ ہند نے راجہ کا خطاب تسلیم کیا اور زمینداروں کے مقابلہ میں اس خاندان کا  
 اعزاز بالاتر قرار دیا بجے رام گجپت راج نے ۱۹۲۷ء میں زمام ریاست اپنے ہاتھ میں  
 لی۔ انھوں نے نہایت قابلیت کے ساتھ اپنا کام انجام دیا اور اپنی فیاضی اور  
 خوش اخلاقی سے ثابت کر دیا کہ ہندوستانی روسا میں بہت کم لوگ اُنکے ہم پلہ ہیں۔  
 اُنکی فیاضی و حیرت بخشی اور اولوالعزمی اور علم دوستی کی صد ہا یادگارین اب تک باقی ہیں ۱۹۲۷ء  
 میں اُنکو مہاراجہ کا خطاب اور مہربانینس کا لقب عطا کیا گیا تھا اور اُس کے بعد  
 وہ کے۔ سی۔ آئی۔ اے سے بھی مخاطب ہوئے اور تیرہ ضرب توپ کی سلامی بھی مقرر ہوئی اور  
 اُنکا نام اُس فہرست میں درج کیا گیا جنکی ملاقات باز دید کو حضور ولیراے جاتے

ہیں۔ اُنھوں نے ستماء میں انتقال کیا۔ ہوتے اُنکے بیٹے آندرراج جو ستماء میں پیدا ہوئے تھے اُنکے جانشین ہوئے۔ ستماء میں اُنکو بھی مہاراجہ کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا اور خطابات جی۔ سی۔ آئی۔ ای اور ہزہائیس وغیرہ سے ممتاز ہوئے۔ ریاست کا رقبہ تین ہزار مربع میل ہے اور آبادی تخمیناً نو لاکھ ہے۔ ریاست کا انتظام بالکل انگریزی نمونہ پر ہے اور مندرجہ ذیل صیغوں میں تقسیم ہے۔ (۱) سمستھان جمن صیغہ دیو ستھان و صیغہ معدنیات و صیغہ انہار شامل ہے۔ (۲) صیغہ تعلقہ جات (۳) صیغہ تجارت (۴) صیغہ قانون (۵) صیغہ قلعہ داری (۶) صیغہ تعلیم انگریزی و ہندوستانی (۷) صیغہ ثقافت۔ قسمت بنارس کے پانچ اضلاع میں بھی تھوڑا تھوڑا علاقہ اس ریاست کا موجود ہے جسکا بندوبست استمراری ہے۔ ریاست وزیرانگرم کی عالیشان عمارتیں اکثر بلا و ہندستان مثلاً کلکتہ۔ مدراس۔ اوڈاگنڈ وغیرہ میں موجود ہیں۔ سکونت وزیرانگرم۔



محمد منور علی۔ خان بہادر۔ سر۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ امیر آرکاٹ۔ آپ ۱۹۵۹ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۵۹ء میں سابق امیر آرکاٹ کے جانشین ہوئے۔ آپ کا مرتبہ باعتبار عزت و وقعت امرائے کرناٹک میں اول ہے۔ آپ نوبان کرناٹک کے خاندان کے قائم مقام ہیں جو مشہور انور الدین کی اولاد میں تھے اور جنگو نظام دکن نے کرناٹک کا نواب بنایا تھا اور جبکہ بیٹے نواب محمد علی خان والا جاہ نواب کرناٹک کی لارڈ کلایو کی دلیرانہ مہمت کی بدولت مسند حکومت آرکاٹ تک رسائی ہوئی تھی۔ نواب انور الدین کے پوتے نواب عظیم الدولہ تھے جبکہ بیٹے ہزہائیس پرنس عظیم جاہ اول امیر آرکاٹ ہوئے تھے۔ ہزہائیس پرنس عظیم جاہ کو یہ خطاب ملکہ مظہرہ قیسوہ مرحومہ نے ستماء میں عطا فرمایا تھا۔ اُنکے جانشین ہزہائیس ظہیر الدولہ امیر آرکاٹ ثانی ہوئے اور جبکہ پورے پورے خطابات مقامی رواج کے مطابق یہ ہیں۔ ہزہائیس عظیم جاہ عمدۃ الامراء۔ امیر الامراء

سراج الامرا۔ مدار الملک۔ عمدۃ الملک۔ عظیم الدولہ۔ اسد الدولہ۔ لانگلیہ نظیر الدولہ  
 محمد علی خان محمد بدیع السدخان بہادر ذوالفقار جنگ۔ نصرت جنگ سپہ سالار۔ پرنس  
 آف آرکاٹ موجودہ امیر آرکاٹ معزز الدولہ خان بہادر کے بیٹے اور ساتی بہنیں  
 عظیم جاہ امیر آرکاٹ اول کے پوتے ہیں۔ آپ کو ۳۔ مارچ ۱۸۷۷ء کو خطاب خان بہادر  
 عطا ہوا۔ ۲۲۔ جون ۱۸۷۹ء کو حضور ملکہ مظہر قیصرہ ہند مرحوم کی ڈائمنڈ جوبلی کے مبارک  
 موقع پر آپ خطاب کے۔ سی۔ آئی۔ امی سے ممتاز و مفتخر ہوئے اور اُسی موقع پر آپ کے  
 چار صاحبزادوں کو بھی خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ جنکے نام نامی یہ ہیں۔ غلام محمد۔  
 عبد المجید۔ محمد انور و غلام محی الدین۔ سکونت امیر محل مدرس۔

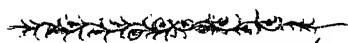
دکرا دیو۔ سری۔ مہاراجہ۔ والی ریاست جیپور۔ تاریخ ولادت ۱۸۷۷ء۔  
 خاندان راج جیپور کی اصلیت جہون کشمیر سے ہے۔ کسی زمانہ میں وہاں بھی راجہ دیو  
 حکومت کرتے تھے۔ یہ راجہ سورج منسی خاندان کنک سین کی اولاد میں تھے۔ انکے  
 تین لڑکے تھے دنیا یک دیو جو انکی دوسری پشت میں تھے دارالریاست کو چھوڑ کر اس شخص  
 سے بنارس کے تیرہ کو آئے کہ وہاں پر اشچت کرین کیونکہ وہ اپنے آبائی راج سے محروم  
 ہو گئے تھے۔ اکیس روز تک وہ نہایت سخت قیود و شرائط کے ساتھ توبہ و انابت میں مشغول  
 رہے۔ تا آنکہ ایک شب پریشور خواب میں ظاہر ہوئے اور ان سے کہا کہ جاندا پور کے  
 راج کو تلاش کرو وہاں تجکو راج لجاوے گا۔ اس خواب کو دیکھ کر وہ فوراً اٹھ بیٹھے اور قطع  
 مراحل و طے منازل کرتے ہوئے شہر نندا پور میں پہنچے اور سرویشور جی کے مندر میں داخل  
 ہوئے۔ انکے داخلہ کی شب کو وہی پریشور اسوقت کے فرمانروائے نندا پور پر عالم خوب  
 میں ظاہر ہوئے اور اُس سے کہا کہ ایک عالی خاندان اور جامع الصفات راجکار  
 سرویشور جی کے مندر میں وارد ہے اگر تو اپنی بیٹی اسکو بیاہ دے گا تو تجکو اپنی خوشنوا

مین کامیابی ہوگی۔ اُن راجہ کے کوئی اولاد نہ رہی نہ تھی صرف ایک بیٹی تھی جس کا نام نیلا دتی تھا۔ فوراً سیلا واسم راجہ مندر مذکور کو روانہ ہوئے اور وہاں ونایک دیو کو موجود پایا۔ انکا خاندان وطن اور دیگر حالات دریافت اور یہ اسے قائم کرنے کے بعد کہ وہ عالی نسب اور عالی خاندان ہے اس بات کا ارادہ کیا کہ اسکے ساتھ بیٹی کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ شادی کر دی اور راج سری ونایک دیو کے حوالہ کیا جو تیس زرینہ کے تحت حکومت پر متمکن ہوئے۔ جب ننداپور راج کے فرمانروا سیلا واسم مر گئے تو سری ونایک سنگھ دیو راج کا نظم و نسق کرنے لگے۔ اسکے بعد رعایا نے اُنکی مخالفت میں بلوہ کر دیا اور وہ تخت پر قابض نہ رہ سکے اور راسے پور کی طرف چلے گئے یہاں ایک بنجارہ (سوداگر) نایک لوہیا سے ملاقات ہو گئی جس نے پیادوں اور سواروں کی ایک فوج کثیر سے مع دس ہزار مویشیوں کے بغرض سامان بار برداری مدد دی۔ اس امداد کے ذریعہ سے سری ونایک سنگھ دیو پھر ننداپور میں آئے اور بلوہ کو فرو کر کے اپنا تخت حاصل کیا۔ اس ملک التجار کی شکر گزاری کے اظہار کے لیے اہالی خاندان جیپور آج تک اپنے دستخطوں میں چٹوٹی را ایک رسی جس کو ملک التجار مذکور الصدر مویشیوں کے باندھنے میں استعمال کرتا تھا) کی علامت استعمال کیے جاتے ہیں۔ سری ونایک سنگھ دیو نے مدگل اور گولکنڈہ گنتور کی سلطنتوں کو جو اس زمانہ میں پائی جاتی ہیں فتح کر کے ننداپور کا خراج گزار بنایا اور ہیشتون کے بعد یہ خاندان ننداپور سے جیپور میں سکونت گزین ہوا۔ ۱۶۷۸ء میں نظام حیدر آباد سے راج کی ایک سند حاصل ہوئی اور چوبیس ہزار روپیہ کی سالانہ جمع بندی قبول کی گئی۔ نظام نے ایک تلوار اور ماہی مراتب اور ایک ہاتھی مع عمارمی بطور تحفہ عطا فرمایا۔ اس سند کی رو سے راجہ خاندان کے القاب یہ قرار دیے گئے۔ ”اعظم مہاراجہ عضد الدولہ مہابت آثار پید الیمین سلطنت صمصام خلافت اسلام سری جھاڑ کھنڈ بادشاہ جیپور سرکار“ یہ پیش بہا کسوبہ ابتک

قلعہ جیپور میں موجود ہے۔ سترھویں صدی میں ملائنگری میں فرانسیسیوں سے گھسان کی لڑائیاں ہوئیں اور وہ دریائے گوداوری تک ہٹا دیے گئے۔ دوسری لڑائی مرہٹوں سے امرکوٹ میں ہوئی۔ اب تک جو جمہندی نظام حیدرآباد کو دیجاتی تھی اب وہ برٹش کے نام منتقل ہوئی اور ۱۸۵۷ء میں راجہ بستر کو جو فوجی مدد دی گئی تھی اُسکے معاوضہ میں پرگنہ جات کوٹ پاڑو وغیرہ حاصل کیے گئے۔ آپ کے والد سری راجندر دیو ہمارے جو ۱۸۶۲ء میں پیدا ہوئے تھے چھبیس برس کی عمر میں گدی نشین ہوئے اور اسی برس ریاست کی حکومت کر کے ۱۸۸۹ء میں فوت ہوئے۔ آپکے عہد میں برٹش گورنمنٹ نے ضلع گونوپور کے مفسدہ سوار ۱۱ اور بلوہ رہنما ضلع گوداوری کے فرو کرنے کی مدد کے صلہ میں ایک تنفہ ایک تلوار ایک فوجی وردی ایک ہیرے کی انگوٹھی ایک بندوبست ایک وایچ گھڑی اور ایک گلوبند تحفہ عطا فرمایا۔ ہمارا راجہ صاحب نے بنارس گیا۔ بندر ابن اور دیگر مقدس مقامات کی زیارت کی اور رجب ہزار ایل ہائٹس پرنس آف ولز بہادر مدراس میں رونق افروز ہوئے تو حضور مدوح کی حضوری سے شرف اندوز ہوئے اور گورنر بہادر مدراس کی بھی ملاقات کی ۱۸۹۷ء میں بہت سے تعلیم یافتہ برہمن پندت اور بہت سے مسلمان تاجار عرب جیپور میں آکر آباد ہوئے۔ عدالت گسٹری دیوانی و فوجداری کا کام ان خود برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کر دیا گیا جس نے فوج پولیس اور مجسٹریٹوں کو مقرر کیا۔ ہمارا راجہ حال سری سری وکرادیوٹ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ چونکہ آپکے والد بزرگوار کے انتقال کے وقت آپ کی عمر چودہ برس کی تھی اسوجہ سے ریاست کا کاروبار کورٹ آف وارڈس نے اپنے اہتمام میں لے لیا۔ مسٹر مارش آپ کے والد بزرگوار ہی کی زندگی میں آپ کے اتالیق مقرر ہو چکے تھے اور رجب تک ریاست کورٹ آف وارڈس کے زیر اہتمام رہی صاحب موصوف بدستور برابر آپ کی اتالیقی کرتے رہے ۱۹۰۶ء سے ۱۹۰۹ء تک آپ کو تعلیم امام مشہور مقامات ہندوستان کی سیر کرانی گئی۔ ان سیاحوں



کے زمانہ میں مہاراجہ صاحب نے ۱۹۱۵ء میں لارڈ وٹلاک صاحب گورنر مدراس اور ۱۹۱۵ء میں لارڈ الجن صاحب وایسراے ہند کی ملاقات حاصل کی۔ ۲۷- نومبر ۱۹۱۵ء کو مسٹر ولکاک صاحب انڈین سول سروس نے جو اس وقت وزیر کاپٹم میں گورنر مدراس کے ایجنٹ تھے انکو گدی نشین کیا۔ اس موقع پر تمام لوکل پور وین اور دیسی افسر موجود تھے۔ ۱۹۳۱ء میں او دیو پور واقع چھوٹا ناگیپور کی سرگوجہ خاندان کی ایک رانی کے ساتھ آپ کی رسم کہ خدائی نہایت عظمت و شان سے عمل میں آئی اور ذاتی امتیاز کی علامت کے طور پر حضور وایسراے بہادر نے آپ کو مہاراجہ کا لقب ۱۹۳۶ء میں عطا فرمایا۔ لیکن ہندوستان میں برٹش حکومت کے قائم ہونے کے پیشتر سے یہ لقب اس خاندان میں چلا آتا ہے۔ جدید قلعہ کی تعمیر مہاراجہ صاحب کی نابالغی کے زمانہ میں شروع ہوئی تھی اور مسند نشین ہونے کے بعد مہاراجہ صاحب نے اسکی تکمیل فرمائی۔ مہاراجہ صاحب نے قدیم قلعہ میں بھی بڑی بڑی اصلاحیں فرمائی ہیں اور اب خاندان راج اس قلعہ میں رہتا ہے۔ ہر بائیس لکشمی دیوی راجیشوری بیوہ ہمارانی صاحبہ نے ستر ہزار روپیہ کے صرف سے ایک مندر تعمیر کرا کے راجچندر سوامی دیوتا کے نام وقف کیا ہے۔ آپ کے ولیعہد کا نام راجچندر دیو ہے جو ۱۹۳۱ء میں پیدا ہوئے ہیں۔ سکونت جے پور۔



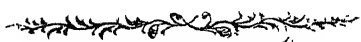
کیرال ورمالیا کوئل تمبورن۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ شوہر ہر بائیس راج راجیشوری رانی لکشمی بانی کروٹ آٹ انڈیا رانی اکبر ٹراونکور۔ ولادت ۲۱- فروری ۱۹۱۵ء آپ کی والدہ مکرم پورم تر و نال تمبورنی ایک جامع کمالات خاتون تھیں جو سنسکرت اور ملا یازبان کے علم ادب میں اعلیٰ درجہ کی دستگاہ رکھتی تھیں۔ آپ کے والد ماجد ملا پٹی نم پوری۔ وید مقدس۔ حکمت اور نجوم کے بہت بڑے ماہر تھے۔ مگر وہ ایک عرصہ تک نوع انسان کی سودمند خدمت گزار بن کر دنیا ہو گئے اور بقیہ انفاس

بنارس میں بسر کر دیے۔ بچپن ہی سے آپ کی قدرتی ذہانت اور ذکاوت کے آثار نمایاں تھے جنہر آپ کے علم کرم راجہ راجہ ورمایینی موجودہ والی ٹراونکور کے والد ماجد کی توجہ حاصل ہوئی۔ انھوں نے آپ کو اپنی خاص نگرانی اور تعلیم میں لیا اور آپ کی سنسکرت تعلیم جو ایسے قابل اور بزرگ کی سرپرستی میں شروع ہوئی تھی اُس سرگرمی اور کامیابی کے ساتھ پوری ہوئی جسکے لیے معزز استاد اور سرگرم شاگرد دونوں واجبِ فکر کر سکتے تھے۔ سنسکرت کی اعلیٰ تعلیم نے سچ کی ہونہار طبیعت اور دماغ پر وہ عمدہ اثر ڈالا جو اُسکے برتاؤ و چال چلن قول و فعل سے ظاہر ہونے لگا۔ سنسکرت کے علم نے انگریزی زبان کی تحصیل آسان کر دی اور آپ نے اس زبان میں حیرت انگیز ترقی کی۔ آپ کی زندگی کا سب سے تابناک واقعہ یہ ہے کہ ہربائینس لکشمی بانی رانی اکبر ٹراونکور سے آپ کی شادی ہوئی ہے جو کمالات مختلف فن موسیقی۔ فیاضی۔ اخلاق۔ مدبری اور سب سے زیادہ اپنے شوہر کے ساتھ وفادارانہ محبت میں مشہور و معروف ہیں۔ آپ کی دنیاوی راحت و آرام میں اطمینان و نال مہاراجہ رام ورمائنہ خلل ڈال دیا جنھوں نے غیظ و غضب کے جوش میں بڑی بے دردی اور نا انصافی سے آپ (بھتیج داماد) کو پانچ برس تک شاہی محبس میں قید رکھا اور انگو ایک عجیب و غریب فرضی سازش کا مرتکب ٹھہرایا۔ جدائی کا غم اسپرنا انصافی کا خیال اور مقیدانہ زندگی کی تنہائی وہ مصائب تھے جنھوں نے نوجوان رانی اور اُنکے شوہر عالی تبار کو سخت رنج اور صدمہ پہونچایا۔ تاہم دونوں نے نہایت استقلال اور بہادری سے یہ مصیبتیں برداشت کیں۔ غالباً اس تنہائی اور رنج نے آپ کو شاعر بنانے میں مدد دی کیونکہ اُسی جدائی اور مفارقت کا نتیجہ تھا کہ آپ نے ”میو رسندیس“ تصنیف کیا یہ ایک پیغام ہے جو آپ نے اپنی شاہی شریک رنج و راحت کو ایک فرضی طاؤس کے ذریعہ بھیجا ہے۔ یہ نظم نہایت شیریں۔ سادہ و خوش انداز اور پُر خیال ہے۔ آئندہ ہمارا جہ وساکھم تر و نال رام ورماکا پہلا کام یہ تھا کہ انھوں نے آپ کو قید سے آزاد کیا اور تمام

قدیم اعزاز سے آپ کو اپنی جہیتی بھتیجی کے سپرد کیا۔ اس جبریہ جدائی کے بعد اٹھانا نہایت ہی رقت آلود اور درد انگیز تھا۔ مہارانی کشمی بانی کو مجبھی ملکہ معظمہ مرحومہ نے کرون آف انڈیا کے شاہی طبقہ کا ممبر مقرر فرمایا تھا۔ سابق اور موجودہ مہاراجہ آپ کے نہایت مہربان دوست اور شفیع ہیں اور آپ کے ساتھ دلی ہمدردی ظاہر کرتے ہیں۔

۱۹۳۷ء میں آپ مدراس یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے تھے۔ کچھ دنوں بعد آپ کورائل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹن و آئرلینڈ اور رائل ہسٹاریکل سوسائٹی کے فیلو ہونے کی عزت حاصل ہوئی۔ بعد ازاں مجبھی نے آپ کو سی۔ آئی۔ ای کا خطاب حمت فرمایا۔ راجہ کراں درمالیالم زبان کی انشا پردازی اور ناٹک کے موضوع پرین ملیالم پبلک بڑی کثرت سے آپ کی تصنیفیں پڑھتی ہے اور جن کتابوں میں زیادہ علمی مذاق ہے وہ اسکولوں اور کالجوں میں بطور کورس کے متداول ہیں۔ آپ کی بعض منظوم تصنیفیں انگریزی نظم میں ترجمہ ہو رہی ہیں۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں و ساکھ یجیم (سنسکرت) جبین ہنرہائینس سابق و ساکھ مہاراجہ کی حکومت اور زندگی کے حالات ہیں۔ تلابھارٹھک و کٹوریہ چتر سنگرھ (سنسکرت) کام بواوہ چنبو ویا گھرا ایسا شکم (سنسکرت) نا پر نام شکم (سنسکرت) سکنتلایا رانیم (سنسکرت) میور سندیس۔ سرنگر مجری کشم ناہسرم (سنسکرت) جبین آپ نے ایلیم مہاراجہ مرحوم کو ایک ہزار اشعار میں معافی نامہ لکھا ہے مادر و نندا شکم۔ مناجات گنیش جی وغیرہ ہیں۔ اسی طرح آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف اور تالیف کی ہیں۔ ریاست ٹراونکور کو آپ کی ذات سے جو فیض پہنچا ہے وہ بھی قابل ذکر ہے۔ آپ تین برس تک ٹراونکور کی لیجس لیٹو کونسل کے ممبر رہے اور گورنمنٹ اور پبلک نے آپ کی خدمات کو نہایت پسند کیا۔ آپ کئی علمی انجمنوں کے پریسیڈنٹ اور ممبر ہیں۔ آپ ہی کی تحریک پر سنسکرت کلچ قائم ہے جس کے ممتحنوں کی انجمن کے آپ پریسیڈنٹ ہیں۔ مدراس یونیورسٹی آپ کے نام سے اس طالب علم کو جو بی۔ اے

کے امتحان میں ملیا لم زبان میں اول رہتا ہے ایک طلائی تمغہ عطا کرتی ہے۔ ٹرافیکو کے گل دیوان آپکی قابلیت کے مداح رہے ہیں اور انھوں نے اکثر موقعوں پر آپسے مشورہ حاصل کیا ہے۔ ۱۵۔ جون ۱۹۰۷ء کو ہربائینس مہارانی صاحبہ نے قضا کی جس آپ کو سخت صدمہ پہونچا۔ سکونت ٹراونکور۔

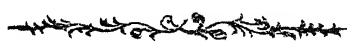


ونکٹاسویتا چلاپتی رنگ راو مہاراجہ سری راؤ۔ دی آنریبل سر۔ بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ مہاراجہ۔ ولادت ۱۸۶۷ء۔ آپ قدیم زمینداری میلبی ضلع وزیرگاپٹم احاطہ مدراس کے مہاراجہ ہیں۔ اس زمینداری کا رقبہ ۹۲۰ مربع میل ہے محاصل کچھ اوپر پانچ لاکھ روپیہ سالانہ اور آبادی ایک لاکھ ترستھ ہزار ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ راجہ پیدراید واس سمتھان کے بانی تھے۔ سلسلہ راجگان ریاست ہذا میں آپ گیارھویں راجہ ہیں۔ ۱۸۷۷ء میں آپ کے مورث اعلیٰ (راجہ پیدراید و)۔ شیرمحمد خان نواب چکا کول کی فوج کے ساتھ بحیثیت ایک افسر فوجی کے اس ضلع میں آئے۔ دوسرے افسر فوجی ہماہمیان خان مذکور سے پوسا پتی مادھوا ورمادیا نگرم خاندان کے مورث تھے اور اسی زمانہ سے ان دونوں خاندانوں (میلبی و ورمادیا نگرم) میں رقابت چلی آتی ہے۔ پیدراید و کو بصلہ اس کار نمایان کے جو انھوں نے نواب کے فرزند کو بعض باغیوں کے پنجے سے چھڑانے میں کیا تھا راجہ بٹہ کی زمینداری اور رنگ راؤ کا خطاب عطا ہوا۔ یہ خطاب اس خاندان میں اب تک چلا آتا ہے۔ انھوں نے معطی شیرمحمد خان کے نام پر ایک قلعہ موسومہ میوولی (جسکے معنی تلنگی زبان میں شاہی شیر کے ہیں اور جو کثرت استعمال سے میلبی ہو گیا ہے) تعمیر اور ایک پیٹھ (یعنی موضع یا قصبہ) آباد کیا۔ ۱۸۷۷ء میں جب ایم سی جنرل فرانسسی نے بعض مفسدون کے استیصال کے واسطے جوان اضلاع میں برسرورش تھے بہ سرکردگی افواج یوروپین ورمادیا نگرم میں

نزول کیا تو راجہ وزیا نگرم نے جنرل مذکور کو یقین دلادیا کہ اس مفسدہ کا سرخسہ میلی کا راجہ ہے اور اپنی خیر خواہی کے ثبوت میں خود جنرل کے ہمراہ ہوا جنرل نے راجہ پیدا کو یہ پیغام بھیجا کہ اگر قلعہ فوراً خالی کر دیا جائے تو معافی ممکن ہے۔ اٹھون نے قلعہ کا تخلیف نامنظور کیا جنگ عظیم واقع ہوئی صبح سے گولہ باری شروع ہوئی قلعہ کی دیواریں چھلنی ہو گئیں جب راجہ پیدانے دیکھا کہ قلعہ کی حفاظت خارج از امکان ہے تو تمام عورتوں اور بچوں کو جمع کر کے قتل کروادیا اور جان توڑ کے لڑنا شروع کیا۔ راجہ پیدامع تمام جمعیت کے اس لڑائی میں کام آئے۔ فریسی جنرل کی فوج چند بار ناکامیاب ہونے کے بعد بالآخر قلعہ میں داخل ہوئی۔ ایک بڑھا ایک جھوٹے مین سے بھلا اور ایک بچہ کو جنرل کے سامنے حاضر کیا یہ بچہ مقتول راجہ کا لڑکا تھا جسکو اس بڑھے نے چھپا رکھا تھا جنرل نے اس لڑکے کو اپنے دامن عاطفت میں پناہ دی اسکا نام چنارنگ اوتھا۔ دو شبوں کے بعد چار آدمی جو اس قلعہ کی جمعیت سے بچکر نکل گئے تھے راجہ وزیا نگرم کے خیمہ میں گھس گئے اور اسے قتل کر ڈالا اس بچہ کو فریسی جنرل نے بجائے مقتول باپ کے والی ریاست قرار دیا۔ اسکے بعد وزیا نگرم سے صلح ہو گئی اور دو پرگنہ ریاست وزیا نگرم کی طرف سے بطور اجارہ اس ریاست کو دیے گئے چند روز بعد وہ عہد و پیمان پھر فتح ہو گئے اور رئیس میلی کو نظام کی عہداری میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ جب عنان اقتدار برٹش کے ہاتھ میں آئی تو پھر راجہ چنارنگ راؤ والی ریاست تسلیم کیے گئے۔ ۱۸۶۷ء میں انکے متنبی راہدیا کو سند ملکیت استمراری عطا ہوئی۔ اس زمانہ سے ریاست میں کوئی جھگڑا فساد نہیں ہوا۔ ۱۸۳۷ء میں راہدیا کے فرزند سویتا چلا جی انکے جانشین ہوئے۔ انکی وفات کے بعد ۱۸۶۲ء میں انکے متنبی سیتا رام کرشن سند نشین ہوئے۔ اٹھون نے ۱۸۶۷ء میں لاو لد انتقال کیا۔ انکے بعد اٹلی بیوہ لکشمی چلیا ماوالیہ ریاست ہوئیں۔ اٹھون نے قحط بنگال میں جالیس ہزار میں دھان روانہ کیے جسکے جلد و میں سرکار سے رانی کا خطاب

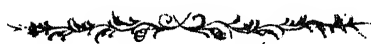
عطا ہوا۔ اُنھوں نے والی ریاست حال و ملک اس وقت چلا پتی کو خاندان زمیندار دنگا گری ضلع نلور سے لیکر متنبی کیا۔ آپ نے ۱۸۷۷ء میں سن بلوغ کو پہنچ کے ریاست کا چارج لیا۔ آپ نے مختلف علوم خصوصاً علم اخلاق کی تعلیم پائی ہے اور اکثر رفاہ عام کے کاموں میں بڑی فیاضی ظاہر کی ہے۔ بہت سا وقت سیر و سیاحت میں صرف کر کے خوب تجربہ حاصل کیا ہے۔ ۱۸۹۳ء میں سفر یورپ اختیار کیا۔ اس سیاحت میں آپ کے سب سے چھوٹے بھائی راجہ وینو گوپال بہادر آپ کے ہم سفر تھے۔ وہاں آپ کو حضور پرپش آف ویلز جو اب شاہنشاہ ہند و بادشاہ انگلستان ہیں کی لیوی میں شریک ہونے کی غرت حاصل ہوئی اور ۱۷ جولائی ۱۸۹۳ء کو بمقام وڈ کسریل قیصرہ ہند و انگلستان انجمنی کی حضوری سے شرف اندوز ہوئے۔ آپ کے سفر یورپ کا خاص مقصد یہی تھا۔ یہ وہ تمنا تھی جو آپ کو صغیر سن سے تھی جب آپ وطن مالوٹ کو واپس آئے تو اس اعزاز کی یادگار میں اپنے ایک ٹون ہال بنام وکٹوریہ ٹون ہال تعمیر کیا جس کا بنیادی پتھر ہرسلسنسی گورنر مدراس کے دست مبارک سے رکھا گیا تھا۔ ۱۸۹۵ء میں آپ کو حضور قیصرہ انجمنی کی جانب سے تمغہ نائٹ ہڈانڈین امپائر مرحمت ہوا۔ آپ تین مرتبہ بحسب لیٹو کوشل کی ممبری کے لیے نامزد کیے گئے۔ ۱۹۰۷ء میں آپ کو خطاب مہاراجہ بطور اعزاز ذاتی کے ہرسلسنسی فی ویسراے لارڈ کرزن نے عنایت کیا۔ آپ کا خزانہ روپیہ سے مالا مال رہتا ہے۔ آپ محصول اراضی کے وصول میں سخت گیری نہیں کرتے بلکہ عند الضرورت محصول معاف کر دیتے ہیں۔ لاکھوں روپیہ آپ کا اپنی رعایا اور نیز دیگر زمینداروں پر قرض ہے۔ آپ نے اکثر موقعوں پر ریاستوں کو نیلام ہونے سے محفوظ رکھا ہے۔ آپ اپنی رعایا میں ایسے ہر دل عزیز ہیں کہ رعایا نے عام چندہ سے ایک پارک آپ کے نام سے تعمیر کیا ہے۔ سکونت بیل۔

غلام محمد غوث - نواب - خان بہادر - آپ نواب معزز الدولہ بہادر کے بیٹے اور  
 ہر پائیس نواب عظیم جاہ سراج الامرا عمدۃ الملک اسد الدولہ ذوالفقار جنگ سپہ سالار  
 پرنس آف آرکاٹ اول کے پوتے اور سر محمد منور خان بہادر کے سی - آئی - ای  
 پرنس آف آرکاٹ حال کے برادر حقیقی ہیں - نواب صاحب سلسلہ راستہ بین امیر المند  
 والاجاہ نواب محمد علی خان جنت آرا نگاہ کی اولاد ہیں جو ملک کرناٹک کے حاکم تھے آپ  
 ۱۷۷۸ء ہجری میں شہر مدراس میں متولد ہوئے اور ۱۷۸۵ء عیسوی میں خطاب خان بہادر  
 گورنمنٹ ہند سے حاصل کیا - ۱۷۸۳ء ہجری میں حضور نظام کی چچا زاد ہیں سے جو نواب  
 صمصام الملک منغور کی صاحبزادی ہیں شہر فرخندہ بنیاد حیدر آباد دکن میں آپ کی شادی  
 ہوئی - ۱۷۹۹ء میں حضور ولسر سے وگور نر جنرل بہادر ہند سے خطاب نواب آپ کو  
 مرحمت ہوا - سکونت مدراس -



کابجی کرشنا سوامی رام سی - آئی - ای - ایف - ایم - یو - آپ ۱۵ ستمبر ۱۸۷۵ء  
 کو ایک شریف گھرانے میں بمقام سلیم پیدا ہوئے - آپ نے پریسیڈنسی کالج مدراس میں  
 تعلیم پائی اور چارہی برس میں امتحان میٹرک لینڈ پاس کر کے عدالت ضلع نلور میں محافظ دفتر  
 فوجداری مقرر ہوئے اور اپنی کارگزاری سے بہت جلد ترقی کر کے سررشتہ داری پر  
 اور پھر تصفی ضلع پرتھوین ہوئے ایسی تہہ ہی سے اپنے عدالتی کام کیا کہ ششہ میں آپ سبج  
 کر دیے گئے پھر ۱۸۸۷ء میں ٹراونکور کے چیف جسٹس مقرر ہوئے اس خدمت کے صلہ میں  
 ہر کلسنی لارڈ الچن صاحب بہادر نے ۱۸۹۵ء میں آپ کو خطاب دیوان بہادر سے  
 مشرف فرمایا - ہمارا جہ صاحب حال نے آپ کو اپریل ۱۸۹۷ء میں دیوان مقرر فرمایا  
 آپ نے بحیثیت دیوان ریاست نہایت عمدہ اصلاحات و ترقیات کیں - آپ کو گورنمنٹ  
 سے سی - آئی - ای کا خطاب مرحمت ہوا ہے - سکونت مدراس -

ویرور ماراچہ۔ راجہ کورم ہرانت۔ ولادت ۱۸۳۷ء۔ آپ کا تعلق اُس قدیم چھتری خاندان سے ہے جو عرصہ دراز تک بندھوسرویم کے لقب سے مشہور رہا ہے آپ کے آباؤ اجداد نے زمور نان کالیکٹ کو اُس موقع پر جب اُن سے اور پرنس گالیون سے جنگ ہو رہی تھی بہت قیمتی مدد دی تھی۔ اس خاندان میں بھی مثل دیگر خاندانوں کے ملیمار کے مرکٹائیم قانون وراثت جاری ہے۔ آپ کو اُس حصہ ملک کے عوض میں جو گورنمنٹ انگلشیہ کے قبضہ میں ہے اور جو پہلے آپ کے آباؤ اجداد کی ملکیت میں تھا گورنمنٹ ہند سے کچھ وظیفہ مرحمت ہوتا ہے۔ راجگی کا خطاب آپ کا موروثی و تسلیم کردہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ سکونت ملیبار۔



شنگرورما۔ پورلیٹری راجہ کد تاند۔ یہ خطاب موروثی ہے۔ آپ سامنت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ خاندان پہلے ضلع وٹاکم پورم پر حکمران تھا لیکن زمورن کالیکٹ نے آپ کے مورث اعلیٰ کو ضلع مذکور سے نکال دیا۔ اس وقت سے یہ خاندان ساحل ملیبار کے اُس ضلع میں حکومت کرنے لگا جو ماہی سے بدرگرتاک جہان فی الحال راجہ کا قیام ہے پھیلا ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حصہ ملک چرکل راجہ کو لیٹری کا عطیہ ہے۔ ۱۸۶۶ء میں حیدر علی والی میسور نے اس ملک پر فوج کشی کی اس وقت راجہ نے افسران ایسٹ انڈیا کمپنی کے ساتھ ٹلچری میں پناہ لی۔ دوبارہ جب ٹیپو سلطان نے اس ملک پر حملہ کیا تو راجہ ہمارا راجہ ٹراونکور کے یہاں پناہ گزین ہوئے۔ ۱۸۹۲ء میں راجہ کد تاند اور گورنمنٹ برطانیہ میں معاہدہ ہوا اور خاندانی مقبوضات کے عوض میں ایک رقم سالانہ مقرر ہوئی۔ اس خاندان میں بھی مثل دیگر خاندانوں کے ملیمار مرکٹائیم کا قانون وراثت جاری ہے۔ آپ ۱۱ دسمبر ۱۸۹۵ء کو وراثت ریاست خطاب ہوئے۔ راجگی کے خطاب کو گورنمنٹ انگریزی نے بھی موروثی تسلیم کیا ہے



سرکاری تحریرات میں آپ کو ولیار ارجکد تانڈ لکھتے ہیں۔ سکونت ملیبار۔

سیٹھو لکشمی بائی۔ ہربائیس۔ رانی۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ آپ راجگان ٹراونکور کے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ رانی کا خطاب آپ کو حال میں عطا ہوا ہے۔ آپ ٹراونکور کی بڑی رانی ہیں اور لوکل گورنمنٹ آپ کو ہربائیس سیٹھو لکشمی بائی رانی اور گل سے مخاطب کرتی ہے۔ سکونت ٹراونکور۔

بومادیور اوینکٹ نرسنگھ۔ نیڈو۔ راجہ۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ آپ ولوروشالی کے رئیس ہیں۔ خطاب راجہ عطیہ گورنمنٹ برطانیہ اور موروثی ہے۔ آپ کی ریاست کا رقبہ چھپن مربع میل ہے۔ سرکاری طور پر آپ کا نام اس طرح لکھا جاتا ہے۔ راجہ سری بومادیور اوینکٹ نرسنگھ نیڈو بہادر زمیندار ولور۔ سکونت پنگیڈی گوڈم۔

بھاسکر ستویتی اور گل۔ راجہ رامند۔ ولادت ۱۸۶۷ء۔ آپ فرقہ مروان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ۱۹۔ نومبر ۱۸۹۷ء کو بحیثیت وارث رامند راجہ کے خطاب سے فائز ہوئے۔ ستویتی کا لفظ اس خاندان کے سرغنہ کے نام کے ساتھ اعزازی طور پر لکھا جاتا ہے۔ آپ کے قبضہ مالکانہ میں دو ہزار ایک سو اڑھٹھ موضع ہیں۔ سکونت رامند۔

پیدیا کووی لکٹھ ویرارین۔ راجہ دوم کالی کٹ۔ ولادت ۱۸۳۳ء۔ آپ زمورن کالی کٹ کی طرح فرقہ ہمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں اور انھیں کے ولیعہد ہیں۔ جنکو عموماً خاندان زمورن میں ارا لیدیا راجہ دوم کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ آپ کے نام کے ساتھ راجہ کا لفظ اعزازی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ ۷۔ اگست

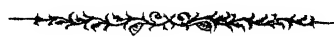
۱۸۹۲ء کو آپ بھی اسی اعزاز سے فائز ہوئے۔ سکونت کالی کٹ۔

ونیکٹ پیروئل بومارازو ویکار۔ والی کاروت نگر۔ راجہ۔ یہ خطاب قدیم الایام سے موروثی ہے جسکو گورنمنٹ ہند نے بھی سنہ ۱۸۷۷ء میں تسلیم کیا ہے۔ آپ راجہ ویکار بومارازو ویکار راجہ کاروت نگر کے فرزند ہیں۔ آپ اُس خاندان سے ہیں جو بومارازو کے نام سے موسوم تھا۔ اس خاندان نے شمالی ارکاٹھ میں دو صدی پہلے عروج پایا تھا۔ سکونت کاروت نگر شمالی ارکاٹھ۔

پی انندا چارلو۔ بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ انریبل رائے بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ آپ مدرس کے مشاہیر ہیں۔ آپ کی ولادت مقام چتور میں واقع ہوئی۔ آپ کے والد ماجد چتور کے ضلع کی کچہری کے سررشتہ دار تھے۔ آپ مدرس کے ایک مشہور مدرسہ میں داخل ہوئے۔ اپنے ٹیکسیو لیشن کے بعد پریزیڈنسی کلج سے ایف۔ اے۔ اور بی۔ اے کے امتحانات پاس کیے۔ ۱۸۶۹ء میں اپنے قانون کی ڈگری حاصل کی اور ہائی کورٹ میں وکالت کرنے لگے اور آہین بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔ آپ نوین فیشنل کانگرس کے پریسیڈنٹ تھے۔ آپ کو ملکی معاملات میں خاص دلچسپی ہے۔ آپ نے عرصہ تک مینوسپل کمشنری کے عہدہ کے فرائض منصبی انجام دیے ہیں۔ آپ بہت بڑے مقرر ہیں۔ آپ کو مدرس کی زبانوں میں بڑی دستگاہ حاصل ہے۔ آپ پولیٹیکل ایسوسی ایشن مدرس معروف ٹیڈراس مہاجن سبھا کے سکریٹری ہیں۔ اور ویسٹریگل کونسل کے ممبر ہیں۔ سکونت مدرس۔

تھمبوجی - راجہ - دھرم پرون - سی - آئی - ای - ترجاپلی رالیو اور وکیا سوامی -  
تاریخ ولادت ۱۸۳۳ء آپ دیسائی رالیو چھیار چیف بک کیپر کے فرزند ہیں - آپ نے  
مدراس کرچن کالج اور پریسینسی کالج میں تعلیم پائی ہے - آپ اول شخص ہیں جنہوں  
نے قانون کے متعلق پہلا انعام حاصل کیا ہے - آپ نے کچھ دن تک کوارٹر ماسٹر  
جنرل کے دفتر میں کام کیا - ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۵ء تک مدراس کی لیبلیٹو کونسل کے  
مہتمم رہے - ۱۸۶۶ء میں پورگمی کے منصف مقرر ہوئے - ۱۸۶۷ء و ۱۸۶۸ء میں میو  
کی جوڈیشل کشنری کے رجسٹرار تھے اور اسی سال بنگلور کی عدالت خفیہ کے دوسرے  
جج مقرر ہوئے - ۱۸۶۹ء میں اسٹنٹ جوڈیشل کشنر مقرر ہوئے - اور اس عہدہ کے متعلق  
نہایت دلوزی سے کام کیا اور ۱۸۷۵ء میں اسٹنٹ کشنر درجہ اول کے عہدہ پر ترقی حاصل  
کی - ۱۸۷۶ء میں گورنمنٹ میسور کے ہیڈ سررشتہ دار (یا دیوان) اور اسٹنٹ سکریٹری  
مقرر ہوئے اور اسی سال سنٹرل فمیں رلیف کے بھی سکریٹری رہے - ۱۸۷۹ء میں  
بنگلور کے ڈسٹرکٹ اور شن جج مقرر ہوئے اور ۱۸۸۱ء میں ہرنائنس مہاراجہ صاحب  
بہادر والی میسور کی کونسل کے ممبر قرار پائے - ۱۸۸۲ء میں چیف کورٹ کی ججی کے  
عہدہ پر فائز ہوئے اور عرصہ دراز تک نہایت عمدگی سے کام کیا یہاں تک کہ ۱۸۹۰ء  
میں چیف جج ہو گئے - ۱۸۹۵ء میں کونسل آف ریجنسی کے پہلے ممبر مقرر ہوئے اور  
بارہا میسور کے وزیر اعظم کا کام بھی بطور منصرم دیوان کے انجام دیا - ۱۸۹۷ء کے  
دربار قیسری دہلی میں اعزازی سرٹیفکٹ اور میڈل حاصل کیا - ۱۸۹۷ء میں آپ کو پوپ  
کی جوبلی کامیڈل ملا اور ۱۸۹۵ء میں سی - آئی - ای کے معزز خطاب سے سرفراز کیے گئے  
۱۹۰۱ء میں آپ ملازمت دربار میسور سے علیحدہ ہوئے ہرنائنس مہارانی ریجنٹ  
نے اشتہار مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۰۱ء میں آپ کو ملازمت سے کنارہ کش ہونے کی اجازت  
دیے وقت آپ کی ان بیش بہا خدمات کی تعریف کی ہے جو آپ نے پچیس سال تک نہایت

خوبی سے انجام دین اور فرمایا کہ آپ کی علیحدگی سے ریاست میسور کو ایک بڑے تجربہ کار جفاکش اور ایماندار افسر کی خدمات کا نقصان ہوا۔ سکونت میسور۔



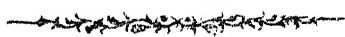
شکر اسو بائر۔ آنریبل مہاراج راجیشوری۔ سی۔ آئی۔ ای۔ فیلو مدراس یونیورسٹی دیوان ٹراونکور۔ آپ اس ریاست کے خاص باشندہ ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۶ برس کی ہے۔ قریب قریب نصف صدی سے ریاست کی ملازمت کرتے آئے پہلے اسکول ماسٹر تھے۔ پھر حضور کچہری مین سرٹی مادھوراؤ کے ماتحت ادنیٰ افسری کا کام کرتے رہے۔ بعد ازاں اُنکے پرسنل اسٹنٹ مقرر ہوئے۔ پھر افسر ڈویژن اور وٹسرکٹ مجسٹریٹ ہوئے۔ اسکے بعد ریاست ٹراونکور کو چین کی درمیانی سرحد کے کشن پھر ڈائریکٹر محکمہ نبد و بست اور بالآخر دیوان ریاست مقرر ہوئے اور اس جلیل القدر آخری عہدہ پر پانچ برس اٹھ مہینہ تک فائز رہے اور بعد اسکے مستعفی ہو گئے ہنرمائیں مہاراجہ صاحب ٹراونکور نے آپ کا استعفا قبول فرماتے وقت ایک دست خاص کی لکھی ہوئی چٹھی کے ذریعہ سے آپ کی حسن خدمات اعلیٰ قابلیت فہم و فراست استعداد اور محنت واقفیت معاملات استقلال مزاج صوابدید رائے اور صولت اور وجاہت کا اعتراف فرمایا اور ظاہر کیا کہ آپ سے بہتر شخص اس عہدہ کے قابل بہم نہ پہنچ سکتا تھا۔ خدمات و فرائض عہدہ دیوانی ریاست کو غایت درجہ کی ہوشیاری اور قابلیت اور رستبازی سے انجام دیا۔ آپ کی دیوانی کے زمانہ میں ریاست کو ترقی اور سرسبزی حاصل ہوتی رہی۔ نظم و نسق اور ریاست کی فلاح و بہبودی کے بہترے امور کا آغاز کیا گیا خزانہ کی حالت بہت ہی عمدہ رہی تمام برٹش ریزیدنٹ جیسے آپ کو دیوانی کے زمانہ میں سابقہ رہا آپ پر اعتماد اور آپ کی قدر و منزلت کرتے رہے اور انھوں نے اور گورنمنٹ مدراس نے بھی آپ کی کارگزاریوں

کی وادوی اور ان سب خدمات کے صلہ میں آپ بحیثیت کوئٹل مدراس کے غیر سرکاری ممبر مقرر کیے گئے۔ گورنر بہادر مدراس کو بذات خاص آپ کی اعلیٰ قابلیت اور نمایان خدمات کا لحاظ تھا اور اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ کو کوئٹل کی مبری عطا ہوئی۔ سکونت ٹراوندرم۔

—————

محمد عبدالواسع - حاجی - حافظ - مولوی - خان بہادر - ولادت ۱۲۶۱ھ - مادہ تاریخ ولادت "خوشید عالم" ہے۔ آپ نواب قادر علی الدین خان بہادر سکندر جنگ رضوان نزلت کے فرزند دوم اور نواب شکوہ الملک بہادر کے پوتے اور ہرمانس نواب والا جاہ جنت آرا مگاہ کے کنوا سے ہیں۔ آپ کی شادی ۱۲۸۱ھ میں ہرمانس نواب ظہیر الدولہ بہادر عظیم جادجی - سی - ایس - آئی پرس آرکاٹ کی صاحبزادی نواب طیب النساء بیگم کے ساتھ ہوئی۔ ان بیگم صاحبہ کے اجداد کرام چھ پشت سے مسلسل والی ملک ہوتے آئے ہیں جن میں سے چار ابتدائی روسا کو فوجی اعزاز اور اکیس ضرب کی سلامی کا موروثی افتخار حاصل تھا۔ مگر بسط گورنمنٹ انگلشیہ کے بعد فوجی تعظیم کے ساتھ آخری دور و ساس کی پندرہ ضرب توپ کی سلامی مقرر ہوئی۔ آپ کو آپ کے خاندانی اقتدار و وجاہت کے لحاظ سے ۱۲۸۱ھ کو برٹش سلطنت نے خان بہادر کا خطاب عطا کیا۔ آپ نے علوم عربیہ اپنے مامون حاجی مولوی قادر علی خان بہادر سنور جنگ اور حاجی مولوی امام الدین اور مولوی شہاب الدین صاحب سے اور کتب فارسیہ اپنے حقیقی نانا حاجی محمد خٹ علی خان بہادر سے اور علم طب حکیم جلال الدین احمد سے تحصیل کیا۔ چند نہ ہی کتب آپ کی تصانیف سے موجود ہیں۔ آپ کے برادر اکبر مولوی محمد عبدالغنی خان بہادر کی شادی بیٹے نواب عظیم الدولہ بہادر کی پوتی سے ہوئی پھر ان کے انتقال کے بعد نواب اعظم جاہ بہادر

کی نواسی سے آپ نے شرعی عقد کیا۔ عربی و فارسی و انگریزی میں دستگاہ کامل تھی اور سرکار انگریزی میں ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر مامور تھے۔ عربی میں صنعت بے نقطہ میں انکے قصائد نعتیہ موجود ہیں اور انکی بہترین یادگار کتاب انوار عظیم ہے۔ آپ کے برادر خرد حافظ محمد عبدالصمد خان بہادر ہزاریش نواب ظہیر الدولہ بہادر عظیم جاہ کے نواس ناماد اور محمد نور خان بہادر موجودہ پرنس آف ارکاٹ کے صدر المہام اور نائب ہیں۔ ان کو عربی۔ فارسی۔ اور انگریزی میں پوری لیاقت ہے۔ صنعت عاظمہ میں انکے قصائد عربی مشہور ہیں اور صاحب دیوان ہیں آپ کی تصانیف نے قبولیت عام کا درجہ حاصل کیا ہے۔ سکونت سعید آباد۔ منیر باغ۔ مدراس۔



سید محمد۔ آنریبل۔ نواب بہادر۔ آپ سادات صحیح النسب ہیں۔ آپ کی دادی صاحبہ حیدر علی ناٹک کے خاندان میور سے تھیں۔ آپ کے والد ماجد آنریبل سیر ہایون جاہ بہادر سی۔ آئی ای تھے جنکی والدہ صاحبہ بیوہ سلطان کی پوتی تھیں۔ آپ کے پردادا صاحب نواب میر اسد اللہ خان بہادر تھے جو چندا صاحب کے بعد نواب ارکاٹ کے دیوان رہے تھے۔ آپ کے والد ماجد ۱۸۶۷ء میں مدراس کی کونسل و اضعان آئین و قوانین کے ممبر مقرر ہوئے تھے اور وہ تاجیات خودیئے ۱۸۹۳ء تک اس معزز منصب پر مامور رہے۔ اپنی وفات سے چند روز قبل وہ مدراس کی طرف سے ہزار کلسنی وایسراے بہادر کی کونسل و اضع آئین و قوانین کے ممبر مقرر ہوئے تھے۔ دسمبر ۱۸۹۶ء میں آپ کو سر اتر تھر میولاک صاحب گورنر مدراس نے شریف کا عہدہ عطا فرمایا۔ یہ پہلا اتفاق تھا کہ ایک مسلمان اس جلیل القدر عہدے پر سرفراز کیا گیا تھا۔ اس تقرر سے نہ صرف آپ کے ہم مذہبون کو مسرت حاصل ہوئی بلکہ تمام ملک نے اس انتخاب کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ ۱۸۹۷ء میں حضور ملکہ و کٹوریہ مرحومہ کی الماسی جوبلی کے موقع پر پچھلے دست

آپ کو لارڈ الگن بہادر نے خطاب ”نواب“ سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ ۱۹۰۱ء میں آپ مجلس واعضان آئین و قوانین مدراس کے ممبر منتخب ہوئے اور پھر ۱۹۰۲ء میں دوبارہ آپ کا انتخاب اسی منصب رفیع پر کیا گیا۔ آپ تمام ضروری و اہم مسودات قانون میں نہایت مستعدی و قابلیت سے عمدہ مشورہ دیتے اور ہر ایک معاملہ ملکی میں چوری مصروفیت کے ساتھ حصہ لیتے ہیں آپ ایک خوشحصال۔ فوہن و طباع اور بلند خیال رئیس ہیں۔ سکونت مدراس۔

ایڈولتھ کا کت کرشنن۔ بی۔ ایل۔ دیوان بہادر و ولادت ۱۹۰۱ء میں ایک نامی گرامی طبیب کے گھر میں پیدا ہوئے۔ آپ بچپن کی حالت میں یتیم ہو گئے اور آپ کی پرورش و پرداخت آپ کے والد ماجد کے ایک دوست نے کی جو اس وقت کلکٹری لیبیار کے نائب سر رشتہ دار تھے اور بعد ازاں ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی کلکٹری کے درجہ پر پہنچ گئے تھے۔ آپ نے کالیکٹ کے پرائونشل اسکول میں تعلیم پائی اور وہاں آپ کو ایک وکیلف مل گیا تھا۔ ۱۹۰۱ء میں آپ عدالت دیوانی ٹیلیجری کے ایک کلرک کی حیثیت سے ملازمت سرکاری میں داخل ہوئے مگر اپنی قابلیت و لیاقت اور کارگزاری سے آپ نے جلد جلد ترقی پائی چنانچہ ۱۹۰۲ء میں آپ کو ان کے منصف ضلع ہوئے اور یکم اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ناولی کے سب جج ہوئے اور ۲۲۔ دسمبر ۱۹۰۲ء کو آپ ہانگھٹ کے جج ورجا اول ہو گئے۔ اور جولائی ۱۹۰۹ء میں آپ اسپیشل ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے۔ اور سال بھر سے زیادہ آپ میونسپلٹی ٹیلیجری کے چیرمین بھی رہے ہیں۔ ۱۹۰۹ء میں گورنمنٹ نے آپ کی عمدہ خدمات کی قدر شناسی میں ایک سرفیکٹ مرحمت کیا اور ۱۹۰۹ء میں آپ خطاب دیوان بہادر سے سرفراز کیے گئے۔ سکونت ٹیلیجری۔

غلام حسین - خان صاحب - ولادت ۱۸۳۰ء - ۶ - جنوری ۱۸۹۹ء کو  
گورنمنٹ ہند نے آپ کی اُن خدمات کے جلد و میں جو آپ نے بغرض افادۂ خلائق  
انجام دیں خطاب خان صاحب عنایت کیا - سکونت ویلور شمالی ارکاٹ -

محمد عبدالحافظ - خان صاحب - ولادت ۱۸۶۴ء - ۶ - آپ کی قابل قدر  
پبلک خدمات کے عوض میں گورنمنٹ آف انڈیا نے یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو  
خطاب خان صاحب سے مخاطب فرمایا - سکونت - دہم پوری -

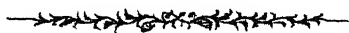
محمد عزیز الدین حسین - خان صاحب - ولادت ۱۸۶۲ء - ۶ - ۲۳ مئی  
۱۸۹۸ء کو بصلہ حسن کارگزاری آپ کو برٹش گورنمنٹ نے خان صاحب کے  
خطاب سے مخاطب کیا آپ کڈالور ضلع شمالی ارکاٹ میں بہمدۂ ڈپٹی کلکٹر  
ممتازین اور مدراس یونیورسٹی کے فیلو ہیں - سکونت کڈالور -

علی الدین - سولوی - سید - خان صاحب - ولادت ۱۸۵۲ء - ۶ - آپ کے  
نہایت قیمتی خدمات و کارہائے نمایان کے جلد و میں ۳ - جنوری ۱۸۹۹ء کو  
خطاب خان صاحب عطا ہوا - کئی ایکڑ زمین آپ کے قبضہ مالکانہ میں ہے - آپ  
ایک مقتدر و مغرور خاندان سے تعلق رکھتے ہیں - سکونت ہوس پیٹ -

محمد منیر خان صاحب - ولادت ۱۸۶۴ء - ۶ - آپ انجمن مفید اہل اسلام  
کے سکریٹری ہیں حسن خدمات کے صلہ میں خان صاحب کا خطاب آپ کو ۳۱ - دسمبر  
۱۸۹۸ء کو گورنمنٹ آف انڈیا سے عنایت ہوا - مفید عام کاموں میں آپ کو



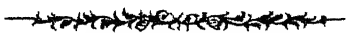
بہت بڑی دلچسپی ہے۔ سکونت پدوپیٹ۔



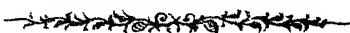
محمد سلطان - خان صاحب - ولادت ۱۸۸۳ء - تعلقہ رامالا کوٹا میں  
پچیس ایکڑ سے کچھ زیادہ زمین وراثتاً آپ کے قبضہ ملکیت میں ہے۔ آپ کی مفت  
خدمات کے صلہ میں ۲۱ - مئی ۱۸۹۶ء کو خطاب خان صاحب عطا ہوا۔ سکونت  
کرنول۔



غلام محی الدین عبدالغفور - سید - خان صاحب - ولادت ۱۸۵۶ء  
کئی ہزار ایکڑ اراضی آپ کے قبضہ مالکانہ میں ہے۔ آپ کو بلیک خدمات کے جلد و  
میں گورنمنٹ ہند سے یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو خان صاحب کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ  
اسٹیشنری سب مجسٹریٹ کے عہدہ پر ممتاز ہیں۔ سکونت ترچاپلی۔



لال بیگ - خان صاحب - ولادت ۱۸۳۶ء - اُن نمایان خدمات  
کے صلہ میں جو آپ نے مجسٹریٹ کی حیثیت سے انجام دیں آپ کو  
خطاب خان صاحب بطور ذاتی اعزاز کے ۳۰ جنوری ۱۸۹۳ء کو عطا ہوا آپ مدت دراز  
تک بے عہدہ سب مجسٹریٹ ممتاز رہے اور اب نشن پاتے ہیں۔ سکونت رسلگنڈا۔



ولیاور سبل مدلسپی - رامانگیر - راؤ صاحب - آپ خاندان برہمن سے  
ہیں۔ ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ یکم جنوری ۱۹۰۱ء کو بعوض حسن خدمات گورنمنٹ  
ہند سے آپ کو خطاب راؤ صاحب عطا ہوا۔ پہلے آپ ہائی کورٹ مدراس کے مینیجر تھے۔  
اب نشن پاتے ہیں۔ سکونت کبا کوم -

ویلو راجن پرتھاسار تھی مدلیہ۔ راؤ صاحب۔ آپ خاندان ولالہ سے  
ہیں۔ ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے۔ جنگل پٹ میں چند ایک زمین آپ کے قبضہ میں ہے۔  
آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۰ء کو خطاب راؤ صاحب گورنمنٹ ہند سے عطا ہوا۔ آپ کا  
تعلق محکمہ بورڈ مال مدراس سے ہے۔ سکونت مدراس۔

سر وگلکر کرشنا چارٹر۔ راؤ صاحب۔ ولادت ۱۸۵۵ء۔ آپ برہمن  
ہیں۔ یکم جنوری ۱۸۹۰ء کو ان خدمات پیش قیمت کے صلہ میں جو اپنے بغرض افادہ  
انام کی تحلیں آپ کو گورنمنٹ ہند نے راؤ صاحب سے مخاطب کیا۔ سکونت یلیار۔

ٹھوڑ لارگھوئیہ پنٹولو۔ گارو۔ بی۔ اے۔ راؤ صاحب۔ ولادت ۱۸۶۲ء۔  
یکم جنوری ۱۸۹۰ء کو ملکی خدمات کے جلد وین گورنمنٹ ہند نے آپ کو خطاب راؤ صاحب  
عطا فرمایا۔ آپ گدور ضلع نیلور میں ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ سکونت نلور۔

راما لنگم کندا سوامی پلٹی۔ راو بہادر۔ ولادت ۱۸۷۱ء۔ آپ فرقہ  
ولالہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اورنیشن یافتہ تحصیلدار ہیں۔ بحیثیت عہدہ دار مذکور  
آپ نے جو نمایان خدمات انجام دیں ان کے صلہ میں آپ کو ۳۱۔ دسمبر ۱۸۹۰ء عیسوی  
کو بطور اعزاز ذاتی خطاب راو بہادر عطا ہوا۔ سکونت ٹینور ضلع ترجنا پلٹی۔

سیموئل پال۔ رورنڈ۔ راؤ صاحب۔ ولادت ۱۸۴۷ء۔ ۲۱۔ مئی ۱۸۹۰ء  
کو گورنمنٹ ہند نے آپ کو خطاب راؤ صاحب بطور ذاتی اعزاز کے عطا فرمایا۔ سکونت تنادولی

و نکٹا کمار مہیشی سوریار کو۔ راجہ پتا پور۔ ولادت ۵۔ اکتوبر ۱۸۵۷ء۔  
 پتا پور کی قدیم زمینداری زیادہ تر احاطہ مدراس کے ضلع گوداوری میں واقع ہے۔ یہیں  
 ایک سو اسی موضع ہیں جنکو دریائے الیر و اور دریائے گوداوری کی بعض نہریں سیراب  
 کرتی ہیں۔ دو لاکھ اسی ہزار نو سو آٹھ روپیہ پندرہ آنہ پانی سالانہ پیشکش فقرے  
 اور سالانہ محاصل تقریباً بارہ لاکھ ہے۔ احاطہ مدراس کی زمینداریوں میں زمینداری  
 بلجاڈر، خیزی دوسرے نمبر پر ہے۔ اس ریاست کی زیادہ تر عسالت کے ایک عطیہ سے  
 پڑی ہے۔ اس ریاست کے مورث اودھ کے قرب و جوار سے اگر میان آباد ہوئے تھے  
 اور انھوں نے حاکم وقت کو اپنی خدمات سے ایسا رخصی کیا کہ اس نے اس خاندان کو  
 پتا پور کا تعلق عطا فرمایا۔ اس وقت سے اب تک یہ تعلقہ اسی خاندان میں چلا آتا ہے۔ راجہ  
 صاحب حال اپنے مورث اعلیٰ بانی راج سے مولھوین پشت میں ہیں۔ آپ کے والد  
 ماجد ۳۱۔ جنوری ۱۸۶۲ء کو مسند نشین ریاست ہوئے۔ وہ بڑے فیاض اور سخی  
 مشہور تھے۔ انھوں نے اکثر خیراتی کاموں میں معتد بہ زمین عطا کی تھیں اور غریبوں کے  
 واسطے ایسا سامان کیا تھا کہ شبانہ روز خیرات تقسیم ہوتی رہتی تھی۔ انھوں نے متعدد ویدک  
 مدرسہ قائم کیے تھے اور کوکناڈا کے ہائی اسکول میں انھوں نے ایک بُری رقم چندہ  
 دی تھی کہ جو بعد ازاں درجہ دوم کا ایک کالج اور راجہ پتا پور کا کالج کے نام سے ہو گیا تھا۔  
 انھوں نے شیوجی اور وشنوجی کے مندر تعمیر کرائے اور اُس کے مصارف کے واسطے کچھ  
 اراضی وقف کر دی ہے۔ ۱۸۷۷ء میں وہ مدراس کی مجلس و ضلعان آئین و قوانین  
 کے ایک ممبر منتخب کیے گئے تھے اور انھوں نے ہندوستان کی قریب قریب کل ترقیہ گاہوں  
 کی زیارت کی تھی۔ ۲۲۔ جولائی ۱۸۷۷ء کو انھوں نے وفات پائی۔ ان کے ایک صاحبزادہ  
 اور ایک صاحبزادی تھی۔ راجہ و نکٹا کمار مہیشی سوریار ان کے جانشین ہیں آپ کا  
 من اس وقت صرف کالج برس کا تھا جب آپ کے والد ماجد نے وفات پائی۔ لہذا علاوہ

زیر انتظام کورٹ آف وارڈس لے لیا گیا اور آپ بغرض تعلیم مدراس بھیجے گئے۔ بیان  
آپ مسٹری مارین صاحب کی اتالیقی میں تعلیم پارسے ہیں۔ آپ ۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء  
کو سن بلوغ کو پہنچنے کے سکونت پتاپور۔



راج گوپال کرشن یا چندر لورو۔ راجہ سری بہادر۔ ویلوگوٹی۔  
کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ راجہ ونکٹا گیری۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ آپ کا تعلق ولما قوم سے  
ہے اور یہ خاندان ویلوگوٹی خاندان کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے بانی پلا ماری بھٹا لانیو  
تھے جو ابتدائے میں پر تاب رُدر اماراج کی سرکار میں ایک جنرل تھے اور پھر باج گزار  
سردار ہو گئے۔ انکے جانشین چٹھی ریڈی ہوئے۔ انھوں نے ایک دفینہ کا پتالگا یا  
جسکے صلہ میں راجہ صاحب ورگل کی سرکار میں مورد اعطاف و الطاف رہے اور  
انھوں نے ایک بڑی جاگیر عطا کی۔ انکے بعد انکے اعقاب نے اس جاگیر کو ترقی اور  
وسعت دی۔ سری راجکار یا چانائیم و سابق راجہ ونکٹا گیری ۱۸۳۲ء میں پیدا ہوئے  
اور سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب گورنمنٹ سے حاصل کیا۔ انکے انتقال کے بعد انکے فرزند  
راجہ حال ۱۱ جنوری ۱۸۷۷ء کو گدی نشین ہوئے ۱۸۸۸ء میں آپ کو کے سی آئی ای  
کا خطاب عنایت ہوا۔ آپ چند سال تک مدراس لئیس لٹیکوئٹل کی ممبری پر فائز رہے  
ہیں اور بارہ برس تک زمینداری ایسوسی ایشن مدراس کے پریسیڈنٹ رہ چکے ہیں  
آپ کا پیغمبراری منصب دار کا لقب قدیمی اور سلاطین مغلیہ کا عطا کیا ہوا ہے اور  
راجہ کا خطاب ۱۸۹۰ء میں گورنمنٹ نے تسلیم کیا۔ سات سوتیس گاؤں اس ریاست  
میں شامل ہیں۔ آپ کے ایک فرزند اور ایک دختر ہیں سکونت ونکٹا گری ضلع نلور۔



ڈھرمکارا کلپنا نائیم۔ راجہ بہادر کالاہستی۔ ولادت ۱۸۷۷ء۔ آپ ۱۸۹۴ء

میں راجہ کمار دُرود و نکٹپا کے جانشین ہوئے۔ آپ قوم دلا ماسے تعلق رکھتے ہیں اور اُس قدیم خاندان سے ہیں جسے پندرھویں صدی میں راجگان وجے نگر کی عہد داری میں شہرت و عزت حاصل کی تھی اور اُنکے زوال پر صاحب حکومت ہوا تھا۔ عہد سلطنت اسلامیہ میں آپ کے خاندانی سرغنہ کو پانچ ہزار پیادوں کی منصب داری کا اعزاز حاصل تھا پھر اورنگ زیب شہنشاہ دہلی نے ایک سند کے ذریعہ سے آپ کے خاندان کو نواب آرکاٹ کا ماتحت کر دیا تھا۔ راجہ صاحب کے ایک بزرگ مقامی مانگ تھے جنھوں نے مدراس میں انگریزوں کے قیام اور تعمیر قلعہ کے لیے راجہ چندر گری سے اجازت حاصل کی تھی۔ اور چونکہ اُنکے والد ماجد کا نام چنپا تھا اس لیے اُنھوں نے اُس جگہ کو چنپائیئم کے نام سے موسوم کیا۔ آپ کے دادا کا نام راجہ دُرود و نکٹپا نید و بہادر گارو تھا جن کو پرنس آف ویلز نے کلکتہ میں یکم جنوری ۱۸۵۷ء کے دربار میں سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب مرحمت فرمایا تھا۔ آپ کا خاندانی جھنڈا ہنود و جوم ہے جس پر پانچ مختلف رنگوں میں ہنومان کی شکلیں بنی ہوئی ہیں۔ اضلاع نلور اور شمالی آرکاٹ مدراس میں آپ کی بہت بڑی زمینداری ہے۔ خطاب راجہ کامور وٹی ہے۔ سکونت کالاہستی۔ نلور۔

ایس۔ سری نواس راٹھو آئینگر۔ بی۔ اے۔ آنریبل۔ دیوان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ آپ عرصہ دراز سے ملازمت سرکاری میں داخل ہیں۔ یکم جون ۱۸۸۸ء کو خطاب دیوان بہادر سے سرفراز فرمائے گئے۔ ۱۸۹۰ء میں آپ محکمہ رجسٹری مدراس کے انسپکٹر جنرل مقرر ہوئے۔ ۳۔ جون ۱۸۹۳ء کو آپ کو کمپنیز آف ڈی موسٹ اینٹ آرڈر آف ڈی انڈین امپائر کا خطاب مرحمت ہوا۔ ۸۔ نومبر ۱۸۹۱ء سے آپ مدراس لجنس لٹیو کونسل کے ممبر ہیں۔ سکونت مدراس۔

ونیکم بھاشیم آئنگر۔ بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ سر جیٹس۔ ٹائٹ۔ دیوان بہادر۔ سی۔ آئی۔ اسی۔ ولادت ۱۸۸۷ء۔ آپ ایک مغز برہمن خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ عرصہ دراز سے سرکاری ملازمت کا تعلق ہے۔ آپ کو ۱۶۔ فروری ۱۸۸۷ء کو خطاب رائے بہادر بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت ہوا تھا اور ۲۵۔ مئی ۱۸۹۵ء کو آپ خطابات دیوان بہادر اور سی۔ آئی۔ اسی سے ممتاز و مفتخر ہوئے۔ فی الحال آپ مدراس کے عہدہ جلیہ جی ہائی کورٹ پر مقرر ہیں۔ آپ کے پاس کچھ ارضی جائیداد بھی ہے۔ سکونت مدراس۔

گودے نرائن گجپتی راؤ۔ راجہ۔ سی۔ آئی۔ اسی۔ ولادت ۲۔ دسمبر ۱۸۷۶ء۔ آپ وزیگاٹم واقع شمالی سرکار احاطہ مدراس کے قدیم گودے خاندان کے ممبر اور ریاست انکا پلی کے زمیندار ہیں۔ آپ نے ہندو کالج کلکتہ میں تعلیم پائی ہے۔ آپ ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۲ء تک مدراس لئیں لٹویو کونسل کے ممبر رہے ہیں۔ ۱۸۸۱ء میں آپ کو راجہ کا خطاب مرحمت ہوا اور ۱۸۹۲ء میں سی۔ آئی۔ اسی کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ آپ نے کئی مدارس قائم کیے ہیں جنکی آپ برابر امداد فرماتے ہیں۔ ۱۸۸۷ء میں آپ نے ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی کے اعزاز میں مدراس کے لئے جناب مرحومہ کا ایک سٹیجوشیہ عنایت فرمایا تھا۔ آپ کے مزاج میں اعلیٰ درجہ کی فیاضی ہے جسکا آپ نے اکثر مواقع پر اظہار فرمایا ہے۔ پوپ روم نے اُس مہربانی کے صلہ میں جو آپ نے وزیگاٹم کے کیتھولک عیسائیوں کے ساتھ ظاہر کی تھی آپ کو ۱۸۹۷ء میں ایک بچی کاری کی تصویر عنایت فرمائی تھی۔ آپ کے دادا سری گودے جکاراؤ نے اٹھارھویں صدی کے وسط میں بہت سی نمایاں سرکاری خدمات انجام دی ہیں جنکی نسبت کورٹ آف ڈائریکٹرس نے اپنی تحریر پر ۱۷۔ اپریل ۱۸۸۷ء میں نہایت شکر گزار سی کے ساتھ اعتراف کیا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار

کا نام سوریا نارائن راؤ تھا جنکی نسبت لارڈ کینئر نے اپنی اسپج میں فرمایا تھا کہ وہ بھی مثل اپنے والد کے خیر خواہ سرکار و مخیر تھے۔ انھوں نے ۱۸۳۳ء کی قحط سالی میں ضلع نلور کے غرابو مساکین کی بہت بڑی امداد کی۔ بہت سے خیراتی کام جاری کیے اور اُمور رفاه عام میں حیرت انگیز و دریا دلی سے چندہ دیا۔ آپ ۱۸۵۳ء میں اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد انکے جانشین ہوئے۔ سکونت وزیگاٹم۔

منجری شیو رام پٹیرام کرشن آئیر۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۸ء۔ آپ قوم کے برہمن اور وکیل سرکار ہیں۔ ۴۔ اگست ۱۸۹۰ء کو خدمات عامہ کے جلد وین راؤ بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت کالیکٹ۔

ترویدی سنجیو داس نرسنگ راؤ۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۶۹ء۔ آپ قوم کے برہمن اور سرکاری وکیل ہیں۔ ۹۔ نومبر ۱۸۹۰ء کو جلد وین کے حسن خدمات بطور ذاتی اعزاز کے راؤ بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت شمالی ارکاٹ۔

مدوراسندرم آئیر نارائن سوامی آئیر۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۶۳ء۔ آپ قوم کے برہمن اور گورنمنٹ وکیل ہیں۔ ۹۔ نومبر ۱۸۹۰ء کو آپ نے راؤ بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ سکونت مدراس۔

محمد رحمت اللہ۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۶۲ء۔ آپ شاہزادہ ظہیر الدولہ مرحوم شاہزادہ دوم آرکاٹ کے فرزند ہیں۔ ۸۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو برٹش گورنمنٹ نے آپ کو ذاتی اعزاز کی وجہ سے خطاب خان بہادر کا مرحمت فرمایا۔ سکونت مدراس۔

محمد فضل اللہ - خان بہادر - ولادت ۱۸۶۸ء - آپ شاہزادہ ظہیر الدولہ مرحوم شاہزادہ دوم آرکاٹ کے فرزند ہیں - ۸ - اکتوبر ۱۸۷۷ء کو سرکار انگریزی نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب خان بہادر کا مرحمت فرمایا - سکونت مدراس -



محمد کرامت اللہ - خان بہادر - ولادت ۱۸۷۸ء - آپ شاہزادہ ظہیر الدولہ مرحوم دوم شاہزادہ آرکاٹ کے فرزند ہیں - ۸ - اکتوبر ۱۸۷۷ء کو سرکار انگریزی نے آپ کو بطور اعزاز ذاتی خطاب خان بہادر مرحمت فرمایا - سکونت مدراس -



غلام رضا - خان بہادر - آپ حلقہ مدراس کے سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات ہیں - ۲۲ - جون ۱۸۷۹ء کو گورنمنٹ ہند سے خطاب مذکور آپ کو مرحمت ہوا تھا - سکونت امیر محل ٹریکین -



کورمی نیل ولیا منیا چے کٹی - خان بہادر - ولادت ۱۸۵۷ء - آپ انسپکٹر پولیس ہیں - آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو خطاب خان بہادر مرحمت ہوا تھا - سکونت ارناؤڈ



لالچی والچی سیٹھ - خان بہادر - ولادت ۱۸۵۷ء - آپ مدراس کے تاجر ہیں آپ کے قبضہ میں کچھ غیر منقولہ جائیداد بھی ہے - آپ کو پبلک معاملات میں بہت بڑی دلچسپی ہے اور آپ نے اُنکے متعلق بہت سی خدمات انجام دی ہیں - انھیں خدمات کے صلہ میں ۲۱ - مئی ۱۸۹۹ء کو گورنمنٹ ہند نے آپ کو خطاب مذکور عطا فرمایا - سکونت مدراس



تمن سنگھ - ہزاری گارو - مہاراج - راؤ صاحب - ولادت ۱۸۷۸ء - آپ



سول سرجن کے عہدہ پر ممتاز بہن اور اپنے فرائض کے متعلق اپنے جو نمایاں خدمات انجام دین اُنکے صلہ میں ۲۰۔ مئی ۱۹۶۶ء کو خطاب مندرجہ بالا بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت ہوا۔ سکونت کڈپہ۔



سالوڈور فلیکس بریٹو۔ راؤ صاحب۔ ولادت ۱۹۵۳ء۔ آپ عیسائی بہن۔ ۲۰۔ مئی ۱۹۶۶ء کو خطاب مندرجہ بالا سے جلد وے خدمات عامہ ممتاز فرمائے گئے۔ سکونت منگلور۔



پیٹریونی سوامی پیلے۔ راؤ صاحب۔ ولادت ۱۹۴۲ء۔ آپ نیشن یافتہ اسٹنٹ سرجن بہن۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۹۶۹ء کو خطاب مندرجہ بالا مرحمت ہوا تھا۔ سکونت کونٹور۔



یلا سنجوی۔ نیڈو۔ گارو۔ راؤ صاحب۔ ولادت ۱۹۴۸ء۔ آپ نیشن یافتہ نائب تحصیلدار بہن۔ ۳۔ جون ۱۹۹۹ء کو آپ نے راؤ صاحب کا خطاب حاصل کیا تھا۔ سکونت بہراپور۔



شیول گودیو سبرافنی پیلے۔ راے بہادر۔ ولادت ۱۹۳۴ء۔ آپ نے عرصہ دراز تک محکمہ تعمیرات میں بحیثیت انجینئر کے کام کیا ہے۔ آپ کی ان قابل قدر خدمات کے صلہ میں راے بہادر کا خطاب ۱۶۔ فروری ۱۹۸۶ء کو ملکہ قیصرہ مرحومہ کی جوبلی کے موقع پر گورنمنٹ ہند سے بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا سکونت مدورا



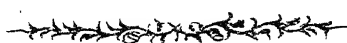
بھوسروتم ایساوامی شاستری۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۳۶ء۔ آپ قوم برہمن کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ عرصہ تک ملازم سرکار رہے اور اب عمدہ تحصیلداری سے نشن پا کر خانہ نشین ہوئے ہیں۔ آپ کو ۱۶ فروری ۱۸۸۸ء کو رائے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا تھا۔ سکونت کمبکوٹم۔



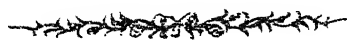
ست داد سوریہ ناراین پرساد اور اونیٹولو۔ گارو۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۶۱ء۔ آپ برہمن ہیں۔ بحیثیت حضور سررشتہ دار وزیگاٹیم آپ نے نہایت نمایاں خدمات انجام دیں اور جنہیں خدمات کے صلہ میں آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۲ء کو گورنمنٹ ہند سے خطاب مندرجہ بالا بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا ہے۔ سکونت وزیگاٹیم۔



مانے پنڈٹ منٹا۔ گارو۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۵۸ء۔ آپ کرگ چھتری ہیں۔ عرصہ دراز سے سرکاری ملازم ہیں۔ فی الحال اکسٹراڈیوٹری کنسروٹیر جنکلات کے عمدہ پرمامور ہیں۔ آپ کو ۳ جون ۱۸۹۹ء کو یہ خطاب ملا تھا۔ سکونت بلاری۔



محمد عبدالغفر بن بادشاہ۔ حاجی۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۵۸ء۔ آپ تاجر ہیں اور ترکی کی کانسل ہیں آپ کو ۹ نومبر ۱۸۹۸ء کو خطاب مذکورہ بالا مرحمت ہوا۔ سکونت ٹریلکین۔



عبدالرحمن حاجی فقیر محمد۔ سیٹھ۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۵۸ء۔ آپ اوٹا کمنڈ مینو سیٹھی کے ممبر رہے ہیں۔ ۹ نومبر ۱۸۹۸ء کو خدمات عامہ کے صلہ میں آپ کو گورنمنٹ ہند سے خطاب مندرجہ بالا مرحمت ہوا۔ سکونت اوٹا کمنڈ۔



پی را جرتقم۔ مدلیار۔ رائے بہادر۔ سی۔ آئی۔ امی۔ دیوان بہادر۔ آپ  
 ۱۶۔ نومبر ۱۸۳۶ء کو مدراس کے ایک معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ پی نارائن سوامی  
 مدلیار کے فرزند ہیں۔ آپ کے خاندان کے اکثر بزرگ یکے بعد دیگرے کیسری جہل کے  
 محکمہ میں خدمت میں خیری پرمتاز رہے ہیں۔ آپ نے ۱۸۶۶ء میں پیشہ کی ڈگری حاصل  
 کی اور اسی سال ملازمت سرکاری میں داخل ہوئے۔ آپ نے شروع میں صاحب کلکٹر  
 نیلور کے دفتر میں بطور ایک محرر کے ملازمت شروع کی۔ ڈیڑھ برس سے بھی کم مدت میں  
 آپ شہر کے سب مجسٹریٹ مقرر ہو گئے۔ اس عہدہ کی خدمات آپ نے نجوش اسلوبی سرانجام  
 دیں۔ شوارع عام کی صفائی اور ۲۴۔ ڈاکوون کی ایک جماعت کی گرفتاری میں آپ کی بہت  
 بڑی شہرت ہوئی۔ اسی کے صلہ میں آپ کی ترقی ہونے لگی اور آپ تحصیلداری اور سرشتہ دار  
 کلکٹری کے عہدوں پر مقرر ہوئے حتیٰ کہ ۱۸۷۷ء میں آپ ڈپٹی کلکٹر کے عہدے پر فائز  
 ہوئے۔ ۱۸۷۶ء کے سخت قحط میں جو خدمات آپ نے سرانجام دیں انکی قدردانی گورنٹ  
 نے کی اور آپ کی میعاد ملازمت میں ایک سال کی توسیع کی گئی۔ ۱۸۷۹ء میں آپ کسٹرنک  
 کے پرنسپل اسٹنٹ مقرر ہوئے اور ۱۸۸۲ء میں آپ بشاہرہ ایک ہزار روپیہ ماہوار بورڈ  
 آف ریونیو کی ہیڈ سرشتہ داری پر مامور ہوئے۔ جب ۱۸۸۷ء میں محکمہ مال کا انتظام  
 بدلا تو آپ محکمہ مال۔ بندوبست۔ زراعت و کاغذات دیہی کے سکریٹری مقرر ہوئے  
 جولائی ۱۸۹۶ء میں آپ کو محکمہ رجسٹری کے انسپکٹر جنرل کا جلیل القدر عہدہ تفویض  
 کیا گیا اور آپ اسی سال کے نومبر میں مجلس واضعان آئین و قوانین کے اوٹیشنل  
 ممبر منتخب ہوئے۔ فروری ۱۸۹۷ء میں آپ کو رائے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔  
 پھر مئی ۱۸۹۹ء میں دیوان بہادر کا خطاب اور ۱۸۹۹ء میں سی۔ آئی۔ امی کے خطاب  
 سے آپ کی عزت افزائی کی گئی۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں آپ کمیشن آبپاشی کے ایک ممبر مقرر  
 ہوئے۔ آپ نے یکم اپریل ۱۸۹۲ء کو چالیس برس کی ملازمت سرکاری کے بعد کاروباری

اختیار کی۔ سکونت مدراس۔

پورنا نرسنگھ راو کشامورتی سی۔ آئی۔ امی۔ دیوان میسور۔ ولادت ۱۸۴۹ء  
آپ پورنیہ مشہور مدبر جنوبی ہندوستان کی چوتھی پشت میں اولاد کو رس میں جتنے حق تہیں  
اوائل صدی گذشتہ میں انگریزی سلطنت کو جنوبی ہندوستان میں تقویت ہوئی۔ جب پورنیہ  
کم سن تھے توحید رعلی کی توجہ اُن کی جانب مبذول ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر  
ایک کلڑی کا لٹھ پانی میں تیرتا چلا جاتا تھا حیدر علی نے اُسے دیکھ کے اپنے مصاحبوں  
سے پوچھا کیا سبب ہے کہ کلڑی کا لٹھ باوجود اس قدر بوجھ کے نہیں ڈوبتا اور چھوٹا  
سانگریزہ فوراً تہ میں بیٹھ جاتا ہے۔ مصاحبوں میں سے کوئی جواب نہ دے سکا پورنیہ  
نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ لٹھ کسی وقت میں درخت تھا جس نے پانی سے پرورش پائی  
ہے یہ پانی کی شرافت ہے کہ وہ اپنے پرورش کیے ہوئے کو نہیں ڈوبنے دیتا۔ حیدر علی  
اس جواب سے بہت خوش ہوا اور اُس دن سے پورنیہ اُس کے مقربین میں ہو گئے۔ حیدر علی  
کی وفات کے بعد جب تک ٹیپو مسند آراء حکومت نہیں ہوئے پورنیہ نے اپنی کوشش  
اور اثر سے امن و امان قائم رکھا۔ ٹیپو کے زمانہ حکومت میں پورنیہ کا اسقدر اثر رعایا پر  
تھا کہ جب ٹیپو نے یہ تجویز کیا کہ پورنیہ مسلمان ہو جائے تو ٹیپو کی والدہ نے اُسے  
اس ارادہ سے باز رکھا۔ ۱۸۵۷ء کو رات کے وقت انگریزوں نے دفتر  
قلعہ سرنگا پٹم پر حملہ کیا۔ پورنیہ کی سپردگی میں ایک بھاری خزانہ تھا۔ پورنیہ نے نہایت  
استقلال کے ساتھ اُس خزانہ کو اونٹوں پر بار کرنا شروع کیا۔ اسی اثنا میں اُن کے گولی  
لگی مگر انھوں نے مطلق پروانہ کی اور اپنے کام میں مصروف رہے یہاں تک کہ کل  
خزانہ بچالے گئے اور ایک روپیہ بھی ضائع نہیں ہوا۔ سرنگا پٹم کے مفتوح ہونے کے  
بعد پورنیہ جو ٹیپو کے افسروں میں سے تھے جب تک انگریزوں کی اطاعت میں داخل

نہیں ہوئے جنرل ہارس کو اطمینان نہیں ہوا۔ تسلط انگریزی کے بعد قدیم فرمانروا کی نابالغی کے زمانہ میں ریاست کا انتظام پورنیہ کے سپرد رہا۔ سرکار انگریزی نے پورنیہ کو اُن کی حسن خدمت اور خاندان شاہی کے ساتھ وفاداری کرنے کی وجہ سے اُن کو ملندور کی جاگیر دلوائی جس کی سالانہ آمدنی ایک کثیر رقم ہے۔ بہتک باشندگان میسور پورنیہ کو یہ سبکی یاد کرتے ہیں۔ اُن کی وفات کو ۹۰ برس کا زمانہ گزرا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ زندہ ہیں۔ آپ اور آپ کے چھوٹے بھائی جو پورنیہ کے ہمنام ہیں اس خاندان کی باقیات الصالحات میں سے ہیں۔ آپ اور آپ کے بھائی دونوں کم سنی کے زمانے میں یتیم ہو گئے اور سرکار انگریزی کے ظل عاطفت میں نشوونما پائی۔ کورٹ آف وارڈس نے صغر سنی میں وطن مالون ملندور سے چھڑا کر بنگلور میں آپ کی سکونت مقرر کی۔ بورنگ صاحب چیف کمشنر کو دونوں بھائیوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ تھی۔ چنانچہ آپ نے اکیس برس کی عمر میں مدراس یونیورسٹی سے بی۔ ایل کی ڈگری حاصل کی اور آپ کے مرتبہ کے لائق آپ کو ملازمت بھی ملی اُس وقت سے آج تک آپ نے مختلف عہدوں پر کام کیا ہر کام میں کامیابی اور ناموری حاصل کی اور ہر طرح کے الزام سے بری رہے۔ آخر کار محض اپنی ذاتی لیاقت کی وجہ سے اُس عہدہ پر فائز ہوئے جس کے آپ باعتبار خاندان بھی مستحق تھے یعنی عہدہ دیوانی میسور یہ تو پہلے ہی سے خیال تھا کہ آپ کسی نہ کسی دن اس عہدہ پر ضرور پہنچینگے۔ ریاست میسور کی تفویض ۱۸۸۱ء کو عمل میں آئی اور چار اہمیندروں دیار فرما کر وہاں میسور قرار پائے۔ اُس زمانہ میں آپ کا سن ۳۲ برس کا تھا۔ آپ بوجہ کم سنی کے دیوان نہ مقرر ہو سکے اور وہ عہدہ مسٹر رنگا چارلو کو مل گیا۔ پھر جب ۱۸۸۳ء میں رنگا چارلو نے وفات کی تو دوبارہ وہی عذر کم سنی کا درپیش ہوا اور سر کے شیشادری عہدہ دیوانی کے لیے منتخب ہوئے۔ اس وقت میں تمام ملک آپ کا طرفدار تھا بلکہ بعض اطراف ملک میں کسی قدر شور و شجاعت بھی اُٹھائی ہوئی

بعض اہل غرض نے اس شورش کو آپ کی طرف منسوب کیا مگر حسب ایامے جس میں صاحب  
ریڈیٹ و ربار کی طرف سے خفیہ تحقیقات کیے جانے پر آپ کی بیگناہی ثابت ہوئی۔ آپ  
کبھی بیدل نہیں ہوئے اور نہایت راستبازی اور جانفشانی کے ساتھ اپنے کار منصبی  
کو انجام دیتے رہے۔ آپ جس عہدہ پر رہے اُس میں اپنی محنت اور لیاقت سے ناموری اور  
کامیابی حاصل کی جس زمانہ میں آپ ضلع ٹکور میں ڈپٹی کمشنر تھے تو ایک مرتبہ بان محمد اور دوسرے  
کے ایک ہی زمانہ میں ہونے کے سبب سے بلوہ کا خوف پیدا ہوا۔ آپ اُس وقت اپنے ضلع  
میں موجود نہ تھے بلکہ میسور میں تھے وہیں یہ خبر پہنچی آپ فوراً میسور سے روانہ ہوئے اور  
راتوں رات ریل اور ٹرالی کے ذریعہ سے ضلع میں پہنچ گئے۔ جب صبح کو آپ کے  
آنے کی خبر پھیلی تو تمام لوگ تحیر ہوئے۔ آپ نے دونوں فرقوں کے معزین کو جمع کر کے اس  
منازعت کو مصالحت سے بدل دیا اور دونوں فریق خوش رہے۔ جب آپ علامہ حکومت  
سے تبدیل ہو کر صوبہ کی عدالت العالیہ کے جج ہوئے تو وکلا آپ کی قانونی لیاقت کے  
مقرر ہو گئے۔ مہاراجہ میسور کی وفات جو دفعہ کلکتہ میں ۱۸۹۲ء میں واقع ہوئی تھی آپ  
اُس زمانہ میں مدراس میں رخصت پر تھے۔ اس واقعہ کے سنتے ہی آپ میسور میں تشریف  
لائے اور شاہی خاندان کو تسلی اور تسنی دینے میں مصروف رہے۔ ایام تعزیت کے ختم  
ہونے کے بعد اپنے کام پر واپس گئے مگر بوجہ نابالغی راجہ کرشن راج دویا چند ہی روز  
کے بعد جب ہر پائیس مہارانی ولیہ مقرر ہوئیں اور اکیلی کونسل کا انعقاد ہوا تو آپ میسور میں  
طلب کیے گئے اور اُس کونسل کے رکن مقرر ہوئے۔ اس عہدہ میں بھی آپ نے پوری  
کامیابی اور ناموری حاصل کی۔ ۱۸۹۹ء میں آپ راجہ میسور کی نسبت کے تقرر کے  
واسطے حسب الحکم مہارانی کا ٹھکانہ دار کو روانہ کیے گئے۔ اس کام کو بھی آپ نے بہن وجہ  
سرا انجام دیا۔ ۱۹۰۱ء میں دیوان سابق سر کے شیشادری آئر بوجہ علالت استعفا  
دینے پر مجبور ہوئے اور آپ بلا کسی قسم کی مزاحمت کے دیوان ریاست مقرر ہو گئے۔

سال بھر سے عنان اقتدار دیوانی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ نے اپنے زمانہ دیوانی میں امپیریل سروس ٹرینسپورٹ کور (رسالہ باری واری واسطے شاہنشاہی خدمت) کی جسکا منصوبہ پہلے سے تھا مگر آج تک قول سے فعل میں نہ آیا تھا تکمیل کی نہ صرف ہندوستانی اخبار بلکہ ٹائمز اخبار لندن بھی آپ کے حسن تدبیر کا معترف ہے اور آپ کی بیدار مغزی کی داد دیتا ہے۔ دیوان ریاست مقرر ہونے کے بعد سب سے پہلے آپ کی توجہ فنانشل ڈیپارٹمنٹ کی طرف مبذول ہوئی۔ ۱۸۹۷ء کے مابعد خزانہ کی حالت اتر ہو رہی تھی۔ افسران ریاست بہت سارے پیہ اپنے ذاتی امور میں صرف کڑا لے تھے آپ نے اسکی سخت ممانعت کی۔ پھر کھٹ بنایا اور نیو ڈیپارٹمنٹ کو مقررہ رقم سے زیادہ صرف کرنے کی مزاہمت کی۔ اسکے بعد طاعون کا بندوبست کیا طاعون زدہ مکانات کو مسمار کر کے از سر نو تعمیر کرایا۔ پانی کا عمدہ انتظام کیا۔ ترقی زراعت کے لیے ملک میں جو تالاب موجود تھے ان کی مرمت اور نو تعمیر کا انتظام کیا۔ آپ صنعت اور حرفت کو ملک کی ترقی کا ذریعہ خیال کرتے ہیں اور تعلیم یافتہ جماعت کو مالک غیر میں اس غرض سے جانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ آپ نے اونچی ذات کے تین ہندو دن کا امریکا میں جا کر الیکٹریک انجینئرنگ حاصل کرنے کے لیے منظور ری وحی ہے۔ اگرچہ آپ اپنے مذہب میں راسخ ان خیال ہیں مگر اور مذہبوں سے آپ کو مطلق تعصب نہیں ہے۔ آپ کو اپنی ذاتی جاگیر میں اختیارات کلی و جزئی باعتبار حاصل و نیز باعتبار نظم و نسق حاصل ہیں سکونت میسور۔



سنگاپور پریمیا سٹی شاستریار راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۵ء۔ آپ تحصیلدار کڑپا ہیں۔ ۳۔ جون ۱۸۹۲ء کو خدمات عامہ کے صلہ میں آپ کو خطاب مذکور بطور اعزاز ذاتی عطا ہوا۔ سکونت کڑپا۔

کوئی کل پوڈی سبڑا پید و پنٹولو - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۴۶ء - آپ قوم کے برہمن ویشن یافتہ ڈپٹی کلکٹر ہیں - ۲۰ مئی ۱۸۹۶ء کو بصلہ حسن خدمات خطاب راؤ بہادر عطا ہوا - سکونت کرنول -

بدیم و نیلکٹ رتنم - گارو - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۵۱ء - آپ قوم کے ویش اور کوکنا دا کے مینوسپل کونسل کے ممبر ہیں آپ کو یہ خطاب ۲۴ جنوری ۱۸۹۶ء کو لیلپور ذاتی اعزاز کے مرحمت ہوا - سکونت کوکنا دا -

شمپرتی رام راؤ گارو - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۴۹ء - آپ عمدہ ڈپٹی کلکٹری پر ممتاز ہیں - ۲۲ جون ۱۸۹۶ء کو اس خطاب سے آپ سرفراز کیے گئے سکونت بلاری -

ٹما راجا و نکٹا شیوراؤ - پنٹولو - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۵۹ء - آپ قوم کے برہمن اور مینوسپل کونسل کے ممبر اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر ہیں - ۲۲ جون ۱۸۹۶ء کو آپ اپنی خدمات عامہ کے صلہ میں خطاب مندرجہ بالا سے مشرف و مفتخر ہوئے - سکونت چکا کول -

کن تھمکوزنگوجی راؤ - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۵۲ء - آپ قوم کے برہمن ہیں بحیثیت انسپکٹر مدارس آپ نے جو نمایاں خدمات انجام دیں اُن کے صلہ میں ۲۲ جون ۱۸۹۶ء کو خطاب راؤ بہادر مرحمت ہوا - سکونت کوئیمتور



آرکاٹ تھپیا تیر وونگٹا سوامی - مدلیار - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۵۵ء  
آپ فرقہ ویلاہ سے تعلق رکھتے ہیں - اور کوئٹہ بور کے مینوسل کوئٹہ و میڈیٹرکٹ بورڈ  
ہیں - ۲۶ - جون ۱۸۹۷ء کو آپ خطاب راؤ بہادر سے مشرف و ممتاز ہوئے سکونت کوئٹہ بور

بڈورا ماسوامی - نیڈو - گارو - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۵۵ء - آپ انسپکٹر پولیس  
ہیں آپ کو جون ۱۸۹۷ء میں راؤ بہادر کا خطاب عطا ہوا تھا - سکونت کبکونم -

پاندورنگی کوڈنڈراؤ پیٹولو - گارو - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۴۹ء - آپ  
یکم جنوری ۱۸۹۵ء کو خطاب راؤ بہادر سے مخاطب ہوئے - سکونت وزیرگیاٹم -

کنا نور نارائن آئیر - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۴۲ء - آپ قوم کے بہن  
اور عمدہ ڈپٹی کلکٹری پرماور ہیں - یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو خطاب راؤ بہادر آپ کو  
مرحمت ہوا - سکونت گوٹی -

پدکندلارام راؤ - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۴۹ء - آپ بہن اور قائم مقام  
تحصیلدار ہیں آپ کو ان نمایان خدمات عامہ کے صلہ میں جو آپ نے بحیثیت ملازم سرکاری  
انجام دیں یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو خطاب راؤ بہادر عطا ہوا - سکونت مدناپلی -

پنجرہ کلیا انت چارلو گارو - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۴۹ء - آپ وکیل  
سرکار ہیں - یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو خطاب راؤ بہادر سے مخاطب ہوئے سکونت بلاری

راما سوامی آئیر گوپال آئیر - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۶۶ء - آپ قوم کے برہمن ہیں اور عمدہ اسٹنٹ انجینیری پر فائز ہیں - ۲۱ مئی ۱۸۹۶ء کو بصلہ خدمات عامہ خطاب مندرجہ بالا مرحمت ہوا - سکونت ویلور -

پالکھاٹ آئیر گئی پلچننا سوامی پلے - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۶۶ء - آپ قوم ویلاڑ سے تعلق رکھتے ہیں اور پالکھاٹ کی مینوسپل کمیٹی کے چیئرمین ہیں ۱۲ مئی ۱۸۹۶ء کو راؤ بہادر کا خطاب آپ کو عطا ہوا تھا - سکونت کننا نور پالکھاٹ -

میدم سبنا چٹیار - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۵۶ء - آپ کرنل کے مینوسپل کونسلر ہیں - ۳۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو آپ خطاب مذکور سے ممتاز ہوئے - سکونت کرنول -

سیتو پاروتی بائی - رانی - ولادت ۱۸۹۶ء - آپ کی صغیر بنی سنہ ولادت سے ظاہر ہے - آپ راجگان ٹراونکور کے خاندان سے جو نسباً چھتری ہیں تعلق رکھتی ہیں اگرچہ رانی کا خطاب موروثی و قدیمی ہے لیکن آپ کو ۳۰ جون ۱۸۹۶ء کو جو آپ کی تاریخ جانشینی ہے عطا ہوا - آپ ریاست ٹراونکور کی رانی اصغر ہیں اور لوکل گورنمنٹ کا طریقہ مخاطب سیتو پاروتی بائی (رانی) اور گل ہے سکونت ٹراونکور -

موتھو سوامی آئیر نترانج آئیر - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۵۵ء - آپ برہمن ہیں اور عمدہ ڈسٹرکٹ رجسٹرار سی پر ممتاز ہیں - ۳۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو خطاب مندرجہ بالا سے فائز ہوئے - سکونت تامبور -



آئی ایس بی ایڈ جنرل وٹمن سنگھ رئیس ماس



راؤ صاحب جگناتی گولورائیس سنگھ پور



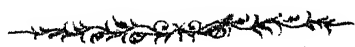
دیوان بہادر وٹمن کرشنا چاری رئیس مدراس



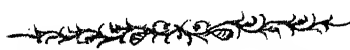
راؤ بہادر کویری کیم جگنادریم چٹیا رئیس کانجی پور

جگننائی کلوراجو۔ راڈ صاحب۔ آپ مسنور راگھوراجو کے بیٹے اور مسنور  
 بنگاروراجو کے پوتے ہیں۔ آپ کا مسقط الرأس بنگلور ہے۔ آپ کے آباد  
 اجداد شمالی سرکار کے چھتری تھے جنھوں نے نہ صرف اپنی شجاعت اور اخلاقی  
 خوبیوں سے نام و نمود پیدا کی تھی بلکہ فنون واکٹری جراحی و موسیقی وغیرہ میں بھی  
 مشہور و معروف تھے۔ اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر انھوں نے مسنور ضلع گوداوری  
 میں سکونت اختیار کی۔ آپ کے دادا نے تلنگی زبان میں بہت سی کتابیں تصنیف  
 کی ہیں۔ آپ کے والد انگریزی اور سنسکرت میں دستگاہ کامل رکھتے تھے اور  
 بحیثیت ایک آزمودہ کار طبیب و جراح گے انکی شہرت تھی۔ باپ کا سایہ سر سے  
 اٹھ جانے کے سبب سے آپ کی والدہ نے جو آب تک حیات ہیں آپ کو  
 تعلیم دلائی۔ آپ نے ریاست میسور کے ایک ہندو خیراتی تعلیم گاہ میں دس سال  
 تک ویسی زبانوں میں تعلیم حاصل کی۔ اسکے بعد آپ نے مشن اسکول بنگلور میں  
 انگریزی پڑھنا شروع کیا۔ ۱۹۳۷ء میں مدراس ہونچ کر آپ اینڈرسن اسکول میں  
 داخل ہوئے جو آب مدراس کرسمین کالج کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۹۴۶ء میں  
 آپ میکیل کالج میں بھرتی ہوئے۔ تین سال کی محنت شاقہ کے بعد آپ نے جراحی  
 وڈاکٹری میں ڈپلوما حاصل کیا۔ اسکے بعد آپ چومیسون مدراس لیڈن میں متعین  
 ہوئے اور بہت سی نمایاں خدمات انجام دینے کے بعد آپ کا لیبار میں تبادلہ  
 ہوا۔ آپ عرصہ دراز تک چیرالاضلع کٹنا میں کام کرتے رہے۔ وہاں سے آپ  
 محکمہ انجینیری میں بھیجے گئے اور یکم ضلع مدورامین سینٹری ایسوسی ایشن کے وائس  
 پریسیڈنٹ ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں سرجن جنرل جی بڈی صاحب نے آپ کو انور  
 فیل ڈسپنسری میں تعینات کیا۔ آپ نے فاکر صاحب کی مینول آف مڈوافری  
 کا تلنگی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں ۳۲ سال کی ملازمت کے بعد اپنے

پشن حاصل کی اور گورنمنٹ انگلشیہ نے حُسن خدمات کے جلد و میں آپ کو انریری  
اسسٹنٹ سرجن اور راؤ صاحب کے خطابات عنایت فرمائے۔ پبلک نے  
آپ کو ایک طلائی تمغہ اور ایک بیش قیمت انگلشری نذر کی ہے۔ آپ انڈین میڈیکل  
ایسوسی ایشن کلکتہ کے ممتاز ممبر ہیں اور مدراس میڈیکل ایسوسی ایشن میں آپ نے  
نہایت قابل قدر مضامین پر لکچر دیے ہیں۔ سکونت بنگلور صوبہ میسور



جنار دھن سنگھ۔ ٹھاکر۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۵۸ء۔ آپ کے بزرگ  
میں پوری کے رہنے والے تھے۔ آپ چوہان راجپوت ہیں۔ آپ کے دادا کبیر سنگھ  
اعاظم مدراس میں فوجی خدمت پر مامور تھے۔ آپ کے والد رام سنگھ بھی فوجی پشن فیتہ  
تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۸۷۸ء میں آپ میڈیکل کالج مدراس میں داخل ہوئے  
اور تین برس کی پڑھائی کے بعد امتحان میں کامیابی حاصل کی اور مضمون فن قابلہ میں  
انعام پایا۔ آپ ۱۸۸۰ء میں سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے۔ آپ کئی مرتبہ میدان  
جنگ میں خدمت کرنے پر مامور ہوئے اور نہایت توجہ کے ساتھ زخمیوں اور بیماروں  
کی غور و پرداخت اور تیمارداری میں مصروف رہنے اور اپنے فرائض کو مکافقہ  
انجام دینے کے جلد و میں آپ کو ۱۸۹۶ء میں خطاب رائے بہادر عطا ہوا۔ آپ ۱۹۰۲ء  
برس کی فوجی خدمت کے بعد آپ کو پشن عطا ہوئی اور اب مدراس میں بطور خود  
معاجر کرتے ہیں۔ آپ تھیو سافیکل سوسائٹی کے ممبر ہیں۔ رفادہ عام کے کاموں میں  
آپ کو کمال دلچسپی ہے چنانچہ چولائی بھگا کے وائس پریسیڈنٹ ہیں اور مدرسہ متعلقہ  
بھگا کو آپ کی وجہ سے بڑی رونق اور روز افزون ترقی حاصل ہوئی۔ سکونت مدراس



کویری یکم جگنّا دھم چٹیار۔ راؤ بہادر۔ آپ پہلے مکبکونم کے تحصیلدار تھے

اُسکے بعد اٹیا پورم ضلع ٹنڈوالی کے نابالغ زمیندار کے اتالیق و دیوان مقرر ہوئے گورنمنٹ وپلک دونوں نے آپ کے حُسن انتظام کی تعریف کی۔ آپ نے نہایت نیک نیتی اور قابلیت سے اپنا کام انجام دیا جسکے جلد وین اُس عزت کے مستحق ہوئے جو آپ نے حاصل کی ہے۔ جسوقت آپ ریاست اٹیا پورم کی دیوانی سے علیحدہ ہوئے تو نوجوان زمیندار وپلک دونوں نے آپ کے چلے جانے پر افسوس ظاہر کیا اور جب کانجیورم مین سکونت اختیار کی تو وہاں کے لوگوں نے اظہار مسرت کیا۔ آپ امور رفاہ مین بہت بڑی دلچسپی ظاہر کرتے ہیں سکونت کانجیورم



ونیکم کرشنا چاریر۔ دیوان بہادر۔ آپ صوبہ مدراس کے مشہور خاندان و مبکم کے زندہ یادگار ہیں جس نے اُنیسویں صدی کے شروع زمانے سے علمیت و فضیلت اور ملکی خدمات کے لحاظ سے بہت کچھ نمود و شہرت حاصل کی ہے۔ آپ کی ولادت ۱۰۔ اپریل ۱۸۷۲ء کو واقع ہوئی۔ آپ کے والد مسٹر سربواس آئنگر ایک تعلیم یافتہ بزرگ تھے جو لحاظ ایک ہمدرد ملک کے نہایت ممتاز و سر بلند تھے مگر اُنکا انتقال قبل از وقت ہوا اور آپ کی پرورش و پرداخت اور تعلیم و تربیت آپ کے دادا نے جو مجسٹریٹ تھے کی۔ آپ کو پہلے سنسکرت کی تعلیم دی گئی پھر آپ انگریزی مدرسہ مین داخل ہوئے اور بعد چندے آپ نے پریسیڈنسی کالج مین تحصیل کی۔ چونکہ آپ کو بالطبع انشا پردازی کی طرف رجحان تھا لہذا آپ نے انگریزی زبان مین بہت اچھی لیاقت پیدا کی۔ آپ نے قانون اور فن تجارت کی تعلیم بھی اپنے چچا سے پائی مگر آپ کا میلان خاطر مشاغل علی کی طرف تھا اسلئے چند ابتدائی ملازمتوں کے بعد آپ سرشتہ تعلیم مین مامور ہوئے اور آپ نے اسسٹنٹ انسپکٹری مدارس تک ترقی کی۔ اس عہدہ پر پہونچکر آپ نے اس

صحیفہ کی اصلاح و ترقی کی بہت کوششیں کیں اور مسلمانان مدراس کی تعلیم کی بابت جو رپورٹ آپ نے کی اُس پر گورنمنٹ نے آپ کی قدر شناسی کی چنانچہ ستمبر ۱۸۷۷ء میں آپ کو گورنمنٹ نے سرکاری کتابوں کا کیوریٹر مقرر کیا۔ آپ نے اس عہدہ کے فرائض نہایت قابلیت سے سرانجام دیے۔ آپ نے جس ترتیب و سلیقہ سے کتابوں کی فہرستیں بنائیں اُن کو گورنمنٹ ہند اور انڈیا آفس و برٹش میوزیم کے لائبریرین (محافظ کتب خانہ) حضرات نے بھی پسند کیا۔ آپ کی اکثر طبعا و تصانیف سرکاری مدراس میں متداول ہیں۔ بلحاظ ملکی ہمدردی کے آپ نہایت سربز آور دہ ہیں اور اکثر قومی اور ملکی مجلسوں اور رفاہ عام کے کاموں میں آپ نہایت دلچسپی و مستعدی سے شریک ہوتے ہیں۔ آپ نے مدراس میں اشاعت خیالات مغربی کی غرض سے ایک علمی رسالہ بالتصویر بھی ”مجاذ و نو دنی“ نام تامل اور تملنگی زبان میں نکالا تھا۔ آپ نے رسالہ ”ہمارا نئی میگزین“ کی بھی ادویری کی ہے۔ ان ممتاز خدمات کے صلہ میں آپ کو ستمبر ۱۸۷۷ء میں ڈیوک آف بنگلور دہلی ڈل اور ستمبر ۱۸۷۷ء میں گورنمنٹ ہند نے خطاب راؤ بہادر اور ستمبر ۱۸۷۷ء میں خطاب دیوان بہادر عنایت فرمایا آپ کا سن ہر چند اس وقت ستر برس کا ہے لیکن آپ اپنے مشاغل علمی سے دست کش نہیں ہوئے ہیں اور اپنے ہم وطنوں کے واسطے معلومات کے نئے نئے ذخیرہ فراہم کرتے جاتے ہیں۔ آپ کا شغل مطالعہ و کتب بینی بدستور قائم اور سلسلہ تصنیف و تالیف جاری ہے۔ سکونت مدراس۔



واسد یو راجہ ولیا گار ونبیدی۔ راجہ۔ ولادت ۱۸۷۷ء۔ آپ قوم کے پھتری اور کولنگوڈ واقع ملیبار کے رئیس ہیں۔ یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو خطاب راجہ کا عطا ہوا۔ سکونت کولنگوڈ ملیبار۔

سری گورچندر گجپتی نارائن دیو۔ راجہ۔ ولادت ۱۲۸۷ء۔ آپ قوم کے چھتری اور پرلاکیمیدی کے رئیس ہیں۔ سات سواڑتیس گاؤں آپ کے مالکانہ قبضہ میں ہیں۔ ۲۔ جنوری ۱۲۹۷ء کو راجہ کا خطاب آپ کو عطا ہوا تھا۔ سکونت پرلاکیمیدی۔



ظہور الدین احمد حاجی۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۲۸۷ء۔ آپ نواب غوثیہ بیگم صاحبہ کے خویش ہیں۔ ۳۔ مارچ ۱۲۹۷ء کو گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب خان بہادر مرحمت فرمایا۔ سکونت مدراس



محمد قدرت عزیز۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۲۸۷ء۔ آپ شاہزادہ ظہیر الدولہ کے خویش ہیں۔ ۸۔ اکتوبر ۱۲۹۷ء کو برٹش گورنمنٹ نے آپ کو خطاب خان بہادر بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت فرمایا۔ سکونت مدراس۔



ٹینیکونڈ انمبر وٹل چٹھی گارو۔ راؤ صاحب۔ ولادت ۱۲۸۷ء۔ آپ تعمیرات کی ٹھیکہ داری کا کام کرتے ہیں۔ ۹۔ نومبر ۱۲۹۷ء کو راؤ صاحب کا خطاب آپ کو عطا ہوا۔ سکونت مدراس۔



دھون سبیاراؤ گارو۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۲۸۷ء۔ آپ برہمن ہیں ۱۵۔ نومبر ۱۲۹۷ء کو خدمات عامہ کے صلہ میں خطاب مندرجہ بالا سے سرفراز فرمائے گئے۔ سکونت کرنول۔





میمبلاؤنکٹ من پوری۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ آپ قوم کے  
برہمن اور قائم مقام ڈسٹرکٹ جج ہیں۔ ۳۱۔ دسمبر ۱۸۹۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے  
آپ کو خطاب ملا۔ سکونت پلگھاٹ۔

سورولی راماسوامی راماسبائیئر۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ آپ  
قوم برہمن سے ہیں۔ مدراس بار کے بہت ممتاز رکن ہیں۔ مقام مدورائین  
پیشہ وکالت کرتے ہیں۔ یکم جون ۱۸۸۷ء کو آپ خطاب مندرجہ بالا سے بطور  
ذاتی اعزاز کے شرفیاب ہوئے۔ سکونت مدورہ۔

کوئلہ ونکٹ کنیا چٹیار۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ آپ قوم کے  
ویش ہیں۔ آپ کو یہ خطاب یکم جون ۱۸۸۷ء کو عطا ہوا تھا۔ آپ ۱۸۸۷ء میں مدراس  
مینسپل کمیشن کے ممبر مقرر ہوئے تھے۔ سکونت مدراس۔

کرزہ کی سیلی ڈھیل کبجو کو مبی کچن۔ راجہ۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ آپ فرقہ  
سامنت سے تعلق رکھتے ہیں اور پلگھاٹ کے راجہ ہیں۔ خطاب راجہ موروثی و  
قدیمی ہے۔ ۲۰۔ مئی ۱۸۹۷ء کو گورنمنٹ ہند نے بھی موروثی تسلیم کیا ہے۔ لوکل  
گورنمنٹ آپ کو ولیا راجہ پلگھاٹ تحریر کرتی ہے۔ سکونت ملیبار۔

آبیرنوسہ کو وی گمنپوانتی عرف ولیمہ رام راجہ۔ راجہ۔ ولادت  
۱۸۵۷ء۔ آپ فرقہ سامنت سے تعلق رکھتے ہیں اور راجہ ولواند ہیں۔ چونکہ آپ  
سمرت خاندان کے سرغنہ تھے اس لیے ۱۹ جولائی ۱۸۹۷ء کو بجائے راجہ رام ورا کے

جانشین ریاست و خطاب ہوئے۔ لوکل گورنمنٹ آپ کو ولیاراجہ و لواند تحریر کرتی ہے۔ سکونت دلواند۔

تھمل پتی رام راؤ میٹو لوکارو۔ راجہ۔ ولادت ۱۸۳۷ء۔ آپ برہمن اور ہائی کورٹ مدراس کے ایک ممتاز وکیل ہیں۔ ۱۶۔ فروری ۱۸۷۸ء کو جناب ملکہ قیسرہ مرحومہ کی پنجاہ سالہ جوہلی کے موقع پر آپ کو خطاب راجہ عطا ہوا تھا۔ آپ ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۷ء تک مدراس کونسل کے ممبر رہے ہیں اور ۱۸۸۷ء میں مدراس یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے۔ سکونت مدراس۔

دیسریدی اماہیشو پرشاد نئیدو۔ منٹے سلطان۔ ولادت ۱۸۵۲ء۔ آپ چنتلا پٹی کے زمیندار ہیں۔ خطاب منٹے سلطان موروثی ہے۔ ۲۱۔ نومبر ۱۸۷۸ء کو گورنمنٹ برطانیہ نے بھی اسکو موروثی تسلیم کیا ہے۔ آپ کے قبضہ میں چوبیس مواضع ہیں۔ سکونت کمٹنا۔

کیرال ورمہ۔ راجہ۔ ولادت ۱۸۴۹ء۔ آپ خانوادہ کولٹییری کی ایک شاخ کے افسر خاندان ہیں۔ راجہ کولٹییری منگلہ ان سرداروں کے ہیں جنہیں پیران پیر و مل مہاراجہ یبار نے مذہب بودھ قبول کرنے اور ۱۸۵۲ء میں دنیا سے کنارہ کش ہو جانے کے بعد اپنی سلطنت منقسم کر دی تھی ۱۸۳۲ء میں راجہ چرکل کو خاندان کولٹییری کے تمام ارکان نے اپنا سرغنہ تسلیم کیا اور اپنی خاندانی سلطنت کی حکومت اُنکے سپرد کی ۱۸۴۹ء میں میپو نے یبار پر حملہ کیا۔ اُس وقت اس خاندان کے راجہ کا نام رام ورمہ تھا۔ اُس نے فاتح کے ہاتھ میں نہ پڑنے کی غرض سے خودکشی

کرلی۔ برٹش گورنمنٹ نے ۱۹۵۷ء میں ایک شاہزادہ کو جو اس خاندان کا تھا اور جسے حملہ کے وقت جنگل میں پناہ لی تھی راجہ سلیم کیا۔ یہ خاندان مثل دیگر خاندانوں کے ملبار کے قانون وراثت (مرک کا تیم) کا پابند ہے۔ آپ سے پہلے جو راجہ حکمران تھے ان کا نام راجہ راجہ تھا۔ آپ ان کے قائم مقام اور جانشین ہیں۔ آپ کو سرکار برطانیہ سے کچھ وظیفہ ملتا ہے۔ آپ کی تاریخ جانشینی ۲۲۔ جون ۱۹۵۷ء ہے خطاب راجہ موروثی و تسلیم کردہ سرکار انگریزی ہے۔ سرکاری کاغذات میں آپ ولیا راجہ چرکل لکھے جاتے ہیں۔ سکونت ملبار۔

رام وراما۔ راجہ۔ ولادت ۱۹۵۷ء۔ خطاب راجہ موروثی اور برٹش گورنمنٹ کا تسلیم کردہ ہے۔ آپ اس پھرتی خاندان کے سرغنہ ہیں جو اپنے تئیں ہمارا راجہ ٹراونکور کے مورث اعلیٰ کے ایک رفیق کی نسل میں بیان کرتا ہے اور ولیمہ یا ولیمہ راجہ بے پور کہلاتے ہیں۔ آپ کے خاندان میں بھی (مرک کا تیم) کا قانون وراثت جاری ہے۔ آپ گورنمنٹ ہند سے ایک رقم سالانہ پاتے ہیں۔ آپ کی تاریخ جانشینی ۴۔ اگست ۱۹۵۷ء ہے اور سرکاری کاغذات میں آپ ولیا راجہ بے پور سے مخاطب کیے جاتے ہیں۔ سکونت ملبار۔

ونیکٹ نرسنگھ بھوپال بھالے راؤ گارو۔ راجہ۔ ولادت ۱۹۵۷ء۔ آپ فرقہ ویلا سے تعلق رکھتے ہیں۔ خطاب راجہ موروثی ہے اور اسکو گورنمنٹ ہند نے عطا فرمایا ہے۔ ۱۰۔ دسمبر ۱۹۵۷ء کو آپ جانشین ریاست و خطاب ہوئے۔ آپ کا پورا نام سرکاری طور پر حسب ذیل الفاظ میں لکھا جاتا ہے۔ راجہ سری ونیکٹ نرسنگھ بھوپال بھالے راؤ گارو زمیندار میتالا پد۔ سکونت نیلور۔

مَدَنیم انتہی پر پہلے سنگرا چاریر۔ راو بہادر۔ ولادت ۱۸۸۴ء۔ آپ  
 میسور کے ایک قدیم خاندان سے ہیں۔ آپ کے دادا پردھان تیرول راو نے  
 اُس زمانہ میں جب میسور میں مسلمانوں کا تسلط ہو گیا تھا قدیم فرمانرواؤں کو موروثی  
 ریاست کے پھر حاصل کرنے میں بڑی اعانت دی۔ اسکے جلدو میں اُنکو معقول وظیفہ  
 دیا جاتا تھا۔ آپ کے والد بینک مدراس کے خزانچی تھے۔ اگرچہ آپ کے والد  
 آپ کی صغریٰ ہی میں فوت ہو گئے مگر آپ نے انگریزی تعلیم کی وقت کا خیال  
 اپنے دل میں قائم کر لیا تھا۔ پہلے پچھپا ہائی اسکول اور پھر گورنمنٹ ہائی اسکول  
 اور پھر پریسیڈنسی کالج میں تحصیل علم کی۔ یہاں آپ نے تنگی زبان کی اعلیٰ درجہ کی قیادت  
 کے لیے جو انعام بنام بورڈ میں پرائز مقرر تھا اُسکو حاصل کیا۔ ۱۹۱۶ء میں آپ  
 اینڈرسن اسکول میں جواب مشہور کر سچیں کالج مدراس میں بہت علم مقرر ہوئے۔ پھر ۱۹۱۶ء  
 میں محکمہ انعام کو تیسواں میں آپ کا تعلق ہوا۔ اس محکمہ میں تاشکست محکمہ مذکور ملازم رہے۔  
 پھر ۱۹۱۷ء میں مدراس بینک میں بعدہ مددگار خزانچی مقرر ہوئے اور ۱۹۱۷ء میں  
 صدر خزانچی ہو گئے۔ اٹھائیس برس خدمت کرنے کے بعد ۱۹۹۹ء میں خدمت سے  
 علیحدہ ہوئے۔ آپ کے حسن اخلاق اور ہر دلعزیز ہونے کا کافی ثبوت اس امر سے  
 مل سکتا ہے کہ آپ کی علیحدگی پر آپ کے احباب نے ایک عام دعوت کی اور مدراس  
 یونیورسٹی میں ایک انعام آپ کے نام پر قائم کیا جو درجہ ایم۔ اے کے سب سے  
 اول کامیاب طالب علم کو دیا جائیگا۔ آپ نے ایک اسکول بنام ہندو ہائی اسکول  
 ٹریلکین میں قائم کیا تھا۔ اس اسکول کو قائم ہوئے اب تیس برس کا زمانہ گزر اس  
 زمانہ میں آپ نے اپنے حسن انتظام سے فیس سے ہتھکڑی پائیس انداز کیا کہ ۱۹۹۹ء میں  
 ایک عمارت بصرہ ساٹھ ہزار روپیہ کے تعمیر ہو گئی۔ اس رقم میں گورنمنٹ کا عطیہ بھی  
 شامل ہے۔ اس عمارت کا افتتاح سر آر تھر ہیولاک صاحب گورنر مدراس کے

ہاتھوں سے ہوا تھا۔ اس مدرسہ کا مستقل سربراہ اسقدر موجود ہے جس سے یہ بغیر کسی قسم کی بیرونی اعانت کے چل سکتا ہے۔ اس میں ایک ہزار پانچو طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ آپ کو اپنے ہم مذہبوں کی تعلیم و بہبود سے خاص دلچسپی ہے۔ سر آر تھر ہیولاک صاحب کی سفارش سے گورنمنٹ نے بلحاظ جوہر شناسی ایسی صفت کے آپ کو خطاب راو بہادر عطا کیا۔ آپ کے بڑے فرزند ایم۔ اے۔ پرتھاسار تھی آئیگر بی۔ اے۔ بی۔ ایل بجائے آپ کے بینک میں مقرر ہوئے ہیں۔ اور دوسرے فرزند ایم۔ اے۔ تیرونا رائن چارمر بی۔ اے۔ ایم۔ ایل۔ وکیل ہائی کورٹ مدراس ہیں۔ سکونت مدراس۔

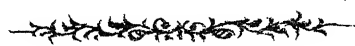


وجیا پراپواتنت راو۔ پنٹولو۔ گارو۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۸۵۴ء۔ آپ برہمن ہیں۔ دوسو برس قبل آپ کے بزرگ بیجا پور میں سکونت پذیر تھے۔ آپ کے جد اعلیٰ احمد سلطنت اسلامیہ میں معزز عہدوں پر سرفراز رہے۔ اسی زمانہ میں آپ کے جد اعلیٰ عساکر اسلامیہ کے ہمراہ شمالی سرکار کی طرف گئے اور اضلاع گوداوری اور وزیگانگم میں مقیم ہو گئے۔ مدتہائے دراز سے آپ کے خاندان کو والیان سمستھان وزیگانگم کے ساتھ توسل رہا ہے۔ آپ کے والد وجیا پراپو وینکٹ پنٹولو گارو سالماے دراز تک ایجنسی گورنری کے مینجرجہے۔ آپ وزیگانگم سمستھان کے مینجرجہے۔ اسی اثنا میں آپ نے اُن اضلاع کے لوکل بورڈ میں نمایان خدمات کیں۔ چنانچہ تین مرتبہ بجلد وے اُن خدمات کے آپ کو سارٹیفکٹ عطا ہوئے۔ لارڈ لینڈون صاحب گورنر جنرل ہند نے ۱۸۹۲ء میں آپ کو راو صاحب کا خطاب دیا اور دوسری مرتبہ لارڈ ایجن صاحب نے سند عطا کی۔ آپ کے سارٹیفکٹ پر الماسی حروف میں حضور قیصرہ آجمنانی کا اسم مبارک ثبت ہے۔ بلی ٹیم میونسپلٹی (جسکے

آپ چیرمین ہیں) نے آپ کو باظہار قدر و انی تمغہ طلائی نذر کیا جسکو بہ اجازت گورنمنٹ آپ نے منظور کیا۔ پھر تیسری مرتبہ آپ کو سر آر تھر میولاک صاحب کے عہد حکومت میں ایک سند جس میں الماسی حروف میں علیا حضرت ملکہ معظمہ و کٹوریہ کا نام لکھا ہوا ہے بحکم حضور و ایسراے مرحمت ہوئی۔ سکونت و زیانگرم۔



محمد لطیف اللہ۔ قریشی۔ مولوی۔ حافظ شمس العلماء۔ آپ مچھلی بندر میں ۱۳۵۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور اپنے والدین کے ہمراہ مدراس آئے اور وہیں قیام کیا۔ شمس العلماء بارہ برس کی عمر میں قرآن کے حافظ ہوئے اور اسی زمانہ سے حفاظ مقابہ شریف میں داخل ہو کر وظیفہ پاتے ہیں۔ مختلف علما سے فارسی و عربی میں کامل دستگاہ حاصل کی۔ آپ کی تصانیف میں جواہر الصرف علم صرف عربی میں نہایت مستند کتاب ہے۔ آپ پہلے مدرسہ لارڈ پیرس میں فارسی مدرس مقرر ہوئے اور اب پچیس برس سے پریڈنسی کالج کے فارسی۔ عربی اور اردو کے مدرس ہیں۔ آپ مدراس یونیورسٹی کے عربی و فارسی و اردو کے محقق بھی ہیں۔ آپ دس سال سے ہائی پروفیشنسی اور ڈگری آف آنرز کے بورڈ کے اسپیشل ممبر ہیں۔ ان قابلہ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے ۱۶ فروری ۱۳۵۷ھ کو خطاب شمس العلماء سے آپ کو سر ایڈ کیا۔ آپ کے کئی فرزند ہیں جن میں مولوی غلام محی الدین قریشی گورنمنٹ مدراس کے اسٹنٹ مترجم فارسی و اردو اور ہنر اکسلنسی لارڈ ایڈمپٹل گورنر مدراس کے فشی میں فشی عبدالقادر بی۔ اے گورنمنٹ کے محکمہ مال میں ملازم ہیں۔ فشی غلام جیلانی بی۔ اے۔ سی۔ سول کورٹ میں مترجم ہیں۔ سکونت مدراس۔



غلام محمد علی۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۲۸۲ھ۔ آپ شاہزادہ ارکاٹ

کے فرزند ہیں۔ ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کو برٹش گورنمنٹ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کی حسن خدمات عامہ کے صلہ میں خان بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت امیر محل۔ ٹریملیکین۔

عبدالحمید۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۸۲ء۔ آپ شاہزادہ ارکاٹ کے بیٹے ہیں۔ ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کو سرکار انگریزی نے آپ کو آپ کی خدمات عامہ کے صلہ میں خطاب خان بہادر سے مشرف و ممتاز فرمایا۔ سکونت امیر محل۔ ٹریملیکین۔ مدراس۔

محمد انور۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۸۳ء۔ آپ شاہزادہ ارکاٹ کے فرزند ہیں۔ ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کو گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کی خدمات عامہ کے جلد و میں خطاب خان بہادر عطا فرمایا۔ سکونت امیر محل۔ ٹریملیکین۔ مدراس۔

غلام محی الدین۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۹۰ء۔ آپ شاہزادہ ارکاٹ کے فرزند ہیں۔ آپ کو سرکار انگریزی نے ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کو خان بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت امیر محل۔ ٹریملیکین۔ مدراس۔

بدھو مار پونا رائن مورٹی۔ پنڈلو۔ گارو۔ راو بہادر۔ ولادت ۱۸۸۶ء۔ آپ قوم کے برہمن اور عمدہ ڈپٹی کلکٹری رسلکندہ پرمتاز ہیں۔ آپ کے قبضہ میں کچھ ارضی جائیداد بھی ہے جن خدمات کے صلہ میں آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو خطاب

راوہا در کا بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت وزیر گکا پٹم حال رسلکندہ۔

رُ بگندے رکھونا تھر راو۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۸۳۱ء۔ آپ ۱۸۵۸ء میں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے اور ۱۸۵۸ء میں پنشن حاصل کی۔ یکم جنوری ۱۸۵۸ء کو ان نمایاں خدمات کے صلہ میں جو آپ نے انجام دیں خطاب دیوان بہادر سے سرفراز فرمائے گئے۔ آپ کالاہستی راج میں دیوان تھے اور وہاں آپ نے مختلف حیثیتوں سے نہایت عمدہ کارگزاریاں کی ہیں۔ ۱۸۵۲ء میں آپ مدراس یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے۔ سکونت کبکونم۔

تاجنوز و نکا سوامی راو۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۸۲۹ء۔ آپ بہمن ہیں۔ آپ عرصہ تک ریاست کالاہستی کی دیوانی پر متنازع رہے۔ ۱۶ فروری ۱۸۵۸ء کو خطاب دیوان بہادر سے سرفراز فرمائے گئے۔ فی الحال گورنمنٹ پشٹن ہیں۔ سکونت مدراس۔

پٹلی سری نواس راو۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۸۳۲ء۔ آپ قوم کے بہمن ہیں۔ ۱۸۵۸ء میں پرنسپل صدر امین مقرر ہوئے۔ ۱۸۵۸ء میں پولیس مجسٹریٹ اور ۱۸۵۸ء میں مدراس یونیورسٹی کے فیلو اور ۱۸۵۸ء میں اسمال کاز کورٹ کے جج مقرر ہوئے اور ان تمام عہدوں پر آپ نے جو نمایاں خدمات انجام دیں ان کے صلہ میں ۱۶ فروری ۱۸۵۸ء کو گورنمنٹ ہند سے ملکہ مرحومہ کی جوبلی کے موقع پر خطاب مندرجہ بالا بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت ہوا۔ فی الحال آپ گورنمنٹ پشٹن ہیں۔ سکونت مدراس۔



الیکٹرو میٹرو۔ دیوان بہادر۔ آپ نیشن یافتہ ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۹۲ء کو بصلہ خدمات عامہ خطاب مندرجہ بالا سے بطور ذاتی اعزاز کے سرفراز کیے گئے۔ سکونت سیدا پیٹ۔

کردی باوی وینکٹ رامنا یا لکشمی راو۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۹۸۵ء۔ آپ برہمن ہیں اور عہدہ ڈپٹی کلکٹر پر ممتاز ہیں۔ ۳۔ جون ۱۹۹۳ء کو آپ نے اپنی قیمتی کارگزاریوں کے صلہ میں گورنمنٹ ہند سے خطاب دیوان بہادر کا حاصل کیا۔ سکونت کوچین۔

محمد رضا خان۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۹۵۵ء۔ آپ عرصہ سے سرکاری ملازمت میں داخل ہیں۔ فی الحال انٹ پور میں بھدہ کلکٹر مامور ہیں۔ آپ نے یکم جنوری ۱۹۹۵ء کو خطاب خان بہادر حاصل کیا۔ سکونت کرنول۔

پد وریتا رام کرشنا سوامی آیر۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۹۵۹ء۔ آپ جو انٹ مجسٹریٹ اور نائب دیوان پیشکار پد و کوٹہ ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۹۴ء کو آپ کو خطاب دیوان بہادر مرحمت ہوا۔ سکونت پد و کوٹہ۔

ریدنم دھراما راو۔ نیدو۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۹۳۵ء۔ آپ ۱۹۶۹ء میں ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے ۱۹۸۵ء میں اسٹنٹ کشر محکمہ تک تھے۔ ۱۹۹۰ء میں خطاب راو بہادر سے ممتاز ہوئے اور یکم جنوری ۱۹۹۶ء کو آپ کو خطاب دیوان بہادر کا عطا ہوا۔ سکونت والیٹر۔

و میکم را گھو چار لو۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۲۵۷ء۔ آپ فرسٹ  
اسسٹنٹ لوکل و مینوسیل ڈپارٹمنٹ و گورنمنٹ مترجم زبان تامل ہین آکپو پہلے  
راو بہادر کا خطاب عطا ہوا اسکے بعد ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء کو دیوان بہادر کے  
خطاب سے مخاطب ہوئے سکونت سید اپریٹ۔



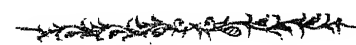
پلیکٹ راماسوامی چٹیار۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۲۳۷ء۔ آپ ویش  
اورنیشن یافتہ افسر مال مینوسلٹی مدراس ہین۔ آپ کو پہلے رائے بہادر کا خطاب  
عطا ہوا اسکے بعد ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء کو آپ دیوان بہادر کے خطاب سے مخاطب ہوئے  
سکونت مدراس۔



ہر مہر سببہارایا آیر۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۲۵۷ء۔ آپ برہمن اور  
پنشن یافتہ ڈپٹی کلکٹر ہین۔ ۲ جنوری ۱۹۰۶ء کو بھلاہ خدا ت عامہ خطاب مندرجہ بالا  
سے مخاطب ہوئے۔ سکونت والٹروپ ضلع تناولی وٹنگنا ناٹھم واقع مدورا۔



گودی تی ونیکٹ رامائیہ۔ پٹولو گارو۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۲۵۷ء۔  
آپ برہمن ہین۔ عرصہ دراز تک محکمہ مساحت مال میں ملازم رہے اور محکمہ مذکور میں جو  
خدمات آپ نے انجام دیں انکے صلہ میں ۲۲۔ جون ۱۹۰۶ء کو خطاب دیوان بہادر  
مرحمت ہوا۔ فی الحال آپ عہدہ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سے پنشن یاب ہو کر خانہ نشین ہین  
سکونت ویلور ضلع کٹنا۔



کولتور راچندر راو۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۲۵۷ء۔ آپ برہمن

اور وکیل ہائی کورٹ ہیں۔ ۲۲۔ جون ۱۹۷۴ء کو خطاب مندرجہ بالا سے بطور ذاتی اعزاز کے مشرف و ممتاز ہوئے۔ سکونت مدراس۔

کڈالور وینکو بیا چاریر۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۹۳۳ء۔ آپ قوم کے برہمن ہیں۔ ۱۹۵۹ء کو خطاب راو بہادر سے ممتاز کیے گئے۔ فی الحال عہدہ سب ججی سے پنشن یا ب ہو کر خانہ نشین ہوئے ہیں۔ ۲۱۔ مئی ۱۹۶۶ء کو خطاب دیوان بہادر بطور ذاتی اعزاز کے گورنمنٹ ہند سے آپ کو عطا ہوا۔ سکونت کڈالور۔

ورواراج گوپال چاریر۔ بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ راو بہادر دیوان بہادر ولادت ۱۹۳۷ء۔ آپ برہمن اور عہدہ ڈپٹی کلکٹر پی پرمامور ہیں۔ آپ ۲۴۔ مئی ۱۹۵۹ء کو خطاب راو بہادر اور یکم جنوری ۱۹۷۹ء کو خطاب دیوان بہادر سے مخاطب ہوئے۔ آپ مدراس یونیورسٹی کے نہایت قابل گریجویٹ (بی۔ اے۔ بی۔ ایل) ہیں۔ سکونت کالیکٹ۔

سوامی سوامی ناتھم آیر راو صاحب و دیوان بہادر۔ ولادت ۱۹۵۶ء۔ آپ قوم کے برہمن اور ضلع چتور کے آئینی کلکٹر ہیں۔ ۲۔ جنوری ۱۹۹۳ء کو ان خدمات نمایان کے صلہ میں جو آپ نے بحیثیت ڈپٹی کلکٹر شمالی ارکاٹ میں انجام دیں آپ کو راو صاحب کا خطاب مرحمت ہوا اور ۹۔ نومبر ۱۹۹۸ء کو دیوان بہادر کے خطاب سے ممتاز و مشرف ہوئے۔ سکونت چتور۔

محمد عبدالصمد۔ حافظ خان بہادر۔ ولادت ۱۲۴۲ھ۔ ادب تاریخ ولادت "تورنٹ" اوج اقبال "ہے۔ آپ نواب سکندر جنگ مرحوم رئیس مدراس کے فرزند ہیں جو ہزبانس نواب عظیم جاہ بہادر کے خالہ زاد بھائی تھے۔ اور نواب شکوہ الملک مرحوم آپ کے نانا اور ہزبانس امیر الہند والا جاہ آپ کے پرانا نا تھے۔ خان بہادری کا خطاب آپ کو ہزبانس امیر الہند والا جاہ پنجم نواب محمد غوث خان بہادر والی کرناٹک کی سرکار سے عطا ہوا تھا اور ۱۸۹۲ء کو گورنمنٹ انگلشیہ نے بھی اُسے تسلیم کیا۔ آپ کا عقد ۱۲۵۵ھ میں ہزبانس نواب عظیم جاہ ثانی نواب ظہیر الدولہ بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کی نواسی کے ساتھ ہوا۔ آپ نے ایام طفولیت میں قرآن شریف حفظ کیا اور مدراس کے مشاہیر علما اور اساتذہ سے کتب درسیہ عربی و فارسی کی تحصیل کی۔ آپ شاعری سے بھی ذوق رکھتے ہیں تخلص ماتر ہے۔ زبان فارسی میں آپ کی دو تصانیف موجود ہیں قصائد ناہراور دیوان ماتر۔ علاوہ علوم مشرقی کے انگریزی میں بھی آپ کو دستگاہ حاصل ہے۔ آپ نے مجسٹریٹری و ڈپٹی کلکٹری کے مقررہ امتحانات انگریزی میں کامیابی حاصل کی جسکی اسناد لیاقت گورنمنٹ مدراس نے آپ کو عطا کی ہیں۔ فی الحال آپ ہزبانس نواب سر محمد منور خان بہادر عظیم جاہ کے سی۔ آئی۔ اسی۔ پرنس آف اراکٹ کے نائب و صدر المہام ہیں۔ سکونت مدراس۔



جلکنا تھراؤ۔ و لوری۔ پنٹولوگا۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۲۴۲ھ۔ آپ کے بزرگ خدمت تمنداری پر ممتاز تھے۔ آپ کے دادا جو آپ کے بہنام تھے ضلع گوداوری کے ایلا پورم تعلقہ کے تحصیلدار تھے۔ آپ کے والد سری وٹ سنکارا و پنٹولوگا روکیل تھے۔ آپ اُنکے اکلوتے بیٹے ہیں آپ کے اعزاء اکثر سرکاری ملازم ہیں۔ ایام ملازمت میں آپ نے نہایت محنت و جفاکشی اور دلچسپی کے ساتھ اپنی خدمات کو سرانجام دیا۔ آپکی اسناد سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے افسروں کو ہمیشہ رضا مند رکھا۔ آپ برہمن ہیں اور قدیم

ہندو فلسفہ میں آپ متعدد احوال رکھتے ہیں اور انگریزی زبان دانان میں بھی بہت لائق ہیں۔  
 بعض کتب بھی آپ نے تصنیف کی ہیں۔ تیس برس تک آپ نے سرکاری ملازمت کی۔  
 اور خدمت ہیڈ کلر کی کے عہدہ سے لیکر ڈپٹی کلکٹری درجہ اول تک ترقی کی۔ ۱۸۹۷ء میں  
 آپ کو جلدوے خدمات متعلقہ قحط وغیرہ رے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا اور ۱۸۹۹ء میں  
 خطاب دیوان بہادر ملا۔ ۱۹۰۷ء میں آپ نے ملازمت سرکاری سے علیحدہ ہو کر منشن حاصل کی۔  
 حضور وائس رے ہند اس موقع پر بذریعہ گورنمنٹ آرڈر سرورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۷ء میں آپ کی  
 ملازمت کی نسبت جسکا زمانہ بہت طویل تھا خوشنودی مزاج کا اظہار فرماتے ہیں۔  
 رفاہ عام کے کاموں میں آپ کو بڑی دلچسپی ہے چنانچہ وکٹوریہ پارک واقعہ وزیرانگرم کے  
 لگانے میں آپ نے جو اعانت کی ہے وہ اس ضلع میں آپ کے زمانہ ڈویژن افسری و نیز  
 صدارت مینو سیلٹی کو ہمیشہ یاد دلایا گیا۔ سکونت وزیر گاکاٹیم۔



احمد علی الدین۔ خان بہادر۔ آپ کی ولادت ۱۸۳۵ء میں واقع ہوئی آپ کے  
 والد بزرگوار عبرت جنگ بہادر تھے۔ آپ کی والدہ سر شرف الامرا بہادر کے سی۔ سی۔ لیس  
 آئی۔ کی بھتیجی تھیں۔ آپ کی شادی ہزبانٹس نواب خیر الدولہ جی سی۔ لیس۔ آئی۔ ٹیس  
 ثانی ارکاٹ کی صاحبزادی سے ہوئی ہے۔ آپ کا مادری اور پدری سلسلہ نسب فرما کر  
 ارکاٹ سے ملتا ہے۔ خاندان کرناٹک کے مورث اعلیٰ نواب شہاست جنگ انور الدین خان  
 شہید اور نواب تیج جنگ امیر کیر وکن ہجرت تھے جنکا سلسلہ خواجہ شیخ فرید گرج سے ملتا  
 ہے۔ یہ دونوں خاندان فاروقی ہیں۔ اس خاندان کے دور میں فرخ شاہ اور سلیمان شاہ  
 کابل کے فرمانروا تھے۔ انقلاب زمانہ سے سلطنت ہاتھ سے نکل جانے کے بعد انکی اولاد  
 پنجاب میں پناہ گزین ہوئی جہاں انکے چند افراد عہدہ قضا پر مامور رہے منجملہ انکے  
 ایک شیخ عبد الحی خلیفہ شیخ بندگی گوپامٹو کے قاضی تھے جنکے پوتے حاجی محمد انور

عالمگیر اور نگ زیب کے عہد میں تبسیج خانہ شاہی کے میز مقرر ہوئے تھے۔ انکے پوتے نواب شہامت جنگ محمد نور الدین خان اول نظام دکن نواب آصف جاہ کے ہمراہ دہلی سے یہاں وارد ہوئے اور کرناٹک کی صوبہ داری پر مامور ہوئے۔ انکے بعد انکی اولاد کرناٹک پر قابض اور متصرف رہی۔ دولت انگلشیہ نے اس نوابی کے خطاب کو امیر ارکاٹ سے تبدیل کر دیا آپ کو حضرت شاہ محمود چشتی قادری السہروردی مقیم احمد آباد گجرات سے ارادت ہے جو براہ راست خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کے سلسلہ میں ہیں ۱۲۵۵ھ میں گورنمنٹ نے آپ کو خطاب خان بہادر سے مخاطب کیا تھا۔ آپ ۱۲۵۵ھ سے ۱۲۸۵ھ تک پرنس ارکاٹ کے سکریٹری رہے ہیں۔ آپ ملکی معاملات میں بہت بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ آپ انجمن مفید اسلام۔ کتب خانہ مسلمانان مدراس اور تعلیمی انجمن اسلامیہ کے ممبر اور انجمن اسلامیہ مدراس کے بانی مبنی ہیں جو بعد کو مدراس سنٹرل محمدن ایسوسی ایشن سے ملحق ہو گئی اور آپ اُسکے وائس پریسیڈنٹ منتخب ہوئے۔ آپ انجمن حمایت اسلام مدراس کے وائس پریسیڈنٹ اور کرناٹک فیملی ایسوسی ایشن کے پریسیڈنٹ ہیں اور مسلم ہرڈ اخبار کے بانی ہیں۔ یہ پہلا اسلامی اخبار تھا جو ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا تھا۔ آپ نے حضور ملکہ معظمہ مرحومہ کی ڈائمنڈ جوبلی کے یادگار میں ایک فقیری دوا خانہ بمقام تلکمرٹری کھولا ہے اور اُس کی ایک شاخ محلہ میلپور میں قائم کی ہے۔ ان دونوں مقامات پر مفلس بیماریوں کو مفت دوا دی جاتی ہے۔ اور ان دونوں کے اخراجات آپ ہی کے ذمہ ہیں۔ آپ نے ایک تازہ ترکیب اٹلین گیس لمپ کی ایجاد کی ہے جسکی بابت ۱۲۸۵ھ کی نائیک گاہ صنائع مدراس میں خاص انعام آپ کو ملا ہے۔ آپ فن کمیسٹری (کیمیا) میں بھی ید طولی رکھتے ہیں۔ سکونت مدراس۔



عبد المجید۔ سید حکیم عرف بخو میان۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۲۵۵ھ آخر آپ کے

والد حکیم سید حسین عرف سید صاحب جنکا سن شریف اتنی سے کچھ اوپر ہے اب تک  
بقید حیات اور طبابت میں نام برآورہ ہیں۔ آپ خاندانی طبیب ہیں۔ آپ کے پردادا  
نواب عبدالحمید خان رئیس کڈپہ کے طبیب تھے۔ اور جب اضلاع ہذا ممالک محروسہ نظام  
میں داخل ہوئے تو آپ کے بزرگ سرکار نظام میں ملازم ہوئے۔ بعدہ جب اضلاع مذکورہ  
حکومت انگریزی میں شامل ہوئے تو آپ کے دادا سید کمال الدین راجہ پنگا نور مستحق  
کی ملازمت میں درآمد ہوئے۔ آپ نے بھی اسی موخر الذکر سرکار میں ملازمت کی تھی۔ آپ نے  
۱۸۷۷ء میں ایک شفا خانہ خیراتی کڈپہ میں قائم کیا۔ یہاں ہندو بہت و ملت کے مرضی کا  
علاج کیا جاتا ہے اور مفت و واقسیم ہوتی ہے۔ آپ اکثر بچہ خیر و مجالس علمی کے ممبر  
ہیں اور بعض مفید کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ سکونت کڈپہ۔

اُن دو ویل سیبا پتی۔ راولپور۔ راولپور ولادت ۱۸۳۵ء۔ آپ نے ۱۸۷۵ء  
کی قحط سالی میں قابل تفریف کام کیے ہیں۔ آپ پہلے ضلع بلاری کے مینوسپل ممبر تھے پھر  
۱۸۷۷ء میں اُسکے چیرمین مقرر ہوئے۔ خطاب مندرجہ بالا آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے  
یکم جون ۱۸۷۷ء کو عطا ہوا ہے۔ سکونت بلاری۔

نسیم بی شہواراؤ۔ راولپور۔ ولادت ۱۸۶۲ء۔ آپ قوم کے برہمن ہیں  
۱۸۷۷ء میں آپ مینوسپل کیٹی منگلور کے ممبر مقرر ہوئے اور بحیثیت ممبر مذکور آپ نے  
قابل قدر خدمات انجام دیں جسکے صلہ میں یکم جون ۱۸۸۹ء کو خطاب مندرجہ بالا  
مرحمت ہوا ۱۸۹۱ء سے آپ مینوسپل کیٹی کے چیرمین ہیں۔ سکونت منگلور۔

پڈمی بھٹل پورٹا۔ پٹو لوگا رو۔ راولپور۔ ولادت ۱۸۴۵ء۔ آپ

۱۸۸۹ء سے راجہ جیو پر ضلع وزیر گیکٹیم کے دیوان بن گئے۔ یکم جون ۱۸۸۹ء کو آپ کو خطاب مندرجہ بالا مرحمت ہوا۔ سکونت پاروتی پورم۔

کوٹا پور شوٹم۔ ایار۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۳۳ء۔ ۲۴ مئی ۱۸۸۹ء کو آپ اپنی قابل تعریف و سالکے دراز کی سرکاری خدمات کے جلد وین بطور ذاتی اعزاز کے خطاب راؤ بہادر سے معزز اور شرف ہوئے۔

سبرامنیالو شاستری۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۸ء۔ آپ کمبکوٹم کے ہندوستانی مدرسہ کے تنظیمین صیفہ تعلیمین آپ نے جو خدمات نمایاں انجام دیں انکے صلہ میں ۲۴ مئی ۱۸۸۹ء کو خطاب راؤ بہادر عطا ہوا۔ سکونت کمبکوٹم۔

تیرو ویتیس ورم پیٹے پیمچی رام۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۸ء۔ آپ نیشن یافتہ ڈبئی کلکٹر بن گئے۔ یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو خطاب مذکور آپ کو مرحمت ہوا۔ سکونت ٹننور (ترچناپلی)۔

پگل گوپال راؤ۔ پنڈلو۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۸ء۔ آپ فرقہ ادی لاما سے ہیں آپنے قانونی پیشہ میں بہت بڑی شہرت و نمود حاصل کی ہے۔ ۱۸۵۸ء میں آپ برہام پور مینڈیل کو نسل کے ممبر ہوئے اور اُس میں نہایت نمایاں خدمات انجام دیں جس کے صلہ میں یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو خطاب راؤ بہادر عطا ہوا۔ سکونت برہام پور۔

بروونیکٹ رسار سو۔ پنڈلو۔ گارو۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۲ء۔



آپ یلکونڈا کے تحصیلدار ہیں۔ یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو خطاب مندرجہ بالا آپ کو مرحمت ہوا تھا۔ سکونت برہامپور۔

موتھو کرپا اور مومکم لے۔ راؤ بہادر ولادت ۱۸۹۶ء۔ آپ قائم مقام ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ آپ یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو خطاب مذکور سے مفتخر ہوئے۔ سکونت تبخور۔

مڈورنگم نادادور وراجا رنیر۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۹۵ء۔ آپ کڈپہ کے تحصیلدار ہیں۔ ۳۰ جون ۱۸۹۸ء کو خطاب راؤ بہادر سے مخاطب ہوئے تھے۔ سکونت کڈپہ۔

مونت ایتی رجو لوتے۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۹۴ء۔ آپ جادو فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور مینوسپیل کونسل نزدادہ کے ممبر ہیں۔ آپ کو اپنی نمایاں خدمات کے صلہ میں یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو یہ خطاب مرحمت ہوا تھا۔ سکونت کڈپہ۔

نانو آسیر بالکرشن آسیر۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۹۹ء۔ آپ نسبا بہمن ہیں اور عمدہ تحصیلداری پر ممتاز ہیں۔ یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو خطاب مذکور آپ کو عطا ہوا۔ سکونت کیرانور ضلع پدوکوتا۔

چندر بھان رام سنگھ۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۹۴ء۔ آپ خاندان راجپوت سے تعلق رکھتے ہیں اور مینوسپیل کونسل کرنول کے ممبر ہیں۔ آپ نے ۲ مئی ۱۸۹۴ء کو یہ خطاب حاصل کیا تھا۔ سکونت کرنول۔

ونیکٹ رنکیر۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۳۳۵ء۔ آپ نیشن یافتہ سبج  
ہیں۔ اپنے یکم جنوری ۱۹۵۹ء کو اس خطاب سے سر بلندی حاصل کی تھی۔ سکونت مدورہ

ویر بھدر سبیارے۔ مدلیار۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۳۵۵ء۔ آپ محکمہ  
پولیس میں انسپکٹر ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۵۵ء کو آپ نے خطاب راؤ بہادر سے سرفرازی  
حاصل کی تھی۔ سکونت ترجیاہلی۔

اپا تھورے کرشنا سوامی آئیر۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۳۵۵ء۔ آپ  
عمدہ اسپٹنٹ کمشنری پولیس پر ممتاز ہیں۔ خدمات عامہ کے جلد وین خطاب  
راؤ بہادر مرحمت ہوا۔ سکونت میلاپور۔

ترجیاہلی ونیکٹ سوامی بیل نم پلے۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۳۵۴ء۔  
آپ ہاسپٹل اسپٹنٹ ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۵۵ء کو خطاب راؤ بہادر مرحمت ہوا  
سکونت منگلور۔

پیر ولفٹھن رنگا۔ چاریر۔ ہامو پادھیاء۔ ولادت ۱۳۳۵ء۔ آپ  
عرصہ دراز تک کمبکوٹم کالج کے سنسکرت پنڈت رہے ہیں اور اب نیشن پاتے ہیں  
یکم جنوری ۱۹۵۵ء عیسوی کو بلحاظ قابلیت علمی آپ کو خطاب ہامو پادھیاء عطا ہوا۔  
سکونت اگرہم دکنٹ راؤ کمبکوٹم۔

ٹھیکاکا کووی لاکتھ ویرورما۔ راجہ۔ ولادت ۱۳۴۵ء۔ آپ نسا چھتری

ہیں۔ آپ کے آبا و اجداد نے مشرق سے آکر دنیا دین سلطنت قائم کی۔ اُس کے بعد اُنھوں نے راجہ جتہراکل واقع ملیبار کے ملک کا کچھ حصہ کسی جنگ کے موقع پر بطور عطیہ کے حاصل کیا۔ جب حیدر نے ملیبار پر فوج کشی کی ہے تو راجہ اور اُس کا تمام خاندان ٹراونکور میں بھاگ گیا۔ پھر ۸۲۷ھ میں راجہ وہان سے واپس آئے لیکن ۸۹۹ھ میں جب ٹیپو سلطان حملہ آور ہوئے تو وہ دوبارہ ٹراونکور میں بھاگ گئے اور وہیں اُنھوں نے رحلت کی۔ یہ خاندان زمورن کا لیکٹ و دیگر سرداران ملیبار کی طرح مرو مکتنایم قانون وراثت کا پابند ہے۔ آپ سے پہلے شنگراور مارا راجہ مالک ریاست تھے۔ اُن کے انتقال کے بعد آپ حسب قانون مرو مکتنایم خطاب و ریاست دونوں کے مالک ہوئے۔ اُس ریاست کے معاوضہ میں جو آپ کے آبا و اجداد کے ملک میں تھی اور فی الحال سرکاری قبضہ میں ہے آپکا گورنمنٹ انگلشیہ سے کچھ وظیفہ مقرر ہے۔ ۲۳۔ جون ۱۸۸۸ء کو راجہ کا خطاب گورنمنٹ ہند نے بھی موروثی تسلیم کیا۔ لوکل گورنمنٹ آپ کو بہ الفاظ ”ولیاراجہ آف کوٹنایم“ مخاطب کرتی ہے۔ سکونت ملیبار۔

ولوپیتیا کوومی لاکم راجہ راجہ ورماراجہ۔ راجہ پرانپاد۔ ولادت ۱۸۷۱ء۔ آپ قانون وراثت (مرو مکتنایم) کے بموجب جو راجگان ملیبار میں جاری ہے جسکی رو سے خاندان کے فرقہ اناش کی اولاد جانشین قرار پاتی ہے بعد وفات راجہ اتھمر کے ۱۸۷۷ء میں مالک و جانشین ریاست ہوئے ہیں اور خطاب راجہ موروثی اور قدیمی ہے اس خاندان کی اکثر شاخیں ہزارہاں ہمارے ٹراونکور کے خاندان سے ہوئی ہیں۔ آپ اُس حتمی خاندان سے ہیں جو زمانہ گذشتہ میں دریائے ہند کے جنوب سے دریائے پولونا کے شمال تک حکمران تھا۔ سکونت ملیبار

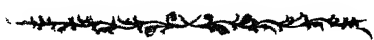
غلام محمد - خان بہادر - آپ کی ولادت مدراس میں ۲ - نومبر ۱۸۶۹ء کو واقع ہوئی۔ آپ نواب مجبئی حسین خان کے خلف اکبر ہیں جو ہرنائیس نواب محمد علی والا جاہ والی کرناٹک کی اولاد میں تھے۔ آپ عربی فارسی اور انگریزی میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتے ہیں۔ آپ کی ابتدائی انگریزی تعلیم ہارس ہائی اسکول اور سلیٹن مشن کالج میں ہوتی رہی۔ آپ طالب علمی کے زمانہ میں تمامی طلباء میں سربراہ اور وہ ممتاز اور استادوں اور پروفیسروں کے عزیز رہے ہیں۔ آپ کو عام جلسوں میں شریک ہونے اور مسلمانوں کی تمدنی اور تعلیمی حالات میں جو تغیر پیدا ہو گیا ہے اس کی اصلاح اور ترقی میں خاص دلچسپی ہے۔ چنانچہ آپ اکثر مجالس مثلاً محمدن ایسوسی ایشن رالی میٹ محمدن لٹریچر سوسائٹی - انجمن مفید اہل اسلام وغیرہ کے سرپرست و مرئی ہیں۔ آپ اکثر انگریزی کلب اور سوسائٹی میں اس غرض سے شریک ہیں کہ یورپین اور اہل ہند میں رشتہ اتحاد بڑھے۔ یہ بھی آپ کی متواتر اور مسلسل کوششوں کا نتیجہ ہے کہ مدرسہ اعظم جو ایک سرکاری مدرسہ خاص مسلمانان مدراس کے لیے قائم کیا گیا تھا اور جو بد نظمی کے ہاتھوں تباہ و برباد ہو گیا اس کی اصلاح مدرسہ العلوم علی گڑھ کے طرز پر ہونے والی ہے۔ آپ کو انڈین پائلٹس میں بہت بڑی دلچسپی ہے۔ چنانچہ بہت کم لوگ ہندوستان میں اس طرح کے ہونگے جنھوں نے مسئلہ داخل و خارج ہندوستان کی جو اہم ترین مسائل سے ہے اس عمدگی و خوبی و متانت کے ساتھ تحقیقات کی ہو جیسا کہ آپ نے کی ہے۔ ۱۸۹۶ء میں سر آر تھر ملیاٹک ہیولاک صاحب جی - سی - ایم جی - جی - سی - ای - آئی - گورنر مدراس نے لچسلیٹو کونسل (مجلس وضع قوانین) میں آپ کو مسلمانان جنوبی ہند کی نیابت کے واسطے انتخاب فرمایا۔ آپ نے اس اہم خدمت کو ۱۹۰۱ء تک بہت عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیا۔ آپ ہمیشہ قومی و ملکی فلاح و بہبودی کے لیے آزادانہ طور سے رائے دیتے رہے۔ آپ نے گورنمنٹ کو

علمہ نمک۔ آبکاری۔ رجسٹری مال اور پولیس وغیرہ میں مسلمانوں کی قلت پر توجہ دلائی اور اس بات پر زور دیا کہ ان کی تعداد میں ترقی کی جائے اور وہ تعطیلات جو مسلمانوں کے متبرک روزوں میں ہونی چاہیے تھیں اور جو آج تک رائج نہ تھیں خصوصاً دو روزہ ربیع الاول جو مسلمانوں کا ایک بہت بڑا متبرک روز ہے انکو سرکار سے منظور کرایا۔ علاوہ اسکے آپ نے اور نمایاں خدمات انجام دی ہیں جسکے صلہ میں سرکار گورنمنٹ نے آپکو یکم جنوری سن ۱۹۰۷ء میں خطاب متذکرہ بالا سے ممتاز فرمایا۔ سکونت رانی پیٹ۔

—————

غلام محمد حسن علی۔ خان بہادر۔ ۱۹ ماہ رمضان ۱۳۶۷ھ کو مقام کاظمین (بغداد) میں پیدا ہوئے۔ آپ نواب سردار جنگ بہادر سراج الدولہ کے فرزند اور بہرائیس نواب محمد علی والا جاہ والی کرناٹک کے نواسے ہیں۔ آپ کی ابتدائی تعلیم عرب میں ہوئی جہاں آپ نے عربی فارسی اور ترکی زبانیں حاصل کیں۔ آپ مغربی علوم میں انگریزی فلسفہ اور سائنس سے بخوبی ماہر ہیں اور علم تصوف سے آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ رفاه عام کے کاموں کو آپ اپنی زلیست کا جزو اعظم سمجھتے ہیں اور علمی اور مذہبی انجمنوں کی اصلاح و ترقی کے بہت بڑے حامی اور سامعی ہیں۔ مدراس کے اکثر مشہور عاشورہ خانہ اور امام باڑے آپ ہی کے زیر نگرانی ہیں۔ بغداد کاظمین اور کر بلاے معلیٰ میں بھی بہت سی سرائیں آپکے نابھوں کی نگرانی میں ہیں۔ آپ کی خاندانی عزت اور پبلک خدمات کی قدردانی میں گورنمنٹ عالیہ نے سن ۱۸۸۸ء میں آپ کو خان بہادر کا خطاب عطا کیا اور سن ۱۸۹۲ء میں لارڈ ونلاک گورنر بمبئی نے آپ کو مسلمانان جنوبی ہند کی جانب سے لمبیلٹی کو نسل کا نائب مقرر فرمایا۔ آپ نے سن ۱۸۹۹ء تک اس اہم خدمت کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ آپ ہی کی سفارش اور اعانت پر ان مسلمان طلباء کی حوصلہ افزائی کے لیے جو ایم۔ بی۔ یا۔ بی۔ سی۔ اسی کے امتحانوں میں شریک ہوں چندہ سے

ایک سال لڑشپ قائم کیا گیا ہے جس سے مسلمانوں میں چند صورتیں اس امتحان میں کامیاب نظر آتی ہیں نواب خیر النساء بیگم صاحبہ کرناٹک نے آپ کی حسن کارگزاری کا شہرہ سنکر آپ کو اپنے خانگی امور کی اصلاح و درستی کے لیے اپنا ایجنٹ مقرر کیا اور آپ نے نہایت عمدگی سے اُن بد نظمیوں کی اصلاح کی سکونت مدارس۔



رام سوہراہی - شاستری - مہامو پادھیا - آپ ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد نے آپ کے ایام طفولیت میں قصنا کی۔ آپ کی تعلیم گاؤں کے ایک فاضل پنڈت کے سپرد ہوئی جن سے آپ نے وید اور شاسترون وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ پنڈت دیانند سروتی کی حیات میں ایک مہاسھا کلکتہ میں منعقد ہوئی تھی حسین بڑے نامی گرامی لوگ شریک تھے۔ اس جلسہ میں آپ بھی تشریف لے گئے تھے اور سنسکرت زبان میں کئی کھنڈہ تک تقریر کی۔ آپ نے اکثر تیرتھ گاہوں کا پایادہ سفر کیا ہے۔ فی الحال آپ خانہ نشین ہیں اور طلباء کو شاسترون کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ نے سنسکرت میں کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں۔ سکونت کمبلونم۔



سری رنگا چاریا - سوامی - مہامو پادھیا - ولادت ۱۸۴۳ء بمقام ملائم تعلقہ کروڑ ضلع کوٹھمیتور۔ آپ کے آبا و اجداد علمائے سنسکرت اور مفسرین ویدانت میں سے تھے۔ اوائل عمر میں آپ نے اپنے چچا سری ویدانت دیشیکا چاریا سے علم صرف و نحو بلاغت وغیرہ میں تعلیم پائی۔ اُس وقت سے آپ میں حافظہ کی قوت اور ذہانت اور جود کے آثار نمایاں تھے۔ بعدہ آپ کا بنی ورم تشریف لگئے اور مشہور عالم وجے رگھو چاریا سے علم منطق کا اکتساب کیا۔ پھر ویدانت فلسفہ کو حاصل کرنے کی غرض سے مشہور گرو سری نواس تنیدر مہادیشیکا کے شاگرد ہوئے۔ علاوہ علم فضل کے آپ کو شاعری میں بھی درجہ کمال حاصل ہے

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے ایک مدت سیر و سیاحت میں بسر کی اور مقامات حیدرآباد۔ پونا۔ ناسک۔ بڑودہ۔ بمبئی۔ بنارس۔ کلکتہ مرشد آباد اور دیگر دیار و اصهار کا دورہ کرتے رہے۔ اکثر مقامات میں آپ نے مجمع عام میں اپنے حافظہ کی قوت اور اعلیٰ درجہ کی ذہانت سے حاضرین کو متحیر کر دیا۔ اکثر قدردانوں نے آپ کو اسناد و تحائف اور متعہ وغیرہ بنا بر اظہار اعتراف فضل و کمال نذر کیے مختلف اخباروں نے طولانی مضامین تحریر کیے۔ آپ ایک ہی وقت چند دماغی کام کر سکتے ہیں۔ مثلاً مختلف اوزان اور بحور میں صنائع و بدائع کے ساتھ فی البدیہہ اشعار کہنا۔ اسی وقت حساب کے مشکل سوالات جنہیں طولانی جمع تفریق ضرب و تقسیم شامل ہو چکے۔ اجنبی زبانوں کے اشعار صرف ایک مرتبہ سن کر دہرا دینا۔ نامی گرامی پنڈتوں کی جماعتوں نے آپ کو خطابات مثل کالیداس پرکش راج کوی کچر (فیل الشعرا) و دوداوار (افضل الشعرا) دیے ہیں۔ ہمارا جہ جتندر و موہن ٹکگور نے آپ کو ایک طلائی متعہ باعتراف فضل و کمال نذر کیا۔ ہمارا فی سرنوبائی قاسم بازار نے بھی آپ کو ایک طلائی متعہ دیا ہے۔ بھوبندر پٹن پٹرجی نے نقرئی متعہ دیا۔ ہندوستان کے مشاہیر مثل حبش رانادی حبش تلنگ۔ راجندر لال متریش چندرنیاے رتن آپ کی فضیلت اور کمال کے مقرر اور معرف ہیں۔ گورنمنٹ انگریزی بھی آپ کے فضل و کمال سے بے خبر نہیں ہے چنانچہ اسنے آپ کو خطاب مہاموپادھیاء محترم فرمایا ہے۔ بالفعل آپ اپنے وطن مالوٹ میں سکونت پذیر ہیں اور عمدہ اوقات عبادات اور ریاضات میں صرف فرماتے ہیں سکونت موضع ملاپلم تعلقہ کروڑ ضلع کوشمیتور۔

کملاپورم کچھمیا۔ نیٹو گارو۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۴۶ء۔ آپ بنگلور میں اسپتال اسسٹنٹ ہیں۔ یکم جنوری ۱۸۹۵ء کو آپ کو خطاب راؤ بہادر بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت ہوا۔ سکونت بنگلور۔

حسن رضا۔ مولوی سید شمس العلماء۔ ولادت ۱۸۴۶ء۔ ۲۱ مئی ۱۸۹۹ء کو  
آپ کو بطور انظار و اعتراف قابلیت علمی شمس العلماء کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ سب سسٹنٹ  
انسپکٹر مدراس اسلامیہ مدراس ہین۔ سکونت طرچنا پٹی۔

غلام رسول۔ مولوی۔ حاجی شمس العلماء۔ ولادت ۱۸۵۴ء۔ یکم جنوری  
۱۸۹۸ء کو برٹش گورنمنٹ نے آپ کو بطور اعزاز ذاتی کے شمس العلماء کا خطاب  
عنایت فرمایا۔ سکونت مدراس۔

محمد عبید اللہ۔ مولوی۔ قاضی شمس العلماء۔ ولادت ۱۸۵۴ء۔ ۲۲ جون  
۱۸۹۶ء کو برٹش گورنمنٹ نے آپ کو خطاب شمس العلماء بطور اعزاز ذاتی و قابلیت علوم  
مشرقی کے مرحمت فرمایا۔ آپ مدراس کے قاضی ہین۔ سکونت مدراس۔

محمد رکن الدین۔ قادری۔ حاجی۔ مولوی۔ سید شمس العلماء۔ ولادت ۱۸۵۴ء۔  
آپ کو سرکار انگریزی نے خطاب شمس العلماء۔ ۱۶ فروری ۱۸۸۸ء کو عطا فرمایا۔ سکونت  
ستھوویکاری تعلقہ ویلور۔

ارکاٹ مہنی سوامی۔ مدلیار۔ راولبہادر۔ ولادت ۱۸۳۳ء۔ آپ پنشن یافتہ  
انسپکٹر پولیس ہین۔ ۲۳ مئی ۱۸۹۲ء کو خطاب مذکور عطا ہوا۔ سکونت چنگل پٹ۔

کندو کوری ویریا النک۔ پنڈولو۔ گارو۔ راولبہادر۔ ولادت ۱۸۴۸ء۔ آپ  
برہمن ہین۔ راج مندرمی کالج کے سینئر پڑت ہین۔ سرشہ تعلیم میں آپ نے جو کارگزاریاں



کی ہیں اُن کے صلہ میں آپ کو ۳ جنوری ۱۸۹۳ء کو خطاب مندرجہ بالا عطا ہوا سکونت راج مندری۔

کبم رستم سنگھ - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۵۲ء عہد آپ عہدہ ڈپٹی کلکٹر پرمناز  
ہین - ۳ - جون ۱۸۹۳ء کو بجلد دس خدمات عامہ آپ کو گورنمنٹ ہند نے خطاب او بہادر  
عنایت فرمایا - سکونت کرؤل۔

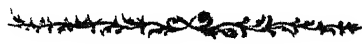
مدیر ٹی وی و نکٹا چلاپتی نیڈو گارو - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۴۹ء - آپ  
ضلع بلاری میں تحصیلدار ہین - ۳ - جون ۱۸۹۳ء کو خطاب راؤ بہادر عطا ہوا سکونت بلاری

پرانی پتور سبیرا - مدلیار - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۵۲ء - آپ ضلع بلاری  
میں تحصیلدار ہین - ۳ - جون ۱۸۹۳ء کو بجلد دس خدمات عامہ خطاب مذکور سے سرفراز  
ہوئے - سکونت بلاری۔

محمد عبدالعلی - خان بہادر - ولادت ۱۸۶۳ء - آپ محمد مغز الدولہ خلف  
چہارم شاہزادہ آرکاٹ کے فرزند ہین - ۳ - مارچ ۱۸۷۷ء کو گورنمنٹ ہند نے آپ کو  
بطور اعزاز ذاتی خطاب خان بہادر سے معزز و ممتاز فرمایا - سکونت مدراس۔

محمد عبدالباری - خان بہادر - ولادت ۱۸۶۶ء - آپ بنگلورین  
نبیرہ اور بہرہائیس اعظم جاہ شاہزادہ اول آرکاٹ مرحوم کے سوتیلے بھائی ہین - ۳۰ -  
مارچ ۱۸۷۷ء کو دولت انگلشیہ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب خان بہادر سے

مشرف و ممتاز فرمایا۔ سکونت مدراس۔



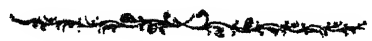
محمد محمود۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۴۵ء۔ آپ نواب احمد النسا بیگم صاحبہ مرحومہ و خیر عظیم النسا بیگم مرحومہ کے بیٹے اور نواب عظیم الدولہ نواب کرناٹک کے نواسے ہیں۔ ۲۰ جنوری ۱۸۸۵ء کو گورنمنٹ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب خان بہادر سے مشرف و ممتاز فرمایا۔ سکونت مدراس۔



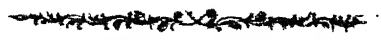
محمد حمید۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۵۵ء۔ آپ نواب احمد النسا بیگم صاحبہ مرحومہ و خیر عظیم النسا بیگم مرحومہ کے بیٹے اور نواب عظیم الدولہ نواب کرناٹک کے نواسے ہیں۔ ۲۴ مئی ۱۸۸۳ء کو گورنمنٹ نے آپ کو خطاب خان بہادر بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت فرمایا۔ سکونت مدراس۔



تجمل حسین خان۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۶۴ء۔ آپ شاہزادہ نظام الملک کے (جو شاہزادگان آرکٹ کے تیسرے شاہزادہ ہیں) خولیش بن یکیم جنوری ۱۸۸۵ء کو گورنمنٹ نے بطور اعزاز ذاتی کے خطاب خان بہادر عطا فرمایا۔ سکونت مدراس۔



علی مظہر۔ حافظ۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۳۴ء۔ آپ نوابان کرناٹک کے خاندان من ہیں۔ یکیم جون ۱۸۸۸ء کو خان بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا۔ سکونت مدراس۔



محمد قاور نواز۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۵۶ء۔ آپ عہدہ ڈپٹی کلکٹر پر ممتاز ہیں۔ آپ کو آپلی ٹایان خدمات کے صلہ میں یکیم جنوری ۱۸۹۱ء کو گورنمنٹ ہند

سے خطاب مندرجہ بالا عطا ہوا ہے۔ سکونت منار گڈی۔

محمد شریف۔ خان بہادر۔ آپ مدراس میں مینوئل کمشنر کے عہدے پر ہیں آپ کو اپنی ان قیمتی خدمات کے صلہ میں جو بحیثیت مینوئل کمشنر کے انجام دی تھیں یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو عطا ہے خطاب مندرجہ بالا سے سرفرازی حاصل ہوئی۔ سکونت مدراس۔

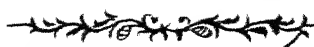
عبد السبحان۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۴۱ء۔ آپ انسپکٹر پولیس ہیں۔ آپ نے اپنے منصبی فرائض کی انجام دہی میں نہایت مستعدی۔ ہوشیاری و قابلیت ظاہر فرمائی اور اسی کے صلہ میں آپ کو گورنمنٹ ہند نے ۳۰ مئی ۱۸۹۱ء کو خطاب مذکور عطا فرمایا۔ سکونت مدراس۔

ابو بکر سیری۔ حاجی۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۵۱ء۔ آپ منگلور کے معزز ماہرین میں ہیں۔ آپ نے بہت سی پبلک خدمات انجام دی ہیں اور انھیں کے جلد و میں گورنمنٹ ہند نے آپ کو ۳۰ جون ۱۸۹۲ء کو خطاب مندرجہ بالا مرحمت فرمایا۔ سکونت منگلور۔

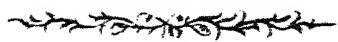
سُرُوج رگھو و لو داس۔ نینڈو گارو۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۲ء۔ آپ سپروائزر سب انجینیر ہیں ایکو یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو خطاب مذکور عطا ہوا۔ سکونت سیداپیٹ ضلع چنگل پٹ۔

آٹوروسا و امینون۔ راؤ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۵ء۔ آپ پولیس انسپکٹ ہیں۔ ۳۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو آپ کو خطاب مذکور عطا ہوا۔ سکونت بگھاٹ۔

سیرام ونیکٹ رامداس نیکٹو گارو۔ بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ دیوان بہادر  
ولادت ۲۳ مارچ ۱۸۶۳ء آپ نے ہندو ہائی اسکول مچلی پٹن سے ۱۸۸۱ء میں مٹرکیولیشن کا امتحان  
پاس کیا۔ اُس کے بعد آپ پریسیدنسی کالج میں داخل ہوئے جہاں سے آپ کو بی۔ اے  
کے امتحان میں کامیابی ہوئی ۱۸۸۵ء میں امتحان ڈپٹی کلکٹری پاس کرنے کے بعد آپ کو  
بندوبست مال کی اسسٹنٹ کمشنری ملی۔ اس عہدہ پر آپ چند ماہ تک بحیثیت قائم مقام کام  
کرتے رہے۔ اُس کے بعد آپ ڈپٹی کلکٹر ہوئے۔ آپ کو قحط سالی کے امدادی کاموں کے  
حسن انتظام کے جلد میں دیوان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ فروری ۱۸۹۱ء میں آپ کو ریاست  
پروکوٹہ کی دیوانی ملی اور آپ اب تک اس عہدہ پر مامور ہیں۔ سکونت پروکوٹہ۔



کرزہ لکے کو ملگرم مانا وکرما بہادر۔ زمورن کالی کٹ۔ ولادت ۱۸۶۲ء۔ آپ  
ہمارا راجہ سرمانا وکرما بہادر۔ کے سی۔ ایس۔ آئی سابق زمورن کالی کٹ کے بعد گدی نشین ہوئے  
آپ بانی خاندان زمورن کی ایک سو بیسویں پشت میں ہیں جن کا نام چیراس سپرول تھا اور  
جنھوں نے ملیبار کے آخری راجہ سے زمورن کا خطاب حاصل کیا تھا ۱۸۹۱ء میں جب  
واسکوڈی گا ماکالی کٹ میں آیا تو اُس نے اس خاندان کے ایک شخص کو جنوبی ملیبار پر حکمران  
پایا۔ راجہ کا خطاب موروثی ہے۔ آپ کے خاندان میں قانون مروکتا میں جاری ہے جسکی  
رو سے اولاد اثاث مالک ریاست ہوتی ہے۔ سکونت کالی کٹ۔



سری ہری ہیرام دراجہ دیو گارو۔ صاحب مہربان دوستان۔ راجہ۔  
ولادت ۱۸۶۲ء۔ آپ نے شیپاچھتری میں ۲۱ مئی ۱۸۹۱ء کو راجہ کے خطاب سے ممتاز و  
سفتر ہوئے۔ آپ کے قبضہ الکاؤ میں پانچ سو چار مواعض ہیں۔ سکونت کالی کوٹہ۔ گنجام۔



راما و رما الیآ راجہ - راجہ - ولادت ۱۸۶۷ء - آپ چھتری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں - راجہ کا خطاب آبائی اور موروثی ہے جو گورنمنٹ انڈیا نے ۶ - دسمبر ۱۸۹۵ء کو آپ کو مرحمت کیا - سکونت ٹراونکور -



سوالی رام سوامی مڈلیار - راجہ سرسی - آئی - ای - آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو راجہ کا خطاب مرحمت ہوا - ۱۸۸۵ء میں آپ - سی - آئی - ای - کے خطاب سے مخاطب ہوئے - اب ۱۸۸۷ء سے آپ مدراس کے عہدہ شیرف پر متنازع ہیں سکونت مدراس



محمد علی - راجہ - آپ علی راجہ سلطان کنانور کے خاندان سے ہیں - آپ نسلِ مولہ مسلمان ہیں جنکے مورث اعلیٰ کولاٹھری راجہ ملیبار کے وزیر اعظم تھے - گو عرصہ سے یہ خاندان مسلمان ہو گیا ہے مگر اب بھی معاملہ جانشینی میں شل ہندو راجاؤں کے قانون مرومکام کے رسم و رواج کا پابند ہے - ۱۸۹۶ء کو اس معاہدہ پر ایک عورت افسر خاندان نے دستخط کیے تھے جو ریاست کے برٹش ماتحتی میں آنے کے وقت کیا گیا تھا - آپ مولیٰ علی راجہ سلطان کنانور کے جانشین ہیں - سکونت کنانور -

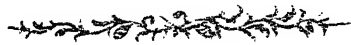


کرن گوزہی جمبولنگا مڈلیار - آنریبل - راؤ بہادر - ولادت ۱۸۵۷ء - آپ ڈسٹرکٹ بورڈ کڈپاکے وائس پریذیڈنٹ اور مدراس لیجن لیکو کنسل کے ممبر ہیں - آپ کو آپ کی پبلک خدمات کے جلد وین گورنمنٹ انڈیا نے یکم جنوری ۱۸۹۲ء کو راؤ بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا - سکونت کڈپاک -

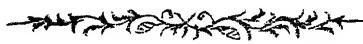


لکشمی کمار شاکوپا چاریر - ہماہو پادھی - ولادت ۱۸۳۲ء - آپ عدالت

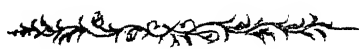
کوچن کے پنڈت ہیں آپ کو آپ کی نمایاں خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ ہند نے یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو مہامو پا دھیا کا خطاب عطا کیا ہے۔ سکونت تریپوٹی اور متصل ارناکولم۔



ایس سہرا مینا آیر۔ بی۔ ایل۔ آنریبل دیوان بہادر۔ کے۔ سی۔ آئی۔ اسی۔ آپ کو یکم جنوری ۱۹۹۱ء کو بطور ذاتی اعزاز کے دیوان بہادر کا اور ۱۹۹۱ء میں کے۔ سی۔ آئی۔ اسی۔ کا خطاب مرحمت ہوا ہے۔ ۱۹۹۲ء سے آپ مدراس ہائی کورٹ کے جج ہیں۔ سکونت میلاپور۔ مدراس۔



شاما سندرشا ستری۔ بی۔ اے۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۲۵ ستمبر ۱۹۲۹ء۔ آپ کا پنجورم نیلا کٹا شاستری کے فرزند ہیں جو ایک ویدیا برہمن شیام ویدی بھرجو وراج گوتر کے تھے۔ آپ کا خاندان ضلع چنگل پٹمین اپنے علمی کمالات کے سبب سے ممتاز ہے۔ آپ نے بھی ارث خاندانی کے لحاظ سے سنسکرت میں درجہ فضیلت حاصل کیا ہے۔ آپ نے ۱۹۶۵ء میں میٹرک لیوشن کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۶۷ء میں پریسیدنسی کالج سے بی۔ اے۔ کی ڈگری پائی اسکے بعد سررشتہ تعلیم میں ملازم ہوئے۔ ستمبر ۱۹۶۷ء میں سررشتہ تعلیم کی ملازمت چھوڑ کر محکمہ مال میں متعین ہوئے اور ۱۹۶۸ء میں آپ ڈپٹی کلرک مقرر ہوئے۔ پھر درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے آپ درجہ دوم تک پہنچے اور اسی درجہ سے آپ نے پنشن لی۔ ۱۹۶۶ء میں آپ کے حسن خدمات کے صلہ میں آپ کو راول بہادر کا خطاب مرحمت ہوا اور ۱۹۶۹ء میں دیوان بہادر کے خطاب سے آپ ممتاز ہوئے۔ سکونت پتھاپورم۔



غلام محمود۔ مہاجر۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۹۲۷ء ہجری۔ آپ احمد حسین صاحب ہاجر ڈپٹی سکرٹری نواب غلام محمد غوث خان بہادر رئیس کرناٹک کے فرزند ہیں۔ آپ کے

جد امجد حامد سعید خان بہادر ٹیپو سلطان والی ریاست میسور کے دربار میں عمدہ جلیلہ پر ممتاز تھے آپ کی والدہ کے جد مادری قادر نواز خان بہادر بہرام جنگ نواب عمدہ الامرا بہادر رئیس کرناٹک کے وزیر تھے اور انھیں خدمات نمایان کے صلہ میں جاگیر و لونور عنایت ہوئی۔ ملک کرناٹک کی ضبطی پر آپ کی جاگیر بھی ضبط ہو گئی مگر اسکے معاوضہ میں سرکار انگلشیہ نے آپ کے نام اور آپ کے بعد آپ کے فرزند کے نام بارہ سو روپیہ ماہوار کی پنشن مقرر کر دی ہے۔ آپ نے کتب درسی فارسی و عربی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد علمائے وقت سے کچھ تفسیر اور حدیث پڑھی اور انگریزی زبان میں بھی بہرہ وافی حاصل کیا۔ آپ کو شعر گوئی کا مذاق بھی اچھا ہے۔ آپ مدراس کے صیغہ طبابت کے منیجر ہیں اور کل اقوام میں قدر کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ ملکی معاملات سے آپ کو بہت بڑی دلچسپی ہے اور قومی معاملات میں آپ بڑی سرگرمی ظاہر کرتے ہیں۔ ۱۸۹۷ء میں آپ کو حسن خدمات کے صلہ میں خانصاحب اور ۱۹۰۷ء میں خان بہادر کا خطاب عطا ہوا جب مدراس میں طاعون نمودار ہوا تو آپ نے بڑی جانفشانی سے رعایا کی خدمت کی اور اس باب میں ایک مختصر رسالہ بھی چھپوا کر تفسیر کیا سکونت ٹریلیکین۔



محمد انور الدین - خان بہادر - ولادت ۱۱- ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۷ھ ہجری - آپ نواب رشید الدولہ مرحوم کے فرزند ہیں اور نواب امیر الہند والاجہ سراج الامرا مدار الملک اسد الدولہ الانگلز نواب عظیم الدولہ محمد عبدالعلی خان بہادر ذوالفقار جنگ سپہ سالار و صوبہ رئیس کرناٹک کے پوتے ہیں جو نواب انور الدین خان شہید شہامت جنگ فرمانرواے پائین گھاٹ کے پر پوتے تھے ۱۸۷۸ء میں آپ کی شادی حیدر آباد میں نواب جانجمن خان بہادر کی دختر سے ہوئی تھی۔ اس موقع پر ہر پائینس نظام نے خود اپنے دست مبارک سے آپ کے سر میں سہرہ باندھا تھا اور آپ کے ساتھ نہایت شفقت و عزت سے پیش آئے تھے۔ آپ کو آبائی حق

سے تین سو روپیہ مشاہرہ ملتا ہے۔ خطاب خان بہادر سرکار انگریزی نے مرحمت فرمایا ہے۔  
سکونت مدراس۔

ونیکو پال۔ راجہ۔ تنہ یافتہ قیصر ہند درجہ اول۔ آپ کو ۲۳ مئی ۱۹۱۷ء کو متعہ  
قیصر ہند درجہ اول عطا ہوا۔ سکونت وینکٹا گری۔

وتھاڈا وینکٹ ریڈی نیڈو گارو۔ راے بہادر۔ دیوان بہادر۔ ولادت  
۱۸۷۶ء۔ آپ فرقہ پٹے سے تعلق رکھتے ہیں اور آئری اسٹنٹ انجینر ہیں۔ آپ کو  
یکم جنوری ۱۹۹۵ء کو خطاب راے بہادر اور ۳ جون ۱۹۹۹ء کو خطاب دیوان بہادر  
مرحمت ہوا۔ سکونت رسلٹنڈہ۔ گنجام۔

رشیو وینکٹ سری نواس آئیر۔ راؤ بہادر۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۸۵۲ء  
آپ برہمن وقائم مقام سکرٹری کیشنر بندوبست مال ہیں۔ آپ یکم جنوری ۱۹۹۴ء کو خطاب  
راؤ بہادر اور ۳ جون ۱۹۹۹ء کو خطاب دیوان بہادر سے مشرف و ممتاز ہوئے۔  
سکونت مدراس۔

سرد لکے گوپال چاری۔ دیوان بہادر۔ ولادت ۱۸۵۲ء۔ آپ قوم کے  
برہمن ہیں۔ آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے ۳۱ دسمبر ۱۹۹۸ء کو خطاب دیوان بہادر عطا ہوا۔  
آپ کے قبضہ میں سوائیکٹ زمین ہے۔ آپ سب ججی کے عہدہ پر مامور ہیں سکونت کشنا۔

محمد عبدالوہاب۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۵۵ء۔ آپ وثیقہ دار ہیں۔ آپ کو



پبلک خدمات اور امور عامہ کے صلہ میں ۳۱۔ دسمبر ۱۹۹۱ء کو خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت سینٹ ٹھوم۔

عبدالقادر - عنبر - خان صاحب - آپ کو گورنمنٹ نے آپ کے حسن خدمات کے جلد و میں ۱۹۹۱ء میں خان صاحب کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سکونت شمالی ارکاٹ۔

عبداللطیف - مولوی - خان بہادر - آپ پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ میں اسسٹنٹ انجینئرز ہیں۔ آپ کو آپ کی نمایاں خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انڈیا نے ۱۹۹۲ء میں خطاب خان بہادر مرحمت کیا۔

نذاقتور سرسیت سندر چاریر - مہاموپادھیا - آپ ایک عالم برہمن ہیں۔ آپ کو آپ کے علمی تجربے لحاظ سے گورنمنٹ نے ۲۲۔ جون ۱۹۹۶ء کو مہاموپادھیا کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت سری رنگم۔

مرگشیا اویا لیم راجو شاستری - مہاموپادھیا - ولادت ۱۹۱۷ء - آپ نسباً برہمن ہیں۔ آپ کو آپ کی علمی قابلیت کی بنا پر گورنمنٹ ہند نے ۱۶۔ فروری ۱۹۹۸ء کو مہاموپادھیا کا خطاب مرحمت کیا۔ سکونت منارگو دی۔

مستور ادزاین ایا - راو بہادر - ولادت ۱۹۴۷ء - آپ برہمن ہیں۔ پہلے آپ ڈپٹی کمشنر مال تھے۔ اب پنشن پاتے ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۹۶ء کو خطاب راو بہادر آپ کو عطا ہوا۔ سکونت مدراس۔

محمد عبدالعلی - خان بہادر - ولادت ۱۹۵۶ء - آپ رشید الدولہ کے خلیفہ اور  
ہنرمائیں عظیم جاہ شاہزادہ اول ارکاٹ کے سوتیلے بھائی ہیں - ۳۰ مارچ ۱۹۷۶ء کو  
گورنمنٹ ہند نے آپ کو خطاب خان بہادر بطور ذاتی اعزاز کے عطا فرمایا سکونت مدراس -



منترینی پلے راماسوامی نندوگارو - راؤ بہادر - ولادت ۱۹۵۶ء -  
آپ محکمہ پیمائش مال کے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہیں - ۳۱ - دسمبر ۱۹۹۱ء کو خطاب  
مندرجہ بالا سے سرفراز کیے گئے - سکونت ٹیلیکین -



کمار سوامی مور وکیسم پلے - راؤ بہادر - ولادت ۱۹۵۶ء - آپ فرقہ ولالہ سے  
تعلق رکھتے ہیں - آپ پہلے ڈپٹی کلکٹر تھے اور اب پنشن پاتے ہیں - آپ ۳۱ - دسمبر ۱۹۹۱ء  
کو جلد وے خدمات عامہ خطاب مندرجہ بالا سے مفتخر و ممتاز ہوئے - سکونت جھنا -

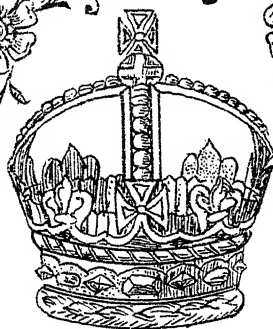


ٹرو ولور نارائن سوامی پلے - راؤ صاحب - ولادت ۲ - فروری ۱۹۵۶ء - آپ  
قوم ولالہ فرقہ سیوا کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں - آپ کے والد جنوبی ہندوستان  
میں ٹرو ولو ضلع تانجور کے باشندے تھے - آپ نے پہلے پچایا ہائی اسکول میں اور پھر  
لندن مشن انسٹیٹیوٹ میں تعلیم پائی - یکم اکتوبر ۱۹۸۶ء کو دفتر کسریٹ میں آپ ملازم ہوئے  
۱۹۸۵ء میں ہیڈ کلرک مقرر ہوئے - اسکے بعد آپ مستقل کلرک درجہ اول مقرر ہوئے -  
۲۸ - مئی ۱۹۹۲ء کو گورنمنٹ ہند نے آپ کو راؤ صاحب کا خطاب عطا کیا جون ۱۹۹۶ء  
سے آپ پنشن یاب ہو کر خانہ نشین ہیں - سکونت مدراس -



سید محمد - آنریبل - نواب - بہادر - (ملاحظہ طلب صفحہ ۲۰) -





بنگال و آسام

**BENGAL & ASSAM.**

نو لکشور پریس لکھنؤ

# بنگال و آسام

فہرست اسماء گرامی خطاب یافتگان و مشاہیر صوبہ بنگال و آسام

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
			الف
۶۸	صدر علی خان - ڈاکٹر خان بہادر - رئیس بانکے پور پٹنہ -	۳۸	ابجے چرن متر - رلے بہادر - رئیس ہارٹی منشی گنج ڈھاکہ
۵۶	اصغر رضا - سید - خان بہادر - پرینان		ابجے نرائن دیب - راجہ سدی - رلے بہادر
۱۲۷	افخر حسین - خان بہادر - گوبالی کامروپ	۱۵۶	رئیس گوالپارہ آسام -
۵۶	اکھے کمار سین - رلے بہادر - رئیس طبر منشی گنج ڈھاکہ		ابھیشوری دیبی - رانی بجنی - رئیس گوالپارہ
۶۴	انان کانت داس - رلے بہادر - ڈھاکہ -	۱۵۷	آسام -
۶۳	ابھک چرن رلے - رلے بہادر - رئیس بھالا		ابھدرو ناتھ سین - رلے بہادر - رئیس
	امجد علی - خان بہادر - رئیس نگھو بھوم ضلع	۱۱۱	نواکھالی کلکتہ -
۱۰۳	جیدباس -		اُپنندرن ناتھ کچھی لال - رلے صاحب - رئیس
	امرت لال جبرجی - رلے بہادر - رئیس	۱۳۵	دیرہ دون -
۱۲۶	کوٹہ سلکیا ہوڑا -		احسان حسین - منشی - خان بہادر - رئیس
۴۸	امرت ناتھ متر - رلے بہادر - رئیس کلکتہ	۱۰۴	بیر بھوم -
	امیر علی - آنر بیل - جسٹس آف دی پیس - سی	۱۴۸	آسمان جاہ بہادر - مرزا - پرنس - رئیس کلکتہ
۷۲	آئی - ای - رئیس کلکتہ -		اشرف الدین احمد - شرافت الدولہ مولوی
۶۳	انباش چندر بھرجی - رلے بہادر - ہوڑا -	۴۳	سید - خان بہادر - رئیس مہنگلی -
	انند چندر سین - رلے بہادر - رئیس	۱۵۹	اشرف علی مرزا - شمس العلماء - رئیس مہنگلی -
۴۷	سونارنگ منشی گنج ڈھاکہ -	۱۰	آشوتوش ناتھ رلے - راجہ - رئیس مرشد آباد

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۳۵	بن بہاری کپور۔ راجہ۔ رئیس بردوان	۵۹	اووے کرشن ویب۔ کمار۔ رئیس کلکتہ
	بنکم چندر۔ مجموعہ دار۔ رلے صاحب۔ رئیس	۸۹	امیر چندر مہتر۔ بابو۔ رلے بہادر۔ کلکتہ
۱۴۴	انگول اور کلکتہ۔	۱۱۶	الیشور چندر سیل۔ رلے بہادر۔ ڈھاکہ۔
۶۴	بنالی چکر تپتی۔ رلے صاحب۔ رئیس کلکتہ	ب	
۵۲	بنالی رلے۔ رلے بہادر۔ رئیس متھرا۔		
۱۱۷	بنے کرشن دیب۔ راجہ قیصر چندر۔ رئیس کلکتہ۔		بین بہاری بوس۔ رلے بہادر۔ رئیس
۱۲۷	بولی چند بین۔ رلے بہادر۔ رئیس کلکتہ	۱۲۷	ہتھو اسارن۔
۱۵۳	بولی لڑائی بورہ مسٹر تنہ یافتہ قیصر چندر۔ رئیس داسام		بجے چند مہتاب۔ ہمارا راج کمار۔ رئیس
	بہادر علی خان۔ شیخ خان بہادر۔ رئیس	۳۳	بردوان۔
۱۰۸	پٹنہ۔		بدرالدین حیدر۔ میر لوی۔ خان بہادر۔
	بہاری لال بارک۔ گیا وال۔ رلے بہادر	۵۶	رئیس سیالہ۔
۵۵	رئیس گیا۔	۵۵	برہی داس۔ رلے بہادر۔ رئیس کلکتہ۔
۱۵۲	بجھنئی پر یا بروانی۔ رانی۔ رئیس گوالیار۔		برہ سنگھ ڈوڈھریا۔ رلے بہادر۔ رئیس
	بھگوت دیال سنگھ ٹھکرائی راجہ جین پور دھڑ	۱۲۹	عظیم گنج مرشد آباد۔
۱۳۰	دعیزہ رئیس پالامو۔		بھو بھوشن بنرجی۔ رلے صاحب۔ رئیس
	بھگوت مننی۔ رلے بہادر۔ رئیس پامپالو	۱۱۲	سنتی پور ندیا۔
۶۲	کوٹھن لیس پوری اڑیسہ۔	۱۰۴	نزل الرحیم خان بہادر۔ رئیس نو اکھالی
	بھگوتی چرن جبر تپتی۔ رلے صاحب۔ رئیس	۱۴۶	برج موہن لال۔ رلے بہادر۔ تیز پور۔
۹۶	اگر کٹھہ کمار کھالی ضلع ندیا۔	۱۶	برہما موہن ملک۔ رلے بہادر۔ رئیس ہنگی
	بھوین رام داس۔ رلے صاحب۔ رئیس		بریشور چکرورتی بابو۔ رلے بہادر۔ رئیس
۱۳۶	گوہالی کامروپ۔	۹۹	کر پڑیہ ضلع ہزاری باغ۔
	بھوین موہن رام۔ رلے بہادر۔ رئیس		بگلا نند ملرجی۔ رلے بہادر۔ رئیس
۱۴۴	بانکڑا ڈھاکہ۔	۵۵	مینا پور بانکڑا۔

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۵۸	مجسٹریٹ - رئیس مظفر پور -	۱۱۹	بھوین موہن رے - راجہ چنگا نون مل -
۱۰۳	سررام پور بگلی - یاواڑی - ڈھاکہ -	۱۱۶	بیجناٹھ سنگھ - رے بہادر - رئیس گیا -
۲۲	پنڈت کرشنا سنگھ - ٹھاکر - مامو پادھیا -	۱۶	بیکٹھ ناتھ باسو - رے بہادر - کلکتہ -
۲۲	رئیس بھور دھوبنی در بھنگہ -	۱۴۲	بیکٹھ ناتھ دے - راجہ بہادر - رئیس بالاسور -
۹۸	پورن چند رشوم - رے بہادر - رئیس چشورا متصل بگلی -	۱۴۵	بینی مادھب بھرجی - رے بہادر - کلکتہ -
۷۱	پولن بہاری لال سنگھ - رے بہادر -		
۳۸	رئیس اکھارا ضلع بردوان -	۳۷	پدما سند سنگھ - راجہ بہادر - راجہ بنیلی - پورنیم
۱۰۲	پیارے موہن بھرجی - رے بہادر - رئیس	۶۳	پران کرشن گھوس - رے بہادر - رئیس
۲۱	باراست ۲۴ پرگنہ -	۱۵۲	چندر نگر -
	پیارے موہن بھرجی - رے صاحب -		پر بھبت چندر - برزوا - راجہ - رئیس گوری پور
	رئیس سیرام پور -	۵۳	گوالپارہ -
	پیارے موہن کرجی - راجہ سی - ایس - آئی -	۶۲	پر تاب اودے ناتھ سہاسے دیو - ہماراجہ
	رئیس اتر پارتھبگلی -	۱۳۶	نور دگا چھوٹا ناگپور -
		۲۲	پر سنوکار بھرجی - رے بہادر - اریا ڈام
			پرکاش چندر دیب - رے صاحب - رئیس
			سلٹ -
			پر مداناٹھ رے - راجہ - زمیندار و گھیا
			پٹیا لاج شاہی -
			پر موٹھو بھوشن دیب رے - راجہ مقام
			نڈنگہ جسر -
			پر میشر نرائن بابو - ہمتہ - رے بہادر کزیری

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۳۴	رئیس در بھنگہ۔		ج
۱۵۷	جلو بھرو۔ چودھری بوبھنگ۔ جینگا نوان		جادو چندر بروا۔ رلے بہادر۔ رئیس
۱۳۹	چندر سیکھر سنگھ سامنت۔ سری ہری چندن مردراج	۱۴۷	گولا گھاٹ۔
	ہما موپا دھیا رئیس پوری۔	۱۴۵	جادو چندر دیب۔ رلے بہادر۔ کلکتہ۔
۲۲	چندر اکانت۔ ترکانکار۔ ہما موپا دھیا		جادو چندر چکریتی۔ رلے بہادر۔ رئیس
۲۴	رئیس مہین سنگھ۔	۱۱۱	کوچ بہار یا تارا نگر بنیا۔
۱۲۶	چندر کمار دوت۔ رلے بہادر۔ رئیس ٹھاکہ	۱۲۵	جادو ناتھ مکرچی۔ رلے بہادر۔ سبٹاپو بنیا
۱۱۲	چندر نرائن سنگھ۔ رلے بہادر۔ رئیس کلکتہ	۱۳۳	جانبی بلجھ سین۔ راجہ۔ رئیس جی گنج رنگ پو
۱۲۷	جنی لال بوس۔ رلے بہادر۔ رئیس کلکتہ۔		جگدیند رنا تھ رلے۔ ہما راجہ۔ رئیس
۱۴۶	جنی لال سرورگی۔ رلے بہادر۔ ڈپٹی وکٹھ	۱۴۲	تاٹور راج شاہی۔
	ح	۱۵	جگندر کوشور۔ رلے چودھری۔ رلے بہادر
	حسن علی خان۔ سید۔ راجہ شام الملک۔ رئیس الدلیہ	۱۴۶	رئیس رام گوپال پور مہین سنگھ۔
۱	جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ نواب بہادر مرشد آباد۔	۴۷	جگن ناتھ بروا۔ رلے بہادر۔ جو رہاٹ
	خ	۱۵۴	جگیشور چندر چندر۔ رلے بہادر۔ چند رنگر
۱۵۸	خدا بخش مولوی۔ خان بہادر۔ رئیس ٹمپہ	۵۸	جلال الدین۔ مولوی شمس العلماء۔ رئیس ٹمپہ
	خیلرت احمد۔ مولوی سید۔ خان بہادر۔		جنت حسین خان۔ خان بہادر۔ رئیس گیا
۱۰۷	رئیس پالی گیا۔	۳۱	جو تندر و موہن ٹگور۔ ہما راجہ۔ سر۔ کے سی
	د	۱۵۰	ایس۔ آئی۔ رئیس کلکتہ۔
	درگاچرن چکرورتی۔ بابو۔ رلے صاحب۔ بڑو		جے گو بندلا۔ آنر بیل۔ سی۔ آئی۔ اسی کلکتہ
۸۶			ج
			جہڑوھر سر۔ پنڈت۔ ہما موپا دھیا۔



صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۶۰	چوبیس پرگنہ۔	۱۴۳	درگا چرن لالہ۔ ہماراجہ سی۔ آئی۔ ای رئیس کلکتہ۔
	ذ	۱۳۵	درگا کمارسبو۔ بی۔ اے۔ رلے صاحب رئیس سلمٹ۔
۱۵۴	ذوالفقار علی۔ مولوی شمس العلماء۔ رئیس کلکتہ	۱۴۲	درگا گتی ہرجی سی۔ آئی۔ ای۔ رلے بہادر رئیس کلکتہ۔
	ر	۱۳۷	درگج دیو۔ بھیا۔ رلے بہادر۔ رئیس انٹری پالامو۔
۱۳۳	راج راجیشوری پرشاد سنگھ۔ رئیس سوہا پور شاہ آباد۔	۱۳۴	دکھ موہن جھا۔ ہما جو پادھیا۔ رئیس پلکوار ضلع در بھنگہ۔
۵۷	راج کمار دت۔ رلے بہادر۔ رئیس نو اکھالی	۶۰	دکھیشور مالیا۔ کمار۔ رئیس سیرسول بڑوان دلال چندریو۔ بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ رلے بہادر سلمٹ
۱۱۶	راج کمار مرزا دھکاری۔ رلے بہادر۔ کلکتہ	۱۳۵	دلاور حسین احمد۔ خان بہادر۔ رئیس کلکتہ۔
۶۳	راج کمار سین۔ رلے بہادر۔ رئیس شپ پور ہوڑا۔	۵۹	دشدر نرائن رلے۔ کمار۔ رئیس کلکتہ۔
۱۲۸	راج موہن ہرجی۔ رلے بہادر۔ رئیس کلکتہ	۹۳	دوار کانتھ۔ بھٹا چارجی۔ رلے بہادر رئیس ندیا۔
۱۴۵	رادھا بلب چودھری۔ رلے بہادر۔ راج پور	۱۰۳	دوار کانتھ داس۔ رلے صاحب۔ رئیس مانک گنج ڈھاکہ۔
۱۱۷	رادھا کرشن۔ رلے بہادر۔ رئیس ٹپنہ	۱۲۶	دوار کانتھ دت۔ رلے بہادر۔ رئیس بجور باقر گنج۔
۵۵	رادھا گو بندرلے۔ رلے بہادر۔ رئیس دیناج پور۔	۱۲۶	دوار کانتھ سرکار۔ رلے بہادر۔ رئیس بھڑامدیا فرید پور۔
۴۸	رادھا کانتھ رلے۔ رلے بہادر۔ رئیس بالا سورہنگی۔	۱۲۸	دولت چندر رلے۔ کمار۔ رئیس
۴۲	رادھا پرسنو مگر جی۔ رلے بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس درگا پور۔		
	راش بہاری داس۔ رلے بہادر۔ رئیس دلچھوک ڈھاکہ۔		

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۵۹	رام ناتھ گھوش - تمہ یافتہ قیصر مند کلکتہ	۱۲۵	ریش کلکتہ -
۱۵۱	رام نرائن سنگھ - راجہ بہادر - رئیس کھیرا مونگیر -	۱۲۳	ریش سدھی -
۱۱۱	ریش شام سنگھ کلکتہ -	۱۳۸	رام داس نیلے رتن - مہا موہا دھیا -
۱۳۴	ریش منی گیت - ریش صاحب - ریش کنور پور -	۴۷	رام اکھ جیڑجی - ریش بہادر - رئیس کلکتہ
۱۵۳	رحیم بخش خان بہادر - ریش جلیا گوری -	۱۲۷	رام باندھو چٹرجی - ریش بانکٹا -
۱۵۰	ریش جی دھنی بھائی مہ - سی - آئی - ای -	۱۴۵	رام داس بھٹا چارجی - ریش بہادر - کلکتہ
۱۳۶	ریش لال کندو - ریش بہادر - رئیس منی پور -	۹۵	رام داس ریش - ریش بہادر - دسوم کلکتہ
۱۱۳	ریش سنگھ - راجہ بہادر - راجہ نشی پور -	۱۲۰	رام رنجن چکرورتی - راجہ بہادر - رئیس حاتم پور پیر بھوم -
۷۵	ریش کلکتہ -	۳۹	رام گوئی کرچی - ریش بہادر - رئیس کدہ برودان -
۱۲	ریش شام سنگھ - راجہ بہادر - سر - آئی - ای -	۱۵۲	رامیشری پرشاد نرائن سنگھ - راجہ رئیس مقصود پور گیا -
	س	۳	رامیش سنگھ - مہا راجہ بہادر - سر - کے - سی - آئی - ای - والی در بھنگہ -
۲۴	سراج الاسلام - مولوی - خان بہادر -	۱۲۲	رام ناتھ سدھ بھٹا چٹائی - مہا موہا دھیا - رئیس پچیم پور فرید پور -
۵۹	سرت چند رنجرجی - ریش بہادر - ریش پور ہوا -	۱۲۸	رام ناتھ سنگھ - ریش بہادر - رئیس گیا -

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۸۰	رئیس نمبر ۱۳ - کوچہ رام شنکر رائے کلکتہ۔	۴۰	سرت چندر داس - سی - آئی - اے - رائے ہاؤس رئیس کلکتہ۔
۱۱	سلیم اللہ خان - نواب ڈھاکہ۔	۴۱	سرجا کانت اجارچی - ہماراجہ - رئیس گستا گاجی مین سنگھ۔
۳۹	آف انڈیا - رئیسہ کوچ بہار۔	۴۶	سرندر و موہن ٹکور - ہماراجہ - سر - ناٹ سی آئی اے - رئیس کلکتہ۔
۴۳	سورج بھان سنگھ - راجہ - رئیس بھگوان پور برگنہ جین پور ضلع آڑہ۔	۲۵	سرودا پرشاد - رائے - رائے بہادر - رئیس ٹنگی سرودا پرشاد چٹرجی - رائے بہادر - بھگلپور
۱۲۷	سورج کمار - سرپ ادھکاری - رائے بہادر رئیس کلکتہ	۱۳۵	سرودا نرائن سنگھ - راجہ - رئیس سیرام پور سری رام سرمدنی - بندٹ - ہما موہا دھیا۔
۲۴	سورج نرائن سنگھ - رائے بہادر - رئیس تھوا سیدالدین احمد - مولوی - خان بہادر رئیس	۱۳۳	رئیس برہام پور۔
۱۱۲	بہادر پور فرید پور۔	۹۴	سری سری دت دیوانیت ادھکار گوسوامی تغہ یافتہ قیصر ہند رئیس آسام۔
۱۲۳	سید امیر حسین - نواب بہادر - سی - آئی۔	۱۵۳	سری سری نردیپ - دکھن پت ادھکار گوسوامی - تغہ یافتہ قیصر ہند - رئیس آسام
۱۴۳	ای - رئیس کلکتہ۔	۱۵۳	سری ناتھ پال - رائے بہادر - رئیس سیداپہ مرشد آباد۔
۱۵۸	سید محمد مولوی آئر پبل - خان بہادر - ہوڑا۔	۱۳۴	سری ناتھ رائے - راجہ - رئیس ڈھاکہ
ش		۱۳۷	سریندر ناتھ بنرجی - بابو - رئیس کلکتہ
		۱۳۷	سریندر نرائن سنگھ - راجہ مقام پرواری رئیس بھگلپور۔
۲۱	سٹام موہنی - جھارانی - رئیسہ دینچ پور۔	۱۳۲	سریندر ناتھ متر - رائے بہادر - رئیس کلکتہ
۱۳۴	شب چندر بنرجی - راجہ - رئیس بھگلپور۔	۱۳۷	سعادت حسین - مولوی - خان صاحب
۶۱	شب چندر بندی - رائے بہادر - رئیس کلکتہ۔		
	شباب چندر ناہر - رائے بہادر - رئیس عظیم گنج مرشد آباد۔		
۴۰			
۹۱	ستیش چندر - رائے بہادر - ہماراجہ والی نربا		
۱۵۵	شجاعت علی بیگ - مرزا خان بہادر - کلکتہ		

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۷۱	عطاء الرحمن - مولوی شمس العلماء - رئیس منبرا ولی اللہ لین کلکتہ -	۱۳۲	شنشئی شکھر شیور رے - راجہ بہادر - رئیس ظاہر پور راج شاہی -
۳۷	علی محمد - شاد - سید - خان بہادر - رئیس عظیم آباد عرف پٹنہ -	۱۵۱	شمس جہان بیگم - ہرمانیس - نواب - کروان آف انڈیا - رئیسہ مرشد آباد -
	غ	۶۴	شنکر دیال سنگھ - رے بہادر - رئیس کٹ شاہ آباد
		۱۱۲	شوخی بھوشن بوس - رے صاحب - کھلنا
		۱۱۲	شوخی بھوشن دت - رے بہادر - رئیس پٹرا
۱۱۱	غلام قاسم - مولوی - سید - خان بہادر - رئیس سیدپالائشیر ہاٹ ۲۴ - برگنہ	۱۵۴	شیخ احمد - مولوی شمس العلماء - رئیس کلکتہ -
	ف	۱۲۱	شیخ محمود - گیلانی شمس العلماء - رئیس کلکتہ
		۲۲	شید بخش باگلہ - راجہ - رئیس - کلکتہ
		۴۵	شیوراج نندن سنگھ - راجہ بہادر - مظفر پور
			ع
۸۱	فرزنا محمد - قاضی - مولوی - خان بہادر - تمغہ یافتہ قیصر ہند رئیس گیا -	۱۴۷	غابد علی بہادر - مرزا قمر قدر - پرنس - کلکتہ
	فضل ربی - خوندکار - خان بہادر - رئیس	۱۵۴	عبدالحی - مولوی شمس العلماء - رئیس کلکتہ -
۸۴	طالب پور مرشد آباد -		عبدالحجاز - مولوی - خان بہادر - سی -
۱۵۱	فیض النساء - چودھرائن - نواب صاحبہ رئیسہ پٹرا -	۶۶	آئی - ای - نووادہ ضلع گیا -
	ق		عبدالرحمان - اے - ایف ایم بیرسٹر ایٹ لا -
		۱۵۹	خان بہادر - رئیس کلکتہ -
۱۳۴	قاسم حسین - تاج الملوک - مرزا بہادر - پرنس رئیس کلکتہ -	۱۵۰	عبدالسمان - چودھری - نواب - رئیس پوگرا
۱۱۶	قدرت اللہ - شیخ خان بہادر - رئیس برہمپور		عبدالحمید - مولوی چودھری - خان بہادر
	ک	۱۱۰	رئیس شاہی پور - رنگ پور -
		۱۰۴	عجائب لال - رے صاحب - رئیس گیا -
	کالا داس دت - رے بہادر سی - آئی -		

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۰۵	مکھیا ناتھ - پنڈت - مہاموبا دھیا - کلکتہ	۴۱	رئیس دیوان خانہ کونج بہار۔
۱۲۴	کلاپتی گھوشال - رلے بہادر - رئیس مدرائی نیہائی - ۲۴ برگنہ	۱۶	کالی بھوشن گھوش - رلے بہادر - رئیس رجب پور باراست ۲۴ برگنہ۔
۱۴۴	مکلیشری پرشاد سنگھ - رلے بہادر - رئیس مونگیر۔	۴۷	کالی پرسن گھوش - رلے بہادر - رئیس بھراکیر منشی گنج پور ڈھاکہ۔
۵۳	کوو چندر سنگھ - ہمارا جہ مقام سوسانگ درگا پور مین سنگھ۔	۱۲۰	کالی پرسنو - محبوبہ دار - رلے بہادر - رئیس سب پور ہوٹا۔
۹۷	کھیترا چندر بنرجی - رلے بہادر - رئیس کلکتہ	۱۲۵	کالی کاروے - رلے بہادر - رئیس کلکتہ۔
۱۱۹	کیشوئی کماری - رائی - رئیس ہنڈو منتھال۔	۱۵۰	کالی ناتھ مترسی - آئی - ای - رئیس کلکتہ
۱۵۰	کیلاش چندر بوس - سی - آئی - ای - کلکتہ	۱۵۰	کام بخت حسن مرزا بہادر - پرسن - کلکتہ
گ		۵۶	کدار پرسن - لہری - رلے بہادر - رئیس قاسم پور راج شاہی۔
		۶۲	گدانا ناتھ کاندوچو دھری - رلے بہادر - ہوٹا
۱۸	گر جانا ناتھ رلے - ہمارا جہ دیناج پور۔	۶۴	کرستو چندر گھوش - رلے بہادر - ایکی پور
۹۶	گر ندر و ناتھ مکرچی - رلے صاحب کلکتہ	۱۶	کرشن بھٹن رلے - رلے بہادر - رئیس پالامو
۱۱۰	گریش چندر چودھری - رلے بہادر - کلکتہ	۱۶	کرشن چندر چٹرجی - رلے بہادر - رئیس
۶۱	گریش چندر داس - رلے بہادر - کلکتہ	۱۶	دیوانا شائین ضلع بردوان۔
۶۴	گریش چندر رلے - رلے بہادر - نتھوبا	۱۲۸	کرشن چندر بندو - پادھیا - رلے بہادر۔
۱۴۵	گریش چندر رلے - رلے بہادر - راجہ رئیس سلٹ۔	۱۰۹	رئیس بھوانی پور کلکتہ۔
۱۲۵	گلن چندر رلے - رلے بہادر - رئیس جگت ڈل باراست ۲۴ برگنہ۔	۱۵۷	کرشن موہن مکرچی - رلے بہادر - رئیس بھوانی پور - کلکتہ
۵۶	گنپت سنگھ - رلے بہادر - رئیس گنپت گنج بھاگلپور۔		کرشن ناتھ نیا پنچائٹن - مہاموبا دھیا - رئیس برہاسپتی بردوان۔

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
۱۲۰	بجھمی پور بھیا گلیپور	۶۲	گنگا پرشاد سنگھ - رے بہادر - دھبھنگہ
۶۱	مان سنگھ - ٹھاکر - رے بہادر - رئیس	۴۷	گوبند پرشاد سنگھ - ٹھاکرائی - رے بہادر - رئیس پالامو -
۱۵۳	متھرا موہن کرجی - رے صاحب - ندیا	۸	گوبند شاستری - مامو بادھیا - کلکتہ -
۱۴۸	محمد ابراہیم - علی بہادر مرزا - پرنس - کلکتہ	۶۴	گوبال چندر کرجی - رے بہادر - کلکتہ -
۷۸	محمد ابوالحلی - مرزا داراجہ بہادر - پرنس - رئیس کلکتہ -	۵۶	گورچرن داس گپت - رے بہادر - رئیس کلکيا جسہ -
۱۴۹	محمد اصغر - بہادر مرزا ہمایون جاہ - پرنس - رئیس کلکتہ -	۴۹	گورچند رمان سنگھ ہری چندن مرد راج بھرم بر رے - راجہ بہادر - پرنکٹ اڑیسہ
۱۴۹	محمد اعجاز حسین بہادر - خادم الامیر مرزا - پرنس - رئیس کلکتہ -	ل	
۴۱	محمد اکرم حسین - افسر الملوک - مرزا بہادر - پرنس - رئیس کلکتہ -		
۸۶	محمد امداد - امام - مولوی حکیم شمس العلماء سید - رئیس نودہ بہار -	۱۱۴	لال نادھو کرجی - رے بہادر - رئیس کلکتہ -
۱۵۲	محمد الہ داد - مولوی - شمس العلماء - کلکتہ	۱۳۴	بجھمن تران سنگھ دیو - رے صاحب - رئیس کیرا سنگھ بھوم -
۷۸	محمد ابرہ مرزا - بہادر - پرنس - رئیس کلکتہ -	۱۱۶	للت موہن سنگھ - رے بہادر - رئیس سب پور ہنگلی -
۶۵	محمد خبثا رشاہ - آنریبل - پرنس - سی - آنی سائی - رئیس ٹالینگن کلکتہ	م	
۱۴۸	محمد حلال - بہادر - مرزا - پرنس - رئیس کلکتہ		
۱۴۸	محمد جم جاہ علی بہادر - قرا احمد مرزا - پرنس - رئیس کلکتہ -	۱۳۵	ماما دین سوکل - ایم اے - راؤ صاحب رئیس ڈبرو گڑھ
۱۴۸	محمد حسین باقر - کامیاب مرزا بہادر - پرنس	۱۴۶	مادھب چندر برہوئی - رے بہادر - کامریہ
		۴۸	مادھب چندر رے - رے بہادر - کلکتہ -
			ماکن کمار - ٹھاکرائی - رانی - رئیسہ

نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ
۱۱۳	۱۲۹	رئیس کلکتہ - محمد رضا علی - سلطان مرزا بہادر - پرنس	۱۲۹
۱۳۳	۱۲۹	رئیس کلکتہ - محمد صدیق - ابوالخیر شمس العلماء رئیس کلکتہ	۷۹
۱۴۴	۷۹	محمد عباس حسین کسری بخت مرزا بہادر پرنس	۷۹
۱۳۳	۷۹	رئیس کلکتہ شیباج -	۷۹
۱۳۳	۷۹	محمد عسکری بہادر - بلند جاہ مرزا - پرنس	۷۹
۱۳۳	۷۹	رئیس کلکتہ -	۷۹
۱۳۳	۷۹	محمد علی - نواب چودھری - خان بہادر -	۷۹
۱۳۳	۷۹	رئیس بچم گائون برگٹہ مومن آباد پٹنہ -	۷۹
۱۳۳	۷۹	محمد کاظم حسین - خورشید مرزا بہادر پرنس	۷۹
۱۳۳	۷۹	رئیس کلکتہ -	۷۹
۱۳۳	۷۹	محمد نقی علی بہادر - دلاور جاہ مرزا - پرنس	۷۹
۱۳۳	۷۹	رئیس کلکتہ -	۷۹
۱۳۳	۷۹	محمد یوسف - خان بہادر - تفتہ یافتہ قیصر	۷۹
۱۳۳	۷۹	درجہ دوم رئیس کلکتہ -	۷۹
۱۳۳	۷۹	محی الدین احمد - سید - تفتہ یافتہ قیصر	۷۹
۱۳۳	۷۹	رئیس بانکی پور پٹنہ -	۷۹
۱۳۳	۷۹	مدھ سودن - چودھری - رلے بہادر -	۷۹
۱۳۳	۷۹	رئیس کرشنا گڈھ ندیا -	۷۹
۱۳۳	۷۹	مدھو سودھن گھوس - رلے بہادر - رئیس	۷۹
۱۳۳	۷۹	رجب پور باراست ۲۲ برگٹہ -	۷۹
۱۳۳	۷۹	مدن موبن میا کھ - رلے بہادر - کلکتہ	۷۹
۱۳۳	۷۹	مظہم حسین - نواب - مولوی سید خان بہادر	۷۹
۱۳۳	۷۹	رئیس ابرسائل -	۷۹
۱۳۳	۷۹	مکند ویب - راجہ مقام خردہ - رئیس پوری -	۷۹
۱۳۳	۷۹	منتمتھا ناتھ متر - رلے بہادر - رئیس کلکتہ	۷۹
۱۳۳	۷۹	مندراجندر - نندی - ہمارا راجہ - آنریبل -	۷۹
۱۳۳	۷۹	رئیس ہرہام پور -	۷۹
۱۳۳	۷۹	منی لال بنرجی - رلے بہادر - رئیس	۷۹
۱۳۳	۷۹	کدار پور ۲۲ برگٹہ -	۷۹
۱۳۳	۷۹	منی لال ناہر - رلے بہادر - رئیس	۷۹
۱۳۳	۷۹	عظیم گنج مرشد آباد -	۷۹
۱۳۳	۷۹	موبن لال کھتری - رلے بہادر - رئیس	۷۹
۱۳۳	۷۹	سلکیا ہوٹا -	۷۹
۱۳۳	۷۹	ہما بیر پرشاد سنگھ - رلے بہادر - رئیس	۷۹
۱۳۳	۷۹	سارن -	۷۹
۱۳۳	۷۹	ہمارانی ہتوا ضلع سارن - تفتہ یافتہ	۷۹
۱۳۳	۷۹	قیصر ہند - رئیس ہتوا سارن -	۷۹
۱۳۳	۷۹	مندر دلال سرکار - ڈاکٹر سی - آئی ای	۷۹
۱۳۳	۷۹	رئیس کلکتہ	۷۹
۱۳۳	۷۹	مندروناتھ جرجی - بابو - رلے صاحب	۷۹
۱۳۳	۷۹	رئیس آرہ -	۷۹
۱۳۳	۷۹	مندرناتھ گپت - رلے بہادر - کلکتہ	۷۹
۱۳۳	۷۹	میار بنجن رلے - چودھری - راجہ - رئیس	۷۹
۱۳۳	۷۹	گلنیا رنگ پور -	۷۹

صفحہ	نام مع خطاب و سکونت	صفحہ	نام مع خطاب و سکونت
			ن
۱۳۶	نوکشور سین۔ رے صاحب۔ رئیس سلط	۱۱۵	تالینکشابوس۔ رے بہادر۔ بردوان
۱۵۹	نولن بہاری سرکار۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ کلکتہ	۹۷	نب کرشن رے۔ رے صاحب۔ رانچی
	و	۵۷	نب گوپال سرکار۔ رے بہادر۔ رئیس نرائن پور نواکھالی۔
۶۹	واجہ حسین سید۔ قیصر ہند۔ رئیس بارہ پٹنہ	۸	نبیل منی مکرجی۔ مامو پادھیا۔ کلکتہ۔
	واصف علی میرزا۔ بہادر۔ مرشدزادہ۔	۱۱۱	ننیا ندرے۔ رے بہادر۔ چنگا نواں کلکتہ
۹	آصف قدر۔ آنر بیل۔ سید۔ رئیس مرشد آباد	۱۳۶	نئے چند جی۔ رے بہادر۔ رئیس کلکتہ
۱۵۹	ولایت حسین۔ مولوی تھیل العلماء۔ کلکتہ۔		سجابت حسین۔ مولوی۔ سید خان صاحب
۹۶	ولی محمد۔ مولوی پشاور۔ خان صاحب کلکتہ۔		رئیس دیو گڈھ۔
	۵	۹۶	نرائن پرشاد۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ پٹنہ
	ہر بیچہ نرائن سنگھ۔ مہاراجہ بہادر۔ نو بہر سا	۱۵۳	نرسبت سنگھ دیو۔ راجہ۔ رایت پور ہاٹ
۱۷	سی۔ آئی۔ سی۔	۹۱	نرسبت سنگھ۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ کلکتہ
	ہر پرشاد شاستری۔ مامو پادھیا۔	۱۵۴	نرسبت گوپال پوس۔ رے بہادر۔ کلکتہ
۱۵۲	رئیس کلکتہ۔	۴۸	نرسبت گڈ۔ رے بہادر۔ رئیس ہوڑہ
	ہری بیچہ بوس۔ رے بہادر۔ رئیس	۴۶	نرندرا کرشن۔ (دیوب) سر۔ کے سی۔ آئی
۱۰۵	پوری اڈیہ۔	۷	ای۔ مہاراجہ بہادر۔ رئیس کلکتہ۔
۱۴۷	ہری چرن شرما۔ رے بہادر۔ رئیس کچار۔		نرسید رلال۔ خان۔ راجہ۔ نرجول برنا پور
	ہری داس پرودھان۔ رے صاحب	۱۳۳	نصیر الدین احمد۔ مولوی۔ سید خان بہادر۔
۱۰۴	رئیس سنگھن پور وارچینگ۔		رئیس بہار پٹنہ۔
۱۱۰	ہری رام گونگا۔ رے بہادر۔ رئیس کلکتہ	۱۵۷	نقدوسین۔ مونگ راجہ۔ رئیس چنگا نون
۹۶	ہری موہن ساندیل۔ رے صاحب۔ نڈیا	۱۲۶	نندگوپال بنری۔ رے بہادر۔ رئیس کلکتہ
۱۵۲	ہیمنت کماری دیبی۔ رانی۔ پتھیا راج شہی	۱۰۴	نواب جان۔ مولوی۔ خان صاحب۔ کلکتہ
۱۴۲	ہیم چندر سرکار۔ رے بہادر۔ رئیس کلکتہ		





حسن علیخان - نواب - سید - سر - احتشام الملک رئیس الدولہ - امیر الالام -  
 مہابت جنگ - جی - سی - آئی - ای - نواب بہادر مرشد آباد - آپ کی ولادت ۲۵ - اگست  
 ۱۸۲۶ء کو واقع ہوئی - آپ فطرت الملک محسن الدولہ فریدون جاہ نواب سید منصور علیخان  
 بہادر نصرت جنگ نواب ناظم و صوبہ دار بنگال و بہار و اڑیسہ کے فرزند اکبر ہیں جنھوں نے یکم  
 نومبر ۱۸۸۹ء کو اپنے منصب اور حقوق سے دست کشی اختیار کی - ۷ فروری ۱۸۹۲ء  
 کو آپ کو ایک سند کی رو سے نواب بہادر مرشد آباد و کاموروٹی خطاب عطا ہوا - ۱۶ فروری  
 ۱۸۹۷ء کو آپ کے سی - آئی - ای - اور ۲ مئی ۱۸۹۷ء کو احتشام الملک رئیس الدولہ امیر الالام  
 مہابت جنگ اور ۲ مئی ۱۸۹۷ء کو جی - سی - آئی - ای کے خطاب سے ممتاز و سرفراز ہوئے -  
 ۱۲ مارچ ۱۸۹۱ء کو وزیر ہند اور آپ کے مابین ایک معاہدہ ہوا جو بعد کو ایکٹ ۱۵ ۱۸۹۱ء  
 میں شامل کیا گیا جس میں آپ نے اپنے والد کی یکم نومبر ۱۸۸۷ء کی کارروائی کی تصدیق  
 کی اور اسکے معاوضہ میں نواب بہادر کاموروٹی منصب اور مقررہ آمدنی کے علاوہ ضلع  
 مرشد آباد کلکتہ - مدنا پور و ڈھاکہ مالدار پور نیہ بنگلی - راج شاہی وغیرہ میں بعض علاقے عطا  
 ہوئے اور بنگال میں آپ کا درجہ اور منصب امیر الالام قرار دیا گیا اس انتظار کو  
 ہزار کسٹنس و ایسے و گورنر جنرل ہند کی کونسل نے ایکٹ ۱۵ ۱۸۹۱ء ۶ مجریہ

۲۱۔ مارچ ۱۸۵۹ء کے مطابق منظور فرمایا۔ نواب بہادر کا سلسلہ نسب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ حضرت علی کا عقد حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ سے اور امام حسن خلف اکبر حضرت علی کے صاحبزادے حسن مثنیٰ کا عقد حضرت فاطمہ صغرا بنت امام حسین سے ہوا تھا۔ اس عقد سے جو اولاد پیدا ہوئی اُسکی ایک شاخ اب تک شریف الاعظم مکہ کے عہدہ پرمامور ہے حضرت حسن مثنیٰ اور حضرت فاطمہ صغرا کے پوتے ابراہیم طباطبائی تھے جنکی نسل میں خاندان مرشد آباد ہے۔ انکی اولاد کچھ عرصہ تک میں واقع عرب کی حکمران تھی انہیں ایک صاحب سید حسن نجفی نجف اشرف میں روضہ مقدس حضرت علی کے کلید بردار تھے۔ اُنکے پوتے میر جعفر تھے جو نواب سراج الدولہ کی حکومت کے زوال کے بعد نواب ناظم بنگال بہار و اُردیہ مقرر ہوئے۔ انھیں میر جعفر کے دادا کا عقد شہنشاہ اورنگ زیب کی بھتیجی کے ساتھ ہوا تھا۔ اُنکے ایک چچا نجفی خان قلعہ گوالیار کے گورنر اور دوسرے چچا نجف خان صوبہ دار لنگ تھے۔ خود میر جعفر ابتدا میں نواب ناظم علی وردی خان کی فوج کے سپہ سالار تھے جنکی بہن نواب شاہ خانم کے ساتھ اُن کی شادی ہوئی تھی۔

۱۸۵۹ء میں نواب علی وردی خان صوبہ دار مقرر ہوئے اور اُنکے انتقال کے بعد ۱۸۶۰ء میں اُنکے پوتے نواب سراج الدولہ اُنکے جانشین ہوئے اور ۱۸۶۱ء میں فتح جنگ پلاسی کے بعد نواب علی وردی خان کے برادر بستی میر جعفر مسند نشین ریاست ہوئے۔ ۱۸۶۲ء میں یہ مغزول ہوئے اور اُنکے داماد میر قاسم حکمران ہوئے لیکن چند ماہ کے بعد انکو پھر اختیارات حاصل ہوئے اور ۱۸۶۳ء تک برابر مسند ریاست پر متمکن رہے۔ اُنکے بعد اُنکے بیٹے نجم الدولہ وارث ہوئے اور ۱۸۶۴ء میں اُنکے بھائی نواب سیف الدولہ اور پھر اُنکے بھائی یعنی میر جعفر کے نابالغ بیٹے مبارک الدولہ ۱۸۶۵ء میں اُنکے جانشین ہوئے۔ مبارک الدولہ کے انتقال پر اُنکے بیٹے نصیر الملک

۹۳ء میں اور اُنکے بعد اُنکے بیٹے عالیجاہ ۱۸۱۰ء میں اور عالیجاہ کے بھائی والا جاہ ۱۸۲۱ء میں اور اُنکے بعد اُنکے بیٹے ہمایون جاہ ۱۸۲۵ء میں مندرجین ہوئے اور ۱۸۳۸ء میں ہمایون جاہ کے بیٹے اور نواب بہادر کے والد فریدون جاہ سید منصور علیخان وارث ریاست ہوئے جو آخری نواب ناظم بنگال و بہار و اُڑیسہ تھے۔ نواب بہادر کے دادا کو خود ہنر محبشی شاہ ولیم چہارم نے اپنی قد آدم شبیہ اور گریڈ کر کے آف دی رائل ہندو رین گلفک آرڈر کا اعزاز جو ایک نہایت ہی حلیل القدر تمغہ ہے عطا کیا تھا آپکے ایوان خاص میں جو ۱۸۳۷ء میں سولہ لاکھ روپیہ کی لاگت سے تیار ہوئے منجملہ دیگر دلچسپ اور نادر چیزوں کے ہنر محبشی ولیم چہارم کی تصویر بھی ہے۔ نواب بہادر کے علاقہ کا انتظام نہایت معقول ہے اور اُنکے ساتھ ہی آپکی خیر و خیرات بھی نہایت وسیع ہے۔ آپکی ہمدردی کسی مذہب یا قوم سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ رفاه عام کے کل کاموں میں آپ نہایت فیاضانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ ۱۸۶۵ء میں آپ تعلیم کی غرض سے ولایت تشریف لے گئے تھے اور آپکے دو صاحبزادوں نے بھی ولایت میں تعلیم پائی ہے آپکے پانچ صاحبزادے ہیں (۱) آصف قدر۔ سید و آصف علی مرزا ولادت ۷۔ جنوری ۱۸۵۷ء (۲) اسکندر قدر سید ناصر علی مرزا ولادت ۱۵۔ مارچ ۱۸۶۷ء (۳) سید آصف علی مرزا ولادت ۲۶۔ اپریل ۱۸۸۱ء (۴) سید یعقوب علی مرزا ولادت ۹۔ جون ۱۸۸۳ء (۵) سید محسن علی مرزا ولادت ۱۸۔ نومبر ۱۸۸۵ء عیسوی سکونت مرشد آباد۔

رامیشتر سنگھ۔ مہاراجہ بہادر۔ سر۔ کے۔ سی۔ آئی۔ امی۔ والی درجہ نگہ۔ ولادت ۱۶ جنوری ۱۸۶۷ء آپ اپنے برادر اکبر مہاراجہ لکشمیشتر سنگھ بہادر مرحوم کی وفات پر جو ۱۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو واقع ہوئی مالک ریاست ہوئے۔ آپ سر و قریا برہمن ہیں

اس خاندان کے راجہ تمام پھلی برہمنوں کے سرغنہ تسلیم کیے جاتے ہیں۔ راج درہنگہ کی ابتدا مسئلہ سے ہے۔ ابتداً آپ کا خاندان قنوج سے ترک وطن کر کے مالک متوسط میں آباد ہوا اسکے بعد آپ کے مورث اعلیٰ مہامہوپا دھیا گنگا دھریا دھیانے جو اپنے زمانہ میں سنسکرت کے بہت بڑے عالم اور مشہور مصنف تھے ضلع درہنگہ میں موضع گنگولی حاصل کیا۔ گنگا دھر کے پر پوتے سائین شنکر نے کھانڈوا حاصل کیا اور پادھیا کے بجائے ٹھاکر کا لقب اختیار کیا چنانچہ اسی وجہ سے آپ کا خاندان کھانڈوال کہلاتا ہے۔ سائین شنکر کی نوین پشت میں چندرتی ٹھاکر ہوئے جنکے چار بیٹوں میں سب سے چھوٹے کا نام ہمیشہ ٹھاکر تھا۔ مہامہوپا دھیا ہمیشہ ٹھاکر منڈلہ مضافات جبل پور سے تربت میں آئے اور راج درہنگہ کی بنیاد ڈالی۔ وہ اول موضع ہنور میں سکونت پذیر ہوئے اور شہلہ عین دہلی پہنچ کر دربار شہنشاہ جلال الدین اکبر میں باریاب ہوئے۔ شہنشاہ موصوف نے انکی علمی قابلیت سے خوش ہو کر بطریق قدر دانی راجہ کا خطاب اور راج تربت عطا فرمایا۔ اسکے حدود و اربعہ فریمان اکبری میں اس طرح درج ہیں ”آرگنگ تاشنگ وازکوس تاجھوس“ یعنی حد شمالی کوہ ہمالیہ و حد جنوبی دریائے گنگ و حد شرقی دریائے کوس و حد جنوبی دریائے بھوس یعنی گندک، راجہ ہمیش ٹھاکر نے ۱۵۶۹ء میں وفات پائی اور انکے فرزند دوم گوپال ٹھاکر وراثت ہوئے۔ انھوں نے اٹھارہ برس حکومت کر کے اپنے چھوٹے بھائی شیو شنکر ٹھاکر کو گدی حوالہ کی اور خود جوگ اختیار کیا۔ راجہ شیو شنکر نے ۱۶۱۷ء تک راج کیا۔ انکی وفات پر انکے بھائی راجہ نارائن ٹھاکر سند نشین ہوئے۔ انھوں نے ۱۸ برس تک حکومت کر کے ۱۶۳۵ء میں وفات پائی۔ انکی بیانی کنادہی حاکم تھی راجہ صاحب کی وفات کے بعد انکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام لالہ ٹھاکر رکھا گیا مگر رانی نے لڑکے کی صغر سنی کے سبب سے انتظام ریاست میں خلل واقع ہونے کے خیال سے اپنے ستونی شوہر کے بھائی راجہ سندھ ٹھاکر کو ریاست

ویدی۔ راجہ سندر ٹھاکر نے ۱۷۶۶ء میں انتقال کیا اور اُنکے بیٹے مہسن ناتھ ٹھاکر وارث  
ریاست ہوئے۔ انھوں نے ۱۷۹۰ء میں قضا کی اور اُنکے بھائی نرتی ٹھاکر راجہ ہوئے۔  
اُنکی وفات پر ۱۸۰۶ء میں راجہ راگھو سنگھ گدی پر بیٹھے اور انھوں نے نواب بہابت جنگ  
صوبہ دار بنگالہ کے ذریعہ سے اپنے موروثی خطاب راجہ کی توثیق کرائی اور پورے سرکار ترہت  
کا استمراری پٹہ ایک لاکھ روپیہ کی جمع بردبار منغلیہ سے حاصل کیا۔ سرکار ترہت میں موجودہ  
اضلاع مظفر پور اور دربھنگہ شامل تھے۔ اُس زمانہ میں بھی یہ عطیہ ایسا گرانقدر تھا کہ ۱۷۹۵ء  
میں سرکار ترہت کا محاصل سرکاری حساب سے تقریباً اٹھ لاکھ روپیہ تھا۔ اس زمانہ میں  
نواب صوبہ دار بنگالہ نے راجہ کی کثیر دولت سے برگمان ہو کر اُنکا علاقہ ضبط کر لیا اور  
اُنکے خاندان کو پٹنہ لے گئے۔ مگر راجہ نے اپنی دانائی اور ہوشیاری سے دربار منغلیہ میں  
پھر رسوخ پیدا کر لیا اور اس شرط پر راجہ دربھنگہ واپس پایا کہ انصاف کو عمل میں لائیں۔  
رعایا برائیا کی امداد کریں اور ملک کو سرسبز رکھیں۔ راجہ راگھو سنگھ کی اولاد نے ان شرائط  
کی پوری پوری تعمیل کی۔ اُنکی خوش انتظامی سے ریاست کی آمدنی میں بہت بڑی ترقی ہوئی  
انھوں نے اپنے صدر مقام ثوبارہ میں ایک قلعہ تعمیر کیا تھا جو اب بھی ویران حالت میں  
موجود ہے۔ راجہ راگھو سنگھ نے ۱۸۳۹ء میں انتقال کیا اور اُنکی جگہ ونو سنگھ گدی نشین  
ہوئے انھوں نے ۱۸۴۳ء میں قضا کی اور اُنکے بھائی راجہ نرندر سنگھ مسند آبا ئی پر  
منتھن ہوئے اور نواب علی وردی خان صوبہ دار بنگال سے بہ صلہ حسن خدمات بہت  
بڑے عطیے حاصل کیے۔ اُنکے کوئی اولاد ذکر نہ تھی لہذا انھوں نے اپنی وفات  
کے قبل پرتاب سنگھ کو متبنی کیا جو لالہ ٹھاکر کے پرپوتے تھے یہ وہی لالہ ٹھاکر ہیں جو اپنے  
باپ نرائن ٹھاکر کی وفات کے بعد بیوہ رانی کلا دیبی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ راجہ  
نرندر سنگھ نے ۱۸۵۶ء میں قضا کی اور اُنکے متبنی بیٹے پرتاب سنگھ وارث ہوئے اور  
ایک سو انیس سال کے بعد یہ راج خاندان کی بڑی شاخ کی طرف منتقل ہوا۔ پرتاب سنگھ

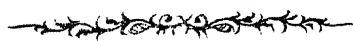
نے اپنا صدر مقام در بھنگہ میں قائم کیا جو اُس وقت سے اب تک قائم ہے۔ راجہ پر تاب سنگھ نے ۱۸۰۷ء میں قضا کی اور اُن کے بھائی راجہ مادھو سنگھ مالک ریاست ہوئے اور بصلہ حسن خدمات شاہ عالم شہنشاہ دہلی نے علاقہ دھرم پور اُنکو مرحمت کیا۔ راجہ مادھو سنگھ نے ۱۸۰۸ء میں قضا کی اور اُن کے بیٹے چتر سنگھ گدی نشین ہوئے۔ اُنھوں نے بصلہ خیر خواہی و حسن خدمات جنگ نیپال سرکار انگلشیہ سے مہاراجہ بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ اُنکی وفات ۱۸۳۳ء میں واقع ہوئی اور اُن کے بیٹے مہاراجہ رو در سنگھ مسند نشین ہوئے۔ یہ نہایت دور اندیش اور مدبر رئیس تھے اور اُن کے زمانہ میں اُن کے علاقہ کو کمال عروج اور ترقی حاصل ہوئی۔ اُنکی وفات پر اُن کے خلف اکبر مہاراجہ ہمیش سنگھ نے ۱۸۵۷ء میں زمام انتظام ریاست اپنے ہاتھ میں لی اور دو نابالغ فرزند چھوڑ کر ۱۸۶۰ء میں اسی ملک بھا ہوئے۔ ان صاحبزادوں میں ایک مہاراجہ سر کشمیش سنگھ بہادر ہے سی آئی اے تھے جنھوں نے ۱۹۰۸ء کو قضا کی۔ دوسرے مہاراجہ سر رامیش سنگھ بہادر ہیں چونکہ آپ کے والد کی وفات کے وقت دونوں بھائی نابالغ تھے لہذا گورنمنٹ نے انکا علاقہ کورٹ آف وارڈز کے سپرد کیا اور اُنکی تعلیم بنارس کالج میں ہوئی۔ مہاراجہ کشمیش سنگھ بہادر مرحوم نے سن رشد کو پہنچ کر خود کو ہمہ تن پبلک خدمات کے نذر کر دیا بیان کیا جاتا ہے کہ اُنھوں نے رفاہ عام کے کاموں میں دو کروڑ سے زیادہ روپیہ صرف کیا۔ اُن کے لاوند مر نے پر اُن کے بھائی مہاراجہ سر رامیش سنگھ بہادر گدی نشین ہوئے۔ آپ نے اپنے بھائی کے ساتھ بنارس میں تعلیم پائی ہے اور علوم سنسکرت میں پڈت کی ڈگری حاصل کی۔ انگریزی میں آپ گریجویٹ میں عرصہ تک اٹھین سول سروس سے بھی آپکا تعلق رہا اور آپ نے نہایت قابلیت کے ساتھ اپنے فرائض محبشری ادا کیے ۱۸۸۶ء میں آپ راجہ بہادر کے خطاب سے ممتاز کیے گئے اور بعد کو بنگال کی ایجلیٹو کونسل کے ممبر مقرر ہوئے گدی نشین ہونے کے بعد آپ کو مہاراجہ بہادر کا

خطاب عطا ہوا اور نیز کے سی۔ آئی امی اور عنقہ قیصر ہند درجہ اول کے عطیہ سے سرفراز کیے گئے۔ آپ اپنے مذہب کے بہت بڑے حامی اور پابند اور علوم قدیمہ اور صنعت و حرفت کے بہت بڑے سرپرست اور معین ہیں۔ امور عامہ میں آپ کو کمال دلچسپی ہے اور خیراتی کاموں میں نہایت فیاضی اور سیرشتی ظاہر کرتے ہیں۔ گذشتہ قحط میں آپ کی فیاضی عرصہ تک زبان زد خلّاق رہی۔ آپ کو سیر و سفر کا بھی بڑا شوق ہے اور اپنے اکثر تیرتھر گاہوں کی زیارت کی ہے۔ آپ ایک بہت بڑے منظم اور مدبر رئیس ہیں اور بنگال کی اعلیٰ سوسائٹی میں بہت بڑا درجہ رکھتے ہیں آپ کے علاقہ کا رقبہ ۲۴۱۰ مربع میل۔ آبادی تقریباً دس لاکھ نفوس اور آمدنی چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ ہے۔ سکونت در بھنگہ۔



نرمدر اکرشن (دیوب) سر۔ کے سی۔ آئی امی۔ ہمارا جہا در ولادت ۱۰۔ اکتوبر ۱۸۶۲ء۔ آپ کا تعلق خاندان سو بھا بازار کلکتہ سے ہے جنکے آبا و اجداد کو سلطان مغلیہ اور نوابان بنگالہ و بہار و اُردیسہ کے درباروں سے اعزاز حاصل ہوئے ہیں۔ اس خاندان کے بانی ہمارا جہا نب کرشنا تھے جنھوں نے زمانہ جنگ نواب سراج الدولہ میں اور جنگ پلاسی کے بعد بنگال میں برٹش حکومت قائم کرنے میں عمدہ خدمات انجام دیں اور اُسکے جلد و میں لارڈ کلا یو صاحب نے ایک تمغہ اور ہمارا جہا در کا خطاب عنایت کیا۔ یہ نہایت مخیر اور فیاض شخص تھے۔ اُنکے رفاه عام کے کاموں میں سے ایک کام یہ ہے کہ انھوں نے ڈائمنڈ ہاربر سے کالچی تک آٹھ میل کی ایک عمدہ سڑک جاری کی۔ فرزند نرینہ کے تولد سے مایوس ہو کر انھوں نے اپنے بھتیجے راجہ گوپی موہن دیوب کو تنہا کیا لیکن اس تنہیت کے بعد ایک فرزند راجہ کرشنا دیوب ہمارا جہا حال کے والد تولد ہوئے لہذا انھوں نے اپنی جائداد کو اپنے حقیقی بیٹے

اور اپنے متنبی بیٹے پر تقسیم کیا۔ راجہ راج کرشنا دیب بہادر نے بیالیس برس کی عمر میں آٹھ بیٹے چھوڑ کر رحلت کی جن میں صرف ہمارا جہ سرزندہ کرشن زندہ باقی رہے۔ آپ نے ہندو کالج میں تعلیم حاصل کی اور ۱۸۷۷ء سے ۱۸۹۳ء یعنی نو برس تک ڈپٹی مجسٹری کے خدمات پر مامور رہے جس میں آپ نے اعلیٰ درجہ کی عزت حاصل کی۔ ملازمت سے کنارہ کشتی کرنے کے بعد آپ کی پبلک لائف (ملکی خدمات) کی ابتدا ہوئی اور مینو پل کسٹرن جسٹس آف دی پیس اور ممبر برٹش انڈین ایسوسی ایشن رہے اور قین مرتبہ اس آخر تک زبردست جماعت کے پریسیڈنٹ منتخب ہوتے رہے۔ لاڈلار تھربروک صاحب کے عہد میں سرکاری گزٹ میں اجہ کا خطاب آپ کے نام کے ساتھ مشہر ہوا۔ اور اسپیریل لچیس لیٹو کونسل کی ممبری سے بھی ممتاز ہوئے جس میں آپ نے ممتاز درجہ حاصل کیا۔ جناب ملکہ معظہ کے دربار قیصری دہلی میں آپ مدعو ہوئے تھے جہاں ہمارا جہ کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو مرحمت ہوا۔ اسکے بعد کے۔ سی۔ آئی۔ ائی کے خطاب سے سرفراز کیے گئے اور امور مفید عامہ کے متعلق اکثر مناصب جلیلہ پر فائز اور ممتاز ہوئے۔ آپ کے ایک صاحبزادہ اور وارث کمار گوبند را کرشنا بہادر ایم۔ اے۔ بی۔ ایل ہیں جو اسٹیم ٹوربی سول سروس بنگال کے ممبر اور سیالہ کے جانیٹ مجسٹریٹ ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کے اور بھی صاحبزادہ ہیں۔ سکونت کلکتہ۔



نبل منی مکرجی - مہا مہوپادھیہا - علی قابلیت کے امتیاز میں یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو آپ کو خطاب مہا مہوپادھیہا عطا ہوا۔ سکونت کلکتہ۔  
گوبند شاستری - مہا مہوپادھیہا - یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو آپ کو یہ خطاب عطا ہوا۔ سکونت کلکتہ۔





واصف علی - میرزا بہادر - مرشد زادہ - آصف قدر - آنریبل - سید ولادت  
 ۱۸۵۷ء جنوری ۱۸ء - آپ احتشام الملک رئیس الدولہ امیر الامرانو اب سرسید حسن علی خان  
 بہادر مہابت جنگ - جی - سی - آئی - ای - نواب بہادر مرشد آباد کے فرزند اکبر اور ولیعہد ریاست  
 اور نواب امیر ہو کلثوم النساء بیگم صاحبہ کے بطن سے ہیں - یکم جولائی ۱۸۵۷ء کو تعلیم و  
 تربیت کی غرض سے آپ مسٹر کو بس صاحب سابق پرنسپل ڈھند کالج کلکتہ کی زیر اہمیتی  
 انگلستان روانہ ہوئے جہاں ابتداً شربرن اسکول میں اور پھر رگبی اسکول میں کئی برس  
 تک تعلیم پاتے رہے - اسکے بعد آکسفورڈ یونیورسٹی کے ٹرنٹی کالج میں داخل ہوئے -  
 بعد ان فرائض تحصیل علوم مغربیہ اپنے اسکاٹ لینڈ - آئر لینڈ - انگلینڈ - فرانس - جرمنی - اٹلی -  
 آسٹریا - قسطنطنیہ اور مصر وغیرہ مشہور بلاد و امصار کی سیاحت کی اور وہاں کے امور تمدن  
 و معاشرت اور نظم و نسق ممالک کو بنظر غائر ملاحظہ کیا اور ۲۷ اکتوبر ۱۸۵۹ء کو اپنے وطن  
 مالوف مرشد آباد کو واپس آئے - اس مدت مدید کے بعد ریاست میں مع الخیر واپسی کی  
 خوشی میں باشندگان مرشد آباد نے عظیم گنج سے مرشد آباد تک سڑک کو دور رو یہ نشانوں  
 پھر ہرون - خوشنما پچھاٹکون - نو تنخانوں - ٹیمپون اور پھولوں سے آراستہ و پیراستہ کیا  
 تھا - ریاست مرشد آباد اور اسکے قرب و جوار کے رؤسا و عمائد اسٹیشن اور در دولت  
 پر آپ کے استقبال کے لیے موجود تھے - اس سے قبل اس جوش و خروش اور تزک  
 احتشام کے ساتھ کسی کا استقبال نہیں ہوا - نومبر ۱۸۵۹ء سے آپ اپنے والد کے  
 قائم مقام کی حیثیت سے امور ریاست انجام دیتے ہیں - ۱۸۵۹ء میں ہزار اٹھنٹ  
 گورنر صوبہ بنگالہ نے آپ کو بنگال لیجس لیٹو کونسل کا ممبر مقرر کیا - ۱۸۵۹ء میں ہزار پیریل  
 مجسٹی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم قیصر ہند کے جشن تاجپوشی میں بطور قائم مقام اہل بنگال آپ  
 مدعو ہوئے - ہزار کلسنسی لارڈ کرزن گورنر جنرل ہند کی تشریف آوری مرشد آباد اور ان کے  
 جلسہ دعوت کے موقع پر آپ نے جواب پیش دی اسکی فصاحت و بلاغت کی نسبت خود

والیسراے اور نیز اخبارات نے تعریف کی ہے۔ آپ کے خلف اکبر آصف جاہ  
سید وارث علی میرزا ہیں جو ۱۲- نومبر ۱۹۱۷ء کو پیدا ہوئے ہیں۔ سکونت مرشد آباد۔



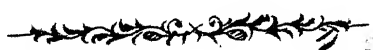
آشوتوش ناتھ راسے - راجہ - ولادت ۷- ستمبر ۱۸۷۶ء - آپ دکش کی اولاد  
میں ہیں جو ان پانچ عالم بہمنوں میں تھے جنکو راجہ قنوج نے راجہ اویسور کے حسب الطلب  
بنگال روانہ کیا تھا۔ بنگال میں مسلمانوں کے زوال سلطنت کے وقت آپ کے آباؤ اجداد  
اُس گورنمنٹ میں بہت بڑے ذی وجاہت اور ذمہ داری کے مناصب پر مامور تھے۔  
ادھر سترھویں صدی میں آپ کے خاندان کو راسے کا موروثی خطاب و دیگر حقوق  
ومراعات اُس وقت حاصل ہوئے جب بابو دین بندھو راسے سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کے  
یہاں قاسم بازار کے کارخانہ ریشم کے منظم و مہتمم تھے۔ اُنکے بیٹے جگ بندھو راسے کو  
اُن یورپین افسران کمپنی کی خدمت میں جو قاسم بازار میں متعین تھے بہت بڑا سوخ  
حاصل تھا۔ بابو جگ بندھو راسے وہاں سے تبدیل ہو کر یسمن سنگھ کی کلکٹری کے سررشتہ دار  
ہو گئے اور پھر کے ضلع میں کچھ اراضی خرید کی۔ اُنکے چار بیٹے اور ایک لڑکی تھی۔  
چار بیٹوں میں صرف ایک بیٹے نرسنگھ پرشاد راسے کے دو بیٹے تھے بابو نب کرشن  
اور راج کرشن۔ بڑے بھائی نے لاو لد قضا کی اور بابو راج کرشن کی وفات پر اٹھکا  
ترکہ اُنکے نابالغ بیٹے انودا پرشاد کو ملا اور وہ اور اُنکی جائیداد کو رٹ آف وارڈز کی  
حفاظت اور انتظام میں آئی۔ بابو انودا پرشاد کو اعلیٰ درجہ کی انگریزی تعلیم دی گئی۔  
اُنکو راسے بہادر کا خطاب بھی حاصل تھا۔ راسے انودا پرشاد نے ۲۰- فروری ۱۸۹۷ء  
کو قضا کی۔ راجہ آشوتوش ناتھ راسے بابو انودا پرشاد کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی  
والدہ سیریتی اُننا کلی بڑی مخیر اور فیاض خاتون تھیں۔ راسے انودا پرشاد کے مرنے  
کے بعد کو رٹ آف وارڈز نے پھر اُنکی جائیداد اور نابالغ راجہ کی حفاظت اپنے

ذمہ لی اور راجہ صاحب کی تعلیم کے لیے ایک قابل معلم مقرر کیا۔ ۲۹ جنوری ۱۸۹۳ء کو راجہ اشو توش ناتھ کی شادی جسٹس انکول چندر کرجی کی دختر سے ہوئی۔ آپ کی دو صاحبزادیاں ہیں راجکمارۃ اتندر موہنی ولادت ۱۷ ستمبر ۱۸۹۲ء اور راجکمارۃ جوتیر مئی ولادت ۱۷ فروری ۱۸۹۷ء۔ ۱۸۹۷ء میں آپ کا علاقہ واکڈار ہوا اور اس وقت سے راجہ صاحب ایک قابل فیچر کی مدد سے بنفس نفیس ریاست کا انتظام کرتے ہیں۔ سرالکٹرنڈر کنٹری صاحب مرحوم سابق لکٹنٹ گورنر بنگال نے ۱۸۹۸ء میں راجہ صاحب کو کلکتہ کے لیڈی ڈفرن زنانہ اسپتال کے شعلق کمی چندہ کے بارے میں تحریر کیا تھا جسکے جواب میں آپ نے ایک لاکھ روپیہ اس کا خیرین عطا کیا۔ مئی ۱۸۹۹ء میں آپ کو راجہ کا خطاب عطا ہوا۔ فی الحال آپ کے مصارف سے چار شفا خانے جاری ہیں۔ سکونت قاسم بازار واقع مرشد آباد۔



سلیم اللہ خان۔ نواب ڈھاکہ۔ نوابان ڈھاکہ ایک عرصہ دراز سے مشرقی بنگال میں اپنی دولت و ثروت اور فیاضی اور سخاوت کے لیے مشہور ہیں۔ کئی پشتیں گذرین اس خاندان کے بانی خواجہ عبدالحکیم کشمیر سے ہندوستان میں وارد ہوئے اور دہلی کے مغلیہ دربار میں بہت بڑا رسوخ حاصل کیا۔ زوال سلطنت مغلیہ کے بعد وہ دہلی سے سلطت پہنچے جہاں انھوں نے تجارت شروع کی جس مقام پر فی الحال کلکٹری کی کچہری بنی ہوئی ہے یہاں انھوں نے اپنا مکان تعمیر کرایا اور اپنے والدین اور بھائیوں کو کشمیر سے اپنے پاس بلالیا۔ خواجہ عبدالحکیم کے جانشین ڈھاکہ میں متوطن ہوئے اور خواجہ حفیظ اللہ نے تجارت ترک کر کے ڈھاکہ۔ بریسال۔ پٹیرہ اور سمن سنگھ میں ارضی جائیداد پیدا کی اور بطور ایک دو تہمند زمیندار کے بسر کرنے لگے۔ لیکن نواب عبد الغنی مرحوم کے زمانہ میں اس خاندان کو بہت بڑا اوج و عروج حاصل ہوا۔ انھوں نے

اپنے حسن انتظام سے اپنی زمینداری کو ترقی دی۔ وہ اپنے ہم مذہبون پر بھی بہت بڑا اثر رکھتے تھے اور ۱۸۶۹ء میں ڈھاکہ کے شیعہ سنیوں کا جھگڑا انھیں کی دوراندیشی اور ساعی جمیلہ سے رفع ہوا تھا۔ وہ نہایت ہی منصف مزاج اور بے تعصب شخص تھے اور خاص و عام اگانہایت ادب اور احترام کرتے تھے۔ ۱۸۷۴ء کے غدر میں انکی خیر خواہانہ خدمات سے گورنمنٹ کو بہت بڑی مدد ملی۔ اسی طرح انھوں نے مہات لوشائی اور ناگامین اور قحط اور سیلابوں میں گورنمنٹ کو قابل قدر اعانت پہنچائی۔ انکی پبلک اور پریوٹ خیرات نہایت فیاضانہ ہوتی تھی۔ اسکولوں۔ کالجوں۔ اسپتالوں۔ شفاخانوں۔ کلب گھروں۔ سوسائٹیوں۔ مسجدوں۔ مقبروں۔ بیماروں اور غریبوں کی امداد میں وہ لاکھوں روپیہ صرف کرتے تھے۔ ڈھاکہ واٹر ورکس (کارخانہ بنا برہم رسانی آب) خواجہ صاحب ہی کی سخاوت کا نتیجہ تھا۔ اس واٹر ورکس کا بنیادی پتھر ۶۔ اگست ۱۸۷۴ء کو لا رڈ نا رتھ بروک صاحب نے نصب کیا تھا۔ گورنمنٹ نے خواجہ عبدالغنی کی ان خدمات کی معقول قدر دانی کی۔ انھوں نے ۱۸۹۶ء میں قضا کی اور انکے فرزند اکبر نواب سر خواجہ حسن اللہ خان انکے جانشین ہوئے۔ اپنے والد ماجد کی طرح آپ بھی نہایت فیاض اور سیرچشم تھے جس طرح نواب سر خواجہ عبدالغنی میان نے ڈھاکہ میں ہم رسانی آب کا انتظام کیا اُسی طرح خواجہ سر احسن اللہ نے اپنی فیاضی اور مصارف سے تمام ڈھاکہ میں برقی روشنی ہم پہنچائی۔ خواجہ سر احسن اللہ خان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند اکبر خواجہ سلیم اللہ خان جانشین ہوئے ہیں۔ سکونت ڈھاکہ۔



رونیشہ پور شاد سنگھ۔ ہمارا جیسر۔ آنریبل۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ہمارا جہ  
بہادر مقام گدھور۔ ولادت ۱۸۷۴ء۔ آپ کا تعلق چندر بنسی چھتری خاندان سے  
ہے جسکے بانی بیر بکر سنگھ تھے۔ انکے آبا و اجداد مہوبہ واقع بندہ لکھنڈ سے آکر بڑے

واقعہ ریوان میں آباد ہوئے تھے۔ انکی نوین پشت میں قلعہ بدیا ناتھ کی بنیاد پڑی۔ اس خاندان کے چودھویں راجہ راجہ دول سنگھ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انھوں نے سلطنت میں شہنشاہ شاہجہان سے ایک فرمان حاصل کیا تھا۔ راجہ گوپال سنگھ کو برٹش گورنمنٹ نے راجہ تسلیم کیا اور انکے پوتے مشہور سر جے منگل سنگھ بہادر۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ تھے جنکو عہدہ ۱۸۵۷ء اور بغاوت سنتھال کی نامور خدمات کے جلد میں مہاراجہ بہادر کا خطاب عطا ہوا تھا یکم جنوری ۱۸۵۷ء کو جناب ملکہ معظمہ کے دربار قیصری کے موقع پر خطاب مذکور موروثی قرار دیا گیا۔ انکے بعد انکے بیٹے مہاراجہ شیو پرشاد سنگھ اور انکے بعد انکے بیٹے مہاراجہ بہادر حال وارث ہوئے جو اپنی خیر خواہی اور وفاداری کے لیے مشہور ہیں۔ آپ نے سنسکرت۔ فارسی۔ ہندی اور انگریزی زبان حاصل کی اور ۱۸۵۷ء میں شادی کی اور ۱۸۵۹ء میں فرزند وارث ریاست متولد ہوا۔ لفٹنٹ گورنر بنگال نے آپ کی وراثت و جانشینی کے موقع پر خلعت عطا کیا اور آپ حاضری عدالتہائے دیوانی سے بھی مستثنیٰ ہیں۔ ۲۵۔ مئی ۱۸۹۵ء کو۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے خطاب سے سرفراز کیے گئے۔ آپ کی خاندانی علامت شیو کا ترسول مقرر ہے۔ سکونت گدھو۔



منندر چندر۔ ہندی۔ مہاراجہ۔ آنریبل۔ ولادت ۱۸۵۷ء۔ مہارانی سرنو ماہی کی وفات کے بعد ریاست رانی ہری سندری کی طرف منتقل ہوئی جو ہری ناتھ کی بیوہ تھیں مگر انھوں نے نازک دنیا ہو کر قدس شہر بنارس میں سکونت اختیار کی اور اپنے حقوق آپ کے نام منتقل کر دیے۔ آپ رانی موصوفہ کے نواسے ہیں۔ آپ کا مسقط الرأس شہر کلکتہ مقام شام بازار ہے جہاں آپ کے والد متونی نے ایک مکان تعمیر کر کے سکونت اختیار کی تھی۔ آپ کے بزرگ موضع متھرون کے باشندے تھے اور یہی مقام آپ کے والدین چندر کی جاے ولادت ہے۔ آپ کے والد نہایت سادہ مزاج

اور نیک خصلت تھے اور آپ کی والدہ اوصاف ظاہری و باطنی سے آراستہ تھیں۔ آپ کے والد کے تین لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں۔ یہ خاندان نہایت آسودہ حالی سے بسر کر رہا تھا کہ تھماے ناگہانی سے آپ کی والدہ نے انتقال کیا۔ آپ اپنے بھائی بہنوئین میں سب سے چھوٹے ہیں اور اُس زمانہ میں جبکہ آپ کی والدہ نے انتقال کیا آپ کا سن صرف دو برس کا تھا۔ آپ کے والد کو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ تھی مگر انکی زندگی نے بھی وفانہ کی۔ انکے انتقال کے بعد خاندان کی سرپرستی آپ کے بڑے بھائی اوپندر چندر کے متعلق ہوئی۔ اوپندر چندر کا علمی مذاق اعلیٰ درجہ کا تھا اور کتب بینی سے کمال شوق تھا مگر انکی زندگی نے وفانہ کی۔ آپ پہلے شام بازار ورنیکیولر اسکول میں تعلیم پاتے تھے اور اُسکے بعد ہندو اسکول میں بھرتی ہوئے تھے۔ بڑے بھائی کے مرنے کے بعد آپ عین کم سنی کے زمانہ میں مطلق العنان ہو گئے اور ذاتی ذمہ داریوں کا بار آپ کے سر آں پڑا۔ اُسی زمانہ میں گورنمنٹ نوٹ کا سود کم ہو گیا اور جو نوٹ آپ کے نانا راجہ ہری ناتھ بہادر نے خاندان کی پرورش کے لیے چھوڑے تھے اُسکی آمدنی کم ہو جانے سے آپ کی مالی حالت کو سخت نقصان پہنچا۔ اُس زمانہ میں بنظر کفایت مصارف آپ نے کلکتہ کی سکونت ترک کر کے اپنے موروثی موضع میں رہنا اختیار کیا۔ یہاں آپ نے ایک ورنیکیولر اسکول اطفال موضع کی تعلیم کے لیے قائم کیا اور اُس میں آپ کے بچے بھی پڑھتے تھے۔ بعدہ مصالح خانگی کے لحاظ سے آپ نے برہام پور میں سکونت اختیار کی اور وہاں سے چند سال سکونت کرنے کے بعد کلکتہ واپس آئے۔ اسی اثنا میں آپ کی خالہ کا انتقال ہو گیا اور آپ کو بضرورت سزاہ برہام پور واپس آنا پڑا۔ اس کے بعد دستاویز انتقال ریاست کی تکمیل کے لیے بنارس تشریف لے گئے۔ اس دستاویز کی تکمیل کے وقت زرخیر رانی ہری سندری کو دیا گیا اور دس ہزار روپیہ ماہوار کما گزرا۔ یہ قرار پایا۔ اس دستاویز کی تکمیل کے بعد آپ اپنی ریاست میں آئے۔

رعایا نے نہایت گرجوشی سے آپ کا استقبال کیا۔ عظیم گنج سے برہام پور تک دریائے  
 بھاگیرتی کے کنارے آپ کی سواری کے اسٹمر کو دیکھنے کی غرض سے دورویہ آدمیوں  
 کا ہجوم تھا اور نعرہ ہائے خوشی بلند تھے۔ برہام پور گھاٹ کی سجاوٹ قابل دید تھی جب آپ کا  
 اسٹمر یہاں پہنچا آپ کو ولکم ایڈریس دیا گیا۔ دوسرے دن سٹر لیوننگ مجسٹریٹ مرشد آباد کے  
 ہمراہ آپ راجباری مین تشریف لے گئے اور خزانوں کی گنجائش آپ کو تفویض کی گئی  
 مسند نشینی کے اداے رسم کے بعد آپ نے برہام پور وائرورکس کی ٹمبل کی جکو مہارانی  
 سابق نے ادھورا چھوڑا تھا اس کا رخیوین ریاست کے ڈھائی لاکھ روپیہ صرف ہوئے۔  
 آپ کو تعلیم کی طرف بڑی توجہ ہے چنانچہ تعلیمی مقاصد سے جو کچھ آپ نے تاحال صرف  
 کیا ہے اس کی مقدار ڈیڑھ لاکھ سے زائد ہے۔ اسکے علاوہ اور امور خیرین بھی آپ  
 بہت کچھ صرف کرتے ہیں جسکی رقم کا تخمینہ پانچ لاکھ سے زائد ہے۔ ان مصارف کے  
 علاوہ تکمیل دستاویز ۱۹۷۷ء سے لیکر تاحال تقریباً پونے چھ لاکھ روپیہ کے قریب رانی  
 ہری سندری کو روانہ کیے گئے ہیں۔ آپ کو رفاہ عام کے کاموں سے خاص دلچسپی  
 ہے چنانچہ آپ مینوسپل بورڈ برہام پور کے چیرمین ہیں۔ آپ درینولا جس لٹیو کنسل بنگال  
 کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ آپ وکٹوریہ میوریل فنڈ کمیٹی کے وائس پریسیڈنٹ بھی ہیں۔  
 اولاد کی طرف سے بھی آپ خوش نصیب ہیں چنانچہ آپ کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں  
 ہیں۔ بڑے بیٹے موہن راج کمار پریسیڈنسی کالج کلکتہ میں ڈگری کے امتحان کے لیے  
 تعلیم پاتے ہیں۔ سکونت برہام پور۔

جگندر کشور رائے - چودھری - رائے بہادر - آپ کو ۲۵ مئی ۱۹۷۵ء  
 میں رائے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت رام گوپال پور سمین سنگھ۔

برہما موہن ملک۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۱۹۵۷ء میں بطور اعزاز ذاتی خطاب رائے بہادر مرحمت ہوا۔ سکونت ہنگلی۔

کالی بھوشن گھوش۔ رائے بہادر۔ آپ کو یکم جنوری ۱۹۵۷ء کو خطاب رائے بہادر مرحمت ہوا ہے۔ سکونت رجب پور باراست ۲۴۔ پرگنہ۔

بیکینٹھ ناتھ باسو۔ رائے بہادر۔ یکم جنوری ۱۹۶۷ء کو خطاب رائے بہادر مرحمت ہوا۔ سکونت کلکتہ۔

کرشن چندر چٹرجی۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۹۸۸ء کو خطاب رائے بہادر عطا ہوا۔ سکونت دیوا شائین ضلع بردوان۔

منشی لال نامہر۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۹۸۸ء کو خطاب رائے بہادر بطور اعزاز ذاتی عطا ہوا۔ سکونت عظیم گنج۔ مرشد آباد۔

منشی لال نبرجی۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۹۸۸ء کو خطاب رائے بہادر بطور اعزاز ذاتی کے عطا ہوا۔ سکونت گدار پور۔ ۲۴ پرگنہ۔

کرشن بخش رائے۔ رائے بہادر۔ یکم جنوری ۱۹۸۸ء کو آپ رائے بہادر کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ آپ دیوگاٹون کے زمیندار ہیں۔ سکونت پالانٹو۔



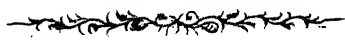
ہر بلجھ نرائن سنگھ - مہاراجہ بہادر سونہر سا - سی - آئی - ای - ولادت ۱۲۵۳ء  
 (۱۸۴۶ء) آپ کے مورث اگنی بنس ہیں۔ اس خاندان کے راجہ چکرورتی تھے۔  
 قدیم راج دھانی اس خاندان کے راجاؤں کی اربودہ اچل میں قائم ہوئی تھی۔ اس عہد میں  
 ملک کی وسعت بہت زیادہ تھی۔ ایک زمانہ میں اس خاندان کے ایک راجہ نے پانڈو کی اولاد  
 پر منصور ہو کر اوجین میں راج دھانی قائم کی۔ یہ فاتح راجہ بکرمات تھے جن کا سبب آج تک جاری  
 ہے بکرمات سے قبل چھپیا سٹھ راجاؤں کا شمار ہوا ہے۔ اس خاندان کے راجہ مذہب ہندو کے  
 بڑے حامی تھے۔ چنانچہ جس زمانہ میں بودھ مذہب پھیلا اس کو انھیں راجاؤں کی مخالفت نے نیست  
 و نابود کیا۔ مقتضائے وقت کے لحاظ سے اس خاندان کی راج دھانیاں مختلف مقامات میں بدلتی  
 رہیں۔ ہمیشہ قتی۔ پانڈو۔ اوجین۔ چندر بھگا۔ چتور۔ آجودھ رانی۔ سیجیان۔ پرماتوتی۔ امرکوٹ۔  
 یکے بعد دیگرے مقامات حکومت مقرر ہوئے۔ راجہ بکرمات نے اوجین اور دہارنگر کو زینت بخشی۔  
 اکثر تانبے کے تپروں اور تپھروں کے نقش و نگار سے اس خاندان کی تاریخی عظمت کے پتے ملتے ہیں۔  
 اس قبیل میں راجہ بھج دیب بڑے نامی اور نامور اور علم دوست مشہور ہیں۔ اگنی بنس سے چار  
 راجپوت پیدا ہوئے تھے جن کے نام یہ ہیں۔ پربھار۔ پرمرا۔ سولنگی۔ چوہان۔ ان سے اور شاخیں  
 بھی متفرع ہوئیں اور ہندوستان کے مختلف مقامات پر ان کی حکومتیں قائم ہوئیں۔ راجہ جلدیب  
 کی شجاعت۔ فیاضی اور دولتمندی تاریخ کے صفحات میں یادگار ہے۔ اس خاندان کا سلسلہ  
 براہ راست پرمرا خاندان سے ملتا ہے جنھوں نے نوکن اور مالوہ سے اپنے تعلقات کو علمی کر کے  
 متھلا میں راجہ دھانی قائم کی اور راجپوتانہ سے راہ و رسم کو تازہ کیا۔ مہاراجہ نیل دیب متھلا میں  
 کی راجہ دھانی کے بانی تھے۔ مہاراجہ نیل دیب کے والد مہاراجہ چندر دیب دھارم میں حکمران تھے۔  
 مہاراجہ ہر بلجھ نرائن سنگھ راجہ نیل دیب کی بائیسویں پشت میں ہیں۔ دارالریاست حال سونہر سا  
 تقریباً دو سو برس سے قائم ہوئی ہے۔ اکبر اعظم کے عہد شاہنشاہی میں راجہ مادھو سنگھ کو جو اس خاندان  
 کے بزرگوں میں تھے منصب ہزاری محنت ہوا تھا۔ اور نگ زیب کے زمانہ میں راجہ کبیر سنگھ کو

تیسرے سنہ جلوس ۱۶۵۴ء میں فرمان راجگی و زمینداری نرسنگھ پور واقع سرکار تھرہت صوبہ بہار عطا ہوا یہ فرمان قدیم حقوق کے قائم اور ثابت کرنیکے لیے جاری ہوا تھا۔ راجکبیر سی سنگھ سے والی ریاست حال تک نوپشتین گذری ہیں۔ راجہ امر سنگھ نے جنگوسات پشپتین گذری ہیں، پرگنہ اتر کھنڈ میں ایک قلعہ بنایا تھا جس کا نشان آج تک باقی ہے اور ضلع بھاگل پور کے شمال میں ٹھوٹھ ڈھنی کا قلعہ کے نام سے نقشونہیں ثبت ہے۔ آپ سے چار پشت قبل راجہ فرخ سنگھ جنگ او دھونالہ میں جو میر قاسم اور سلطنت انگریزی میں ہوئی تھی انگریزوں کی طرف سے شریک تھے۔ لارڈ کارنوالس صاحب کے عہدی سند مورخہ ۱۵ اگست ۱۸۴۳ء موجود ہے۔ راجہ بیچنا تھا زراٹن سنگھ وال رئیس حال مع اپنی فوج پیادگان اور سواران کے ہمراہی میجر ایچرسن کمانڈنگ آفیسر رسالہ انگریزی کشن سرانڈلی یول صاحب ترائی نیپال کے قریب ۱۵۵۴ء میں باغیوں کے دفع کے واسطے موجود تھے۔ اس واقعہ کے چند روز بعد آپ کے والد نے انتقال کیا۔ آپ نابالغ تھے اسلئے علاقہ کورٹ ہو گیا۔ سرکار انگریزی سے آپ کو خطابات راجہ بہار مہاراجہ سی۔ آئی۔ ای۔ مہاراجہ بہادر۔ یکے بعد دیگرے مرحمت ہوئے۔ بلحاظ اعزاز ذاتی آپ چاضری عدالت سے مستثنیٰ ہیں۔ آپ اسپرٹل انسٹیٹیوٹ لندن کے فیلو اور لائف ممبر ہیں۔ آپ رفاه عام کے کاموں میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں اور فیاضانہ امداد فرماتے ہیں۔ آپ نے جس قدر عطیات (دوسو روپیہ سے زائد) فرمائے ہیں اس کی رقم دو لاکھ سے کچھ اوپر ہے۔ سکونت سونبرسا۔

گر جانا تھا راسے۔ مہاراجہ دینج پور دینج پور راج کو ابتدا چودھویں صدی عیسوی میں راجکبیش نے شاہان گوڑ کے وقت میں قائم کیا تھا۔ یہ راجہ اتنا زبردست تھا کہ اُس نے جلال الدین شاہ گوڑ کو تخت سلطنت سے اُتار کر چار برس تک قید میں رکھا تھا آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس رقیب سلطنت کے زور توڑنے کی فکر کی گئی چنانچہ سلطان ابراہیم صوبہ دار راج محل نے اُس پر حملہ کیا اور شکست فاش دی۔ پندرہویں صدی کے آخر زمانہ میں یہ راج سرمنیت دت کے قبضہ میں آ گیا جسے صوبہ دار راج محل کے دربار میں بہت بڑا رسوخ تھا جب وہ لاؤلہ مرے تو اُن کے نواسہ مہاراجہ

سکھ دیو راسے گدی نشین ہوئے ۱۸۹۷ء میں مہاراج پران ناتھ راسے کو گدی ملی اُنکے وقت میں  
 ایک شاہی فرمان کے ذریعہ سے چک گورالکھاٹ بھی ریاست میں شامل ہو گیا جس زمانہ میں شاہجہانکی  
 اولاد خاہ جنگلی میں مصروف اور دور افتادہ حصص سلطنت سے محض خیر تھی انھیں مہاراج نے موقع  
 غنیمت سمجھ کے قرب وجوار کی چھوٹی چھوٹی زمینداروں کو راج میں شامل کر لیا ۱۸۹۷ء میں جب  
 انھوں نے وفات پائی تو مہاراجہ رام ناتھ راسے اُنکے جانشین ہوئے اور چار لاکھ گیسواں راج چھوڑ  
 بیچا اس پونہ نذرانہ جانشینی مرشد قیسیان صوبہ دار کو دیکر منسہ ریاست پر تسلط ہو گئے چونکہ وہ راسے  
 جاہ و جلال والے راجہ تھے انھوں نے اپنے راج کو بہت بڑی ترقی دی انھوں نے غریبوں کو شان مندر  
 اکٹوار کوڑ کا تعمیر کرایا جو اپنی صنعت اور قدرت کے لحاظ سے مشہور عمارات میں سمجھا جاتا ہے مہاراجہ یونیو  
 خود وہلی گئے اور وہاں دربار میں اُنکی بڑی خدمت کی گئی جب پاماسی کی جنگ ہوئی اسوقت مہاراجہ زندہ تھے  
 ۱۸۹۷ء میں انھوں نے وفات پائی اور چار بیٹے چھوٹے جن میں سے فرزند اکبر جیو ناتھ منسہ نشین ہوئے۔  
 انھوں نے عبادت اور ریاضت نظم و نسق ریاست رادو دوش اور ترقی علم و معیشت کے مشاغل میں غور  
 کی اور ۱۸۹۷ء میں وفات پائی مہاراجہ رادو ناتھ اُنکے جانشین ہوئے یہ مہاراجہ دھیان گیلان میں  
 اتنا مصروف تھے کہ کاروبار ریاست سے خیر ہو گئے اور اُنکے ہاون بانکی رام سنگھ بابک راج بن بیٹھے  
 چونکہ اس عرصہ میں بنگال زیر انتظام ایسٹ انڈیا کمپنی آچکا تھا اسلئے جاگتی ام سنگھ نے اپنے سوخ اور خرچ  
 کے بھروسہ پر ٹھیکہ کی درخواست کی اور بارہ لاکھ پچھتر ہزار نو سو اسی روپیہ سالانہ پر ٹھیکہ لگیا جب ۱۸۹۰ء  
 میں انھوں نے وفات پائی تو گورنر جنرل وارن ہسٹنگز صاحب نے مہاراجہ رادو ناتھ سے سات سو  
 تیس ہزار روپیہ کی نذر لیکر انھیں مہاراجہ تسلیم کر لیا۔ بندہ دست استماری ۱۸۹۷ء میں اس ریاست  
 کی مالگذاری چودہ لاکھ چارسی ہزار ایک سو سات روپیہ سالانہ تشخیص لگائی تھی مگر اس درمیان میں  
 بعض عمال و حکام سرکاری سے ایسی آن بن ہو گئی کہ وہ لوگ راج کی تباہی کے ورپے ہو گئے  
 حتیٰ کہ ۱۸۹۱ء میں راج کو ٹریوٹن کے مول بیج ڈال گیا اور مہاراجہ نے نہایت شکستہ دلی اور  
 صدمات سے چور ہو کر چوبیس ہی برس کے سن میں ۱۸۹۷ء میں وفات پائی۔ مہارانی سے

مہاراجہ گوبند ناتھ کو متبئی کیا۔ انکی نابالغی کی وجہ سے انکی تعلیم اور سپہاندہ جائداد کا انتظام کوٹ آف وارڈس نے اپنے ذمہ لے لیا۔ جب وہ بالغ ہوئے تو انھوں نے فسخ بیع کے مقدمات دائر کیے اور پڑتے بھڑتے ایک حصہ جائداد خاندانی کا حاصل کر لیا۔ گورنمنٹ انکی مستعدی اور خدمات سے نہایت خوش تھی انھوں نے ۱۸۷۱ء میں وفات پائی۔ انکے بیٹے تارک ناتھ اسے جانشین ہوئے جنھوں نے ہاتھ سے نکلی ہوئی جائداد خاندانی کا ایک جزو تو خرید کر لیا اور جو جائداد قبضہ میں تھی اسکے محاصل میں اضافہ کر لیا۔ انھوں نے جنگ بھوٹان اور دارجیلنگ کے مہمات سرحدی اور غدر ۱۸۷۱ء میں گورنمنٹ کی خدمات انجام دیں ۱۸۷۵ء میں انھوں نے قضائی۔ انکی مہارانی نے مہاراجہ جلال کو متبئی کیا۔ آپکی ولادت ۱۸۶۶ء کی ہے آپ کے زمانہ نابالغی میں مہارانی نے اپنے داماد کھرموہن سنگھ کی صلاح سے ایسا عمدہ انتظام کیا جس سے لارڈ ناتھ بروک صاحب اور لارڈ لٹن صاحب کی گورنمنٹوں نے اظہار خوشنودی کیا اور وال لڈ کر نے انکو خطاب مہارانی اور آپ کو خطاب مہاراجہ سے سرفراز کیا اور آخر الذکر نے راجہ بہادر کا خطاب کھرموہن سنگھ کو مرحمت کیا۔ آپ نے بنارس کے کونسل کالج میں تعلیم پائی ہے ۱۸۸۲ء میں آپ سن بلوغ کو پہنچے اور ریاست کا کاروبار سرانجام دینے لگے۔ آپکو ہمیشہ فلاح و بہبود ملک کا خیال پیش نظر رہتا ہے اور اسپر گورنمنٹ ہمیشہ آپ سے شکریہ ادا کرتی ہے۔ آپ نے پچھتر ہزار روپیہ کے صرف سے شہر کے پانی کی نکاس کے لیے ایک نہر تعمیر کی ہے اور اسی کے ساتھ قصبہ کے حفظان صحت کو بھی ترقی دینے کی کوشش کی ہے۔ ایک اور نہر آپ نے نکالی ہے جو سریورس ٹامسن صاحب سابق لفٹنٹ گورنر بہادر کے نام سے منسوب ہے۔ آپ نے لیڈی ڈفرن شفاخانہ بھی جاری کیا ہے۔ آپ خیرات مبرات میں نمود و نمائش نہیں چاہتے اور اسی سبب سے اجنارات میں آپکی فیاضی کا چرچا بہت کم ہوتا ہے۔ ورنہ مدرسون۔ کتب خانوں اور علمی و دیگر قسم کے کلبوں کے چندے میں آپ زرخیز صرف فرمایا کرتے ہیں سکونت دیناج پور۔



شام موہنی۔ مہارانی ولادت اگست ۱۸۳۳ء تا ۱۸۳۴ء کے زمانہ قحط سالی کی نمایان خدمات کے جلد و میں بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو ۲۶ جولائی ۱۸۵۷ء کو مہارانی کا خطاب عطا ہوا۔ اسی بنا پر آپ کے متبنی فرزند مہاراجہ کر جانا تھارے رئیس دیناج پور کو مہاراجہ کا خطاب دیا گیا جنکے تذکرہ میں اس خاندان کے مفصل حالات درج ہیں۔ آپ کے شوہر متوفی راجہ تارکنا تھار مقام دیناج پور ۱۸۴۲ء سے ۱۸۶۵ء تک خطاب اور ریاست پر قابض و متصرف رہے اسکے بعد انھوں نے انتقال کیا اور انکی بیوہ مہارانی حال انکی جانشین ہوئیں سکونت دیناج پور۔



پیارے موہن مکرچی۔ راجہ سی۔ ایس۔ آئی۔ ولادت ۱۷ ستمبر ۱۸۵۷ء۔ آپ کو ۱۶ فروری ۱۸۸۷ء کو جناب ملکہ معظمہ و کٹوریہ قیصرہ ہند کی جوہلی کی تقریب میں راجہ کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت ہوا اور اسی زمانہ میں آپ اپنے خاندان یعنی زمینداران اترپاراک کی حالت کی درستی اور ریاست کی اہم خدمات اور اپنے بہت بڑے ملکی فرائض کی انجام دہی کے صلہ میں سی۔ ایس۔ آئی۔ کے خطاب سے ممتاز و مشرف ہوئے۔ آپ راجہ جے کشن مکرچی زمیندار اترپاراک کے خلف الصدق اور جانشین ہیں جو تمام اقطار ہند میں اپنی تابناک ملکی سرگرمی۔ اپنی اعلیٰ فیاضی اور تعلیم کی آزادانہ گرجوشی کے لیے مشہور و نامور تھے۔ آپ کا تعلق اعلیٰ درجہ کے کلین برہمن خاندان سے ہے۔ آپ نے کلکتہ یونیورسٹی میں تعلیم پائی ہے جہاں ۱۸۶۲ء میں ایم۔ اے۔ اور بی۔ ایل کی ڈگریاں حاصل کیں۔ آپ ۱۸۶۵ء سے ۱۸۷۹ء تک کمیٹیوں کے کام انجام دیتے رہے یہاں تک کہ ۱۸۷۹ء میں بنگال لجنس لیٹیو کو نسل کے ممبر اور ۱۸۸۴ء میں پہلی مرتبہ اور پھر ۱۸۸۶ء میں دوسری مرتبہ وائسرائے کی لجنس لیٹیو کو نسل کے ممبر مقرر ہوئے جس میں اپنی قابلیت کی وجہ سے آپ نے مسودہ قانون مزارعین بنگالہ کے مباحثہ میں ایک مستقل حصہ لیا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے زمینداران بنگال میں ایک ممتاز مالک اراضی ہیں سکونت اترپاراک بنگلی۔



پرمدا ناتھ رائے - راجہ - ولادت ۲۹ جنوری ۱۸۷۷ء آپ یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب راجہ سے مفتخر ہوئے۔ آپ کا تعلق اُس خاندان سے ہے جس نے بہت عرصہ ہوا راج شاہی مین زمیندارانہ حیثیت سے توطن اختیار کیا تھا اور جو اپنے تئیں دیارام رائے کی نسل سے بتاتا ہے جنہیں ۱۸۷۷ء میں رائے رایان کا خطاب عطا ہوا تھا۔ اُنکے بیٹے جگن ناتھ رائے تھے جنکے بعد اُنکے بیٹے پران ناتھ رائے جانشین ہوئے۔ آخر الذکر کے فرزند اور جانشین راجہ پرسن ناتھ رائے بہادر تھے جنکو لارڈ ڈولہوسی کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں بطور ذاتی اعزاز کے راجہ بہادر کا خطاب عطا ہوا تھا۔ اُنکے بیٹے راجہ پرمدا ناتھ رائے بہادر تھے جو ۱۸۷۷ء کی قحط سالی میں اپنی فیاضی کی وجہ سے نہایت نیکنام رہے۔ اُنھوں نے رامپور یوٹیلیٹی کے راج شاہی کالج کے قائم کرنے میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ بطور چندہ کے دیا تھا وہ بنگال لجنس لیٹیو کوئٹل کے ممبر تھے۔ اُنکے تین بیٹے ہیں (۱) راجہ حال یعنی پرمدا ناتھ رائے (۲) میان بسنت کمار رائے (۳) میان سرت کمار رائے سکونت وگھاٹیا۔ راج شاہی۔

شیونجش باگلہ - راجہ - ولادت ۱۸۷۹ء بھارت کلکتہ کی حیثیت سے ڈائمنڈ جوہلی میں ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو خطاب راجہ آپ کو عطا کیا گیا۔ سکونت کلکتہ۔

چندر کانت - ترکانکار - مہامو پادھیا۔ آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے یہ خطاب ۱۴ فروری ۱۸۸۷ء کو مرحمت ہوا ہے۔ سکونت ممین سنگھ۔

پنڈت کرشنا سنگھ - ٹھاکر - مہامو پادھیا۔ آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۰ء کو مہامو پادھیا کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت بھور مدھوبنی۔ در بھنگہ۔

مہینا رجنن راے۔ چودھری۔ راجہ۔ ولادت ۳۔ فروری ۱۸۵۳ء۔ آپ کو جناب ملکہ معظمہ  
 کی جوہلی کے موقع پر بطور ذاتی اعزاز کے ۱۶۔ فروری ۱۸۸۲ء کو خطاب مذکور مرحمت ہوا۔ آپ  
 بالمشہور چندر راے چودھری کے فرزند ہیں اور آپ کا تعلق لکینا رنگ پور کے چودھری خاندان  
 سے ہے جس کے بزرگ چارلس ول کے عہد میں اس ضلع میں آکر آباد ہوئے تھے اس زمانہ میں  
 رانا ناتھ چودھری راجہ کوچ بہار کے ملازم تھے ان کے بیٹے راگھورام افواج کوچ بہار کے سینا پتی (کمانڈر  
 انچیف) یا سپہ سالار کر دیئے گئے اور ان کے بیٹے رام نرائن سلطنت مغلیہ کی ماتحتی میں لکینا کے اول  
 زمیندار مقرر ہوئے اور چودھری کا خطاب حاصل کیا۔ انھوں نے ۱۸۷۷ء میں انتقال کیا اور  
 ان کے بیٹے راجہ راے چودھری اور ان کے پوتے رور راے چودھری کے بعد دیگرے وارث ہوئے۔  
 آخر الذکر نے بڑش تسلط رنگ پور کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد ۱۸۷۷ء میں رحلت کی ان کے بیٹے  
 رنگ راے چودھری ۱۸۷۷ء میں ایک نابالغ لڑکے کو جانشین چھوڑ کر مر گئے ان کی بیوہ الکنندہ چودھری  
 نے ۱۸۷۷ء تک جب ان کے بیٹے رام رور چودھری سند نشین ہوئے زمینداری کا نہایت عمدہ  
 انتظام کیا۔ آخر الذکر ایک مشہور فیاض ور علم دوست شخص تھے۔ ۱۸۷۲ء میں فوت ہوئے  
 اور ان کے بعد ان کے بڑے بیٹے اور پوتے کے بعد دیگرے جانشین ہوئے مگر مؤخر الذکر ۱۸۷۵ء میں  
 لاو لد فوت ہوئے اور ان کے چچا زاد بھائی شمشہو چندر راے چودھری موصوف دجورام رور چودھری  
 کے چھوٹے بیٹے کے فرزند تھے ان کی نشین ہوئے۔ یہ سنسکرت کے حامی اور دیانت کے عالم تھے۔  
 انھوں نے ایک بنگالی مطبع کی بنیاد ڈالی اور بہت سے پنڈت سنسکرت سے فارسی میں اور  
 فارسی سے سنسکرت میں ترجمہ کرنے کے لیے مقرر کیے۔ ان کے فرزند یعنی راجہ جمال نے رنگ پور  
 اسکول میں تعلیم پائی اور عالم نابالغی میں وارث ریاست اور ۱۸۷۸ء میں گدی نشین ہوئے۔  
 آپ نے اکثر اسکول و خیرات خانہ قائم کیے ہیں۔ آپ شاعر مصنف اور مذہبی اور تمدنی معاملات  
 کے مقرر اور اکثر قومی منظومات کے مؤلف ہیں۔ آپ نے ۱۸۷۶ء میں من موہنی راے چودھری  
 کے ساتھ شادی کی۔ آپ کے ایک صاحبزادہ کمار ہند راجن راے چودھری (ولادت ۱۹۔ ستمبر

۱۷۸۷ء میں سکونت راج باڑی گلفیا۔ رنگ پور۔

سراج الاسلام مولوی خان بہادر گورنمنٹ انڈیانے آپکی نمایان خدمات کے صلہ میں ۱۶ فروری ۱۸۸۷ء کو تقرب جو بلی پنجاہ سالہ برحسب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خان بہادر کا خطاب عطا فرمایا خان بہادر کلکتہ یونیورسٹی کے ایک ممتاز ڈگری یافتہ بی۔ ای۔ بی۔ ایل۔ اور کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ میں سکونت پرا۔

چندر کماروت۔ رائے بہادر آپ کو ۳ جون ۱۸۹۹ء کو گورنمنٹ ہند سے خطاب رائے بہادر بطور ذاتی اعزاز کے عطا ہوا سکونت ڈھاکہ۔

مدھو سودن گھوس۔ رائے بہادر ۱۸۸۷ء میں آپ کو خطاب رائے بہادر عطا ہوا ہے سکونت رجب پور۔ باراست۔ ۲۴۔ پرگنہ۔

سورج نرائن سنگھ۔ رائے بہادر آپ کو ۱۸۹۸ء میں بطور اعزاز ذاتی خطاب رائے بہادر عطا ہوا سکونت ہتوا۔ سارن۔

مدھو سودن چودھری۔ رائے بہادر آپ صانع ندیا میں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس میں اور بحیثیت عمدہ دارحکمہ مذکور آپ نے جو نمایان خدمات انجام دیں ان کے صلہ میں دسمبر ۱۸۹۸ء کو خطاب مندرجہ بالا عطا ہوا۔ سکونت کرشنا گڑھ۔ صانع ندیا۔



سُمرندر مومائین مگور۔ ہمارا جہ سترائٹ سی۔ آئی۔ اسی۔ ولادت ۱۸۶۶ء۔  
 آپ کے مورث اعلیٰ بھٹ نارائن اُن پانچ برہمنوں کے سرآمد تھے جنکو راجہ قنون نے اویسوا  
 راجہ بنگال کے پاس بعض مذہبی رسوم کے ادا کرنے کے واسطے روانہ کیا تھا۔  
 بھٹ نارائن سنسکرت کے عالم اور چار شہور کتابوں کے مصنف تھے۔ انہیں سے ایک بنام  
 بیہرننگ اب تک موجود ہے کہتے ہیں کہ یہ کتاب مصنف موصوف نے راجہ بنگال کو  
 نذر کی تھی بھٹ نارائن کی نوین پشت میں دھرتی دھر ہوئے انھوں نے منوسمرتی مشہور  
 کتاب فقہ کی شرح لکھی۔ ان کے بھائی بانا ملی بھی دو کتابوں کے مصنف تھے۔ دھرتی دھر  
 کے پوتے دھنن جی فرہنگ موسومہ گھٹ کے مولف تھے جو وید مقدس کی اصطلاحات  
 کی فرہنگ ہے۔ راجہ بلال سین بنگال کے عہد میں یجج تھے۔ دھنن جی کے بیٹے بل جی  
 سات کتابوں کے مصنف اور راجہ لکشمی سین راجہ بنگال کے عہد دولت میں وزیر  
 تھے اور ہی تمدنی اعزاز کی وجہ سے اُن کے دونوں پوتوں ہندرا اور گندرا کا  
 خطاب بڑا کمار اور چھوٹا کمار تھا۔ مگور خاندان بڑے کمار کی نسل سے ہے۔ ہندرا  
 کی چوتھی پشت میں راجہ رام اور چھٹی پشت میں ہندرا ہوئے یہ دونوں مشہور مصنف گذرے  
 ہیں۔ جلگنا تھ کا خطاب پنڈت راجہ یعنی ملک العلماء تھا جلگنا تھ کے بیٹے پرشوتم اور پوتے  
 بلرام بھی متعدد عالمانہ تصانیف کے مصنف ہوئے ہیں۔ بلرام کی پانچویں پشت  
 میں پنچانن پہلے شخص اس نسل سے تھے جنکو ٹھاکر کا خطاب ملا۔ یہی خطاب ٹھاکر  
 کثرت استعمال سے مگور ہو گیا پنچانن نے جبور سے نقل وطن کر کے گوبند پور میں جو  
 دریائے ہگلی کے کنارے واقع ہے ایک قطعہ اراضی مول لیا اور اُس میں ایک  
 شوالہ اور مکان تعمیر کر کے توطن اختیار کیا۔ اس موضع میں اُنکو پہلے پہل انگریزوں سے  
 سابقہ پُرا اور اُس زمانہ سے اس وقت تک سلسلہ اتحاد قائم ہے پنچانن کے بیٹے جے رام  
 چوہیس برس پر گئے تھے۔ جب کلکتہ سراج الدولہ کے قبضہ سے نکل کر انگریزی

تصرف میں آیا اور ایک جدید قلعہ کی تعمیر تجویز ہوئی تو اتفاق سے وہی مقام جہان  
 پچانن نے شوالہ اور مکان بنایا تھا اس قلعہ کی تعمیر کے لیے پسند کیا گیا۔ کمپنی نے وہ  
 اراضی جے رام سے خرید کر کے علاوہ معاوضہ زر نقد کے ایک قطعہ اراضی بمقام پتھر یا  
 گھاٹ کلکتہ عنایت کی اس مقام پر جے رام نے ایک مکان اور گھاٹ بنایا جو آب  
 تک اس خاندان کے قبضہ میں ہے۔ جے رام کے چار لڑکوں میں دو کا نام <sup>دو</sup>درین <sup>دو</sup>درین <sup>دو</sup>درین <sup>دو</sup>درین  
 اور <sup>دو</sup>نلنی تھا۔ یہاں سے اس خاندان کی دو شاخیں ہو گئیں اور یہی دونوں اُن کے  
 مورث اعلیٰ ہیں۔ ورپن نارائن زبان انگریزی اور فرانسیسی کے عالم تھے۔ انھوں  
 نے بہت سی اراضی مول لی اور اُنکے حسن خدمات کے صلہ میں سرکار کمپنی سے ایک بازار  
 کی سند معافی جو کلکتہ میں واقع ہے عطا ہوئی جو آب تک اس خاندان کے قبضہ میں  
 ہے۔ بلینی گورنمنٹ انگریزی کے ملازم تھے۔ اُنکے تین لڑکے تھے۔ دوسرے لڑکے  
 کا نام راجمنی تھا جو دو وار کا ناٹھ اور راناٹھ کے والد تھے۔ دو وار کا ناٹھ کو اُن کے  
 چچا رام لوجین نے متبنی کیا تھا۔ دو وار کا ناٹھ نے ۱۸۶۲ء میں یورپ کا سفر کیا۔  
 باشندگان ہندوستان میں یہ اول شخص ہیں جنھوں نے شرف حضور قیصرہ  
 آجھانی کا حاصل کیا۔ اس واقعہ کے ایک ہفتہ کے بعد حکم قیصری ایوان بنگلہم کے ڈیز  
 میں شریک ہونے کی عزت حاصل ہوئی اس موقع پر ڈچر آف کینٹ کے ساتھ ہسٹ کی  
 بازی کھیلے اور حضور قیصرہ نے اُن کو تین ملائی سکھ جو اُسی دن مصروب ہوئے تھے  
 مرحمت فرمائے۔ بعدہ وہ شاہی نرسری (پرورش گاہ اطفال) میں بلائے گئے  
 اور پھر شاہزادی و ختر ملکہ الکبرے اور فرزند دلبند کے دیدار سے جو اُس زمانہ میں  
 پرنس آف ویلز تھے مشرف ہوئے۔ اُنکی التماس پر حضور قیصرہ اور پرنس کانٹرٹ  
 نے اپنے پورے قد کی تصویریں ایک ساتھ کھینچوائیں یہ دونوں تصویریں کلکتہ کے  
 ٹون ہال کی باعث زینت ہیں۔ اثنائے دورہ یورپ میں جہان جہان گئے

وہاں اُنکا اعزاز و احترام ہوا۔ حضرت پوپ روم کے بادشاہ لوئی فلپ اور ملکہ بادشاہ اور ملکہ سلیجیم (بمقام پیرس) کی حضوری حاصل کی پھر دوبارہ انگلستان واپس جانے پر حضور قیصرہ کی خدمت سے شرفیاب ہوئے دوسرے سال وہیں انگلستان میں انتقال کیا۔ نہایت احترام سے جنازہ اٹھا شاہی خاندان کی چار گاڑیاں بھین اور اُمرائے شریک مشایعت تھے۔ اخبار ٹائمز نے اس خبر کو ان الفاظ سے مشہر کیا کہ مٹونی کا نام مملکت کے نفع خیر میں نہایت فخر کے ساتھ وابستہ رہے گا۔ ونبند رانا ناتھ جو دوار کا ناتھ کے بیٹوں میں تھے تارک الدنیا ہونے اور ودھیان گیان میں زندگی بسر کرنے کی وجہ سے مہارشی کے لقب سے ملقب ہوئے۔ اُنھوں نے برہم سماج چرچ کی ترقی میں نہایت کوشش کی برہم سماج کے بانی راجہ رام موہن رائے تھے۔ ونبند رانا ناتھ نے عقاید برہم سماج کے متعلق بہت سی تصانیف شائع کیں ان کے دوسرے بیٹے ستندر رانا ناتھ نے باشندگان ہندوستان میں سب سے پہلے امتحان مقابلہ سول سروس میں کامیابی حاصل کی اور اُن کے لڑکے علمی تحقیقات کے لیے مشہور میں انکی ایک لڑکی ایک علمی محزن کی اڈیٹر اور اکثر کتب کی مصنفین۔ رانا ناتھ دوار کا ناتھ کے بھائی راجہ ہوئے اور من بعد مہاراجہ ہوئے۔ لیجسلیٹیو کونسل بنگال اور بعد لیجسلیٹیو کونسل ہند کے ممبر ہوئے درپن نارائن کے دوسرے بیٹے گوپی موہن سنسکرت۔ فرانسیسی۔ پرتگالی۔ انگریزی۔ فارسی اور اردو کے عالم تھے۔ اور بہت سے قطعات اراضی اور زمینداریاں خرید کیں۔ ہندو کالج کلکتہ کے سرآمد بانیوں میں تھے لہذا اُسی مدرسہ کے بورڈ میں گورنر مقرر ہوئے۔ چنانچہ اُنکا نام کالج کی یادگاری لوح میں کندہ ہے۔ اُنھوں نے کالی دیوی کا ایک مندر بنایا اور مقام ملاجور میں دریائے گنگی کے کنارے خیرات خانہ جاری کیا جس میں غربا و محتاجین کو آج تک کھانا تقسیم ہوتا ہے۔ ہری موہن درپن نارائن

کے چوتھے لڑکے ویندار برہمن تھے زبان انگریزی میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ اُن کے لڑکے امانند جونہی لال کے نام سے مشہور تھے موسیقی کے حامیوں میں تھے اور خود بھی ستار خوب بجاتے تھے۔ اُن کے تین لڑکوں میں سے اُپندر موہن اب تک بقیہ حیات ہیں۔ پرنسٹون کمار گوپی موہن کے چھٹے لڑکے علم قانون کے مشہور عالم تھے جنکی اکثر قانونی کتابیں مشہور و معروف ہیں۔ اُنکا کتب خانہ قانونی ملک کے عمدہ کتب خانوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ پہلے پہلج بیلٹیو کونسل بنگال اور پھر گورنمنٹ آف انڈیا کے ممبر مقرر ہوئے۔ اُنکے نام سے کلکتہ یونیورسٹی میں لاپروفیسر شپ قائم ہوئی جسکے لیے اُنھوں نے تین لاکھ روپیہ اپنے وصیت نامہ میں علیحدہ کیے تھے۔ اور چار لاکھ کے قریب اور امور خیر کے لیے مقرر کیے تھے۔ ہر کمار گوپی موہن کے پانچویں لڑکے نے سنسکرت طلبہ کے وظیفوں میں زرخیز صرف کیا۔ چار مذہبی کتابیں تصنیف کیں۔ ایک کتب خانہ سنسکرت تعلیمی کتابوں کا قائم کیا۔ علم موسیقی کے جاننے والوں کی کمال قدر دانی کی اور خود بھی اس فن میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ اُنھوں نے ۱۸۵۸ء میں انتقال کیا اور دو لڑکے چھوڑے جو تندر موہن۔ شرنندر موہن۔ باشندگان ہندوستان میں آپ اول شخص ہیں جنکو خطاب ڈاکٹر آف مینورک حاصل ہوا اور سکنا سے بنگالہ میں اول آپ ہی کو امتیاز نائٹ بچلر شپ یونائٹڈ کنگڈم گریٹ برٹن و آئرلینڈ کا عطا ہوا۔ آپ نے ہندو کلج کلکتہ میں تعلیم پائی اور چودہ برس کی عمر میں ایک کتاب علم جغرافیہ میں تالیف کی اور اُسکے ایک سال کے بعد ایک جدید ڈراما بنگالی زبان میں تصنیف کیا جسکا نام مکتا ولی ہے اور اُسکے چند ہی روز کے بعد کالیداس کے مشہور ڈراما مالاولگی متر کو بنگالی زبان میں ترجمہ کیا ہے آپ علم تاریخ طبعی کے عالم ہیں۔ اور وحوش و طیور کے شناخت فعال خواہں میں کمال حاصل کیا۔ اور ایک زمانہ میں ایک نہایت عمدہ زنگہ عجائب خانہ آپ نے بذات خود قائم کیا تھا۔ جانوروں کی آواز کے پہچاننے میں آپ کمال ہے علم موسیقی ہند

میں آپ نے پہلے کچھ ہی پرشاد اور پھر شیراموہن گوساین سے جو اس علم کے کامل استاد تھے  
 تعلیم پائی بعد اہل یورپ کی موسیقی کو ایک جرمن پروفیسر سے حاصل کیا اس علم و فن  
 میں بکمال حاصل کرنے کی غرض سے آپ نے انگلستان سے اس علم کی اعلیٰ درجہ کی  
 تصانیف منگائیں اور قدیم سنسکرت نسخہ بنارس کشمیر غیال اور دیارومہ صارسے فراہم  
 کیے۔ اب آپ کا کتب خانہ اس علم کا اس ملک میں لائق ہے۔ اس لئے کہ اس میں آپ  
 نے ایک تعلیم گاہ موسیقی سکھانے کے لیے قائم کی۔ اور پھر ۱۸۸۱ء میں ایک  
 اکیڈمی (افدلیہ یعنی بڑا مدرسہ) قائم کی۔ یہ دونوں تعلیم گاہیں تاحال آپ کے  
 ذاتی مصارف اور صدارت سے قائم ہیں۔ مدت سے یہ فن شریف ہندوستان  
 میں تنزل کی حالت میں تھا حتیٰ کہ اعلیٰ درجہ کے لوگ اس کو معیوب جانتے تھے آپ کی  
 متواتر و متصل کوششوں اور متعدد تصانیف کے ذریعہ سے اسکی تحصیل مہتمم بالشان  
 امور میں داخل ہوئی اور اعلیٰ درجہ کے مذاق کی اشاعت ہونے لگی آپ نے نہ صرف  
 ہندوستانی موسیقی کو ترقی دی بلکہ علی العموم اس فن سے آپ کو خاص محبت ہے  
 چنانچہ رائل کالج آف میوزک کو ایک معتد بہ رقم عنایت کی تاکہ ایک طلائی تمغہ سالانہ  
 سب سے لائق اور مستعد طالب علم کو دیا جائے۔ آپ نے لندن کمیٹی کی درخواست  
 پیشکش انتہاء سلامتی بادشاہ کے لیے بارہ جنین ایجادیں اور لطف یہ کہ سب  
 ہندوستانی راگینوں میں ہیں جن کو کمیٹی نے نہایت پسند کیا اور انھیں کجاری کیا۔ آپ  
 نے ہندو موسیقی کی سرتیوں کے بجانے کے لیے تین تیس مضرابین ایجاد کر کے انکو نمائش گاہ  
 میں روانہ کیا۔ اور ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام ہندوستان کی بائیس سرتیاں ہے  
 یہ مضرابین گورنمنٹ آف انڈیا کی فرمائش سے آپ نے ایجاد کی ہیں اسوجہ سے  
 کہ مسٹر گورنر رالیس جو میوزک کمیٹی نمائش ۱۸۸۶ء واقعہ لندن کے ممبر تھے انھوں  
 نے آپ کی نسبت یہ رائے ظاہر کی کہ ہندوستان میں آپ سے زیادہ لائق کوئی شخص

نہیں ہے جو ایسی مضر امین بناتا جسے ہندو راگ کی بارہ سرتیان بجائی جا سکیں یا انکی صحت اور عدم صحت کو جانچ سکے۔ آپ نے ہندو موسیقی کو بذریعہ رموز تعبیر کرنے کا جدید طریقہ ایجاد کیا جو بذریعہ آپ کی تصانیف اور تعلیم گاہ کے ملک میں شائع ہونے لگا۔ آپ نے علم موسیقی اور اس کے متعلقات مثل ڈراما، اٹھیٹر وغیرہ میں ایسی نمایاں ترقیاں اور ایسے مفید ایجادات کیے ہیں جو مدتہاے دراز تک آپ کے نام کے ساتھ یادگار رہیں گے۔ علاوہ علم موسیقی کے آپ کا مذاق اور فنون لطیفہ میں بھی اعلیٰ درجہ کا ہے چنانچہ آپ جو اہرات کے بڑے مبصر ہیں اور اس فن خاص میں آپ کی ایک تصنیف منی مالا کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے اعزاز ذاتی اور خاندانی کی وجہ سے بسا اوقات فرمانروایان ملک اور شہزادگان اور روسا و عظام آپ کے مکان پر تشریف لائے اور ہمان ہوئے اور آپ کے حسن اخلاق و خوش انتظامی بالخصوص انظار کمال موسیقی سے محفوظ اور ممنون ہوئے دایس تشریف لے گئے۔ دربار قیصری <sup>۱۸۷۷ء</sup> عیسوی کے چند روز کے بعد آپ نے ایک ڈرامنگ روم کی نمائش میں حضور قیصر <sup>۱۸۷۷ء</sup> ہنگامی کی مختلف الاتوام رکھایا کو انھیں کے لباس میں اپنے اپنے ملکوں کا راگ گاتے ہوئے دکھایا جو بلی <sup>۱۸۷۷ء</sup> کے موقع پر انٹرنیشنل جو بلی پارٹی کے مہمانوں میں حسین ممالک عالم کے جنرل کانسل اور وائس کانسل مقیم کلکتہ تجارت و مہاجن شریک ہوئے۔ ہنز اسٹینسی گورنر چند رنگر مقبوضہ فرانس کو پینٹ بھی شریک تھے۔ معزز سیاح جو اور ملکوں سے ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے آتے ہیں وہ ہندوستانی راگ کے سننے کی غرض سے آپ سے ملاقات کرتے ہیں۔ مثلاً جنرل گرٹٹ پریسیڈنٹ سابق امریکہ سٹیٹ سیکریٹری صاحبہ ہنز رائل ہائیس آریج ڈیوک لیو پولڈ ہنز رائل ہائیس ڈیوک آف مکلبنگ شیمورن۔ لارڈ جارج ملٹن۔ لارڈ ایمیلٹیل۔ سر وینر ولیمز وینس سفیر چین۔ وزیر نیپال وغیرہ وغیرہ۔ آپ کو طوائف و متعہ پھانسی کی غرض سے حضرت

پوپ نے روم میں طلب کیا تھا مگر بوجہات خانگی آپکا جاننا ملتوی رہا۔ ۱۸۸۶ء میں آپ کو پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ میں خطاب راجگی مرحمت ہوا۔ ۱۸۸۷ء میں حضور قیصرہ نے آپ کو نائٹ سٹیجلائٹ ڈیپارٹمنٹ کنگڈم مقرر فرمایا۔ گورنمنٹ ہوس میں داخل ہونے کی اجازت عام آپ کو حاصل ہے۔ آپ حاضری عدالت سے مستثنیٰ ہیں۔ کلکتہ کے جسٹس آف دی پیس ہیں اور کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو ہیں۔ فیلو فیلو یونیورسٹی سے آپ کو ڈاکٹر آف میڈیکل کی ڈگری عطا ہوئی جسکو گورنمنٹ ہند نے بھی تسلیم کیا۔ یونیورسٹی آف فورڈ نے بھی آپ کو ڈاکٹر آف میڈیکل کی ڈگری آپ کی عدم حاضری میں مرحمت کی جو بہت بڑی عزت خیال کیجاتی ہے اس کے علاوہ آپ کو مختلف ممالک سے خطاب نائٹ ہڈ۔ اور تحفہ تحائف از قسم نوٹو گراف و دستخط ہائے خطوط وغیرہ موصول ہوئے ہیں۔ سکونت کلکتہ۔

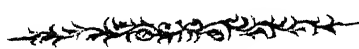


جو تندر و موہن نگور ہمارا جہ سر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ ولادت ۱۸۳۳ء۔  
آپ کلکتہ کے مشہور خاندان نگور کے رکن اعلیٰ اور بابو ہرکار نگور کے خلف اکبر ہیں  
آپ کے برادر اضر کا نام سندر موہن نگور ہے جنکی سوانح عمری میں اس خاندان کے  
مفصل حالات درج ہوئے ہیں۔ ہرکار نگور برادر اکبر آریل پرسنوکار موصوف  
۱۸۵۷ء میں راہی عدم اور ہمارا جہ سر جو تندر و موہن نگور کے جانشین اور افسر خاندان  
ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۸۳۳ء میں واقع ہوئی۔ آپ نے ہندوکان کلکتہ میں تعلیم حاصل  
کی اور اسکے بعد کپتان ڈی۔ ایل۔ چارڈسن اور اور معلون سے پڑھا۔ آپ کی طبیعت  
میں بدوشوہی سے انگریزی اور بنگالی علم ادب خصوصاً نظم کی طرف سے ایک خاص  
ذوق پایا جاتا تھا۔ دیسی زبان میں اکثر بنگالی ڈراما اولقلین آپ کی تصانیف سے  
مشہور ہیں جن میں غالباً بدیا سندراناٹھک "سب سے زیادہ عمدہ اور مقبول ہے آپ نے

مڈناپور کے قحط زدہ لوگوں کو امداد پہنچانے میں ۱۸۶۷ء میں گورنمنٹ کی نہایت مدد کی۔ بہت عرصہ تک آپ برٹش انڈین ایسوسی ایشن کے انری سیکرٹری رہے اور ۱۸۶۹ء میں اور دوبارہ ۱۸۹۱ء میں اس کے پریسیڈنٹ منتخب ہوئے جس کا کام اس وقت تک بدستور انجام دے رہے ہیں۔ اور ۱۸۷۸ء میں بنگال لیس لیٹو کونسل کے ممبر مقرر ہوئے اور ۱۸۷۲ء میں اسی کونسل کے دوبارہ ممبر ہوئے۔ اور ۱۸۷۸ء میں آپ راجہ کے خطاب سے ممتاز اور اسی سال اپریل میں حاضری عدالت دیوانی سے مستعفی ہوئے اور جنوری ۱۸۷۸ء میں جناب ملکہ معظمہ کے دربار قیصری کے موقع پر آپ کو ہمارا جہ کا خطاب عطا ہوا۔ اور اسی سال ماہ فروری میں گورنر جنرل کی لیس لیٹو کونسل کے ممبر مقرر ہوئے اور ضابطہ دیوانی کے مسودہ قانون کی بحث و مباحثہ کے متعلق گورنمنٹ کو نہایت قیمتی مدد دی۔ جس کے جلد وین ۱۸۷۸ء میں پھر ممبر کونسل مقرر ہوئے اسی سال آپ کو سی۔ ایس۔ آئی۔ کا خطاب مرحمت ہوا اور فروری ۱۸۷۸ء میں تیسری مرتبہ وائسرائے کی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے۔ مئی ۱۸۷۸ء میں کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اور جنوری ۱۸۷۹ء میں ہمارا جہاں کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔ اور دوسرے سال ماہ جنوری میں آخر الذکر خطاب ان کے خاندان کے لیے موروثی قرار دیا گیا۔ آپ نے وہ وسیع قطعہ اراضی عطا کیا جہاں میو ہاسٹل کی عمارت تعمیر ہوئی ہے اور اس کی امداد کے لیے دس ہزار کا عطیہ احصا فرمایا۔ آپ کی فیاضی کے اظہار کے طور پر میو ہاسٹل کا ایک وارڈ آپ ہی کے نام نامی سے موسوم ہوا ہے۔ اور آپ نے چند نہایت بیش قیمت وظائف اپنے والد اور اپنے چچا آئریبل پرنسٹون کمار گلوہر سی۔ ایس۔ آئی۔ کے نام سے مقرر کیے ہیں۔ اور آپ نے ایک طلائی بازو بند کے لیے جو کلکتہ یونیورسٹی کی زبان سنسکرت کے عمدہ طالب علم کو سالانہ دیا جائیگا اور ایک طلائی نتھ کے لیے جو اُس طالب علم کو سالانہ دیا جائیگا جو گورنمنٹ کے



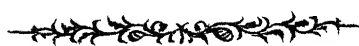
بعد امتحان میں کامیابی حاصل کرے اور ایک اور ملائی متغ کے لیے جو علم طبعیات کے عمدہ طالب علم کو ملا کر لگا فنڈ علیحدہ کر دیے ہیں۔ آپ کلکتہ کے جسٹس آف دی پریس اور کلکتہ یونیورسٹی کے نیلوا اور انڈین میوٹیم کے متولی در سال ۱۸۸۶ء میں اس کے پریسیڈنٹ بھی منتخب ہوئے تھے، میو اسپتال کے گورنر اور ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبر ہیں۔ ۱۸۸۹ء میں پرنس البرٹ وکٹر کی تشریف آوری کلکتہ کے موقع پر ہسپتالی کمیٹی کے پریسیڈنٹ منتخب ہونے کا فخر بھی آپ کو حاصل ہو چکا ہے۔ آپ ۱۸۸۶ء میں کلکتہ یونیورسٹی کے سٹڈیٹ کے وائس پریسیڈنٹ اور ۱۸۸۶-۱۸۸۷ء عیسوی میں فینکٹی آف آرٹس کے پریسیڈنٹ رہ چکے ہیں۔ آپ نے کلکتہ یونیورسٹی کو اپنے چچا آرنیل پرنسٹون کی سنگ مرمر کی مجسم شبیہ نذر کی تھی جو سینٹ ہوس کے برآمدہ میں نصب ہے۔ آپ نے اور آپ کے بھائی راجہ سر سرنندو موہن ٹنگور نے مشترکہ طور سے میو ہسپتالی کلکتہ کو ایک شکر جاری کرنے کے لیے ایک قطعہ اراضی دیا ہے جس کا نام ان کے والد کے نام پر رکھا جائیگا اور جس میں نصب کرنے کے لیے آپ اپنے ذاتی مصارف سے اپنے والد کے نصف قد کی سنگ مرمر کی شبیہ عطا کریں گے۔ آپ نے ہندو بیواؤں کی پرورش کے لیے ایک لاکھ روپے کا ایک فنڈ ”ہمارا راج ماتا شب سدری دیوی کا ہندو بیواؤں کا فنڈ“ کے نام سے قائم کیا ہے۔ آپ کے بیٹے اور وارث ہمارا راج کمار پرودت کمار ٹنگور ہیں سکونت کلکتہ



بچے چند مہتاب - ہمارا راج کمار بردوان - ولادت ۱۹ - اکتوبر ۱۸۸۷ء  
آپ کو ملی ضلع لاہور ملک پنجاب کے کیو رکھتری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو وسط سترھویں صدی میں پنجاب سے وارد ہوا تھا آپ کو سابق ہمارا راجہ آفتاب چند مہتاب نے منتہی کیا تھا جو ہمارا راجہ مہتاب چند رائے کے متنبی بیٹے تھے اور جنھوں نے ۱۸۸۷ء میں گدی نشین ہو کر ۱۸۸۷ء میں قبل از وقت انتقال کیا۔

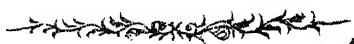
آپ فی الحقیقت راجہ بن بہاری کے صاحبزادہ ہیں جو خود بھی کپور خاندان کے ایک رکن ہیں اور آپ کی نابالغی کی وجہ سے آپ کے ولی اور آپ کی وسیع ریاست کے منتظم ہیں۔ ہمارا راجہ متاب چند رائے ہمارا راجہ تیج چند رائے کے مبتنی بیٹے اور جانشین تھے۔ ہمارا راجہ تیج چند رائے کو ۱۸۷۷ء میں شاہ عالم شہنشاہ دہلی نے بذریعہ ایک سند کے خطاب ہمارا راجہ دھراج اور دیگر اعزاز عطا فرمائے تھے۔ ہمارا راجہ متاب چند رائے ۱۴ اگست ۱۸۳۲ء کو ہمارا راجہ تیج چند رائے کے جانشین ہوئے اور ۳۰ اگست ۱۸۳۳ء کو گورنر جنرل لارڈ ولیم بینٹنک نے بذریعہ فرمان اُنکے واسطے خطاب ہمارا راجہ دھراج بہادر قائم و برقرار رکھا۔ ۱۸۶۶ء میں اُنھوں نے اپنے اور اپنے وارثین کے واسطے ہر چھٹی ملکہ معظمہ مرحومہ سے موجودہ خاندانی اسلحہ وغیرہ کے رکھنے کی اجازت حاصل کی۔ ۱۸۷۸ء میں دوبار دہلی کے موقع پر اُن کو بطور ذاتی اعزاز کے تیرہ توپوں کی سلامی کا اعزاز حاصل ہوا تھا۔ اُنھوں نے اپنی ریاست و رعایا کو اپنی خوش انتظامی سے نہایت سرسبز و خوش و خرم رکھا تھا۔ سنتھال بغاوت ۱۸۵۵ء میں اور غدر ۱۸۵۷ء میں اُنھوں نے گورنمنٹ انگلشیہ کو نہایت قیمتی مدد دی تھی۔ اُن کی خیر خواہی اور وفاداری کا ایک بین ثبوت یہ ہے کہ اُنھوں نے ہندوستانی عجائب خانہ کلکتہ کو ملکہ معظمہ مرحومہ کا ایک سنگ مرمر کا اسٹیچو نذر کیا تھا۔ ہمارا راجہ صاحب نے اپنے کو ہمیشہ پولیکل تحریکات سے علیحدہ رکھا اور یہی سبب تھا کہ اُنھوں نے برٹش انڈین ایسوسی ایشن کے ساتھ کبھی کوئی ہمدردی نہیں ظاہر کی۔ اُنھوں نے برودان میں ہر مذہب و ملت کے لڑکوں کے لیے اینگلو ورنکیولر اسکول قائم کیا تھا جو اب کالج ہو گیا ہے اور انگریزی چنگالی سائنسکرت اور فارسی کی مفت تعلیم دیتا ہے۔ اس کالج میں تعلیم نسوان کے لیے بھی ایک صیفہ ملحدہ ہے۔ اُنھوں نے برودان اور کلنا کے مریضوں کے واسطے کئی شفا خانے بھی کھولے تھے

جو اب تک جاری ہیں۔ چونکہ وہ خود بھی نہایت تعلیم یافتہ رئیس تھے اس لیے اہل علم کی قدر کرتے تھے اور لٹریچر (علم ادب) وغیرہ کی ترقی میں زور کثیر صرف کیا تھا۔ انھوں نے رامائن، مہابھارت و دیگر مذہبی کتابوں کا بنگالی زبان میں ترجمہ کرایا ہے جس نے لوگ بہت کچھ مستفید ہو رہے ہیں گورنر جنرل ہند نے ان کی عمدہ پبلک خدمات کے صلہ میں ان کو ۱۸۶۲ء میں مجلسِ واضح آئین و قوانین کا ممبر مقرر کیا تھا جہاں انھوں نے نہایت قابلیت سے اپنے فرائض انجام دیے۔ ہمارا جہ صاحب نے بھاگلپور میں ۲۶- اکتوبر ۱۸۶۹ء کو انتقال کیا۔ آپ اپنے مورث اعلیٰ کے لائق جانشین ہیں اور اگرچہ ہنوز نو عمر ہیں مگر قابل و ہونہار معلوم ہوتے ہیں۔ سکونت بردوان۔



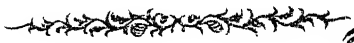
بن بہاری کپور۔ راجہ۔ ولادت۔ ۱۱- نومبر ۱۸۵۳ء۔ آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے ۲- جنوری ۱۸۹۳ء کو راجہ کا خطاب عطا ہوا اور آپ کو ہمارا جہ و صاحبِ مہتاب چند بہادر رئیس بردوان کے قریب بھائی نے ۳۱- اگست ۱۸۵۶ء کو متبنی کیا تھا اور ۱۸۷۷ء میں آپ راج بردوان کے دیوان اور ۱۸۷۹ء میں بردوان راج کونسل کے وائس پریسیڈنٹ مقرر ہوئے اور یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو جنابِ ملکہ معظمہ کے دربارِ قیصری دہلی کی تقریب میں آپ کو ایک اعزازی سٹیفٹ (سند) عطا ہوئی اور آنریری مجسٹریٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ بردوان کے ممبر مقرر ہوئے اور ۲۳- جنوری ۱۸۸۵ء کو بنگال لیجسلیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے اور ۱۸۸۵ء میں بردوان راج کے جو انٹنٹ منیجر اور ۱۸۹۹ء میں منیجر کیے گئے اور ایک مدت مدید تک ریاست بردوان اور ملک کی قابلِ تحسین خدمات انجام دیں آپ موجودہ ہمارا راج کمار بردوان (ولادت ۱۹- اکتوبر ۱۸۸۱ء) کے والد ماجد اور ہمارا آفتاب چند بہادر کے برادر

نسبتی اور نہر ہنس مہاراجہ مہتاب چند بہادر آنجہانی والی بردوان کے حقیقی بھائی  
ہیں سکونت بردوان۔

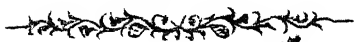


پرموتھو بھوشن دیب رائے راجہ مقام نلڈنگہ۔ ولادت ۲۲ دسمبر ۱۸۵۵ء  
آپ ۱۸۷۶ء میں اپنے والد اور نلڈنگہ کے نوین راجہ راجہ اندو بھوشن دیب رائے  
کے انتقال کے بعد بڑا نہر ناٹاغی وارث ریاست ہوئے۔ آپ کا تعلق اس خاندان  
سے ہے جو اپنے تئیں وشنو واس نہر راکھی نسل میں بتاتا ہے جو سولہویں صدی کے  
آغاز میں ضلع جسر واقع بنگال میں اگر آباد ہوئے تھے۔ ان کے بیٹے سرینت رائے  
نے ایک باغی پٹھان سردار کو قتل کر کے ناموری حاصل کی تھی اور اس کا رگزار ری کے  
صلہ میں صوبہ دار بنگالہ نے اُن کو جاگیر اور ”نعمت خان“ کا خطاب عطا کیا۔ ان کی  
تین پشتوں کے بعد چندی چرن دیب رائے نے جو ۱۶۷۵ء میں فوت ہوئے  
راجہ کداریشور کو قتل کیا اور شاہ عالم شہنشاہ دہلی کی سرکار سے راجہ کا خطاب حاصل  
کیا۔ اُن کے جانشین اور دوسرے راجہ اندر نرائن نے بہت سے ہندو مناد تعمیر  
کیے جو اس وقت تک موجود ہیں۔ تیسرے راجہ سوربہ نرائن دیب رائے ۱۶۹۸ء میں اور  
چوتھے راجہ رن دیب رائے ۱۷۶۶ء میں اور پانچویں راجہ کرشنا دیب رائے  
۱۸۸۸ء میں راہی عدم ہوئے۔ اور اندو بھوشن رائے ۱۸۳۶ء میں پیدا ہوئے  
جو نوین راجہ تھے انھوں نے ۱۸۵۷ء سے ۱۸۷۶ء تک حکمرانی کی راجہ حال دسمبر  
۱۸۷۹ء میں سن بلوغ کو پہنچے اور ۲۶۔ جون ۱۸۸۵ء کو بطور ذاتی اعزاز کے  
راجہ کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ آپ نے تعلیم سکرت کے وظائف اور تعلیم نوان  
کے لیے متغہ مقرر کیے جس کی بنیاد گورنمنٹ نے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے ایک  
”ہائر کلاس انگلش سکول“ اعلیٰ درجہ کا انگریزی اسکول اور ایک ڈسپنسری (شفابخانہ)

تعمیر کرایا ہے جسکے مصارف انتظام خود ادا کرتے ہیں۔ آپ ڈسٹرکٹ بورڈ جسر اور برٹش انڈین ایسوسی ایشن کے ممبر بھی ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں پنگ بھوشن دیب رائے۔ ولادت ۱۸۸۲ء۔ مرگنگ بھوشن دیب رائے۔ ولادت ۱۸۸۹ء۔ سکونت نلڈنگہ جسر۔



پدماند سنگھ۔ راجہ بہادر۔ راجہ بنیلی۔ آپ کو آپ کے والد راجہ لیلانند سنگھ بہادر کی جانشینی پر بطور ذاتی اعزاز کے ۲ جنوری ۱۸۸۷ء کو خطاب مذکور عطا ہوا۔ آپ کے پردادا راجہ دولار سنگھ نے جنگ نیپال میں برٹش گورنمنٹ کی خدمات انجام دیں جس کے جلد میں راجہ بہادر کا خطاب اُن کو مرحمت ہوا تھا مگر انھوں نے ۱۸۲۷ء میں انتقال کیا۔ اُن کے بعد اُنکے بیٹے راجہ پدماند سنگھ کے نام پر خطاب جاری رہا جنھوں نے ۱۸۵۷ء میں رحلت کی۔ اور اُسی طریقہ سے اُن کے فرزند راجہ لیلانند سنگھ یعنی راجہ حال کے والد کے نام پر بطور اعزاز ذاتی کے خطاب مذکور برقرار رہا۔ سکونت بنیلی۔ پورنیہ۔



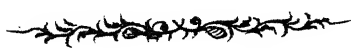
علی محمد۔ سید۔ شاد تخلص۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۶۶ء۔ آپ کا پدری سلسلہ نسب حضرت رسالتآب صلعم سے اور مادری خاندان ازبک انجھو سے ملتا ہے۔ آپ نے قدیم طریقہ سے علوم عربی اور فارسی حاصل کیے۔ ابتدائے عمر میں آپ کو مستند اہل زبان اردو اور فارسی سے صحبت رہی۔ پندرہ برس کی عمر سے شعر گوئی کا مستقل مذاق ہے اور اس فن کو آپ نے درجہ کمال پر پہنچا دیا ہے۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ آپ نے اپنی شاعری میں ایک خاص رنگ پیدا کیا ہے جو ابتدائیں سخت مخالفت اور انتہائیں عام مقبولیت کا باعث ہوا۔ اگرچہ ابتدائی

کلام آپ کا بعض ناگمانی اتفاقات کی وجہ سے ضائع ہو گیا تاہم اب بھی بہت کچھ موجود ہے۔ آپ کی شاعری کی شہرت نہ صرف ہندوستان بلکہ مالک جرمن اور امریکا تک پہنچی ہوئی ہے۔ علاوہ دیگر اصناف نظم کے آپ مرثیہ بھی کہتے ہیں اور بہت اچھا کہتے ہیں۔ حضور قیصرہ آجہانی کے جشنِ جوہی شصت سالہ کی تقریب میں آپ نے ایک مبارکباد نظم کر کے نہایت عمدہ محلی بڑے پردہ میں جواہرات اور موتیوں سے زردوزی کے عمدہ کاریگروں سے کڑھوائی یہ بیش قیمت تحفہ حضور قیصرہ آجہانی کی خدمت میں باریاب اور حضور آجہانی کا موردِ تحسین ہوا۔ آپ کو سنہ ۱۸۹۶ء میں خطاب خان بہادر عطا ہوا۔ آپ مشاہیر اور مکملائے ہندوستان سے ہیں اور صد ہا شاگرد آپ سے مستفید ہوتے ہیں۔ آپ کی زوجہ اولیٰ سے ایک لڑکا اور زوجہ ثانیہ سے ایک لڑکی موجود ہے۔ سکونت عظیم آباد عرف ٹپنہ۔

انکھے چرن مٹر۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۲۔ مئی ۱۸۳۹ء۔ آپ مقام وکرپور کے مٹر خاندان سے ہیں۔ آپ کو مقام لوشائی کے مختلف محاربوں کی نمایان خدمات کے صلہ میں خطاب رائے بہادر یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو مرحمت ہوا ہے۔ سکونت راجہ باڑی نشی گنج ڈھاکہ اور چٹاگان۔

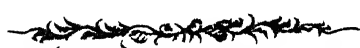
نصیر الدین احمد۔ مولوی سید۔ خان بہادر۔ آپ کو خدمات ملکی کے صلہ میں گورنمنٹ انڈیا نے یکم جنوری ۱۸۹۵ء عیسوی کو بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ آپ قصبہ بہار واقع پٹنہ کے انگریزی مجسٹریٹ بھی ہیں۔ سکونت بہار پٹنہ۔

رام گوئی مکرجی۔ رائے بہادر۔ آپ پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ میں ریلوے  
برانچ کے ایک معزز افسر تھے۔ آپ نے نلٹی اسٹیٹ ریلوے کی منجری کے  
عہدہ کے زمانے میں قحط اور دیگر امور کے متعلق کارہائے نمایاں انجام دیں  
آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے یکم جنوری ۱۸۹۱ء کو خطاب رائے بہادر عطا ہوا۔  
سکونت کلکتہ۔ بردوان۔

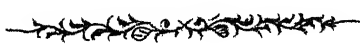


سنتی دیوی۔ ہربائنس۔ ہارانی۔ کروں آن انڈیا۔ ولادت ۱۳۱۷ء  
آپ بنگال کے مشہور و معروف رفارمر باؤکیش چندر سین کی بڑی صاحبزادی ہیں۔  
آپ کی قوم ویدیہ ہے۔ آپ کے پردادا کا نام رام کسل سین تھا جو اپنی فیاضانہ  
طبیعت اور انگریزی و بنگالی لغت کی تالیف کی وجہ سے نہایت ممتاز و مشہور تھے۔  
پیارے موہن سین آپ کے دادا کا نام تھا جنھوں نے آپ کے والد بزرگوار کی صغریٰ  
ہی میں انتقال کیا۔ آپ کے والد بزرگوار کے بانی اور اُسکے سرغنہ تھے۔ انھوں نے  
صرف مذہبی ہی اصلاح نہیں کی بلکہ بنگالی سوسائٹی بالخصوص اور ہندو سوسائٹی  
کی بالعموم اصلاح میں کوشش بلینچ کی۔ وہ اپنے ملک کے بہت بڑے خیر خواہ تھے۔  
انھوں نے قومی اصلاح کے واسطے مختلف تدابیر اختیار کی تھیں۔ بعض سوسائٹیاں  
اُن کی قائم کی ہوئی اب تک موجود ہیں جنسے لوگوں کو بہت بڑا فائدہ پہنچ رہا ہے۔  
۴۔ مارچ ۱۳۱۷ء کو چودہ برس کی عمر میں آپ کے والد نے نوجوان مہاراجہ  
کوچ بہار کے ساتھ آپ کی شادی کر دی۔ آپ کی شادی کے وقت آپ کے شوہر علی بتار  
مہاراجہ سرزمین دہلی بھوپ بہادر۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ بی۔ بھی  
نہایت کمسن تھے۔ مہاراجہ کوچ بہار کا تعلق کوچی خاندان سے ہے جن کے  
آباد اجداد تقریباً چار سو برس سے کوچ بہار میں حکمرانی کرتے آئے ہیں۔

اسی خانوادہ سے آسام کے بجنی اور دارنگ بیکنٹھ پور کے رائے کات اور زنگپور کے  
 پنکا خاندان نکلے ہیں۔ ہمارا جہ صاحب اگست ۱۹۶۳ء میں اپنے والد زید نرائن بھو  
 بہادر کے جانشین ہوئے۔ شادی کے بعد ہمارا جہ صاحب تکمیل تعلیم کے لیے  
 انگلستان کو روانہ ہوئے اور ۱۹۶۵ء میں وہاں سے واپس ہو کر باضابطہ مستدریست  
 پر جلوس فرمایا اور آپ کو مختلف خطابات مرحمت ہوئے ۱۹۶۵ء میں قیصر ہند کی جوبلی  
 کے موقع پر آپ مع ہمارا بی صاحبہ اور اپنے بچوں کے لندن تشریف لے گئے۔ وہاں  
 جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند مرحومہ نے آپ کو گرانڈ کمانڈر آف دی موسٹ مینیٹ آرڈر آف  
 دی انڈین امپائر کا خطاب اور ہمارا بی صاحبہ کو کرون آف انڈیا کا خطاب عطا  
 فرمایا۔ آپ کے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہیں۔ سکونت کوچ بہار۔



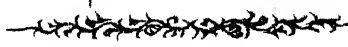
مہندر ولال سرکار۔ ڈاکٹر سی۔ آئی۔ اے۔ یکم جنوری ۱۹۵۶ء کو۔ سی۔ آئی  
 اے کے خطاب سے آپ ممتاز و مشرف ہوئے۔ سکونت کلکتہ۔



سرت چندر داس۔ سی۔ آئی۔ اے۔ رائے بہادر۔ یکم جنوری ۱۹۵۶ء کو  
 خطاب مقدم الذکر اور اُس سے قبل خطاب موخر الذکر آپ کو مرحمت ہوا۔  
 سکونت کلکتہ۔



محمد علی نواب۔ چودھری۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۹۵۹ء آپ کی  
 عمدہ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے آپ کو ۲ جنوری ۱۹۹۴ء کو بطور ذاتی  
 اعزاز کے خطاب مذکور سے ممتاز فرمایا سکونت پچم گاون پرگنہ مومن آباد۔ پٹرا۔





محمد اکرم حسین - افسر الملوک - مرزا بہادر - پرنس - آپ حضرت خلد آرامگاہ  
سلطان عالم سکندر جاد مرزا محمد واجد علی شاہ سابق شاہ اودھ کے بانیسویں فرزند ہیں  
آپ کو ۱۱۷۱ھ میں گورنمنٹ ہند نے پرنس کا خطاب عنایت فرمایا۔ سکونت کلکتہ۔

محمد کاظم حسین - خورشید مرزا بہادر - پرنس - آپ حضرت خلد آرامگاہ  
سلطان عالم سکندر جاد مرزا محمد واجد علی شاہ سابق شاہ اودھ کے صاحبزادے ہیں  
۱۱۷۱ھ میں گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کے آبائی اعزاز و مرتبہ کے لحاظ سے پرنس کا  
خطاب عطا کیا سکونت ٹیپا برج - کلکتہ۔

کالکا داس دت - رائے بہادر - سی۔ آئی۔ ای۔ ولادت ۳ جولائی  
۱۸۶۱ھ - آپ رائے گوک ناتھ دت کے فرزند ہیں۔ آپ نے کرشنا گدھ کالج  
اور پریسیڈنسی کالج میں تعلیم پائی۔ ۱۸۷۶ھ میں بی۔ اے اور ۱۸۷۶ھ میں بی۔ ایل کا  
استحان پاس کیا اور ۱۸۷۶ھ میں جوڈیشل ملازمت میں داخل ہوئے۔ اگست ۱۸۷۹ھ  
میں ریاست کوچ بہار کے دیوان مقرر ہوئے اور ۱۸۸۱ھ میں کونسل ریاست کوچ بہار  
کے ممبر کیے گئے۔ آپ نے نہایت قابلیت اور لیاقت سے ریاست کوچ بہار  
کی وزارت کے فرائض مدت تک انجام دیے۔ اسکے صلہ میں آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۱ھ  
کو رائے بہادر کا اور ۱۸۹۱ھ میں سی۔ آئی۔ ای۔ کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ کے تین فرزند  
ہیں۔ (۱) چارو چندر دت - ولادت ۶ جون ۱۸۷۶ھ (۲) اہل چندر دت - ولادت  
۵ جون ۱۸۷۶ھ - (۳) نرمل چندر دت ولادت ۲۳ جنوری ۱۸۸۱ھ عیسوی سکونت  
دیوانخانہ - کوچ بہار۔

را دھکا پرسنو مرکز جی۔ رے بہار سی۔ آئی۔ اے۔ ولادت ۱۸۳۳ء بنگال ملکہ مظہر کی  
 جو بی پنجاہ سالہ کے موقع پر رے بہار کا اور ۱۸۳۵ء میں سی۔ آئی۔ اے۔ کا خطاب آپ کو مرحمت ہوا  
 آپ کا تعلق ایک اعلیٰ درجہ کے کولین برہمن خاندان سے ہے آپ انا چندر کرجی رئیس گوشائین درگا پور  
 ضلع ندیا کے فرزند ہیں اور آپ زمیندار اور پریسیڈنسی حلقہ کے انسپکٹر مدارس ہیں۔ آپ نے کرشنا گڈھ میں  
 اور پریسیڈنسی کالج میں تعلیم پائی ہے۔ ۱۸۵۷ء میں ادنیٰ وظیفہ اور ۱۸۵۸ء میں بنگال  
 کے کالجوں کے تمام طلباء پر فوقیت حاصل کر کے اعلیٰ وظیفہ پایا اور ۱۸۵۹ء میں گورنمنٹ  
 کی ملازمت میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدہ پر مقرر ہوئے اور ۱۸۶۳ء میں جھپان  
 صحت کے متعلق بنگالی زبان میں ایک کتاب شائع کی اور ۱۸۶۶ء میں طبعی جغرافیہ  
 لکھا اور اسی سال بنگال میں تعلیم نسوان کو ترقی دینے کی تحریک کی جسکو گورنمنٹ نے  
 منظور کیا۔ آپ ہی نے ۱۸۶۲ء میں اول اول بنگال کے پراویڈنٹ انسٹیٹیوشن  
 کی تحریک کی جو اب ہندو فیملی انیوٹری فڈ کے نام سے موسوم ہے۔ اور اُس کے آب  
 ڈائرکٹر بھی تھے۔ ۱۸۶۷ء میں بنگلی نارمل اسکول کے ڈیما سٹر اور ۱۸۷۱ء عیسوی  
 میں اسٹنٹ انسپکٹر مدارس قسمت بھاگلپور مقرر ہوئے اور ۱۸۷۲ء میں عدالتہاے  
 بہار میں بجائے اُردو تحریر کے کتیبھی جاری ہونے کی سفارش میں ایک مضمون شائع کیا  
 اسی سال پریسیڈنسی ڈویژن کے اسٹنٹ انسپکٹر مدارس اور ۱۸۷۷ء میں پریسیڈنسی  
 سرکل کے انسپکٹر اسکولات (درجہ چہارم بنگال ایجوکیشنل سروس) اور سنٹرل ٹکٹ بک  
 کمیٹی بنگال کے سکرٹری اور ۱۸۸۵ء میں کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے اور  
 اس وقت سے یونیورسٹی کی مختلف کمیٹیوں اور بورڈس آف اسٹڈیز میں آپ عملی کام  
 کرتے رہے۔ ۱۸۸۶ء میں اُس کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے جس نے گورنمنٹ اسکولوں  
 کے متعلق دارجلنگ میں نشست کی تھی۔ اور ۱۸۸۷ء میں تعلیم نسوان کی توسیع اور  
 اسکولوں کو امداد کے قواعد پر غور کرنے کے لیے جو کانفرنس قائم ہوئی تھی اُس کے

آپ ممبر اور سکریٹری مقرر ہوئے تھے آپ کی خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے بارہا شکریہ ادا کیا ہے۔ آپ بھٹیوں اسکول کمیٹی کے ممبر اور ایڈن ہندو ہوسٹل کلکتہ کے بورڈ آف ٹرسٹینر کے ممبر اور سکریٹری۔ یوزفل لٹریچر سوسائٹی کے ممبر گورنمنٹ انجینئرنگ کالج شب پور کے بورڈ آف ڈسٹریس کے ممبر اور ترقی علوم و فنون کے متعلق انڈین ایسوسی ایشن کی کمیٹی انصرام کے ممبر ہیں۔ آپ ۱۸۵۹ء سے اپنے وطن کے ایک ہائی انگلش اسکول اور ایک گریس اسکول کے معاون اور حامی ہیں۔ سکونت درگا پور۔



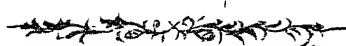
سورج بھان سنگھ - راجہ - ولادت ۱۸۹۱ء بمبئی آپ راجہ سالباہن کی اولاد میں ہیں۔ آپ ہندی فارسی اور انگریزی علوم سے ماہر ہیں۔ آپ کی پہلی شادی ریاست ڈمراؤن میں ہوئی۔ آپ گورنمنٹ انگریزی کے ہمیشہ خیر خواہ رہے اور باغیوں کے ساتھ جنگ کرنے کے صلہ میں ۱۸۵۹ء میں راجہ بہادر کا خطاب مع سند کے عطا ہوا۔ بنارس کے دربار عام میں ہزار کسٹنس میسرے و گورنر جنرل ہند نے آپ کو نو پارچہ کا خلعت مرحمت کیا اور مہاراجہ کنور سنگھ کے علاقہ میں پانچزار کی جاگیر عطا کی گئی۔ راجہ مہیش بخش سنگھ رئیس ڈمراؤن آپ کے بھوپھائے آپ کے علاقہ میں چونکہ شیکانکار بکثرت ہے لہذا اکثر گلش حکام اور راجگان والا مقام آپ کے یہاں مہمان ہوتے ہیں۔ اب آپ کا زمانہ شب ہے فی الحال آپ یاد خدا میں اپنی حیات مستعار بسر کر رہے ہیں۔ سکونت بھگوانپور۔ پرگنہ چین پور ضلع آرہ۔



اشرف الدین احمد - شرافت الدولہ - مولوی - سید - خان بہادر ولادت ۶۔ جنوری ۱۸۵۵ء عآپ کے جد امجد سید اسد الدین احمد عرف احمد علی مغفور و اہل

تسلط گورنمنٹ انگلشیہ میں ضلع مراد آباد میں تحصیلدار تھے انھوں نے لاٹڈ ایک صاحب کی ماتحتی میں راجپوتانہ اور مالوہ میں کارہائے نمایاں انجام دیے تھے۔ آپ کے والد ماجد وزیر السلطان فخر الملک نواب سید محمد امیر علیخان بہرور حصہ تک حضرت محمد واجد علی شاہ شاہ اودھ کی سرکار میں عہدہ وزارت و مدار المہامی پر ممتاز رہے۔ آپ نے ۱۸۶۳ء سے مدرسہ عالیہ کلکتہ سے اپنی تعلیم علوم عربی و فارسی و انگریزی کو شروع اور ۱۸۶۵ء عیسوی میں ڈفرن کالج میں ختم کیا اسکے بعد ایک سال تک حضرت شاہ اودھ کے زمرہ مصاحبین میں داخل رہے چنانچہ شاہ اودھ کی بارگاہ سے شرافت الدولہ بہادر کے خطاب اور کلاہ عالم پسند سے سرفراز کیے گئے اور سورجپور ماہوار مشاہیر مقرر ہوا۔ ۲۵۔ جون ۱۸۷۵ء کو گورنمنٹ انگلشیہ نے امام باڑہ محسنیہ ہنگلی کی تولیت آپ کے سپرد کی ۱۸۷۷ء میں گورنمنٹ کے حکم سے ہمبرہ ضلع بردوان کے دربار قیصری میں آپ کو حکام و روسائے موجودین کے سامنے فرمان قیصری پڑھنے کی عزت عطا ہوئی۔ ۱۸۷۸ء میں ہنگلی کے مینوسپل کمنشنر مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۹ء میں آپ کے والد ماجد غریق رحمت ہوئے۔ ۱۸۸۱ء میں گورنمنٹ بنگال کی اجازت سے ہنگلی کے آنریری مجسٹریٹ ہوئے جس کے فرائض آپ آج تک انجام دے رہے ہیں۔ ۱۸۸۵ء میں ہنگلی میں آپ نے ایک انجمن اسلامیہ کی بنیاد لی جسکے پرشکوہ جلسوں میں حکام و روسائے کلکتہ و ہنگلی و بردوان بارہا شریک ہوتے رہے ہیں۔ ۱۸۹۰ء میں آپ کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے اور ۱۸۹۳ء میں آپ کو خان بہادر کا خطاب اور شمشیر و خلعت فاخرہ مرحمت ہوا۔ خان بہادر صاحب کو سر سید احمد خان بہادر کے سہی۔ ایس۔ آئی سکریٹری محمدن کالج علیگڑھ نے کالج مذکور کا ٹرسٹی قرار دیا اور نواب شمس جہان بیگم صاحبہ کروں آف انڈیا رئیسہ مرشد آباد نے بھی آپ کو اپنی جائداد وقف کا متولی مقرر کیا۔ ۱۸۹۷ء میں

گورنمنٹ بنگال نے آپکو ہنگلی جیل کا آنریری ڈریٹر مقرر کیا اور ۱۹۰۱ء میں لنڈن آرٹ سوسائٹی کے آپ ممبر مقرر ہوئے جسکے صدر نشین اعلیٰ حضرت ملک معظم قیصر ہین۔ زبان فارسی اور اردو میں آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہین جو ملک میں مقبول و مشہور ہین۔ آپ کے ایک فرزند اور ایک دختر ہین۔ آپ کے دو بھائی یعنی وزیر سلطان اودھ کے دو فرزند اور ہین تفضل الدولہ مولوی سید افضل الدین احمد (ولادت ۱۸۵۷ء) انسپکٹر رجسٹریشن صوبہ بہار ہین اور مسٹر احسن الدین احمد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و کلکٹر بیر بھوم ہین آپ کے فرزند سید وصی الدین احمد عرف سید علی نواب ہین جو ابھی زیر تعلیم ہین۔ سکونت۔ ہنگلی۔



شیو راج نندن سنگھ۔ راجہ بہادر۔ ولادت ۱۸۵۵ء۔ اپنے والد راجہ شیو نندن سنگھ بہادر کے انتقال پر ۱۸۶۴ء میں بزمانہ نابالغی وارث ریاست ہوئے آپ کو بطور اعزاز ذاتی ۳۔ مارچ ۱۸۷۵ء کو راجہ بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ راجگان سیوہر کا خاندان مہاراجگان تیا کی شاخ ادنیٰ میں ہے۔ راجہ وھنیت سنگھ راجہ تیا و سیوہر کے انتقال کے بعد جو گل کشور سنگھ (متوفی کے نواسہ) اور سری کرشنا سنگھ (برادر عمزاد متوفی) میں جانشینی کے سعلق جھگڑا پیدا ہوا جسکا تصفیہ آخر کار کونسل پٹنہ نے یہ کیا کہ تیا کا راج اول الذکر اور سیوہر کا راج آخر الذکر فریق کو دیا جائے۔ سری کرشنا سنگھ اول راجہ سیوہر کے بیٹے راجہ دُشٹ و من سنگھ نے جانشینی کے بعد ۱۸۶۶ء میں لارڈ ڈائر اسے راجہ بہادر کا خطاب حاصل کیا ان کے بعد ان کے خلع اکبر راجہ رگھو نندن سنگھ بہادر ۱۸۲۰ء میں جانشین ہوئے۔ یہ چونکہ لاولد تھے لہذا انھوں نے اپنے بھتیجے شیو نندن سنگھ کو متبنی کیا جو ۱۸۵۲ء میں وارث ریاست ہوئے۔ غدر ۱۸۷۵ء میں انھوں نے خدمات جلیلہ سرانجام دیں جن پر

گورنمنٹ نے اُنکا شکریہ ادا کیا۔ اُنھوں نے نہایت ضروری سرکین تیار کرائیں اور مختلف ملکی کام جاری کیے اور ۱۸۶۶ء کے قحط میں امدادی کام کھول دیے۔ اُنھوں نے ۱۸۶۷ء میں انتقال کیا اور اُنکے بعد اُنکے فرزند راجہ حال بزما نانا بالغی وارث ریاست ہوئے جو ۱۸۶۵ء میں گدی نشین اور راجہ بہادر کے خطاب سے مخاطب ہوئے آپ نے ۱۸۶۷ء اور پھر ۱۸۶۹ء کے قحط میں عمدہ خدمات کیں۔ اُن کے چچا دیونندن سنگھ کو ۱۸۹۲ء میں راجہ کا خطاب عطا ہوا آپکے ایک بھائی راجکار در راج نندن سنگھ اور دو بھتیجے کچھنی نندن سنگھ اور کالکانندن سنگھ ہیں۔ سکونت مظفر پور۔

سر جا کانت اچارجی - ہمارا راجہ - ولادت ۱۸۲۹ء عآپ کو راجہ بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے جناب ملکہ معظمہ کی جوبلی کی تقریب میں ۱۶ فروری ۱۸۸۴ء کو اور ہمارا راجہ کا خطاب جناب ملکہ معظمہ کی ڈائمنڈ جوبلی کے مبارک موقع پر ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو اور راجے بہادر کا خطاب دربار قیصری دہلی میں یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو عطا ہوا۔ اس خاندان کا سلسلہ سری کرشنا اچارجی سے ملتا ہے جسکے مورث اعلیٰ ایک مشہور موحد ہندو او دے نرائن اچارجی تھے جو نیا یادشہن کی جلد آخر کمینجلی کے مصنف ہیں۔ سری کرشنا کٹا گلیجی کے زمیندار تھے اور نواب ناظم بنگالہ کی سرکار مرشد آباد میں عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز و مامور تھے۔ خاندانی ماٹو (مقولہ) یہ ہے ”دنیا میں صرف نیکی ہی دولت ہے“ ڈھاکہ کالج میں وظائف قائم کرنے کی بنا پر ۱۸۷۳ء میں گورنمنٹ نے آپکا شکریہ ادا کیا اُسوقت سے اکثر اہم ضروریات ملکی میں آپ نے معتد بہ چندہ دیا ہے۔ سکونت - کٹنا گلیجی - سمین سنگھ۔

نر سنگھ دت - راجے بہادر - ۲۶ مئی ۱۸۹۴ء کو آپ کو خطاب راجے بہادر

کا ذاتی طور پر عطا ہوا۔ سکونت ہو رہی۔

رام اکھے چتر جی۔ راے بہادر۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عین راے بہادر کے خطاب سے شرف و ممتاز ہوئے۔ سکونت کا گیت۔

سرودا پر شاد سے۔ راے بہادر۔ یعنی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پیش گوئی منت نے خطاب راے بہادر کا آپکو مرحمت فرمایا۔ سکونت جتنا۔ بھجی۔

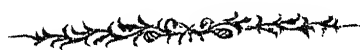
گو بند پر شاد سنگھ۔ بھکاری۔ راے بہادر رحمۃ اللہ علیہ عین آپ کو بطور اعزاز ذاتی کے گورنمنٹ ہند نے آپکو خطاب راے بہادر عطا فرمایا۔ سکونت کیجا پلا سکھو۔

اند چندر سین۔ راے بہادر۔ یعنی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خطاب راے بہادر عطا فرمایا۔ سکونت سونا رنگ نشی گنج۔ دھاکہ۔

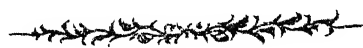
جگیشور چند چندر۔ راے بہادر۔ آپ کو بطور اعزاز ذاتی گورنمنٹ عالیہ ہند نے آپکو عین راے بہادر کے خطاب سے شرف فرمایا۔ آپ روانشا کالج کلک کے لائیکچرر تین سکونت چند رنگہ۔

کالی پرسن گھوش۔ راے بہادر۔ ۲۲ جون ۱۹۴۷ء کو راے بہادر کے خطاب سے ممتاز ہوئے۔ سکونت بھرا کیر نشی گنج۔ دھاکہ۔

تر لوک ناتھ بھرجی - راے بہادر آپ کو ۱۹۴۷ء عین راے بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت کلکتہ۔



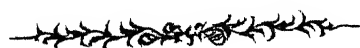
پیاری موہن بھرجی - راے بہادر ۲۲ - جون ۱۹۴۷ء کو راے بہادر کا خطاب آپ کو عطا ہوا سکونت باراست ۲۴ پرگنہ۔



راوہا ناتھ راے - راے بہادر آپ ۱۹۴۷ء عین بطور اعزاز ذاتی اپنی خدمات اعلیٰ کے صلہ میں خطاب راے بہادر سے شرف و ممتاز ہوئے۔ آپ بردوان ڈویژن کے مدارس کے انسپکٹر ہیں۔ سکونت بالاسور ہوگلی۔



نرت گوپال بوس - راے بہادر آپ کو ۲۲ جون ۱۹۴۷ء کو آپ کی خدمات کے صلہ میں راے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ اسسٹنٹ کمپٹرولر جنرل کے عہدہ پر مامور ہیں۔ سکونت کلکتہ۔



مادھب چندر راے - راے بہادر ۲۵ مئی ۱۹۴۵ء کو آپ کا خطاب راے بہادر سے ممتاز و مقدر ہوئے۔ سکونت کلکتہ۔



امرت ناتھ مٹر - راے بہادر آپ کو ۲۵ مئی ۱۹۴۵ء کو گورنمنٹ ہند سے خطاب راے بہادر عطا ہوا۔ سکونت کلکتہ۔





گو رچندر مان سنگھ ہری چندن مرد راج بھر مر برارے۔ راجہ بہادر  
 آپ کی ولادت نومبر ۱۷۷۷ء میں ہوئی ہے۔ آپ پر کیڈ مضافات پوری (اڑیسہ بنگال) کے  
 راجاؤن کے خاندان سے ہیں۔ یہ خاندان بہت قدیم ہے جسکی بنیاد راجہ جادو راج گرس گوترا  
 راٹھور چھتری نے ڈالی تھی۔ آغاز سلطنت مغلیہ میں اس خاندان کے بانی کے قبضہ میں  
 ضلع بانپور قلعہ تیلادری۔ خروا۔ چلکا جھیل۔ قلعہ پر کیڈ اور پرگنہ جات بڈگر کوٹ اور ستپارا  
 تھے۔ یہ ریاست چودھویں پشت تک انکی آل و اولاد کے قبضہ میں رہی لیکن حکومت  
 مرہٹہ کے اخیر زمانے میں ہمارا راجہ پوری نے راجہ ہری سیوک سے جنگ کی اور باستثناء قلعہ  
 پر کیڈ آخر الذکر کو تمام ریاست سے بیدخل کر دیا اور دو مضبوط قلعہ نکو بھی مسمار کر ڈالا  
 جنگور راجہ ہری سیوک کے بزرگوں نے ضلع بانپور میں تعمیر کیا تھا۔ جس زمانہ میں اس صوبہ  
 پر آئرلینڈ ایسٹ انڈیا کمپنی کا تسلط ہو رہا تھا اور گورنمنٹ کی فوج ظفر موج اس طرف  
 آرہی تھی تو انکی سربراہی فتح محمد جعفر مالو دے مانک پٹن کے گھاٹ سے عبور کر نہیں  
 کی۔ اس خدمت کے صلہ میں فتح محمد کو کمپنی نے پرگنہ جات مالو دے۔ پر کیڈ۔ اندھاری۔  
 بڈگر کوٹ اور مانک پٹن بطور جاگیر مرحمت فرمائے۔ بعد چندے جب بمقام لنگ راجہ نے  
 انگریزی حکام کے حضور میں حاضر ہو کر داد بیداد چھائی تو یہ ریاست محالات جاگیر سے  
 خارج ہو گئی اور راجہ کو یہ حکم ہو گیا کہ حاصل لگان جاگیر دار کو دیا کرے جب ۱۷۷۷ء  
 میں بمقام اڑیسہ قحط عظیم برپا ہوا تو راجہ چندر سیکھ مان سنگھ نے اپنی رعایا کو قحط کی مصیبتوں  
 سے بچانے کی بہت کوشش کی اور ہزار ہا مخلوق خدا کی جانیں انکے سبب سے سلامت  
 رہیں۔ اس حسن خدمت کے جلد میں گورنمنٹ عالیہ نے انکو خطاب سی۔ ایس۔ ۱۔ ی۔  
 سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ راجہ چندر سیکھ مان سنگھ سی۔ ایس۔ آئی۔ نے ۱۸ جون ۱۷۷۷ء  
 کو وفات پائی چونکہ انکے کوئی اولاد نہ تھی اسلئے انھوں نے راجہ حال گور چندر مان سنگھ  
 ہری چندن مرد راج بھر مر برارے کو اپنا متبئی اور جانشین کیا تھا یہ راجہ صاحب

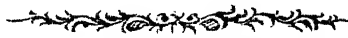
بہت قابل۔ فرزانہ منصف مزاج۔ کشادہ دل اور دیندار ہیں۔ آپ میں بہت سے عمدہ صفات جمع ہیں اور آپ نہایت پسندیدہ خصلت ہیں۔ آپ نے متعدد مندرا اور شوالے تعمیر کرائے ہیں اور اپنے مستقر حکومت اور نیز مفضلات میں آپ نے کئی بڑے بڑے تالاب کھدوائے ہیں جنکے سبب سے عمدہ اور صاف و شیریں پانی لوگوں کو بے زحمت میسر آتا ہے۔ آپ نے اپنی ریاست کے اطراف میں ایک حفاظتی بند بندھوایا ہے جس میں بہت کچھ صرف کرنا پڑا ہے اور جسکے بغیر فیون کی کاشت (اور یہی ایک چیز اس ریاست میں بہت ہوتی ہے) پر اکثر اوقات چلکا جھیل کی طغیانی آیا کرتی تھی۔ ابھی حال میں دو برس متواتر جو فیون کی کاشت پر تباہی نازل ہوئی تو آپ نے اپنی رعایا کو زرقہ اور غلہ دیکر انکی دشگیری کی اور مزدوروں کے واسطے مزدوری کا سامان کیا۔ گورنمنٹ عالیہ نے آپکی رعایا پروری اور بیدار مغزی پر نظر فرما کر ۲۳ دسمبر ۱۸۷۲ء کو آپکو راجہ بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا اور خطاب راجگی سنلا بعد نسل عطا کیا۔ آپ زبان اڑیا میں کامل ہیں اور سنسکرت اور بنگالی میں بھی استعداد کافی رکھتے ہیں۔ چونکہ آپ کے کوئی اولاد نہ رہا ہے زندہ موجود نہیں ہے اسلئے آپ نے ایک لڑکے کو متبنتی کیا ہے اور اُسے انگریزی۔ سنسکرت۔ اڑیا اور بنگالی زبانوں میں تعلیم دلا رہے ہیں۔ سکونت پر مکیدہ اڑیسہ۔

ٹنڈوک پلگر راجہ آپ ۱۸۳۲ء بمقام شکم پیدا ہوئے۔ جب آپ بیس برس کے تھے تو آپکے والد بزرگوار نے انتقال کیا اور آپ اپنے عم نامدار چیبولا وزیر اعظم شکم کے زیر سایہ عاطفت رہنے لگے۔ چونکہ وزیر کے کوئی اولاد نہ تھی اسلئے انھوں نے آپ ہی کو اپنا متبنتی کیا اور آپ عہد سلطنت میں انکی مدد کرنے لگے اور ۱۸۶۴ء میں آپ اپنے عم نامدار کے ساتھ بھوٹان کی سفارت پر گئے۔ وہاں آپکی ملاقات اکثر ممتاز صاحبان یورپین سے ہوئی۔ سفارت بھوٹان کے دو برس بعد جب آپکے عم نامدار کا

انتقال ہو گیا تو آپ کرنل مارٹن صاحب کی سفارش پر تحصیلدار مقرر ہوئے۔ اس زمانہ میں آپ کو منجانب سرکاریہ کام سپرد ہوا کہ آپ سرحد نیپال پر سرکین ہوائین اور مناسب فصل سے ڈاک بنگلہ تعمیر کرائیں۔ آپ نے اس خدمت کو ایسی خوش اسلوبی سے سر انجام دیا کہ حضور وائسرائے کے حکم سے آپ کو ایک سرٹیفکٹ عطا کیا گیا جس میں آپ کی خدمات سابقہ و حالیہ کا اعتراف کیا گیا۔ اسی سرٹیفکٹ کے ساتھ آپ کو ایک فوٹو گرافی کا البم بھی صاحب ڈپٹی کمشنر دارجلنگ نے مرحمت فرمایا۔ اور آپ کو اپنا دست و بازو تسلیم کیا۔ پھر ۱۹۰۷ء میں بنگال گورنمنٹ نے ایک نفر کی گورنر ابلجہ دے حسن خدمات عطا فرمایا۔ ۱۹۰۸ء میں شکم میں جب جنگ چھڑی تو اس وقت پھر برٹش گورنمنٹ نے آپ سے خدمت لینا چاہی چنانچہ آپ سٹریٹ کی ماتحتی میں پولیٹیکل اسٹنٹ مقرر ہوئے۔ اس ہم میں آپ نے ایسی کارگزاری دکھائی کہ حضور وائسرائے بہادر کشور ہند نے آپ کو خطاب راجگی سے ممتاز و سرفراز فرمایا جس وقت آپ کو خطاب راجگی کی سند حضور سرچاپس بیلی صاحب لفٹنٹ گورنر بنگال نے عطا فرمائی تو اس وقت محترم المیہ نے ایک طویل تقریر میں سرور بار آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف فرمایا اور اس سند کے حاصل کرنے پر اپنی طرف سے دلی مبارکباد بھی دی۔ خطاب راجگی پانے کے بعد آپ چند مدت تک بحیثیت منیجر علاقہ جات سرکاری کے کام کرتے رہے۔ ۱۹۰۹ء میں آپ کو بوجہ کبر سنی ملازمت سرکاری سے دشکش ہونا پڑا لیکن آپ گورنمنٹ کی خیر طلبی میں کوتاہی نہیں کرتے اور گورنمنٹ بھی اپنے الطاف و مراحم خسروانہ مبذول فرماتی رہتی ہے چنانچہ لفٹنٹ گورنر بنگال سر جان وڈ ہرن صاحب نے آپ کو ایک چٹھی کے ذریعہ سے یہ اطلاع دی ہے کہ جو دو خاص محال آپ کے قبضہ میں ہیں انکی بابت گورنمنٹ ہند نے یہ منظور کر لیا ہے کہ انھیں شرائط کے ساتھ انہر ایک نسل اور آپ کی قابض رہیں گی۔ آپ کے پانچ صاحبزادے ہیں۔ سکونت دارجلنگ۔

بنگالی رائے۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۶۲ء۔ آپ کے پدر حقیقی کا نام لنگار پشاد رائے تھا۔ آپ بابو بنواری لال رائے کے متبنی ہیں اور اس تہنیت کے اعتبار سے خاندان تاراس کی بڑی شملخ کے رئیس ہیں۔ بنواری لال رائے گورسندر رائے کے متبنی اور وہ کرشن سندر رائے کے متبنی تھے۔ خاندان کے مورث اعلیٰ نارائن دیو چودھری تھے جن کی سکونت گوپی ناتھ پور میں تھی۔ انھوں نے ایک جھیل کے باپو پر ایک مندر تعمیر کیا تھا جسکی تاریخ ۱۷۵۵ء ساکا (۱۷۳۵ء) اُس مندر کی دیوار پر کندہ ہے۔ یہ مندر انھوں نے اپنی والدہ کی وفات کی یادگار میں تعمیر کیا تھا جو اب تک موجود ہے۔ نارائن دیو چودھری کے لڑکے باسدیو چودھری نے حسب وصیت اپنے باپ کے گوپی ناتھ پور سے جلا وطن کر کے اُسی ٹاپو میں جہاں مندر تعمیر ہوا تھا توطن اختیار کیا۔ جنگل کو کٹوا کر گاؤں آباد کیا جو موضع تاراس کے نام سے مشہور ہے اور بہت سی زمینداری خرید کی۔ اسی وقت سے تاراس چودھریات کی بنیاد مستحکم ہوئی۔ اُنکے بیٹے جے کرشن چودھری تھے۔ اُنکے دو لڑکے ہوئے پہلے بیرام رائے اور دوسرے رام رام رائے۔ اول الذکر صوبہ دار اسطنت مغلیہ کی ملازمت میں رہے اور موخر الذکر ہمارا جہ ناٹور کے دیوان ہوئے۔ بیرام رائے کے بیٹے راگھورام رائے سے تین پشت کے بعد رام سندر رائے ہوئے۔ راج ناٹور کی دیوانی اب تک چلی آتی تھی مگر اُنکے بیٹے کرشن سندر رائے نے اُس عہدہ کو نہیں اختیار کیا بلکہ اپنی موردی جائداد کے انتظام میں جسکی مقدار اب بہت زیادہ ہو گئی تھی مصروف رہے۔ انھوں نے ایک خوبصورت مندر تعمیر کیا۔ بوجہ لاؤلڈ ہونے کے انھوں نے گورسندر رائے کو متبنی کیا اور ابتدائی عمر میں فوت ہو گئے۔ یہاں سے تہنیت کا سلسلہ شروع ہوا جسکا مختصر ذکر ہو چکا ہے اور اس سلسلہ کے آخری قائم مقام آپ ہیں۔ آپ نے حسب رواج اُس زمانہ کے فارسی زبان اور علم ادب کی تعلیم پائی اور انٹرنس کلاس تک انگریزی بھی پڑھی۔ ابھی آپ اسکول ہی میں تھے کہ آپ کے والد بنواری لال رائے

نے انتقال کیا اور ریاست کا انتظام آپ کی پسردگی میں آیا۔ آپ کو ابتداءً عمر سے شکار کا شوق ہے اور اسی شوق کی وجہ سے اکثر حکام اور معززین اہل یورپ سے مراسم پیدا ہوئے۔ آپ نے بوجہ مرطوب ہونے کے اپنے قدیم وطن تاراس کو ترک کر کے فرید پور میں سکونت اختیار کی۔ جس مقام پر آپ کا سکن ہے وہ اب بنواری نگر کے نام سے مشہور ہے۔ ریاست کا انتظام قرار واقعی کرنے اور تاحداً مکان محصل بڑھانے کے بعد آپ ۱۸۹۲ء سے مقام رادھا کنڈ ضلع متھرا میں مقیم ہیں اور ایک عالیشان محل مذہبی اغراض سے تعمیر کیا ہے۔ آپ نے چالیس ہزار روپیہ سالانہ کی اراضی مذہبی اغراض کے لیے علیحدہ کر دی ہے۔ بوجہ آپ کے اخلاق اور اوصاف کے ندیہ کے پنڈتوں نے آپ کو راج رشی کا خطاب دیا ہے اور گورنمنٹ انگریزی کی جانب سے ۱۸۹۳ء میں آپ کو خطاب راے بہادر اعزاز ذاتی کے طور پر مرحمت ہوا ہے۔ آپ کے دو فرزند ہیں (۱) کار ستیش بھوشن راے (۲) رادھکا بھوشن راے جنکو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دنیاوی اور مذہبی دی گئی ہے۔ سکونت رادھا کنڈ ضلع متھرا۔



پرتاب اودے ناتھ سہاے دیو۔ ہمارا جہ۔ ولادت ۲۶ مارچ ۱۸۷۵ء یہ خطاب موروثی ہے جو ۲۳ دسمبر ۱۸۷۵ء میں مشتہر کیا گیا۔ آپ کا تعلق ایک قدیمی خاندان سے ہے جس کے ارکان مدت مدید اور عرصہ بعید گزرا کہ چھوٹا ناگپور کے ہمارا جہ رہے ہیں۔ اہکا دار الصدر چتیا ضلع لوہر دگا تھا۔ خاندانی روایات کی بنا پر یہ خاندان پنڈرنگ ناگ (مقدس سانپ) کی اولاد میں ہے۔ آپ اپنے والد کے انتقال پر ۱۸۷۵ء میں ریاست اور خطاب کے وارث ہوئے۔ سکونت لوہر دگا چھوٹا ناگپور۔



مکود چندر سنگھ۔ ہمارا جہ۔ مقام سوسانگ۔ ولادت جون ۱۸۶۶ء عیسوی

خطاب مذکور موروثی ہے جو سرکاری طور پر شہنشاہ بن تسلیم کیا گیا تھا۔ آپ کا تعلق اس خاندان سے ہے جو مدیم الایام میں پرگنہ سوسانگ واقع مہین سنگھ اور اسکے لحقہ بیابانی مصنافات پر حکمران رہے ہیں۔ شہنشاہ جہانگیر کے عہد کے قبل یہ خاندان بالکل خود مختار اور مسلمان فاتحانہ نگاہ سے بہت کم یا بالکل تعلقات نہ رکھتا تھا۔ ان قدیم سرداروں کا خطاب یا لقب ملک تھا اور ان خود مختار سرداروں میں آخری سردار ملک جانی ناتھ کے بعد انکے بیٹے رکھونا تھ جانشین ہوئے تو دربار دہلی سے اگر کی خوشنودار لکڑی کی فرمائش کی گئی جو گارو کی پہاڑیوں میں بکثرت ہوتی ہے چنانچہ رکھونا تھ نے بطور خراج سالانہ کے ایک خاص مقدار پر اگر کی لکڑی بھیجنا منظور کیا اور اسکے عوض میں شہنشاہی فوج کی امداد جو انکی سرکش گارو دریا کے مطیع کرنے کے لیے کافی ہو اور ہمارا جہ کا خطاب حاصل کیا۔ اسکے علاوہ شہنشاہ نے انکو پنہزاری منصب سے بھی متنازع کیا۔ انکے بعد انکے بیٹے رام ناتھ سنگھ جانشین ہوئے اور مقررہ خراج برابر دہلی بھیجتے رہے رام ناتھ سنگھ لا ولد مر گئے لہذا انکے بھتیجے رام جیون سنگھ وارث ہوئے۔ انکو شہنشاہ دہلی سے زمینداری سوسانگ اور اپنے چچا کی جانشینی کی سند عطا ہوئی۔ اسوقت سے اب تک افسر خاندان برابر راجہ کے لقب سے ملقب ہوتا آیا۔ عہد شہنشاہ اور نگرین میں اگر کے بدلے نقد مالگزاری کر دی گئی اور اس خاندان کے آخری راجگان سوسانگ ایک مزید مقررہ تدارک بھی دیتے تھے۔ راجہ رائے سنگھ جو ۱۸۷۷ء میں اپنے بھائی راجہ کشور سنگھ کے جانشین اور زمیندار سوسانگ ہوئے انکے ساتھ وہ سالہ بندوبست مالگزاری عمل میں آیا۔ یہ ۱۸۷۷ء میں فوت ہو گئے اور انکے فرزند دوم راجہ بسو سنگھ انکے وارث قرار پائے کیونکہ انکے فرزند اول بدیا ناتھ اپنے والد کی حیات میں مر چکے تھے۔ ۵۔ دسمبر ۱۸۷۶ء کو بسو سنگھ کے بیٹے پران کرشن سنگھ نے بطور ذاتی اعزاز کے راجہ بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ انکے انتقال کے بعد ۱۸۷۶ء میں انکے بیٹے راجہ

راج کرشن سنگھ جانشین ہوئے جب کوکم جنوری ۱۸۷۷ء کو جناب ملکہ معظمہ کے دربار قیصری دہلی میں ہمارا راجہ کا اعلیٰ خطاب عطا ہوا جو ۱۸۸۷ء میں موروثی تسلیم کیا گیا۔ انھوں نے اُسٹھ برس کی عمر میں چار فرزند چھوڑ کر ۱۸۹۰ء میں رحلت کی جنہیں سے خلف اکبر ہمارا راج کو چند رنگھ اُنکے جانشین ہوئے۔ آپ نے پریسڈنسی کالج کلکتہ میں تعلیم پائی اور ۱۸۹۹ء میں بی۔ اے۔ کا امتحان پاس کیا۔ سکونت سو مانگ درگاپور میں بنگھ۔

راوہا گو بند راے۔ راے بہادر۔ آپ کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں آپ کو ۱۸۷۵ء میں بطور اعزاز ذاتی کے خطاب راے بہادر کا مرحمت ہوا۔ سکونت دینا ج پور۔

بدری داس۔ مقیم۔ راے بہادر۔ ولادت ۱۸۳۳ء۔ جناب ملکہ معظمہ کے دربار قیصری دہلی کے موقع پر کوکم جنوری ۱۸۷۷ء کو آپ کو خطاب راے بہادر عطا ہوا۔ آپ حضور وایسراے کے مقیم اور جوہری بھی ہیں۔ سکونت کلکتہ۔

بگلائند مکرجی۔ راے بہادر۔ آپ کو ۱۸۹۹ء میں بطور ذاتی اعزاز کے خطاب راے بہادر کا عطا ہوا۔ سکونت مینا پور۔ بانکرڑا۔

بہاری لال بارک۔ گیا وال۔ راے بہادر۔ آپ کو شیخپورہ کی آنریری مجسٹری کے اختیارات کامل حاصل ہیں۔ آپ ۱۸۹۹ء میں خطاب راے بہادر سے معزز و ممتاز ہوئے۔ سکونت گیا۔

گورچرن داس گپت۔ راے بہادر۔ آپ ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو راے بہادر

کے خطاب سے ممتاز و مشرف ہوئے۔ آپ کاشی پور اسپتال میں اسٹنٹ سرجن تھے۔  
ہیں۔ سکونت کیا جسر۔

گنپت سنگھ۔ راے بہادر۔ آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو خطاب راے بہادر  
عطا ہوا۔ آپ مقام ہروٹ کے زمیندار ہیں۔ سکونت گنپت گنج بھاگلپور۔

کدھار پرسن۔ لہری۔ راے بہادر۔ آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۹ء کو بطور  
اعزاز ذاتی کے خطاب اسے بہادر عطا ہوا۔ آپ قاسم پور کے زمیندار ہیں۔ سکونت  
قاسم پور راجشاہی۔

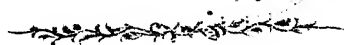
اصغر رضا۔ سید خان بہادر۔ آپ کو یہ ذاتی خطاب ۱۶ فروری ۱۸۹۹ء کو  
بتقریب جشن جوہلی جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند عطا ہوا تھا۔ آپ کرشن گنج واقع پرنیان  
بنگال کے ایک نامور زمیندار ہیں۔ سکونت پرنیان۔

بدرالدین حیدر۔ مولوی۔ خان بہادر۔ گورنمنٹ انڈیانے آپ کو آپکی نمایان  
خدمات ملکی کے جلد وین ۲۰۔ مئی ۱۸۹۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کے خطاب  
سے ممتاز کیا۔ آپ کو کلکتہ کی پریسڈنسی مجسٹریٹ کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔  
سکونت سیالہ۔

اکھے کمار سین۔ راے بہادر۔ ۱۸۹۹ء میں آپ راے بہادر کے خطاب  
سے بطور اعزاز ذاتی مفتخر و ممتاز ہوئے۔ سکونت پلچمنشی گنج ڈاکہ۔



راج کماروت۔ راے بہادر۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۷۷۱ء ساکھی میں بمقام  
 ہری نرائن پور واقع ہوئی۔ آپ بابو کرشن دت زمیندار و ڈپٹی مجسٹریٹ بنگال کے  
 چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ کی صغیرنی میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا تھا۔  
 زمینداری کا انتظام آپ کی والدہ گرامی نے اپنے ہاتھ میں لیا جب آپ سن تین کو  
 پہنچے تو اپنے اپنی جائیداد کا اہتمام شروع کیا اور نہایت خوبی اور عقلندی کے  
 ساتھ انجام دینے لگے مجسٹریٹ ضلع نے ہزار سرسبز پچر ڈیمیل لفٹنگ گورنر بنگال سے  
 آپ کی تعریف کی اگرچہ آپ ابھی بہت کم عمر تھے تاہم ہزار موصوف نے آپ کو  
 آنریری مجسٹریٹ مقرر کر دیا۔ ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی میں آپ نے نواکھائی میں ایک انگلش  
 جوبلی ہائی اسکول قائم کیا جس میں وہاں کے شریف زائف تعلیم پاتے ہیں جون سنہ ۱۸۹۷ء  
 میں آپ کو گورنمنٹ نے راے بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ عرصہ سے ڈسٹرکٹ جج  
 کے ممبر ہیں۔ آپ نے بڑے بڑے اور مشہور مقاموں کی کئی مرتبہ زیارت کی ہے اور ہر مقام  
 پر قابل قدر کام بھی کیے ہیں۔ آپ کی شادی دس سال کی عمر میں راجہ صاحب فرخ آباد  
 ضلع ٹیبرہ کے خاندان میں ہوئی تھی۔ اُنکے انتقال کے بعد وکرم پور کی ایک مغز لیڈی  
 کے ساتھ آپ منسوب ہوئے۔ زوجہ اولیٰ سے آپ کے دو صاحبزادے ہیں اور دوسری  
 سے دو صاحبزادے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ سکونت نواکھائی۔



نب گوپال سرکار۔ راے بہادر۔ ولادت فروری ۱۸۵۹ء۔ آپ نے  
 کلکتہ کے مختلف کالجوں میں تعلیم پائی اور ۱۸۸۲ء میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔  
 مارچ ۱۸۸۳ء میں آپ گورنمنٹ ہند کے محکمہ نظارت خارجہ میں مقرر ہوئے جہاں اپنے  
 اپنے فرائض بڑی لیاقت کے ساتھ انجام دیے اور لارڈ لینسٹون نے آپ کی تعریف  
 کی۔ ۱۸۹۳ء میں آپ سر رابرٹ دیور بند صاحب کے ہمراہ کابل گئے۔ اور جنوری ۱۸۹۴ء

مین گورنمنٹ نے آپ کو راسے بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ جنوری ۱۹۰۷ء میں آپ صوبہ برار مین اکسٹرا اسٹنٹ کمشنر مقرر ہوئے ہیں سکونت ہری نرائن پور۔ نواکھالی۔



پریشر نرائن بابو مہتہ - راسے بہادر - آنریری مجسٹریٹ - ولادت ۲۳ - ستمبر ۱۸۶۷ء - آپ کے دادا راسے نندی پت مہتہ بہادر مظفر پور کے زمیندار تھے۔ اُنکو غدر ۱۸۵۷ء کی حسن خدمات کے صلہ میں راسے بہادر کا خطاب عطا ہوا تھا۔ چونکہ آپ کے والد بابو بشیش نرائن کا آپ کی کم سنی میں انتقال ہو گیا لہذا آپ کی تعلیم ایف۔ اے سے زیادہ نہوسکی۔ ۱۸۸۸ء میں آپ مینوسپل کمشنر مقرر ہوئے اور فوراً مینوسپل مظفر پور کے وائس چیرمین ہو گئے۔ ۱۸۸۹ء میں اپنی حسن لیاقت و رقابت کے سبب سے آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ گیارہ برس تک آپنے وائس چیرمین کا کام نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو گورنمنٹ نے آپ کو راسے بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت۔ مظفر پور۔



جنت حسین خان - خان بہادر - ولادت ۱۸۵۷ء - آپ کے والد کا نام اقبال علی خان ہے آپ کے اسلاف کرام کا اصلی وطن پنجاب تھا۔ وہاں سے موضع جینتا میں سکونت پذیر ہوئے اور زمینداری حاصل کی پھر بعض خاندانی قضایا کے سبب سے دو بھائی موضع کرمولی میں آکر آباد ہوئے۔ آپ کے والد نے زمانہ غدر میں خیر خواہانہ خدمات انجام دیے۔ ایکے صلہ میں اُنکو سرکاری ملازمت ملی۔ آپ ابتداؤں بعد کہ سپرنٹنڈنٹ ڈاک زمینداری مقرر ہوئے پھر پولس میں بھرتی ہوئے۔ شہر گیا میں کئی سال کو تو وال رہے۔ سر چارلس الیٹ صاحب لفٹنٹ گورنر بنگال کے عہد حکومت میں اسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس کا عہدہ ملا۔ ۱۸۹۹ء میں خطاب خان بہادر سے

سرفراز ہوئے۔ فی الحال آپ ضلع موگیہ میں متعین ہیں۔ دربار دہلی آئندہ میں آپ بھی مثل دیگر معززین کے مدعو ہوئے ہیں۔ آپ کے ایک حقیقی بھائی مولوی یا وحسین خان بڑے بی ایل ریاست میں وکالت کرتے ہیں اور چار فرزند ہیں محمد حسین خان۔ عبدالرحمن خان۔ عبدالعزیز خان۔ عبدالرحیم خان۔ سکونت کر مولیٰ ضلع گیا۔

اودے کرشن دیب۔ کمار۔ آپ راجہ کالی کرشنا دیب بہادر کے دوسرے بیٹے ہیں جو سو بھابھار راج کلکتہ کے رئیس ہیں آپ کو ۱۸۰۱ء جولائی ۱۸۰۱ء کو کمار کا خطاب عطا ہوا۔ راجہ کرشنا دیب بہادر راج کرشنا دیب بہادر کے فرزند اور ہمارا راجہ نب کرشنا دیب بہادر کے پوتے تھے اُنکے بڑے بیٹے راجہ نرند کرشنا دیب بہادر تھے مگر اُنھوں نے ۱۸۱۶ء میں رحلت کی اور دوسرے بیٹے کمار اودے کرشنا دیب ہیں سکونت کلکتہ۔

وندنر نرائن رائے۔ کمار۔ آپ کلکتہ کے آنریری مجسٹریٹ اور مینو سٹیشنر ہیں۔ ۲۔ جنوری ۱۸۹۳ء کو آپ کو بطور اعزاز ذاتی کے کمار کا خطاب عطا کیا گیا۔ سکونت کلکتہ۔

لوئرل نرائن سنگھ۔ ٹکیٹ۔ ۳۔ جون ۱۸۹۳ء کو آپ کو خطاب ٹکیٹ مرحمت ہوا۔ سکونت ہزاری باغ۔

سرت چندر بنرجی۔ رائے بہادر جناب ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی کے موقع پر ۱۷۔ فروری ۱۸۹۶ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو رائے بہادر کا خطاب عطا ہوا

آپ کا تعلق شیب پور ضلع ہوڑا واقع بنگال کے ایک برہمن خاندان سے ہے اور آپ نے کلکتہ یونیورسٹی میں ایم۔ اے۔ بی۔ ایل کا امتحان امتیاز کے ساتھ پاس کیا ہے سکونت شیب پور۔ ہوڑا۔

دکنیشور مایا۔ کمار۔ ۳۔ جون ۱۹۳۷ء کو آپ کو خطاب کمار محنت ہوا۔ سکونت سیرسول۔ بردوان۔

دولت چند رائے۔ کمار۔ ۳ جون ۱۹۳۷ء کو آپ کمار کے خطاب سے مخاطب ہوئے۔ سکونت چومیس پرگنہ۔

شباب چندرناہر۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۹۰۷ء اپریل ۱۹۰۷ء بنگال کے قحط ۱۹۴۳ء میں آپ کی خدمات اور قومی جسارت کے جلد وین ۱۲۔ مارچ ۱۹۴۷ء کو خطاب رائے بہادر محنت ہوا۔ آپ اُن جین زمینداروں اور ساہوکاروں کے خاندان سے ہیں جو دیناج پور مرشد آباد کے اضلاع اور پرگنہ جات سنتھال میں مالکان اراضی ہیں۔ یکم جنوری ۱۹۷۷ء کو دربار قیصری دہلی کی تقریب کے موقع پر آپ کو ایک اعزازی سند عطا ہوئی اور جناب ملکہ معظمہ کی جوبلی کی یادگار میں آپ نے ایک اعلیٰ نگلش اسکول تعمیر کرایا۔ آپ نے جین مذہب پر کئی مختلف کتابیں تحریر کی ہیں۔ آپ مقام عظیم گنج واقع مرشد آباد کے انجیری مجسٹریٹ ہیں جو اس خاندان کا مستقر ہے اور جہاں اس خاندان نے ایک غیر اتخانہ قائم کیا ہے۔ آپ کے چار بیٹے ہیں بنی لال ولادت ۱۹۰۷ء۔ اپریل ۱۹۶۷ء۔ پورن چند ولادت ۱۵ مئی ۱۹۷۷ء۔ گلاب چند ولادت ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء اور کنور سنگھ ولادت ۸۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء۔ سکونت عظیم گنج۔ مرشد آباد۔

گریش چندر واس - راے بہادر - ۲ - اپریل ۱۹۷۷ء کو آپ کی نامو خدمات  
ملکی کے جلد وین خطاب راے بہادر عطا ہوا۔ سکونت کلکتہ۔

مان سنگھ ٹھاکر - راے بہادر - یہ خطاب ذاتی ہے ۱۹۷۷ء - ۱۹۷۸ء کی قسط سالی  
کی اعلیٰ خدمات کے جلد وین آپ کو ۱۲ - مارچ ۱۹۷۷ء کو راے بہادر کا خطاب بطور ذاتی  
اعزاز کے مرحمت ہوا۔ سکھ پور - بھاگل پور۔

شب چندر نندی - راے بہادر - ولادت جون ۱۹۲۷ء - محکمہ تار برقی  
کی اشاعت اور ترقی دینے کے متعلق آپ کی ملکی نمایان خدمات کے صلہ میں ۲۸ - فروری  
۱۹۸۳ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب مذکور عطا ہوا۔ آپ ۱۹۶۶ء میں محکمہ دار الضرب  
میں گورنمنٹ کے ملازم ہوئے اور جب محکمہ تار برقی قائم ہوا تو آپ اس محکمہ میں بھرتی ہوئے  
اور اول اول کلکتہ اور ڈائمنڈ ہاربر کے مابین تار برقی لائن جاری کی۔ زمانہ عذر ۱۹۵۷ء  
میں بارہا محکمہ تار برقی کے ہڈ کوارٹر کے افسر کی حیثیت سے نہایت بیش بہا خدمات سر انجام  
دیئے اور کلکتہ اور بیہئی کے مابین نامہ و پیام اور رسل و رسائل قائم رکھنے کے لیے براہ  
جبل پور مرزا پور سے سیونی تک سلسلہ تار برقی جاری کیا۔ آپ ۱۹۶۶ء میں ہندوستانی  
تار برقی کے اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے اور ۱۹۸۲ء میں خاص نشن حاصل  
کر کے کنارہ کش ہو گئے جس کے بعد اسی سال انگریزی مجسٹریٹی کے اختیارات آپ کو  
عطا کیے گئے۔ سکونت کلکتہ۔

مہا بیر پرشاد سنگھ - راے بہادر گورنمنٹ نے ۱۹۷۵ء میں راے بہادر  
کا ذاتی خطاب آپ کو اس فیاضی کے صلہ میں جو زمانہ قسط سالی ۱۹۷۳ء - ۱۹۷۴ء میں اپنے

ظاہر کی تھی عطا فرمایا ہے۔ سکونت سارن۔

پرنسٹون کمار بنرجی۔ راے بہادر۔ ۲۴۔ مئی ۱۸۸۲ء کو آپ کو خطاب راے بہادر عطا ہوا۔ سکونت اریاڈانا۔

بھگوت مہنتی۔ راے بہادر۔ ولادت ۳۔ مارچ ۱۸۲۱ء۔ آپ جو گل مہنتی کے فرزند ہیں جو کرن یا اوٹھل کا بستہ ہیں۔ آپ ۱۸۳۹ء میں گورنمنٹ کی ملازمت میں داخل ہوئے اور مختلف دفاتر و محکمہ جات میں نصف صدی (پچاس برس) سے زیادہ عرصہ تک نہایت قابلیت اور خیر خواہی سے خدمات متعلقہ انجام دیں اور ۱۸۹۱ء میں نیشن حاصل کر کے کنارہ کش ہوئے۔ ۱۸۹۷ء میں آپ کی وسیع اور قابل قدر ملازمت کے صلہ میں اور ۱۸۶۶ء کی قحط سالی کے زمانہ میں آپ کی کباب جانفشانوں کے جلد و میں گورنمنٹ بنگالہ نے ایک طلائی گھڑی اور زنجیر عطا کی اور ۱۸۸۶ء میں بطور ذاتی اعزاز کے راے بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ کے سات فرزند ہیں۔ رام کرشنا۔ جے کرشنا۔ بھونیشور۔ نند کشور۔ گو مہکر چرن۔ پرمانند۔ اور سدانند۔ سکونت پامپالو۔ کوٹھدیس۔ پوری اوڑیسہ۔

کد ار ناتھ کند وچودھری۔ راے بہادر۔ آپ کو ۲۴ مئی ۱۸۸۴ء کو راے بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت ہوڑا۔

گنگا پرشاد سنگھ۔ راے بہادر۔ ۶ جولائی ۱۸۸۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو خطاب راے بہادر عطا کیا گیا۔ سکونت دربھنگہ۔

امبکا چرن رائے - رائے بہادر - آپکی ولادت ۱۹۲۷ء میں بمقام بہاگلہ قلعہ کلکتہ واقع ہوئی۔ آپ بابو درگا پرشاد رائے کے فرزند ہیں۔ آپ راجہ گجندر ناتھ رائے کی بارہویں پشت میں ہیں جو شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں دربار دہلی میں وزیر تھے۔ اس خاندان نے ددم کے قریب انارپور میں توطن اختیار کیا تھا مگر مرہٹوں کے شور و شر کے زمانے میں اس خاندان کے لوگوں نے بہالائین نقل وطن کیا۔ آپ نے مینو سہلٹی کے معاملات خصوصاً جنوبی حوالی مینو سہلٹی میں عالمانہ اور عالمانہ کوششیں کیں جس میں مسئلہ قوت مقناطیس کے پیش ہونے کے وقت سے آپ صدر نشین ہیں۔ آپ کے چار فرزند ہیں۔ سریندر ناتھ بی اے۔ بی ایل وکیل ہائی کورٹ کلکتہ۔ ستیندر ناتھ رائے۔ امرندر ناتھ رائے۔ دینندر ناتھ رائے۔ سکونت بہالائین۔

انباش چندر بنرجی - رائے بہادر - ولادت ۱۹۲۷ء - آپ بابو نوین چندر بنرجی رئیس بانی واقع ہوڑا کے فرزند ہیں آپ کو ۱۶ - فروری ۱۹۸۶ء کو خطاب رائے بہادر عطا ہوا۔ بالی مینو سہلٹی کے آپ چیرمین ہیں۔ سکونت ہوڑا۔

پران کرشن گھوس - رائے بہادر - ۲ - جنوری ۱۹۸۸ء کو محکمہ مال میں عمدہ خدمات انجام دینے کے صلہ میں آپ کو خطاب رائے بہادر عطا ہوا۔ سکونت چندرنگر۔

راجکمار سین - رائے بہادر - ۲ - جنوری ۱۹۸۸ء عیسوی کو محکمہ مال میں گورنمنٹ کی خدمات انجام دینے کے صلہ میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب رائے بہادر عطا کیا گیا۔ سکونت شب پور ہوڑا۔

کر سٹو چندر گھوس۔ رائے بہادر۔ یکم جون ۱۸۸۵ء کو محکمہ افیون میں عمدہ خدمات انجام دینے کے صلہ میں خطاب رائے بہادر مرحمت کیا گیا۔ سکونت بانگی پور پٹنہ۔

شکر دیال سنگھ۔ رائے بہادر۔ ۶ جولائی ۱۸۸۸ء کو بہ طور ذاتی اعزاز کے آپ کو خطاب رائے بہادر مرحمت ہوا۔ آپ شاہ آباد میں انجیر می محبٹرٹ ہیں۔ سکونت کبیسٹھ شاہ آباد۔

گوپال چندر مکرجی۔ رائے بہادر آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے یکم جنوری ۱۸۸۹ء کو خطاب رائے بہادر عطا ہوا۔ سکونت کلکتہ۔

آمان کانت واس۔ رائے بہادر۔ پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ علی الخصوص پٹیاریاست پٹیرا واقع بنگال کی اعلیٰ خدمات کے صلہ میں یکم جنوری ۱۸۸۹ء کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے بہادر کا خطاب آپ کو عطا ہوا آپ ہل پیر کے اسٹنٹ پولیٹیکل انجینئر کے عہدہ پر سرفراز تھے اور اب ریاست پٹیرا کے دیوان ہیں۔ سکونت ڈھاکہ۔

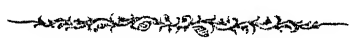
گریش چندر رائے۔ رائے بہادر۔ ۴ مئی ۱۸۸۹ء کو خدمات ملکی کے جلدو میں لے بہادر کا خطاب آپ کو عطا کیا گیا۔ سکونت۔ نلتھوبا۔

بنامی چکرتی۔ رائے صاحب۔ آپ کو گورنمنٹ انڈیا کے توشہ خانہ کی سپرنٹنڈنٹ کا کام سپرد ہے۔ یکم جنوری ۱۸۹۰ء کو گورنمنٹ نے آپ کی خدمات کے صلہ میں رائے صاحب کا معزز خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت ۱۴۔ بیڈن اسٹریٹ کلکتہ۔



محمد نجیب شاہ - انریبل - پرنس - سی - آئی - ای - آپ کی ولادت ۱۸۶۲ء میں  
 مقام ٹالی گنج کلکتہ میں واقع ہوئی جہاں اب بھی آپ سکونت پذیر ہیں آپ جنت آرام گاہ  
 میپو سلطان کے پرپوتے اور شہزادہ محمد منیر الدین مرحوم و مغفور کے پوتے اور شہزادہ  
 محمد انور شاہ مغفور کے فرزند ہیں - چار برس کی عمر میں روسائے ہند کے دستور کے مطابق  
 آپکی بسم اللہ یعنی ابجد خوانی ہوئی اور مکان ہی پر عربی و فارسی اور انگریزی کی تعلیم باہی -  
 ستمبر ۱۸۷۹ء میں آپ کے والد ماجد شہزادہ محمد انور شاہ مرحوم مع متعلقین و متوسلین عارف  
 حج بیت اللہ ہوئے - آپ کی تعلیم و تربیت کے لیے اس سفر میں ایک انگریزی مدرس  
 اور ایک عربی کے عالم کو بھی ہمراہ لے گئے - دسمبر ۱۸۸۱ء میں ہندوستان کو مراجعت  
 کی - اسی سال آپ کو ڈیپوٹیشن ٹیوٹ کی ممبری کا اعزاز حاصل ہوا - اسکے بعد  
 آپ سیالہ ہنچ کے انریمری مجسٹریٹ مقرر ہوئے اور ۱۸۸۶ء میں شمالی کلکتہ کے  
 میونسپل کمشنر منتخب ہوئے - ۱۸۸۹ء میں آپ کے والد ماجد حاجی ابراہیم الشریفین  
 شہزادہ محمد انور شاہ راہی جنت الفردوس ہوئے اور آپ سردار خاندان قرار پائے  
 اور اسی سال گورنمنٹ ہاؤس کے داخلہ کی آپ کو خاص عزت دی گئی - ۱۸۹۱ء  
 میں پولیس کورٹ کلکتہ کی پریسیڈنسی انریمری مجسٹریٹ مقرر ہوئے - ۱۸۹۳ء میں  
 لیڈی ڈفرن فنڈ کے اور اسکے بعد شہزادہ غلام محمد شاہ مرحوم کے خیراتی شفا خانہ کے  
 اور پھر ڈسٹرکٹ خیراتی مجلس کے ممبر مقرر ہوئے - ۱۸۹۶ء میں نواب لفتنٹ گورنر بہادر  
 کی ایجنس لیٹو کونسل کی ممبری کا اعزاز حاصل ہوا اور ۱۸۹۸ء میں سی - آئی - ای  
 کے خطاب سے سرفراز کیے گئے جنوری ۱۸۹۸ء کو کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو اور اسکے  
 بعد ڈسٹرکٹ بورڈ مقام چومیس پرگنہ کے ممبر - پھر علی پور اور سنٹرل قید خانہ کے  
 وزیر اور علی پور ریفرنسٹری اسکول کے مجلس انتظامیہ اور موشفا خانہ کے  
 ممبر اور برٹش انڈین ایسوسی ایشن اور انجمن حامی یتامی و یتوگان کے وائس

پریسڈنٹ مقرر ہوئے۔ آپ ایشیاٹک سوسائٹی اور انڈسٹریل سوسائٹی اور انڈیا سوسائٹی  
کلب اور انجمن افسد اوقط وغیرہ کے بھی ممبر ہیں۔ اسکے علاوہ آپ کو شریف کلکتہ  
کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ مدرسہ نسوان مسلمانان کلکتہ کے بانی اور منتظم ہیں۔ آپ اپنی  
اوقات کے نہایت پابند اور مستعد رئیس ہیں۔ ہندو مسلمانوں میں یکساں ہر دلی عزیز  
ہیں۔ حکام انگریزی بھی غرت و وقت کی نظر سے دیکھتے ہیں آپ کے برادر علانی  
شہزادہ محمد و ہاج الدین بھی بڑی غرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ گرائونڈوں نے علالت  
وایمی کی وجہ سے عزلت نشینی اختیار کر لی ہے۔ سکونت۔ ٹالی گنج کلکتہ۔



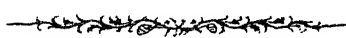
محمد عباس حسین۔ پرنس کسری نخت مرزا بہادر۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۰  
جون ۱۸۴۷ء کو ایوان جواہر نزل ٹیپا برج کلکتہ میں واقع ہوئی۔ آپ حضرت  
سلطان عالم سکندر جاہ مرزا محمد واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ کے صاحبزادہ  
ہیں۔ آپ نے مدرسہ عالیہ کلکتہ میں تعلیم پائی اور ۱۱۔ جون ۱۸۹۱ء کو نواب سردار بیگم  
صاحبہ کے ساتھ عقد کیا جسے تین اولاد میں ہوئیں۔ دولہ کے سکندر نخت مرزا  
محمد جعفر حسین اور فریدون نخت مرزا محمد عبید حسین اور ایک دختر نخت آرا صاحبہ بیگم  
اولاد و کور میں کوئی باقی نہیں ہے۔ صرف صاحبزادی بقید حیات ہیں گورنمنٹ  
آپ کو پانچ سو روپیہ ماہوار پنشن دیتی ہے خطاب پرنس خاندانی اور مسلمہ گورنمنٹ  
ہے۔ سکونت کلکتہ۔ ٹیپا برج۔



عبدالحجبار۔ مولوی۔ خان بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ کی ولادت ۱۸۳۷ء  
میں موضع پہاڑیہ ضلع بردوان میں واقع ہوئی آپ قریشی نسب ہیں۔ خلیفہ ثالث حضرت  
عثمان کی اولاد میں حضرت شہاب الدین کبیر خانہ کعبہ کے مصلای خفیہ کے امام تھے

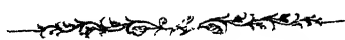
اُنکے فرزند مخدوم شاہ فخر الدین زاہدی اشاعت دین اسلام کی غرض سے وارد ہندوستان ہوئے اور میرٹھ میں استقامت اختیار کی۔ اُن کے پوتے اور اُنکے ہمنام مخدوم فخر الدین زاہدی کے پانچ فرزندوں میں ایک فرزند حضرت مخدوم شاہ بدر الدین بدر العالم کو حضرت مخدوم جہانیاں جہان گشت نے ولایت چاٹگام تھوڑی فرمائی۔ حضرت کا مزار بہار ضلع پٹنہ میں چھوٹی درگاہ کے نام سے مشہور ہے جو جاتھنڈن کی فیض رسانی کی وجہ سے مرجع خلائق ہے۔ حضرت مخدوم کی اولاد میں شاہ حیات فرید زاہدی ضلع بردوان میں مولانا حمید دانشمند کے خاندان میں منسوب ہوئے اور موضع کسپارہ میں توطن اختیار کیا۔ اُنکی چوتھی نسل میں شاہ غلام اصغر زاہدی تھے جنہوں نے اکتالیس سال تک گورنمنٹ انگلشیہ کی ملازمت کی اور ۱۸۶۶ء عیسوی میں ضلع بیرجھوم کی اعلیٰ صدر امینی کے عہدہ سے نیشن یاب ہوئے۔ لارڈ ڈلہوزی نے اُن کو خان بہادر کا خطاب مرحمت کیا تھا۔ اُنکے فرزند خان بہادر مولوی عبد الجبار صاحب ۱۸۵۹ء میں ڈپٹی مجسٹریٹ اور ڈپٹی کلکٹر کی عہدہ پر مامور ہوئے۔ آپ نے گورنمنٹ اور رعایا دونوں کے حقوق کے لحاظ سے اپنے منصبی فرائض نہایت دیانت سے انجام دیے جسکے صلہ میں پہلے خان بہادر اور پھر دوسرے سال ۱۸۹۵ء میں سی آئی۔ اے کا خطاب مرحمت ہوا۔ بعد فراغ حج و زیارت مکہ معظمہ ہی سے آپ نے نیشن کی درخواست کی اور سرکاری ملازمت سے کنارہ کش ہوئے۔ ان قابل قدر خدمات کے جلد و میں سکریٹری اسٹیٹ ہند نے آپ کے لیے اسپیشل نیشن تجویز کی آپ کی خانہ نشینی کے زمانہ یعنی ۱۸۹۷ء میں خلد مکان شاہجان بیگم صاحبہ رئیسہ بھوپال نے آپ کو وزارت بھوپال پر مامور کیا۔ پانچ سال سے زیادہ عرصہ تک آپ نے اس عہدہ جلیلہ کے خدمات نہایت عمدگی سے انجام دیے اور آپ نے رفاہ جوئی خلائق اور نگاہداشت انتظام ملکی میں سعی جلیلہ فرمائی جس سے رعایا و برابا اور رئیسہ بھوپال اور سرکار انگریزی راضی

اور خوشنود رہی جون ۱۹۲۱ء کو آپ اس عہدہ جلیلہ سے کنارہ کش ہوئے اور مسیہ  
حال بھوپال نے آپ کی نشین مقرر کر دی۔ زمانہ ملازمت سرکاری میں آپ مجلس اسلامیہ مذاکرہ  
علمیہ کلکتہ کے میہ مجلس تھے اور بنگال لمیس لیٹو کونسل کے تین مرتبہ ممبر ہوئے اور مدت  
تک خاص کلکتہ کی مجسٹریٹ اور اسٹام و اسٹیشنری کے قائم مقام سپرنٹنڈنٹ رہے۔  
بھوئے المال والبنون زینت الحیاء الدنیا آپ کے چار فرزند ہیں۔ مولوی محمد عبداللہ  
مولوی محمد عبداللہ المومن۔ محمد عبداللہ الصد۔ محمد عبداللہ الموم و ڈپٹی مجسٹریٹ اور ڈپٹی کلکٹری کے  
عہدہ پر مامور ہیں اور دو تحصیل علوم میں مصروف ہیں سکونت نوادہ ضلع گیا۔ بنگال۔



صدر علی خان۔ ڈاکٹر۔ خان بہادر۔ آپ بنگالہ کے ایک معزز خاندان سے  
ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ شیخ دولت کا موطن بنجارا اور سکن مدینہ منورہ تھا۔  
جب شاہ جلال مجربختی ترویج و شیوع مذہب اسلام کی غرض سے مدینہ منورہ سے  
وارد ہندوستان ہوئے تو ان کے ساتھ آپ بھی یہاں آئے اور سلط میں عرصہ  
دراز تک مقیم رہے اسی زمانہ میں شیخ موصوف کو دربار دہلی سے کسی خیر خواہی کے جلدین  
جاگیر وغیرہ عطا ہوئی انہیں سے ایک موضع کا نام بی بی دولت ہے جس کا کچھ حصہ  
ڈاکٹر صاحب کے قبضہ میں اتیک بھی ہے۔ آپ نے ہمیں اپنے وطن الموف میں  
انگریزی کی تعلیم پائی۔ اسکے بعد ۱۸۷۳ء میں کلکتہ میڈیکل کالج میں داخل ہوئے اور  
۱۸۷۶ء میں ال۔ ایم۔ ایس کا امتحان پاس کیا اور اسٹنٹ سرجن کے عہدہ پر  
مامور ہوئے۔ ۱۸۷۶ء میں پٹنہ میڈیکل اسکول میں میڈیسن (علم ادویہ) اور ڈوائیزی  
(فن قابلہ) کے مدرس مقرر ہوئے جس پر آپ اس وقت تک مامور ہیں۔ زمانہ ملازمت  
میں تاریخ طب۔ سیلان خون اور طبی قانون عدالت وغیرہ کئی کتابیں تالیف و تصنیف  
کیں جن میں سے آخر الذکر کتاب کے صلہ میں گورنمنٹ نے پانچ سو روپیہ بطور انعام کے

مرحمت کیے۔ اور ۱۸۹۸ء میں زمانہ طاعون میں گورنمنٹ اور رعایا کی خدمات کے جلد و میں آپ کو خان بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ آپ نے اپنے ہر اور خرد و غضنفر علیخان کو تعلیم کی غرض سے انگلینڈ بھیجا جنھوں نے نو سال کی محنت کے بعد پہلے کیمبرج یونیورسٹی کا بی۔ اے پاس کیا۔ پھر سول سروس کا امتحان دیا جس میں آپ اول رتبے اور اب ملک متوسط میں اسٹنٹ کمشنری کے عہدے پر مامور ہیں۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے خلف اکبر احمد علی خان کو سول سروس کے امتحان کے لیے انگلستان بھیجا ہے۔ انھوں نے چودہ برس کی عمر میں فرسٹ ڈویژن میں انٹرنس پاس کیا اور وظیفہ حاصل کیا تھا۔ سکونت بانکے پور۔ پٹنہ۔ بنگال۔



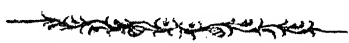
واجد حسین۔ سید۔ قیصر ہند۔ ولادت ۱۵۔ فروری ۱۲۵۸ھ۔ آپ کا سلسلہ نسب امام ہشتم حضرت علی موسیٰ رضا علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ سید محمد نجیب صوبہ بہار کے ایک معزز تعلقہ دار تھے۔ ان کے فرزند میر حسن عسکری مغفور بادشاہ فرخ سیر شہنشاہ دہلی کے عہد میں فوج کے بخشی تھے قصبہ کراے پر سرے ضلع پٹنہ ان کا خاندانی وطن تھا جہاں سے وہ اپنے ہمراہ کثیر القادسیہ دن کو دہلی لے گئے اور سب کو فوجی ملازمتیں دلوائیں۔ مگر سکھوں کی ایک جنگ میں وہ سب یکے بعد دیگرے کام آئے اس واقعہ کے مشاہدہ سے میر صاحب کا دل نہایت متاثر ہوا۔ اور اس قدر سیدوں کا خون بہنا ان سے نہ دیکھا گیا۔ لہذا وہ فوجی ملازمت سے مستعفی ہو کر اپنے وطن کراے پر سرے کو واپس چلے آئے۔ ان کے چار بیٹے تھے فرزند اکبر نواب میر مردان علی گورنمنٹ انگلشیہ کی جانب سے ضلع شاہ آباد کے عامل تھے۔ فرزند دوم میر امجد علی کو ان کے مامون میر دھوم ضلع دار کسارہ گڑھی نے لاؤدی کی وجہ سے اپنا جانشین کیا۔ جو ۱۲۹۲ھ میں سرکار انگریزی کے وقت تک ڈیڑھ ہزاری کے لقب سے

ملقب اور اپنے مرتبہ پر قائم تھے اور کولون اور راجہ ٹھکاری کی لڑائیوں میں سرکاری فوج کے شریک ہوئے اور اپنی فوج سے ضلع ہزاری بلع کو مفتوح اور مستاصل کیا اسکے صلہ میں گورنمنٹ انگریزی سے ضلع گیا میں ایک تعلقہ مرحمت ہوا تھا۔ مگر ۱۸۶۳ء میں جب وہ گدھی توڑ دی گئی اور دانا پور کپ قرار پایا تو اسکے عوض میں گورنمنٹ نے تین سو ساٹھ مواضع کا دوامی بند و بست اُنکے نام کر دیا۔ اس صورت میں اُنکو اپنے آبائی مسکن کو چھوڑ کر اے پر سہرا کے کو اپنا مستقر بنانا پڑا۔ اُنکے بیٹے میر سجان علی کے دو فرزند تھے۔ خلف اکبر سید الطاف علی وکیل عدالت دیوانی تھے جنکی اکھوتی دختر کی شادی نواب میر مردان علیخان کے نواسے اور سید امداد علی خان کے بیٹے شمس العلماء مولوی سید وحید الدین خان بہادر کے ساتھ ہوئی۔ ان سے دو فرزند شمس العلماء مولوی حکیم سید امداد امام التلخیص بہ اثرا اور مولوی سید یوسف امام متولد ہوئے۔ اور میر صفدر علی مرحوم آپ کے جد امجد اور اُنکے بیٹے میر ولایت حسین مغفور آپ کے والد ماجد تھے۔ وزیر السلطان نواب امیر علی خان بہادر آپ کی نانی کے حقیقی بھائی اور آپ کے خسر تھے۔ آپ ۱۸۷۷ء کے دربار قیصری دہلی میں وزیر السلطان وزیر شاہ اودھ کے ساتھ شریک ہوئے اور آپ کو اعزازی کرسی عطا ہوئی۔ ۱۸۸۰ء سے گورنمنٹ انگلشیہ کی ملازمت اختیار کی اور ۱۸۹۱ء میں گورنمنٹ نے سب ڈویژنل افسری جہان آباد ضلع گیا سے آپ کی خدمات پٹنہ مینو سپلٹی کو دو سال کے لیے استعار دین اور آپ نے بحیثیت سکریٹری خدمات مفوضہ کو اس خوبی سے انجام دیا کہ بعد اختتام مدت شہر کے مینو سپل کمشنرون نے گورنمنٹ سے اور دو سال کے لیے آپکی خدمات کی توسیع کی درخواست کی۔ شدت طاعون کے زمانہ میں اہل شہر کے لیے اپنے نہایت جاننازانہ کوششیں کیں جنکے جلد و میں گورنمنٹ نے قیصر ہند کا اعزازی تمغہ عطا کیا۔ سکونت قصبہ بارہ۔ ضلع پٹنہ۔

عطاء الرحمن - مولوی - شمس العلماء - ولادت ۹ - نومبر ۱۸۷۷ء - آپکا آبائی  
 اور خاندانی مسکن موضع چوپالا ضلع ہنگلی صوبہ بنگال ہے۔ فارسی و عربی کی ابتدائی تعلیم اپنے  
 اپنے جد امجد منشی محمد معصوم مرحوم اور عم مظہر مولوی حیدر علی مخدوم اور والد ماجد مولوی قاسم علی  
 مسرور سے پائی۔ اسکے بعد مدرسہ عالیہ کلکتہ میں انگریزی اور عربی اعلیٰ درجہ کے نصاب  
 تک تحصیل کی۔ یکم جون ۱۸۷۹ء کو آپ جنرل رجسٹرار بنگال کے دفتر میں انڈکس ڈپارٹ  
 کے اگریٹر مقرر ہوئے۔ تقریباً دو سال تک اس خدمت کے انجام دینے کے بعد ۱۸۸۱ء  
 میں آپ کی خدمات کمنٹر حفظان صحت ہند کے دفتر میں منتقل ہوئیں مگر چند ہی ماہ کے  
 بعد آپ ہڈ اسٹنٹ مقرر ہوئے اور بیس برس سے زیادہ عرصہ تک آپ اسی عہدہ  
 پر مامور رہے۔ ۱۸۹۶ء میں ڈاکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس کے دفتر میں سپرنٹنڈنٹ کے  
 عہدہ پر مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۳ء میں آپ کی احسن خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ سے  
 شمس العلماء کا خطاب عطا ہوا اور ۱۸۹۶ء میں گورنمنٹ ہند کی جانب سے کلکتہ  
 یونیورسٹی کے فیلو مقرر ہوئے۔ یکم نومبر ۱۹۰۱ء کو پنشن حاصل کر کے خانہ نشینی ختیا  
 کی مگر اسی مہینہ میں انزیری پریسڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ سکونت  
 نمبر ۱۱ - ولی الدین - کلکتہ بنگال -

پولن بہاری لال سنگھ - لالہ - رائے بہادر - آپ کے مورث لالہ رام چند  
 ہندو کے دادا لاہور سے مقصود آباد میں آئے تھے۔ اس پنجابی جٹلین کے ترک  
 وطن مالوف کی وجہ تجارت تھی۔ لالہ رام چند نے شاہ جہان کے عہد میں شیر گدھ کے  
 نواح میں سکونت اختیار کی۔ یہ عظیم خان صوبہ دار بنگال کے کسٹریٹ ایجنٹ تھے۔  
 انھوں نے اپنی قوت بازو سے اٹھارہ ریاست کی بنیاد ڈالی جسکو بعد میں بہت بڑی  
 ترقی اور سرسبزی حاصل ہوئی۔ اسلامی دربار میں انکی نہایت عزت اور توقیر

کیجاتی تھی اور شاہی مراسلات میں ہمیشہ القاب ذیل سے یاد کیے جاتے تھے۔  
 رفعت و عوالی مرتب و اہبت معالیٰ نزلت عزیز القدر زمیندار لالہ پولن بہار لال  
 سنگھ ۱۹۰۹ء میں اپنی آبائی ریاست پر متمکن ہوئے۔ آپ نے اکھار امین ایک اسکول  
 قائم کیا ہے جس میں انٹرنس تک کی تعلیم ہوتی ہے۔ اس اسکول کے ساتھ ایک  
 بورڈنگ ہوس اور لیبریری بھی ہے۔ تعلیم کے علاوہ آپ کو رفاہ عام کے کاموں میں  
 خاص دلچسپی ہے۔ چنانچہ سڑکوں کی مرمت اور جدید سڑکوں کی تعمیر تالابوں کی کھدائی  
 وغیرہ میں آپ ہر سال ہزار ہا روپیہ صرف کرتے ہیں اور اپنی زمینداری میں اپنے  
 اسیابوں کو تجارتی کاموں میں شریک ہونے کے لیے ہر قسم کی مدد دیتے ہیں۔ گذشتہ  
 چند سال کے اندر آپ نے پارچہ باقی کی ترقی دینے کے لیے جلا ہون کو مقبول و صلہ  
 دلایا ہے جس سے وہاں یہ صنعت اب زندہ ہوتی جاتی ہے۔ آپ کی زمینداری میں  
 کوئلہ کی ایک بہت بڑی کان ہے جو بنگال کی اکثر نامی گرامی کمپنیوں سے معاملہ  
 کرتی ہے۔ زراعت۔ باغبانی۔ فنون نادرہ۔ موسیقی اور سیر و شکار ان سب میں  
 راے بہادر کو بہت دلچسپی ہے اور آپ شاعر بھی ہیں۔ پولن گیت آپ کی تصنیفات  
 میں ایک مقبول کتاب ہے۔ راے صاحب رانی گنج منیج کے انریمری مجسٹریٹ  
 ہیں۔ ان پبلک خدمات کے صلہ میں اور بہ حیثیت ایک منظم اور قابل زمیندار  
 کے آپ کو راے بہادر کا خطاب عطا ہوا ہے۔ سکونت اکھارا۔ ضلع بردوان۔



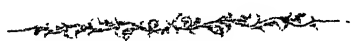
امیر علی۔ سید آذربیل پٹریٹس۔ سی۔ آئی۔ ائی۔ آپ اصلاً اور نسلاً عرب نژاد  
 ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب آنحضرت صلعم سے ملتا ہے۔ اس خاندان کا قدیمی موطن  
 سرزمین ایران تھی مگر ۱۷۷۴ء میں نادر شاہ کے ساتھ آپ کے بزرگ وارد ہندوستان  
 ہوئے جو انتراع سلطنت نادر شاہی کے بعد نواب وزیر اودھ کے مہمان نواز قلمرو



میں آئے اور موہان ضلع اناؤ میں توطن اختیار کیا۔ آپ نے ہنگلی کالج میں تعلیم پائی۔  
 ۱۹۶۷ء میں کلکتہ یونیورسٹی سے نمود کے ساتھ بی۔ اے کا امتحان اور ۱۹۶۸ء میں  
 تاریخ اور علم السیاسات میں ایم۔ اے کا درجہ پاس کیا۔ اسی سال عہدہ داران و اراکین  
 یونیورسٹی نے آپ کو شاہی طالب علم کی حیثیت سے ولایت بھیجنے کے لیے انتخاب کیا۔  
 آپ نے انگلستان پہونچکر قانونی تعلیم پسند کی اور وہاں کے علما اور وکلاء کی صحبت سے  
 آپ نے اپنی علمی اور داغی قابلیت کو ترقی دی۔ سٹر جسٹس امیر علی نے امتحان  
 بیرسٹری کی تیاری کے زمانہ میں اپنی سب سے پہلی تصنیف ”کریٹیکل انکوائزیشن آف  
 دی لائف اینڈ ٹیچنگس آف محمد“ (حضرت محمد صلعم کی سوانح عمری اور تعلیمات و تعلیمات  
 پر نظر غائر) شائع کی جس سے کہ انگلستان میں آپ کی اعلیٰ انشا پردازی کی شہرت  
 ہو گئی اور اخبارات نے آپ کی لیاقت اور کتاب کی عمدگی کی توصیف کی۔ ۱۹۷۳ء  
 میں آپ ہندوستان کو واپس آئے اور تقریباً چار برس تک بیرسٹری کرنے کے بعد کلکتہ  
 کے مجسٹریٹ اور بعد ازاں چیف مجسٹریٹ مقرر ہوئے اور اس اہم عہدہ کے فرائض  
 نہایت لیاقت سے انجام دیئے۔ دو مرتبہ آپ بنگال لیجس لیٹو کونسل کے ممبر ہو چکے  
 ہیں اور چند سال تک پریسڈنسی کالج میں شرع محمدی کے لکچرر رہ چکے ہیں۔ ۱۹۸۱ء  
 میں آپ نے ملازمت سے دست کش ہو کر پھر بیرسٹری اختیار کی یہاں تک کہ ہائی کورٹ  
 کی ججی پرفائزر ہوئے۔ زمانہ بیرسٹری میں فقہ اسلام کے متعلق کئی کتابیں شائع کیں جو  
 نہایت مستند اور معتبر خیال کیجاتی ہیں پریوی کونسل کی جو ڈیشل کمیٹی نے اپنے فیصلوں  
 میں اسکا متواتر حوالہ دیا ہے۔ یہ تصانیف کلکتہ یونیورسٹی کے قانونی کورس میں بھی  
 داخل ہیں۔ اسی سال یعنی ۱۹۸۱ء میں مسائل وصیت اور ہیہ اور ترکہ پر لکچر دینے  
 کے لیے ٹیگور لاکے پروفیسر منتخب ہوئے۔ زمانہ کی موجودہ رفتار کے لحاظ سے آپ نے  
 انگریزی اوضاع و عادات اختیار کر لیے ہیں اور ایک شریف خاندان کی اعلیٰ تربیت یافتہ

انگلش لیڈی سے شادی کر لی ہے جو ہندوستان کے دارالصدر کلکتہ کی سوسائٹی میں ایک ممتاز اور مغز خاتون ہیں۔ آپکی تصانیف سے اسپرٹ آف اسلام کی اشاعت نے علمی دنیا میں خاص قبولیت حاصل کی۔ ایچکس آف اسلام ایک مشہور اور مختصر کتاب ہے جس میں اپنے راسخ الاعتقاد مسلمانوں کی نظر سے مذہب اسلام کے عقائد پر بحث کی ہے۔ شریعت اسلام پر آپکی ”اسٹوڈنٹس ہینڈ بک“ نصاب درسی میں داخل ہے۔ آپ نے قانون شہادت کی ایک شرح مسٹر جی وڈراوف بیرسٹر کلکتہ کی شرکت سے لکھی ہے جو باعتبار مطالب ایک اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ مسٹر جسٹس امیر علی کا باجپیت ایک مصنف کے بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ آپ کی تصانیف ایسیچین لکچر اور مضامین علماء کی جماعت میں قدر و قیمت کی نظر سے دیکھے گئے۔ رسالہ نائنٹی تھ پیوری میں آپ نے علمی، اخلاقی اور تاریخی مضامین نہایت قابلیت اور تحقیقات سے لکھے ہیں۔ آپ نے کونسل عالیہ ہند میں اکثر مباحث پر نہایت وسیع اور صحیح معلومات کے ساتھ تقریریں کیں جس کا اعتراف ہزار کسلنسی لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند نے آپ کی کنارہ کشی کو نسل کے وقت ممتاز طریقہ سے کیا۔ مسٹر جسٹس امیر علی سنٹرل نیشنل مجن ایسوسی ایشن کلکتہ کے بانی مہمانی ہیں۔ آپکی پانچ سو سالہ مدت سکریٹریٹ میں مسلمانان بنگال کی رفاه و فلاح کو ایک نمایان ترقی حاصل ہوئی۔ ۱۹۵۸ء میں آپ نے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں اہل اسلام کے مناسب اور واجبی شکایات و حاجات پیش کیے تھے جو بعد غور کامل منظور اور مقبول ہوئے۔ اپنے اپنے زمانہ آڈیشنل ممبری کو نسل میں جو ترمیمات و اصلاحات پیش کیں انکو اراکیر کونسل نے تسلیم اور قبول کیا اور وہ ملک کے انسٹیٹیوٹ لا (ہندوستان کے موضوعہ قانون) میں داخل کیا گیا۔ آپ نے بارہ برس کی ہائی کورٹ کی ججی کے فرائض انجام دیئے ہیں اپنی بے قصبی۔ منصف مزاجی اور روشن و ماعنی کا کامل ثبوت دیا ہے۔ مجن ایجوکیشنل کانفرنس کے ۱۹۵۹ء کے اجلاس منعقدہ کلکتہ کے آپ صدر نشین تھے۔ آپ تسلیم

نسوان کے حامی ہیں۔ آپ کا خیال ہے کہ ہندوستان کی ترقی عورتوں کی دماغی تربیت پر منحصر ہے۔ مسٹر جسٹس امیر علی انگلستان کے اعلیٰ طبقات سوسائٹی میں نہایت ہر دلعزیز اور مسلمہ لیاقت کے ہندوستانی تصور کیے جاتے ہیں۔ آپ کی مذکورہ قومی ملی ہمدردی۔ گورنمنٹ کی خدمات کی سچا آوری۔ علمی۔ قانونی اور تاریخی اعلیٰ لیاقت کے لحاظ سے ۱۸۸۷ء میں ہزارکلسنسی لارڈ ڈفرن وائس راسے ہند نے آپ کو سی۔ آئی۔ ای کے خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ ۱۸۸۹ء میں مسٹر رومیش چندر ستر کی کنارہ کشی پر آپ کو بانی کورٹ کی ججی عطا ہوئی آپ کا یہ تقریب اور بار دونوں کے لیے مفید ثابت ہوا خصوصاً فقہ اور شریعت اسلام کے پیچیدہ مسائل یا سانی حل ہو گئے۔ مذہب آپ فرقہ و متزلزل کے خیالات کو پسند فرماتے ہیں۔ سکونت کلکتہ۔ بنگال۔



رومیش چندر روت۔ مسٹر سی۔ آئی۔ امی۔ ولادت ۱۳۔ اگست ۱۸۴۸ء  
آپ کے والد ایسان چندر روت ان ویسی ڈپٹی کلکٹر ہون میں تھے جنکو لارڈ ولیم بینٹنک صاحب نے اول اول عمدہ مذکور کے اختیارات عطا کیے تھے۔ بابور و رومیش چندر روت بد و طفولیت ہی میں یتیم ہو گئے تھے مگر آپ کے ایک لائق اور بزرگ عزیز نے آپ کی تعلیم بہت بڑی دلچسپی ظاہر کی اور آپ کو سب سے پہلے بنگلہ پاٹ شالہ میں بھیج دیا جہاں آپ چھ برس کی عمر میں داخل ہوئے۔ ۱۸۶۲ء میں انٹرنس کا امتحان اول ڈویژن میں پاس کر کے آپ چودہ روپے ماہوار کا وظیفہ دو برس تک پاتے رہے۔ ۱۸۶۶ء میں آپ نے پریسیڈنسی کالج کلکتہ سے اے۔ اے کا امتحان دیا اور کامیابی کے ساتھ پاس ہوئے جس پر آپ کو دو برس تک تینتیس روپیہ ماہوار کا وظیفہ ملتا رہا اور امتحان بی اے میں آپ اور زیادہ نمود کے ساتھ کامیاب ہوئے اور یونیورسٹی بھرتن اول ڈویژن میں دوم رہے۔ ۱۸۶۹ء میں سولہ برس کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی اور

انیس برس کی عمر میں ۳۔ مارچ ۱۸۶۱ء کو آپ نے بابو بہاری لال اور بابو سرندر ناتھ نہر جی کے ساتھ سول سروس کے امتحان کے لیے ولایت کا سفر کیا۔ ایک سال کی محنت کے بعد آپ اس سخت امتحان میں کامیابی کے ساتھ پاس ہوئے اور تین سو انگریز طلباء میں آپ کا تیسرا نمبر رہا اسی سال آپ نے بیرٹری کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ بعد ازاں آپ نے دو برس تک مختلف مقامات یورپ اسکاٹ لینڈ۔ آئر لینڈ۔ فرانس۔ بلجیم۔ سویٹزر لینڈ۔ اٹلی وغیرہ کی سیاحت کی اسکے بعد ہندوستان کو مراجعت کی۔ واپسی کے کچھ دنوں بعد ۲۸۔ ستمبر ۱۸۶۱ء کو چومیس پرگنہ کے اسٹنٹ مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ یکم نومبر ۱۸۶۱ء کو مرشد آباد جیل خانہ کے افسر کیے گئے اور یکم فروری ۱۸۶۳ء کو جیل خانہ مذکورہ کو آپ کے خدمات منتقل ہوئے آپ کے دوران انتظام میں مقام بن گرام کو بہت بڑی ترقی ہوئی۔ جدید سڑکیں بنائی گئیں۔ جا بجا اسکول قائم کیے گئے اور رفاہ عام کے کام بکثرت جاری ہوئے۔ آپ کو معاملات تعلیمی میں ابتدا ہی سے بہت بڑی دلچسپی تھی جس میں آپ ہمیشہ علیٰ حصہ لیتے رہے۔ طلباء و مدرسین کی حوصلہ افزائی کے لیے انعام و اکرام دیتے اور غریب طالب علموں کو اپنی جیب خاص کے خرچ سے پڑھوائے تھے۔ عقد ثانی بیوگان کے آپ بہت بڑے حامی رہے ہیں چنانچہ اکثر بیواؤں کی شادی میں آپ نے چندہ سے مدد کی ہے ۱۸۶۵ء کے زمانہ قحط میں آپ کے حسن انتظام سے رعایا اور گورنمنٹ کو بہت مدد ملی جس پر رعایا نے احسانندی کا اظہار اور گورنمنٹ نے آپ کی خدمات کا شکریہ ادا کیا۔ سر جان کیمبل سابق لکٹننٹ گورنر بنگال کے عہد میں ابتدائی تعلیم کو وسیع کرنے میں آپ نے جو کوشش کی تھی وہ مشکور ہوئی اور بنگالہ میں اس تعلیم کو بہت ترقی ہوئی۔ آپ کو مضمون نگاری کی جانب خاص میلان تھا جسے اوقات فرصت میں آپ انجام دیتے تھے۔ کلکتہ ریویو۔ بنگال میگزین اور مکر جی میگزین میں آپ کے علمی اور اخلاقی مضامین وقتاً فوقتاً چھپتے رہے ہیں جن میں سے بعض کتابی حیثیت میں شائع ہوئے ہیں۔ قیام لندن کے زمانہ میں جو خطوط

آپ نے اپنے بھائیوں کے نام لکھے ہیں وہ انگریزی اور بنگلہ میں مکتوبات کی حیثیت سے طبع ہوئے ہیں۔ بنگلہ کتابوں پر تقریظیں اور تبصرے لکھنے کا آپ کو بہت شوق تھا۔ زمانہ قیام بن گرام میں آپ کی توجہ ڈراما لکھنے کی طرف مائل ہوئی اس خیال کے پیدار ہوا کہ آپ کے بچپن کے دوست بابو بنکمن چندر چٹرجی تھے آپ کے اکثر نامک مطبوع اور مقبول ہو چکے ہیں۔ فن شعر گوئی میں بھی آپ کو ملکہ حاصل ہے۔ بنگلہ اور انگریزی زبان میں کبکی نظمیں مشہور ہیں۔ مہاجارت اور رامائن کے ترجمے جس خوبی اور لیاقت سے اپنے کیے ہیں ولایت کے نامور اخبارات بھی اسکے معترف ہیں۔ آپ ایک محنتی اور جفاکش شخص ہیں۔ ۳۱۔ اکتوبر ۱۸۷۱ء کو دریائے گنا کے سیلاب عظیم (جس میں چالیس ہزار نفوس غرق آب ہو گئے) کے زمانہ میں ڈسٹرکٹ افسری کی حیثیت سے اپنے نہایت جفاکشی اور تندہی سے انتظام کیا۔ ۱۸۷۲ء میں بابو صاحب بردوان تبدیل کیے گئے۔ ۱۸۷۱ء میں میدنی پور کے کلکٹر مقرر ہوئے جہاں آپ نے کورٹ آف وارڈس کے انتظام کی خرابیوں کو درست کیا۔ ۱۸۷۲ء میں گورنمنٹ نے بابو صاحب کی نمایاں خدمات کے جلد و میں سی۔ آئی۔ ای کا خطاب عطا کیا۔ اکیس سال کی ملازمت کے بعد ۱۸۷۲ء میں رخصت رعایتی حاصل کر کے آپ ولایت کی سیاحت کو گئے۔ واپسی کے بعد بردوان ڈویژن کی کمشنری کے معزز عہدہ پر آپ مامور ہوئے یہ ایک ایسا گران پایہ عہدہ ہے جس پر بائشنائے بابو صاحب اس وقت تک کوئی ہندوستانی مامور نہیں ہوا۔ ۱۸۷۵ء میں آپ بنگال لیجس لیٹو کونسل کے ممبر اور اورڈریس ڈویژن کے کمشنر اور باجکر آر ریاستہائے اورڈریس کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔ ۱۸۷۹ء میں آپ ملازمت سے کنارہ کش ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ولایت تشریف لے گئے جہاں یونیورسٹی کالج میں ہندوستان کی تاریخ کی پروفیسری پر آپ کا تقرر ہوا جو ایک بے نظیر بات ہے اس وقت اپنی پچاس برس کی عمر میں بھی آپ مثل بوجوانوں کے ملکی خدمات انجام دینے میں جست

وسرگرم ہین۔ دسمبر ۱۸۹۹ء میں لکھنؤ کے امین نیشنل کانگریس کے اجلاس میں آپ پریسیڈنٹ تھے۔ اسکے بعد آپ پھر ولایت تشریف لے گئے مگر وہاں سے واپس آکر اب اپنے یہاں کی مستقل سکونت کا قصد کر لیا ہے۔ سکونت کلکتہ۔ بنگال۔

محمد بابر۔ مرزا۔ پرنس۔ آپ حضرت خلد آرمگاہ سلطان عالم سکندر جاہ مرزا محمد واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ کے صاحبزادہ ہین۔ آپ کی والدہ مرحومہ بھی خاندان شاہی سے تھیں۔ آپ تیس برس کی عمر تک عربی۔ فارسی۔ بنگلہ اور انگریزی وغیرہ زبانوں کی تعلیم میں مصروف و مشغوف رہے۔ حضرت شاہ اودھ کی وفات کے بعد آپ نے اپنے ذاتی شوق سے تعلیم ڈاکٹری کی طرف توجہ کی اور پانچ برس تک علمی اور عملی طریقوں سے اسکو حاصل کر کے ڈپلومہ پایا اور مختلف مرضی کے علاج میں کامیابی حاصل کی۔ تیس برس کی عمر میں آپ نے عالیخانہ اور مشہور ایرانی تاجر کلکتہ میر محمد کاظم صاحب جو ہری کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ ان سے تین اولاد ہیں عالم طور میں آئین۔ ایک فرزند پرنس قیصر مرزا محمد رضا حسن اور دو صاحبزادیاں جن کا کنیز علیہ خاتون اور حسین آرا کنیز فاطمہ خاتون ہین۔ سکونت کلکتہ۔ بنگال۔

محمد ابو العلی۔ مرزا اور اجاہ بہادر۔ پرنس اپنی ولادت ۱۸۷۷ء۔ اپریل ۱۸۷۷ء عیسوی کو ایوان ساروہا منزل میاں برج کلکتہ میں واقع ہوئی۔ آپ حضرت خلد آرمگاہ سلطان عالم سکندر جاہ مرزا محمد واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ کے صاحبزادے ہین آپ اپنی عمر کے دس برس چھ مہینے چودہ دن کے بعد ۲۱ اکتوبر ۱۸۸۱ء کو مدرسہ سلطان اودھ میں داخل ہوئے جو محلہ ٹالی گنج کلکتہ میں خاص شاہزادگان و مرشدزادگان اودھ کی تعلیم و تربیت کے لیے قائم کیا گیا تھا حضرت شاہ اودھ نے ۲۱ ستمبر

۱۸۸۷ء کو رحلت فرمائی اور یکم مئی ۱۸۸۸ء کو مدرسہ سلطان او دھ بند کر دیا گیا۔  
 مدرسہ مذکورہ بالا میں آپ نے چھ برس چھ مہینے گزارہ دن تعلیم حاصل کی اور اپنے  
 مدرسوں اور پرنسپلون کی فطرت میں مغزو ممتاز رہے اسکے بعد آپ کلکتہ کے سینٹ زیویر  
 کالج کے انٹرنس کلاس میں داخل کیے گئے۔ پھر آپ نے مدرسہ کلکتہ میں تحصیل علم کی  
 ۷۔ جولائی ۱۸۹۱ء کو آپ کی والدہ نواب مبارک محل صاحبہ نے انتقال کیا۔ ۸۔ اکتوبر  
 ۱۸۹۱ء کو باجرہ یکم صاحبہ سے آپ نے عقد کیا یکم مئی ۱۸۹۵ء کو آپ نے ایک  
 انگریزی ہائی اسکول موسوم بہ مدرسہ محمدی قائم اور جاری کیا جس میں مسلمانوں کے بچے  
 مفت تعلیم پاتے ہیں۔ تواریخ انگلستان بزبان اردو تصنیف کی جو قابل دید ہے۔ آپ کو  
 کرکٹ فٹ بال وغیرہ اشغال سے خاص دلچسپی ہے فتح پریوریہ کی خوشی میں ایک سالہ  
 اور ایک باسکٹ (ٹو کری) جو نیز رگبی فٹ بال ٹیم کے اول لڑکے کو دیا تھا انجمن خاندان  
 او دھ جو ۳ فروری ۱۹۰۱ء کو قائم ہوئی اسکے آپ سکریٹری ہیں۔ آپ عربی و فارسی اور  
 انگریزی میں معقول مہارت رکھتے ہیں۔ آپ علاوہ آبائی جائداد کے گورنمنٹ سے  
 پانچ سو روپیہ کی پنشن پاتے ہیں۔ آپ کی نو اولاد دون میں اس وقت صرف دو صاحبزادے  
 ہمایون جاہ مرزا محمد عابد علی اور کیوان جاہ مرزا محمد واحد علی اور ایک صاحبزادی گوہر یکم  
 ہیں۔ سکونت کلکتہ۔ بنگال۔

محمد صدیق۔ ابوالخیر شمس الطما۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۸ھ میں موضع سلٹہ  
 ضلع چوہمیں پرگنہ صوبہ بنگال میں واقع ہوئی۔ آپ کے اجداد میں منشی قمر الدین محمد شاہجہان  
 بادشاہ میں تحصیلدار ہو کر بنگالہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت سے اس خاندان نے نثرین  
 بنگال میں نشو و نما پائی۔ اس خاندان کی ایک شاخ ضلع میمن پور واقع بنگال میں  
 بھی موجود ہے۔ آپ کے جد مرجم مولوی محمد واجد زمانہ تحصیل علوم میں مدراس گئے جہاں

بحرالعلوم مولانا عبدالعلی سے فیض حاصل کیا۔ اور وہ ان کی صدر عدالت دیوانی میں  
میرمنشی کے عہدہ پر مامور رہے۔ مگر اقتضائے حب الوطنی سے ترک ملازمت کر کے پھر  
وطن کو چلے آئے۔ آپ کے والد ہائی کورٹ کلکتہ کے محافظ دفتر تھے اور بعض اوقات  
منصفی اور کلکٹری کے عہدوں پر مامور رہے۔ آپ نے بدو عمر میں موضع کے پاٹ شامل  
میں زبان بنگلہ سیکھی اس کے بعد اپنے والد کے ہمراہ کلکتہ جا کر گیارہ برس کی عمر تک  
فارسی اور اردو حاصل کی۔ آپ کے والد انگریزی تعلیم سے سخت متفرق تھے۔ مگر آپ نے  
محض اپنے قصد اور شوق سے انگریزی پڑھی کلکتہ یونیورسٹی کے انٹرنس کے بعد چار برس  
تک آپ عربی کی تحصیل میں مصروف رہے۔ اُس کے بعد پھر انگریزی کی تکمیل کا خیال  
پیدا ہوا اور ہنگلی کالج سے بی اے اور عربی میں ایم اے پاس کیا۔ اُس کے ساتھ ہی  
۱۸۷۷ء میں آپ ہنگلی کالج میں عربی و فارسی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۸۷۹ء  
میں مدرسہ راجشاہی کے سپرنٹنڈنٹ ہو گئے۔ پھر ۱۸۸۲ء میں مدرسہ کلکتہ میں عربی  
و فارسی کے پروفیسر اور دوسرے سال مدرسہ ڈھاکہ کے سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے۔  
وہاں سے ۱۸۹۹ء میں اسٹنٹ انسپکٹر ہو کر ہنگلی میں آئے مگر چند روز کے بعد  
پریسیڈنسی کالج کے پروفیسر عربی و فارسی ہو گئے۔ ۱۸۸۲ء میں آپ کلکتہ یونیورسٹی  
کے فیلو مقرر ہوئے۔ اور جنوری ۱۸۹۷ء میں شمس العلماء کے خطاب سے متنازع ہوئے  
آپ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر اور مینوپل کشن اور انریمری مجسٹریٹ ہیں۔ آپ کے خلف الکرم  
مولوی ابونصر محمد علی جلیانی گوری میں ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ سکونت کلکتہ۔ بنگال۔

سعادت حسین۔ مولوی۔ خان صاحب۔ آپ کو خطاب خان صاحب امی

۱۸۹۶ء کو گورنمنٹ ہند سے عطا ہوا۔ سکونت نمبر ۱۳۔ کوچہ رام شکر رائے۔ کلکتہ



فرزند احمد۔ قاضی۔ مولوی۔ خان بہادر۔ تمنغہ یافتہ قیصر ہند۔ آپکی ولادت ۱۔ اپریل ۱۸۶۷ء کو مقام دولت پور میں واقع ہوئی۔ آپ کا اصلی نام مولوی محمد سلطان اور عرف قاضی فرزند احمد صاحب خان بہادر ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروق ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے جنگی تینتیسویں پشت میں آپ واقع ہوئے ہیں۔ سترہمین آپ کے بزرگوں میں ابونا صریح شیخ عبدالسد بصلحت وقت مدینہ منورہ سے تارک الوطن ہو کر شہر بلخ میں وارد ہوئے اور طریقہ شمشاخ اور سلسلہ کبیت جاری کیا۔ یہ سلسلہ انکی اولاد میں شیخ میران تک قائم رہا۔ انہیں سے مخدوم سلطان ابراہیم اوہم جو سلطان بلخ کے نواسے تھے اور مولانا شاہ شمس الدین الحقانی صاحب کشف و کرامات اور شہوراد لیاء اللہ تھے۔ حضرت آخر الذکر ادا اہل عمر میں بلخ میں منصب قضا پر مامور تھے مگر آخر عمر میں آپ تارک الدنیا ہو کر کوہ بلور می پر غزلت گزین ہو گئے جہاں اس وقت تک انجام زار موجود ہے۔ آپ کے اجداد میں شیخ صدر جہاں <sup>۱۸۵۴</sup>ع یعنی شاہ جہاں شہنشاہ دہلی کے عہد میں ہندوستان آئے اور دربار دہلی کی طرف سے باختیارات کامل پر گنہ اوکری ضلع بہار کے قاضی مقرر ہوئے اور مقام دولت پور پر گنہ اوکری میں جو فی الحال ضلع گیا میں شامل ہے توطن اختیار کیا۔ یہ منصب قضا بادشاہان مغلیہ کی جانب سے یکے بعد دیگرے آپ کے پردادا قاضی رحمت اللہ عرف پیر علی مقفور تک جاری رہا اور وقتاً بعد وقت جائداد اور جاگیرت بھی عطا ہوتی رہیں۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ تسلط میں ان جاگیروں پر خراج مقرر ہوا مگر آپ کے دادا قاضی اسد علی مرحوم کسی قدر ترمیم کے ساتھ عہدہ موزوٹی قضا پر مامور رہے۔ <sup>۱۸۵۷</sup>ع میں آپ کے دادا نے رحلت کی اور <sup>۱۸۵۹</sup>ع میں آپ کے والد قاضی احمد بخش مرحوم کو زمانہ غدر کی خیر خواہی و فاداری کے صلہ میں برٹش گورنمنٹ نے پر گنہ اوکری و ایمل ضلع بہار کا قاضی مقرر کیا۔ انھوں نے <sup>۱۸۶۶</sup>ع میں انتقال

کیا۔ اس وقت قاضی فرزند احمد خان بہادر کی عمر تقریباً دو سال کی تھی لہذا آپ کے نانا  
 منشی سید چراغ علی صاحب مدارالہمام ریاست ٹیکاری ضلع گیا آپ کی تعلیم و تربیت  
 کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ شہر گیا میں اُنکے ساتھ رہنے لگے۔ اور چونکہ آپ کی  
 والدہ کے سوا اُنکے کوئی اولاد تھی اس لیے اُنھوں نے اپنی کل جائیداد جو قاضی صاحب  
 کی آبائی جائیداد کی بنسبت بہت زیادہ تھی قاضی صاحب اور آپ کی دو بہنوں کے  
 نام لکھ دی۔ آپ کو فارسی انشا پر داری اور شاعری میں مہارت نامہ حاصل ہے۔ فن  
 شہسواری۔ نیزہ بازی اور قادر اندازی میں مشہور ہیں اور اکثر انعام حاصل کیا ہے آپ  
 حنفی المذہب مسلمانوں کے رہنما اور سرخیل ہیں آپ ایک بے تعصب۔ بخیر اور ہر دلعزیز  
 شخص ہیں۔ رفاه عام کے کاموں میں آپ دلچسپی ظاہر فرماتے ہیں گیا میں جب وائرڈس  
 جاری ہوا تو آپ نے کمشت دس ہزار روپیہ بطور چندہ کے مرحمت کیے اور لیڈی ٹی فون  
 فنڈ کلکتہ کو سالانہ چندہ سے مدد دیتے ہیں۔ کوئین وکٹوریہ میموریل فنڈ میں اور ہر کسلسنی  
 لیڈی کرزل کے مجوزہ ہندوستانی وائسوں کے تعلیمی فنڈ میں اپنے اپنے اور اپنے خاندان کی  
 طرف سے چندہ بھیجا۔ آپ خلی رحمہ کی وجہ سے وصول مالگزار میں رعایا پر تشدد روا  
 نہیں رکھتے بلکہ عدالت واقعی پر خیال فرما کے بوجہ انکی ناداری کے اکثر مالگزاری معاف  
 کر دیا کرتے ہیں۔ گاؤ کشی کے جھگڑہ میں آپ نے فریقین کو رضامند رکھا اور ہندو  
 مسلمانوں سے صلح کرا دی اور جامع مسجد کی ترمیم کے لیے اپنی جیب سے تین ہزار  
 روپیہ چندہ دیا اور عام مسلمانوں کو بھی چندہ کی تحریص و ترغیب دلائی۔ شیخہ سنیوں کے  
 علم کے جھگڑے کے تصفیہ میں بھی گورنمنٹ کو آپ نے بہت مدد دی جس پر حکام وقت نے  
 آپ کا خاص شکریہ ادا کیا۔ ۱۹۹۲ء میں قاضی صاحب گیا کے آنریری مجسٹریٹ مقرر  
 ہوئے۔ ۱۹۹۵ء میں ہزار کسلسنی لارڈ این کی تشریف آوری گیا کے وقت آپ استقبالی  
 کمیٹی کے آنریری سکریٹری تھے۔ ۱۹۹۷ء میں گورنمنٹ نے خان بہادری کا خطاب

مرحمت کیا جس پر آپ کے اعلیٰ انگریز دوستوں نے آپ کو مبارکباد کے خطوط لکھے۔  
 ۱۹۱۷ء میں جناب ملکہ معظمہ کے ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر ضلع گیا کے یوروپین ہندو  
 اور مسلمان باشندوں کی جانب سے ایڈرس پیش کرنے کے لیے جو ڈیپوٹیشن گیا تھا  
 اس کمیٹی کے آپ سکریٹری تھے۔ اواخر ۱۹۱۷ء میں جب گیا میں طاعون کی شدت  
 تھی تو آپ نے سٹریسی۔ اے۔ اولڈہیم صاحب مجسٹریٹ و کلکٹر گیا کو شہر کے  
 ڈس انفکٹ کرنے میں کوشفی و تسلی دینے اور غرباء کے معالج حکیم بیدیا ڈاکٹر کو اسکے  
 گھر پہنچانے میں بہت بڑی مدد دی۔ اسکے صلہ میں صاحب موصوف کو قیصر ہند کا طلائی  
 تمغہ اور آپ کو نقرئی تمغہ مرحمت ہوا۔ سینہ پر تمغہ قیصر ہند آویزان کرتے وقت نواب لفٹنٹ  
 گورنر بنگال نے بیان کیا کہ خان بہادر کی طاعونی خدمات کے صلہ میں جو انھوں نے  
 شہر گیا میں انجام دین میں انھیں حضور و ایسرے کی نیابت کی حیثیت سے یہ تمغہ  
 نقرئی دے رہا ہوں خان بہادر موصوف نے مجسٹریٹ ضلع کوہر قسم کی مدد دی۔ بیماروں  
 کی تیمارداری میں ہر موقع پر شریک رہے۔ آپ نے اقامت گیا میں جس استقلال سے  
 کام لیا وہ تسکین بخش اور قابل تعریف تھا۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور مجھے اس  
 امر میں ذرا بھی شک نہیں کہ آپ ہمیشہ گورنمنٹ کو خوش رکھ کر عزت حاصل کیا کریں گے  
 اور علاوہ اور حکام انگریزی کے خود سر جان و جوبرن لفٹنٹ گورنر بنگال نے خاص اپنے  
 قلم سے آپ کو شکریہ کے خطوط تحریر فرمائے۔ جناب ملکہ معظمہ آسمانی کی خبر انتقال سن کر اپنے  
 مسلمانان گیا کو مسجد جامع اور اپنی خاص مسجد میں جمع کیا اور دعائے نفرت مانگی۔  
 شہنشاہ جرمن کی والدہ کے انتقال کے موقع پر آپ نے بذریعہ وایسرے کے ہڈی  
 کا تار روانہ کیا جس پر شاہنشاہ جرمن کی جانب سے آپ کا شکریہ ادا کیا گیا۔ فتح پور یا  
 اور ضلع جنگ جنوبی افریقہ پر آپ نے اپنے اور سنی مسلمانان گیا کی جانب سے سکریٹری  
 اسٹیٹ ہند کو مبارکباد بھیجی جس کے جواب میں وہاں سے بھی اظہار خوشنودی اور اعتراف

خیر خواہی و وفاداری کیا گیا۔ ۲۶ جون ۱۹۰۲ء کی علالت کے بعد شاہ و شہنشاہ ہند کی صحت پر آپ نے مبارکباد کا تاریخچہ آپ کا خاندان ضلع گیا میں ممتاز سمجھا جاتا ہے مولوی حاجی سید محبوب عالم اور مولوی حاجی سید صدیق عالم آپ کے حقیقی بھانجے اور مولوی سید عبدالغنیط مرحوم ہاشمی النسل اور زمیندار ورئیس گیا کے فرزند ہیں اس خاندان کو تاریخی شہرت حاصل ہے اسکے مورث اعلیٰ محمود سید شاہ محمد عمر ولد سید علی میرہ بغدادی تسلیم عین بغداد سے براہ خراسان وارد ہندوستان ہوئے اس خاندان کے ایک بزرگ اسمی سید محمد حبیب اللہ کو شاہ عالمگیر ثانی نے سپہ سالار مقرر کیا اور التمغہ اور جاگیر میں موضع پنچورہ ضلع گیا مرحمت کیا تھا۔ ان صاحبزادوں کے والد موصوف نے ان کے زمانہ طفولیت میں انتقال کیا اور یہ قاضی صاحب ممدوح کے زیر تربیت رہے جس کا اثر یہ ہوا کہ امور زمینداری اور شہسواری وغیرہ میں شائق ہیں۔ خیر خواہ گوئنٹ ہیں۔ فارسی و انگریزی کی تعلیم پاپے ہیں۔ آپ کے صاحبزادہ محمد عثمان عرف انوار احمد مولوی سید ابوسعید خان بہادر قادری ایک مشہور ورئیس ٹپنہ کے نواسے ہیں خلی انگریزی تعلیم کے لیے ایک یورپین اور عربی و فارسی کے لیے ایک عالم مقرر ہے۔ سکونت گیا۔

**فضل ربی۔** خوندکار۔ خان بہادر۔ آپ کی ولادت مقام سالار ضلع مریشاپور میں ۱۳۔ اگست ۱۸۷۷ء کو واقع ہوئی۔ آپ بنگالہ کے قدیم خوندکار خاندان سے ہیں جسکا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ خواجہ رستم خراسانی مظالم چنگیز خانی سے تنگ ہو کر مع اہل و عیال کے وارد ہندوستان ہوئے اور شیخ ضیاء الدین زاہد بن خواجہ رستم خراسانی کرٹھ مانک پور ضلع آٹا بادین سکونت پذیر ہوئے جو اپنے عصر میں ایک بڑے خدارسیدہ شخص تھے۔ ان کے بیٹے شیخ سراج الدین

نے سلطان غیاث الدین کے دور سلطنت میں پہلے مقام گور و واقع بنگال میں اور پھر وہاں سے پرگنہ فتح سنگھ سرکار شریف آباد میں مستقل توطن اختیار کیا جہاں سلاطین افغان بعلیہ کی جانب سے آپ کے بزرگوں کو لاخراج ائمہ عطا ہوا تھا۔ چونکہ اس خاندان کے اسلاف بہت وارثادین مصروف تھے لہذا سلاطین اسلام بنگالہ نے اس خاندان کو خود کار کے لقب سے ملقب کیا۔ خوندکار فضل ربی خان بہادر اٹھارہ برس کی عمر تک ضروری تعلیم و تدریس میں مشغول رہے۔ اسکے بعد نواب ناظم بنگالہ کی سرکار نظامت میں ملازم ہوئے جہاں آپ کے والد مرحوم خوندکار مولوی عبدالاکبر میرمنشی تھے اور آپ کے اجداد بھی اس سرکار میں مناصب جلیلہ پر ممتاز و سرفراز تھے۔ آپ اکیس سال کی عمر میں نومبر ۱۸۶۶ء میں جناب عالی نواب ناظم بنگالہ کی خدمت میں انگلستان کو روانہ کیے گئے جو اس وقت لندن میں مقیم تھے۔ وہاں خط و کتابت فارسی کا کام اور بارہ چھانہ کا انتظام آپ کے سپرد کیا گیا۔ مارچ ۱۸۶۷ء میں جب آپ بعد حصول رخصت لندن سے واپس آئے تو بعد چندے علاقہ جات زمینداری نظامت کے آپ منجور مقرر ہوئے جس کے فرائض آپ نے نہایت جانفشانی و دیانت اور بیدار مغزی سے انجام دیئے۔ ۱۸۸۱ء میں جب نواب ناظم بہادر کے ولی عہد نواب عالیقدر بہادر الملقب بہ امیر الامرا نواب بہادر رئیس حال و سادہ نشین مسند ریاست ہوئے تو آپ عہدہ جلیلہ دیوانی ریاست مرشد آباد پر منصوب ہوئے۔ آپ ضلع مرشد آباد کے انزیری مجسٹریٹ مینوسپل کمشنر اور ممبر سٹریٹ بورڈ بھی ہیں۔ کتاب موسومہ ”آریجن آف مسلمانان بنگالہ“ کی تصنیف کے صلہ میں ۱۸۹۶ء میں آپ کو گورنمنٹ سے خان بہادر کا خطاب مع شمشیر کے عطا ہوا اور ۱۸۹۷ء میں جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند کے ڈائمنڈ جوبلی میں ایک اعزازی سند مرحمت ہوئی۔ سکونت انہ خانہ مرشد آباد۔ آبائی مکان۔ سالار پوسٹ آفس۔ طالب پور ضلع مرشد آباد۔ بنگال

درگاچرن چکرورتی۔ بابو۔ رائے صاحب۔ ایل۔ سی۔ ای۔ رائے صاحب ایک معزز برہمن خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو سومرا ضلع ہوگلی کے ودیا بھوشن خاندان کے نام سے مشہور ہے۔ بابو صاحب نے محض اپنی قوت بازو اور ذاتی کوشش سے یہ نمایاں اور ممتاز منصب حاصل کیا ہے۔ ۱۹۳۷ء میں اپنے یونیورسٹی میٹرکولیشن امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۸ء میں ایل۔ سی۔ ای۔ (سند یافتہ) درجہ سول انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی اور اسی سال کل امیدواران میں چو کلمتہ پریسیڈنسی کالج کے صیغہ سول انجینئرنگ سے شریک ہوئے تھے اول رہے۔ ۱۹۴۹ء میں آپ بنگال کے محکمہ تعمیرات میں بطور ایک کار آموز انجینئر کے مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں اسسٹنٹ انجینئر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ چونکہ آپ نے اس زمانہ میں امتحان پاس کیا تھا جب اس کالج کے پاس شدہ طالب علموں کو مستقل انجینئر مقرر کرنے کی کوئی ذمہ داری نہ تھی لہذا وہ مستقل انجینئر مقرر نہ ہو سکے۔ ۱۹۵۴ء میں گورنمنٹ نے آپ کو بیلڈ اپر سبارڈینیٹ کے مقرر فرمایا۔ ۱۹۵۹ء میں گورنمنٹ نے انکی اُن قابلانہ خدمات کے صلہ میں جو انھوں نے انہار سون کی تشخیص مالگزار کی کے تعلق ایک جدید نظام جاری کرنے میں انجام دین انکو رائے صاحب کا خطاب بطور ایک ذاتی اعزاز کے عطا فرمایا۔ اس سسٹم کے اجرا سے آبپاشی کے محاصل میں ترقی ہوئی۔ ۱۹۶۹ء سے آپ اذیری اسسٹنٹ انجینئر ہیں۔ سکونت بردوان۔



محمد ادا امام۔ مولوی۔ حکیم۔ سید شمس العلام۔ ولادت ۱۳۰۷ء۔ اگست ۱۹۲۹ء۔ آپ صوبہ بہار کے ایک ممتاز خاندان سادات میں ہیں۔ آپکا سلسلہ نسب حضرت زید شہید جگر گوشہ امام چہارم حضرت امام زین العابدین سے ملتا ہے۔ آپ کے جد اعلیٰ سید فیروز جو سید ابو الفرح واسطی کی نسل سے تھے وارو ہندوستان ہوئے تھے۔ اور آپ کے والد خان بہادر سید وحید الدین مخفور کے اجداد اداوری میں سید حسن جنگ سوار

جو صوبہ ہذا میں مجاہدانہ تشریف لائے تھے بعد فتوحات موضع نیورہ میں توطن پذیر ہوئے۔ یہ مشہور و معروف سید حسن جنگ سوار کے چھوٹے بھائی تھے جبکہ مرزا اجیر کی پہاڑی پر ہے اور جبکا ذکر مفتاح التواریخ میں ہے۔ یہی خاندان میں نواب حاجی سید احمد سعید خان بہادر ظفر جنگ امیر الوزرا اور نواب سید عتیق اسد خان صوبہ دار اٹا وہ گزرے ہیں جنکے تذکرے تاریخ سیر المتاخرین میں مندرج ہیں اور رقعات عالمگیری میں شہنشاہ اورنگ زیب دہلی نے انھیں اعزاز کے ساتھ یاد کیا ہے سید محمد نجیب صوبہ بہار کے ایک بڑے تعلقہ دار تھے۔ ان کے صاحبزادے سید حسن عسکری افواج دہلی کے بخشی اور ایک ذی اختیار امیر تھے۔ ان کے دو فرزند تھے میرا مجد علی نے گورنمنٹ انگریزی کولون کی جنگ میں اپنے سوار و پیادوں سے بہت بڑی اعانت دی تھی اور اسکے صلہ میں ضلع گیا میں ایک بہت بڑا تعلقہ حاصل کیا۔ دوسرے بیٹے میر مردان علی گورنمنٹ انگلشیہ کی جانب سے عامل ضلع شاہ آباد تھے اور انکو فوجداری و مال و بند و بست کے اختیارات حاصل تھے۔ مورث میر مردان علی آپکے پردادا سید امداد علی خان بہادر کے حقیقی نانا تھے۔ آپ کے آبا و اجداد ہمیشہ سے گورنمنٹ انگلشیہ کے معتمد اور ذمہ دار عہدوں پر متنازع رہتے آئے ہیں آپ کے والد شمس العلماء سید وحید الدین خان بہادر صدر الصدور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ ڈسٹرکٹ رجسٹرار۔ جج خفیہ۔ اور جسٹس آف دی پیس کے عہدوں پر سرفراز تھے۔ اور آپ کے دادا سید امداد علی خان بہادر صدر الصدور اور حاکم فوجداری تھے اور آپ کے پردادا سید امام علی حاکم مال تھے اور ان کے والد مرحوم سید بقیۃ اللہ بھی اس عہدہ پر متنازع تھے۔ آپ کے والد کے نانا سید سلامت علی خان اور مامون سید راحت علی خان عدالتھا دیوانی و فوجداری کے مناصب جلیلہ پر مامور تھے۔ اور آپکے حقیقی چچا سید فرید الدین خان بھی حاکم عدالت تھے۔ غدر عہدہ میں آپ کے ایک چچا سید نجم الدین نے

کارہائے نمایاں کیے جنکی تعریف ولیم ٹیلر صاحب نے اپنی تصنیف موسومہ ارتقیین میں  
ہندوستان میں کی ہے۔ اور اُسکے صلہ میں اُن کو ڈپٹی مجسٹریٹ کا عہدہ اور خطاب  
ملا تھا مگر انھوں نے منظور نہیں کیا اور خلوت نشینی کو ترجیح دی آپکے خاندان کے  
موجودہ ممبر بھی اپنے اقران و امثال میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ آپ خود شمس العلماء ہیں  
آپ کے بچھلے بھائی سید فضل امام خان خان بہادر کے خطاب سے ممتاز ہیں۔  
مولوی سید نصیر الدین خان حاکم مال و فوجداری ہیں اور مولوی سید محمدی الدین خلیف  
سید نجم الدین مذکور ڈپٹی کلکٹر اور مجسٹریٹ ہیں۔ مولوی سید شرف الدین ایک مشہور  
بیرسٹر اور مولوی محمد یحییٰ صاحب پٹنہ کے وکیل درجہ اول ہیں۔ آپ کے برادر اصغر سید  
یوسف امام انتظام زمینداری و تجارتی کاروبار میں مصروف ہیں جسے انھوں نے بہت  
بڑی ترقی دی ہے۔ آپ کے بھانجے سید محمد سلیمان خلیف مولوی سید محمد یحییٰ بھی بیرسٹر  
ہیں اور عدالت ہائی کورٹ حیدرآباد میں کام کرتے ہیں۔ آپ کے خاندان کے اکثر  
نوجوان بی۔اے۔ اکثر بیرسٹر۔ اکثر وکیل ہیں اور کچھ ولایت میں تعلیم پڑھ رہے ہیں شمس العلماء  
مولوی حکیم سید امداد امام صاحب نے حسب معمول عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی  
اور علوم ریاضی و معدنیات و حیوانات۔ مناظرہ۔ فلسفہ جدیدہ و قدیمہ سے بخوبی ماہر  
ہیں اور زبان انگریزی میں بھی کافی دستگاہ ہے۔ آپ اردو کے خوش فکر اور خوشگوشاعر  
ہیں۔ اثر تخلص ہے۔ انگریزی اشعار بھی آپ نے نظم کیے ہیں۔ آپ کی تصنیفات  
میں اکثر کتابیں موجود ہیں۔ کتاب مرآۃ الحکما اور کتاب الاثمار مصنف شمس العلماء زبان  
سوئیڈن میں ترجمہ ہوئی ہیں۔ اور وہ سوئیڈن اور ناروے کی یونیورسٹیوں میں  
جاری ہیں۔ آپ نے کاشف الحقائق معروف بہ بہارستان سخن نامے ایک کتاب  
تصنیف کی ہے جس میں آپ نے مصری۔ یونانی۔ لاطینی۔ ایطالوی۔ جرمن۔ انگریزی  
عربی۔ فارسی۔ اردو۔ سنسکرت بھاشا۔ چینی۔ جاپانی۔ اور برہما کی طرز شاعری پر ایک



دلچسپ بحث کی ہے۔ آپکو با این ہمہ علم و فضل شہسواری اور صید افگنی کا بہت بڑا مذاق ہے۔ آپ کے دو صاحبزادہ سید علی امام اور سید حسن امام مشہور پیر شریں سکونت قصبہ نیورہ بہار۔



السیر خیر رتھر۔ بابو۔ رائے بہادر۔ ولادت ۲۵۔ اکتوبر ۱۸۲۲ء۔ آپ کلکتہ کے اُس مغز کلین کا بیستہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو ابتداً گدھوگو بند پور میں سکونت پذیر تھا۔ جب یہ موضع قلعہ فورٹ ولیم بنانے کے لیے لیلیا گیا تو خاندان مذکور کو تھنچینا میں نقل مکان کرنا پڑا جو کالج اسکول کے قریب ہے۔ آپ کے نانا رائے ہر چند گھوش بہادر آپ کے عم زاد بھائی کلکتہ کی عدالت خیفہ کے ایک نامی جج تھے۔ آپ نے ہیر اسکول میں تعلیم پائی اور ۱۸۳۷ء میں فرسٹ سینئر اسکالرشپ کا امتحان پاس کیا اور وہاں سے ہندو کالج میں آپ نے کل امتحانات نہایت نمود کے ساتھ پاس کیے اور مختلف مضامین میں انعام اور تمغے حاصل کیے۔ ۱۸۳۷ء میں فورٹ ولیم کالج میں قانونی لکچر سنے اور اادل ہی امتحان میں وہ طلائی تمغہ حاصل کیا جو تھنچون نے مقرر کیا تھا۔ اس پر سر لیبل بیڈن صاحب کی توجہ اپنرائل ہوئی اور جب مسٹر موصوف بورڈ آف رونیو کے جوئز سرکٹری مقرر ہوئے تو انھوں نے وٹھاکہ کے کشتہ آبکاری کی ماتحتی میں آپ کو ایک اعلیٰ عہدہ عطا کیا۔ بابو صاحب نے ۱۸۴۱ء سے ۱۸۴۳ء تک مختلف اعلیٰ سرکاری عہدوں پر کام کیا۔ آخر میں آپ کلکتہ کے شمالی ڈویژن کے قائم مقام پریسڈنسی مجسٹریٹ تھے۔ رائے بہادر ۱۸۶۱ء سے ۱۸۶۲ء تک تین بار برٹش انڈین اسوسی ایشن کے وائس پریسڈنٹ رہ چکے ہیں۔ آپ البرٹ وکٹر اسلم فارمیپر (جدام خانہ) کے انتظامی بورڈ کے ممبر ہیں۔ آپ کی سرکاری خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے آپ کو رائے بہادر کا خطاب عنایت کیا ہے۔

سکونت ۶۴ مسجد باری اسٹریٹ کلکتہ۔

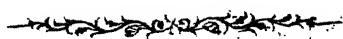


محی الدین احمد سید - تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ آپ کی ولادت ۵۔ جمادی الاول ۱۲۹۰ھ ہجری کو پٹنہ میں واقع ہوئی۔ آپ کا معروف نام سید شاہ محمد کمال ہے۔ آپ کے والد کا نام سید شاہ مبارک حسین تھا آپ پٹنہ اور ڈیانوان کے رئیس ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب امام چہارم حضرت زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ کے اسلاف ترویج و تشیع دین نبوی کی غرض سے وقتاً بعد وقت عرب سے ہجرت کر کے داخل ہندوستان ہوئے جنکو فرامین شاہی کی رو سے جاگیریں وغیرہ عطا ہوتی رہیں کا غذات خانہ دانی اور فرامین شاہی کے تلف ہو جانیکا سراغ شاہ محمد فرخ سیر کے فرمان مجریہ آخر شہر رجب ۱۲۹۰ھ ہجری سے لگتا ہے جو انھوں نے اُن اراضی پر قبضہ رکھنے کے لیے از سر نو عطا کیا تھا جو آپ کے بزرگوں کے قبضہ میں چلی آتی تھیں۔ بدو شعور سے عہد شباب تک آپ علوم مشرقیہ متعارفہ کی تحصیل میں مصروف رہے آپ کو امور رفاه عام سے بہت بڑی دلچسپی تھی ۱۲۹۷ھ میں جب آپ مینوسپل کمشنری کے امیدوار ہوئے تو پبلک نے آپ کے واسطے نہایت کثرت سے ووٹ دیے جو آپ کی ہردلعزیزی کا ایک بین ثبوت ہے۔ ۱۲۹۶ھ میں ہزارا کسلنس لارڈ الگن صاحب وائسہ اے و گورنر جنرل ہند کے دربار لیوی میں شریک ہوئے اور ۱۲۹۹ھ میں بانگی پور انڈینڈٹ بینچ کے انگریز مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ تین سال کے اندر اپنی مستعدی اور لیاقت کی وجہ سے آپ نے درجہ دوم کے اختیارات حاصل کیے۔ ۱۲۹۹ھ میں لوکل بورڈ کے ممبر اور ۱۳۰۰ھ میں بانگی پور خیراتی شفا خانہ اور انجمن انسداد مظام حیوانات کے ممبر مقرر ہوئے۔ ۱۳۰۰ھ میں پٹنہ کے وبائی طاعون کی شدت کے پر آشوب زمانہ میں نہایت استقلال کے ساتھ اپنے انسداد مرض اور صفائی مکانات میں گورنمنٹ کی مدد کی۔ اور اپنے ذاتی مصارف سے

ناوار اور محتاج غربا کی روزانہ بھینر و تکفین کے علاوہ مصیبت زدگان طاعون کی رفع تکلیف کے فائدہ میں آپ نے دو ہزار روپیہ کمیشن عطا کیے جسکے جلد میں گورنمنٹ نے ۱۹۰۲ء میں قیصر ہند کا اعزازی تمغہ مرحمت کیا۔ سکونت بالنگی پور۔ پٹنہ۔

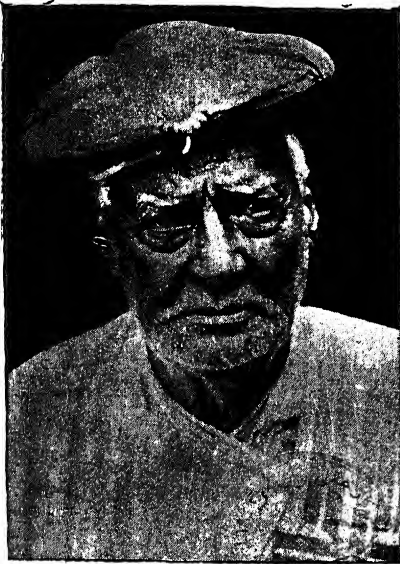


شیش چندر۔ رائے بہادر۔ مہاراجہ۔ والی ندیا۔ ولادت ۱۲ مئی ۱۸۶۹ء۔ آپ راجہ کرشن چندر رائے راج راجندر بہادر کی ساتویں پشت اور راج کے بانی بھیماندر مجموعہ دار کی سترھویں پشت میں ہیں جنکو شہنشاہ جہانگیر نے فرمان عطا کیا تھا۔ ۱۱ مئی ۱۸۹۹ء کو آپ نے زمام ریاست اپنے ہاتھ میں لی یکم جنوری ۱۹۰۹ء کو گورنمنٹ نے آپ کو مہاراجگی کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ نے ستر جارج ڈی اسول صاحب ایم اے سے تعلیم پائی ہے اور انگریزی اور سائنس میں اعلیٰ درجہ کی دستگاہ رکھتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب کو سنسکرت زبان میں بھی محقول دستگاہ حاصل ہے اور نہایت ہی ذہین اور طباع شخص ہیں۔ آپ علما کے بہت بڑے قدردان ہیں۔ تعلیم۔ اسپتال۔ اور غربا و مساکین کی امداد میں آپ نے فیاضانہ چندے دیے ہیں۔ آپ صرف علم دوست اور فیاض ہی نہیں ہیں بلکہ انتظامی معاملات میں بھی آپ کو عمدہ قابلیت ہے۔ فی الحال آپ کا ایک صاحبزادہ ہے جسکی عمر ۱۱ برس اور ایک صاحبزادی ہے جسکی عمر ۱ برس ہے۔ سکونت ندیہ بنجال۔

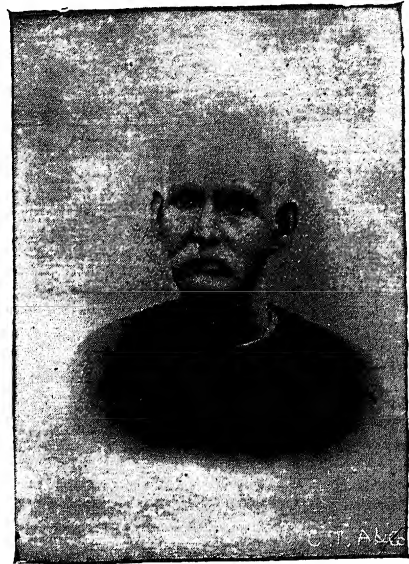


نرپت سنگھ دیو۔ راجہ ریاست پوڑا ہاٹ۔ آپ کی ولادت ۱۲ ستمبر ۱۸۷۷ء کو بنارس میں واقع ہوئی۔ آپ راجہ ارجن سنگھ دیو کے فرزند اور راجہ اچت سنگھ دیو کے پوتے ہیں جو سورج بنسی راٹھور چھتری خاندان سے تھے۔ تقریباً ۱۹۰۶ء میں اس خاندان کے مورث اعلیٰ راجہ کاشی ناتھ سمر سنگھ دیو شہنشاہ اکبر کے حمد سلطنت میں جو دھپور سے

سری جگر ناتھ پوری کے درشن کے لیے گئے اور پوڑا ہاٹ میں آکر آباد ہوئے اور وہاں کی بھومیان اور کول اقوام کو مغلوب کر کے خود قابض ہو گئے اور اُس مقبوضہ پر گنہ کا نام اپنے خاندانی خطاب سنگھ کے لحاظ سے سنگھ بھوم رکھا اور اسی نام سے یہ ضلع اس وقت تک موسوم ہے۔ گو مقبوضات کی ترقی کی وجہ سے دارالصدر مختلف مقامات پر تبدیل ہوتا گیا مگر اس خاندان کا سب سے قیدی اور مشہور دارالصدر پورا ہاٹ ہی رہا اور کل راجہ راجہ پوڑا ہاٹ کے لقب سے ملقب ہوتے رہے۔ ۱۸۵۶ء کے غدر میں ایک سوباغیوں کی جماعت نے سنگھ بھوم کے دارالصدر چائین باسا کے جیلانہ سے قیدی رہا کر دیے اور راجہ جی جانے کا ارادہ کیا مگر نڈی پار نہ اُتر سکے۔ راجہ ارجن سنگھ دیو اس خبر کو سنکر باغیوں کو ہاتھی پر سوار کر کے نڈی پار اُتار کے اپنے راجدھانی چکر دھر پور میں لے آئے اور حسن جیل سے اُنکے ہتیار رکھوا لیے۔ اسکے بعد اُنھوں نے ڈپٹی کمشنر چائین باسا کو اطلاع دینے کا مصمم ارادہ کیا تھا لیکن قبل اسکے اُنکے خاندانی حاسدون نے موقع پا کے گورنمنٹ کو رپورٹ کر دی جس سے انکا پورا منصوبہ برعکس ہو گیا اور راجہ ارجن سنگھ دیو باغیوں کے حامی قرار دیکر ریاست سے علیحدہ اور وظیفہ دیکر بنارس روانہ کر دیے گئے جہاں راجہ ریت سنگھ دیو صاحب ۱۲ ستمبر ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ پندرہ برس کی عمر میں یکم جولائی ۱۸۹۹ء کو اجیر راج کمار کالج کے چھٹے درجہ میں آپ بھرتی ہوئے جہاں ہر سال سالانہ امتحان میں انعام پاتے رہے آپ نے تین طلائی اور آٹھ نقرئی تمغے اور راجگان و مہاراجگان (مہاراج کالج) سے دس اور بیش قیمت چیزیں حاصل کیں۔ میو کالج اجیر میں آپ نے مختلف علوم و شغال میں محقول مہارت اور مشق پیدا کی اور ایف اے تک انگریزی اور سنسکرت کی تحصیل کی اور یکم اکتوبر ۱۸۹۵ء کو تعلیم سے فارغ ہو کر بنارس واپس آئے۔ جون ۱۸۹۵ء کو مہاراجہ صاحب موہنچند اور اُنکے بھائی راجہ صاحب نیلگری کی چھوٹی ہمشیرہ کے ساتھ آپ کی شادی ہوئی۔ یکم مارچ ۱۸۹۶ء کو گورنمنٹ سے آپ کی آبائی ریاست پوڑا ہاٹ



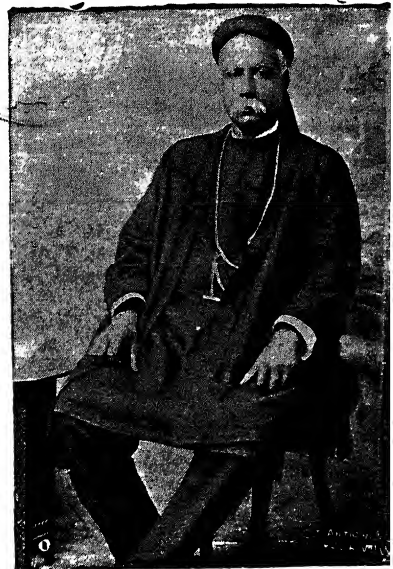
مہاتما پوہیہا نندت سری ام شروئی رئیس بگرام



رئیس بہادر دوارکاتھ بھٹاچاری رئیس نوادیپ

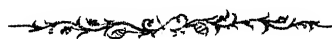


رائی صاحب پوہندرو ناتھ چٹرجی رئیس آرہ



رئیس بہادر چودھری ام اس رائے رئیس مدم

کی سند اور چارج عطا ہوا۔ ۱۹۰۱ء کی ابتدا میں برسا منڈا باغی کی گرفتاری میں گورنمنٹ کو آپ نے بہت مدد دی جس کے اعتراف میں لوکل گورنمنٹ نے آپکو شکریہ کا خط تحریر کیا۔ ۱۹۰۱ء - دسمبر ۱۹۰۱ء کو ہنز آئر لفٹنٹ گورنر بنگال نے ایک عام دربار میں قیمتی ڈھال ملوار اور سر بیچ - چنہ اور چپکن وغیرہ اور راجہ پوڑا ہاٹ کے آبائی خطاب کی سند عطا کی۔ آپ ایک متین - ذہین - علم دوست مردم شناس رئیس اور اپنی رعایا میں ہر دلعزیز ہیں۔ آپ ضلع سنگھ بھوم کی اکثر کمیٹیوں اور جلسوں کے ممبر بھی ہیں۔ اس ریاست کا رقبہ آٹھ سو مربع میل ہے اور ۱۹۰۱ء کے بندوبست میں کم و بیش ایک لاکھ روپیہ کی آمدنی ثابت ہوئی تھی علاوہ اور پیداوار کے اس ریاست میں کئی مذیوں کی ریت سے سونہ بھی نکلتا ہے۔ تین ریلوے اسٹیشن چکر دھر پور اسونوان اور گول کیر اس ریاست میں واقع ہیں۔ اس خاندان میں ۷ نوشی کی قطعاً ممانعت ہے۔ سناکت بھی خاندانی چھتریوں اور وہ بھی چند ریاستوں میں محدود ہے۔ سکونت پوڑا ہاٹ اسٹیٹ سنگھ بھوم - ڈاکھنا چکر دھر پور بنگال۔

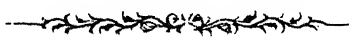


دوار کا ناتھ - بھٹا چارجی - رائے بہادر - تاریخ ولادت ۱۸۳۲ء صوبہ بنگال میں نوا دیپ علم سنسکرت کی ایک خاص تعلیم گاہ ہے۔ اور کسی زمانہ میں یہ مقام صوبہ کا پایہ تخت تھا۔ آپ کے اجداد سنسکرت کے عالم تھے۔ رائے بہادر بابو سری ناتھ تارکاشیٹن بھٹا چارجی کے بیٹے ہیں۔ آپ کے والدین غریب آدمی تھے۔ آپ کرشنا گڈھ کالج میں بطور ایک خیراتی طالب علم کے داخل ہوئے۔ مسٹر اے جی بریور جانت مجسٹریٹ کرشنا گڈھ آپ کی تعلیم کی فیس دیا کرتے تھے۔ بعد کو ڈاکٹر آچر آبکی امداد فرماتے رہے۔ ۱۸۵۳ء میں آپ ہندو کالج کلکتہ کو منتقل ہوئے جسکو اپنے ۱۸۵۴ء میں چھوڑا۔ اور انر پارہ اسکول میں تیس روپیہ ماہوار کے مدرس سوم مقرر

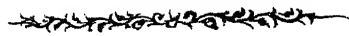
ہوے۔ بارہ برس بعد آپ نے یونیورسٹی کے امتحانات پاس کیے۔ اٹس میں اعزاز حاصل کیا اور ایم اے کی ڈگری پائی اور بعد کو بی۔ ایل۔ کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۶۶ء میں آپ جوڈیشل ملازمت میں داخل ہوئے۔ ادرستمبر ۱۹۹۱ء میں نیشن لی۔ اسکے بعد آپ بعض زمیندار یون کے منیجر رہے۔ ۱۹۹۴ء میں آپ کی جوڈیشل خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے انراہ خوشنودی آپ کو رے بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ رے بہادر بابو دو دار کا ناتھ بھٹنا چارجی کچھ عرصہ تک نوادیپ مینوسپلٹی کے چیرمین اور آنریری مجسٹریٹ رہے لیکن حال میں آپ نے ان دونوں عہدوں سے کنارہ کشی کی۔ ڈسٹرکٹ پورونڈیا کے اب بھی ممبر ہیں۔ سکونت ضلع ندیا۔ بنگال۔



سری رام۔ سرونہی۔ پنڈت۔ مہامو پادھیا۔ ولادت ۱۹۲۴ء۔ آپ کا خاندان علمی فضیلت کے لیے ہمیشہ مشہور رہا ہے۔ اس میں اکثر لوگ علم سنسکرت کے فاضل اور ادیب گذرے ہیں۔ پنڈت رام گو بندر کی گیش رانی بھینی کے مشہور و معروف دربار میں ایک نامی پنڈت تھے پنڈت سری رام سرونہی نے نوادیپ میں تعلیم پائی ہے جو سنسکرت کا قدیم مرکز ہے۔ پنڈت سری رام نے فراغ علم کے بعد سرونہی کا لقب حاصل کیا۔ ۱۹۶۶ء میں پنڈت صاحب کو سر اسٹوارٹ ہیلی کی ملاقات کا فخر حاصل ہوا۔ جو اُس زمانہ میں بنگال کے لفٹنٹ گورنر تھے۔ اُس زمانہ سے ہنر آنر کو پنڈت صاحب سے ایک طرح کی خصوصیت ہو گئی تھی اور ۱۹۸۴ء میں لارڈ ڈفرن وائسیراے و گورنر جنرل نے بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو مہامو پادھیا کا خطاب عطا فرمایا اگرچہ اس وقت آپ کی عمر ۶۰ سال کے قریب ہے مگر آپ اب بھی رانی ارنا کالی جوبلی ٹول (مدرسہ) کے پرنسپل ہیں سکونت برہام پور۔ بنگال۔



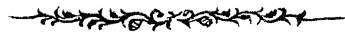
رام داس رائے - چودھری - رائے بہادر - ولادت ۷ جنوری ۱۸۳۲ء  
 آپ بابو راجہ رام رائے چودھری کے فرزند اور برہمنوں کے ایک معزز خاندان سے تعلق  
 رکھتے ہیں۔ آپ نے ۱۸۴۷ء سے ۱۸۶۲ء تک گورنمنٹ کی ملازمت میں مختلف عہدوں  
 پر کام کیا۔ سکھوں کی لڑائی کے وقت کسریٹ کی شاخ سے اچکا تعلق تھا۔ ملتان کی  
 جنگ میں ابتدا سے آخر تک اپنے عہدہ کے فرائض انجام دیے۔ ۱۸۵۷ء میں  
 آپ میرٹھ سرکل کے ڈپٹی سرجن جنرل کے دفتر کے ہیڈ کلرک تھے اور آپ ہی کے سامنے  
 وہاں بلوے کی ابتدا ہوئی تھی۔ آپ نے یکم نومبر ۱۸۶۲ء کو گورنمنٹ کی ملازمت سے  
 کنارہ کشی کی۔ گورنمنٹ نے آپ کی ان خدمات کے صلہ میں آپ کو رائے بہادر  
 کا خطاب اور ایک طلائی گھڑی اور زنجیر عطا فرمائی۔ آپ تین برس تک ددم مینوسپلٹی  
 کے چیرمین رہے اور آپ ددم کے انریری مجسٹریٹ ہیں۔ آپ کے دو صاحبزادے  
 ہیں۔ جادو ناتھ اور اشنی کمار رائے چودھری۔ دونوں گورنمنٹ کی ملازمت میں اعلیٰ  
 عہدوں پر ممتاز ہیں۔ بڑا صاحبزادہ شمالی ددم مینوسپلٹی کا چیرمین بھی ہے۔ سکونت  
 ددم کلکتہ۔



مہندرو ناتھ چٹرجی - بابو رائے صاحب - تاریخ ولادت ۳۱ مارچ ۱۸۴۷ء  
 آپ بابو چندر کانت چٹرجی کے فرزند ہیں آپ نے ۱۸۶۷ء میں بطور ایک اسکول  
 ماسٹر کے گورنمنٹ کی ملازمت شروع کی۔ کچھ دنوں تک کلکٹری شاہ آباد میں اکوئٹ  
 رہے دو سال بعد سپرنٹنڈنگ انجینئر سول سرکل کے یہاں کلرک کے خدمات انجام  
 دیے اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے اُس دفتر کے ہیڈ اسٹنٹ مقرر ہوئے اور اکیسویں  
 روپیہ ماہوار کی پنشن پر اس عہدہ سے کنارہ کشی کی۔ ۲ جنوری ۱۸۹۹ء کو حضانہ  
 کے صلہ میں آپ کو رائے صاحب کا خطاب عطا ہوا۔ اس وقت سے آپ آرہ کے



مینو پیل کمشنر اور انریری مجسٹریٹ ہیں۔ سکونت۔ آره۔



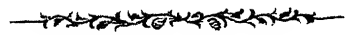
ولی محمد۔ مولوی۔ پشاور۔ خان صاحب۔ یکم جنوری ۱۹۹۲ء کو آپکو  
خان صاحب کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے گورنمنٹ نے مرحمت کیا۔ سکونت کلکتہ۔



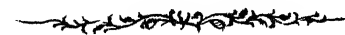
نجابت حسین۔ مولوی۔ سید۔ خان صاحب۔ آپکو گورنمنٹ نے ۲۱۔ مئی  
۱۹۹۱ء کو خان صاحب کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے عطا کیا۔ سکونت دیوگرہ بنگال



ہری موہن ساندیل۔ راے صاحب۔ آپ کو راے صاحب کا  
خطاب بطور ذاتی اعزاز کے آپ کی حسن خدمات کے جلد و مین یکم جنوری ۱۹۹۲ء کو  
کو مع سند عطا ہوا۔ سکونت ندیا۔

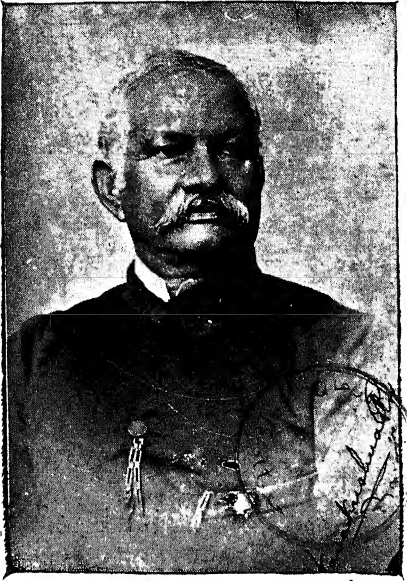


گر ندر و ناتھ مگر جی۔ راے صاحب۔ ۲۲۔ جون ۱۹۹۶ء کو گورنمنٹ نے  
آپکو بطور ذاتی اعزاز کے راے صاحب کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سکونت نمبر  
نیوگی پوکرایٹ لین۔ کلکتہ۔

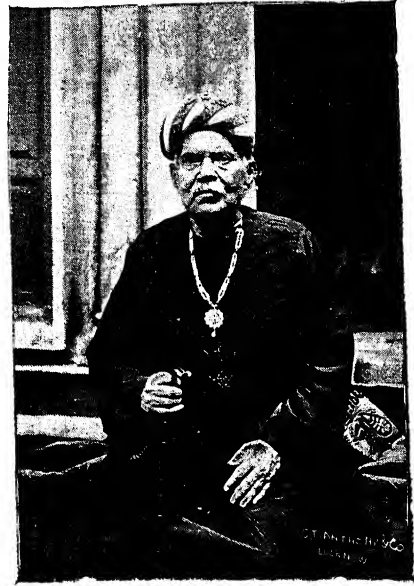


بھگوتی چرن چٹرجی۔ راے صاحب۔ آپ کو ۱۹۹۲ء مین راے صاحب  
کا خطاب بجلد و سے خدمات گورنمنٹ نے بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت کیا۔ سکونت  
اگر کندہ۔ کمار کھالی۔ ضلع ندیا۔





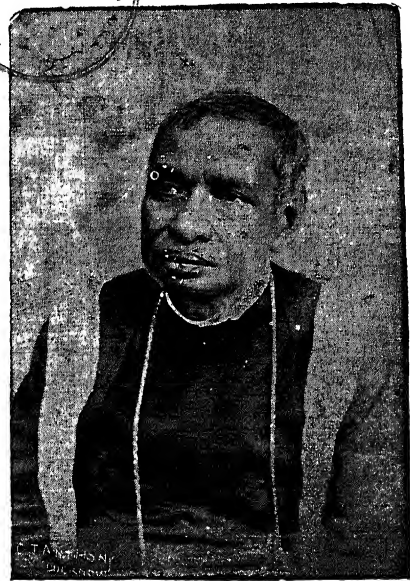
رای صاحب نب کرشن رائے رئیس ندیا



رائے بہادر کھیتراجی رئیس کلکتہ

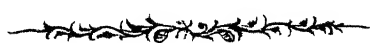


رائے بہادر بابو بیریشو چکرورتی رئیس کلکتہ



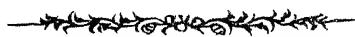
رائے بہادر پورن چندر شوم رئیس کلکتہ

کھیتھر چندرنجی - رائے بہادر - ولادت ۱۸۳۱ء - آپ برہمنوں کے ایک نہایت معزز اور ذی اثر خاندان سے ہیں - آپ کے والد کی وفات کے بعد آپ کے بڑے بھائی کھیتھر موہن نے آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی - آپ نے نہایت نمود کے ساتھ اپنی طالب علمی کا زمانہ بسر کیا اور انیس برس کی عمر میں اُس کا رخانہ کے خزانچی مقرر ہوئے جہاں آپ کے بھائی کھیتھر موہن فیض تھے - چھبیسویں برس آپ کو تجارت کا خیال ہوا چنانچہ غدر ۱۸۵۷ء کے زمانہ میں رائے گنج اور نہاری بلخ میں جا کر کسٹریٹ سے ٹھیکہ لیا اور اُس میں بخوبی کامیاب ہوئے - اپنے بھائی کی وفات کے بعد وہ اپنے فرائض متعلقہ انجام دینے کے لیے کلکتہ میں آئے جہاں آپ نے ۱۸۶۳ء میں کاشی پور میں پتھر کی سڑک کا کام جاری کیا اور اُس کے بعد ایک زبردست ٹھیکہ دار ہو گئے اور آپ کو کلکتہ میں ہر قسم کے ٹھیکہ کا کام ملنے لگا - ۱۸۶۵ء میں آپ کے مساعی جمیلہ سے سرکاری نمک کا گودام جسمین ساٹھ ہزار من نمک تھا طوفانی بارش سے بگلیا حالانکہ آپ کو محکمہ تعمیرات سے کسی قسم کی اعانت یا ہدایت نہیں ملی تھی - ۱۸۷۲ء میں آپ نے سٹائیس دن میں لندن بلڈنگ کی مرمت کی جسمین سیلک وکس - ہوم اور زراعت کا دفتر تھا - ۱۸۷۴ء میں آپ نے انٹرنیشنل ٹائیس کی عمارتیں تعمیر کرائیں - اسی طرح آپ نے تعمیر کے اور بہت سے قابل تعریف کام کیے جنکے صلہ میں گورنمنٹ نے بطور ذاتی اعزاز کے رائے بہادر کا خطاب عطا فرمایا - آپ کے صاحبزادے بابو ہری پد و بنجی آنریری مجسٹریٹ ہیں سکونت نمبر ۹ سر پینٹاٹین اسٹریٹ کلکتہ -



نب کرشن رائے - رائے صاحب - ولادت جون ۱۸۳۳ء - آپ لٹلک میں پیدا ہوئے تھے جہاں آپ کے والد گورنمنٹ کی ملازمت میں ایک معزز عہدہ

پر ممتاز تھے۔ آپ کی ذات وید یہ ہے۔ آپ نے گورنمنٹ اسکول کٹاک سے  
 جوئیر اسکالرشپ کا امتحان پاس کیا کیونکہ اُندون ہندوستان میں یونیورسٹی سسٹم  
 جاری نہیں ہوا تھا اور وہاں سے ہو گئی کالج میں بھرتی ہوئے جہاں دوسرے سال  
 سینئر اسکالرشپ کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ چونکہ آپ کو ڈاکٹری کا شوق تھا  
 لہذا آپ سائنس میں ڈیگری کالج کلکتہ میں داخل ہوئے۔ لیکن چند خانگی وجوہ سے  
 آپ کو کالج ترک کرنا پڑا اور آپ نے ایسٹ انڈیا ریلوے کے دفتر میں ملازمت کر لی  
 کچھ دنوں بعد جب پولیس کا از سر نو انتظام ہوا تو آپ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے  
 دفتر میں ہیڈ کلرک مقرر ہوئے اور دو برس بعد انسپکٹر ہو گئے اور اس عہدہ سے  
 ۱۹۲۷ء میں کنارہ کشی کی۔ رانچی میں آپ نے مختلف سرکاری خدمات انجام دیے  
 جبکہ صلہ میں گورنمنٹ نے آپ کو راس صاحب کا خطاب عطا کیا۔ آپ کے چچا زاد  
 بھائی ایشور چندر گپتا ایک اخبار پر بھاکر بنگالی کے ایڈیٹر اور اپنے زمانہ کے مشہور  
 شاعر تھے۔ سکونت رانچی۔ بنگال۔



پورن چندر شوم۔ راس بہادر۔ ولادت ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۳۷ء۔ آپ اُس شوم  
 خاندان سے ہیں جو مقامی طور سے چنسورا کے بابوؤں کے نام سے مشہور ہے۔  
 آپ بنگال کے معزز کائستھوں میں سے ہیں۔ راس بہادر بابو امان پرشاد شوم  
 کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ بیان ہوا ہے کہ بابو لقب آپ کے مورث  
 طوطا رام شوم اور اُن کے بھائی شام رام شوم کو ہندوستان کے مسلمان فرمانرواؤں  
 نے بطور موروثی اعزاز کے عطا کیا تھا۔ آپ نے ہو گئی کالج میں تعلیم پائی ہے اور  
 ہمیشہ نمود کے ساتھ امتحان پاس کرتے رہے۔ سائنس میں آپ نے اپنے  
 بارہویں سال آٹھ روپیہ ماہوار کا جوئیر وظیفہ حاصل کیا۔ یہ امتحان اُس زمانہ میں

موجودہ انٹرنس کے امتحان کے برابر بلکہ اُس سے بھی مشکل تھا۔ ۱۸۶۹ء عیسوی میں سینئر اسکالرشپ کا امتحان پاس کیا اور تیس روپیہ ماہوار کا وظیفہ پایا۔ اسی طرح آپ ہر سال تعلیم اور وظیفہ میں ترقی کرتے گئے۔ ۱۸۷۴ء میں بنگال کے کل کالجوں میں آپ سینئر اسکالرشپ کے درجہ حساب میں تمام امیدواروں پر سبقت لے گئے۔ کالج ترک کرنے کے بعد آپ نے قانونی امتحان پاس کیا اور ۱۸۷۴ء میں کلکتہ ہائی کورٹ کے وکلاء میں داخل ہوئے۔ ۱۸۷۶ء میں وکالت شروع کی اور بہت جلد نمود حاصل کی۔ ۱۸۷۸ء میں آپ نے جوڈیشل ملازمت اختیار کی اور تیسرے درجہ کے منصف مقرر ہوئے۔ ملازمت سے کنارہ کشی کے وقت آپ کلکتہ کی عدالت خفیفہ کے جج تھے۔ گورنمنٹ نے ان خدمات کے صلہ میں آپ کو راسے بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ پنشن لینے کے بعد آپ کو وکالت کی بھی اجازت مل گئی۔ چنانچہ آپ پھر ہائی کورٹ کلکتہ میں وکالت کرتے ہیں۔ سکونت چنسور متصل ہو گلی۔ کلکتہ۔



بریشور چکرورتی۔ بابو۔ راسے بہادر۔ تاریخ ولادت ۱۸۳۵ء۔ راسے بہادر کا خاندان علمی فضیلت کے لیے مشہور ہے۔ آپ بنگالی برہمنوں کے ویدک طبقہ کے دشنی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس خاندان کے ابتدائی مورثوں میں ایک شخص گوپی جن بلب مسر ہوئے ہیں جو سترھویں صدی میں جنوب و مغرب سے ترک وطن کر کے موضع گوائی ضلع ہو گلی میں آباد ہوئے تھے۔ انکی اولاد میں ایک صاحب پر سرام لقب ہو دیا جھوشن گذرے ہیں جنھوں نے برٹش چندر نگر کے بعض دولتمند زمینداروں کی تحریک سے ایک سنسکرت بورڈنگ کالج قائم کیا تھا جسکی وسیع عمارات کے آثار اب بھی باقی ہیں اس پاٹ شالہ میں بیسمار طلباء کو صرف تعلیم ہی نہیں دیجاتی تھی بلکہ انکی پوشاک اور خوراک کا بھی انتظام و اہتمام تھا۔ یہ نواح و دیا جھوشن ڈنگا یعنی احاطہ و دیا جھوشن

کے نام سے موسوم ہے۔ شادی بیاہوں اور سرادھوں میں یہاں کے دو تہذیبی باشندے  
اب بھی اس مدرسہ اور مندر کے نام نذر چڑھاتے ہیں۔ پرسرام کے بیٹے نیل کٹھ ملقب  
بہسر و بھومی بھی بڑے نامی پنڈت تھے۔ راے بہادر کے والد آند چند چکرورتی  
نہ صرف سنسکرت ہی کے عالم تھے بلکہ فارسی اور انگریزی میں بھی یدِ طولی رکھتے تھے۔  
تاترک و دیامین انکو بہت بڑا دخل تھا اور مذہبی خیالات میں نہایت بے تعصب تھے۔  
راے بہادر کاٹون کے ایک کتب میں ابتدائی تعلیم حاصل کر کے دس برس کی عمر میں چنپورا  
فری چرچ اسٹیشن میں داخل ہوئے اور یہاں سے جوئر کالرشپ سے بھی ایک مشکل امتحان  
پاس کر کے ۱۸۵۶ء میں ہوگلی کالج میں پڑھنا شروع کیا۔ آپ کے چودھویں برس میں  
آپ کے والد نے رحلت کی مگر اپنے ماموں راچندر چکرورتی کی مدد اور حوصلہ افزائی  
سے آپ کی مشکلات کا زمانہ نہایت آسانی سے بسر ہو گیا۔ ۱۸۵۹ء میں آپ نے کالج ترک  
کر کے ملازمت تلاش کی اور ضلع ہوگلی کے ایک امدادی اسکول میں معلم ہو گئے۔  
۱۸۶۷ء میں آپ اول ڈپٹی انسپکٹر ہو کر چھوٹا ناگیپور کو تشریف لے گئے جو آئندہ تیس سال  
تک انکی محنتوں کا منظر رہا۔ وہاں وہ بطور معاون مدارس کے گئے تھے لیکن انکو دراصل  
چھبیس ہزار مربع میل کے ایک ایسے وسیع قطعہ میں تہذیب پھیلانے کا کام سپرد تھا  
جس میں علاوہ جاہل ہندو مسلمانوں کے لاکھوں اصلی باشندے اور نیم وحشی آباد تھے۔  
راے بریشور بہادر جان و دل سے اس کام میں مصروف ہوئے اور یہ انھیں کی  
کوشش اور محنت کا نتیجہ ہے کہ چھوٹا ناگیپور کے جنگلون اور ناقابل گزر پہاڑوں میں  
ہزاروں بندگان خدا جمالت اور ضعیف الاعتقادی کے تاریک غاروں سے نکل نکلا کر  
تہذیب کی روشنی میں آ گئے۔ اس ملک کی تعلیمی مساعی کی تاریخ میں راے بہادر کی  
کوششیں ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ جس زمانہ میں راے صاحب نے اس خطہ  
میں پہلے پہلے قدم رکھا تھا تو وہاں کوئی ایسا اسکول نہ تھا جو معائنہ کے قابل ہو یا وہ

سے زیادہ بائیس اسکول تھے جسکی کشر چھوٹا ناگپور بھی اپنے ایک خط میں تصدیق فرماتا  
 ہیں، جو چھبیس ہزار مربع میل کے ایک ناہموار اور کوہستانی خطہ میں متفرق طور سے  
 پھیلے ہوئے تھے لیکن پچیس برس بعد جب رائے بہادر نے اپنے فرائض اپنے  
 جانشین کے سپرد کیے تو وہاں مختلف قسم کے تین ہزار اسکول قائم ہو گئے تھے اور  
 اسکے نیم وحشی باشندے جو تعلیم اور اصلاح سے کوسوں دور بھاگتے تھے ذرا تعلیم  
 سے بہ آزادی متمتع ہونے لگے۔ جو لوگ سیکڑوں برس سے حد درجہ جہالت اور تعصب  
 میں ڈوبے ہوئے ہوں انہیں تعلیم اور تہذیب پھیلا نا حقیقت میں بڑا مشکل کام تھا  
 جسکو رائے بہادر نے بہ احسن وجوہ انجام دیا جسکے صلہ میں گورنمنٹ نے ازراہ قدردانی انکو  
 رائے بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ حضور و سیرائے نے جناب قیصرہ مرحومہ کی جانب سے  
 آپ کو ایک سرٹیفکیٹ بھی بصلہ ان خدمات کے عطا فرمایا جو آپنے تعلیم کے متعلق انجام  
 دی تھیں۔ ۱۹۶۷ء میں رائے بہادر نے چھتیس سال کی صبر آزما محنت کے بعد  
 سرکاری ملازمت سے کناراہ کشی کی اور اب گریڈیہ ضلع ہزاری باغ میں خاموشانہ زندگی  
 بسر کرتے ہیں۔ رائے بہادر نہ صرف انگریزی زبان میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں بلکہ  
 سنسکرت۔ ہندی۔ بنگالی۔ اڑیا۔ منڈن اور ستھالی زبانیں بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔  
 بنگلہ اور ہندی زبان میں آپکی انشا پردازی مسلہ ہے۔ آپکی مصنفہ کی کتابیں کلکتہ یونیورسٹی کے  
 کورس میں بھی داخل ہیں۔ ساہت سنگرہ۔ گنت گرو۔ سوسٹہ سادھن وغیرہ آپکی مشہور تصنیفیں  
 ہیں۔ آپ نے انگریزی نظم میں بھاگوت گیتا کا ترجمہ کیا ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہوا ہے۔  
 اکثر نامی اخبارات اور رسائل میں آپ کے انگریزی۔ بنگلہ اور ہندی نظمین اور مفید مضامین متاثر و متاثر  
 شائع ہوتے رہتے ہیں۔ رائے بہادر کے فرامین میں ایک بڑی عمدہ صفت ریاضت  
 و نفس کشی ہے جو آپکو ہمیشہ دوسروں کو نیک ہدایت کرنے کی ترغیب دلاتی رہی ہے اور  
 جسکی وجہ سے آپ اپنے ہم جنسوں کو ایک ادنیٰ درجہ سے اپنی سی دماغی اور اخلاقی

حالت پر لانا چاہتے ہیں۔ آپ کو ۱۶۹۷ء میں ڈپٹی کلکٹری ملتی تھی مگر آپ نے تعلیم کو اسپر ترجیح دی اور ترک ملازمت تک تعلیم ہی کے کام میں پلٹے رہے۔ سکونت۔ گریڈ یہ ضلع ہزاری باغ

دلاور حسین احمد۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۸۷۷ء آپ کے جد اعلیٰ کا نام شاہ سراج الدین ہے جو شاہ کمال الدین کے بیٹے اور حضرت عباس ابن علی مرتضیٰ علیہما السلام کی نسل میں تھے۔ شاہ کمال الدین پیر نصیر الدین المقلب بہ چرخ دہلی کے ہمشیرہ زادہ اور خلیفہ تھے۔ انھوں نے سلطان فیروز تغلق کے زمانہ میں وفات پائی ان کے احفاد میں شاہ عابد علی نے شیر شاہ سوری کے عہد میں سید بہار الدین بھادول قادری کی دختر سے عقد کیا اور دہلی کی بود باش ترک کر کے بدایون میں توطن اختیار کیا۔ انکی چوتھی نسل میں شاہ جلال الدین نواب مرشد قلی خان صوبہ دار بنگالہ کے زمانہ میں دار در مشد آباد ہوئے۔ انکے بیٹے شاہ کمال الدین کی کئی پشتیں مرشد آباد ہو گئی ہیں مرثیہ گو یا مرثیہ خوان رہیں۔ انکے اعقاب میں عبدالقادر قادری ابن غلام احمد پھلواری واقع مضافات پٹنہ میں اکتساب علوم کر کے داخل کلکتہ ہوئے جہاں بشپ کالج میں مدرس و مترجم ہو گئے۔ اسکے بعد ۱۸۷۶ء میں لا مارٹینیئر کالج لکھنؤ میں مدرس مقرر ہوئے جس پر وہ چار برس تک قائم رہے۔ ۱۸۷۸ء میں جب عربی و فارسی کی تعلیم کا درجہ توڑ دیا گیا تو وہ لکھنؤ سے واپس آکر ۱۸۷۹ء میں مدرسہ کلکتہ کے مدرس اور معاون مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۰ء میں پنشن حاصل کر کے جج حرمین شریفین کے عازم اور دوسرے سال راہی ملک بقا ہوئے۔ خان بہادر دلاور حسین احمد انکے فرزند ہیں اور مسلمانان ہند میں پہلے شخص ہیں جنھوں نے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ ۱۸۸۷ء میں بنگالہ۔ بہار اور اٹریسہ کی ڈپٹی مجسٹریٹ اور ڈپٹی کلکٹری کے معزز عہدہ پر سرفراز کیے گئے۔ حسن کارگزاری کی وجہ سے دوسو سے آٹھ سو روپیہ ماہوار کی تنخواہ تک ترقی کی اور ۱۸۹۷ء میں



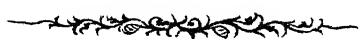
گورنمنٹ سے خان بہادر کا خطاب حاصل کیا۔ مارچ ۱۸۹۵ء میں ساڑھے بارہ سو روپیے ماہوار پر بنگالہ بہار اور اڑیسہ کے محکمہ رجسٹری کے انسپکٹر جنرل مقرر ہوئے۔ پانچ برس تک اس عہدہ کے فرائض انجام دیکر اپریل ۱۸۹۷ء میں پنشن حاصل کی۔ اپنے زید پور ضلع بارہ بنکی صوبہ اودھ میں سادات رضویہ کے خاندان میں مناکحت کی۔ اردو اور انگریزی میں آپ کی تصانیف موجود ہیں جو اصول تمدن و طرز معاشرت۔ قانون و شرع اخلاق و تہذیب پر لکھی گئی ہیں۔ آپ کے پانچ فرزند ہیں۔ بڑے بیٹے سب رجسٹرار۔ دوسرے ڈپٹی انسپکٹر مدراس۔ تیسرے سب ڈپٹی کلکٹر ہیں اور دو صاحبزادے بھی کالج اور اسکول میں زیر تعلیم ہیں۔ سکونت ایلٹ لین۔ مہدی باغ۔ کلکتہ۔ بنگال۔

دو ارکان تھو داس۔ رائے صاحب۔ ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے صاحب کے خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ آپ کو انگریزی مجسٹریٹ کے اختیارات کامل بھی حاصل ہیں۔ سکونت کر جونا۔ مانک گنج۔ ڈھاکہ۔

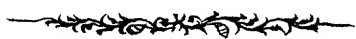
امجد علی۔ خان بہادر۔ آپ یکم جون ۱۸۹۷ء کو گورنمنٹ انگریزی کے محکمہ پولس میں ملازم ہوئے اور ۹۔ مارچ ۱۸۹۹ء کو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس کے عہدہ پر ترقی کی اور ۲۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو قائم مقام ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولس درجہ ششم مقرر ہوئے۔ سکونت سنگھ جھوم ضلع چبیا سہ۔

پریونا تھو بوس۔ رائے صاحب۔ آپ کو ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ ہند نے بطور ذاتی اعزاز کے رائے صاحب کے خطاب سے مخاطب و معزز کیا۔ سکونت بورا۔ سیرام پور۔ ہنگلی۔ یاداری۔ ڈھاکہ۔

نواب جان - مولوی - خانصاحب - برٹش گورنمنٹ کے محکمہ خارجہ کے اعلیٰ اور قیمتی خدمات کی انجام دہی کے جلد وین گورنمنٹ نے آپ کو ۶ جولائی ۱۹۷۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خانصاحب کے خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت کلکتہ۔



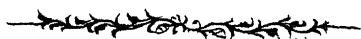
عجائب لال - رائے صاحب - ۱۹۷۸ء میں گورنمنٹ انڈیا نے بطور اعزاز ذاتی کے آپ کو رائے صاحب کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت گیا۔



احسان حسین - منشی - خان بہادر - گورنمنٹ ہند نے آپ کو ۱۹۷۸ء میں بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کا خطاب مرحمت کیا۔ سکونت بیر بھوم



ہری داس پرودھان - رائے صاحب - آپ دارجلنگ کی پولس انسپکٹری کے عہدہ پر ممتاز ہیں۔ آپ کی قیمتی خدمات کے جلد وین گورنمنٹ عالیہ ہند نے ۱۹۷۸ء میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے صاحب کے خطاب سے معزز و ممتاز کیا۔ سکونت سنگھن پور - دارجلنگ۔



بندل الرحیم - خان بہادر - گورنمنٹ ہند نے ۱۹۷۸ء میں بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کے خطاب سے آپ کو سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت نواکھالی۔



پیارے موہن بزرگ - رائے صاحب - ۱۹۷۸ء میں گورنمنٹ ہند سے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رابے صاحب کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت بڑی جھاٹی - اور اوترپاڑا - سیرام پور - بنگلی۔



ہری بلجھ بوس۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۷۸ء۔ آپ شام بازار کلکتہ کے مشہور و معروف رئیس دیوان کرشنا رام بوس کے خاندان سے ہیں۔ دیوان کرشنا رام ضلع ہوگلی کے باشندے تھے۔ انھوں نے کلکتہ میں تجارت شروع کی اور بہت چھ پیدا کیا۔ اسکے بعد ملازمت کا خیال ہوا اور ایٹ انڈیا کمپنی کے زمانہ میں ہوگلی کے دیوان مقرر ہوئے اور نہایت عزت کے ساتھ چند سال تک اس اعلیٰ عہدہ پر فائز رہے۔ اسکے بعد استعفا دیکر کلکتہ کو واپس آئے اور شام بازار میں سکونت اختیار کی۔ انکی آمدنی کا بہت بڑا حصہ خیرات و برات میں صرف ہوتا تھا۔ انھوں نے جابجا سڑکیں اور مندر بنوائے ہیں جو اب تک موجود ہیں۔ رائے ہری بلجھ بوس بہادر انکی چوتھی نسل میں سے ہیں۔ آپ کو بچپن ہی سے تحصیل علم کا شوق تھا۔ ۱۸۸۷ء میں آپ کلکتہ ہائی کورٹ کے وکیل ہوئے اور اسی زمانہ میں ایک امتحان پاس کر کے آپ ترجم بھی مقرر ہو گئے۔ ۱۸۹۷ء میں آپ کلکتہ سے لنک گئے اور یہاں آپکی وکالت کو خوب فروغ حاصل ہوا۔ ۱۹۰۷ء میں آپ وکیل سرکار مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۶ء میں آپ کو رائے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ اخلاص اڑیسہ میں آپکی بہت بڑی جائداد ہے۔ سکونت پوری۔ اڑیسہ بنگال۔

لکھیا ناتھ۔ پنڈت۔ مہا مہا پادھیا۔ آپ ۱۸۷۶ء میں پرتاب پور ضلع ہوگلی میں پیدا ہوئے جو کسی زمانہ میں علم و فضل کا ایک بہت بڑا معدن تھا۔ مہا مہا پادھیا پنڈتوں کے ایک قدیم اور معزز خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے بزرگوں میں رام گوپال ترکا پچان اپنے زمانہ کے نیاے (منطق) جاننے والوں میں نہایت مشہور و معروف تھے۔ آپ کے والد پنڈت رام برہموشرو منی پنڈت رام گوپال کی پانچویں پشت میں تھے اور اسمرتی یعنی فقہ ہنود میں بھی انکو کمال تجربہ حاصل تھا۔ اپنے

بزرگوں کی طرح مہامہو پادھیابھی بڑے فاضل اور قابل پنڈت ہیں۔ آپ میں جو دت  
 اور ذہانت کے غیر معمولی آثار دیکھ کر آپ کے والد نے آپ کے لیے ”نیاے“ کی  
 تعلیم تجویز کی جو فلسفہ ہندو کی ایک نہایت ہی خشک اور اوق شاخ ہے۔ سنسکرت  
 زبان اور نحو میں کمال دستگاہ حاصل کرنے کے بعد پنڈت صاحب پندرہ برس کی  
 عمر میں پنڈت شیا م پد نیاے بھوشن کے پاٹ شالہ میں جو وہاں سے چھ میل پر واقع تھا  
 داخل ہوئے۔ مثل اور طلبہ کے آپکو وہاں رہنا نہیں پڑتا تھا۔ اس مدرسہ میں آپ کی قابلیت  
 میں اور ترقی ہوئی اور تینیس برس کی عمر میں نڈیا جا کر باقی تعلیم کو ختم کیا۔ آپ کے  
 استاد آپ کی لیاقت سے نہایت درجہ خوش ہوئے اور آپ کو ”ترکا گیش“ کا لقب  
 عطا کیا۔ آپ نے پچھ برس میں نہ صرف ”نیاے“ کا نصاب ختم کیا بلکہ فرصت کے وقت  
 ویدانت اور اسمرنی میں بھی مہارت حاصل کی۔ والد کی وفات پر آپ نے  
 سیدان دنیا میں قدم رکھا اور کلکتہ میں آکر شام بازار میں ایک ٹول (پاٹ شالہ) کھولا۔  
 آپ اپنے شاگردوں کو مفت تعلیم دیتے تھے جنہیں اکثر سنسکرت کے امتحانوں میں  
 نمود کے ساتھ کامیاب ہوئے ہیں تھوڑے ہی عرصہ بعد کلکتہ کے روسا و امرائن  
 آپ کی رسائی ہو گئی اور وہ بڑی گرمجوشی سے آپ کی سرپرستی کرنے لگے۔ انہیں مہامہو پادھیابھی  
 ہمیشہ چند نیاے رتن سی۔ آئی۔ ای۔ کو آپ سے بڑی محبت والفت تھی پنڈت ہمیشہ چند رنے آپکو  
 ڈاکٹر اجندر لال متر۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ سے معر فی کرایا جو آپ کے ایک دوسرے معین  
 اور سرپرست ثابت ہوئے۔ ڈاکٹر اجندر لال پنڈت صاحب کے بہت بڑے  
 معرف اور مداح تھے اور جب وہ ایشیاٹک سوسائٹی کے لیے پانچلی جوگ کا ترجمہ  
 کر رہے تھے تو اکثر مشکل مقامات کے سمجھنے میں آپ سے استصواب کرتے تھے۔  
 چونتیس برس کی عمر میں پنڈت صاحب سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے اور  
 سنسکرت کالج کلکتہ میں ہندو فلسفہ کے اسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ اب آپ

اس کالج میں ہندو فلسفہ کے پروفیسر ہیں۔ آپ نے "بلو تھیکا انڈیکا" میں جو ایشیا نمک سوسائٹی بنگال کی جانب سے شائع ہوتی تھی بہت سے مضامین لکھے ہیں۔ آپ اس میں تو چٹا سنی اور چتر فک چٹا سنی کی نظر ثانی کرتے اور شرح لکھتے تھے۔ آپ کی شرح سمجھنی جو وحدت وجود کے باب میں ایک مشہور رسالہ ہے طلباء اور معلمین کا ایک ہادی ہے۔ آپ نے اُس رسالہ کے بہت سے حصے جو نہایت ہی ادق اور پیچیدہ تھے اپنی قابلانہ شرح سے صاف اور حل کر دیے ہیں۔ آپ ساہت سبھل کے وائس پریسیڈنٹ بھی ہیں۔ اس انجمن میں آپ نے فلسفہ ہندو پر بہت سے لکچر دیے ہیں اور اب بھی اُسکی خدمت میں مصروف ہیں۔ آپ کی اعلیٰ علم سنسکرت کی قدردانی اور صلہ میں گورنمنٹ نے سنہ ۱۸۷۱ء میں آپ کو مہاراجا پادشہ کا خطاب عطا فرمایا۔ آپ کے اکلوتے فرزند اکیل چندر آپ کے خاندان میں ایک ایسے شخص ہیں جنہوں نے انگریزی زبان حاصل کی ہے۔ وہ کلکتہ یونیورسٹی کے ایک ممتاز ایم۔ اے۔ بی۔ ایل ہیں۔ سکونت کلکتہ۔



خیرات احمد مولوی۔ سید۔ خان بہادر۔ ولادت شوال ۱۲۶۷ھ مطابق ستمبر ۱۸۵۱ء۔ آپ موضع پالی ضلع گیا کے سادات کرام سے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب امام ہفتم موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام سے ملتا ہے۔ آپ کے اسلاف شہنشاہان دہلی کے دربار میں معزز خدمتوں پر مامور تھے۔ آپ کے والد مرحوم حاجی سید اعظم علی ایک عابد و متاوض شخص تھے جنہوں نے اپنی زندگی یا خدا اور محبت رسول و ائمہ اطہار میں بسر کر دی۔ خان بہادر نے بدو عمر میں حسب معمول عربی و فارسی کی تعلیم پائی۔ ۱۲۶۷ھ میں انگریزی شروع کی اور اپنی ذہانت و ذکاوت کی وجہ سے ۱۲۷۱ھ میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۲۷۱ھ میں ہائی کورٹ کا امتحان و کالت پاس کیا۔ آپ شہر گیا

اور اُس کے مضافات کی جماعت اہل تشیع کے سرغنہ اور رکن رکین تصور کیے جاتے ہیں۔ گیا میں حضرت عباس کے علم کا اٹھانا سلسلہ ۱۲ھ سے مذہبی مخالفت کی وجہ سے موقوف ہو گیا تھا جس سے شیعوں کا گروہ بد دل اور شکستہ خاطر ہو رہا تھا۔ آپ نے نہایت متانت اور استقلال سے اس میں کوشش شروع کی اور سلسلہ ۹۲ھ میں فریق مانع سے آشتی کے ساتھ علم اٹھانے کی اجازت چاہی مگر یہ سبب شکور نہ ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے اس معاملہ کو عدالت میں رجوع کیا۔ آخر میں گورنمنٹ آف انڈیا نے آپ کے موافق اس مقدمہ کو فیصلہ کیا اور سلسلہ ۱۳۵ھ سے آپ کے مسکن موضع پالی اور شہر گیا میں حسب رواج قدیم پھر علم اٹھنا شروع ہوا۔ آپ کی ان بے ریا کارروائیوں اور قیام امن کے جلد و میں ۹۰-نومبر سلسلہ ۱۳۵ھ کو گورنمنٹ انڈیا نے خان بہادر کے خطاب اور خلعت سے مغز اور سر فراز کیا جسکی سند عطا کرتے وقت ہزار سرجان پور لفتنٹ گورنر بنگال نے بیان کیا کہ گورنمنٹ نے اس خطاب سے اس شخص کی غوث اخائی فرمائی جو کبھی اپنی تعریف کا خواہاں نہیں ہوا بلکہ بلا تصنع ہمیشہ امن و امان اور صلح و رفاہ عام کا خواستگار رہا۔ شاعری میں آپ کو خاص ملکہ اور مہارت حاصل ہے محب تخلص کرتے ہیں۔ آپ کے بڑے فرزند سید بادی حسن بیرسٹر ہیں اور دوسرے فرزند سید سلطان حسن انگلستان میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تیسرے صاحبزادہ سید باقر حسن انٹرنس کلاس میں پڑھتے ہیں۔ سکونت پالی۔ ضلع گیا۔

بہادر علی خان شیخ۔ خان بہادر۔ ولادت ۱۳۵۷ھ۔ آپ کے مورث شیخ عبدالکریم شیخ صدیقی یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی اولاد اجماع میں ہیں جو عالمگیر اور نگ زیب بادشاہ دہلی کے زمانہ میں ایک مقتدر زمیندار تھے۔ اُن کے بیٹے شیخ محمد آفاق نے اپنی قابلیت سے شاہی ملازمت حاصل کی اور ایک

معزز عہدہ پر ممتاز ہوئے۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کے دربار سے کسی کار نمایان کے صلہ میں انکو مورد فی خطاب خانی تجویز ہوا۔ چونکہ یہ لاولد تھے لہذا انھوں نے یہ خطاب اپنے برادر اوسط دائم علی خان کو دلوا دیا۔ شیخ دائم علی خان اور تگ زیب ثانی کے عہد میں ایک علاقہ کے حامل تھے۔ انکو دربار دہلی سے کسی حسن خدمت کے صلہ میں خطاب خانی و معظم الدولہ عطا ہوا تھا۔ انھوں نے آبائی جائیداد کو بہت بڑی ترقی و وسعت دی اور اپنے بھائی کے پوتے محمد افضل خان کو اپنا وارث بنایا۔ دربار دہلی سے محمد افضل خان خطاب خانی اور کیمزاری ذات کے معزز منصب اور تسوسوا سے سر بلند کیے گئے جسکا فرمان موجود ہے۔ محمد افضل خان نے بہت بڑی جائیداد پیدا کی اور شیخ پورہ اور اس کے جوار میں مواضع خرید کیے۔ لیکن انکے بعد انکی جائیداد آپس کے جھگڑے اور مقدمہ بازی میں بہت کچھ تلف ہو گئی۔ محمد بہادر علی خان شیخ محمد افضل خان کی بیٹی کے پوتے ہیں۔ اب آپ قصبہ باڑہ میں مقیم ہیں۔ آپ باڑہ ڈوئرن کے سب رجسٹرار اور باڑہ مینوسپلٹی اور لوکل بورڈ کے چیئرمین و ڈپٹی ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر و برنچ روڈس کمیٹی کے بھی ممبر ہیں۔ آپ اپنی کارگزاری اور لیاقت کی وجہ سے آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ ۱۹۹۷ء میں گورنمنٹ نے بکمال الطاف خان بہادر کا خطاب و خلعت و مشیر مرحمت فرمایا۔ سکونت قصبہ باڑہ ضلع پٹنہ۔

کرشن موہن کرجی۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۶۱ء۔ نومبر ۱۳۳۵ء۔ مشہور ہے کہ راجہ بلب سین دانی بکرم پور نے قنوج سے پانچ برہمن طلب کیے تھے۔ ان میں پٹت ہرش جو گیشور مصنف نشاد چتر بھی تھے جنگی گیا موہن نسل میں رائے کرشن موہن کرجی ہیں۔ آپ نے کچھ دن تک اپنے زاد بوم ہری نوی میں تعلیم پائی۔ اسکے بعد

کلکتہ میں سکونت اختیار کی۔ ۱۹۲۸ء میں کلکتہ یونیورسٹی کا امتحان بی۔ اے۔ پاس کیا اور ۱۹۳۳ء میں بی۔ ایل کے امتحان میں کامیابی حاصل کی۔ ۱۹۲۷ء میں ہائی کورٹ کے وکلاء میں اچھا نام لکھا گیا مگر آپ نے اس پیشہ کو اپنے مزاج کے موافق نہ پایا اور ایک سال بعد ۱۹۲۸ء میں پونڈوا کے منصف مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں آپ نے پنشن حاصل کی۔ کنارہ کشی کے وقت آپ اول درجہ کے سب جج تھے۔ آپ کی تابناک خدمات کے صلہ میں آنرہبل ہائی کورٹ کی تحریک سے گورنمنٹ ہند نے آپ کو رائے بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ سکونت بھوانی پور۔ کلکتہ۔

عبد المجید۔ مولوی۔ چودھری۔ خان بہادر۔ آپ کی حسن خدمات کے جلد و میں آپ کو یکم جنوری ۱۹۵۸ء کو خان بہادر کا خطاب بطور ذاتی اعزاز کے گورنمنٹ ہند نے عطا کیا۔ آپ کو مقام رنگ پور کی آنریری مجسٹریٹ کے اختیارات کامل حاصل ہیں۔ سکونت ماہی پور۔ رنگ پور۔

ہری رام گوہکا۔ رائے بہادر۔ ۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ ہند نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے بہادر کے خطاب سے معزز و مفتخر کیا۔ سکونت نمبر ۳۱۔ بانس ٹولہ اسٹریٹ۔ کلکتہ۔

گریش چندر۔ چودھری۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۱۹۵۸ء میں گورنمنٹ ہند نے بطور اعزاز ذاتی کے رائے بہادر کے معزز خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت نمبر ۱۷۔ سنکار می ٹولہ لین۔ کلکتہ۔



نئی تندر اسے۔ راے بہادر۔ آپ کی قیمتی خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ نے سنہ ۱۹۰۷ء میں آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے راے بہادر کے خطاب سے معزز و ممتاز کیا۔ سکونت چنگاؤن۔ یافرید پور۔ یاٹاٹ کھولا۔ کلکتہ۔

غلام قاسم۔ مولوی۔ سید۔ خان بہادر۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی حسن خدمات کے جلد و میں ۲۲۔ جون ۱۹۰۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے آپ کو خان بہادری کے خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ آپ بشیراٹ وغیرہ کے رجسٹرار شادی (قاضی) اور انڈینڈنٹ بیچ کے آنریری مجسٹریٹ ہیں۔ سکونت سیپالا۔ بشیراٹ۔ ۲۴۔ پرگنہ۔

راے ہرن چندر۔ چودھری۔ راے بہادر۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں گورنمنٹ ہند نے آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کو بطور اعزاز ذاتی کے راے بہادر کے خطاب سے معزز و ممتاز فرمایا۔ سکونت شیام نگر۔ کھلنا۔ یا نمبر ۱۰۔ رساروڈ بھوانی پور۔ کلکتہ۔

جادو چندر چکرتی۔ راے بہادر۔ گورنمنٹ عالیہ ہند نے سنہ ۱۹۰۷ء میں آپ کو آپ کی خدمات کے لحاظ سے راے بہادر کا خطاب بطور اعزاز ذاتی کے مرحمت فرمایا۔ سکونت کوچ بہار۔ یاتارا نگر۔ پنا۔

اپندر و ناتھ سین۔ راے بہادر۔ آپ نواکھالی میں سول میگیل افسری کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ آپ کی عمدہ کارگزاریوں کے صلہ میں گورنمنٹ ہند نے سنہ ۱۹۰۷ء میں راے بہادر کے خطاب سے ممتاز فرمایا۔ سکونت نواکھالی۔ یا نمبر ۱۸۔ سرکار لین۔ کلکتہ۔

شوشی بھوشن دت۔ راے بہادر۔ آپ پٹرا کے ڈسٹرکٹ انجنیری کے  
عہدہ پر مامور ہیں۔ آپ کی حسن کارگزاری کے جلد وین گورنمنٹ نے سن ۱۹۰۶ء  
میں آپ کو راے بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت پٹرا۔

موہن لال کھتری۔ راے بہادر۔ سن ۱۹۰۶ء میں گورنمنٹ عالیہ ہند نے آپ کی  
خدمات کے لحاظ سے آپ کو راے بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت سلکیا۔ ہوڑا۔

چندر زائن سنگھ۔ راے بہادر۔ آپ کلکتہ کی آمدنی اسٹامپ کے کلکٹر ہیں۔  
آپ کی عہدہ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے آپ کو سن ۱۹۰۶ء میں راے بہادر  
کے خطاب سے معزز و سرفراز فرمایا۔ سکونت نمبر ۱۷۔ بھیتروڈ۔ کلکتہ۔

شوشی بھوشن پوس۔ راے صاحب۔ یکم جنوری سن ۱۹۰۵ء کو گورنمنٹ نے  
بطور اعزاز ذاتی کے آپ کو راے صاحب کے خطاب سے مخاطب اور معزز فرمایا۔  
سکونت کھلنا۔

بدھو بھوشن نبرجی۔ راے صاحب۔ آپ گورنمنٹ انڈیا کے محکمہ سپلائی کس  
میں ملازم ہیں۔ ان خدمات کے جلد وین ۲۲۔ جون سن ۱۹۰۶ء کو گورنمنٹ نے  
راے صاحب کے خطاب سے آپ کو معزز و مفتخر کیا۔ سکونت سنتی پور۔ ندیا۔

سید الدین احمد۔ مولوی۔ خان بہادر۔ ولادت سن ۱۲۵۵ء۔ گورنمنٹ ہند نے  
یکم جنوری سن ۱۹۰۵ء کو آپ کو خان بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت بہادر پور فرید پور۔

رنجیت سنگھ - راجہ بہادر - راجہ نشی پور - آپ کا خاندان بنگال میں مشہور اور نامور ہے۔ آپ کے مورث اعلیٰ راے تارا چند سنگھ تھے جنکے نواسے اہیت سنگھ کو جہانگیر بادشاہ شہنشاہ دہلی کے دربار سے راے کا خطاب مرحمت ہوا تھا۔ اُنکے پوتے دیسی سنگھ کو جنگ پانی پت کے کارہائے نمایاں کے جلد وین گورنمنٹ برطانیہ نے راجہ بہادر کے معزز خطاب سے سرفراز کیا تھا۔ راجہ اودنت سنگھ بھی اسی خاندان میں تھے جنھوں نے نشی پور میں ایک نہایت عالیشان مندر تعمیر کرایا اور بڑا بازار میں اُنکے نام سے ایک راستہ موسوم ہے۔ اُنکے پوتے راجہ کیرت سنگھ کے متنبی فرزند راجہ رنجیت سنگھ بہادر ہیں جو فی الحال مسند نشین ریاست ہیں۔ آپ مینوسپل بورڈ مرشد آباد کے چیرمین اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر رہ چکے ہیں۔ گورنمنٹ انڈیا سے آپ کو مجسٹریٹ درجہ اول کے معزز اختیارات بھی حاصل ہیں۔ آپ نہایت خلیق رحمدل فیاض اور راسخ ان خیال رئیس ہیں۔ امور رفاه عام میں آپ اکثر سرگرمی ظاہر کرتے ہیں۔ آپ بنگال کی بیوتھاپک سبھا کے رکن رکین ہیں۔ اپنی ریاست کے کاروبار نہایت مستعدی اور بیدار مغربی سے انجام دیتے ہیں۔ آپ برٹش گورنمنٹ کی وفاداری اور خیر خواہی میں نیکنام رہے ہیں۔ آپ کی قیمتی خدمات کے جلد وین گورنمنٹ نے ۲۲- جون ۱۹۰۷ء کو جناب ملکہ معظمہ کی ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب میں راجہ بہادر کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت نشی پور۔ مرشد آباد۔



معظم حسین - نواب - مولوی - سید - خان بہادر - آپ کے اجداد بغداد سے دار بنگال ہوئے اور زمینداری کی حیثیت سے پرگنہ مقیم پور واقع جہانگیر نگر ڈھاکہ میں اقامت اختیار کی۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ سید سلیم الدین مرحوم نے علاقہ شالیستہ آباد کی زمینداری حاصل کی اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔ اُنکے

بیٹے سید اسد علی کے تین فرزندوں میں ایک سید امداد علی مغفور تھے۔ جو آپ کے والد ماجد تھے۔ آپ اضلاع بہار و بنگال میں منصفی۔ صدر امینی اعلیٰ صدر امینی۔ سب ججی اور اڈیشنل جج کے عہدہ ہائے جلیلہ پر مامور رہے۔ اسکے بعد اضلاع ندیا و بہر کی عدالت خفیہ کی ججی کے فرائض انجام دیے۔ سلسلہ میں اپنے کنارہ کشی اختیار کی اور پانچ ہزار روپیہ سالانہ کی پنشن گورنمنٹ سے حاصل کی۔ ۱۶۔ فروری ۱۸۷۸ء کو خان بہادر کے خطاب سے سر بلند کیے گئے۔ اسکے بعد آپ بغیر حج بیت اللہ روانہ مدینہ منورہ ہوئے اور اکثر اولیاء و مشائخ کرام کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ شائستہ آباد میں آپ نے ایک نہایت خوشنما اور عالیشان مسجد تعمیر کی ہے جسکو نگارنگ آئینوں اور قندیلوں اور نقش منکون سے آراستہ کیا ہے۔ عشرہ ذیحجہ ۱۲۸۷ھ کو پہلے پہل اسی مسجد میں نماز عید الاضحیٰ ادا کی گئی۔ اسکی افتتاح کی تقریب میں آپ نے محتاجوں اور مسافروں کو خیرات تقسیم کی اور لوگوں کو کھانا کھلایا۔ آپ کسی وقت بیکار اور معطل نہیں رہتے۔ بلکہ ہر وقت دینی اور دنیوی کاموں میں مصروف و مشغوف رہتے ہیں۔ اس خاندان کے تمام ممبر رئیس اور فارغ البال ہیں۔ آپ کو ان امور رفاه خلافت کے اعتراف میں گورنمنٹ سے ۹۔ نومبر ۱۸۷۸ء کو نوابی کا خطاب عطا ہوا اور اسکی سند ہز کسلنسی وائسنگ نے عطا فرمائی۔ سکونت شائستہ آباد۔ ضلع باقر گنج۔ بریسال۔ بنگال۔

لال ماوھو مکر جی۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۸۷۸ء۔ آپ ایک کلین بڑھن خاندان سے ہیں اور ایشور چندرا مکر جی کے فرزند ہیں جو کلکتہ کے ایک پرانے اور نہایت معزز تاجر تھے۔ کلکتہ یونیورسٹی کے فری چرچ کالج میں آپ نے تعلیم حاصل کی اور کلکتہ میڈیکل کالج کا درجہ اعلیٰ پاس کیا۔ ۱۸۷۸ء میں انڈیہ کے سخت قحط کے

زمانہ میں ان اسپتالوں کی ٹیکل انفری کا چارج آپکو دیا گیا جو سیالہ اور چت پور  
میں قحط زدوں کے لیے کھولے گئے تھے۔ گورنمنٹ بنگال نے آپکی عمدہ خدمات  
کا اعتراف کیا۔ آپ تیرہ برس تک کلکتہ اسپتالک ہاسپٹل کے ہوس سرجن مقرر رہے  
اور تین برس تک گیمپل اسکول میں موٹیا بند کے علم طب اور جراحی کے مدرس  
رہے۔ دنیا کے اعلیٰ درجہ کے نامور کالون کی صف میں آپکی ایک مستقل جگہ تھی گورنمنٹ ہند  
نے آپکو ہنر ایئس ہمارا جہجے پور کی آنکھوں کے معالج کو بھیجا تھا جبکا ضعف بصر  
نہایت کامیابی سے دفع ہو گیا۔ آپ نے ڈاکٹر سکینا مارا کی علاج چشم کی ٹکسٹ بک کا  
ترجمہ انگریزی سے بنگالی میں کیا جسکی بڑے بڑے اطباء نے تعریف و توصیف کی۔  
سب سے پہلے سٹامین آپ کلکتہ کے میونسپل میئر منتخب ہوئے اور اسکے بعد وقتاً بعد  
وقت اکثر منتخب ہوتے رہے اور کلکتہ کی ٹون کونسل میں بھی کئی مرتبہ اچکا انتخاب ہوا۔  
سٹامین کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو اور سٹامین سنڈکیٹ کے ممبر مقرر ہوئے۔  
آپ کونسل کلکتہ بھتیوں سوسائٹی۔ کلکتہ ہیلتھ (حفظان صحت) سوسائٹی اور انڈیا کلب  
کے ممبر ہیں۔ آپ کلکتہ ٹون کے جسٹس آف دی پیس ہیں۔ آپ پہلے ہندوستانی جنٹلمین  
ہیں جنکو کلکتہ ٹیکل سوسائٹی کی پریسیڈنٹ کا اعزاز حاصل ہوا۔ آپ علم کمالی کے  
کلکتہ ٹیکل اسکول کے پریسیڈنٹ اور آنریری لکچرر ہیں۔ آپکی متاثر طبی خدمات کے  
جلد میں گورنمنٹ ہند نے آپکو راسے بہادر کا خطاب اور ایک خوبصورت تلوار  
مع زرکار ڈا ب عنایت فرمائی۔ سکونت کلکتہ۔

نالینکشا بوس - راسے بہادر - میونسپلٹی بردوان کی صدر نشینی اور آنریری  
مجسٹریٹی کی خدمات کے جلد میں بطور ذاتی اعزاز کے ۲۰ مئی سن ۱۹۴۷ کو آپکو  
خطاب راسے بہادر عطا ہوا۔ سکونت بردوان۔

بیجا تھ سنگھ - راے بہادر - یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو گورنمنٹ نے آپ کو خطاب راے بہادر بطور ذاتی اعزاز کے مرحمت فرمایا۔ سکونت گیا۔

للت موہن سنگھ - راے بہادر - ۲۵ - مئی ۱۹۳۱ء کو آپ کو خطاب راے بہادر بطور اعزاز ذاتی عطا ہوا۔ آپ نے ہوگی بنگال کی آزیری مجسٹریٹ اور وائس چیرمین کے عہدہ کی حیثیت سے اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں۔ سکونت سب پور۔ ہوگی۔

ایشور چند رسیل - راے بہادر - یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو دولت انگلشیہ نے آپ کو خطاب راے بہادر بطور اعزاز ذاتی مرحمت فرمایا۔ سکونت ڈھاکہ۔

قدرت اللہ شیخ - خان بہادر - یہ خطاب ذاتی ہے اور ۱۲ - اکتوبر ۱۹۲۱ء میں عطا ہوا تھا۔ سکونت بیر بھوم۔

راج کمار سروادھکاری - راے بہادر - آپ پروفیسر وادھکاری مشہور عالم و فاضل زبان سنسکرت کے فرزند اور ذات کے کلین برہمن ہیں۔ آپ نے برٹش انڈین ایسوسی ایشن کی آزیری سکرٹری کی حیثیت سے ملک اور رفاہ عام کے متعلق نمایان خدمات انجام دی ہیں جسکے صلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کو بطور اعزاز ذاتی یکم جنوری ۱۹۲۱ء کو راے بہادر کے خطاب سے مشرف و ممتاز فرمایا۔ سکونت - کلکتہ۔

محمد یوسف - ایم - اے - خان بہادر - تمغہ یافتہ قیصر ہند درجہ دوم -  
آپ آنریری مجسٹریٹ اور کلکتہ ہائیکورٹ کے نہایت ممتاز و کلامین ہیں - ۶ - جون ۱۹۵۷ء کو  
خطاب خان بہادر اور ۱۹۵۷ء میں تمغہ قیصر ہند درجہ دوم مرحمت ہوا - سکونت کلکتہ

رادھا کرشن - راے بہادر - ۱۹۴۷ء میں برٹش گورنمنٹ نے  
آپ کو بطور اعزاز ذاتی کے خطاب راے بہادر عطا فرمایا - سکونت پٹنہ

بنے کرشن دیب - راجہ - قیصر ہند - ولادت ۱۹۲۷ء - خاندان سوہا  
بازار راج سے مہاراجہ کل کرشن دیب کے دوسرے فرزند ہیں - یہ خاندان  
خیر خواہی سرکار برطانیہ اور رفہ عام اور خلائق دوستی اور پولیٹکس اور علم و فضل  
اور تحقیقات علمی کے مختلف کاموں کے لیے مشہور رہتا آیا ہے - خاندان مذکور کے  
بانی مہاراجہ نب کرشن بہادر ہندوستان میں اول اول برٹش حکومت قائم ہونے سے  
ایک تعلق رکھتے ہیں - لارڈ کلاؤ آنجنانی اور مہاراجہ نب کرشن برٹش حکومت ہند  
کے بانی تصور کیے جاتے ہیں - پس بنگال میں پہلے پہل جو خاندان قائم ہوئے  
راجہ صاحب کا خاندان بھی انہیں داخل ہے - آپ نے ابتدائی تربیت و تعلیم اپنے  
مکان پر پائی جب کا عمدہ انتظام آپ کے والد ماجد نے کیا تھا فن تاریخ و سیر و علم فلاح  
میں خوب مہارت حاصل کی ہے اور بالکل اپنے آبا و اجداد کے قدم - قدم میں  
میں برس کی عمر میں اپنے بھائی کنور نیل کرشن بہادر کی شرکت سے سوہا بازار  
ڈسٹریکٹ کلب قائم کیا جس میں وہ تقریریں اور مباحثے کرتے تھے - ان ایام میں اس  
کلب میں بڑے بڑے کام ہوتے تھے - سر ولیم ہنٹر صاحب آنجنانی - پادری  
ڈاکٹر کے - ایم ہنری - ڈی بل سرالگزیڈر میکنزی وغیرہ اسکی کارروائیوں سے بڑی

وچسپی ظاہر کرتے تھے۔ مسٹر این۔ این۔ گھوس بارسٹریٹ لا اسکے دوامی پریسڈنٹ تھے اور اسکے کاموں میں از حد مصروف و مشغول رہا کرتے تھے۔ ہندوؤں کے بحری سفر کی تحریک کو اگر بالکل نہیں تو بہت بڑے درجہ تک آپ کی مساعی جمیلہ سے تقویت پہونچی۔ اس میں بڑی بڑی مشکلیں لاحق تھیں اور سخت مخالفت کیجاتی تھی لیکن آپ نے باؤنڈر نہر ناتھ سین اور سر نہر ناتھ بنرجی وغیرہ کی صلاح و مشورت اور شرکت سے اسکا راستہ بہت کچھ صاف کر دیا۔ پولیٹیکل معاملات میں وہ بالکل اہل ملک کا خیال رکھتے ہیں اور اپنی زندگی کا ماحصل یہی سمجھتے ہیں کہ ایسا نڈاری کے ساتھ انکی خدمت کریں۔ جب مسٹر ہوم نے نیشنل کانگریس کی بنیاد ڈالی تو راجہ اور آپ کے بھائی نے اس کام میں بہت بڑی مدد دی اور اسکے متعلق ایک رسالہ بنگالی زبان میں شائع کیا آپ نے ہر سال کانگریس فٹ کے لیے ولایت کو معقول چندہ بھیجا ہے۔ ایک زمانہ میں انڈین ایسوسی ایشن کلکتہ کو بھی آپ نے بہت فائدہ پہونچایا۔ انڈین ایسوسی ایشن کے وہ سالہ جشنِ فواجگ (دورِ جدید) کے نام سے ایک نیا ناٹک بنایا اور اُسکا تماشہ کیا گیا۔ بنگال کے مختلف مقامات میں رعایا کے بڑے بڑے عام جلسوں کا بندوبست کیا جب کلکتہ کا رپورٹیشن کی ہیڈت ترکیبی میں لوکل سلف گورنمنٹ کا عنصر معدوم ہونے لگا تھا تو راجہ بنے کرشن نے ہندوستان اور انگلستان میں بھی مخالفت کا جوش قائم کرانے اور اسکا اہتمام اور انتظام کرنے میں بڑی سرگرمی ظاہر کی۔ پہلے برٹش انڈین ایسوسی ایشن کو بالکل بے پروائی تھی لیکن بعد کو وہ بھی شریک ہوئے اور اسکے اعلیٰ ارکان نے اس مسئلہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور یہ سب نتیجہ راجہ صاحب ہی کی کوششوں کا تھا۔ مسودہ قانون عمر ایجاب و قبول عقد کے بارہ میں راجہ صاحب ہندوؤں کے خاص قومی خیالات کا اظہار کرتے رہے۔ جب کلکتہ میں طاعون کا زور ہوا اور شہر بھر میں ہلچل مچ گئی اور لوگ شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے تو راجہ صاحب نے بڑی بہادری سے خود طاعون



ور اپنے خاندان کے لوگوں اور مینو سلائی کو بھی ٹیکا دلایا۔ اسکی پیروی اور لوگوں کی اور بہتیرے ہندوؤں نے ٹیکا لینا قبول کیا۔ راجہ صاحب کو لایق مصنفین کی ہمت افزائی اور سرپرستی کا بھی بڑا شوق رہتا ہے بنگال اکاڈمی آف لٹریچر کی بنیاد کے قائم ہونے میں آپ کی ذات سے بڑی مدد پہنچی۔ ایک اور انجمن سہتیا سبھا کے نام سے اپنے مکان پر قائم کی جسکی سرپرستی آنریبل سر جان وڈبرن صاحب بہادر کے۔ سی۔ یس۔ آئی۔ لفٹنٹ گورنر بنگال نے قبول فرمائی اور ہندوستان کی مالی اور اخلاقی ترقی کے بارہ میں اس سبھا کا ذکر پارلیمنٹ انگلستان میں بھی کیا گیا۔ کلکتہ میں بہرون اور گونگون کا جو اسکول قائم ہے ابتدا میں اُسکو بھی راجہ صاحب کی ذات سے خاص مدد پہنچی۔ آپ بڑی بڑی نامی پولیٹیکل صحیفوں اور دعوت میں شریک کیے جاتے ہیں اور مختلف یورپین اعلیٰ حکام اور مشاہیر کی آپ نے دعوت فرمائی۔ راجہ صاحب کے صرف خاص سے بہت سے اسکول مدارس اور خیراتی شفا خانے اور دیگر کارہائے رفاه عام آپکی زمینداری میں جاری ہیں۔ راجہ صاحب ہر سال درگا پوجا کی تقریب میں یورپین اور ہندوستانی مشاہیر کی ایک جماعت کثیر کی دعوت کرتے ہیں اور آپ کے خاندان میں ہمارا راجہ نب کرشن وہ بزرگوار تھے جنھوں نے اول اول درگا پوجا میں یورپین صاحبوں کے مدعو کرنے کی بنیاد ڈالی تھی۔ سکونت کلکتہ۔

کیشو تپ کمار سی۔ رانی۔ یکم جنوری ۱۹۵۸ء کو خطاب رانی مرحمت کیا گیا۔ سکونت ہندوستان برکٹہ۔ بنگال۔

بھوبن موہن رائے۔ راجہ۔ ۲۲۔ جون ۱۹۵۸ء کو آپ کو خطاب راجہ مرحمت ہوا۔ آپ راجہ ہریس چندر کے جانشین اور بیٹے ہیں جو چنگاؤن کے

بھاڑی ملک کے چکما خاندان کے سردار تھے اور جنھوں نے ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۷ء تک  
کے زمانہ میں قلعی اور کشتیوں وغیرہ کے ہم یونچانے میں عمدہ خدمات انجام  
تھیں۔ سکونت چنگاؤن ہل۔

ماکھن کمار سی۔ ٹھکرانی۔ رانی۔ یکم جنوری ۱۸۹۸ء کو رانی کا خطاب آپکو  
عطا ہوا۔ سکونت لچھی پور۔ بھاگل پور۔

کالی پرسنو۔ مجموعہ دار۔ رائے بہادر۔ ۱۸۹۱ء میں آپکو بطور اعزاز  
ذاتی خطاب رائے بہادر عطا ہوا۔ سکونت سب پور۔ ہوٹہ۔

رام رنجن چکرورتی۔ راجہ بہادر۔ جناب ملکہ مظہ کے دربار قیصری کے موقع  
پر یکم جنوری ۱۸۶۷ء کو آپ کے ذاتی اعزاز کی حیثیت سے آپکو راجہ بہادر کا خطاب  
مرحمت کیا گیا۔ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے برہمن خاندان سے ہیں جسکے مورث مری دھر  
چکرورتی ساکن حاتم پور ضلع بیرجھوم واقع بنگال کے رہنے والے تھے۔ اُنکے  
بیٹے چیتن چرن چکرورتی اور پوتے بیراچرن چکرورتی تھے جو موجودہ راجہ بہادر کے  
دادا تھے۔ آپکو قسط سالی ۱۸۶۳ء کی خدمات اور ۶۶-۶۷ء کے قسط میں ملکی ہمدردی  
اور گرمجوشی سے قسط زدوں کی امداد کے صلہ میں ۱۸۷۵ء میں راجہ بہادر کا خطاب  
عطا ہوا۔ آپ کے تین بیٹے کما رز تیا رنجن چکرورتی۔ ستیا رنجن چکرورتی۔ میا رنجن  
چکرورتی ہیں۔ سکونت حاتم پور۔ بیرجھوم۔



مہاتما جیوتی بسمہارام ناتھ سدھانتا ٹیس فرید پور



شمس العلما شیخ محمود گیلانی رئیس کلکتہ



راس بہادر کلایاتی گھوسٹال ٹیس جی نگر



مہاتما جیوتی بسمہاراس موہن سرو بھوم وکرم پور

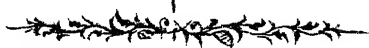
شیخ محمود گیلانی شمس العلماء - ولادت ۶۳۳ھ ہجری مطابق ۱۲۳۸ء -  
آپ کا مسقط الراس قریہ دویشیل قریب لاہجان بلاد گیلان ہے جو آپ کا اور آپ کے  
بزرگون کا اصلی وطن ہے۔ آپ شیخ محمد نصیر الدین گیلانی کے پانچویں فرزند ہیں۔  
آپ کے آبا و اجداد اکثر اہل علم و فضل اور مجتہدین سے گذرے ہیں۔ چنانچہ آپ کے  
برادر معظم حاجی شیخ عبداللہ الجیلانی نجف اشرف میں حجۃ الاسلام اور سرآمد علمائے کرام  
سے ہیں اور ان کے مقلدین صوبہ مازندران و گیلان و طہران اور اکثر بلاد و امصار میں  
بکثرت موجود ہیں۔ سلاطین صفویہ کو آپ کے بزرگون کے ساتھ خاص اعتقاد و اخلاص  
تھا اور اکثر املاک و حقار بطور جاگیر سلاطین مغبور نے وقتاً فوقتاً آپ کے بزرگون کو نذر  
کیے۔ اگرچہ اُس جاگیر کا جزو اعظم بوجہ چورنادری اور بلا سے طاعون عام جو ۱۲۶۶ھ میں  
سرزمین ایران پر نازل ہوئی تھی جس سے ملک کے ملک خالی ہو گئے قبضہ سے  
کل گیا مگر اب بھی کچھ باقی اور اس خاندان کی وجہ معیشت ہے۔ آپ بعد تحصیل علم  
ادب عربی و فارسی اور منطق و علم کلام و ریاضی وغیرہ سترہ برس کی عمر میں تکمیل علوم  
دینی کی غرض سے عراق عرب میں تشریف لائے اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد  
ہندوستان کا عزم کیا اور تین برس تک مبدئی میں رہے۔ یہاں زبان انگریزی بقدر ضرورت  
تحصیل کی اور وہاں سے ۱۲۹۵ھ میں کلکتہ میں آئے اور یہیں متاہل ہوئے اور فرقہ  
امامیہ کی ہدایت و ارشاد میں مصروف ہوئے۔ عہد لارڈ رین میں ابجد مدرسہ فارسی زبان  
فارسی سرداران سیف و قلم میں مامور ہوئے اور لارڈ ڈفرن کے عہد حکومت میں لارڈ  
صاحب کو زبان فارسی پڑھانے کے لیے مقرر ہوئے اور تقریب جشن جوہلی دچاہ  
سالہ قیصرہ آنجنائی خطاب شمس العلماء سے مخاطب ہوئے۔ علمائے اسلام میں سے  
یہ خطاب سب سے پہلے آپ کو اور علامہ مفتی میر عباس لکھنوی (اعلیٰ اللہ مقامہ) کو  
دیا گیا تھا۔ اُس کے بعد آپ کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو اور بورڈ آف اسٹڈیز کے ممبر مقرر ہوئے۔

اس زمانہ سے اہنگ دار العلوم کلکتہ میں عربی اور فارسی کے متحن ہوا کیے۔ آپ اشیاہک سوسائٹی شعبہ علم فیلا لوجی (علم اللسان) میں ممبر ہیں۔ اب سرکار کی طرف سے عہدہ آنریری مجسٹریٹ آپ کے لیے تجویز ہوا مگر آپ نے نظر احتیاط اُس سے معذرت کی۔ اگرچہ شعر گوئی آپ کے مرتبہ اور شان کے خلاف ہے مگر اچاناً اس طرف بھی رغبت کرتے ہیں اور اکثر تاریخ گوئی کی طرف بھی میل فرماتے ہیں چنانچہ مادہ تاریخ جلوس شاہنشاہی الفاظ ”مالک تخت و تاج“ آپ کی طبع و قاد کا نتیجہ ہے۔ اسکے علاوہ آپ اکثر علوم میں صاحب تصنیف ہیں۔ سکونت کلکتہ



رام ناتھ۔ سدانت۔ پنچان۔ مہامہوپادھی۔ ولادت ۱۲۴۱ء۔ آپ کے والد کا نام پنڈت رام کمار بھٹا چاریہ تھا۔ اُنکے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ آپ دوسرے بیٹے ہیں۔ صغیر سن میں آپ مدرسہ بھیجے گئے اور قلیل مدت میں اپنے بنگالی زبان میں مہارت پیدا کر لی۔ اسکے بعد آپ نے اپنے والد سے سنسکرت پڑھنا شروع کی۔ حافظہ کی قوت سے ایک سال کے عرصہ میں لغات سنسکرت ازبر ہو گئے۔ اسکے بعد آپ کو وزیر آباد اور بانسہ چند روز کے لیے فریدپور جانا پڑا۔ چودہ برس کی عمر میں علم صرف و نحو سے فراغت کر کے منطق شروع کی۔ بڑے بڑے کمال اور مشہور پنڈتوں سے استفادہ ہوا۔ اکیسویں برس فارغ التحصیل ہو گئے۔ آپ نے اپنا زمانہ طالب علمی نہایت عسرت کے عالم میں بسر کیا اور تحصیل علم میں آپ کو سخت مشکلیں پیش آئیں مگر اُن سخت مرحلوں کو آپ نے استقلال اور شوق سے طے کیا۔ انیسویں برس شادی کی۔ زمانہ طالب علمی کے ختم ہونے کے بعد آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔ ہنوز اُسکو تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ آپ کے شفیق باپ کا انتقال ہو گیا اور اُسکے چند ہی روز کے بعد آپ کی زوجہ نے وفات پائی۔ اُسی زمانہ میں ایک اور

مصیبت پیش آئی کہ تمام جائیداد بجلت قرضہ نیلام ہو گئی۔ اب سوا اپنی محنت کے کوئی وجہ معاش باقی نہ رہی۔ اسی اثنا میں قحط پڑا اُس زمانہ میں سخت تکلیفات اور مصائب کا سامنا ہوا مگر آپ نے ہمت نہ ہاری۔ آخر جو ہر لیاقت چمکا اور شہرت ہونے لگی۔ جس زمانہ میں مہامہوپا دھیا ہمیش چندرنیاے رتن نے سنسکرت درس گاہوں کی ترمیم اور اصلاح شروع کی آپ اس کام میں اُنکے شریک اور معاون تھے۔ مہامہوپا دھیا بھوبن موہن بدیارتن کی وفات کے بعد مہامہوپا دھیا ہمیش چندر آپ کو اُنکی جگہ سوریہ ماہوار پر مقرر کرنا چاہتے تھے مگر آپ نے تعلیم کا معاوضہ لینا پسند نہ کر کے اُس سے انکار کر دیا۔ گورنمنٹ نے ازراہ جوہر شاسی آپ کو مہامہوپا دھیا کا خطاب مرحمت کیا۔ آپ منطق میں درجہ کمال رکھتے ہیں۔ آپکی وسعت نظر بہت بڑھی ہوئی ہے اور دیگر علوم مثل مہیت اور نجوم اور بلاغت اور شعر و شاعری وغیرہ میں بھی اچھی دستگاہ ہے طبیعت میں نہایت شگفتگی اور طنساری ہے۔ زوجہ ادلی کے مرنے کے بعد جب آپ کی مالی حالت کسی قدر درست ہوئی تو آپ نے دوسری مرتبہ شادی کی۔ آپ اپنے احباب اور اعز امین نہایت ہر دلخوز ہیں۔ سکونت پچھم پار۔ پولیس اسٹیشن کو توالی پارہ۔ فریدپور۔



راش موہن سرو بھوم۔ بابو۔ مہامہوپا دھیا۔ آپ ۲۴۔ دسمبر ۱۸۶۲ء کو مقام رسدی ضلع ڈھاکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بھیر و چندر و اچس پتی نے اپنی قلیل استطاعت کے موافق آپ کو دیسی کتب میں تعلیم دلوائی۔ جب آپ دس برس کے ہوئے تو قریب کے ایک گاؤں میں مشہور و معروف پنڈت کاشی کانت نیاے پنچان سے نیاے شاستر کی تعلیم کے لیے بھیجے گئے جہاں آپ نو برس تک زیر تعلیم رہے۔ اسکے بعد بردوان کو گئے اور وہاں مشہور پنڈت برج کمار ویدانتی سے پڑھنا شروع کیا اور نیاے شاستر کے نصاب کی تکمیل کی اور سرو بھوم کا خطاب پایا۔ اسکے بعد آپ

بشود و خاندان سوامی سے ویدانت پڑھنے کے لیے بنارس گئے اور ایک برس بعد آپ کشمیر میں طلب ہوئے جہاں ہمارا جہر نیم سنگھ بہادر والی کشمیر نے ایک ہزار روپیہ اور ایک دو شالہ عنایت کیا۔ ہمارا جہ صاحب نے آپ کو ایک سو بارہ روپیہ ماہوار پر مقرر کیا اور اپنے مصارف سے ایک مکتب قائم کیا جس میں آپ طلبہ کو نیا سے شاستر کی تعلیم دیتے تھے۔ پندرہ برس کی ملازمت کے بعد آپ اپنے وطن مالون کو واپس آئے اور دو سال ہوئے کہ گورنمنٹ ہند نے آپ کو مہاراجہ کا خطاب عطا فرمایا۔ سکونت رسی۔

کلاپتی گھوشال - راے بہادر - آپ مدرالی کے قدیمی خاندان گھوشال کے ایک رکن ہیں۔ آپ ۱۳ - اگست ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے۔ گیارہ برس کی عمر میں باپ کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا اور آپ کے عم نامدار آپ کو بریال لے گئے۔ وہاں مدرسہ کے پانچویں درجہ میں داخل ہوئے اور انگریزی پڑھنا شروع کی۔ چودہ مہینہ کے عرصہ میں آپ ترقی کر کے دوسرے درجہ میں داخل ہو گئے اور ایک خاص انعام بھی آپ کو ملا۔ اسکے بعد گلی کالج میں پڑھنے لگے۔ یہاں بھی آپ کو درجہ اول کا انعام ملا اور جوئیر اسکالرشپ کے مقابلہ میں آپ کامیاب ہوئے اور اُس میں بھی آپ نے اول درجہ کا انعام حاصل کیا اور آٹھ روپیہ ماہوار وظیفہ بھی ملنے لگا۔ جس زمانہ میں آپ سینئر اسکالرشپ کے امتحان کے واسطے تیاری کر رہے تھے تو بعض حالات و اسباب نے آپ کو مجبور کیا کہ طالب علمی کی زندگی ختم کریں۔ چنانچہ آپ صغیر ملازمت کی طرف متوجہ ہوئے۔ ۱۹۳۱ء میں آپ پولیس کے محرر مقرر ہوئے۔ ڈھائی تین برس مختلف عہدوں پر رہنے کے بعد آپ نے نائب داروغگی پولیس کا عہدہ حاصل کیا۔ پھر داروغگی اور انسپکٹری کے متعدد مدارج طے کر کے آپ اول درجہ کے انسپکٹر ہو گئے چونکہ آپ اپنے اپنے کل زمانہ ملازمت میں انسداد و انکشاف جرائم مستثنیٰ قسم کی لیاقت ظاہر کی لہذا

آپ باقر گنج ایسے پرشور مقام میں ۲۹- برس تک بڑی نیکنامی سے رہے۔ باقر گنج سے آپ کا تبادلہ پورنیا میں بطور ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ہوا۔ ۱۸۹۸ء میں آپ ملازمت سرکاری سے کنارہ کش ہوئے اور آپ کو اسی سال دیہاتی رجسٹری کی جگہ عطا کی گئی۔ آپ کی خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ عالیہ نے آپ کو خطاب ”راے بہادر“ سے متنازع و سرفراز فرمایا۔ سکونت مددالی نیہاٹی چومیس پرگنہ۔

راش بہاری گھوش - سی - آئی - ای - آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۶ء کو سی - آئی - ای - کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت کلکتہ۔

جادونا تھ مکرجی - راے بہادر - یہ ذاتی خطاب ۲- جنوری ۱۸۹۳ء کو آپ کو اس فیاضی کے صلہ میں جو آپ نے مختلف معاملات متعلقہ ترقی عامہ میں ظاہر کی تھی مرحمت ہوا ہے۔ سکونت سبڑاپور - ندیا۔

گلن چندر راے - راے بہادر - آپ نے بنارس کے محکمہ افیون میں جو نمایان خدمات انجام دیں تھیں اُن کے صلہ میں ۲- جنوری ۱۸۹۳ء کو خطاب راے بہادر آپ کو مرحمت ہوا۔ سکونت جگت ڈل - باراست ۲۴ پرگنہ۔

کالی کمار دے - راے بہادر - ۱۸۹۳ء میں آپ کو یہ ذاتی خطاب خدات عامہ کے صلہ میں عطا ہوا ہے۔ سکونت کلکتہ۔

مدن موہن بیساکھ - راے بہادر - ۲- جنوری ۱۸۹۳ء کو آپ راے بہادر



کے خطاب سے بطور اعزاز ذاتی آپ کی اُن خدمات کے صلہ میں جو آپ نے محکمہ ڈاک کی نجات  
میں کی تھیں مشرف و ممتاز ہوئے۔ سکونت کلکتہ۔



رام بندھو چٹرجی۔ رائے بہادر۔ آپ کو یکم جنوری ۱۹۰۸ء کو رائے بہادر  
کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ بانکو اسکے زمیندار ہیں۔ سکونت بانکڑا۔



چندر کمار رائے۔ رائے بہادر۔ آپ کو برٹش گورنمنٹ نے یکم جنوری ۱۹۰۸ء  
کو رائے بہادر کے خطاب سے معزز و ممتاز فرمایا۔ آپ دلال بازار کے زمیندار ہیں۔  
سکونت دلال بازار نواکھالی۔



امرت لال چٹرجی۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۲۱ مئی ۱۹۰۸ء کو خطاب  
رائے بہادر عطا ہوا۔ آپ مقام ترمہت کی سب ججی کے عہدہ پر مامور تھے۔ سکونت  
کونہ سلکیا۔ ہوڑہ۔



دوارکانا تھروت۔ رائے بہادر۔ آپ کو خطاب رائے بہادر بطور اعزاز  
ذاتی ۲۱ مئی ۱۹۰۸ء کو عطا ہوا۔ سکونت، ٹجور باقر گنج۔



نند گوپال بنرجی۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۱۹۰۸ء میں خطاب رائے بہادر  
عطا ہوا۔ آپ ضلع مان بھوم کے ڈسٹرکٹ انجنیری کے عہدہ پر ممتاز ہیں۔ سکونت کلکتہ



دوارکانا تھو سرکار۔ رائے بہادر۔ آپ دنیا میں ڈسٹرکٹ انجنیر ہیں۔

یکم دسمبر ۱۹۸۷ء کو خطاب رائے بہادر آپ کو مرحمت ہوا۔ سکونت بھٹرا دیاضلع فریدپور۔



سورج کمار۔ سرب ادھکاری۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۲۱۔ مئی ۱۹۸۷ء کو بطور اعزاز ذاتی خطاب رائے بہادر عطا ہوا۔ سکونت کلکتہ۔



درگج دیو۔ بھیا۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۱۹۸۷ء میں بطور اعزاز ذاتی خطاب رائے بہادر عطا ہوا۔ سکونت انتری پالامو۔



رام برجھ سنیاں۔ رائے بہادر۔ آپ کو ڈاکٹر جیکل گارڈن کلکتہ کے سپرنٹنڈنٹ ہین۔ یکم جنوری ۱۹۸۷ء کو خطاب رائے بہادر سے سرفراز فرمائے گئے۔ سکونت علی پور ۲۴۔ پرگنہ۔



پین بہاری بوس۔ رائے بہادر۔ آپ دسمبر ۱۹۸۷ء میں خطاب رائے بہادر سے بطور اعزاز ذاتی ممتاز دوسرے بلند فرمائے گئے۔ سکونت ہتواسارن۔



جنی لال بوس۔ رائے بہادر۔ آپ گورنمنٹ متھن کیمیا اور اسٹنٹ پروفیسر علم کیمیا طبی کالج کلکتہ ہین۔ دسمبر ۱۹۸۷ء میں آپ کو بجلد وے خدمات نمایان خطاب رائے بہادر عنایت ہوا۔ سکونت کلکتہ۔



بولی چند پین۔ رائے بہادر۔ آپ علی پور میں سب اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ٹیلیگراف اسٹور ہین۔ آپ نے اپنی اُن نمایان قیمتی کارگزاریوں کے صلہ میں جو

آپنے سرکار انگلشیہ کی خدمت میں کیہن سسٹھ ۱۸۹۹ء میں خطاب رائے بہادر سے شرف  
وامتیاز حاصل کیا۔ سکونت کلکتہ۔

تاریخی پرشاد۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۳۔ جون ۱۸۹۹ء کو خطاب رائے بہادر  
عطا ہوا۔ سکونت بھاگلپور۔

کرشن چندر۔ بندوپادھیائ۔ رائے بہادر۔ آپ محکمہ تعمیرات میں حلقہ بردوان  
کے انسپکٹر ہیں۔ آپ کو ۳۔ جون ۱۸۹۹ء کو خطاب رائے بہادر بطور اعزاز ذاتی  
گورنمنٹ ہند سے عطا ہوا۔ سکونت بھوانی پور کلکتہ۔

راج موہن بزمجی۔ رائے بہادر۔ ۱۸۹۸ء میں آپ کو رائے بہادر کا  
خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت کلکتہ۔

راش بہاری واس۔ رائے بہادر۔ آپ کو برٹش گورنمنٹ نے یکم جنوری  
۱۸۹۸ء کو رائے بہادر کے خطاب سے شرف و ممتاز فرمایا۔ سکونت دھبھوگ ڈھاکہ۔

ہمندر ناتھ گپت۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۱۸۹۸ء میں خطاب رائے بہادر  
مرحمت ہوا۔ آپ ۲۴۔ پرگنہ کے ڈپٹی مجسٹریٹ اور ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ سکونت کلکتہ۔

رام ناتھ سنگھ۔ رائے بہادر۔ آپ ۱۸۹۸ء میں رائے بہادر کے خطاب  
سے مخاطب ہوئے۔ سکونت گیا۔

بدھ سنگھ و دھریا۔ راے بہادر۔ آپ خاندان دودھریا کے سرغنہ ہیں۔ ۱۷۷۷ء میں جسکو ایک سو اٹھائیس سال کا عرصہ ہوا آپ کے مورث اعلیٰ ہرجی مل اور اُنکے دو بیٹے صوبہ سنگھ اور موج رام راجدیسر واقع بیکانیر کو جو اس خاندان کا اصلی مسکن تھا چھوڑ کر عظیم گنج مرشد آباد بنگال میں سکونت گزین ہوئے۔ انھوں نے کیرٹون کی تجارت بہت چھوٹے پیمانہ پر شروع کی۔ یہ تجارت اس خاندان میں روز افزون ترقی کرتی رہی یہاں تک کہ بابو ہرک چند کے زمانہ میں اُسکو بہت بڑا فروغ ہوا۔ انھوں نے دولت و ثروت کثیر جمع کی اور دوسروں کے واسطے ایک نمایاں مثال قائم کر گئے کہ چھوٹی حیثیت کے انسان اعلیٰ درجہ پر کیونکر پہنچ سکتے ہیں۔ ۱۷۷۷ء میں بابو ہرک چند نے رحلت کی اور دو بیٹے چھوڑے۔ بابو بدھ سنگھ اور بشن چند۔ اُسوقت یہ دونوں صاحب نوجوان تھے۔ یہ دونوں صاحب عرصہ و راز تک بلا اشتراک کام کرتے رہے۔ انھوں نے مختلف مقامات ہندوستان میں بنک قائم کیے۔ ارضی جائیداد خریدی۔ اپنے ہم مذہبوں (جینیوں) کے واسطے عبادت خانہ اور اسکول بنوائے۔ اُنکی ضروریات کے متکفل ہوئے۔ اپنے یہاں کی لیڈیوں کو ترغیب دی کہ وہ پاٹشالے تعمیر کرائیں۔ ان کا رہائے نمایاں سے چار دانگ ہند میں اُنکی شہرت اس قدر پھیلی کہ جب سریشلی ایڈن صاحب سابق لفٹنٹ گورنر بنگال گنگی پور تشریف لے گئے تو انھوں نے ان صاحبوں کی کوٹھی کو بذات خود ملاحظہ کیا اور اُنکی فیاضانہ ہمدردی انسانی اور اُن اعلیٰ خدمات سے جو انھوں نے خلق اللہ کی بہبود کے لیے انجام دی تھیں اس قدر خوش ہوئے کہ انھوں نے ان دونوں صاحبوں کو ۲۔ جنوری ۱۷۷۷ء کو خطاب راے بہادر عطا فرمایا۔ علاوہ برین ضلع مرشد آباد میں لال باغ بیچ کے آنریری مجسٹریٹ کیے گئے جسکو انھوں نے نہایت قابلیت مستعدی و ہوشیاری سے انجام دیا۔ ۱۷۷۷ء میں اُن دونوں بھائیوں کے کاروبار اگرچہ جدا جدا ہو گئے مگر اُنکی برادرانہ محبت و الفت و یکدلی میں شہہ برابر فرق نہیں آیا۔ ۱۷۹۷ء میں

آپ کے چھوٹے بھائی یعنی بشن چند نے انتقال کیا۔ اُس وقت سے آپ اپنے بھتیجے بابو بکے سنگھ کے دلی قرار پائے اور انکی جائداد کے منظم رہے۔ آپ نے اپنے بھتیجے کو اعلیٰ تعلیم دلا کر ۲۲۔ دسمبر ۱۹۰۷ء کو انکی ریاست و جائداد کا انتظام اُنکے سپرد کیا۔ آپ اور آپ کے خاندان کے لوگوں میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی ایمان داری کی صفت موجود ہے جنھوں نے کوہ آلو۔ پارساتھ۔ ہزاری باغ و مہیئی وغیرہ میں پائٹھالے تعمیر کرائے ہیں اور علاوہ شفا خانوں و مندروں کے ہنگالی لڑکیوں کے لیے ایک زمانہ مدرسہ اور جینیون کے واسطے کئی پائٹھالے عظیم گنج وغیرہ میں بنوائے ہیں اور اُسکے مصارف کے متکفل ہیں آپ کی دوشادیاں ہوئیں۔ پہلی بیوی سے بابو اندر چندرتھے جنھوں نے اعلیٰ تعلیم انگریزی پائی تھی اور ۱۹۰۹ء میں نمائش پیرس کے دیکھنے کی غرض سے یورپ گئے تھے۔ انھوں نے ۱۹۰۹ء میں دوبیٹے چھوڑ کر انتقال کیا۔ ۹۔ ستمبر ۱۹۰۹ء کو آپ کے پوتے جگت سنگھ نے رحلت کی۔ دوسری بیوی سے آپ کے دو بیٹے اور بہن۔ اجیت سنگھ و کنور سنگھ۔ یہ دونوں ابھی تعلیم پارسے ہیں اور ہونہار معلوم ہوتے ہیں۔ آپ اپنی قوم میں نہایت ذمی اثر و ہر دلعزیز ہیں۔ مذہبی حیثیت سے بھی آپ اپنی قوم میں نہایت اعلیٰ اوصاف کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں۔ سکونت عظیم گنج ضلع مرشد آباد۔

**ہنگوت دیال سنگھ۔ ٹھکرانی۔** راجہ چین پور دہر بھنگا وغیرہ ٹھکرانی کا خطاب۔ موروثی ہے اور اُس وقت سے خاندان میں جاری ہے جبے آپ کے آبا و اجداد نے ممالک مغربی و شمالی کو چھوڑ کر پالامو میں توطن اختیار کیا تھا۔ آپ کے مورث اعلیٰ اصل میں سوار پور کے جو دہلی کے جنوب میں واقع ہے رہنے والے اور شاہان دہلی کے بہت بڑے خیر گال تھے جنکی جانب سے اکثر جنگوں میں شریک ہوئے اور مختلف مہموں پر بھیجے گئے۔ اسکے صلہ میں انھوں نے جاگیرات و انعامات حاصل کیے اور سوار پور سے موضع

بلوکھا ضلع بنارس میں سکونت اختیار کی۔ وہاں سے اُنھوں نے پرگنہ سیسرام پر قبضہ کر کے دھنوند ضلع شاہ آباد میں رہنا شروع کیا۔ اُسوقت وہ یہاں کے راجہ کھلاتے تھے اور اُنکی تعمیرات کے کھنڈراور نشانات اب تک موجود ہیں جب راجہ چنن بنس نے کما یون سے آکر آپ کے اجداد کے یہاں پناہ لی تو اُسوقت کے راجہ دیوساہی نے اپنے بیٹے پورن مل کو اُنکے ساتھ پالامو کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ پالامو فتح ہو گیا اور راجہ چنن بنس نے اُنکے ساتھ پورن مل کو اُس مفتوحہ علاقہ کا سربراہ کار و منتظم قرار دیا۔ یہ عمدہ آپ کے خاندان میں عرصہ دراز تک رہا۔ ۱۸۷۷ء میں جب پالامو شامل قلم و برطانیہ ہوا تو آپ کے اجداد میں ایک شخص اُنکے ساتھ راجہ بخش سنگھ نامے نے رام گڈھ ملیٹن کو جو سرگوجا جا رہی تھی بہت قیمتی مدد دی جس کے صلہ میں اُنکو دیہات ہرنڈاکوچن جاگیر کے طور پر عطا ہوئے۔ آپ کے پردادا اُنھلکرائی چتر دھاری سنگھ نے گورنمنٹ کو چھوٹا ناگیور کے لوگوں کی بغاوت کے وقت بیش قیمت مدد دی جس کے صلہ میں اُنکی مالگزاری میں تاحین حیات دوسو دس روپیہ کی معافی ہو گئی۔ آپ کے دادا راسے رگھیر دیال سنگھ نے صدر ۱۸۷۷ء میں نہایت نمایان خدمات انجام دیں اور اُسکے معاوضہ میں اُنکو ۲۶۰۰۰۰ روپے کی جاگیر اور انعام عطا ہوا۔ اُسکے بعد وہ خطاب راسے بہادر اور خلعت فاخرہ سے مفلح ہوئے۔ جب پالامو میں قحط پڑا تو آپ کے والد اُنھلکرائی جگناتھ دیال سنگھ نے بہت سے کارہائے نمایان انجام دیں جس کے صلہ میں اور نیز اُس دلچسپی کے صلہ میں جو اُن کو تعلیم کے ساتھ تھی کئی مواقع پر گورنمنٹ نے اُنکی تعریف کی اور دربار راجہ میں سند عطا کی ۱۸۷۷ء میں جب مسٹر رابرٹس سابق سسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس کرواکے ڈاکوؤں کی سرکوبی کے واسطے گئے تو آپ اُنکے ہمراہ تھے۔ اُسکے بعد آپ کئی اور موقعوں پر بھی اپنے کل سپاہیوں اور برقداروں کے ساتھ حکام سرکاری کے شریک رہے۔ آپ نے قحط ۱۸۷۷ء میں غربا و مساکین کی بہت بڑی مدد کی۔ آپ کے مزاج میں فیاضی و غربا پروری ہے جس کا ادنی ثبوت یہ ہے کہ

حال میں تین ہزار روپیہ ڈالٹن گنج میں فیمل وار ڈبنانے کے واسطے عطا کیا ہے۔ قحط  
۱۹۱۷ء کی خدمات کے جلد وین گورنمنٹ نے آپ کا شکریہ ادا کیا اور خطاب راجہ  
عطا فرمایا۔ سکونت پالامو۔

سہری ناتھ رائے۔ راجہ۔ ولادت ۱۹۱۷ء۔ آپ کا تعلق بھگیا کل ضلع ڈھاکہ  
کے کھنڈو خاندان سے ہے۔ آپ کو بطور اعزاز ذاتی ۳۰ مئی ۱۹۱۷ء کو ملکی ہمدردی اور  
خیر خواہی کے جلد وین راجہ کا خطاب ملا۔ سابق ازمین آپ ڈھاکہ کے مینوسپل کمشنر  
اور ابواب تعلیم و سڑک کی کمیٹیوں اور ڈھاکہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر تھے۔ اور بالفعل آپ  
آئرنبری مجسٹریٹ اور کانومیکل میوزیم کے ممبر اور ایسوسی ایشن زمینداران بنگال مشرقی  
کے سکریٹری ہیں اور ان تمام معاملات میں آپ نہایت قابل سمجھے جاتے ہیں۔ ڈھاکہ  
سرسوتی سماج یا پنڈتوں کی اسٹیڈیوشن کے بانیوں میں آپ بھی ایک بانی ہیں۔ سکونت  
ڈھاکہ بنگال۔

سرمیدر نرائن سنگھ۔ راجہ۔ مقام برواری۔ آپ کو آپ کی فیاضی اور ملکی  
ہمدردی کی جلد وین ۶ جون ۱۹۱۷ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب راجہ عطا ہوا۔  
آپ کے بزرگوں کو ابتدائیں اسلامی سلطنت سے راجہ کا خطاب ملا تھا اور مدت تک  
وہ ضلع بھاگلپور کے مالک اراضی رہ چکے ہیں۔ خاندانی کاغذات میں اس وقت تک وہ  
پروردہ موجود ہے جس میں شاہ عالم شہنشاہ دہلی نے راجہ کا کبت سنگھ سابق زمیندار  
برواری کو راجہ کے خطاب سے مخاطب کیا تھا۔ سکونت بھاگلپور۔

ششی شکریشور رائے۔ راجہ۔ ہمدرد۔ آپ کو ہندوستانی فلاحیت و

وزارت کی ترقی کے معاملہ میں نمایاں خدمات انجام دینے اور ضلع راج شاہی کی زمینداروں کی حیثیت سے ملکی بھدروی ظاہر کرنے کے صلہ میں یکم جنوری ۱۹۲۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے راجہ کا خطاب اور یکم جنوری ۱۹۲۹ء کو راجہ بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت طاہر پور۔ راج شاہی۔

مکندویب۔ راجہ۔ مقام خروہ۔ خطاب مذکور ذاتی ہے اور ۲۹۔ مارچ ۱۹۲۸ء کو عطا کیا گیا۔ آپ راجہ اوڑیسہ کے قدیم خاندان کے قائم مقام اور جانشین ہیں۔ سکونت پوری۔

جانکی بلجھسین۔ راجہ۔ آپ کی فیاضی اور ملکی بھدروی کے صلہ میں پہلی جنوری ۱۹۲۸ء کو بطور ذاتی اعزاز کے راجہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت مہی گنج۔ رنگ پور۔

راج راجیشوری پرشاد سنگھ۔ راجہ۔ یکم جنوری ۱۹۲۹ء کو آپ کو خطاب راجہ عطا ہوا۔ سکونت سورج پورہ۔ شاہ آباد۔

سرو داترائن سنگھ۔ راجہ۔ آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے پہلی جنوری ۱۹۲۸ء کو راجہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت سیرام پور۔

شیخہ رلال۔ خان۔ راجہ۔ بطور ذاتی اعزاز کے ۲۵۔ مئی ۱۹۲۵ء عیسوی کو راجہ کا خطاب آپ کو عطا کیا گیا۔ سکونت نرجول۔ مدنا پور۔



دکھ موچن ججہا۔ ہما مو پا دھیا۔ آپ کو یکم جنوری ۱۹۵۹ء کو علوم مشرقی میں قابل ہونے کے لحاظ سے یہ خطاب ہوا ہے۔ سکونت یلکوار۔ درجہ نگہ۔

چتر و دھرمسر۔ پنڈت۔ ہما مو پا دھیا۔ ۳۔ جون ۱۹۹۹ء کو آپ کو خطاب مذکور عطا ہوا۔ سکونت درجہ نگہ۔

پچھی نرائن سنگھ دیو۔ ٹھاکر۔ دربارہ قیسری دہلی کے موقع پر آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے یکم جنوری ۱۹۵۹ء کو خطاب ٹھاکر عطا ہوا۔ آپ ایک بہت بڑے پوراٹاٹ خاندان کے قائم مقام ہیں اور سری کالا کھر ساون اور چھوٹا ناگپور اضلاع سنگھ بھوم کے سردار بھی اسی نسل میں ہیں۔ سکونت کیرا سنگھ بھوم۔

شب چندر سیرجی۔ راجہ۔ ولادت ۱۹۴۸ء کو آپ کو بھاگلپور کی آنریری مجسٹریٹ کی اعلیٰ خدمات کے انجام دینے کے صلہ میں ۲۴ مئی ۱۹۵۳ء کو بطور ذاتی اعزاز کے راءے بہادر کا اور ۲۰ مئی ۱۹۵۶ء کو راجہ کا خطاب عطا ہوا۔ آپ نے کلکتہ یونیورسٹی کے پٹنہ کالج میں تعلیم حاصل کی۔ اور ۱۹۶۱ء میں بی۔ اے۔ اور ۱۹۶۹ء میں بی۔ ایل۔ کا درجہ پاس کیا۔ آپ کلکتہ بار کے ایک ممتاز ممبر ہیں۔ آپ کا تعلق ایک اعلیٰ درجہ کے کلین برہمن خاندان سے ہے۔ سکونت بھاگلپور۔

سری ناتھ پال۔ راءے بہادر۔ یہ ذاتی خطاب یکم جنوری ۱۹۹۴ء کو آپ کو گورنمنٹ ہند نے عطا فرمایا۔ سکونت سید آباد۔ مرشد آباد۔

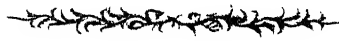
ماتا دین سوکل - ایم - اے - راؤ صاحب - آپ مئی ۱۸۸۷ء کو پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ میں ملازم ہوئے - ۲۳ - فروری ۱۸۹۲ء سے آپ ساڑھے آٹھ سو روپیہ ماہوار کے ایکڑ یکمیٹوانجینئر درجہ دوم میں - آپ کی نمایاں خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ انڈیانے ۶ - ستمبر ۱۸۹۶ء کو آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے راؤ صاحب کے خطاب سے معزز و ممتاز کیا سکونت ڈبروگڈھ -

اپنیدر ناتھ کنجی لال - رلے صاحب - کیم اکتوبر ۱۸۸۷ء میں آپ آسام کے محکمہ جنگلات میں گورنمنٹ کے ملازم ہوئے - بالفعل ۱۸۹۲ء سے آپ کی خدمات ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کو منتقل ہو گئیں جہاں آپ امپیریل فارسٹ اسکول دیرہ دون کے مدرس ہیں - اس محکمہ کی نمایاں خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انڈیانے ۲۶ - جون ۱۸۹۷ء کو آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رلے صاحب کے خطاب سے معزز و ممتاز فرمایا - سکونت دیرہ دون -

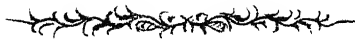
دلال چند رویب - بی - اے - بی - ایل - رلے بہادر - آپ سلسٹ کے گورنمنٹ پلیڈر ہیں - آپ کی ملکی نمایاں خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انڈیانے ۳۱ - دسمبر ۱۸۹۹ء کو آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رلے بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا - سکونت سلسٹ -

درگا کمار بسو بی - اے - رلے صاحب - آپ گورنمنٹ ہائی اسکول سلسٹ کے ہیڈ ماسٹر ہیں - آپ کی علمی خدمات کے جلد و میں ۲۶ - جون ۱۸۹۲ء کو گورنمنٹ انڈیانے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے خطاب مذکور سے مفتخر کیا - سکونت سلسٹ -

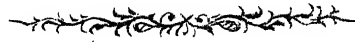
بھوبن رام داس۔ رائے صاحب۔ آپ مینو سبلی گوہاٹی کے وائس چیرمین  
ہیں۔ آپ کی ملکی نمایاں خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ نے ۹۔ نومبر ۱۹۰۷ء کو  
آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے صاحب کے خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت  
گوہاٹی۔ کامروپ۔



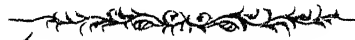
پرنس کاش چندر دیب۔ رائے صاحب۔ آپ کی نمایاں خدمات کے صلہ  
میں گورنمنٹ نے ۲۲۔ جون ۱۹۰۹ء کو آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے صاحب کے  
خطاب سے ممتاز کیا۔ سکونت سلہٹ۔



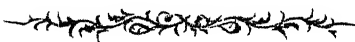
نوکشور سین۔ رائے صاحب۔ آپ کی نمایاں خدمات کے صلہ میں آپ کو  
گورنمنٹ انڈیا نے بطور ذاتی اعزاز کے ۲۲۔ جون ۱۹۰۹ء کو رائے صاحب کا خطاب  
مرحمت فرمایا۔ سکونت سہیہ گنج۔ سلہٹ۔



رسک لال۔ کنڈو۔ رائے بہادر۔ آپ کی خدمات بانسہ کے صلہ میں  
گورنمنٹ انڈیا نے ۲۱۔ مئی ۱۹۰۹ء کو آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے بہادر کا خطاب  
مرحمت فرمایا۔ سکونت منی پور۔



نئے چند چٹرجی۔ رائے بہادر۔ یہ ذاتی خطاب یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو آپ  
کو گورنمنٹ انگلشیہ نے مرحمت فرمایا۔ سکونت کلکتہ۔





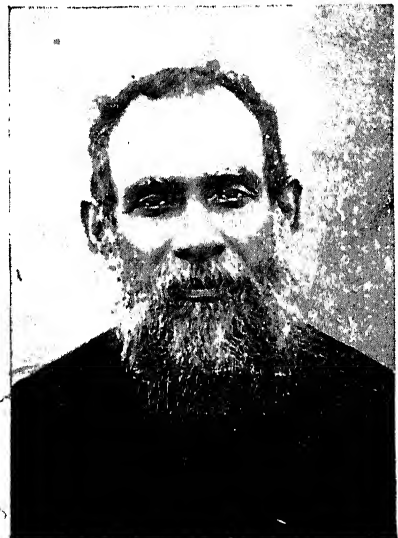
مہا بھوپا دھیالاکھال اسنادرتن رئیس بنارس



رے بہادر ننگہ دیال سنگھ رئیس کیسٹھ شاہ آباد  
ملاحظہ طلب صفحہ نمبر ۱



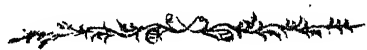
رے بہادر دے دی داس مقیم رئیس کلکتہ  
ملاحظہ طلب صفحہ ۵



مسٹر نرند رونا تھہ بنرجی رئیس کلکتہ

سرنیدرو ناتھ بھرجی۔ بابو۔ آپ ذات کے معزز اثر بھی بہمن ہیں۔ آپ کے والد بابو درگاچرن کلکتہ کے ایک نامی طبیب تھے۔ ۱۸۴۹ء میں آپ نے ڈوٹن کالج میں تعلیم پائی۔ ۱۸۴۳ء میں آپ نے کلکتہ یونیورسٹی کا امتحان انٹرنس اول درجہ میں پاس کیا اور ۱۸۴۹ء میں بی۔ اے ہوئے۔ مسٹر سائمن صاحب پرنسپل ڈوٹن کالج نے جنکے دلیرانہ کی ذہانت کا سکھ پہلے ہی ٹیچہ چکا تھا آپ کے والد ماجد کو آپکے ولایت پہنچنے اور امتحان سول سروس پاس کرنے کی صلاح دی۔ وہاں جا کر آپ نے اگرچہ یہ امتحان بھی پاس کر لیا مگر کمشنروں نے آپ کو اس بنا پر منظور کیا کہ آپ کا سن زیادہ ہے۔ مسٹر بھرجی نے کورٹ آف کونٹیننٹ کو تحریک کی۔ قابل ججوں نے کمشنروں سے باز پرس کی اور مسٹر بھرجی کا نام کامیاب امیدواروں کی فہرست میں درج ہوا۔ مسٹر بھرجی ہندوستان میں بہ مقام سلٹ اسٹنٹ مجسٹریٹ کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ دو سال تک آپ اپنا فرض منصبی انجام دیتے رہے۔ ۱۸۷۷ء میں آپ نے پنڈت الیشور چندر کی میٹروپولیٹن انسٹیٹیوشن میں دوسروں پر مامور کی نوکری منظور کی۔ سٹی اسکول قائم ہونے پر مسٹر بھرجی نے طلباء کو لیکچر دینا بھی شروع کر دیا۔ ۱۸۸۱ء میں آپ نے میٹروپولیٹن انسٹیٹیوشن سے قطع تعلق کر لیا اور فری چرچ کالج میں آگئے۔ ۱۸۸۲ء میں آپ نے بوبازار میں ایک چھوٹے سے اسکول کا انتظام اپنے ذمہ لے لیا۔ اس وقت اس اسکول میں صرف سو طلباء سے کچھ زائد تھے آپ کی محنت اور جانفشانی اور لیاقت کا ثبوت اس امر سے ہو سکتا ہے کہ صرف سات سال کے عرصہ میں یہ اسکول فرسٹ کلاس کا بجیٹ انسٹیٹیوشن ہو گیا اور اسکی شاخیں ہوڑہ اور کدپور میں بھی قائم ہو گئیں اور طلبہ کی تعداد دو ہزار پانسو کے قریب ہو گئی۔ ۱۸۷۷ء میں آپ کا تعلق اخبار بنگالی سے شروع ہوا جو بیچارام کا منشا تھا کہ اگر کوئی شخص اسکا کام حسبِ دخواہ چلا سکیگا تو میں یہ اخبار اسکودیدالو لگا۔ مسٹر بھرجی نے اس امر کی خواہش ظاہر کی اور انکو یہ اخبار دیدیا گیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اخبار کی

حالت بدشور سنبھل گئی پھر آپ نے ۱۸۷۴ء میں صوبہ اور ملک پر برٹش انڈین ایسوسی ایشن کے قائم کرنے سے بہت بڑا احسان کیا۔ اس ایسوسی ایشن کی طرف سے آپ نے دورہ کیا اور نہایت کامیابی کے ساتھ انڈین سول سروس کا سلسلہ پیش کر دیا۔ آپ ہی کے بدولت یہ بات نصیب ہوئی کہ مسٹر لال موہن گھوش انگلستان بھیجے گئے تاکہ ہندوستانیوں کے سول سروس کے معاملہ کی نسبت کوشش کریں جس کا انجام یہ ہوا کہ ہندوستانیوں کا بھی انڈین سول سروس میں کچھ حصہ آگیا۔ اسکے بعد ایسوسی ایشن نے ورنائیبولر پریسیکٹ کے برخلاف اعتراض کیا اور مسٹر گلیڈسٹون کو اپنا ہمدرد بنا کر اس ایکٹ کو نسخہ کرادیا۔ لوکل سلف گورنمنٹ کے ظہور سے پہلے اس انجمن نے مسئلہ انتخاب کے متعلق بہت کچھ دایلا مچائی تھی۔ ۱۸۸۳ء میں انجمن کی طرف سے کلکتہ میں نیشنل کانگریس کا پہلا جلسہ ہوا جس میں احاطہ مدراس بمبئی اور مالک مغربی و شمالی کے اکثر ڈیپلیگیٹوں نے شرکت کی۔ یہ اول موقع تھا کہ ہندوستان میں مختلف مقامات سے ڈیپلیگیٹ اگر شریک ہوئے یہ تمام باتیں آپ ہی کی کوششوں کی بدولت ہوئیں۔ مسٹر نرجی نیشنل کانگریس کے رہبر ہیں۔ آپ نے اسکے متعلق بہت سی پیش بہا پیچیدگی دی ہیں۔ سکونت کلکتہ۔



راکھال داس - نیا سے تین۔ مہامہو پادھیہ۔ ولادت ۱۸۶۹ء عہد آپ مہرشی بشت دیو کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے والد ایشور سیتا ناتھ بدیا بہوشن دھرم شاستری کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ ان کے تین لڑکے اور تھے جو علم سنسکرت کے عالم تھے۔ آپ کے خاندان کی علمی فضیلت اور مذہبی پابندی کی وجہ سے نہایت عزت ہوتی آتی ہے۔ آپ نے امرکپن میں بھاٹ پارہ کے اُس زمانہ کے سب سے اعلیٰ صرف ونحو کے عالم ایشور جی رام نیلے بہوشن سے سنسکرت کے صرف ونحو و صنایع و بدایع کی تعلیم پائی اور انیس برس کے سن میں اُسی مقام کے مشہور نیاک ایشور جدورام سرب بہومی

کے پاس نیاے شاستر (منطق) شروع کیا۔ اچھو بنگالہ کے فرد روزگار نیا ایک ایشور ہلہ ہڑک چورامنی سے نیاے شاستر میں بہت ہی مدد ملی ہے۔ آپ بڑے بڑے پنڈتوں سے لڑکپن ہی میں مباحثہ کرتے تھے۔ اُن تیس برس کی عمر میں آپ نے تحصیل علم ختم کر کے درس تدریس کا کام شروع کیا۔ جب نیاے رتن نے اپنا پاٹ شالا قائم کیا تو اُن کے دوست پنڈت ایشور چندر دویا ساگر نے طالب علموں کا کل خرچ اپنے ذمہ لے لیا اور نیاے رتن کو اُن کے اخراجات سے سبکدوش کر دیا۔ پانچ برس تک نیاے رتن نے بنگال کے نامی پنڈت ایشور چندر دویا ساگر سے اون و دیا اٹھیوں کے خرچ کے واسطے جو اُنکے پاٹ شالہ میں پڑھتے تھے امداد لی لیکن جبوقت وہ خود اُس مصارف کے برداشت کرنے کے لائق ہو گئے تو انھوں نے پنڈت و دیا ساگر سے مدد لینا غیر مناسب خیال کیا۔ اس سے اُن کے دل میں نیاے رتن کی محبت اور توقیر اور زیادہ ہو گئی اور تازیت قائم رہی آپ روپیہ لیکر تعلیم کا دنیا گناہ سمجھتے ہیں۔ مشہور پنڈت تاراچرن آپ کے حقیقی چھوٹے بھائی نیاے رتن آپ ہی کے شاگرد رشید تھے۔ ۱۸۸۷ء میں جیشن جوبی قصیر مرحومہ کی تقریب میں آپ کو مہامہوپا دھیا کا خطاب مرحمت ہوا۔ چونسٹھ سال کی عمر میں آپ نے ترک وطن کر کے بنارس میں اقامت اختیار کی۔ اسوقت آپ کی عمر چوہتر سال ہے آپ اب تک طلبہ کو نیاے اور دوسری شاستر پڑھایا کرتے ہیں۔ عالم پیری میں آپ کی زوجہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کا مذہب اگرچہ شاکت ہے مگر شواوریشٹو پاشنا میں کبھی تفریق نہیں کرتے ہیں۔ وید پوران قرآن شریف انجیل وغیرہ کی غرت کرتے ہیں اور تمام مذہب والوں کو پاک سمجھتے ہیں۔ آپ سنسکرت کے مشہور شاعر بھی ہیں اور اپنے سنسکرت میں بہت سی کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں۔ سکونت بنارس۔

چندر سیکھر سنگھ۔ سامنت۔ سری۔ ہری چندن۔ مردراج۔ مہامہوپا دھیا۔

آپ کھانڈپاڑہ کے ایک چھوٹے موضع میں جو ٹٹک سے پچاس یا ساٹھ میل مغرب  
 جانب اُریسہ کے پہاڑوں اور جنگلوں میں واقع ہے ۱۳۵۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔  
 یہ موضع راجہ کھانڈپاڑہ کی زمینداری میں داخل ہے جو اُریسہ کے ایک باجگر اریس ہیں۔  
 مہا مہوپادھیاقوم کے چھتری اور موجودہ راجہ کے خاندان سے ہیں راجہ پوری نے  
 آپ کو ہری چندن اور مہاپاتر کے خطابات عنایت کیے ہیں۔ آپ سامنت کے لقب  
 سے بھی ملقب ہیں جو آپ کے سامی خاندان میں ہونے کی وجہ سے آپ کے لیے نہایت موزوں  
 ہے۔ مگر اُریسہ میں آپ عموماً پٹھانی سامنت مشہور ہیں چندریگر نے نہایت کم عمری میں سنسکرت  
 پڑھنا شروع کی۔ کچھ دنوں تک سنسکرت نحو۔ سمرتی۔ پُران۔ منطق اور ویدک میں تعلیم پائی  
 اسکے بعد کل بڑی بڑی نظموں کو اصل زبان میں پڑھا۔ دس برس کی عمر میں آپ کے  
 ایک چچا نے آپ کو کسیدر علم جو تش کی تعلیم دی اور آپ کو بعض ستاروں کی سیر بھی  
 کرائی جس سے رفتہ رفتہ علم نجوم سے آپ کو دلچسپی پیدا ہوئی۔ اُسی عمر میں آپ کو ستاروں  
 کے مقامات دیکھنے کا اسقدر شوق غالب ہوا کہ آپ شب کو گھنٹوں بیٹھے ہوئے ستارے  
 دیکھا کرتے تھے زلیچون میں لگن کی تشخیص اور ستاروں کی اختلاف پذیر حالتوں کا علم  
 نہایت ضروری تھا۔ چنانچہ اُسے سیاروں کے حرکات مشاہدہ کرنے پر آپ کو مائل کیا  
 اور مشاہدہ کو اکب نے علم نجوم کی تحصیل کا شوق آپ کے دل میں پیدا کر دیا۔ وہاں کوئی  
 استاد تھا جو آپ کو اس علم کی تعلیم دیتا آپ صرف سنسکرت اور اپنی مادری زبان اُریسہ سے  
 واقف تھے۔ مگر آپ کو اپنے خاندانی کتب خانوں میں سنسکرت کی چند کتابیں مل گئیں اور  
 اپنے انکی تفسیروں اور شرحوں کی مدد سے اُنکو یاد کرنے میں اپنے تئیں ہمہ تن مصروف  
 کر دیا۔ آپ نے قدیم سدھانتوں اور اصولوں کی مدد سے وقت اور فاصلہ دریافت  
 کرنے کے لیے چند معمولی آلے تیار کیے مگر ایک خاص رصد گاہ بنایا آسمان تھا۔ اس  
 معمولی ابتدا سے بڑھکر سامنت سری چندریگر نے اس درجہ ترقی کی کہ علم ہیئت



کے علی ماہرین میں فی زمانہ آپ کا ثانی ملنا مشکل ہے۔ تیس برس کی عمر میں آپ نے اپنے مشاہدات کے نتائج کو باقاعدہ قلمبند کرنا شروع کیا اور تین برس بعد انکو ایک کتاب کی صورت میں لانے کا خیال آپ کو پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں آپکو سنسکرت میں ایسا تبحر تھا کہ آپ فی البدیہہ نظم کہہ سکتے تھے۔ جب آپ چھ برس تک اپنے کام میں برابر مصروف و منہمک رہے تو آپ کی تصنیف کی پہلی جلد شائع ہوئی۔ اس متواتر محنت سے آپکی تندرستی میں فرق آگیا اور آپ دائم المرض ہو گئے۔ مگر علم ہیئت کے شوق میں پھر بھی کمی نہیں آئی اور کسوف و خسوف کے نظارہ کا آپ کو اب بھی وہی شوق ہے چنانچہ ۱۸۹۷ء میں جب گورنمنٹ نے آپ کو مہامہو پادھیا کا خطاب عطا کیا اور آپ اس خطاب سے سرفراز ہونے کے لیے کلکتہ تشریف لائے تو دربار کے بعد ایک روز کے لیے آپ کا کلکتہ میں قیام کرنا صرف اسوجہ سے مشکل ہو گیا کہ چند روز بعد سورج گرہن ہونوالا تھا۔ آپ نہایت ہی سادہ مزاج اور خلیق بزرگ ہیں علم ہیئت کے ماہر ہونے کے علاوہ آپکا پایہ بطور شاعر کے بھی بہت ارفع و اعلیٰ ہے آپکی تصنیف سدھانت ورین میں جو علم ہیئت کی ایک نہایت مستند اور مقبول کتاب ہے مختلف اوزان کے تقریباً دو ہزار پانسواشلوک ہیں۔ آپکی طبیعت نہایت حق پسند ہے اگر آپ کو مشاہدہ کے رو سے شاسترون میں بھی کوئی غلطی معلوم ہو تو اسکی تلمذ میں آپکو تامل نہیں ہے۔ اگر موجودہ زمانہ کی رصد گاہوں میں جو ہر قسم کے سامان اور آلات سے مزین ہیں آپ کو مشاہدہ اور تجربے کے موقع حاصل ہوتے تو اس میں شک نہیں کہ آپ کی ذات بابرکات سے ہمارا سامنس نہایت ہی دولتمند اور زرخیز ہو جاتا۔ ہر چند آپ ایک گوشہ مخول میں پڑے ہوئے ہیں لیکن آپکا پترہ جو آپ چند سال سے ایک مقامی پبلشر کے لیے تیار کرتے ہیں بنگال اور آریسہ میں بکثرت شائع ہوتا ہے اور آپکی کتاب سدھانت ورین تمام ہند میں علم ہیئت کے طالب علموں میں پہلی ہوئی ہے۔ سکونت۔ پوری۔

ہیم چند سرکار۔ رائے بہادر۔ آپ رائے گوپال موہن سرکار بہادر  
رئیس منی رام پور (بارکپور) کے فرزند ہیں۔ آپکی ولادت ۱۸۵۳ء میں واقع ہوئی  
آپنے سینٹ زیور کالج کلکتہ میں تعلیم پائی اور ۱۸۸۶ء میں ہزار کلسنسی دلیس رائے و گورنر  
جنرل کشور ہند کے خزانچی مقرر ہوئے اور یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو رائے بہادر کا خطاب آپ کو  
عطا ہوا۔ سکونت کلکتہ۔

بیکلٹہ ناتھ دے۔ راجہ بہادر۔ یکم جنوری ۱۸۸۹ء کو آپ کو خطاب حرمت  
ہوا۔ سکونت۔ بالاسور۔

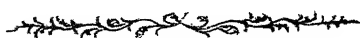
جگدیندر ناتھ رائے۔ ہمارا راجہ۔ یہ خطاب ذاتی ہے اور یکم جنوری ۱۸۹۷ء  
کو عطا کیا گیا ہے۔ آپ کا تعلق سرتر برہمن خاندان سے ہے جو بہت پشتون تک ہمارا راجہ  
ناٹور کی حیثیت سے معروف و مشہور رہا ہے بلکہ ایک زمانہ میں ضلع راج شاہی کے  
بہت بڑے حصہ پر قابض ہو گیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شہنشاہ دہلی نے رام جیون رائے  
کو ہمارا راجہ بہادر کے خطاب سے معز کیا تھا اور ان کے پوتے ہمارا راجہ رام کرشن رائے  
بہادر رئیس ناٹور کو دربار دہلی سے ایک سند مرحمت ہوئی تھی۔ انکے بیٹے ہمارا راجہ جٹو ناتھ  
رائے بہادر نے برٹش گورنمنٹ سے ۱۸۹۶ء میں پولیٹیکل منیشن حاصل کی۔ ان کے  
پوتے ہمارا راجہ گوہند ناتھ رائے بہادر رئیس ناٹور تھے جنکے متبنی بیٹے ہمارا راجہ حال ہیں  
سکونت۔ ناٹور۔ راج شاہی۔

درگا گتی نرجی۔ رائے بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ غیر متہد سول سروس  
کے ایک ممتاز ممبر ہیں آپکو کسٹمر قسمت پٹنہ اور کسٹمر پریڈنسی ڈویژن کے پرنسپل اسٹنٹ

اور کلکٹر اسٹاپ اور سپرنٹنڈنٹ آبکاری کلکتہ کی حیثیت سے عمدہ خدمات انجام دینے کی جلد وین یکم جنوری ۱۸۹۵ء کو سی۔ آئی۔ اے کا خطاب عطا ہوا۔ سکونت کلکتہ۔



سید امیر حسین۔ نواب بہادر سی۔ آئی۔ اے۔ کا خطاب آپ کو یکم جنوری ۱۸۸۸ء کو اور نواب کا خطاب یکم جنوری ۱۸۹۲ء کو اور نواب بہادر کا خطاب ۲۱ مئی ۱۸۹۸ء کو مرحمت ہوا۔ سکونت کلکتہ۔



درگا چرن لاہا۔ مہاراجہ سی۔ آئی۔ اے۔ ولادت ۲۳۔ نومبر ۱۸۲۲ء۔ مہاراجہ کا خطاب ۳۰ مئی ۱۸۹۱ء کو بطور ذاتی اعزاز کے عطا کیا گیا۔ آپ کا خاندانی لقب لاہا ہے۔ آپ مقام چنورا میں پیدا ہوئے اور ہندو کالج کلکتہ میں تعلیم پائی آپ مسٹر پران کشن لائیڈ کمپنی کے اعلیٰ حصہ دار اور زمیندار بھی ہیں۔ آپ جسٹس آف دی پریس آنریری پریسیڈنسی مجسٹریٹ۔ پورٹ کمیشن کے اول ہندوستانی ممبر۔ بنگال لیجسلیٹو کونسل کے ممبر (۱۸۷۷ء میں) اور سینٹ کلکتہ یونیورسٹی کے ممبر مقرر ہوئے اور اپریل ۱۸۸۵ء کو میو ہسپتال کے گورنر ۱۸۸۲ء میں ایمپریل لیجسلیٹو کونسل کے ممبر۔ فروری ۱۸۸۲ء میں ریڈکشن آف پبلک وٹ (تخفیف قرضہ سرکاری) کے کسٹنڈر اور ۱۸۸۲ء میں شریف کلکتہ منتخب ہوئے اور ۲۴ مئی ۱۸۸۷ء کو سی۔ آئی۔ اے کے خطاب سے ممتاز ہوئے اور گورنمنٹ عالیہ سے ۱۸۸۷ء میں ایچ۔ کا خطاب حاصل کیا۔ ۱۸۸۸ء میں ایمپریل لیجسلیٹو کونسل کے دوبارہ ممبر منتخب ہوئے اور ۱۸۹۱ء میں مہاراجہ کا خطاب ملا۔ ۲۷ جنوری ۱۸۹۲ء کو حاضری عدالت ہائے دیوانی سے مستثنیٰ ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادہ (۱) مہاراج کمار کرشن ولس (ولادت ۲۴۔ فروری ۱۸۲۹ء) اور (۲) مہاراج کمار کشن لا (ولادت ۴۔ مئی ۱۸۵۲ء) ہیں اور دونوں آنریری پریسیڈنسی مجسٹریٹ ہیں۔ سکونت کلکتہ۔

بنگم چندر مجموعہ دار۔ راے صاحب۔ آپ ڈسٹرکٹ انجینئر کے عہدہ پر مامور ہیں۔ انھیں خدمات کے جلد وین آپ کو گورنمنٹ نے ۲۱۔ مئی ۱۸۹۸ء کو راے صاحب کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت انگول اور کھلنا۔

رتن منی گپت۔ راے صاحب۔ ۲۔ جنوری ۱۸۹۹ء کو آپ کی قیمتی اور اعلیٰ خدمات کے صلہ میں جو آپ نے محکمہ سررشتہ تعلیم میں انجام دی تھیں گورنمنٹ نے آپ کو اس خطاب سے ممتاز کیا۔ سکونت کنور پور۔ پولیس اسٹیشن بلنگ۔ فرید پور۔

کلیشری پرشاد سنگھ۔ راے بہادر۔ ۲۰۔ مئی ۱۸۹۶ء کو خطاب راے بہادر اور ۱۸۹۶ء میں تین قیصرہ ہند درجہ اول عطا ہوا۔ سکونت مونگیر بنگال۔

نمنتمہا ماتھ متر۔ راے بہادر۔ ولادت ۱۸۶۸ء۔ آپ کو یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو خطاب راے بہادر بطور اعزاز ذاتی مرحمت ہوا۔ سکونت کلکتہ۔

بھوپن موہن راہا۔ راے بہادر۔ یہ خطاب ذاتی یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کو مرحمت فرمایا۔ سکونت بانکرا و جارب پور واقع ڈھاکہ۔

سر نیر وفاقہ متر۔ راے بہادر۔ ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء کو آپ راے بہادر کے خطاب سے مشرف ہوئے۔ آپ بنگال سکریٹریٹ کے محکمہ بین ہیں۔ سکونت کلکتہ۔

گریش چندر رائے۔ رائے بہادر۔ راجہ۔ آپ کی اعلیٰ اور فداوارانہ خدمات کے جلد و میں گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے ۲۵ مئی ۱۹۵۷ء کو رائے بہادر کا خطاب اور ۲۱ مئی ۱۹۵۷ء کو راجہ کا معزز خطاب مرحمت فرمایا۔ آپ رینا گڈھ کے رئیس ہیں۔ سکونت سلت۔

رام داس بھٹا چارجی۔ رائے بہادر۔ ۲ جنوری ۱۹۵۳ء کو بطور اعزاز ذاتی کے آپ کو رائے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ آپ گورنمنٹ ہاؤس کلکتہ کے آنریری انجینیئر ہیں۔ سکونت کلکتہ۔

جادیب چندر دیب۔ رائے بہادر۔ آپ کو ۲۲ جون ۱۹۹۷ء کو رائے بہادر کا خطاب مرحمت ہوا۔ سکونت کلکتہ۔

سرودا پرشاد چٹرجی۔ رائے بہادر۔ یکم جنوری ۱۹۹۷ء کو گورنمنٹ برطانیہ نے آپ کو رائے بہادر کا خطاب عطا فرمایا۔ سکونت بھاگلپور۔

راو ہالبل چودھری۔ رائے بہادر۔ آپ کو یہ ذاتی خطاب یکم جنوری ۱۹۹۷ء کو مرحمت ہوا ہے۔ سکونت راج بریا ضلع مین سنگھ۔

بینی مادھب پنرجی۔ رائے بہادر۔ یہ ذاتی خطاب یکم جنوری ۱۹۹۷ء کو بصلہ خدمات عامہ آپ کو عطا ہوا۔ سکونت کلکتہ۔

مرج موہن لال۔ بی۔ اے۔ رائے بہادر۔ جون ۱۹۱۷ء سے اپنے گورنمنٹ کی ملازمت شروع کی اور پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ میں بھرتی ہوئے یکم جولائی ۱۹۱۷ء کو ایک ہزار روپیہ ماہوار پر درجہ اول کے اکریڈیٹڈ انجینئر مقرر ہوئے۔ آپ کی علیٰ خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انڈیا نے ۳۔ جون ۱۹۱۷ء کو آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے بہادر کے خطاب سے معزز و مفتخر کیا۔ سکونت تیز پور۔ دہلی۔



مادھب چندر۔ برہمپور۔ ایل ایل ایم۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۹۰۷ء۔ ۲۰ مئی ۱۹۱۷ء کو آپ گورنمنٹ کی ملازمت میں داخل ہوئے۔ فی الحال یکم اپریل ۱۹۱۷ء سے آپ چھ سو روپیہ ماہوار کے مشاہرہ پر اکریڈیٹڈ اسٹنٹ کسٹرن مقرر ہوئے جس پر اب تک آپ مقام گوبائی میں نامور ہیں۔ آپ کی نمایاں خدمات کے جلد میں گورنمنٹ انگلشیہ نے ۷ جنوری ۱۹۱۷ء کو آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے بہادر کے خطاب سے معزز و مفتخر فرمایا۔ سکونت گوبائی کامروپ۔



جگن ناتھ بروائی۔ بی۔ اے۔ رائے بہادر۔ آپ کی ذاتی وجاہت کے اعتبار سے آپ کو ۳۔ جولائی ۱۹۱۷ء کو گورنمنٹ انگریزی نے مقام جوہاٹ کی آئری میجسٹری کے اختیارات عطا کیے اور علیٰ علیاقت کی وجہ سے آپ کلکتہ یونیورسٹی کے فیلو منتخب کیے گئے۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی ملکی خدمات کے جلد میں ۲۲۔ جون ۱۹۱۷ء کو آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے بہادر کا معزز خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت جوہاٹ۔ شہانگر۔



چینی لال سرواگی۔ رائے بہادر۔ گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی خدمات بابت کے جلد میں ۲۲۔ جون ۱۹۱۷ء کو آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے بہادر کے معزز خطاب سے

سرفراز فرمایا۔ سکونت ڈبردگڑھ۔



جادیب چند برہڑوا۔ رائے بہادر۔ ولادت ۱۷۷۷ء۔ آپ ۷۔ نومبر ۱۷۷۷ء کو گورنمنٹ انگریزی کے سلسلہ ملازمت میں داخل ہوئے اور بتدریج ترقی کرتے کرتے کلیم اپریل ۱۷۷۷ء کو ایک سو پچتر روپیہ ماہوار کے مشاہرے پر درجہ دوم کی سب ڈپٹی کلکٹری پر مامور ہوئے۔ آپ کی نمایان خدمات کے جلد وین گورنمنٹ نے ۳۰۔ اگست ۱۷۷۷ء کو آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے رائے بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت گولا گھاٹ۔



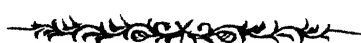
ہری چرن شرما۔ رائے بہادر۔ آپ کی ملکی نمایان خدمات کے جلد وین گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے ۳۰۔ اکتوبر ۱۷۷۷ء کو رائے بہادر کے خطاب سے معزز و مفتخر فرمایا۔ سکونت کچار۔



انظر حسین۔ خان بہادر۔ آپ کی اعلیٰ خدمات سلطنت کے صلیہ میں گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے ۲۵۔ مئی ۱۷۷۷ء کو خان بہادر کے معزز خطاب سے متاثر و سرفراز فرمایا۔ سکونت گوبائی کامروپ۔



قاسم حسین۔ تاج الملوک مرزا بہادر۔ پرنس۔ آپ سلطان عالم محمد واجد علی شاہ سابق شاہ اودھ کے نوین فرزند ہیں۔ آپ کو گورنمنٹ برطانیہ نے آپ کی خاندانی وجاہت کے اعتبار سے پرنس کے لقب سے لقب کیا۔ سکونت کلکتہ۔



عابد علی بہادر۔ مرزا قمر قدر۔ پرنس۔ سلطان عالم محمد واجد علی شاہ سابق بادشاہ

اودھ کے فرزند اکبر ہونے کے لحاظ سے گورنمنٹ انڈیا نے مشہد میں آپ کو پرس کے اعزازی لقب سے ملقب کیا۔ سکونت کلکتہ۔

آسان جاہ بہادر۔ مرزا پرس۔ آپ سابق بادشاہ اودھ کے دوسرے فرزند ہیں۔ گورنمنٹ انڈیا نے مشہد میں آپ کو پرس کے خطاب سے سرفراز کیا۔ سکونت کلکتہ۔

محمد جم جاہ علی بہادر۔ قرا احمد مرزا۔ پرس۔ آپ سلطان عالم محمد واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ کے تیسرے فرزند ہیں مشہد میں گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو پرس کے اعزازی خطاب سے مشرف کیا۔ سکونت کلکتہ۔

محمد جلال بہادر۔ مرزا پرس۔ آپ کو سابق بادشاہ اودھ کے پانچویں فرزند کی حیثیت سے گورنمنٹ نے مشہد میں پرس کا معزز لقب مرحمت فرمایا۔ سکونت کلکتہ۔

محمد عسکری بہادر۔ بلند جاہ۔ مرزا پرس۔ آپ سابق شاہ اودھ کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ کو گورنمنٹ انڈیا نے آپ کی خاندانی وجاہت کے اعتبار سے مشہد میں پرس کے خطاب سے مخاطب کیا۔ سکونت کلکتہ۔

محمد براہیم علی بہادر۔ عوالی مرتبت مرزا۔ پرس۔ آپ سابق بادشاہ اودھ کے آٹھویں فرزند ہیں لہذا آپ کو گورنمنٹ ہند نے مشہد میں پرس کے معزز لقب سے



ملقب کیا۔ سکونت کلکتہ۔

محمد رضا علی سلطان مرزا بہادر۔ پرنس۔ آپ سلطان عالم محمد واجد علی شاہ سابق بادشاہ اودھ کے تیرھویں فرزند ہیں۔ آپ کو گورنمنٹ انڈیا نے مسئلہ امین پرنس کے اعزاز میں خطاب سے مخاطب کیا۔ سکونت کلکتہ۔

محمد اصغر بہادر۔ مرزا ہمایون جاہ۔ پرنس۔ آپ سابق شاہ اودھ کے سولہویں فرزند ہیں لہذا آپ کے آبائی اعزاز کے لحاظ سے آپ کو گورنمنٹ انڈیا نے مسئلہ امین پرنس کے اعزاز میں خطاب سے مخاطب کیا۔ سکونت کلکتہ۔

محمد نقی علی بہادر۔ دلاور جاہ مرزا۔ پرنس۔ آپ سابق بادشاہ اودھ کے سترھویں فرزند ہیں۔ آپ کی خاندانی وجاہت کے اعتبار سے گورنمنٹ برطانیہ نے آپ کو مسئلہ امین پرنس کے لقب سے ملقب کیا۔ سکونت کلکتہ۔

محمد حسین باقر۔ کامیاب مرزا بہادر۔ پرنس۔ آپ سابق شاہ اودھ کے انیسویں فرزند ہیں۔ آپ کو گورنمنٹ انڈیا نے مسئلہ امین پرنس کے خطاب سے معزز کیا۔ سکونت کلکتہ۔

محمد اعجاز حسین بہادر۔ خادم الامۃ مرزا۔ پرنس۔ آپ سابق شاہ اودھ کے تیسویں فرزند ہیں۔ آپ کو گورنمنٹ انڈیا نے مسئلہ امین پرنس کا اعزاز میں خطاب مرحمت کیا۔ سکونت کلکتہ۔

کام بخش حسن مرزا بہادر۔ پرس۔ آپ سابق شاہ اودھ کے دسویں فرزند ہیں آپ کو گورنمنٹ نے آپ کے آبائی اعزاز کے لحاظ سے پرس کے معزز لقب سے طبع کیا سکونت کلکتہ۔

عبد السبحان۔ چودھری۔ نواب۔ آپ کو آپ کے ذاتی اعزاز کے طور پر ۳۔ جنوری ۱۹۳۱ء کو گورنمنٹ انڈیا نے نواب کے معزز خطاب سے مفتخر فرمایا۔ سکونت بوگرا۔

رستم جی دھنجی بھائی مہتا۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ ۲۲۔ جون ۱۹۳۱ء کو بحیثیت سابق شیرف کلکتہ خطاب مندرجہ بالا سے سرفراز فرمائے گئے سکونت کلکتہ۔

جے گوہند لا۔ آنریبل۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ بنگال لیجلیٹو کونسل کے ممبر ہیں یکم جنوری ۱۹۳۱ء کو بصلہ حسن خدمات خطاب سی۔ آئی۔ ای سے مشرف و ممتاز ہوئے سکونت کلکتہ۔

کیلاش چندربوس۔ رے بہادر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ خطاب اول الذکر سے یکم جنوری ۱۹۳۱ء کو اور آخر الذکر سے ۱۹۳۱ء میں مشرف و مفتخر فرمائے گئے سکونت کلکتہ۔

کالی ناتھ متر۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آپ خطاب مندرجہ سے ۱۹۳۱ء میں بطور اعزاز ذاتی مشرف و ممتاز ہوئے۔ سکونت کلکتہ۔

شمس جہان بیگم - ہربائینس - نواب - کراؤن آف انڈیا - آپ ممتاز و مشہور خاندان نظامت مرشد آباد کی یادگار ہیں۔ ۱۹۱۵ء کو خطاب کراؤن آف انڈیا سے بطور ذاتی اعزاز کے ممتاز و مفتخر فرائی گئیں۔ سکونت کلکتہ و مرشد آباد۔



ہمارائی مہوا ضلع سارن - تمنغہ یافتہ قیصر ہند - آپ ہمارا راجہ کمار گار و مسادیو سرن پرشاد ساہی ہمارا راجہ کمار ہتھوا کی والدہ ماجدہ اور سابق ہمارا راجہ کرشن پر تاب ساہ کی بیوہ ہیں۔ سابق ہمارا راجہ نے ۱۹۱۵ء میں انتقال کیا اس وقت اُنکے بیٹے موجودہ ہمارا راجہ بجالت نابالغی جانشین ہوئے اور آپ ریاست ہتھوا کی منتظم قرار پائیں۔ ہمارا راجہ گن ہتھوا لکھو چھپا برہمن خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک سو بیس پشتوں سے ضلع سارن میں بحیثیت راجہ متوطن ہیں۔ ۱۹۳۳ء میں بابو جتھر دھاری ساہی کو ہمارا راجہ بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ سند مورخہ ۳۱ - اگست ۱۹۳۵ء کے ذریعہ سے خطاب مذکور سابق ہمارا راجہ کو عطا ہوا جو ہمارا راجہ راجندر پر تاب ساہی بہادر کے فرزند ارجمند تھے اور جنکو ۱۹۳۵ء میں اعزازی تمنغہ اور ۱۹۳۵ء میں کے سی - آئی - ائی کا خطاب عطا ہوا تھا۔ سکونت ہتھوا - ضلع سارن۔



فیض النساء چودھرائن - نواب صاحبہ - آپ ہومن آباد کے خاندان کی یادگار ہیں۔ آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے گورنمنٹ ہند نے ۲۷ - مئی ۱۹۱۵ء کو نواب صاحبہ کا معزز خطاب مرحمت کیا۔ سکونت ٹہرا۔



رام نرائن سنگھ - راجہ بہادر - ولادت ۱۹۱۵ء - جناب ملکہ مظہر کے دربار قیصری دہلی کی تقریب میں بطور ذاتی اعزاز کے یکم جنوری ۱۹۳۵ء میں آپ کو یہ خطاب عطا ہوا۔

آپ کا تعلق اُس راجپوت خاندان سے ہے جو زمانہ سابق میں ریوان واقع وسط ہند سے  
 یہاں وارد ہوا تھا۔ نہ بھی سنگھ کے بعد اُنکے بیٹے ہندو نرائن سنگھ جانشین ہوئے جو راجہ  
 حال کے والد تھے۔ آپ نے ۱۸۴۷ء کی فطرسالی میں عمدہ خدمات انجام دیں۔ آپ کے  
 دو فرزند کمار سری نرائن سنگھ اور کار تک نرائن سنگھ ہیں۔ سکونت کھیرا۔ مونگیر۔

بھبھنی پر یابروانی۔ رانی۔ آپ کی ذاتی وجاہت اور خیر خواہانہ خدمات کے  
 صلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو رانی کے  
 معزز خطاب سے سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت گوری پور۔ گوال پڑہ

پر بھبت چندر بروا۔ راجہ۔ آپ کی خیر خواہانہ خدمات سلطنت کے صلہ میں  
 گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو بطور ذاتی اعزاز کے ۹ نومبر ۱۹۰۱ء کو راجہ کے معزز خطاب سے  
 سرفراز و ممتاز کیا۔ سکونت گوری پور۔ گوال پڑہ۔

رامیشری پرشاد نرائن سنگھ۔ راجہ۔ آپ ۱۸۷۷ء میں راجہ کے ذاتی خطاب  
 سے فائز ہوئے۔ سکونت مقصود پور۔ گیا۔

ہیمنت کماری دیہی۔ رانی۔ آپ کو یہ خطاب بطور ذاتی اعزاز کے ۱۹۰۷ء  
 میں گورنمنٹ ہند سے عطا ہوا۔ سکونت پتھیا راج شاہی۔

ہر پرشاد شاستری۔ پنڈت۔ ماہو پادھیا۔ یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو آپ کو  
 خطاب مذکور عطا ہوا۔ سکونت کلکتہ۔

مستقر امواہن کمرچی۔ رائے صاحب۔ آپ ہینئر پرایوٹ سکرٹری جناب نوب  
لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر ملاک مغربی و شمالی وادوہ کے دفتر میں خزانچی اور محاسب  
(اکونٹینٹ) تھے۔ حسن خدمات کے جلد وین ۱۹۵۷ء میں آپ رائے صاحب کے  
خطاب سے مخاطب ہوئے۔ سکونت دیتاپارا۔ سنتی پور۔ ندیا۔

رحیم بخش۔ خان بہادر۔ آپ کو گورنمنٹ انڈیانے آپ کی خدمات ملکی کے  
صلہ میں ۱۹۹۷ء میں خان بہادر کے خطاب سے ممتاز کیا۔ سکونت جلیپا گوری۔

بولی نرائن۔ بورہ۔ مسٹر۔ تفع یافتہ قیصر ہند۔ آپ کی ملکی خدمات کے جلد وین  
گورنمنٹ انڈیانے آپ کو تفع قیصر ہند درجہ دوم عطا فرمایا۔ سکونت آسام۔

سری سری دت دیوانیت ادھکار گوسوامی۔ تفع یافتہ قیصر ہند۔ آپ کو  
گورنمنٹ ہند نے آپ کی سلبک خدمات کے صلہ میں قیصر ہند درجہ دوم کا تفع مرحمت کیا۔  
سکونت آسام۔

سری سری نیروب وکھن پیت ادھکار گوسوامی۔ تفع یافتہ قیصر ہند۔ گورنمنٹ  
انگلشیہ نے آپ کو آپ کی خدمات ملکی کے لحاظ سے تفع قیصر ہند سے سرفراز فرمایا۔  
سکونت آسام۔

نرائن پرشاد۔ تفع یافتہ قیصر ہند۔ گورنمنٹ انڈیانے آپ کی ملکی بہمدی کے  
خدمات کے جلد وین ۱۹۷۷ء میں آپ کو قیصر ہند کا تفع مرحمت کیا۔ سکونت پٹنہ۔

نہایت سنگھ۔ تفریافتہ قیصر ہند۔ آپ کی سیکرٹری خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ نے آپ کو ستمبر ۱۹۰۷ء میں قیصر ہند کے تفر سے معزز کیا۔ سکونت بھاگلپور و کلکتہ۔

جلال الدین۔ مولوی۔ شمس العلماء۔ آپ کو آپ کی علمی فضیلت کے لحاظ سے گورنمنٹ انڈیا نے ستمبر ۱۹۰۷ء میں شمس العلماء کے معزز خطاب سے مفتخر کیا۔ سکونت بانکی پور ٹپنہ۔

شیخ احمد۔ مولوی۔ شمس العلماء۔ آپ مدرسہ کلکتہ کے ہیڈ مولوی ہیں۔ آپ کی عالمانہ قابلیت کی وجہ سے گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو ستمبر ۱۹۰۷ء میں شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا۔ سکونت نمبر ۳۔ مولوی لین کلکتہ۔

عبدالحمید۔ مولوی۔ شمس العلماء۔ آپ کو علمی لیاقت کی بنا پر گورنمنٹ ہند نے ستمبر ۱۹۰۳ء میں شمس العلماء کا اعزازی خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت مولوی امداد علی لین کلکتہ۔

محمد الہ داد۔ مولوی۔ شمس العلماء۔ آپ کی فضیلت علمی کی وجہ سے گورنمنٹ نے آپ کو ستمبر ۱۹۰۵ء میں شمس العلماء کے خطاب سے معزز کیا۔ سکونت کلکتہ۔

ذوالفقار علی۔ مولوی۔ شمس العلماء۔ علوم مشرقیہ میں تبحر حاصل ہونے کے لحاظ سے گورنمنٹ نے آپ کو ستمبر ۱۹۰۶ء میں شمس العلماء کے معزز خطاب سے مفتخر فرمایا۔ سکونت کلکتہ۔

شجاعت علی بیگ - مرزا خان بہادر - آپ کی ولادت ۱۲۸۷ء میں بمقام قطب پور مرشد آباد واقع ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد سبزواری ایران سے وارد ہندوستان ہوئے اور پہلے بنارس اور پھر مرشد آباد میں مستقل سکونت اختیار کی جہاں خاندان نظامت سے مراسم و ارتباط پیدا ہو گئے۔ نظامت مرشد آباد میں آپ کے والد مرزا سلامت علی بیگ کو ایک معتمدانہ خدمت سپرد تھی۔ اور آپ کی والدہ خاندان نظامت کی ایک پولیٹیکل نیشن خواتین - ہربائینس نواب بیگم مرشد آباد نے آپ کی پرورش و پر داحت کی۔ آپ کی پہلی شادی نظامت کی چھوٹی شاخ کے افسر خاندان نواب سید محمد زین العابدین خان بہادر فیروز جنگ کی بھانجی کے ساتھ ہوئی۔ آپ نے نواب ہائی اسکول مرشد آباد سے امتحان انٹرن پاس کیا۔ اسکے بعد گورنمنٹ اسکالرشپ حاصل کر کے آپ نے ہنگلی کالج اور پھر سینٹ زیویرس کالج کلکتہ میں تعلیم کی تکمیل کی۔ عربی - فارسی - اردو اور انگریزی میں آپ کو کافی مہارت حاصل ہے۔ ہربائینس نواب بیگم مرشد آباد نے جناب ملکہ عظمہ کی جو ملی کی یادگار میں ایک طالب علم کو تکمیل تعلیم کے لیے انگلینڈ روانہ کرنا چاہا چنانچہ ڈائریکٹر پبلک انسٹیٹیوشن کے مشورہ اور گورنمنٹ کی منظوری سے مرزا شجاعت علی بیگ منتخب ہوئے۔ آپ لندن میں پہونچ کر ٹل ٹیل میں داخل ہوئے لیکن قریب زمانہ امتحان علیل ہو کر ہندوستان واپس چلے آئے۔ وہاں آپ کو جناب ملکہ عظمہ و کٹوریہ کی حضوری اور جو ملی کے موقع پر ہربائینس نواب بیگم مرشد آباد کے تنہیت نامہ کے پیش کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ واپسی کے وقت آپ جج سے مشرف ہوئے۔ اسکے بعد دوبارہ نواب بیگم مرشد آباد کے ہمراہ جج کو گئے۔ وہاں ہندوستان کے بعد آپ سررشتہ تعلیم میں داخل ہوئے جس میں آپ مشرقی و مغربی زبان دانی میں کامل ثابت ہوئے۔ اسکے بعد آپ نواب بیگم صاحبہ کے نواسوں کے اتالیق اور معلم مقرر ہوئے۔ پرنس اسکندر علی میرزائے آپ بھی کی رائے سے ایک پرائیوٹ اسکول اور کلب قائم کیا اب آپ ہی مرشد آباد کی علمی ترقی کے باعث سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کی تصنیف میں المذیت

ایک مشہور کتاب ہے۔ آپ ہی نے کتاب المتاثرہ کو مدون فرمایا ہے۔ آپ لال باغ مینوسپلٹی کے سکریٹری اور وائس چیرمین رہے ہیں اور فی الحال کلکتہ کا رپورٹیشن کے مینوسپل کسٹمر ہیں۔ پرنس اسکندر علی مرزا کے انتقال کے بعد آپ ہرمانیٹس نواب بیگم صاحبہ کے مشیر خاص ہوئے۔ ۱۹۹۷ء میں جب ہرمانیٹس بیگم صاحبہ وارث ریاست ہوئیں تو کل امور ریاست آپ کو مفوض ہوئے اور آپ ان کے معتمد علیہ معین ہوئے۔ ہرمانیٹس نے آپ کی رائے سے لیڈی لیٹ ہوٹل وقف فنڈ۔ مدرسہ نسوان اسلامیہ سعادت منزل علیگڑھ وغیرہ میں مختلف موقعوں پر چندے دیے ہیں۔ مرزا صاحب کلکتہ کے امتحان انٹرنس کے اعلیٰ کامیاب طالب علم کو ہر سال ایک تمغہ دیتے ہیں۔ آپ مدرسہ نسوان کے سکریٹری۔ مدرسہ ہوٹل کیٹی کے ممبر۔ امام باڑہ ہنگلی اور محسن فنڈ کے متولی۔ سو برہن محمدن ایسوسی ایشن اور کلکتہ محمدن یونین کے پریسیڈنٹ اور ہنگلی محمدن ایسوسی ایشن کے آنریری وائس پیٹرن۔ بنگال زمینداری ایسوسی ایشن کے وائس پریسیڈنٹ اور مختلف پبلک انسٹیٹیوشنوں کے ممبر ہیں۔ آپ کی پبلک خدمات کے لحاظ سے گورنمنٹ نے آپ کو ۱۹۹۹ء میں خان بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اسی سال آپ نے نواب ناظم مرحوم اور نواب بیگم صاحبہ مرشد آباد کی دختر نواب شہر بانو بیگم سے عقد کیا۔ سکونت مرشد آباد۔ یا کلکتہ۔



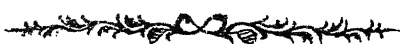
ابجے نرائن دیب۔ راجہ سدلی۔ راجہ کا خطاب موروثی ہے جو آپ کو ۲۹ جولائی ۱۹۸۰ء کو عطا ہوا۔ سدلی ضلع گوالیارہ واقع آسام کے مشرقی دوارون میں سے ہے جو بقیہ ملک دوار کی طرح بعد اختتام جنگ بھوٹان (۱۹۴۷-۱۹۴۵ء) برٹش گورنمنٹ کو تفویض ہوئی تھی۔ ۱۹۸۰ء کے بعد سے اس حصہ ملک کا انتظام کورٹ آف وارڈس کے پرہے۔ جملہ محاصل کا بیس فی صدی راجہ ابجے نرائن دیب کو دیا جاتا ہے جو راجہ گوری نرائن دیب کے جانشین ہیں۔ سکونت سدلی گوالیارہ۔



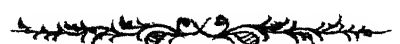
ابھیشوری دیوی۔ رانی بھینی۔ یہ خطاب موروثی ہے۔ آپ ۱۲۔ اگست ۱۸۶۷ء کو اس سے فائز ہوئیں۔ ریاست بھینی بھی مشرقی دوارون واقع آسام کے متعلق ہے۔ لیکن بھینی اپنے کوچ بہار کے شاہی خاندان سے منسوب کرتے ہیں۔ سدلی کی طرح یہ حصہ ملک بھی زیر انتظام سرکاری ہے۔ رانی بھینی علاوہ اسکے کہ وہ محاصل بھینی کی تحصیل وصول کرتی ہیں دو پرگنوں کی زمیندار بھی ہیں۔ سکونت و بھیتی گوا لپارہ آسام۔



چلو پھرو۔ چودھری۔ بوہنگ۔ آپ کی نمایاں خدمات کے جلد و مین گورنمنٹ انڈیا نے آپ کو ۱۹۰۲ء میں آپ کے آبائی اور موروثی خطاب بوہنگ سے معزز و مفتخر کیا۔ سکونت بندابن چنگاؤن۔



نفرو سین۔ مونگ راجہ۔ آپ ایک پہاڑی برہمنی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو موگھیا ارکانی کے نام سے موسوم اور چنگاؤن کے کوہستانی قطعات کے شمالی حصہ پر قابض تھا۔ اس خاندان کا بانی کھدو بہت سے مواضع کا سردار تھا۔ اُس کے بعد سے برابر نسلاً بعد نسل یہ خاندان اس جاگیر پر متصرف رہتا آیا۔ آپ کے والد مونگ راجہ نربدی ۱۸۶۹ء میں جانشین ریاست ہوئے۔ انھوں نے پہلی، لوشائی کی ہم مین گورنمنٹ برطانیہ کو قلی اور کشتیان وغیرہ ہم پہنچا کر مدد دی۔ اسکے جلد و مین گورنمنٹ نے مونگ راجہ کا خطاب موروثی قرار دیا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد آپ مالک ریاست ہوئے۔ سکونت مانک چری چنگاؤن۔

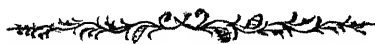


کرشن ناتھ نیا، پنچائُن۔ ہماہو پادھیا۔ ولادت ۱۸۵۷ء ساکھا۔ آپ مشہور عالم متبحر ارجن مسر کی اولاد میں ہیں جو ملک تھلایا بہار کے رہنے والے تھے اور جنھوں نے بعد کو بنادیا پائین بودو باش اختیار کی تھی۔ آپ کیشپ چندر ویدیہ رتنا کے فرزند اور

ابھے چرن ترکاب اکا سستی کے پوتے ہیں۔ آپ کا خاندان علم و فضل میں ہمیشہ ممتاز رہا ہے۔ آپ کے دادا نے بنادویپا سے منتقل ہو کر موضع پر باسٹھلی میں سکونت اختیار کی جو دریائے بنگلی کے شمالی کنارہ پر واقع ہے۔ آپ کے والد ماجد نے آپ کے بچپن ہی میں سفر آخرت اختیار کیا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے جو بہت راست باز ذہین اور ہوشیار تھیں آپ کی تربیت کی۔ آپ کو علوم ادب۔ بیان۔ نجوم۔ تانتر قدیم سمرتی۔ ایو بیدا۔ فلسفہ ہندی کے مختلف طریقوں اور دیگر مضامین میں ہمارت کاملہ اور واقفیت تامہ حاصل ہے۔ آپ نے سنسکرت میں نظم و نشر کی متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپ کے یہاں درس و تدریس کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔ دور و دراز کے طلبہ آپ کی تعلیم سے استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں گورنمنٹ نے آپ کو ماہو پادھیا کے علمی اور ذاتی خطاب سے مخاطب کیا۔ فی الحال آپ کی عمر اٹھتر سال کی ہے۔ سکونت پر باسٹھلی برہادوالہ



سید محمد۔ مولوی۔ آنر بیل۔ خان بہادر۔ آپ ۱۷۔ دسمبر ۱۹۳۷ء کو انگریزی وزارت میں داخل ہوئے۔ ۱۲۔ فروری ۱۹۴۷ء کو ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ پر ترقی کی۔ اس کے بعد ۳۔ جون ۱۹۴۹ء کو درجہ اول کے ڈپٹی مجسٹریٹ مقرر ہوئے اور ۹۔ مئی ۱۹۵۹ء کو بنگال لیجس لیٹو کونسل کی ممبری سے ممتاز ہوئے۔ آپ کی اعلیٰ خدمات کے جلد و بین آپ کو گورنمنٹ انڈیا نے ۱۹۶۰ء میں خان بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت ہوڑا۔



خدا بخش۔ مولوی۔ خان بہادر۔ آپ نے عرصہ دراز تک گورنمنٹ پلیڈری کے نازک فرائض انجام دیے ہیں۔ آپ کو خاص علمی ذوق ہے۔ پٹنہ میں آپ کا کتب خانہ ہندوستان میں مشہور ہے۔ اس میں علوم مشرقیہ کی نادر و نایاب قلمی کتابیں بکثرت ہیں۔ آپ کچھ زمانہ تک حیدر آباد دکن میں چیف جیسٹس بھی رہ چکے ہیں۔ آپ کی اعلیٰ خدمات سلطنت کے جلد و بین

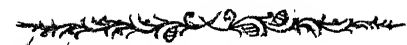
آپ کو گورنمنٹ انڈیا نے یکم جنوری ۱۸۸۳ء کو بطور ذاتی اعزاز کے خان بہادر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ سکونت پٹنہ۔



عبدالرحمان - اے۔ ایف۔ ایم۔ بیرسٹریٹ لا۔ خان بہادر۔ آپ نے ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو ملازمت انگریزی اختیار کی۔ یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو خفیضہ کی ججی پر ممتاز ہوئے۔ آپ دارالمجانین کلکتہ کے معائن بھی ہیں۔ آپ کی اعلیٰ خدمات گورنمنٹ کے جلد وین سلطنت انگلشیہ نے آپ کو ۱۸۹۶ء میں خان بہادر کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت کلکتہ۔ ولایت حسین۔ مولوی شمس العلما۔ آپ مدرسہ کلکتہ کے سکٹڈ مولوی ہیں آپ کو عالمانہ فضیلت رکھنے کی وجہ سے گورنمنٹ نے ۱۸۹۶ء میں شمس العلما کا خطاب مرحمت فرمایا۔ سکونت کلکتہ۔



اشرف علی۔ مرزا شمس العلما۔ آپ ہنگلی کالج کے پروفیسری کے منصب پر ممتاز ہیں۔ گورنمنٹ ہند نے آپ کے علمی تجربے کے لحاظ سے آپ کو ۱۸۹۶ء عیسوی میں شمس العلما کے خطاب سے مشرف کیا۔ سکونت کلکتہ وہنگلی۔



نولن بہاری سرکار۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ آپ کی ملکی خدمات کے جلد وین گورنمنٹ ہند نے آپ کو ۱۸۹۶ء میں قیصر ہند درجہ دوم کا تمغہ مرحمت فرمایا۔ سکونت کلکتہ۔



رام ناتھ۔ گھوش۔ تمغہ یافتہ قیصر ہند۔ آپ کی خدمات ملکی کے جلد وین گورنمنٹ نے آپ کو ۱۸۹۶ء میں تمغہ قیصر ہند درجہ دوم مرحمت فرمایا۔ سکونت کلکتہ۔







## منشی نول کشوری - آئی - ای - مرحوم

آپ کا زاد بوم بستونی ضلع علیگڑھ تھا۔ آپ ۱۲۶۸ء میں پیدا ہوئے تھے۔ جد و الا بتار راءے بالکنڈا اگرہ میں ضلع کے خزانچی تھے۔ منشی نول کشور اپنے والد منشی جہنپرشا کے دوسرے بیٹے تھے۔ منشی صاحب نے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی اور مسکی تکمیل اگرہ میں کی۔ اخبار اور کتب بینی کا آپ کو ابتدا ہی سے شوق تھا۔ چنانچہ آپ نے سوطھوین سال کلچر چھوڑ کر ایک اخبار نکالا۔ اُس زمانہ میں منشی ہر سکھ راءے مالک کوہ نور کو مطبع کے کاموں کے لیے ایک شخص کی ضرورت ہوئی۔ انھوں نے اس بارہ میں اپنے برادر مکرم راءے مکھن لال مرحوم سبج کو جو اُوقت اگرہ کے منصف تھے تحریر کیا اور راءے صاحب نے منشی صاحب کو لاہور بھیج دیا۔ منشی صاحب نے کچھ عرصہ تک مطبع کوہ نور کی ملازمت کی اور غدر ۱۲۷۵ء کے بعد لکھنؤ چلے آئے۔ منشی ہر سکھ راءے کو منشی صاحب کی لا لقا نہ خدمات بہت پسند آئیں۔ منشی صاحب نے ۱۲۷۵ء میں اپنا ذاتی مطبع لکھنؤ میں جاری کیا۔ کرنل ایٹ صاحب کشرانکے حامی و مربی تھے۔ ابتداً ایکجا مطبع ہمارا جہان سنگھ کی لکھی میں تھا۔ جس طرح منشی صاحب سرکاری خدمات کی انجام دہی میں مصروف و منہمک رہتے تھے اسی طرح ان کو اپنے ملک کی دسی زبانوں کی ترقی کا بہت بڑا خیال تھا۔ آپ نے سرکاری کام کے ساتھ ساتھ سنسکرت - عربی - فارسی اُردو اور ہندی کی بہت سی کتابیں طبع کیں۔

اور آپکی اولوالعزمی سے ہندوستان کے ہر گھر میں آپکے مطبع کی چھپی ہوئی کتابیں ہونے لگیں۔  
 منشی صاحب نے صد ہا کتابیں جو قریب قریب معدوم ہو چکی تھیں بصرہ کثیر چھپوائیں  
 اور نہایت ارزان قیمت پر فروخت کیں۔ رامائن اور قرآن مجید کے متعدد ایڈیشن بار بار  
 طبع ہوئے اور یہ کتابیں بہان تک ارزان کر دی گئیں کہ غریب سے غریب گھر میں ان  
 متبرک صحائف کی کئی کئی جلدیں نظر آنے لگیں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی مذہبی کتب  
 کی اشاعت کو یہاں تک ترقی ہوئی کہ تمام ایشیائی ممالک حتیٰ کہ یورپ میں بھی مطبع  
 نوکسٹور کی کتابیں ملتی ہیں۔ منشی صاحب نے اپنی زندگی میں چار ہزار سے زیادہ مختلف  
 کتابیں شائع کیں اور اہل ملک کے خیالات میں رفعت اور بلندی پیدا کرنے کے لیے  
 منشی صاحب نے ٹاڈراجستان۔ سوانح عمری لارڈ لارنس۔ عہد نامہ جات ہند۔ تاریخ  
 مصر اور اس قسم کی صد ہا دیگر تاریخوں کے ترجمے اور علمی مذاق کی کتابیں شائع کیں۔  
 تاریخ روس مصنفہ سر ڈانلڈ میکنزی والس کو صرف اردو ہی زبان میں شائع نہیں کیا  
 بلکہ فارسی۔ ہندی۔ بنگلہ اور گورکھی زبانوں میں بھی اس کتاب کو چھپوا کر اہل ملک کو مستعد بہ  
 فائدہ پہنچایا۔ اپنے اہل وطن کو فرمانرواؤں کے خیالات سے ماہر کرنے کے لیے  
 منشی صاحب نے اکثر ویسٹ انڈین اور لفسٹنٹ گورنروں کی تقریروں کے ترجمے بھی شائع کیے  
 اور ان ترجموں کے ذریعہ سے اردو زبان میں ایک علمی روح پھونک دی۔ ان تراجم میں ایک قابل  
 قدر ترجمہ علاج بر محل ہے جو فن جراحی میں ایک لائٹانی کتاب ہے اور باجائز خاص علیحضرت  
 قیصرہ مرحومہ کے چھاپی گئی ہے۔ فن طب میں بوعلی سینا کا قانون عربی سے اردو میں  
 ترجمہ ہوا جسکی کئی جلدیں ہیں۔ فسانہ آزاد جو فسانہ نگاری کے فن کا ایک نئے مثل نمونہ  
 ہے منشی صاحب کی قدردانی اور سرپرستی میں طبع ہوا تھا۔ علامہ عین نوکسٹور پریس  
 میں ایک امریکن آئے تھے انھوں نے مطبع کے متعلق جو خیالات امریکہ کے ایک نامی  
 اخبار میں ظاہر کیے تھے وہ ذیل میں قلمبند کیے جاتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوگا کہ

منشی صاحب اپنے ملک کی دونوں عظیم جماعتوں کی خدمت میں اس سرگرمی اور  
 نے تعصبی سے مصروف تھے کہ لوگ انھیں یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ وہ ہندو تھے یا مسلمان۔  
 ”ہندوستان کے باشندے جلد جلد مغربی طریقے اختیار کرتے جاتے ہیں اور قدیم  
 مذاہب کے بیدار کرنے والوں میں ایک منشی نوکسور کا چھاپہ خانہ ہے۔ اس مطبع سے تمام  
 جزیرہ نما ہندوستان کو کتابیں جاتی ہیں۔ منشی نوکسور ایک عالمی دماغ اور بلند صولہ  
 شخص اور پیشہ کی حیثیت سے بالکل بے تعصب ہیں اور گوشت کے مطبع میں اسلامی مذہبی  
 کتابیں بہت کثرت سے طبع ہوتی ہیں لیکن وہ برہمنوں اور بودھ مت والوں کی کتابیں بھی  
 ایسی مستعدی سے شائع کرتے ہیں جس مستعدی سے اسلامی کتب اور رسالے چھاپتے  
 اور کم قیمت پر فروخت کرتے ہیں۔ مطبع منشی نوکسور حضرت گنج کے متعلق بیشمار عمارتیں ہیں  
 جو ایک وسیع رقبہ کو گھیرے ہوئے ہیں اور صد ہا آدمی ہر طرف اپنے اپنے کاموں میں مصروف  
 نظر آتے ہیں۔ مطبع میں نہ صرف ہندوستان بلکہ ترکی۔ افغانستان۔ عرب اور یورپ سے  
 فرمائشیں آتی ہیں۔ اس مطبع کا رقبہ اس قدر بڑا ہے کہ یورپ میں اس کی قیمت پانچ لاکھ ڈالر سے  
 کم نہوگی۔ منشی نوکسور ایک ایسے ہوشیار شخص ہیں کہ ولایت سے ٹائپ تک نہیں منگواتے  
 بلکہ حروف ڈھالنے کا ایک ایسا کرتب سیکھ لیا ہے کہ خود تیار کر لیتے ہیں۔ اس بڑے  
 کارخانہ کا بہت بڑا کام پتھروں سے ہوتا ہے۔ پرسوں کے چلنے کے متعدد دکرے ہیں  
 جن نے ایک کمرے میں کٹھ پریس شمار کیے جو ہاتھوں سے چلائے جاتے تھے اور ہر شخص کو اپنے  
 اپنے کام میں مصروف پایا۔ پتھروں کی تعداد بیشمار تھی جنکے چالان جرمن وغیرہ سے  
 برابر چلے آتے ہیں۔ المپائن واقع پریس کے کارخانہ کی طرح کارخانہ نوکسور میں بلیف  
 وتصنیف کا بہت بڑا کام کارخانہ کے اندر ہی ہوتا ہے۔ اس کارخانہ کا گودام عجائبات

صاحب موصوف منشی نوکسور مرحوم کو مسلمان سمجھتے تھے۔

۴ ڈالٹر اڑھانی روپیہ کا ہوتا ہے۔

سے ہے۔ اس مطبع میں بارہ سو آدمیوں سے کم نہیں ہیں۔“

اس کے بعد منشی صاحب نے اور بھی صلاحیں کیں پہلے بہت سا کام دستی پر سیوں سے ہوتا تھا اور اب بھی ہوتا ہے مگر انکے علاوہ ٹیس بڑی بڑی مشینیں ہیں جو انجن سے چلتی ہیں۔ منشی صاحب نے مطبع جاری کرنے کے بعد اودھ اخبار جاری کیا جو ابتدائے ہفتہ میں ایک اور دو اور تین بار شائع ہوتا تھا مگر کچھ دنوں بعد روزانہ شائع ہونے لگا۔ اس اخبار کو جاری ہونے چالیس برس سے زیادہ ہوئے جو بفضلہ تعالیٰ اب تک اسی طرح جاری ہے۔ اس اخبار نے غدر کے نازک زمانہ کے بعد سے اہل ملک کی جو خدمت شروع کی ہے اسکا گورنمنٹ عالیہ اور ملک نے وقتاً فوقتاً اعتراف کیا ہے۔ پریوٹ کارخانوں کے مالکوں میں منشی صاحب ان طبیب نفس بزرگواروں میں سے تھے جو اپنے ملازموں کی خدمات کی داد دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں تقریباً پانسو روپیہ ماہوار بطور مشین کے قدیم ملازموں اور انکی بیویوں کو دیا جاتا تھا جو اب بھی بدستور دیا جاتا ہے منشی صاحب کو حسب طرح اشاعت علوم کا خیال تھا اسی طرح ملکی خدمات میں بھی وہ ہمیشہ سرگرم رہتے تھے۔ آپ نے کئی فنڈوں میں بیس بیس ہزار روپیہ کمیشن چنڈہ دیا ہے آپ نے پندرہ مختلف انجمنوں میں اپنے کارخانہ کی کل مطبوعہ کتب کی ایک ایک جلد عطا کی ہے۔ ان کتب خانوں کی مجموعی قیمت چار چار ہزار روپیہ سے زیادہ ہے۔ منشی صاحب کو حرف و صنائع سے کمال دلچسپی تھی چنانچہ لکھنؤ پیر پل کمپنی انکی مساعی کی شاہد صادق ہے۔ منشی صاحب انزیری مجسٹریٹ ممبر مینوبیل کمیٹی جیل کے انزیری انسپکٹر اور آلہ آباد یونیورسٹی کے فیلو تھے۔ شش ماہ میں منشی صاحب کو گورنمنٹ عالیہ نے انکی پبلک خدمات کے صلہ میں سی۔ آئی۔ اے۔ اسی۔ کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ منشی صاحب نے ۱۹ فروری ۱۹۵۵ء عیسوی کی شب کو دفعۃً واحدۃً انتقال فرمایا۔



## عملہ تالیف و ترتیب

یہ کتاب اُس وقت تک نامکمل رہیگی جب تک میں مطبع کے اُن معاونوں اور افسروں کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے مجھ کو اس کتاب کی تالیف و ترتیب اور طبع اور تیاری میں بیش بہا مدد دی۔ جنکے گروپ بھی اس کتاب میں شامل ہیں۔ سب سے اول مجھ کو منشی جالیا پرشاد سکرٹری و ایڈیٹر اور وہ اخبار کا مشکور ہونا چاہیے جنہوں نے سولخ عمریوں کی تہذیب و ترتیب اور صلاح میں بہت بڑا حصہ لیا اور اپنے قابلانہ مشوروں سے نہایت قیمتی اعانت دی۔ منشی احمد علی کمال جبکا تعلق اور وہ اخبار سے ہے ابتدا سے سولخ عمریوں کی تلخیص اور ترتیب کے کام میں شریک کیے گئے اور انہوں نے اپنا فرض نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے ادا کیا۔ عرصہ ہوا آپ رسالہ جام جم اور اخبار زندہ دل کے ایڈیٹر تھے۔ ان کے علاوہ پروفیسر مرزا محمد ہادی بی۔ نے منشی انتظار علی بی۔ سے اور منشی احمد علی بی۔ نے انگریزی سولخ عمریوں کے ایک بہت بڑے حصہ کا ترجمہ اور اقتباس کیا۔

## عملہ طبع و صحت وغیرہ

انطباع صحیفہ زیرین کا کام بابور ام کشور بھارگو۔ بی۔ نے جنرل مینجر مطبع کی عام نگرانی اور اہتمام میں ہوا۔ اس کتاب کی عاجلانہ اشاعت آپ کی ساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ طبع و تصاویر کا انتظام اُنکے اسسٹنٹ بابو کدرا ناتھ نے کیا بابو دھیان سنگھ سپرنٹنڈنٹ اور وہ اخبار کو دفتر کا انتظام سپرد تھا اور اس مشکل کام کو انہوں نے نہایت محنت اور لیاقت سے انجام دیا بابو امر اولال مینجر ٹپو۔ ایک لائق افسر ہیں آپ نے علاوہ دیگر فرائض کے اس کتاب کی جلد بندی کا انتظام کیا۔ تصویروں

کی تیاری کا کام مٹر-سی۔ ٹی اٹنی کے سپرد تھا آپ نے اس کا راہم کو حتی الوسع کامل احتیاط اور ہوشیاری سے پورا کیا۔ منشی چندی پر شاو کا تعلق رسل و رسائل اور خط و کتابت سے تھا آپ نے اپنے مفوضہ فرائض کو اس لیاقت اور خوبی سے انجام دیا جو بہت کچھ قابل تعریف و توصیف ہے۔ منشی عنایت حسین مطبع کے منصرم ہیں آپ کا تعلق نہایت قدیم ہے۔ چھپائی کے فن میں آپ کو کامل دستگاہ ہے اور اس کام کو آپ نے اسی مطبع میں سیکھا ہے۔ صحیفہ زرین کی چھپائی اور پلٹ ہے تصاویر کی ترتیب میں آپ نے کمال محنت اور عرق ریزی کی۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا جب ہزارنہ سرجی۔ ڈی۔ لاٹوش صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر مالک متحدہ آگرہ و اودھ نے مطبع میں قدم رنجہ فرمایا تھا تو آپ نے ہزارنہ و پارٹی کو چھپائی کے متعلق چربہ کی صنعت کا ایک دلچسپ نمونہ دکھا کر نہایت مخطوفا کیا تھا۔ آپ کو شاعری کا بھی شوق ہے۔ عنایت تخلص کرتے ہیں اور سید عباس حسن فصاحت سے تلمذ حاصل ہے۔ مولوی عبدالقادر علامہ صحت کے افسر ہیں آپ ایک عالم شخص ہیں اور دیوبند آپ کا قدیم مسکن و موطن ہے شیخ حسین خدا۔ خاندانی خوشنویس اور اس فن کے مسلم الثبوت استاد ہیں۔ آپ کی لکھی ہوئی نسخ و نستعلیق کتابیں تمام ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہیں۔ مطبع سے آپ کا تعلق نہایت قدیم ہے آپ نے صحیفہ زرین کی کتابت میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ خدا تخلص کرتے ہیں۔ منشی شمس الدین اعجاز رقم فن خطاطی کے مسلم الثبوت استاد ہیں۔ آپ کی لکھی ہوئی کتابیں سنگ چسپیدہ مطبع میں موجود ہیں۔ مولوی تصدق حسین رضوی متخلص بہ عاشق آپ ایک مشہور بزرگ ہیں۔ مذہب امامیہ کے متعلق آپ کی درست کردہ تحفہ العوام جمین اپنے صد ہا کارآمد چیزیں اضافہ کی ہیں اور آپ کی تالیف لغات کشوری نہایت مقبول کتابیں ہیں۔ شاعری میں بھی آپ کا مذاق نہایت اعلیٰ ہے۔ صحیفہ زرین کے پردفون کی صحت کا کام آپ کے سپرد تھا۔ منشی وزیر علی انجم ایک نازک خیال شاعر ہیں اور شاعری کے علاوہ فنون

لطیفہ کی شاخ مصوری میں آپ کو بڑی دلچسپی ہے۔ صحیفہ زرین میں مصوری کے متعلق بہت سا کام آپ نے انجام دیا۔ سید مصطفیٰ عرف یعقوب مسیح آپ اصلاح سنگ اور محکوس نویسی میں فرد ہیں۔ آپ نے اس کتاب کے پتھروں کی اصلاح نہایت محنت اور لیاقت سے سرانجام کی ہے۔ مسیح آپ کا خاندانی لقب ہے۔

اب مجھے صرف اس قدر اور کہنا ہے کہ جس کاغذ پر صحیفہ زرین طبع ہوا ہے وہ ایرانڈیا (کویر) پیر مل کا بنا ہوا ہے جسکی بنیاد جناب منشی نوکشور مرحوم نے ڈالی تھی۔



1011-1012



۳۳۲۶۵	داخله منبر
۶۲	فمنبر
	تایمنبر